

ردّ قادیانیت

رسائل

● مولانا شوکت اللہ میری رحمۃ اللہ علیہ

● جناب مظہر الدین ملتان

احتساب قادیانیت

جلد ۵۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مضوری باغ روڈ، ملتان - فون : 061-4783486

ردّ قادیانیت

رسائل

احیاء قادیانیت

۵۸

● مولانا شوکت اللہ میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

● جناب مظہر الدین ملتانی

عالمی مجلس تحفظ احکام و سنن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

- نام کتاب : احساب قادیانیت جلد اول (۵۸)
- مصنفین : مولانا شوکت اللہ میرٹھی
- جناب مظہر الدین ملتانی
- صفحات : ۶۳۰
- قیمت : ۳۰۰ روپے
- مطبع : ناصر زین پریس لاہور
- طبع اول : ستمبر ۲۰۱۳ء
- ناشر : عالی مجلس تحفظ مکتبہ نبوت جنوری باغ روڈ ملتان

Fb: 061-4783486

فہرست رسائل مشمولہ..... احتساب قادیانیت جلد ۵۸

۱۵	حضرت مولانا اللہ وسایا	عرض مرتب	☆.....
۱۷	حضرت مولانا شوکت اللہ میرٹھی	ضمیمہ شحنہ ہند ۱۹۰۴ء۱
۳۱۱	جناب مظہر الدین ملتانی	تاریخ محمودیت۲
۵۲۳	" "	کمالات محمودیہ۳
۵۴۳	" "	ربوہ کا پوپ۴

تفصیلی فہرست شحنہ ہند ۱۹۰۴ء

	ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ	شمارہ ۲، ۱	کیم و ۸ جنوری ۱۹۰۴ء
۱۸	آسانی نشان۔				مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۲۲	آغاز سال وساقی نامہ توحید۔				مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
	ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ	شمارہ ۳	۱۶ جنوری ۱۹۰۴ء
۲۳	حقیقی قادیان کی منکوم تردید۔				۲۰۰ لدھیانوی!
۲۷	افغانی مینڈ حاصلہ عبداللطیف لے پالک کی بیعت میں۔				مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۳۰	مسئلہ معراج پر امر وی صاحب۔				مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۳۱	مرزائی جماعت۔				مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
	ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ	شمارہ ۴	۲۳ جنوری ۱۹۰۴ء
۳۳	مرزا قادیانی کے کالمی مری کی حرام موت نہ کہ شہادت۔				مقول رسالہ اشاعت القرآن!
۴۰	مرہم صلی۔				ماخوذ از رسالہ ترقی لاہور!
	ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ	شمارہ ۵	کیم رفروری ۱۹۰۴ء
۴۳	خاتم الانبیاء اور خاتم الخلفاء۔				مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

-۲۲ مرزائی اخبار الحکم کی کاپی پلٹ۔
 ۳۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۳۳ تلوار کی جگہ قلم اور زبان کا جہاد۔
 ۳۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۴۴ ہندوستانی قیام برسر دو جہاں پنجاب۔
 ۳۷ محمد فاروقی لاہوری!
-۵۵ مولوی محمد کرم الدین صاحب کی فتح۔
 ۳۸ ایک مبصر از گورداسپور!
-۶۶ نظم ارمغانی بخسود دو جہاں قادیانی۔
 ۵۰ ارمغانی سیالکوٹ!
-۱۱ ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۶ ۸ فروری ۱۹۰۳ء
-۱۱ قادیانی شاعری۔
 ۵۲ ۳۰۰۔ لودھیانہ!
-۲۲ قادیانی کی خود ستائی اور اس کے چیلوں کی واٹھائی۔
 ۵۲
-۳۳ قصیدہ۔
 ۵۳
-۴۴ وہ آسانی نشان ظاہر ہوا۔
 ۶۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۱۱ ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۷ ۱۶ فروری ۱۹۰۳ء
-۱۱ مرزا قادیانی کا تحریری اقبال۔
 ۶۱ الحمد ہی!
-۲۲ کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور۔
 ۶۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۳۳ لاہور میں مرزائی مجلس۔
 ۶۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۱۱ ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۸ ۲۳ فروری ۱۹۰۳ء
-۱۱ عیسیٰ مسیح صاحب شریعت نہ تھے۔
 ۶۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۲۲ مرزائی مقدمات۔
 ۶۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۳۳ مرزائیوں کا مقدمہ سیالکوٹ میں۔
 ۶۷ ابو عبد اللہ فریح اللہ!
-۴۴ مرزائیوں کی دوبارہ ہکست۔
 ۷۱
-۵۵ مجددانہ مشرقی کی پیشنگوئیاں۔
 ۷۱ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۶۶ مجدد کی صداقت کا آسانی نشان۔
 ۷۲ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۷۷ وہی مرزا قادیانی کا جہاد۔
 ۷۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۸۸ ناکامی پر ناکامی۔
 ۷۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۹ یکم مارچ ۱۹۰۳ء
- ۱ دین میں مدد سے۔
 ۲ ایک نیا مہدی پھانسی دیا گیا۔
 ۳ مرزا کے الہامی مقدمات۔
 ۴ مرزائی مقدمات کا خاکہ۔
 ۵ حضرت مولانا میر علی شاہ کی شہادت۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۸۲
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۱۰ ۸ مارچ ۱۹۰۳ء
- ۱ شریک و مخالف۔
 ۲ تمام انبیاء ناکام رہے۔
 ۳ مسیح موعود کے آنے پر تلواریں کے تمام جہاد ختم ہو جائیں گے۔
 ۴ ہماری پیشینگوئیاں۔
 ۵ مرزا قادیانی کی بعثت کی غرض۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۹۲
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۱۱ ۱۶ مارچ ۱۹۰۳ء
- ۱ یارسول اللہ۔
 ۲ مراسلہ۔
 ۳ مرزا قادیانی حضرت حسین سے افضل۔
 ۴ موت کی پیشینگوئی اور طاعون۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۹۸
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۱۲ ۲۳ مارچ ۱۹۰۳ء
- ۱ مردے پر قتل اور فاتحہ۔
 ۲ مرزائی مقدمات۔
 ۳ اردو زبان میں تازہ چھپا ہوا ابھام۔
 ۴ نبی بھی اور اتنی بھی۔
 ۵ مرزا قادیانی پر فردر اردو جرم لگائی گئی۔
 ۶ ایک ایک حکم دراصل گورنمنٹ ہے۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۰۷

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۱۳	کیم اپریل ۱۹۰۴ء
۱..... مرزا قادیانی کے گلے میں استروں کی مالا۔	۱۰۹ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۲..... مرزا قادیانی پر فرد جرم۔	۱۱۲ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۳..... مسلسل فوجداری مقدمات۔	۱۱۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۴..... مرزاہیت سے توبہ۔	۱۱۵ مولانا ظہیر الرحمن انبالوی!
۵..... اصلاح تمدن اور قرآن مجید۔	۱۱۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۱۴، ۱۵ ۸ و ۱۶ اپریل ۱۹۰۴ء	
۱..... آخری الہام۔	۱۱۹ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۲..... ماموریت و ہلاکت۔	۱۲۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۳..... ملہم کا اعتقاد پر ملہم پر۔	۱۲۱ اللہوت۔ جنگ!
۴..... انکار حجرات۔	۱۲۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۵..... آسانی نشان کانپور۔	۱۲۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۶..... مرزا قادیانی کے مشن کا پلٹیکل پہلو۔	۱۲۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۱۶ ۲۳ اپریل ۱۹۰۴ء	
۱..... آسٹریائی حکومت کے سربراہ جیف کورٹ۔	۱۲۹ قاسم علی خان ہیدنگرک سرہندا
۲..... نئی اور مجددی فرقہ۔	۱۳۲ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۳..... مرزائی جماعت۔	۱۳۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۴..... وہی مدنی شاہ والا معاملہ۔	۱۳۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۵..... گالیوں بھرے خطوط۔	۱۳۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۱۷	کیم مئی ۱۹۰۴ء
۱.....	۱۳۸ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۲.....	۱۳۹ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۳..... اصول مذہب۔	۱۴۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

- ۱۳۳ ۴ مرزا قادیانی کو خدا کی طرف سے مہلت۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۳۵ ۵ گورڈا سپورٹس قادیانی مقدمہ۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۳۶ ۶ مرزائی مذہب اور منافقانہ کارروائی۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۱۸ ۸ مئی ۱۹۰۴ء
- ۱۳۸ ۱ انبیاء کے معجزات درحقیقت معجزات قدرت ہیں۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۵۱ ۲ وہی وقات سبح۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۵۳ ۳ ایک لے پالک کے آنے کی ضرورت۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۵۶ ۴ مرزا قادیانی کے دوسج۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۱۹ ۱۶ مئی ۱۹۰۴ء
- ۱۵۸ ۱ مرزائی مذہب کی حقیقت۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۶۳ ۲ ایک خدا کے آنے کی ضرورت۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۶۵ ۳ انت منی بمنزلہ عرشى
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۶۷ ۴ مرزائی مقدمات کی نسبت طرح طرح کی افواہ۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۲۰ ۲۳ مئی ۱۹۰۴ء
- ۱۶۹ ۱ ہمارا رویہ صادقہ۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۶۹ ۲ مرزائی اخبار الحکم کی فریاد۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۷۰ ۳ بے معنی الہام قاری۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۷۱ ۴ آیت قرآن کا صرف عن لظاہر۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۷۳ ۵ مرزا اور مرزائیوں کو دوسروں پر یہ انعام۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۷۳ ۶ گردہ الہمدیٹ پر زلہ۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۷۵ ۷ جنگ کا نام صلح۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۷۶ ۸ ذمہ کی فیشن سے بہت دور جا پڑے ہیں۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۱۷۷ ۹ نئی ناقص اور دجال۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۲۱ یکم جون ۱۹۰۴ء

- ۱ مرزا قادیانی حق و حقائق کا سلسلہ کر گئے۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۷۹
- ۲ کیا مرزا قادیانی حق و حقائق کا سلسلہ کر گئے ہیں۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۸۰
- ۳ وہی سچ علیہ السلام کا قتل و صلب۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۸۲
- ۴ اہل اسلام کو کسی آسمانی نشان کی ضرورت نہیں۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۸۳
- ۵ منارۃ الساج۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۸۶

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۲۲ ۸ جون ۱۹۰۴ء

- ۱ مرزا کا اعتقاد قرآن مجید کی نسبت۔
 اخبار الحدیث! ۱۸۷
- ۲ تصویر پرستی۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۸۸
- ۳ اصلاح تمدن۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۰
- ۴ مرزائی الہامات اور مقدمات۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۱
- ۵ مرزا قادیانی کو بہت کی ضرورت نہیں۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۲
- ۶ ظالموں کو سب و محرم کرنا۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۳
- ۷ مرزائی مقدمات۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۳
- ۸ مرزا قادیانی کے دعویٰ کا اعلان۔
 مولانا عبد الکریم قہرری! ۱۹۳
- ۹ دعا بے شک حق ہے۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۵
- ۱۰ عجیب فقرہ۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۶

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۲۳ ۱۶ جون ۱۹۰۴ء

- ۱ الزامات و اتہامات۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۱۹۷
- ۲ جہاد قرآنی و مرزائے قادیانی۔
 اشاعت القرآن! ۱۹۹
- ۳ عدالت کی شکایت۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۰۱
- ۴ مرزا قادیانی کے سچ موعود ہونے کی دلیل۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۰۲
- ۵ رویت اور آسمانی و قدرتی نشان۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۰۳

ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۲۴ ۲۴/ جون ۱۹۰۴ء

۱ محمد پراہما۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۰۶

۲ وہی سچ کا صلب اور قتل۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۰۷

۳ مرزا قادیانی کا کوئی چارمیرٹھ طاعون سے نہیں مرا۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۱۰

۴ مرزائی مقدمات۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۱۲

۵ مہلک سچ اور طاعونی نبی۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۱۳

ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۲۵ یکم جولائی ۱۹۰۴ء

۱ الہام کی حقیقت۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۱۵

۲ موت کی دمک۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۱۷

۳ اخبار الحکم کی فراود۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۲۰

۴ مرزائی مذہب اور آریل مذہب میں کیا فرق ہے۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۲۲

ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۲۶ ۸ جولائی ۱۹۰۴ء

۱ قادیانی کا الہامی و حکوملا۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۲۳

۲ جواب سوالات۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۲۶

۳ مرزا قادیانی کی کھوس۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۲۷

۴ مرزا اور مرزائی بچھلا خواب دیکھتے ہیں۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۲۹

۵ اخبار پانیر اور مرزا قادیانی۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۳۰

۶ زہر باندھ جو صدقاتہ زؤل دہر دپلے ہدا کو ہمواد کیکر
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۳۱

ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۲۷ ۱۶ جولائی ۱۹۰۴ء

۱ نیچریوں پر مرزا قادیانی کا سب و سن۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۳۳

۲ مسلمان وہی ہے جو عیسیٰ سچ کی موت کا قائل ہو۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۳۵

۳ مرزائے قادیانی کی رسالت۔
چیسرا اخبار گورداسپورا ۲۳۶

۴ مرزائے قادیانی۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۳۷

۵ مرزا قادیانی کی تعلیم۔
مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۳۹

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۳۳ یکم ستمبر ۱۹۰۴ء

- ۱ مرزائی مقدمات۔ نامہ نگار اخبار احمدیہ! ۲۸۱
- ۲ مرزا قادیانی اپنے کاذب ہونے کے منکر ہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۸۲
- ۳ سیدنا اسحٰ علیہ السلام۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۸۳
- ۴ مولوی محمد احسن صاحب امر وہی میرٹھ میں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۲۸۷
- ۵ خطابت دعاوی مرزا۔ مولوی عصر جدید! ۲۹۲

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۳۴ ۸ ستمبر ۱۹۰۴ء

- ۱ ان دونوں میں کون سچا ہے؟ پیسا اخبار! ۲۹۶
- ۲ مرزا غلام احمد قادیانی۔ پبلک میگزین امرتسر! ۳۰۰
- ۳ نظم قرآن کے حقیر کرنے میں مرزا قادیانی کا کفر۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۰۱
- ۴ مرزا قادیانی کے نزدیک انبیاء معصوم نہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۰۴

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۳۶ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء

- ۱ نظم بردجال قادیانی۔ ۲۰۰ رلدھیانا! ۳۰۵
- ۲ مرزا قادیانی کے نزدیک تمام مذاہب حق پر ہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۰۹
- ۳ مرزائی مقدمات۔ نامہ نگار پیسا اخبار! ۳۱۱
- ۴ وہی وقایع مسیح۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۱۳

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۳۷ یکم اکتوبر ۱۹۰۴ء

- ۱ مرزا غلام احمد قادیانی۔ لیکچر لاہور۔ مولوی ممتاز علی اخبار تالیف و اشاعت! ۳۱۴
- ۱ حامد قادیانی سبالکوت کے لئے تھ۔ ۲۰۰۔ لردھیانا! ۳۱۹
- ۲ تیس ۳۰ راجاوں کا خروج۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۲۳
- ۳ آنحضرت ﷺ کی احادیث کا قادیانی حرفات سے مولانا۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۲۶

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۳۹ ۱۶/۱ اکتوبر ۱۹۰۳ء

- ۱ مرزا سزایاب ہو گیا۔ نامہ نگار! ۳۲۸
- ۲ آسمانی باپ نے لے پاک سے کیسا سلوک کیا۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۰
- ۳ مجدد کا الہام اور رویہ صادق۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۱
- ۴ دونوں فریق کو سزا۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۱
- ۵ ہر ایک دجال دوسرے دجال کا منکر ہے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۲

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۴۰ ۲۳/۱ اکتوبر ۱۹۰۳ء

- ۱ مرزا قادیانی کی اجمل۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۶
- ۲ تازیانہ عبرت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۷
- ۳ عجیب معرہ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۸
- ۴ سچے اور جھوٹے مسیح کی پرکھ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۸
- ۵ وہی آسمانی نشان۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۰
- ۶ مرزا کی مذہب اور عیسائی مذہب۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۳
- ۷ بے معنی الہام۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۳

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۴۱ یکم نومبر ۱۹۰۳ء

- ۱ قطعہ تاریخ سزایابی مرزا غلام احمد قادیانی۔ مولانا ابوالخضر محمد عبدالحق! ۳۳۵
- ۲ پانچواں دجال۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۵
- ۳ مرزا قادیانی مسیح موجود ہیں یا آریا؟ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۸
- ۴ مرزائیت کی کئی تاویلات کی طوفان میں ڈالوں ڈول ہے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۳۹
- ۵ دجال کی علامت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۵۱
- ۶ مرزائیت سے توبہ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۵۲

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۴۲ ۸ نومبر ۱۹۰۳ء

- ۱ مرزا اور مرزائیوں کا دجال۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۵۳

- ۲ تجی میں مرزا قادیانی کی اپیل۔
 ۳۵۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳ ضعیف حدیثوں سے استدلال۔
 ۳۵۹ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴ الخلافة بالمدينة والملك بالشام۔
 ۳۶۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۵ مرزا قادیانی کا فریب۔
 ۳۶۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ شمارہ ۴۳ ۱۶ نومبر ۱۹۰۴ء
- ۱ لات کا بھوت بات سے نہیں ماننا۔
 ۳۶۱ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۲ و دورتی والے کا دجال اور دجالن۔
 ۳۶۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳ ہر دجال دوسرے کو دجال بتاتا ہے۔
 ۳۶۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴ انبیاء سے ضد اور اولیاء سے ساز۔
 ۳۶۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۵ ناخلف منافق مرزائی۔
 ۳۶۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ شمارہ ۴۴ ۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء
- ۱ مرزا قادیانی کا نیا ساواگ۔
 ۳۶۸ پبلک میگزین!
- ۲ قادیانی سری کرشن یا لکوت میں۔
 ۳۶۹ اخبار الحدیث!
- ۳ مرزا سید کرشن جی مہاراج کو ڈھڑوٹ کر دو۔
 ۳۷۱ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴ ”وان من امة الا خلا فیہا نذیر“
 ۳۷۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ شمارہ ۴۵ یکم دسمبر ۱۹۰۴ء
- ۱ اسلامی نبی ہو کر کرشن جی کی پرستش۔
 ۳۷۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۲ مرزا قادیانی مہلبہ۔
 ۳۷۸ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳ اہل خارج۔
 ۳۸۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴ نبی بنا خالہ جی کا بازو نہیں۔
 ۳۸۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۵ مرزا قادیانی اور عبد اللہ چکر الوی۔
 ۳۸۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ شمارہ ۴۶ ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء
- ۱ قطع تاریخ سزایابی مرزا قادیانی۔
 ۳۸۵ مولوی محمد دیگادی!

- ۲ مرزا قادیانی کا کرکٹ کی طرح رنگ بدلنا۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۸۶
- ۳ مرزا قادیانی اپنے محبوب انبیاء کے سر پر تھوپتے ہیں۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۸۸
- ۴ مرزا قادیانی۔
 اخبار زمیندار! ۳۸۹
- ۵ بروز اور تاج۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۹۰
- ۶ مرزا اور مرزا سہیل کو مبارک۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۹۱
- ۷ صورت مثالی۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۹۲
- ۸ نام میں بھی خط۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۹۳

ضمیمہ فقہ ہند میرٹھ شمارہ ۴۷ ۱۶ دسمبر ۱۹۰۴ء

- ۱ گرجی سے چیلوں کی مخالفت۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۹۴
- ۲ بقیہ مرزا قادیانی اپنے محبوب انبیاء پر تھوپتے ہیں۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۹۶
- ۳ خرق اجماع غلطی کو مرد باد کرتا ہے۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۹۷
- ۴ خدائے تعالیٰ مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۰۰
- ۵ قادیانی کرش بننا۔
 آریا گزٹ! ۴۰۱

ضمیمہ فقہ ہند میرٹھ شمارہ ۴۸ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۴ء

- ۱ بروز ی نیرگی۔
 از رسالہ اتحاد! ۴۰۳
- ۲ کیا خود اہل کتاب ہیں۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۰۳
- ۳ احیاء اموات۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۰۵
- ۴ تصدیق انبیاء علیہم السلام۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۰۸
- ۵ ربوہ۔
 عصر جدید رسالہ! ۴۰۹
- ۶ قسمت کے دھکے۔
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مرتب

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى . اما بعد!

محض اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے احتساب قادیانیت کی جلد اٹھادون (۵۸)

نوش خدمت ہے۔

۱..... اس جلد میں ”ضمیمہ فتحۃ ہند ۱۹۰۴ء“ کی کھل قائل موجود ہے۔ اس کے ایڈیٹر

حضرت مولانا شوکت اللہ میرٹھی (مولانا محمد احسن میرٹھی) تھے۔

۲..... ”تاریخ محمودیت“ کے چند اہم مگر پوشیدہ اوراق اس کتاب کے مصنف جناب

مظہر الدین ملتانی تھے۔ ان کے والد فخر الدین ملتانی نے قادیانیت قبول کی اور ملتان سے قادیان

نقل ہوئے۔ ان پر جب قادیان کے دوسرے خلیفہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے چاشین مرزا محمود

قادیانی کی بدکرداری عیاں ہوئی۔ انہوں نے آواز اٹھائی۔ مرزا محمود نے ان کو قتل کرادیا۔

فخر الدین ملتانی کے بیٹے مظہر الدین ملتانی نے اپنی آنکھوں کے سامنے باپ کو قتل ہوتے دیکھا تو

مرزا محمود کے خلاف ہو گئے۔ چنانچہ مرزا محمود کی بدکرداری پر یہ کتاب لکھی۔ مگر مرزا محمود کے مخالف

ہونے کے باوجود آخر تک قادیانی رہے۔

۳..... کمالات محمودیہ: یہ بھی مظہر الدین ملتانی قادیانی کی مرتب کردہ ہے۔ اس کتاب کا

انہوں نے خود یہ تعارف قلمبند کیا ہے۔ ”بد باطن و جال (مرزا محمود) کے دجل فریب کے چند اہم مگر پوشیدہ ادراک درج کئے گئے ہیں۔“ اس کتاب نے بھی قادیانی مؤلف کے ہاتھوں مرزا محمود کو بے لباس کر دیا ہے۔

۳..... ربوہ کا پوپ: یہ کتاب بھی مظہر الدین ملتانی، قادیانی کی مرتب کردہ ہے۔ جس میں مرزا محمود ایسے ابن الوقت کے ناپاک سیاسی منصوبے، دینی سیاست کے پردے میں چہرہ دستیاں، حکومتی خاکے، فوجی نظام حکومت کے خواب، ربوہ سٹیٹ بینک وغیرہ، گشتی مراسلہ، ربوہ کے جاسوسوں کا کام، حکومت کی پالیسی کے راز چرانا، مرکزی حکومت نے اعلیٰ حکام کو خبردار رہنے کی ہدایت کر دی، ایسے بیسیوں عنوانات قائم کر کے مرزا محمود کے کردار کو تار تار ہوتے دکھایا گیا ہے۔

غرض احتساب قادیانیت کی جلد بڑا یعنی جلد اشعادوں میں دو حضرات کی چار کتب در سائل موجود ہیں۔

- ۱..... مولانا شوکت اللہ میرٹھی کے ضمیرہ شحہ ہند سال ۱۹۰۴ء کی مکمل فائل ۱ جلد
- ۲..... جناب مظہر الدین ملتانی کی ۳ کتب

گویا دو حضرات کی: ۳ کتب در سائل

اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔ فلحمد لله على ذلك!

محتاج دعا: فقیر اللہ وسایا

۹۲ ستمبر ۲۰۱۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَوْلَانَا شَوْکَتُ اللّٰهِ مِیْرُط
مَوْلَانَا شَوْکَتُ اللّٰهِ مِیْرُط

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

۱۹۰۴ء



مولانا شوکت اللہ میرٹھی

تعارف مضامین ضمیرہ فحمنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء یکم و ۸ جنوری کے شمارہ نمبر ۱، ۲ کے مضامین

.....۱	آسمانی نشان۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	آغاز سال و ساقی نامہ توحید۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱ آسمانی نشان

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہر شے ذرے سے لے کر صحرا تک اور قطرے سے لے کر دریا تک ضعیف پتھے سے لے کر قوی ہوکل ہاتھی تک اور تناور درخت سے لے کر بڑے کاہ تک سب آسمانی نشان یعنی صنایع کون و مکان اور خالق اُس و جان کی قدرت و صنعت کی مضبوط حجت و دہان ہیں مگر معلوم نہیں تاخلف لے پالک اور اس کے کھوسٹ باپ کی مراد آسمانی نشان سے کیا ہے۔ لے پالک کا ایمان یقیناً رب العالمین کی قدرت کے نشاںوں اور اس کے معجزات باہرہ اور علامات قاہرہ پر نہیں کہ اپنے لئے چنڈول نامعقول شیطانی باپ کے نشاںوں کے ظہور کا ہمیشہ منتظر رہتا ہے۔ لے پالک کا ایمان تو پروردگار عالم کی کم بزل وجود اور اس کی صفات کاملہ پر کیا ہوگا۔ خود باپ کا ایمان بھی نہیں۔

تو حال خاندانش راجہ ہرسی

سگ و سگ زادگان کرسی بہ کرسی

معلوم نہیں آسمانی باپ کو اپنے لے پالک سے کیا ضد آ پڑی ہے کہ لے پالک کو ذلیل کرنے اور جھوٹا بنانے کے لئے غلام الہام کرتا رہتا ہے۔ ایک آسمانی نشان تو یہ تھا کہ ضمیرہ فحمنہ ہند کی اشاعت بند ہو جائے گی اور اسی سال پر حصر نہیں سخرہ آسمانی باپ اپنے تاخلف لے پالک پر تین سال سے براہ الہام کرتا ہے کہ ضمیرہ سب بند ہوا۔ اور اب بند ہوا مگر کیا وہ کبھی بند ہوا ہے یا ہوگا ہاں برے کی اس میں وہ ضرور ہو جائے گا۔ فیسے نے تو دجالوں کی ناک میں جون اللہ القہار حیر ڈال رکھا ہے۔ یونٹی بند کر رکھی ہے۔ سروں پر آ رہ چلا رکھا ہے جب تک مہر و السنہ مشرقیہ اور فحمنہ توحید کے دم میں دم ہے اور خاصان الہی (مریضان و معاونان ضمیرہ فحمنہ ہند) کا سایہ عاطفت اس کے سر پر ہے بند ہو نہیں سکتا۔ ہاں برویت و دجالیت کی ترکی جلد تمام ہوئے جاتی ہے۔ انشاء اللہ

تعالیٰ ابھی ابھی امر تر سے چند معتد حضرات تشریف لا کر فریب خانہ پر فروکش ہوئے۔ ان کا بیان ہے کہ مرزا نیت کی ہوا اکھڑ رہی ہے۔ وہ دم توڑ رہی ہے۔ اس کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں۔ مرزا نیتوں کا ایک معتد بہ حصہ منحرف ہو گیا ہے۔ ضمیمہ کو دیکھ دیکھ کر لوگ مرزا نیت سے نفرت کرتے جاتے ہیں اور راہ راست پر آتے جاتے ہیں۔ اور چونکہ مرزا قادیانی نے لوگوں کو دم جھانسنے دے کر بہت سا کرمال جمع کر لیا ہے اور سادہ لوحوں کی گانٹھ کاٹ کر جائیدادیں اوروں کے نام سے خرید لی ہیں اور مستورات کو زیور مرصع بجواہرات سے سونے کی پتلیاں بنا دیا ہے۔ لہذا جن لوگوں پر طلسم کھلتا جاتا ہے۔

(یہاں اس شمارہ کے دو صفحات نہیں ملے۔ مرتب!)

ہی یقین کرتے ہیں اگرچہ ان کو آنحضرت ﷺ کی رسالت سے انکار ہے لیکن منصف مزاج علماء و حکماء یورپ اور اکثر مصنفین و مورخین آنحضرت ﷺ کو سچا رفار مر اور ہادی سمجھتے ہیں اور اصول مذہب اسلام کو قانون فطرت کے موافق بتاتے ہیں۔ صرف ایک ناخلف لے پا لک ہے جو دیگر انبیاء کو اپنی جعلی اور زوری بروزیت کے مقابلے میں نہیں دیکھ سکتا۔ نہ اس کے دل میں ان کی عظمت ہے۔ شوکت اللہ نے یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ مرزا قادیانی تو چینی الاصل اور پنجابی نژاد مغل ہیں۔ ان پر زبان عرب میں خلاف آئیہ ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ“ کیوں الہامات ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اس اعتراض کو تسلیم کیا اور اب ان پر علاوہ زبان عرب اردو اور فارسی زبان میں بھی الہام ہوتا ہے۔ آسمانی باپ نے جو پیر تالیخ ہے اردو اور فارسی زبان کا بھی آسمانی سکول سے ڈپلومہ لے لیا ہے۔

اور ان زبانوں میں بھی لے پا لک پر الہام کرنا شروع کر دیا ہے۔ لیکن اب یہ اعتراض ہے کہ ہندوستان تو مختلف اقوام و مذاہب کا مسکن ہے جن کی زبانیں بھی مختلف ہیں اور لے پا لک مظہر امام الزمان اور سب کا نبی۔ پس اب آسمانی باپ کو اس کی خاطر پشتو، کشمیری، سنسکرت، بھاشا، سرہٹی، گجراتی، سندھی، مارواڑی، بیواڑی، اگریزی وغیرہ کی تعلیم بھی سکول میں پانی پڑے گی۔ الغرض چاہئے لے پا لک کی خاطر غریب بوڑھا باپ سبھی جنم کرنے پر مجبور ہوگا۔ آپ جاننے لعل پیارا تو لعل کے خال بھی پیارے اور جب وہ امام الزمان ہے تو دنیا کی زبانوں، ٹرکی، فرنج، لاطینی، جرمنی، چینی، جاپانی، ڈنڈ وغیرہ زبانوں کا سیکھنا بھی آسمانی باپ کا فرض ہوگا۔ ورنہ لے پا لک اپنی

تبیت کی پوری تبلیغ نہ کر سکے گا۔ مگر اب اعتراض کا یہ پوچھنے کا کہ کسی نبی پر دنیا کی مختلف زبانوں میں غضبناک اور تکلیف مالا یطاق الہامات نہیں ہوئے۔ لیکن دنیا نے ان کو نبی تسلیم کر لیا۔ ایک لے پالک ہے کہ جب تک ساری خدائی کی زبانوں میں اس پر الہام نہ ہو۔ کوئی اس کو بروزی نبی اور امام الزمان نہیں مان سکتا۔

واقعہ قسمت ہائے اندھیر۔ نکتہ رسی ولے پالک نوازی عالم بالا معلوم شد۔ لیکن یہ یاد رہے کہ آسمانی باپ سینگ کٹوا کر کتنا ہی چھڑوں میں ملے مگر کسی زبان میں صحیح الہام کرنے کا سلیقہ اس کو کبھی نہ آئے گا اور وہی مثل ہوگی کہ گوسالہ ماہیر شد و گاؤ نھد۔ ہاں مجددانہ مشرقیہ کے بیت العلوم تجدید میں اگر آسمانی باپ تعلیم پالے تو کیا طاقت ہے۔ کہ غلط الہام کر سکے۔ مرزائی اخبار الحکم میں وقت کی شہنائی (وہی الہامات) یوں بجائی گئی ہے۔ ”کسکم ذاہب“ (تذکرہ ص ۵۰۰ طبع سوم) اس میں طرف غائب ہے یعنی آسمانی باپ نے یہ کہا ہے کہ تم میں سے ہر ایک جانے والا ہے اسے یہ بھی نہیں سوچھی کہ کہاں جانے والا ہے۔ ناقص الہام کو مجدد پورا کئے دیتا ہے۔ سب یوں پڑھو ”کسکم ذاہب الی دار البوار“ دوسرا الہام ”اکمل اللہ کل مقصدی“ (تذکرہ ص ۵۰۰ طبع سوم) یہاں مستغنی محذوف ہے۔ پورا الہام یوں پڑھو ”اکمل اللہ کل مقصدی الا ییمان“ پھر بھی یہ خطر رہے گا کہ آسمانی باپ یوں کہہ رہا ہے کہ اللہ نے میرا ہر مقصد پورا کیا۔

لے پالک کا ذکر نہیں کہ اس کا ہر مقصد اللہ نے پورا کیا۔ مجدد کے الہام نے یہ ثابت کر دیا کہ آسمانی باپ کو بھی ایمان حاصل نہیں۔ تیسرا الہام ”انی مع الرسول اقوم واقصدک واروم انت معی وانا معک“ (تذکرہ ص ۵۰۱ طبع سوم) یہ الہام پہلے بھی ہو چکا ہے پھر رسول اور ہے جو غائب ہے اور اقصک میں مخاطب حاضر اور ہے پہلے یہ الہام ہوا تھا ”انت منی وانا منک“ (تذکرہ ص ۲۲۲ طبع سوم) میں تجھ سے اور تو مجھ سے یعنی میں تیرا بیٹا تو میرا بیٹا۔ میں تیرا باپ تو میرا باپ۔ اس الہام کا یہ مطلب ہے کہ تو میرے ساتھ یعنی لے پالک باپ کے ساتھ اور باپ لے پالک کے ساتھ۔ دونوں کے لئے ایک معیت کافی نہیں۔ باپ کی معیت بیٹے کے ساتھ اور ہے اور بیٹے کی معیت باپ کے ساتھ اور آسمانی باپ گھاس کھا گیا ہے۔ اور لے پالک آلو۔

چوتھا الہام ”کبر عند اللہ موت هذا الرجل“ (تذکرہ ص ۵۰۱ طبع سوم) یعنی اس مرد کی موت بڑی ہے اور وہ اس کا مرتا نہیں چاہتا۔ مرنے کے واسطے تو عیسیٰ مسیح تھے۔ لے پالک تو منارے کی برتی پر ہمیشہ ہٹا کٹا بیٹھا رہے گا۔ پس هذا الرجل سے مراد خود لے پالک ہے اور اگر

مولوی کرم الدین صاحب یا کوئی اور صاحب مراد ہیں تو یہ تخریف ہے جس کی نسبت مرزا قادیانی عدالت میں توبہ نامہ لکھ چکے ہیں۔

پانچواں الہام ”ان اللہ لا یضر“ (تذکرہ ص ۵۰۱ طبع سوم) اس کا یہ ایک کلمہ بھی آسمانی باپ بھول گیا یعنی ”الا المتکبرین الملحدین“ خدائے تعالیٰ بے شک کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ مگر متکبروں منکروں، ملحدوں کو ضرور نقصان پہنچاتا ہے۔ کیونکہ وہ توحید و رسالت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ”ان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم محسنون“ (تذکرہ ص ۵۰۱ طبع سوم) تعجب ہے کہ اس قرآنی آیت میں کچھ دخل فصل تغیر تبدیل گھول میل نہیں کیا گیا۔ ”توری نصر امن عند اللہ وهم یعمہون“ (تذکرہ ص ۵۰۲، ۵۰۱ طبع سوم) نصر من اللہ“ اور یعمہون قرآنی آیت کا پورا کلمہ ہے جو جعلی لفظ تری کے ساتھ یوں چمک رہا ہے جیسے ظلمت میں نور۔ اس جعل سازی پر خدا کی مار اور تو کیا کہوں۔ چھٹا الہام ”فبشری للمومنین“ (تذکرہ ص ۵۰۰ طبع سوم) قرآن مجید میں ہے ”فبشر عباد الذین یستمعون القول الآیہ“ آپ پر اس کی جگہ یہ الہام ہوا ”لعنت اللہ علی الجاہد“ الہام ”..... مخرج ما کنتم تکتنون“ (تذکرہ ص ۴۹۹ طبع سوم) حق بر زبان جاری۔

یہ الہام تو آسمانی باپ نے لے پالک کے سب حال کیا ہے کیا معنی مقدمہ استغاثہ مولانا کرم الدین صاحب میں وکلاء نے جرح میں مرزا قادیانی سے سب کچھ اگلو الیا۔ ہر چند چھپایا مگر توبہ، توبہ۔ وکیل آپ جانتے ہیں ایک ہی کائیاں۔ وہ کوئی بات لگی لپٹی کب چھوڑنے والے ہیں۔ یہاں تو ہم آسمانی باپ کو شاباش دیتے ہیں اور لے پالک کے ڈنٹر ملتے ہیں۔ اب خیر سے فارسی اور اردو زبان کے الہامات بھی سنئے۔ ساتواں الہام ”بستر عیش“ (تذکرہ ص ۴۹۹ طبع سوم) ”خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود“ (تذکرہ ص ۴۹۹ طبع سوم) یہ الہام تو واقعی بہت چومہاتا ہے۔ جو شفقوری اور ریگ مایہ کی دم سے نکلا ہے اور زعفرانی طلوے میں تر ہتر ہو کر اور باہ کی قاب میں رکھ کر آسمانی باپ نے پیش کیا ہے کہ بچہ کچھ غم نہ کر۔ دنیا کے مزے تمہارے لئے ہیں۔

وفارق ابناک اذا ما ابناک

ومد شبناک وصد من سبخ

یعنی عیش اور مستی کی حالت میں اگر باپ بھی روکے تو اس سے جدا ہو جاو اور چار طرف اپنا جال پھیلا دے اور جو سامنے آئے اس کو ہٹا کر لے۔ آٹھواں الہام (اردو) ”ہماری فتح۔ ہمارا غلبہ۔“ (تذکرہ ص ۴۹۸ طبع سوم) یہ الہام تو آسمانی باپ نے ایمان کو بالکل نکل کر کیا ہے کیونکہ

مجدد السنہ مشرقیہ پر اس کے خلاف الہام ہو چکا ہے کہ ”وردت العذلة ونزلت المذلة“ بہت جلد معلوم ہو جاتا ہے کہ فتح دھکست کا کیا رنگ رہے گا۔

لواں الہام..... (پھر عربی الہام آکودا) ”ظفر من اللہ وفتح مبین۔ ظفر وفتح من اللہ“ (تذکرہ ص ۳۹۵، طبع سوم) الہام ان کے دونوں ٹکڑوں میں کیا فرق ہوا۔ پہلے تو آسانی باپ نے ذرا جیوٹ کر کے کہہ دیا کہ تیری فتح ہوگی۔ مگر جب آتھم والا قصہ یاد آیا۔ جس میں باپ اور لے پاک دونوں کو اپنا سر پینٹا پڑا تھا۔ تو جھٹ سے کہہ دیا کہ فتح اور شکست خدا ہی کی طرف سے ہے تاکہ بعد خرابی بسیار بچاؤ کا پہلو باقی رہے۔ دسواں الہام..... رسول پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں۔“ (تذکرہ ص ۳۸۵، طبع سوم) رسول خود بدولت ہیں۔ یہ منہ اور گرم مصالحہ۔ کیوں کیا مصیبت آئی۔ کیا ابھی سے دن یاد آگئے۔ جو پناہ کے لئے قلع جات کی فکر ہوئی۔ یہ تو اتھار درجہ کی بدقالی اور تشائم ہے۔ آسانی باپ سے بوکھلا گیا۔ سننا گیا۔ حواس یوں غائب ہو گئے جیسے منارے کی خیالی تعمیر مناسب تھا کہ لے پاک کا دل بوھاتا جس کا ننھا سا کلیجا ہے۔ اس کی دھڑکن دور کرتا۔

اسے چیتے کی طرح پھیلاتا، بوھاوے دیتا کہ تو ایسا اور تیرا آسانی باپ ایسا، نہ کہ خوفناک الہام سے پیٹ میں اور بھی پانی کر دیتا۔ واہ جی واہ! یہ انیسویں صدی کے لے پاک اور یہ سنگدل باپ ہیں۔ خون سفید ہو گئے۔ اولاد کی گری محبت سر زور لگئی۔ قرب قیامت ہے نا۔ خوب یاد رکھو کہ خدائے تعالیٰ سرکشوں کو پناہ نہیں دیتا۔ فرعون کا قصہ یاد کرو۔ اس کی شان ذوالہطش اٹھد ہے۔

آغاز سال اور ساتی نامہ توحید

تیری ذات معنی ہے ساتی	تو بخشش کا معنی ہے ساتی
آئے ہیں رند پیاسے در پر	دے دے جام طہور کوڑ
رند ہیں کب سے پیاسے بھوکے	پیتے ہیں کب سے گھونٹ لہو کے
ساغر عرفان پی کے لگائیں	یامن ہو یا ہو کی صدائیں
نعرے لگائیں مل چل ڈالیں	ہند سے ہر طہر کو نکالیں
دجالوں مٹاؤں بھاگیں	اپنے گدھوں کی اٹھائیں باگیں
لید ہر ایک پلید کے نکلے	ہر مردود و مرید کی نکلے

حال ہوا اتر اک اک بدکا	بند ہو خرطہ ہر مرتد کا
آکے مٹارے پر الو بولیں	حق تو حق تو حق تو بولیں
بند ہو اس کا معقد ریگی	چمن بولے دجال مسیحا
ہو خارج سب فتنہ طرازی	جو ہے بروزی ہو وہ برازی
تحت ثریٰ میں پناہیں مانگیں	سر ہو نیچے اوپر ہو ٹانگیں
وہ دھو ساری نفس پرستی	کچھ نہ ملے جز ذلت و پستی
بھیج دیا ابلیس نے فرمان	یعنی نبی بننا ہے آسان
سہل ہے حلہ پہننا نبی کا	گھر ہے نبوت خالہ جی کا
سبھے بروزیت کو نہ نادان	بیعت کر لی ہو کے شادان
مہدی مہدی عیسیٰ صلی	سبھے نہ شکل ہے یہ شکلیسی
منہ اسلام سے یکسر موڑا	ذیو لعین سے تانا جوڑا
ایٹ کہیں کی کہیں کا روڑا	بھان متی نے کلبا جوڑا
ہینے کا باپ پلیگ کا خالو	میں ہوں وادی چمن کا بھالو
ابن اللہ کی اوڑھ کے لوکی	کرتا ہوں موت کی پیشین گوئی
لوگو جاگو جاگو جاگو	ہوا آیا بھاگو بھاگو
آیا بروزی آؤخ آؤخ	دجال آیا کر کے تناخ
دھنیا سکھیا ہو کے اکٹھے	ساتھ ہوئے الو کے پٹھے
گھر میں ہے پردے کی بو بو بیٹی	مادر بن کر ڈھڈو بیٹی
بن ٹھن کر بی شادی بیٹی	کمرہ ریا کی دادی بیٹی
ساقی رندوں کو جلوہ دکھائے	جام شراب طہور پلائے
توڑ دے جلد شمار ہستی	بہم ہیں ازل کے مست استی
ایک رسول ہے ایک خدا ہے	وہ شیطان ہے جو ان سے جدا ہے
ختم رسل ہے محمد اکرم	صلی اللہ علیہ وسلم
جان ہو رسول اللہ پر صدقے	اس کے جلال و جاہ پہ صدقے

اس کا ہو جو کہ شریک رسالت	حشر تک اس پر ہے لعنت
اس پہ چلے تا روز قیامت	امرہ خامہ حضرت شوکت
دین محمد ﷺ جاگے جاگے	کفر کی ظلمت بھاگے بھاگے
خوش رہیں سب یارانِ ضمیمہ	سارے مدد گارانِ ضمیمہ
دونوں جہاں میں ان کی ہو عزت	ان کو طے دارین کی دولت
جیتے رہیں باہشت و جہنم	ملکر بولو آمین آمین

اے مریمان و معادنانِ شحنہ و ضمیمہ! ہمارے پاس کوئی تحفہ نہیں جو آغاز سال پر آپ کے حضور پیش کریں۔ ہاں ایک ٹپکتا ہوا تازہ تازہ ساقی نامہ توحید صفحات ضمیمہ کی قاب میں رکھ کر پیش کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس سے آپ سرور و محمور ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ!

تعارف مضامین ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ جنوری کے شمارہ نمبر ۳ کے مضامین

.....۱	مہنتی قادیان کی منظوم تردید۔	۲۰۰۔ لدھیانوی!
.....۲	انضانی مینڈھاہلہ عبداللطیف لہ پاک کی بیعت میں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مسئلہ معراج پر امر وہی صاحب۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزائی جماعت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

قادیانی مہنتی کا اردو الہام براہین ص ۵۵۷، خزائن ج ۱ ص ۶۶۵

میں اپنی چکار دکھاؤں گا

تجھ کو اردو میں یہ الہام ہوا اے مکار	لفظ ہیں جس کے میں دکھاؤں گا اپنی چکار
قادیانی، نہیں چکار چمک کو کہتے	تیرا ملہم کوئی پنجاب کا دھقان ہے گنوار
میں چمک اپنی دکھاؤں گا اگر کہہ دیتا	نہ تو خود بنتا وہ جاہل نہ تجھے کرتا خوار

مہنتی کی عربی دانی کتاب و سادس ص ۲۲، خزائن ج ۵ ص ۲۲

رب ارحم علی الذین یلعنون علی

کادیانی تو ایک جاہل ہے	عربی دانی کو اپنے کردے طے
------------------------	---------------------------

جب ہو رب ارحم الذین صبح | صبح میں لایا تو علی کیا شے

ہفتی کی فارسی شاعری ازالہ ص ۱۵۹، خزانہ ج ۳ ص ۱۸۱

چوں کافراز ستم پد رسد مسیح را	غیوری خدا بسرش کرد همسر
تو نہیں جانتا کہ لفظ غیور	ہے بہ تخفیف یا مشدود ہے
نام حق بھی زبان پہ ٹھیک نہیں	چانتا ہے تو شاعری کی تے

کتاب وساوس ص ۵۶، خزانہ ج ۵ ص ۱۵۵

صبح ناصری را تا قیامت زندہ می نمود	مگر مدفون بیژب راندند این فضیلت را
ہمہ درہائے قرآن را جو خاشاکے بیٹکندند	ہمہ عیبایان را از مقال خود مدد دادند
ز علم تا تمام شان چھانگم گشت ملت را	دلیری ہاپدید آمد پرستاران میت را
راہے بے شک علامت مفضول	ہے یہ گمراہ بے سری اک لے
ملت تو نشست بامیت	تف بہ نظم تو اے بریدہ پے

ازالہ قادیانی ایضاً

آن قبلہ رو نمود بکستی بچاروہم	بعد از ہزار دسہ کہ بت اگندہ در حرم
سہ سہ صدارا دہم شد ہم	در حرم بت گندہ از غے
ایں زباندانی تو دان الہام	چوست کایں فخر میکنی باوے
قادیانی یہ دین فروشی ہے	چھوڑ جاہل فریباں تاکے

اگر قادیانی صاحب ان اعتراضوں کا جواب باصواب دے دیں تو مبلغ پانچ روپیہ انعام ملیں گے اور اگر اپنی نالافتق کا اقرار کر کے تسلیم کر لیں تو بھی خالی نہ رہیں گے۔ وصول انعام کی یہ صورت ہے کہ آپ نے براہین کے دس روپیہ جو پیشگی لے کر کھائے ہیں ان میں سے پانچ روپیہ معاف کر دیئے جائیں۔

۲۰۰۔ لودھیانہ۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

لے جہاں منتظر خوش بلش کلمند لستان

آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

قادیانی البدعنوان سراپا کذب و ہذیان سے بعض ناواقف ناظرین دور دراز کے

رہنے والے دھوکا نہ کھائیں۔ ضرور حقیقت الحال سے واقف رہیں۔

اے جہاں فاضل آگے باش وہاں جو امان	از کج کاذب اتن الوقت دجال زمان
جاہلانہ دستان اذا لمی خوانند واد	فی الحقیقت درستان وچانستان ایمان ستان
نام زگی گرنہی کافور کے زیبا بود	یابہ نام حربہ خوانی چمن یا بوستان
آنکہ میگوید رسول اللہ نبی اللہ صم	نسل وے چگیز خوانی مسکن او قادیان
اولاً گوید رسولے صیتم صاحب کتاب	باز میگوید کہ تیر رفتہ آید درکمان
خویشمن را اوند پندارد رسول اللہ چرا	افضل از عیسیٰ رسول اللہ نہد خود رامکان
شاید دجالیش آمد ہمیں پندار وے	حضرت ختم الرسل کروش معرف زین نشان
شد مصرح درخبر نبود نبی بعد من	ہر کہ گشت اتون نبی دجال باشد بیگمان
اہل ایمان را ہمیش یک نشان کافی بود	پہچ خوانند نمودن تا ابد تاویل آن
خوانند آیات قرآن و احادیث نبی	زین حدیث مصطفیٰ مہر سکونش بردہاں
اہل دین از ہر طرف پرسیدہ اندش بار بار	در جواب تکفکس یکبار کلمودہ زبان
مگر ختم نبوت شد چہ وحی خود نمود	افضل وہلا تراز وحی رسول اش بہمان
کونہ ہمیدن تو است اکثر از اسرار وحی	بے نمونہ مشکفہ گروید ماہیت چمان
در نبوت باشد این راز دقیق از معرفت	من یوقت خویش گرویدم بہ یک یک راز دان
زانکہ او عبد در رسول مخلص بود من ولد	عبد را مثل ولد باشد کجا احزاز دشان
گاہ میگوید نبی ہستم ولکن ناقصے	شد نبوت بہرہ من نیک جزئی زا سال
صاحب الہام وحی است ہمچو وحی مرسلین	در نبوت چھتہ تفصیلش نماید خود بیان
در نبوت پہچ ناقص زانبیاء نامہ کے	جزئی و ناقص نمودہ مگر دجالی عیاں
در کلام پاک بزدان لا تفرق خوانندہ ایم	بہترین ایمان باشد بجن بہکمان
اُرے آرے افضل یک بردمگرے فضل خداست	در جہانے تکلف دار نہ مردم بچمان
رود و کرم و خدمت دجال از حد در گزشت	الامان سخی زکید کادیانی الامان
از پریشانی دنیاہ وہاں آخرت	حافظ دناصر ترا بادان خدائے دو جہاں
در رہ دین تادم آخر روی ثابت قدم	پس بفرودں برین ہاشی خدا را مہماں

دہلی ۲۰۰/۱۹۰۰ء

۲ افغانی مینڈھاملا عبداللطیف لے پالک کی بھینٹ میں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ناظرین! کو معلوم ہے کہ مندرجہ عنوان ”افغانی مٹلا“ حج حرمین شریفین کے ارادے سے ہندوستان آیا تھا بد قسمتی دھکا دیکر قادیان لے گئی اور مرزا قادیانی کے ہتھے چڑھ گیا۔ بروزیت جو اپنا افسون دم کرتی ہے تو کس کاج اور کس کا طواف۔ خود قادیان کو لے اور مدینے سے بڑھ کر یقین کر بیٹھا۔ مرزا قادیانی کو افغانستان میں اپنی بروزیت کے پھیلائے کا اچھا شکار مل گیا۔ وہ سمجھے کہ یہ شخص خود افغان اور افغانی طبائع افغانی خوبیوں سے واقف ہے کا بل میں اس کے ذریعے سے مرزا بیعت کا حکم خوب گڑ جائے گا اور کیا عجب ہے کہ رفتہ رفتہ امیر کا بل بھی مجھ سے بیعت کر لے اور یوں پانچوں گھی میں اور سر جو لہے میں ہو جائے۔ پس اس کو جمانے دے کر رجعت قہمیری پھر دیں چلتا کر دیا جہاں سے آیا تھا۔ اس نے کا بل پہنچ کر بروزی نبوت کی تبلیغ شروع کر دی آپ جانتے ہیں کہ افغانی علماء کٹر سنی اور راسخ الاعتقاد حنفی المذہب، جھٹ پٹ اس کے ارتد اودالجاد کا فتویٰ لگا دیا۔ افغانستان اسلامی حکومت، غیر ممکن تھا کہ علماء کا فتویٰ اوپر اوپر جاتا۔ اور مشہور ہے کہ خود امیر حبیب اللہ خان بھی اچھے عالم دین ہیں۔

پس امیر صاحب نے افغانی مٹلا کو طلب کیا اور اظہار لیا اس نے وہی کہی جو شیطان نے اس کے کان میں پھونک دی تھی کیونکہ قرآن مجید خود ناطق ہے کہ ”ان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم“ امیر صاحب نے حسب فتویٰ جمہور علماء اور مذہب حضرت امام ابو حنیفہ تین روز کی مہلت دی کہ اس عرصہ میں تائب ہو۔ مگر کس کی توبہ؟ وہ تو پہلے ہی توبہ سے توبہ کر چکا تھا ناگزیر تین دن کے بعد قتل اور سنگسار کیا گیا۔ اب اس کی روح جہنم کی سیر کر رہی ہے اور مرزا قادیانی نفسانی دنیوی لذات کی بہشت میں بدستور چکھوتیاں اور مزے اور ازار ہے ہیں تف ہے اس زندگی پر کہ اپنے چیلے اور آسمانی باپ کے پوتے کا ساتھ نہ دیا۔ اور عالم افغان بغداد سے اس افغانی مینڈھے کو حلال نہیں حرام کر دیا۔

ناظرین! کو غالباً یاد ہوگا کہ ہمارے نامہ نگار گزشتہ مرزائی نے ضمیرہ ۱۹۰۱ء میں اعلان دیا تھا کہ اگر مرزا قادیانی کا بل جا کر اپنی بروزی نبوت کی تبلیغ کرے تو میں پچاس ہزار روپیہ دینے پر آمادہ ہوں۔ مرزا قادیانی نے اس اعلان کو اپنے دل میں نقش کا لہجہ کر رکھا تھا اور موقع کے منتظر تھے۔ بالآخر موقع ملا کہ ایک افغانی کو اپنا چیلہ بنایا اور بہت کچھ خیالی پلاؤ پکایا مگر بجائے اس کے افغانی مٹلا افغانستان میں مرزائی نبوت کی منادی کر تا ملک عدم میں جامنا دی کی و احسرتا۔

لے بسا آرزو کہ خاک شدہ
ضمیمہ کی کرامت دیکھئے کہ اسے جو پیشینگوئی کی تھی کہ مرزا قادیانی نہ افغانستان جاسکیں
گے نہ کسی ذریعہ سے وہ تبلیغ مصلحت میں کامیاب ہو سکیں گے۔ وہ پوری ہوئی۔ حوراں رقص کنال
ساغر متا نہ زدند۔

مرزا قادیانی اپنے کو مثیل مسیح کہتے ہیں تو مناسب تھا کہ خود قتل ہو کر مرزائی امت کا
کفارہ بنتے نہ یہ کہ ایک افغانی کو اپنی بھینٹ میں چڑھا تے۔ آسمانی باپ بڑا چلتا پرزا ہے۔ لے
پالک کو تو بال بال بچایا اور جی کے بدلے ایک جی دے دیا۔ لیکن کیا ایک مینڈھا ان لاکھوں
بھیزوں کا کفارہ ہو سکتا ہے۔ جن کو ظالم بھیریا چٹ کر گیا ہے۔

رواں از خشم و شہوت در عذاب از بھرتن تلکے

دو گزرگ میش پھرور راجگر خانے شبان بینی

مرزا قادیانی نے اپنے چیلے کے قتل ہو جانے پر ایک کتاب تذکرۃ الشہادتین شائع کی
ہے جس میں امیر کابل کو پانی پی پی کر کوسا ہے اور پیشینگوئی کی ہے کہ یہ خون ناحق ضرور رنگ لائے
گا اور افغانستان کا تختہ الٹ جائے گا۔ کابل میں پچھلے دنوں پیسنے کی وبا بہت سخت پھیلی تھی اور
ہزاروں آدمی ہلاک ہوئے تھے۔ مگر بدبختی افغانی ملنا کا واقعہ اس وہاں سے پہلے ہوا۔ ورنہ مرزا
قادیانی کو یہ کہنے کا اچھا موقع تھا کہ افغانیوں کو افغانی ملنا کے خون ناحق کا بدلہ ملا، کہ ایک خون کے
عوض آسمانی باپ نے ہزاروں کا خون پیا۔ لیکن اگر ان کو کچھ حصل اور سوجھ بوجھ ہے تو اب بھی کہہ
سکتے ہیں کہ آسمانی باپ کو چونکہ اس کا علم تھا کہ میرا پوتا قتل ہوگا لہذا افغانیوں کو پیشینگوئی سزا دے گئی۔
ہاں آسمانی باپ چوک گیا کہ لے پالک پر یہ کہہ دینے کا الہام نہ کیا۔

آپ نے گورنمنٹ کے خوش کرنے کو جہاد کا پھر وہی راگ الاپا ہے کہ ”امیر کابل کو
چونکہ اس امر کا اچھی طرح یہ یقین ہو گیا ہے کہ مرزا قادیانی جہاد کا مخالف ہے۔ اس لئے اس نے
جھلا کر میرے چیلے کو قتل کرادیا۔“ جی بجا ہے نہ صرف امیر کابل بلکہ دنیا کے تیس کروڑ مسلمانوں کو
آپ سے اس لئے مخالفت ہے کہ آپ جہاد کے مخالف ہیں۔ یہ عجیب امر ہے گورنمنٹ تو جہاد کے
موافق اور آپ مخالف۔ وہ فساد اور بغاوت کے برپا ہونے پر خود جہاد کرتی ہے اور اب شمالی لینڈ
میں جہاد کر رہی ہے۔ کیا آپ نے باوصف امام الزمان ہونے کے کبھی گورنمنٹ میں امتناعی
میوریل بھیجا ہے کہ بوڑھوں کو ترسواں میں کیوں قتل کیا اور اب صومالی ملنا پر کیوں جہاد کر رہی
ہے۔ یوں کہو کہ منجے کو خدا ناخن نہ دے۔ اگر قابو ہوتا تو تمام علماء اسلام اور مشائخ عظام پر جنہوں

نے تکفیر کا فتویٰ دیا ہے اور دوسرے یہ ہیں۔ آپ ضرور جہاد کرتے اور کسی کو زندہ نہیں چھوڑتے اور اب بھی ضرور سانی کا کوئی وقتہ اٹھانیں رکھا۔

مرزائی مقدمات شاہد ہیں۔ آپ کی تحریریں آپ کے ارادے کی شاہد ہیں کہ جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لاتے وہ واجب القتل ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نہ صرف ۳۰ کروڑ مسلمان بلکہ تمام مذاہب والے جو آپ پر ایمان نہیں رکھتے واجب القتل ہیں یعنی اس قابل ہیں کہ ان پر جہاد کیا جائے۔ جہاد تو خود بدولت کی رگ و پے میں سما یا ہے اور مسلمانوں پر تہمت دھرتے ہیں کہ وہ جہاد پر ٹکے بیٹھے ہیں کیا گورنمنٹ منافقانہ پالیسی نہیں چھتی۔

برٹش عدالت میں ایک کیس بھی آپ کے خلاف ہوا تو ہم دکھادیں گے کہ آپ برٹش گورنمنٹ کے کیسے ہوا خواہ اور وفادار ہیں۔ خود غرضی کی مسیحیت و برودیت ہے جب کسی سے آپ کا مطلب نہیں نکلتا یا کوئی آپ کے دعویٰ کی مخالفت کرتا ہے اور کامیاب نہیں ہونے دیتا تو وہ واجب القتل ہے۔ اس میں کوئی ہو۔

ہم حیران ہیں کہ جب آپ کے پاس دو لاکھ و النعمیر ہیں اور تمام افغانستان واجب القتل ہے تو کیوں کابل، پوروش نہیں کرتے۔ یہ ہم ذمہ کرتے ہیں کہ گورنمنٹ سے ہر طرح کی اجازت دلوادیں گے اور اس سے توپ گولہ وغیرہ سامان جنگ اور حکم جہاد قرار واقعی عطا کرادیں گے، مگر آپ کسی طرح مرد میدان بنیں اور جہاد کا ارادہ پورا کریں۔ گورنمنٹ کے حضور تو مرزا قادیانی اپنی برودیت و مسیحیت کا دار و مدار جہاد کی مخالفت پر رکھتے ہیں۔ یعنی چونکہ میں جہاد کا مخالف ہوں۔ اس لئے مسیح موعود و امام الزمان ہوں اور مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح چونکہ دنیا میں وفات پاگئے لہذا میں مسیح موعود ہوں پس آپ کی مسیحیت و برودیت کے مختلف وجود ہیں۔ حالانکہ انجیل کے سچے پیرو پادری وغیرہ بھی جہاد کے خلاف ہیں جن کا عمل عیسیٰ مسیح کے اس حکم پر ہے کہ جو شخص تمہارے بائیں گال پر تھپڑ مارے دایاں گال بھی اس کے سامنے کر دو۔ بھلا راسخ الاعتقاد مسیحی جہاد کے کیوں مخالف نہ ہوں گے۔ پس ایسے اعتقاد کا ہر مسیحی مسیح موعود ہے۔ علیٰ ہذا مسیح کی وفات کے جو لوگ قائل ہیں خصوصاً یہود وغیرہ۔ یہ سب مسیح موعود ہیں۔ اور اگر آپ اس لئے مسیح موعود ہیں کہ آپ نے بروز (تناخ) کیا ہے تو ایک ایک ہندو جو تناخ کا قائل ہے اور اسی ذریعے سے مکر اور سر کر اور بار بار دنیا میں آتا ہے مسیح موعود ہے اور اگر آپ اس لئے مسیح موعود ہیں کہ آپ کے زمانہ میں طاعون آیا ہے تو جب کبھی طاعون آیا ہے یا آئندہ آئے گا اس زمانے کا ایک ایک انسان مسیح موعود ہے۔

اور اگر آپ اس لئے مسیح موعود ہیں کہ ”اذالعشار عطلت“ کے موافق اونٹنیاں بے کار ہو گئی ہیں اور ان کو آپ کے وجالوں (ریلوں) نے بے کار کر دیا ہے تو جس ملک میں اونٹنیاں ہیں۔ وہاں کے آپ مسیح موعود نہیں حالانکہ آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ میں امام الزمان اور مسیح الزمان ہوں اور جس ملک میں ریلیں نہیں آپ وہاں کے بھی مسیح نہیں۔ الغرض آپ کی کس کس حماقت کا اظہار کیا جائے؟

۳ مسئلہ معراج پر امر وہی صاحب

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزائی اخبار الحکم میں امر وہی صاحب نے ایک سوال دربارہ مسئلہ معراج قائم کر کے جواب دیا ہے اور آنحضرت ﷺ کی جسمانی معراج سے انکار کیا ہے کیونکہ یہ مسئلہ جمہور علماء اسلام کے نزدیک معجزات و خوارق عادات سے ہے اور مرزائی مذہب میں لازماً نیچر کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا یعنی نقض قانون نیچر محال ہے۔ ہاں مرزا قادیانی کے خوارق اور حرکات اور سکانات میں نقض فطرت جائز اور واقع ہے۔ عیسیٰ مسیح اور دیگر انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے ایک معجزہ بھی صادر نہیں ہوا نہ انہوں نے کسی مردے کو زندہ کیا۔ مرزا قادیانی نے کئی مردے زندہ کئے اور پیشینگوئیوں میں تو آپ عالم الغیب ہیں مگر صرف ہلاکت کی پیشینگوئیوں میں الغرض مرزا قادیانی معجزات کی مشین اور خوارق عادت کے تپکے ہیں۔

امروہی صاحب کی غزل کا مقطع یہ ہے کہ ”سبحان الذی اسرى بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی“ کے موردان کے بروزی صاحب ہیں اور مسجد اقصیٰ سے مراد مسجد قادیان ہے اور انیسویں صدی میں یہ معراج آپ ہی کو حاصل ہوئی ہے۔ ہم کو امر وہی صاحب کی اس لغویات و ترہات اور خوشامد پر غصہ بھی آتا ہے اور ہنسی بھی۔ غصہ تو اس لئے کہ کلام مجید کے حمل و معانی کو نسخ کیا اور الحاد کا دروازہ کھٹکھٹایا اور ہنسی اس لئے کہ مسجد اقصیٰ سے تو مسجد قادیان مراد لی گئی مگر مسجد حرام سے کوئی مسجد مراد لی گئی۔ امر وہی صاحب اس کا جواب دیں۔ دوم..... امر وہی صاحب نے اپنے آقا اور خداوند نعمت کی بروزیت کا مرتبہ بالکل گھٹا دیا بھلا مسجد قادیان کے مقابلے میں یہ مسجد الحرام اور مسجد اقصیٰ کیا چیز ہیں اب تو بروزی صاحب پر یہی الہام ہوا ہے کہ دنیا کی مسجدوں کی عظمت قادیان کی مسجد کے مقابلہ میں منسوخ ہو گئی جس طرح تمام نبوتیں مرزائی نبوت کے مقابلے میں منسوخ ہو گئیں۔

ور نہ کوئی وجہ نہ تھی کہ مرزا قادیانی اپنے چیلوں کو حج حرمین شریفین سے روکتے پس آیہ بالانے تو مرزا قادیانی کی شان کو بالکل کھن لگا دیا اور منارے کی تعمیر کو ڈھا دیا جو مسجد الحرام اور مسجد اقصیٰ کی شان و شکوہ کم کرنے کو قائم کیا جائے گا۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تعمیر خیالی ہے اور پوری ہو بھی گئی تو بروزی کی وفات کے بعد۔ سوم..... مرزا قادیانی جو تفسیر دانی اور علم و فضل کے مدعی ہیں ذرا فن بلاغت کے متعلق ہم کو اس سوال کا جواب دیں کہ ”سبحان الذی اسرے بعبده لیلاً“ میں خود اسراء کے لغوی معنی شب رفتن ہیں پھر لیلہ کیوں فرمایا گیا۔

ہم کو یقین نہیں کہ آپ کو قاعدہ تجرید جاری کرنے کا سلیقہ ہو، اگر کسی سے پوچھ لکھ کر آپ نے بتایا بھی تو ہم یہ پوچھیں گے کہ اس مقام پر تجرید کی کیوں ضرورت ہوئی اور جب کہ آپ فرماتے ہیں کہ لیلہ کہا نہارا کیوں نہ کہا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو تجرید کا قاعدہ درحقیقت معلوم ہی نہیں۔ شاید حکیم الامت المرزائیہ کو معلوم ہو۔ اچھا انہیں سے پوچھ کر احکم میں جواب دیجئے دو ہفتہ کی مہلت ہے۔

۴ مرزائی جماعت

امروہی صاحب لکھتے ہیں کہ جس جماعت کی نسبت نصوص قطعیہ سے مظفر اور منصور ہوتا ثابت ہوتا ہے۔ وہ بھی جماعت احمدیہ (مرزائیہ محدث) ہے جس کے لئے حدیث نسائی باب غزوة الهند میں یہ بشارت موجود ہے۔ ”عصابتان حررهما اللہ من النار عصابة تغزوا الهند وعصابة تکون مع عیسیٰ بن مریم“ (نسائی ج ۲ ص ۵۲) معلوم نہیں امروہی صاحب کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنے ہاتھوں اپنی جڑ کھود رہے ہیں۔ اور بروزی کے حق میں کائے پور ہے ہیں۔ بروزی کو تو غزوة اور جہاد کے نام سے لرزہ چڑھتا ہے اور وہ اپنی بعثت و نبوت کی یہی علت غائی اور لم قرار دیتا ہے کہ میں مسلمانوں کو جہاد سے روکنے آیا ہوں اور آپ وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس سے مرزا قادیانی اور ان کی جماعت پر ہندوستان میں جہاد فرض ہوتا ہے۔ معلوم نہیں کیا دیر ہے دو لاکھ مرزائی مجاہدین تو موجود ہیں کیوں ہندوستان میں جہاد نہیں کیا جاتا تاکہ مرزا قادیانی کی نبوت جو ہندوستان میں جہاد کرانے پر موقوف ہے ثابت ہو۔ پھر حدیث میں دو گروہ بیان کئے گئے ہیں۔ یعنی ”عصابة تغزوا الهند وعصابة تکون مع عیسیٰ بن مریم“ یہ دونوں گروہ جدا جدا ہیں۔

ایک کو دوسرے سے کوئی تعلق نہیں یعنی ایک وہ گروہ جو ہندوستان پر جہاد کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ہوگا۔ اور یہ ہونے نہیں سکتا کہ دونوں ایک گروہ ہوں۔ کیونکہ

حدیث میں عصابہ دو جگہ صاف موجود ہے۔ مگر مروی صاحب نے دونوں کو ایک کر دیا ہے یہ آپ کی دیانت ہے۔ تعجب ہے کہ ہند میں جہاد کرنے والا گروہ تو ابھی تک پیدا نہیں ہوا اور مسیح آکودا۔ پہلے آپ جہاد کریں پھر اپنے بروزی کو مسیح بنائیں۔ اور اگر آپ کا گروہ صرف جہاد کرنے والا ہے تو مسیح کو ابھی تک طاق لسیان پر سمجھئے۔

دوم..... ذرا ایمان سے اپنے بروزی کی قسم کھا کر کہو کہ وہ مسیح بن مریم ہے۔ وہ تو مسیح بن مریم کو مارتا ہے یعنی اس کی وفات کا قائل ہے۔ ورنہ وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتا مگر آپ نے جو حدیث پیش کی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح بن مریم زندہ ہے جو دوبارہ آئے گا اور ایک گروہ اس کے ساتھ ہوگا۔ اب فرمائیے یہ حدیث آپ کے بروزی کے حق میں مفید ہے یا مضر۔ چھانسی سے کم ہے یا سوا؟ وہ تو عیسیٰ کی ذلت پر بڑے بڑے دلائل چھانٹتا ہے اور آپ کے عندیے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ بن مریم زندہ ہیں۔ آپ جیسے گھر کے بھیدی ہوں تو لٹکا کیوں نہ ڈھئے اور اس کی اینٹ سے اینٹ کیوں نہ ماری جائے۔ حق نمک ادا کرنے والے حلال خورایے ہی ہوتے ہیں۔ واہ شاہاش۔

آپ نے دوسری حدیث یہ پیش کی ہے ”کیف تہلك امة انا اولها والمہدی وسطها والمسیح آخرها ولكن بين ذلك فيج اعوج ليسوامنی ولا انا منهم رواہ رزین کذا فی المشکوٰۃ ص ۵۸۳، باب ثواب هذه الامة“ اس حدیث پر بھی آپ کو پھپھروں سے اپنے گال گلاب کی طرح لال کرنے پڑیں گے۔

ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ مخبر صادق نے تین زمانوں کی خبر دی ہے ایک آپ ﷺ کا زمانہ دوسرا حضرت مہدی کا، تیسرا مسیح علیہ السلام کا۔ یہ تینوں زمانے مختلف ہیں۔ لیکن افسوس ہے مروی صاحب نے پھر ایسی حدیث پیش کی جو ان کے بروزی کی شان اور دعویٰ کے بالکل خلاف ہے۔ حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کا زمانہ اور ہے اور عیسیٰ کا اور۔ ورنہ تین طبقات ثابت نہ ہوں گے اور امت ہلاک ہو جائے گی کیونکہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی کل کا ایک جزو بھی مٹھی ہو جاتا ہے تو کل من حیث النکل کا انقضاء لازم ہے۔ اب سنے مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں مہدی بھی ہوں اور عیسیٰ بھی اور حدیث ہالا یہ کہتی ہے کہ عیسیٰ اور ہے مہدی اور۔ حدیث تو جموٹی ہو نہیں سکتی کیونکہ آپ نے سندا پیش کی ہے ہاں بروزی صاحب ہی جموٹے ہوں گے اور وہ بھی ماشاء اللہ خود مروی صاحب کے قول سے۔

اب مرزائیوں کو یہ کہنے کا ضرور موقع ملے گا کہ ناؤ کس نے ڈبوئی۔ خواجه خضر نے جو

کچھ ہم لکھ رہے ہیں اور آئندہ لکھیں گے خدا کرے آپ اس کو سمجھیں کیونکہ یہ ذرا دقیق اور پہلو دار باتیں ہیں جو معارضۃ القلب سے متعلق ہیں اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ آپ جس طرح دیگر علوم و قانون سے عاری ہیں اسی طرح فن مناظرہ اور اس کے اصول و قواعد سے بھی نااہل ہیں۔ ورنہ غیر ممکن تھا کہ آپ ایسی حدیثیں پیش کرتے جو خود بروزی نبی کے دعوے کا استحصال کرتیں۔

اور اگر آپ یہ کہیں کہ آنحضرت ﷺ سے ۱۳ سو برس کے بعد مرزا قادیانی اولاً مہدی ہوئے اور آخر میں مسیح ہو گئے تو بین ذالک لُجُحِ اِصْحٰجِ کُوْکِبَا کہتے ہیں گالیبنی مہدی اور عیسیٰ کے مابین ایک گروہ شاطر کچھ دگرگاہ ہوگا تو یہ ماشاء اللہ آپ ہی کا گروہ ہوا۔ مبارک۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مرزا قادیانی نے جو اپنے کو مہدی اور عیسیٰ دونوں کا بروز بنایا ہے تو لوگ اس کی لم سے بہت کم واقف ہوں گے۔ کیا مسمیٰ کہ آج تک مہدی تو بہت سے پیدا ہو چکے ہیں مگر مسیح ایک بھی پیدا نہیں ہوا اور نہ کسی مہدی کا ذب نے یہ دعویٰ کیا کہ میں مسیح بھی ہوں۔ پس مرزا قادیانی مسیح اور مہدی بن کر اپنے ہم پیشہ مہدیان کا ذب کو جھٹلاتے ہیں۔ لیکن ان کی بد قسمتی سے ان دونوں دو مسیح بھی پیدا ہو گئے ایک انگلستان میں مسٹر ہیکٹ۔ دوسرا فرانس میں ڈاکٹر ڈوئی۔ یہ دونوں بھوت کی طرح مرزا قادیانی کو نظر آرہے ہیں اور مرزا قادیانی بڑی حسرت سے مومن کا یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

بچے وہ لوگ رتبہ کو کہ مجھے

شکوہ بخت نارسا نہ رہا

مرزا قادیانی نے اپنے دعوے پر ایک موضوع حدیث پیش کی ہے کہ ”لا مہدی الا عیسیٰ“ یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کی معارض ہے اور صحیح ہوگی تو مسٹر ہیکٹ اور ڈاکٹر ڈوئی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں کہ مہدی کوئی نہ آئے گا۔ البتہ عیسیٰ آئے گا یعنی جس کو تم مہدی کہتے ہوئے ہو وہ عیسیٰ ہے مہدی کا کوئی وجود نہیں۔ اس سے لازم آیا کہ جو شخص یہ کہے کہ میں مہدی بھی ہوں اور عیسیٰ بھی۔ وہ جھوٹا ہے مغتری ہے بد معاش ہے جمل ساز ہے۔

جناب من! آپ خفا نہ ہوں تو کچھ عرض کروں۔ ابتداء سے لے کر اب تک جس قدر مہدی اور مسیح پیدا ہوئے یہ سب دجالوں، کذابوں، بلور دجالوں، مٹلاٹوں تھے اور ہیں جن کا انجام دنیا نے دیکھ لیا اور مرزا قادیانی کا انجام بھی دنیا دیکھ لے گی۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۲۴ جنوری کے شمارہ نمبر ۴ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی کے کابلی مرید کی حرام موت نہ کہ شہادت۔ منقول رسالہ اشاعت القرآن!
.....۲	مرہم بیسی۔ ماخوذ از رسالہ ترقی لاہور!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مرزا قادیانی کے کابلی مرید کی حرام موت نہ کہ شہادت

منقول از رسالہ اشاعت القرآن!

مرزا قادیانی کی ایک کتاب ”تذکرۃ الشهداء تین“ مطبوعہ ماہ اکتوبر ۱۹۰۳ء ہمیں ۲۰ دسمبر ۱۹۰۳ء کو ملی۔ اس میں آپ اپنے دو اشخاص مولوی عبداللطیف اور میاں عبدالرحمن ساکن خوست علاقہ حدودہ کابل کی موت کا حال لکھتے ہیں جو بقول آپ کے احمدی یعنی مرزا قادیانی موصوف کے مرید تھے۔ ان میں مولوی عبداللطیف کی موت کے متعلق آپ نے بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ لہذا ہم بھی انہیں کے متعلق لکھنا چاہتے ہیں۔ اس مرید کے جو حالات مرزا قادیانی نے لکھے ہیں اور جس سے آپ نے ان کو زمرہ شہداء میں داخل ہونے کا گمان کیا ہے۔ ان کو فرضاً صحیح بھی تسلیم کر کے اگر قرآن شریف کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ صاف حکم دے گا کہ یہ شخص حرام موت سے مرہم ہے اس نے اپنے خالق کے حکم کا خلاف کیا ہے۔ اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

دایم ہو کہ کسی کی شہادت یا حرام موت سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔ ہماری بلا سے کوئی مرے یا چھے۔ ہمارا مقصود صرف اشاعت و تبلیغ قرآن مجید ہے۔ مرزا قادیانی نے عبداللطیف کو شہید کہنے میں از روئے قرآن کریم غلطی اور ایک مسئلہ میں غلط بیانی کی ہے۔ آیات قرآن مجید پر ہمارا یہ عقائد ہے کہ اگر کسی مومن کو کوئی ظالم کافر مجبور کرے کہ تم اس ایمان و دین سے پھر جاؤ۔ ورنہ تم کو قتل کیا جائے گا۔ تو اس کو اپنے دل میں ایمان پر قائم رہنا چاہئے لیکن زبان سے ایمان کا انکار کر دینا چاہئے۔ تاکہ وہ قتل سے بچ جائے۔ کیونکہ انسانی وجود اللہ کی نعمت اور امانت ہے اور اللہ کا حکم ہے کہ ایسے جبر و ظلم کے موقع پر زبان سے ایمان کا انکار کر کے اس نعمت کو بچالے۔

مرزا قادیانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ مولوی عبداللطیف جب قادیان سے رخصت ہو کر اور حج کا ارادہ ملتوی رکھ کر جس کے واسطے ان کو امیر صاحب کابل نے علاوہ اجازت دینے

کے روپیہ بھی دیا تھا۔ واپس کا بل پہنچے اور امیر صاحب کو اس حال پر آگاہی ہوئی کہ آپ مرزا قادیانی کے مرید ہو گئے ہیں اور حج کو نہیں گئے تو مولوی عبداللطیف صاحب قید کئے گئے۔ اور چار ماہ تک سخت قید میں رہے۔ اس عرصہ دراز میں باوجود یہ کہ امیر صاحب نے ان کو قید و قتل سے بچانے کے وعدہ پر ہار ہا کہا کہ تم قادیان سے توبہ کرو۔ مگر مولوی صاحب کا امیر صاحب کے سامنے یہی جواب تھا کہ میں اس شخص سے ہرگز توبہ نہ کروں گا۔ میں اپنے عقیدہ کے خلاف اظہار نہ کروں گا۔ اس لئے وہ قاضی صاحب کے حکم سے قتل کر دیا گیا اور آخری وقت میں بھی امیر صاحب نے اسے سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔

اس موت کو مرزا قادیانی بڑے فخر سے شہادت لکھتے ہیں اور مقتول کو زمرہ شہداء میں شمار کرتے ہیں۔ اور اپنی جماعت کے لئے ایک نمونہ بتلاتے ہیں۔ اگر یہ واقعات صحیح اور درست ہوں اور مرزا قادیانی بھی فرضاً مسیح موعود اور رسول اور نبی اور ملیم ہوں تاہم عبداللطیف حرام موت مرا ہے اور عبداللطیف نے اپنے ایمان پر اصرار کرنے میں قرآن مجید کا خلاف کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے اس حرام موت کو شہادت لکھا ہے اور اس شخص کو ان آیات کا مصداق تحریر کیا ہے جو شہداء کے حق میں وارد ہیں اور خدا پر افتراء کیا ہے۔ اور آئندہ کیلئے لوگوں کو اس حرام موت سے مرنے پر ترغیب دی ہے۔ حالانکہ ہرگز ایسی ملعون موت شہادت نہیں ہوتی۔

تمام قرآن مجید کا لب لباب و مقصود صرف فطرت اللہ کی محافظت و نگہبانی ہے یعنی جو وجود اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اس کو بر حال و برقرار رکھنا اور ”فطرت اللہ، خلق اللہ، نعمت اللہ، امانت اللہ“ سے تعبیر کر کے اس کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور اس کو خراب و برباد کرنے کی سخت ممانعت کی ہے۔ چنانچہ آیت ذیل میں وجود و فطرت سے تعبیر کر کے اس کی حفاظت و رعایت کا امر کیا ہے۔

”فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون (الروم: ۳۰)“ ﴿اللہ کی اس فطرت یعنی پیدا کردہ حالت کی نگہبانی کیا کرو جس پر اللہ تعالیٰ تمام جن و انس کو پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس خلقت یعنی فطرت کو خراب و ہلاک کرنا جائز نہیں۔ یہی پکا دین اسلام ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔﴾
 خلاصہ اس آیت کا یہ ہے کہ فطرت اللہ و خلق اللہ یعنی اپنے وجود کو نگاہ رکھنا پکا دین ہے جو شخص اس حکم کی نافرمانی کرے وہ دین اسلام سے خارج ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ وجود کو خلق اللہ سے تعبیر کر کے اس کی محافظت کی تعلیم کرتا ہے۔

”ولا ضلنهم ولا منينهم ولا امرنهم فليبتكن ماذان الانعام ولا امرنهم فليغيرن خلق الله ومن يتخذ الشيطان وليا من دون الله فقد خسر خسرانا مبيناً (النساء: ۱۱۹)“ ﴿ہر شیطان زبان حالی کہتا رہتا ہے کہ میں ان کو ضروری بہکاؤں گا۔ اور ان کو امیدیں بھی ضرور دلاؤں گا اور ان کو سمجھاؤں گا۔ تو وہ میری ہدایت کے مطابق غیر اللہ کی نیاز کے جانوروں کے مکان بھی ضرور چیرا کریں گے اور ان کو سمجھائیں گے تو ضرور فطرت اللہ کو برباد کر دیں گے اور جو شخص خدا کے سوا شیطان کو دوست بنائے تو وہ مرتع گھائے میں آ گیا۔﴾

اس آیت میں خلق اللہ کی حفاظت نہ کرنے والے کو قبیح شیطان اور بھاری خسارہ پانے والا فرمایا گیا ہے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے وجود کو امانت اللہ سے تعبیر کر کے اس کی حفاظت کی تاکید کی ہے۔

”انا عرضنا الامانة على السفوت والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه كلن ظلوما جهولا ليعذب الله المنفقين والمنفقت والمشرکين والمشرکات (الاب: ۷۲، ۷۳)“ ﴿تحقیق ہم جنس سموت (یعنی جملہ مخلوقات علوی) اور جنس زمین (یعنی تمام مخلوقات سفلی) کو اور جنس پہاڑ (یعنی سب مخلوقات ملمسہ۔ بزمین مثلاً اشجار وگل وغیرہ کو اپنی امانت (یعنی ان کو وجود عطا کرتے ہیں۔ پس ان تمام اشیاء نے ہماری دی ہوئی امانت کی نگہبانی کو قبول نہ کیا یعنی ان کی طبعی استعدادیں اور حالتیں اس نگہبانی کرنے کی قابلیت نہیں رکھتیں اور جنس انسان (یعنی ذوی العقول یعنی ملائکہ جن وانسان) نے اس نگہبانی کو قبول کیا۔ اس لئے تحقیق (وہ شخص امانت اللہ یعنی اللہ کے دیئے ہوئے وجود کی حفاظت و رعایت پا وجود استطاعت کے نہیں کرتا) وہ غلوم (یعنی اللہ کی امانت کی حق تلفی کرنے والا) ہو جاتا ہے اور (جو کتاب اللہ کی تعلیم سے بے خبر رہے) وہ جہول بن جاتا ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ ایسے منافقوں اور مشرکوں کو عذاب جہنم میں ڈالے گا۔﴾

”الم تر الى الذين بدلوا نعمة الله كفراً واحلوا قومهم دار البوار جهنم يصلونها وبئس القرار (ابراہیم: ۲۸، ۲۹)“ ﴿کیا تو ان لوگوں کے حال نہیں دیکھ رہا کہ جو (خود بھی) شکر نعمت اللہ کے بجائے کفران نعمت کرتے ہیں اور اپنی قوم کو (بھی) بھاری ہلاکت یعنی دوزخ کی جگہ ٹھکانا بناتے ہیں۔ اس میں وہ بھٹتے چلتے رہیں گے اور وہ ان کے لئے برا ٹھکانا ہے۔﴾

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نعمت اللہ یعنی اپنے دیئے ہوئے وجود کو ضائع و برباد کرنے والے کو کافر جہنمی فرماتا ہے۔ ”ولاتلقوا بلیدیکم الی التہلکة (بقرہ: ۱۹۵)“ اور اپنی جان کو ہرگز ہرگز کسی طرح کی ہلاکت میں نہ ڈالو۔ ﴿اس آیت میں اپنے وجود کو ہلاکت میں ڈالنے کی سخت نہی ہے۔ ان تمام آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے وجود کو محفوظ و سلامت رکھنا فرض ہے۔ اور اس کو ہلاک کرنا کفر و عصیان۔ اب ہم یہ ثابت کریں گے کہ اس وجود کو ہلاکت سے بچانے کے لئے پروردگار نے محرمات کو اضطرابی حالت میں حلال کر دیا ہے ”غیر باغ و لا عادی“ اور ہر قسم کی حرام چیزوں کو بے اختیاری کی حالت میں کھانا ضروری بیان کیا ہے۔ ﴿ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل محرمات بیان کئے ہیں۔

اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ والدین پر احسان نہ کرنا۔ اپنی اولاد کو قتل کرنا۔ فواحش (یعنی زنا، لواطت، چوری، راہ زنی وغیرہ تمام متحدی گناہ) اور خون کرنا اور ناحق یتیم کا مال کھانا اور وزن دماپ کو پورا نہ کرنا اور انصاف کی بات نہ کرنا اور اللہ کے وعدوں کا خلاف کرنا۔ دیکھو ”قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم..... نلکم وضحکم بہ لعلکم تنکرون (الانعام: ۱۵۱)“ دوسری جگہ رکوں کا لہو۔ اور گوشت خنزیر اور نیاز غیر اللہ اور جو گلا گھونٹ کر مارا گیا ہو اور جو چمٹ سے پا کر کر یا سینک لگ کر مر ا ہو اور جس کو درندوں نے نکالیا ہو اور جو چڑھاوا کسی استخوان پر ذبح کیا گیا ہو وغیرہ۔ ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے دیکھو ”حرمت علیکم العیقة..... فسق (مائدہ: ۳)“ اور ان کے علاوہ سود کی حرمت بھی بیان کی ہے دیکھو ”واصل اللہ للبیع وحرم الربوا (پ ۲، ۶۷)“

ایسا ہی اکثر مقامات پر بہت سی چیزوں کی حرمت قرآن مجید میں آئی ہے۔ خوف طوالت سے صرف چند مقامات بطور محنت نمونہ خردار بیان کئے ہیں۔ الغرض قرآن مجید میں جس قدر محرمات بیان ہوئے ہیں شروع سے آخر تک ان تمام محرمات کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”وقد فصل لکم ملحرم علیکم الا ما اضطرت تم الیہ وان کثیرا لیضلون بأہوائہم بغیر علم ان ربک ہو اعلم بالمعتدین (الانعام: ۱۱۹)“ اور تحقیق اللہ نے جو چیزیں تم پر حرام کی ہیں وہ تمام کھول کر (قرآن مجید میں) تمہارے واسطے بیان کر دی ہیں (ان سے بچو) مگر جس حرام چیز کی طرف تم مضطرب و مجبور کیے جاؤ وہ تمہارے لئے اس وقت حلال ہے لیکن تحقیق نادانی کی قرآن کے باعث بہت لوگ اپنے نفسوں کو اور اپنی قوم کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اللہ ایسے حد سے گزرنے والوں کے حال خوب جانتا ہے۔ ﴿

اے ہوش سے کام لینے والو! غور کرو اور سوچو کہ تمام محرمات قرآن مجید اضطراری حالت میں حلال ہو جاتے ہیں اور کیوں؟ صرف اس واسطے کہ انسان اپنے وجود کو ہلاک ہونے سے بچالے۔ کیونکہ انسان اپنی وجود کا خود مالک نہیں۔ بلکہ وہ خدا کی امانت ہے اور مالک کا حکم آپ نے سن لیا ہے کہ وہ حفاظت ہی کا حکم دیتا ہے۔ تمام محرمات مجبوری کی حالت میں حلال کر دیئے ہیں کہ انسان اپنے وجود کو ہلاک نہ کرے اور جملہ محرمات کا مرکب ضرور ہو جائے۔ پس اس حکم کا خلاف کرنے والا یعنی محرمات کو مضطری کی حالت میں بھی حرام جاننے والا اور اپنے وجود کو ہلاک کرنے والا آیت ”وَلَا تَلْقُوا بَايِدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ“ کا نافرمان و باغی اور ”وَأَنْ كَثِيرًا لِيُضِلُّونَ بِأَهْوَاءِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ“ کا پورا پورا مصداق اور اللہ کی حدود کو توڑنے والا ہے۔

پس جب کہ محرمات ابدی سے بوقت اضطرار وجود کو سلامت رکھنے کے لئے پرہیز کرنا ناجائز ہے تو مرزا قادیانی کے صحیح موعود ہونے سے بوقت مجبوری انکار ظاہر نہ کرنا اور آپ کی جھوٹی رسالت و نبوت و وحدانیت و امامت سے توبہ کا حرف زبان سے بھی اظہار نہ کرنا اور اپنی جان کو قتل کر دینا آیت ”وَلَا تَلْقُوا بَايِدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ“ کی مخالفت کرنا اور ”الْأَمَّا اضْطُرَّ رَتْمًا“ کو بالائے طاق رکھ دینا اور ”أَنْ رَبِّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ“ کو پس پشت ڈال دینا ہے۔ یہ کتاب اللہ سے سراسر ناواقفیت کا نتیجہ ہے اور ایسا شخص ہرگز شہید کہلانے کا مستحق نہیں بلکہ بوجہ مخالفت کتاب اللہ حرام موت مرا ہے۔

اے حرام موت سے مرنے والے کو شہید کہنے والے اور بندگان خدا کو ایسی موت پر ترغیب و تحریص دینے والے اپنے کئے اور کرائے سے باز اور توبہ کا اشتہار دے ورنہ عاقبت میں سزا لے گا اور اس دن تیرا پچھتانا کچھ کام نہ آئے گا۔ ”مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهِ أَلَمْ يَكْرِهْ أَنْ يَدْعُوهُ إِلَى عَذَابِ عَظِيمٍ“ (احق: ۱۰۶) جو شخص کتاب اللہ سے اس کو ماننے کے بعد انکار کرے سوائے اس شخص کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل مطمئن بالایمان ہو۔ لیکن جو شخص خوش دلی سے کفر کرے تو ایسے لوگوں پر خدا کا غضب اور ان کے لئے عذاب عظیم مقرر ہے۔ ﴿

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ جو شخص خوش دلی سے کتاب اللہ سے انکار کرے اس کے لئے تو عذاب عظیم اور خدا کا غضب ہے مگر جو شخص مجبوری سے کرے تو اس کو کچھ بھی مواخذہ نہیں کیونکہ ایسی حالت میں ایسا کرنا فرض ہے پس جو شخص مجبوری کی حالت میں کلمہ کفر نہ کہے اور اپنی جان کو ہلاک کر دے وہ خدا کا نافرمان ہے اور اس نے اللہ کی امانت میں خیانت کی اور آیت ”وَلَا تَلْقُوا

بایدیکم الی التهلكة“ کا باغی و فاسق ہوا۔ ”معاذ اللہ حاشا اللہ“ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیات سے انکار اور استہزاء کرنے والوں کے پاس بیٹھنے سے منع کیا ہے کہ ایسا کرنے سے تم بھی ان جیسے بن جاؤ گے۔ دیکھو ”وقد نزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم آیات اللہ یکفر بها ویستہزؤ بہا فلا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلهم ان اللہ جامع المنفقین والکفرین فی جہنم جمیعاً (النساء: ۱۳۰)“

اور ایسا ہی کتاب اللہ کی تکذیب و توہین کرنے والے کے ساتھ محبت کرنے سے سخت منع کیا ہے اور ایسا کرنے والے کو ایمان سے خارج بتایا ہے ”کما قال لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الا یریدون من حاد اللہ ورسولہ (البقرہ: ۲۲)“ اور ”لا یتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین۔ ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ (آل عمران: ۲۸)“

پھر باوجود ایسی سخت ممانعت کے فرمایا ”الا ان تتقوا منهم تقۃ ویحذرکم اللہ نفسہ والی اللہ المصیر (آل عمران: ۲۸)“ ﴿ مگر کافروں (کے اکراہ و ظلم) سے بچنے کے لئے ان سے بظاہر محبت رکھو۔ (تا کہ امانت اللہ محفوظ رہے) اور (اس کا خلاف نہ کرو) اللہ تم کو اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔ اور تم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ﴿

ان آیات میں کافروں کے ظلم و ایذا سے بچنے کے لئے ان سے بظاہر محبت رکھنے کی اجازت دی گئی کیونکہ اس کی امانت یعنی وجود کو نگاہ رکھنا فرض ہے۔ پس جو شخص اس کا خلاف کرے گا۔ وہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالے گا۔ ایسے شخص کو زمرہ شہداء میں تصور کرنا سراسر غلطی ہے۔ اگر عدا ہے تو کفر و شقاوت ہے میں اخیر میں مرزا قادیانی کی خدمت میں دوستانہ عرض کرتا ہوں کہاں ہے قرآن کی مخالفت کرنے والے اور لوگوں کو حرام موت پر براہینتہ کرنے والے میں تجھے دوبارہ نصیحت دیتا ہوں اور ہمدردی انسانی سے تجھے کہتا ہوں کہ تو نے اس امر میں جو کچھ لکھا ہے۔ بہت برا لکھا ہے۔ اور اس سے تیرے جو مزید آئندہ حرام موت سے مرید گئے نہ صرف ان پر عذاب ہوگا بلکہ اس کا تجھ پر بھی بوجھ ڈال جائے گا اور مطابق آیہ کریمہ ”ویحملون اوزاراً و اوزاراً مع اوزارہم“ تیرا بہت بڑا حشر ہوگا۔ اور بموجب ”ومن یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منها“ اس کرتوت سے تیرا بہت سا نامہ اعمال سیاہ ہو گیا ہے۔ میں کرر کہتا ہوں کہ تو اس سے توبہ کر اور ”الا الذین تابوا“ ”و اصلحوا و بینوا فاولئک الذین اتوب علیہم وانا التواب الرحیم“ کا صدق بن جاؤ نہ تیرا کیا تیرے کام آئے گا ”وما علینا الا البلاغ“

انجیر میں مرزا قادیانی کے مریدوں سے بھی نصیحا گزارش ہے کہ اسے مرزا قادیانی کے معتقد و دستوارم مرزا قادیانی کے اس قول کی ہرگز ہرگز اجاب نہ کرنا اور وہ ہزار دفعہ اس کی حرام موت کو تمہارے لئے نمونہ ٹیک پیش کرے مگر تم اسے خراب تر نمونہ یقین کرنا اور نہ یاد رکھو کہ خدا کی مخالفت کرنے سے مرزا قادیانی تمہارے کچھ کام نہ آئیں گے اور آپ اکیلے خدا کے حضور مجرم ہو کر جائیں گے۔ ”ولقد جئتمونا فرادسی کما خلقنکم اول مرة (پ ۷، ص ۱۷۷)“ اور پھر ”انہ من یات ربہ منجر ما فان له جہنم لا یموت ظلیہا ولا یحییٰ (پ ۱۶، ص ۱۱۲)“

۲ مرہم عیسیٰ

ماخذ از رسالہ ترقی لاہور

مرزا قادیانی نے بڑے شہمراں سے لکھا تھا کہ تقریباً ہزار طبی کتابوں میں لکھا ہوا ہے جو مرہم عیسیٰ اور مرہم حواریین اور مرہم شہمراں کے نام سے مشہور ہے۔ ان کتابوں کے تمام فاضل مؤلف گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے لئے بنایا گیا تھا۔ (ریویو ج ۱ ص ۳۱۹) میں آپ کا پہلا قول سن کر ذرا بھی تعجب نہیں ہوا کہ کوئی مرہم ایسے متبرک ناموں سے عوام و خواص میں مشہور ہو گیا کیونکہ مسیحائی کے آج دو ہزار برس سے ضرب المثل جس نے کوڑھی کو چنگا، اندھے مادد کو دیکھا کیا۔ ہر قسم کے بیماروں کو شفاء بخشی۔ اور روحانی دردوں کا مداوا کیا۔ حتیٰ کہ مردوں کو زندہ کیا۔ بلکہ خاک کے پتے کو پھلک بار کر طائر پالان بنا دیا اور ہر پاشخا اور دوا تھا۔ اگر کسی دارو کو اس کے نام سے منسوب نہ کرتے تو کیا کئی کئی شہادتیں اور شہیم کے نام سے کرتے۔ دوائیوں میں سمون مسیحی مشہور ہے۔ اور مفرح مسیحی (قرابادین عطیہ تو کھوری ص ۱۷۳، ۱۸۳) بلکہ طب کی کتابوں کے نام بھی ایسے ہیں جیسے فالہ مسیحی تو بالکل حسولی بات ہے اگر کوئی بات تعجب کی ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ جو شخص مرہم عیسیٰ پر ایسا گرویدہ ہو گیا ہو کہ ہر قرابادین کو آیت وحدیث ماننے لگے۔ وہ عیسیٰ سے سراسر منکر ہو جس کا خود قرآن شریف شاہد ہے۔

اگر مرزا قادیانی اس مرہم کے نام ہی کو اپنی غلط فہمی کی بنیاد بناتے تو ہم ان سے باز پرس نہ کرتے اور ان کو اپنے خیالی پلاؤ پکانے دیتے مگر ان کے دوسرے قول نے ہم کو مجبور کر دیا اور ہم کو کہنا پڑا ”ہوا کذب من قرابادین اطباء“ یعنی وہ طبیعوں کے قرابادین سے بھی زیادہ جھوٹا ہے اور اس لئے ہم نے اس بہتان کا دروازہ بند کرنے کی نیت سے اپنے آرنیکل مطبوعہ ترقی ماہ متبر ۱۹۰۳ء میں مرزا قادیانی سے دو باتیں دریافت کی تھیں ایک یہ کہ کون لوگ تھے جو لکھ گئے کہ وہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے لئے بنا تھا۔ دوسرے یہ کہ اگر بالفرض انہوں نے ایسا

لکھا تو آپ کے ان فاضل مؤلفوں کے ذرائع معلومات کیا ہو سکتے ہیں۔

ہمارے انہیں سوالوں کے ٹالنے کی غرض سے مرزا قادیانی نے اپنا پورا پورا ماہ اکتوبر میں بعنوان طبی شہادت کچھ ایسا کمال سوال لکھ دیا کہ جو اب تو مطلقاً نہ ہوا مگر عوام الناس کو دھوکا ضرور پڑ گیا ہوگا۔ اس لئے ہم کو یہ درجہ تھا کہ طور سے فاش کرنا پڑا۔

مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا تھا کہ ”تقریباً ہزار پرانی طبی کتابوں کے تمام فاضل مؤلف کو اسی دیکھتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے لئے بنا تھا۔“ پس ہمارے سوال کے جواب میں مرزا قادیانی کو مناسب تھا کہ تقریباً ہزار فاضل مؤلفوں سے چند سب سے قدیم اور سب سے فاضل مؤلفوں کی شہادت پیش کرتے کہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے لئے بنا تھا۔ مرزا قادیانی کی غرض چونکہ تحقیق نہیں۔ لہذا اور طریقہ اختیار کیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ ”پہلے رومی زبان میں حضرت مسیح کے زمانہ ہی میں کچھ تھوڑا عرصہ واقعہ صلیب کے بعد ایک قراہی میں تالیف ہوئی۔ جس میں یہ نسخہ تھا اور بیان کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے نسخہ بنایا گیا۔“ کیا اچھا ہوتا اگر مرزا قادیانی اس قراہی میں سے عبارت نقل کر کے بتا دیتے کہ فلاں کتب خانہ میں یہ کتاب موجود ہے اور اس کی عمر کی نسبت بھی کوئی دلیل سناتے۔ حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ کی کوئی ایسی رومی زبان کی قراہی نہیں جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے کسی مومہم آپ کے زخموں کا کوئی اشارہ ہو۔ مگر میں ایک لطف ملاحظہ کریں۔ پہلے تو آپ نے یہ فرمایا تھا کہ تمام فاضل مؤلف کو اسی دیکھتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے لئے بنا تھا۔ آنتہ آپ نے فرمایا کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ان کے حواریوں نے تیار کیا۔“ اور اس کے صحیح ہم یہ کہتے کہ جناب والا نے چوٹوں اور زخموں کی نسبت تقریباً ایک ہزار اطباء پر بہتان باغیسا۔ اب ان الفاظ کو عبارت سے حذف کر کے اس قول سے توجیہ کی۔ اور اقبال کر دیا کہ کسی فضل یا اہل فضل مؤلف نے ہرگز ہرگز یہ نہیں لکھا کہ کوئی مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے لئے بنایا گیا تھا۔

مرزا قادیانی نے طب کی کچھ کتابوں کی فہرست دی ہے جس میں قراہی میں ہندی کو بھی داخل کیا ہے۔ ان کتابوں میں سے کوئی نہ کوئی کتاب ہر شہر میں مل سکتی ہے۔ جس کو دیکھ کر ناظرین اپنا اطمینان کر لیں۔ ”ہم تو مرزا قادیانی کے پہلے ہی قائل تھے۔ اور لکھ چکے ہیں کہ کتابوں کا نام صحیح و سچ بتا کر آپ سے ٹکڑوں جھوٹ بول سکتے ہیں۔“ مگر یہ تماشا بنایا ہے کہ اہل فہرست میں نمبر اول ”قانون شیخ الرئیس بعلی سینا“ ہے۔ میں اس کی عبارت اردو ترجمہ نو لکھواری جلد پنجم ص ۹۳ سے

نقل کر کے دکھاتا ہوں کہ مرزا قادیانی کیسے سچ آدمی ہیں۔ ”مرہم رسل اس کو مرہم ذہنی بھی کہتے ہیں یعنی مرہم حواریین کا اور مرہم زہرہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ ایسا مرہم ہے کہ باسانی نوہم سخت اور خنازیر سخت کی اصلاح کرتا ہے۔ کوئی دوا مثل اس کے نہیں اور پھوڑوں کے مردار گوشت اور پیپ کو نکال ڈالتا ہے اور اندمال کرتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں یہ بارہ دوائیں بارہ حواریوں کی طرف منسوب ہیں۔“

پس ناظرین دیکھ لیں

-۱ شیخ نے اس مرہم کو مرہم عیسیٰ نہیں کہا۔
-۲ یہ بھی نہیں کہا کہ حواریوں نے بنایا۔
-۳ یا عیسیٰ کے لئے بنایا۔
-۴ یا عیسیٰ کے زخموں کے لئے بنایا۔
-۵ کوئی اشارہ یا کتاب حضرت عیسیٰ کے زخموں یا چوٹوں کا نہیں کیا۔
-۶ بلکہ شیخ اس لغو خیال کا بھی قائل نہیں کہ اس مرہم کی کوئی حقیقی نسبت حواریوں سے ہے۔
-۷ اس عقل پرانے طبیب نے آج سے نو برس پیشتر عوام کے گمان کو اس عبارت میں گویا رد کیا کہ ”لوگ کہتے ہیں کہ یہ بارہ دوائیں بارہ حواریوں کی طرف سے منسوب ہیں۔“

اس کو شیخ کا کلام مان لینا محض سادہ لوتی ہے۔ اب ہم مرزا قادیانی کے اس سخن کو کیا کہیں کہ تمام فاضل مؤلف گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کے لئے بنا تھا اور شیخ سے بڑھ کر ہم کو نسا فاضل تلاش کریں جس پر مرزا قادیانی نے اتنا بڑا بہتان باندھا اور وہ بھی ایک بہتان نہیں بلکہ بہتانوں کا جوہر صمدانہ ہے۔

انسوس۔ بسم اللہ علی غلط۔ سچ بات شیخ الرئیس فرما چکے اور متاخرین میں سے کسی نے کچھ لکھا تو بلا سند و بلا تحقیق وہی غلط العام فصیح فقرہ کہ اجراء این نسخہ دوازده عدد است کہ حواریین جہت عیسیٰ علیہ السلام ترکیب کردہ (دیکھو قراہدین فارسی حکیم اکبر رزائی نو لکھوری ص ۵۰۸ اور علاج الامراض الامراض حکیم محمد شریف خان دہلوی نو لکھوری ص ۶۳۹ اور بقیہ بر حاشیہ میزان الطب اردو نظامی ص ۱۸۰) عرض کہ کسی نے حضرت مسیح کے زخموں کا ذکر اور اس مرہم سے ان کو منسوب نہیں کیا۔ مرزا قادیانی کے تمام حوالے محض لغو ہیں۔ خود شیخ بتلا چکا کہ یہ مرہم نوہم اور خنازیر مار اور پھوڑوں کے مردار گوشت کا علاج ہے اور حکیم ناظم جہاں اکسیر اعظم جلد رابع نظامی ص ۲۸۹، ص ۳۰۰ میں لکھتے ہیں کہ مرہم رسل منسوب بحواریین اور خنازیر قادیانہ عظیم یافتہ ایم۔ بھلا اس کو

ضریہ اور سقہ سے کیا مناسبت اور یوں آپ کو اختیار ہے چاہے آپ دوران سر کے لئے اس کی
باش بدن کے اوپر حصہ میں کرائیں۔ نہ معلوم کیوں مرزا قادیانی قراہا دین کبیر کا نام ترک کر گئے۔
حالانکہ اس میں مرہم رسل کا زیادہ ذکر آیا ہے اس کی عبارت یہ ہے ”مرہم حواری۔ این مرہم
را امرہم رسل نیز نامند و ترجمہ کردہ شد در قراہا دین رومی بہ مرہم
سلیخا و معروف بمرہم زہرہ و گفته کہ این منم دوازده دواست از دو ازد
حواری حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا کہ ہر یک یک دوا اختیار کردہ ترکیب
نمودہ اندو باین مرہم بہترین مرہم ہاست“ اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے ”و گفته کہ این
مرہم را مرہم بخار و اثناء عشری نیز نامندے مطبوعہ ۱۲۳۹ھ ج ۲ ص ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰ ایڈیٹر..... مرزا
قادیانی کا مطلب تو مرہم عیسیٰ سے یہ ہے کہ وہ صلیب پر قتل کئے گئے اور ان کے زخموں پر مرہم لگا
پھر بھی زندہ نہ رہے۔ جب اس مرہم نے خود عیسیٰ مسیح کو نفع نہ بخشا تو آپ کا جعلی مرہم کیا فائدہ بخشے
گا اور جب آپ مجزات مسیح کے قائل نہیں تو ان کے مرہم میں کیا خوبی ہے اور خوبی ہے کہ آپ
انہیں کے نام سے بکر رہے ہیں اور دنیا کمار ہے ہیں۔ لعنت ہے ایسی سنگی پر۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء یکم فروری کے شمارہ نمبر ۱۵ کے مضامین

.....۱	خاتم الانبیاء اور خاتم الخلفاء۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مرزائی اخبار الحکم کی کاپی ایٹ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	تکواری جگہ قلم اور زبان کا جہاد۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	ہندوستانی قہقباہ برسر دجال پنجاب۔	محمد فاروقی لاہوری!
.....۵	مولوی محمد کرم الدین صاحب کی فتح۔	ایک مبصر از گورداسپورا!
.....۶	نظم ار مغانی بحضور دجال قادیانی۔	ارمغانی سیالکوٹ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ خاتم الانبیاء اور خاتم الخلفاء

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور مرزا قادیانی خاتم الخلفاء وہ قادیانی اخباروں اور

مختلف تحریروں میں اپنے کو خاتم الخلفاء کہتے ہیں۔ اگر خلفاء کے معنی انبیاء کے لیتے ہیں جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت کلام مجید میں وارد ہوا ہے کہ ”انسی جاعل فی الارض خلیفہ“ تو دو خاتم ہونے سے ہو سکتے۔ کیونکہ ختم ایک امر بیضی ہے جو تجزی اور منقسم نہیں ہو سکتا۔ قرآن تو یہ کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم ہیں اور مرزا قادیانی کہتے ہیں خاتم ہوں یا شاخشانے درحقیقت پور پرانے جغادری آسمانی باپ کے نکالے ہوئے ہیں۔ غریب لے پانک تو معصوم جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش نہ ابھی منہ کی وال چھری نہ دودھ کے دانت ٹوٹے۔ بالکل پیر نابالغ۔

پس آسمانی باپ ہی کو طاعون طعون یا افغانی بغدادی کے حوالے کر دینا چاہئے۔ کیونکہ سارا فساد اسی کھوٹ کا ہے اور اگر خلیفہ کا مرتبہ نبی سے گرا ہوا ہے یا خلیفہ سے مراد مسلمانوں کو کھنڈے استرے سے موٹنے والا اور پوچا رادے کر کھوٹی تک کو صاف کرنے والا ہے تو یہ صفت واقعی مرزا قادیانی پر صادق آتی ہے لیکن اس صورت میں آپ نبی نہیں رہتے اور بردی رسالت و نبوت قادیان کے پڑا ہے یا اصطبل سے کھوٹا کھاڑ کر بھاگتی ہے اور مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ تو چل میں بھی آیا۔

وہ خلیفہ جی جو کل پھرتے تھے سب کو موٹے

آج ان کی بھی ضمیر میں حجامت ہو گئی

پھر آپ مثل اسحٰب اور موعود تک ہونے کے مدعی ہیں مگر عیسیٰ مسیح نے کہاں کہا ہے کہ میں

خاتم الخلفاء یا خاتم الانبیاء ہوں۔ اگر مرزا قادیانی کا ایمان فی الحقیقت قرآن پر ہے تو مسیح اپنے خاتم ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ پھر ”انفصال عیسیٰ بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من القوراة و مبشرا برسول یتاتی من بعدی اسمہ احمد“ یعنی اے بنی اسرائیل میں تمہاری ہی طرف رسول ہوں تصدیق کرتا ہوں توراہ کی جو میرے ہاتھ میں ہے اور بشارت دیتا ہوں۔ ایسے رسول کی جو میرے بعد آئے اس کا نام احمد ہوگا۔ یہی انجیل میں ہے کہ میرے بعد فارقلیط (تسل دینے والا) آئے گا لیکن مرزا قادیانی کا ایمان توراہ و انجیل پر کیوں ہونے لگا جبکہ قرآن پر بھی نہیں۔

اور یہ صاف ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ بنی اسماعیل میں سے ہیں نہ کہ بنی اسرائیل میں سے تعجب ہے کہ اصل مسیح تو خاتم الانبیاء نہ ہو اور مثل مسیح خاتم الانبیاء ہو جائے اور اگر مرزا قادیانی یہ کہیں کہ میں انبیاء بنی اسرائیل کا خاتم ہوں تو اپنے مرزائیوں کو بنی اسرائیل ثابت کریں اور امام الزمان ہونے کا دم چملا کاٹ کر پھینک دیں ورنہ خاتم الخلفاء بننے اور بنانے سے تائب

ہوں اور آئندہ کے لئے کان پکڑیں ورنہ ابھی ابھی سر میں کان اور کانوں میں سر اور دونوں میں منارے کا کلس کر دیا جائے گا۔

(ایڈیٹر)

۱ مرزائی اخبار الحکم کی کامیابلیٹ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ماشاء اللہ اب والابن اب تو الحکم مہاراج دھراج کنیش جی (ہاتھی) کے کانوں سے چوڑا اور سری مہاراج ہومان جی کی دم سے لمبا یعنی بڑی تسلیج کے پیمانے پر شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ ہم اکھاڑے کے بچوں کے اپنے ہمعصر کے ڈنڈے منارے کی مٹی سے ملتے ہیں اور پیٹھ ٹھونک کر کہتے ہیں کہ شاباش۔ اپنے حریف و رقیب البدر کو نیچا دکھانے کا یہی داؤ تھا ورنہ الحکم چاروں شانے چت ہو کر آسمان جھانکتا اور حکیم الامتہ کا افسون امام الزمان کے افسون پر چپ رہتا اگرچہ الحکم کا حجم البدر کے حجم سے دو چند بلکہ تقریباً سہ چند ہے مگر قیمت بھی تو دو چند ہے۔ یعنی البدر کی قیمت اڑھائی روپے اور الحکم کی عام قیمت پانچ روپے سالانہ ہے مگر آپ جانتے ہیں پیٹ پتلانے والے تو اریزان بعلت پرشش ہیں نہ کہ گراں حکمت پر۔ لہذا اب خیر اسی میں ہے کہ قیمت بھی گھٹا دی جائے ورنہ ہم دکھا دیں گے کہ البدر چند روز میں اپنا حجم اسی قیمت اڑھائی روپے سالانہ پر دو چند کر دے گا اور پھر قسم ہے لے پالک کے منارے دی کہ بدھیا بیٹھ جانے میں کچھ بھی کسرت نہ رہے گی۔ ہم تو الحکم کے یار و مددگار ہیں۔ اسی نے بروزیت کی بند جمانی۔ اسی سے منارہ ٹھا کر دو اربا بنا۔ اسی نے پھلے ڈوں اپنا گھر سیلاب کی نذر کیا۔ بروزیت کو شہرت کے بانس پر چڑھانے میں اسی نے کڑیاں جھیلیں۔ ہمیں تو الحکم ہی پیارا ہے کیا طاقت ہے کہ کوئی حریف اس کا مد مقابل بن سکے ورنہ ابھی ابھی رات بند کرو یا جائے اور گھاس دانہ کی جگہ مرچوں کا تو برا چڑھا دیا جائے۔ کچھ غم نہ کرنا۔ مجدد السنہ مشرقی تمہاری کمک پر ہے ایک البدر کیا ہزار البدر لکھیں مگر دس اسٹول یا دمدار ستارے کی طرح غائب نہ ہو جائیں تو جب ہی کہنا۔ کجا الحکم کجا البدر۔ یہ ڈھول کے اندر پول کوہ منجیرہ۔ یہ چند بید ستری اور مستحوری بیجون وہ گڑ کے شیرے کا حریرا۔ یہ منارے کی جریب وہ ننھی مٹی صلیب۔ آئندہ یا قسمت یا نصیب۔

(ایڈیٹر)

۳ تلوار کی جگہ قلم اور زبان کا جہاد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزائی اخبار الحکم کے صفحہ لوح پر چند روز سے یہ فقرہ حجت رہتا ہے۔ ”آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے“ وغیرہ!

خدا کا حکم تو مل نہیں سکتا اور نہ ساری خدائی سے جہاد اٹھ جاتا حالانکہ جہاد برابر جاری ہے۔ صومالی لینڈ میں برٹش گورنمنٹ جہاد کر رہی ہے۔ پچھلے دنوں مقدونیا کے باغیوں پر سلطان ترکی نے جہاد کیا اور مغرب انشاء اللہ دنیا کے بعض حصوں میں نہایت سخت جہاد ہونے والا ہے اگر جہاد کا وجود دنیا میں نہ ہو تو کوئی سلطنت قائم نہیں رہ سکتی۔ چوروں اور ڈاکوؤں اور بد معاشوں اور قاتلوں کو گرفتار کرنا اور سزا دینا بھی جہاد ہے جو تمام سلطنتوں کے خلاف نہیں۔ ہاں مسخرے آسانی باپ نے لے پا لک کے نام ایسا نادر شاہی حکم بھیجا ہوگا۔

یہ عجیب بات ہے کہ تلوار کا جہاد تو بند ہو گیا ہے مگر قلم اور زبان کا جہاد بند نہیں ہوا جو تلوار کے جہاد سے سخت تر ہے۔

جراحات السنان لها التیام

ولا یلتام ما جرح اللسان

یعنی بھال کے زخم بھر جاتے ہیں مگر زبان کے زخم نہیں بھرتے۔ لے پا لک جو سالہا سال سے دنیا کے تمام مذاہب پر قلم کا جہاد کر رہا ہے اور ہر مذہب کے بزرگوں کی مذمت کر کے اہل مذاہب کے دلوں کو نوک قلم سے چھلنی بنا رہا ہے تو آسانی باپ نے یہ جہاد جائز کر دیا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں بت پرستوں کو برا کہنے سے بھی روکا گیا ہے۔ پڑھو "لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ الایہ" مگر لے پا لک کو پرانے قرآن سے کیا غرض اس کو تو نئے باپ کا نیا حکم چاہئے۔

میری بددعا سے فلاں مارا جائے گا کیا یہ کلمہ پابن اور سیف زبانی کا یہ دعویٰ جہاد نہیں میرے ساتھ طاعون کا لشکر آیا ہے اور میں اپنے منکروں کو اس کے ہاتھوں ہلاک کر رہا ہوں کیا یہ دعویٰ جہاد نہیں اپنے نفس پر جہاد نہیں کیا جاتا۔ ہر دم یہی دھن تیار ہے کہ میری بات سچی نہ ہو۔ میں ذلیل نہ ہوں جو کچھ میں چاہوں وہی ہو۔ میں بروزی ہوں میں خدا کا ہتھی ہوں بلکہ "انار بکم الاعلیٰ" مگر خدائے تعالیٰ ایسے منکبیر اور مغرور کو ذلت پر ذلت دے رہا ہے۔ اس کی رعزت کا سر کچل رہا ہے جس طرح فرعون بے عون کا سر کچلا۔

آپ خود جہاد کر رہے ہیں اور برٹش گورنمنٹ کو خوشامد کے شیشے میں اتار رہے ہیں کہ میں جہاد کے خلاف ہوں اور میں نے جہاد بند کر دیا ہے۔ بھلا اس کو اس کو پوچھتا کون ہے جو جہاد آپ کے ذہن میں ہے نہ وہ ظالمانہ جہاد اسلام میں ہے نہ مسلمانوں کے خواب و خیال میں نہ خود گورنمنٹ کے قیاس و گمان میں۔ جو جہاد ظالموں پر کیا جاتا ہے وہ صورتہ جہاد ہے مگر معنی عین

انصاف ہے جو خود فرض مغتری ایسے جہاد کو روکتا ہے جو بڑا مفسد اور تمام گورنمنٹوں کا بدخواہ اور عام امن میں خلل ڈالنے والا ہے کیونکہ ریاست بے سیاست ممکن نہیں۔ بروزی نبوت نے بھی اوائل میں قلم سے لوگوں کی موت ہی کی پیشینگوئیوں کا جہاد کیا۔ دھولس ڈال کر اپنی نبوت کو منواتا چاہا مگر اس ظالمانہ جہاد کا برعکس عدالت نے سر توڑ ڈالا اور تحریف الناس سے آئندہ کے لئے توبہ نامہ لکھوا لیا۔ ورنہ خدا جانے ہلاکت کی پیشینگوئیوں کا جہاد کیا کر کے رہتا۔

بارہا جہاد یاد دلانا گویا مسلمانوں کو اشتعال اور گورنمنٹ کو ان کی جانب سے نفرت دلانا ہے اور اسلام اور پیغمبر اسلام پر تمرا بھیجتا ہے کہ ظالمانہ جہاد کو رواج دیا۔ آپ سے زیادہ اسلام کا کورنمک اور مسلمانوں کا دشمن کون ہوگا؟ قابو نہیں چلا ورنہ تمام مسلمان بلکہ اقوام مذہب دنیا جو جعلی نبوت اور امام الزمینی کو نہیں مانتے۔ آپ کے ہاتھوں قتل کر دیئے جائیں اور آپ ان کو کچا ہی بھجھوڑ کر کھا جائیں۔ قرینہ یہ ہے کہ آپ کا جو مخالف اپنی قضا سے مر جاتا ہے۔ خوشی کے شادیاں بچائے جاتے ہیں اور مرزائی اخباروں میں شہتیر کیا جاتا ہے۔ اس سے آپ کا جنت باطن اور بدخواہی مخلوق صاف عیاں ہے۔ جہاد کے اور کیا سینگ ہوتے ہیں۔ قتل کا ارادہ اور اقدام بھی درحقیقت جہاد ہے۔ ”ان الله يعلم ما فعل الصدور“ اور ”انما الاعمال بالنیات“ (ایڈیٹر)

۴ ہندوستانی قبچاق برسر دجال پنجاب

محمد فاروقی لاہوری

اے مردود بے ایمان مرزا	یہ کیا برپا کیا طوفان مرزا
بہی بنتا ہے عیسیٰ گاہ مہدی	نہیں ہے یہ تجھے شایان مرزا
ابھی زعمہ ہیں عیسیٰ آسمان پر	نہ ان کو جان تو بے جان مرزا
سبح ابن مریم آئیں گے پھر	حبیب حق کا ہے فرمان مرزا
نصوص قلعہ کا ہے تو مگر	نہ کو سے کیوں تجھے قرآن مرزا
حدیثوں کے معانی مت فطرا کر	نہ کر فرقان کا بطلان مرزا
تو ہے بمرتبہ شداد و نمرود	تو ہے قارون کا ہم شان مرزا
مسلمانوں کو لوٹا خوب تو نے	تو ہے چنگیز خان کی جان مرزا
تو خاص اہلس کا نور بمر ہے	تیری آنکھیں ہوں بے لعان مرزا

بجائے گر کہوں دجال پنجاب	لقب ہے یہ تیری شایان مرزا
نہ تیرا قابلمان دارالانان ہے	وہ ہے اک فصیح الاحزان مرزا
مسلکوں کے حق میں ہے تو الہی	تو موذی ہے علی المظہیان مرزا
بمگا دوں نوک دم میں تجھ کو دم میں	نہ ٹھہرے تو سر میدان مرزا
تیرے لنگڑے کو کھڑکے کا ہے شوق	اذا ساتھ اس کے تو بھی تان مرزا
مرے گا کو گر کڑھی تو ہو کر	یہ کہتا ہوں علی الاعلان مرزا
نہیں تجھ پر کھلے اسرار عرفان	نہیں حق کی تجھے پہچان مرزا
تیرے خادم کیا کرتے ہیں تجھ پر	دل دجان مال دزر قربان مرزا
یہ پیشین گوئی مہری یاد رکھنا	عیاں ہوگا ہے شعبان مرزا
چھٹی تاریخ نہ شبہ کا ہو دن	اسی دن ہوگا تو بے جان مرزا
جو ناری ہیں چہرے تو سکی ناری	ترا دوزخ میں ہوا ایوان مرزا
ظریف اسب ختم کرتو اس غزل کو	نہ ہو جائے کہیں ہلکان مرزا
بدل کر قافیہ لکھوں غزل اور	کہ جس کو سن کے ہو حیران مرزا

(باقی آئندہ)

۵ مولوی محمد کرم الدین صاحب کی فتح

ایک بھراڑ گورداسپورا

۱۲ جنوری ۱۹۰۴ء کو مرزا نیوں کا وہ الہام کا مقدمہ نو جہادی جو پنجاب حکیم فضل دین مرزا قادیانی کے خاص حکم سے برخلاف مولوی صاحب معصوف دائر کیا گیا تھا اور جو ۱۴ ماہ سے چل رہا تھا اور جس کی نسبت مرزا قادیانی پر متواتر نصرت و فتح کے الہامات برس رہے تھے آخر کار خارج ہو گیا اور مولوی صاحب عزت سے بری ہو گئے۔ بہت سے احمدی دور دراز مسافت طے کر کے آخری حکم سننے کے منتظر تھے کہ مرزا قادیانی کا تازہ نشان (فتح مقدمہ) دیکھیں لیکن صاحب مجسٹریٹ کا یہ حکم سن کر سب کے رنگ فق ہو گئے اور وہ سب امیدیں جو مرشد جی نے ایک مدت

دراز سے فتح و ظفر کی دلارکھی تھیں۔ خاک میں مل گئیں اور مرزا قادیانی کے الہام کی قلمی کھل گئی۔ ۱۳ جنوری ۱۹۰۳ء کو اس مقدمہ میں جو مولوی صاحب کی طرف سے لائبل بنام مرزا قادیانی و حکیم فضل الدین دائر تھا۔ ساڑھے گیارہ بجے سے قانونی بحث شروع ہوئی۔ جس کو مولوی صاحب کے وکیل نے نہایت متانت سے ادا کیا۔ پھر مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں الفاظ استغاثہ کی تشریح کتب لغت، عربی، فارسی، انگریزی، تقاسیر، حدیث کے حوالے اور خود مرزا قادیانی کی تصنیفات سے مدلل طور سے کی اور اپنی حیثیت کے دلائل اچھی طرح بیان کئے اور سندیں پیش کیں جن کے خاتمہ پر مرزائی جماعت کے چٹکے چھوٹ گئے۔ رات کو مرزا قادیانی کو تپ چڑھ گیا۔

چنانچہ دوسرے روز ۱۳ تاریخ کو عدالت میں ان کی طرف سے ڈاکٹری شوقلیٹ پیش ہوا کہ وہ بیماری کی وجہ سے ایک ماہ تک حاضر نہیں ہو سکتے۔ اور حکیم فضل الدین نے زیر دفعہ ۵۲۶ مضابطہ فوجداری مہلت مانگی کہ چیف کورٹ میں درخواست انتقال مقدمہ کرنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی دوسرے استغاثہ جات ۳۱۱ و ۵۰۰ کی نسبت بھی درخواست گزاری۔ عدالت نے ۱۳ فروری تک مہلت دی اس کے بعد عدالت نے پہلے مقدمہ میں مولوی صاحب کی بریت کا حکم سنا کہ اس فیصلہ کو حرف بحرف پڑھا جو ۹ رادراق کا انگریزی میں لکھا تھا۔

اب وہ الہاماً ”جاءك الفتح ثم جاءك الفتح“ (تذکرہ ص ۴۷۶، طبع سوم) کیا ہوا اور وہ مجموعہ فتوحات کے کا وعدہ کہاں اڑ گیا اور انجام مقدمات کی پیشینگوئی کیا ہوئی اور ان تازہ الہامات مشتملہ الحکم ۷۱۳۱۷۲۳ ستمبر ۱۹۰۳ء ہماری فتح ہمارا غلبہ ”ظفر من اللہ وفتح مبین“ (تذکرہ ص ۴۹۵، طبع سوم) وغیرہ کا کیا حشر ہوا؟ آپ کے حجتہ اللہ نے تو جیسا الحکم مذکور میں چھپا خواب میں اصحاب القبور (مردگان) کے سامنے بھی ہاتھ جوڑے اور دعائیں کرائیں لیکن افسوس کہ وہ سب محنت اکارت گئیں۔ سچ ہے ”وعنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو“ کیا مرزائی اس معاملہ پر غور نہ فرمائیں گے۔ یا رو خدا انصافے۔ ”الیس منکم رجل رشید“ ذرا مرزا قادیانی سے یہ تو پوچھئے گا کہ آپ نے خود انجام مقدمات کی پیشینگوئی اس آیت سے فرمائی تھی ”اللہ مع الذین اتقوا والذین هم محسنون“ اب اہل تقویٰ آپ بنے یا آپ کے مخالف میدان تو مولوی صاحب جیت گئے خدا کی نصرت ان کی یاد رہی پھر یا تو آپ کو اپنے ہم پر صاف بدظن ہو جانا چاہئے یا اس کا فیصلہ مان لیجئے کہ حق آپ کے خلاف ہے۔ ایک اور آیت بھی آپ نے الحکم میں اس مقدمہ کی پیشینگوئی میں شائع فرمائی تھی ”الم تر کیف فعل ربك باصحاب الغیال۔ الم يجعل کیدهم فی تضلیل وارسل علیہم طیراً ابابیل۔

تر میہم..... الخ "اب آپ ہی تشریح فرمائیے کہ اصحاب انبیل اس موقع پر کون ہیں اور ان کے مقابلہ میں مضطر و منصور کون؟ ہم تو گورداسپور میں جہاں تک دیکھتے رہے آپ کی ہی پارٹی بڑے کرد فر کے زخموں اور گاڑیوں پر سوار ہو کر آتی تھی پھر آپ کی نسبت طیسر آہا بیل (حقیر جالور) کا خیال کرنا تو نہایت بے ادبی ہے۔ البتہ پہلی شق کی کوئی وجہ نکل سکتی تھی تو براہ مہربانی اس الہام کی پوری تفسیر کر دیجئے مرزائی صاحبان مانیں یا نہ مانیں۔ دنیا میں تو اب مولانا مولوی کرم الدین صاحب کی فتح و ظفر کا ڈنکا بج گیا اور مرزا قادیانی کا وہ طلسم اعجاز و دعویٰ الہام ٹوٹ گیا۔ "الحق یعلو ولا یعلیٰ" اب تو مرزائی صاحبان کو مرشد جی سے صاف کہہ دینا چاہئے کہ۔

بس ہو چکی نماز مصطفیٰ اٹھائیے

انہوس ہے کہ مرزا قادیانی کے جری سپاہی خواجہ کمال الدین صاحب وکیل کی یکسالہ محنت اکارت گئی اور برخلاف صد ہا مبارکباد جناب مولانا مولوی محمد کرم الدین صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ نے ایک زبردست فتح حاصل کی۔

آج جا بجا جناب بابو چند لال صاحب بی اے مجسٹریٹ گورداسپور کے اس بے لاک انصاف کا چرچا ہو رہا ہے کیوں نہ ہو آپ نے واقعی نوشیروانی عدالت کا نمونہ دکھایا اور ان ہی وجوہ سے تو انگریزی عدالتوں کے میزان عدل کا قائل ہونا پڑا ہے کہ یہاں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔

راقم ایک مبصر از گورداسپور!

۶ نظم ار مغانی بخضور دجال قادیانی

ار مغانی سیا لکھو!

کیا تاب ہے مرزا قادیانی کی کہے چن میرے آگے	دنہا نہ ٹھہرے گا وہ طعون میرے آگے
وہ سامری زادہ ہے میں موسیٰ کا عسا ہوں	کوئی بھی چلا اس کا نہ انہوس میرے آگے
تقریر کو بھولے ابھی تحریر کو بھولے	آدے سر میدان جو وہ دوں میرے آگے
نہ ستر کی نہ نظم کی ہے اس کو لیاقت	دزدیدہ عیث پڑھتا ہے مضمون میرے آگے
ہیں جتنے کہ مرزائی خبر لوں گا میں سب کی	سب ہماگیں گے کہتے ہوئے ہوں پھل میرے آگے
خود مردہ ہیں وہ کہتے ہیں عیسیٰ کو جو مردہ	ہیں کھر کے صحرا کے وہ جتوں میرے آگے
کاتک کے مہینہ میں ہے مرزا کی ولادت	پلے کی طرح کرتا ہے لوں لوں میرے آگے
مرنی کی طرح گھر میں وہ اظردوں پہ ہے بیٹھا	ڈرے سے لکھتا نہیں طعون میرے آگے

مرزا قادیانی زمانے کے ہیں بے واؤ کے خسرو	وہ لاکھ بنے گرچہ فریدوں میرے آگے
پہن خانہ الحاد کے ہرزا قادیانی کبوتر	اس واسطے کرتے ہیں غزفوں میرے آگے
مرزائی جو سن پائیں کہیں میری غزل کو	شرمندہ بہت ہوں نہ کریں چوں میرے آگے
مرزا کا میرے ڈر سے ہوا دھک سے کلیجہ	ایک ہنگلی سے ل دوں گا وہ ہے جوں میرے آگے
میں پڑھ کے غزل اپنی جو مرزا کو سناؤں	آنکھوں سے بہا دے گا وہ چمنوں میرے آگے
کرتا ہے جو وصف اس کا ہے وہ ایک کلاوت	سارنگی پہ کرتا ہے وہ روں روں میرے آگے
مرزا نہیں انسان ہے گر پشچی ہے کتاب	پنجاب کے لوگوں کی ہے وہ جہون میرے آگے
آفاق میں جب دھوم مچے میری غزل کی	مرزا کا ہو کا حال دگرگوں میرے آگے
دجال نہیں پر خردجال ہے مرزا	ہو مجھے سے مقابل کرے ڈمچوں میرے آگے
زنجیر پڑی کفر کی مرزا کے گلے میں	ہے جن خلاص کا وہ سمون میرے آگے
میں بدلے طیدہ کے حزار اس پہ چھاؤں گا	قسمت سے بروزی ہو جو مفلون میرے آگے
جو معتقد ان کے ہیں وہ شمل ماری	مرزا قادیانی ہے صورت میمون میرے آگے
بے نئے کا ہے وہ فخر تو بے دال کا بوم	ہے سنگ بلاون وہ ملعون میرے آگے
مرزا کے جو اقوال ہیں بے بے کے ہیں موتی	بے رے کا ہے وہ گوہر کنوں میرے آگے
مرزا قادیانی کی طبیعت کا ابھی حال ہو روشن	ایک شعر کرے آگے جو موزوں میرے آگے
کرتا ہے جو وہ طعن بزرگان سلف پر	خود ہو گیا خلقت میں وہ ملعون میرے آگے
تصنیف کو دیکھ اس کی یہ کہتا ہوں پہ انصاف	چرکیں سے نہیں رجب میں افروں میرے آگے

تعارف مضامین ضمیرہ شحنتہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۸ فروری کے شمارہ نمبر ۶ کے مضامین

.....۱	قادیانی شاعری۔	۲۰۰۔ لودھیانہ!
.....۲	قادیانی کی خودستائی اور اس کے چیلوں کی ڈاڈا خانی۔	
.....۳	قصیدہ۔	
.....۴	وہ آسانی نشان ظاہر ہوا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ قادیانی شاعری

۲۰۰۔ لودھیانہ!

قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کی چاروں جلدوں کے عنوان پر ایک تاریخی رباعی لکھی ہے جس کے تیسرے مصرع کی دم بڑھی ہوئی ہے۔

کیا خوب ہے یہ کتاب سبحان اللہ
اک دم میں کرے ہے دین حق سے آگاہ
ار بسکہ یہ مغفرت کا بتلاتی ہے راہ
تاریخ بھی یاغفور نکلی وہ واہ

الفاظ اور بندش سے قطع نظر ہم قادیانی سے صرف چاروں مصرعوں کا وزن پورا کر دینا چاہتے ہیں اگر پورے کر دے تو حضرت شوکت سے سفارش کر کے اس کا نام بھی شاگردوں میں درج کرا دیں گے۔ اگرچہ ایسا کو دن اس لائق نہیں کہ اس کو ان کی شاگردی کا اعزاز بخشا جائے۔ پھر ”وہ واہ“ کیا خوب ہے۔

از بسکہ یہ مغفرت کا بتلاتی ہے
یہ بھی مصرع رباعی کا ایک پورا وزن ہے آگے قادیانی کی ”راہ“ حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ اس پر دور باعیاں ہدیہ ناظرین ہیں۔

حد سے باہر ہے راہ تیری مرزا
کرتا ہے اسی پہ تو دلیری مرزا
سب مکر و دغا ہے یہ براہین تیری
بس کھل گئی تیری ہاتھ پھیری مرزا
کہنا تجھے معذی بجا ہے مرزا
ہر بات میں تجھ کو اعتدا ہے مرزا
الہام ہیں تیرے انبیاء سے بڑھ کر
بیٹا تو خدا بن چکا ہے مرزا

۲ قادیانی کی خودستائی اور اس کے چیلوں کی ٹاٹا خانی

ایک قادیانی شہزادہ اپنے خانہ ساز رسول دنی کا فارسی قصیدہ پڑھ کر کہتا ہے کہ اس کے

مقابلے میں کوئی نہیں لکھ سکتا، بڑھ کر تو کیا اس کے برابر بھی لکھنا محال ہے۔ اگر کوئی ارادہ ایسی کرے تو اس کا نطق بند ہو جائے۔ وغیرہ چونکہ یہ کابلی شہزادہ فارسی سمجھتا ہے جیسا کہ اہل کابل بول سکتے ہیں اس لئے ہم نے اسی ردیف و قافیہ میں بحون اللہ تعالیٰ کچھ لکھا ہے وہ شائع کرتے ہیں۔ قادیانی نے بجز خود ستائی کوئی کمال نہیں دکھایا۔ ہم نے بھی قادیانی کے اصل حالات تحریر کئے ہیں۔ اگرچہ قادیانیوں میں اہل انصاف کم ہیں الا ماشاء اللہ پھر بھی خدا کی رحمت و اسعہ پر نظر رکھ کر امید رکھتے ہیں کہ کوئی تو حق پسند غیرت مند ہوگا جو اس سے اس کے جواب کا مطالبہ کرے گا اور پھر اس کو لا جواب پا کر قبول حق سے مشرف ہو کر از سر نو مسلمان ہوگا۔ آئیں اگر مقابلہ میں دشنام دہی، دروغ گوئی، مخالطہ اور خدعت وغیرہ استعمال کی گئی جیسا کہ یک ہزاری، دو ہزاری اشتہاروں میں ولد الزنا، اور حرام زادے کی گالیاں مستعمل ہوئی ہیں تو خیر یہ بھی سب کو معلوم ہے۔

دھن خویش بد شنام مالا صائب

کاین زر قلب بھر جا کہ دہی باز آید

خود بخود سب طرف سے حسب معمول پھٹکاریں پڑیں گی اگر قادیانی بزم خود رسول

اس کی پروانہ کرے مگر اہل بصیرت پر اصلیت ظاہر ہو رہی ہے۔

۳ قصیدہ

بنام آنکہ نہ مبداش و منتھا باشد	بنام او بر کہتتا بہ کار ما باشد
کسیکہ بردمش از خالق التجا باشد	ہمو خودش برہ راست رہنما باشد
گرت بجانب محبوب چشم و ابا شد	ہمہ ہر آنچہ بجزوے بود فنا باشد
ترا بہ بحر محبت اگر شنا باشد	نہ بیچ آگہیت از غم و عنا باشد
نصیب نفس تو با حق اگر غنا باشد	جہاں و اہل جہاں لقمہ و گدا باشد
غبار بردل طالب زرتج رہ نبود	کہ خاک راہ درد و ست کیمیا باشد
غبار راہ قدم چون بصدق بردارند	بہ چشم اہل نظر ہم چو تو تیا باشد
بمال و زرچہ بود راہ دوست پیمودن	بہ ہرچہ حکم کند جان و دل فدا باشد
منازل رہ داریں سہل باشد اگر	بدل بھر قدم اللہ بنا باشد
مباش شد و غمان از حصول و فقد جہل	کہ ایں جہاں فنا دار ابتلا باشد
کجا بہ علم و ہدایت قدم نہدیہ ثبات	ہر آنکہ در رہ دین مرکبش ہوا باشد

اگر قبول نه امروز حق کنی..... فردا	براه حق شدنت آرزو بسا باشد
تنداشت نبود آن دم از مکان بعید	هم آن عمل که زخود کرده هیا باشد
بآل عذاب و گرفتاری ابد شغلت	به لیتنی و دریغا و حسرتا باشد
بود معامله کار باغلاظ و شداد	نه بیچ فائده از زاری و بکا باشد
به قعرهاویه سازند مقعدش هر کو	نبی نباشد و انباز انبیاه باشد
باین نبوت جزئی و ناقص دجال	بشان ختم رسل قح مدعا باشد
محمد عربی کا بروئے مبارک او	بیک اشاره ز مشکل گره کشا باشد
درد دحق پروانش به پیر دانش باد	سکون خاطریم این درد دائما باشد
شهی که جنبش شرکان اور به غمزدگان	زراه مرحمت از سینه غمزدا باشد
خلاصه دو جهان فخر انبیاه و رسل	که روز محشرش آن عرش متکا باشد
خدا چو ختم نبوت بذات پاکش کرد	به علو بشر جاهش انتها باشد
اگرچه از همه آخر نبوتش آمد	ولیک خلقت نورش بابتدا باشد
چنان رسول برین پایه کار زوی الی	بامتش شد می هر رسول راباشد
منش به خلق قدا لاشریک له خوانم	بلید طبع کسی گوازین خفا باشد
نبوتش همه عالم گرفت تا محشر	نبوتی نه به فاروق و مرتضی باشد
بود مماثل دجال اگر بزعم خودش	کنون بدوش کس این حله و قبا باشد
نبوت ست زحق پایه بلندترین	نه آنچنان که بوی دست کس رسا باشد
نه رزق و روزی دنیا با اختیار کسی ست	به کسب کس نه هدایت نه ابتدا باشد
نبی نبی ست بوی نقص را گزر نبود	فضیلت دگرے فضل کبریا باشد
چو ماه کامل برج سعادت اندهمه	عجب مدار چو عو عوز اشقیاء باشد
حقیقت اینکه به قرآن نها شدش ایمان	که دینش رد احادیث مصطفی باشد
هوائی فتنه وزیدن گرفت در عالم	بهر چهار طرف فتنه ها بپا باشد
قدم به منبر تجدید دین نهاد هیومات	کسی که نیچریش پیر پیشوا باشد
به حسب گفته عیسی بے مسیح شوند	زهر طرف نه جهان چون مسیح زا باشد
جناب ختم رسل سی ^{۳۶} شمرد ایشان را	چه بیند آنکه دلش در ته عما باشد

هم این مغل بچه را بین کزانتیا باشد	بسوئے انگلش و امریکن و فرنچ به بین
علی الخصوص چو دجال مرزا باشد	برائے عالمیان فتنه اند دجالان
پگاه و شام شب و روزم این دعا باشد	خدا زمکرو فریبش امان دهد همه را
بکذب و جهل بیان دیش گوا باشد	به مجلسه زبخاری حدیث عرض آورد
زیادتی ست بقرآن و دلگرا باشد	پس از رسول و نبی گر کسی محدث خواند
مثیل و شاننش خدعه و دغا باشد	مہین حضرت عیسیٰ ست قادیانی پیر
زقادیانی دجال نفی ما باشد	ببین که بر صلبوه مائے نفی حق فرمود
زمعجزات ویش نفرت و ابا باشد	به خاندانش کند طعنہائے زشت و زبوں
بکور چشم یکے گوهر و حصی باشد	چو عجل سامری اعجاز عیسیٰ انکار د
یکے مغل بچه ذوالمجد و العلا باشد	همین بس ست ز توہین که در مقابلہ اش
بذات خود که بامراض مبتلا باشد	منم مسیح زمان گفتش چه بو الجبی ست
ز نیم باشد و در ما درش خطا باشد	به ابن مریم صدیقہ اش چه نسبت کو
به بیوگی سه پسر زانقوا باشد	ز گوهرش چه زمن پر سی آنکه جدہ او
بصدق باخذ من روضۃ الصفا باشد	به ہزل و شتم نہ گفتم چنین سخن هرگز
حرام زادگیش مدحت و ثنا باشد	حرام زادہ بگوید کسی که مردم را
چرانہ لعنت از ان سوش در قفا باشد	جوز افتراہ بخدا کرد پیشگوئی ہا
چه بزلی ست کہ روپوشی از لا قضا باشد	به ضلع ہر رفت و ز اخبار غیب پہلو کرد
چو کار مرد خدا بر قضا رضا باشد	چرا سکوت ز الہام کرد و خلقت شد
ہر وقت ملت حقہ ز دین خدا باشد	چو گفت در حق فرزند خود کان اللہ
ہاو خطاب مسلمان کجا روا باشد	بگوید آنکہ خدانا منم بجائے ولد
کہ فارغ از خطر محشر و جزا باشد	چسبان از و نشود و صلوات این دلیر بہا
نہ بر عنایت و فضل حقش رجا باشد	نہ خوفش از سخط و قہر قلمر جبار
چہ غیرتش نبود سخت بے حیا باشد	ہر آنکہ زوجہ الہیش بہو بہا غیر
کہ آہ من شدہ ام پیرو ان قتا باشد	چہ خوش بود کہ کند عنری بے حیالی خویش
حبالہ اش بہ جوانی زمن حبا باشد	بہ پیریم زن نو ملہم و ہدچہ کنم

چو خوف من بلش چاهنیر هست پس او	کند هر آنچه کند از من اعتنا باشد
مشو مکد ران اشعار صافیم مرزا	که کار اهل نظر اخذ ما صفا باشد
بخوانم از سر نو مطلع چو مطلع ماه	که شور درک لهد و حبذا باشد
رخت سیاه چو شب ظلمت آشنا باشد	به مهر نیز ترادعوی ضیا باشد
به پیشگوئی خورو سیاه میگردی	که کار تو بخدا دائم افترا باشد
چنین ذلیل شدی و نمردی از غیرت	بحیرت اندهمه کاین چه ماجرا باشد
بکوه سرزونت ابلهی و بیبلیکیست	چو طاقبت تو نه هم سنگ کهریا باشد
دلیر باشد و بی باک ترز شیطان کو	خدا پسرگه و گلهش پسر خدا باشد
نبی بشر بود و حیث امتیاز آمد	اگر ترا خبر از حصر انما باشد ^{۱۲}
چو وحی تست منزله زدخل شیطانی	نبوت تو چرا زیر التوا باشد
رسول نیستم آنچکه گفته به فریب	بروئے وصمت دجالی اختفا باشد
بچند سال شدی بعد از ان رسول الله	تراد و آخر کار آنچه در دعا باشد
همان رسول که او خاتم النبیین ست	چه سفله مثلیت بار تقا باشد
گهه مجدد گاهه محدثی ونبی	ز بهر این خدا بودنت بنا باشد
بگو چو طبع ^{۱۳} براهین نمودی از الهام	بناشد آنچه تو گفتی صحیح یا باشد
اشارتت بنزول جلال عیسی کرد	به رحم و عود خدا کایت عسی ^{۱۴} باشد
خدا بکار برو قهر و عنف چون عیسی	دوباره سوئے زمین نازل از سما باشد
جلال عیسوی اتمام حجت افزاند	منم جمالی و بار فقم انزاد باشد
نزول آنکه بیان کرد خامه او را	بدارد مرگ هم از خامه ات ردا باشد
الاچگونه بگیر دید آن همه منسوخ	بشرع نسخ بساخبار که روا باشد
ترا همان متوفی کمال اجر دبد ^{۱۵} ۵۵۷	دلے به حضرت عیسی به عزاباشد
فریب و جور که کردی تو با مسلمانان	بجز خدای جهان یا که مشتکی باشد
نشسته بر سر شاخی چو از بنش ببری	بسر فتاوتت از دست خود سزا باشد
طفیل ^{۱۶} نام گرامی آنکه شهره شدی	چه خوش به عیب شماریش حق انا باشد
شدند دابة الارض چون همین علماء ^{۱۷}	خلاف فتوے شانت نه از حجی ^{۱۸} باشد

کلام او بود اظهار کفر هر کافر	مسلم این همه پیش اولی النهی باشد
زنیچریه مپرس از چنین معاملها	که کار شان بکتاب حق اعتدا باشد
بجان ودل چوکسه شرع رابود خادم	مگو که غیر مزکی وبه وفا باشد
به قول ذاکثر سر منه فروبه زمین	بارتداد که ان کرم این وبایا شد
بود چوکور عصله کسه بدست توکلین	ازان صلیب وازیس کرم بر ملا باشد
مگر تو درپس آئینه که چون طوطی	بگوشت آنچه در آمد همت صدا باشد
چسان امام زمان ومجددش خوانند	چو طائر آنکه به اوستاد هم نوا باشد
مجال گفتش از خویشتن نباشد هیچ	سوه فلاسفه اش گوش براندا باشد
بزن کنی همه مرهون که وارثان نبرند	ایسا مسیح همیس زهد واتقا باشد
لیسالت تو بتازی و فارسی معلوم	بیائے لفظ غیورست باشد
نه باشد از صله رحم ولعننت خرکر	به هر دو مهمل وبه معنیت علی باشد
شنیده تو فقط را علامت مفعول	برائے بیت به نظم تو جمع را باشد
بی به شعر نه پیچدنه شاعری نه نبی	بسوق شعر که از چون توئی شرایا شد
نه رزر شعر شناسی نه صحت الفاظ	بزمه شعرا دخلت ابتغا باشد
گرایس طریق بود ای گروه مرزائی	زمان نصیحت دین باز شما جفا باشد
عجب که زر سندود لستانش میخوانند	غضب که خون خور دو نیز داربا باشد
بود مثیل مسیح و مسیح صدهیهات	کسیکه در طلب مال رو ستا باشد
بشاعری سزد این لاف خود ستائیا	که آن مهالفه باشد نه ادعا باشد
نبی که میکند اظهار واجب ست باو	بداخت همه کس منصبش عطا باشد
السنقوا پسرے را مثیل او خوانید	به ابن مریم صدیقہ این هجا باشد
کجا مسیح فلک پلیه مفیض المال	که جانب همه از دست او سخا باشد
کجا مجا ورو شیدائی جیفه دنیا	که پهن دست سوالش باغنیا باشد
خلاف طبع اگر بشنوید دم مزید	که ابتداهش هم از جانب شما باشد
کلام من بود الحق مرعاً از نجشید	بعلت همه مرزائیان شفا باشد
شنوکه بلبل شیراز خواند ربستان	ز نغمه اش بدل راحت بقا باشد

دوائے تلخ بنوش از شفای می باید	که دافع مرضست تلخی دوا باشد
وے زنت طبیبیکه از عرض خلی ست	همش به علم خداد و انتما باشد
چوقا دیانی بدگوئی بدلگام رود	بجانهاشد ازین جانب از رخا شد
چنانکه حق نبود خار بودند باگل	بخار گل شدنت نیز ناسزا باشد
ز فیض خاص دم انتصار دین قلم	هر پهلو خردجال چون عصا باشد
جواب من بدرستی نداد و هم ندهد	به قادیانی دون طاقتش کجا باشد
به گفتگوش به دیده ایم و تحریرش	که در مقابله شتام و ژاژ خا باشد
همین قدر که زد جالش بیان گردید	بامل دانش و انصاف اکتفا باشد
ز خواندن رد دجال بزمین به فلك	مسیح را بلب احسنت و مرحبا باشد
دمدچو شحنة دم عیسوی باور اتش	په شرارت دجال انطفا باشد
سیاه و لال شم البدر والحکم زالم	به هرد و بیچ نه نطق و نه انجلا باشد
براه راست چشمان بیند و چگونه رود	کسیکه کجر و کج بین به چشم و پا باشد
نه نور دین ست به مرزانه حسن احسن او	جواب شحنة از اینان بانقفا باشد
معاونان ضمیمه زحق جزا یا بند	هم آنکه مهتمش صاحب نکا باشد
اعانتش به همه اهل دین بود واجب	که بهر اهل جهان موجب هدایا باشد
زبندگان ضعیف ست سعیدیت یارب	دلے چه غم چوبه فضل تو اتکا باشد
بهر معلمه چشمش به رحم و عفو تو بس	که پاک از مد سمعت و ریا باشد
عطا چو کر دیش ایمان همش بدرگامت	ملادو سامن و ملوای و ملتجا باشد
به فضل و مرحمت خود موقش گردان	که بدردت همه اوقات جبهه سا باشد
به مسجد صلحا با جماعت صلحا	به فجر و ظهر و دگر مغرب و عشا باشد
ز شام تا سحر ایك نعبدش شغله	به نستغینك از صبح تا مسا باشد
به فضل رزق تو عمرش چنان بسر گردو	نه هیچ فکر عذائے غم عشا باشد
مشوشش نکند گاه گرم و سرد جهان	ترددش نه ز صیف و نه از شتا باشد
به بخش وجه معاش انچنان و فکر معار	که دل نبود متعلق ز ما سوا باشد
با حمدان حجم هیچگاه دل ندهم	یک احمد عربی بس که مقتدا باشد

طریق سنت و قرآن رہ نجات من ست	بہر طریق و گہر فتنہ و بلا باشد
دم رحیل ازین سجن مومن رحلت	چنان بود کہ پرنداز قفس رہا باشد
تو شاد از من و من از تو شادمان ہاشم	بہ این دلم ہتس و شوق آن بقا باشد
حضور بارگہت روز محشر آمدنم	بتاج مغفرت و عفو ما مضمی باشد
زحشر جانب فردوس شاد شاد روم	ندائم از لب رضوان بیبا باشد
بنور وجہک یا ذوالجلال والاکرام	نظر بوجہ توام باشد و خوشا باشد
بہ رب العالمیان حمد اول و آخر	سلام او بہ کسے کہ اہل اصطفیٰ باشد

(حاشیہ جات گزشتہ اشعار) ۱ کہ کچھ بشرش اور تو اے خدا زواہلی شدن کہا۔

۲ کہ برترین خیر الائمہ سید تابدگرے چہ رسد۔

۳ چنانچہ قادیانی خود را جری الشقی حلال الانبیاء مگوید۔

۴ نحن قسمنا بینہم معیشتہم الایہ

۵ گورد اسپور۔

۶ قید و جرمانہ۔

۷ الہامات مندرہ۔

۸ قادیانی الہام شدہ انا زود کہا ما آن زن لازمہ تو سا تخم۔

۹ گاہے خدا پر خدا گاہے پھر خدا۔

۱۰ قل انما ابشر مسلک یوحی الی الایہ۔

۱۱ آقا دارا شہزاد مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر کتاب برائین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مولف نے ملیم

و نامور ہو کر بغرض اصلاح و تہذیب میں تالیف کیا۔ مجموعہ اشتہار ج ۱ ص ۲۳

۱۲ مصلیٰ رحیم ان پر حکم برائین ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱ (قادیانی نے اس آیت میں بھی اپنی ذاتی لیاقت سے

بر حکم کو بر حکم ہی لکھا ہے۔ یہ قادیانی اصلاح ہے۔

۱۳ حضرت صلی علیہ وسلم۔

۱۴ ازالہ قادیانی ص ۵۰۳، خزائن ج ۳ ص ۳۷۰ (ولیۃ الارض سے مراد گروہ علماء متکلمین اسلام ہے جو اسلام کی

سچائیوں کو استمالی سے پھیلاتے ہیں۔ ص ۵۰۲، خزائن ج ۳ ص ۳۷۰ بجان و دل خدمت شریعہ فرما جاتے ہیں لیکن

ان میں کامل تزکیہ اور کامل وفاداری نہیں۔ قرآن شریف (ولیۃ الارض کا کام یہ بیان فرماتا ہے کہ وہ علاقہ کہہ دے گا کہ

لا اظلمن لکافر ہے اس سے قادیانی ضرور کافر ہو گیا۔ کیونکہ اس کے ولیۃ الارض نے گواہی دی۔

۱۵ حق دانائی۔

۴ وہ آسمانی نشان ظاہر ہوا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آسمانی باپ برس روز سے لے پا لک پر الہام کے دو گزے برسا رہا تھا کہ مقدمات کی قمار بازی میں چت بھی تیری اور پٹ بھی تیری مگر قسمت میں لکھے تھے تین کانے۔ ان کے پڑتے ہی خرد جال کان میں الکافین کسوتیاں دبا کر دم اٹھا کر لید کرتا ہوا جو بھاگتا ہے تو لے پا لک اس کے حدث اور شرط کی آواز کو اپنے حق میں فتح کے شادیا نے سمجھا۔ ارے یہ کیا ہو گیا جی کچھ نہیں، ماگتی تھی اوپر سے اور ملی نیچے سے۔ ہاتھ تیرے جھوٹے کے منہ میں وہ۔

ہم بھی کہتے ہیں بے شک آسمانی نشان ظاہر ہوا۔ فراعنہ کا تکبیر ڈھے گیا۔ غرور کے غرے ڈبے ٹوٹ گئے۔ بردنہت کے چھلکے جھوٹ گئے۔ جھوٹی پیشینگوئیوں کے سر پھوٹ گئے۔ اب جعلی نبوت منارے سے اپنا سر پٹک رہی ہے۔ خود آسمانی باپ بسور ہا ہے اور لے پا لک اس کو گھور رہا ہے۔ کھوسٹ کی ڈاڑھی کھسوٹنے کو ہاتھ بڑھا رہا ہے۔ قابو نہیں چلا در نہ جو کچھ کر گزرتا تھوڑا تھا۔

گورداسپور کی عدالت میں چیختے چلاتے ٹسوںے بہاتے فریادی گئے کہ لوٹ لیا جاہ کر دیا۔ دعا دی فریب دیا۔ کوئی پوچھے کیا شے لوٹ لی۔ کیا کسی نے آسمانی باپ کا ترکہ لوٹ لیا۔ ورش ہڑپ کر لیا۔ ہزاروں کا زیور مرصع بجواہرات مرزائیوں کے صندوقوں میں نقب لگا کر چور لیا۔ ڈاکہ ڈال کر دھرا ڈھا کاسب چھین لیا۔ غرق ننگوئی جھوڑ دی اور بس دنیا کو تو خود لے پا لک دعا اور فریب دے رہا ہے۔ مسلمانوں کی گائٹھ کاٹ رہا ہے اور اسلامی علماء اور مشائخ پر دعا اور فریب کا الزام دھر رہا ہے۔

مولوی فیضی مرحوم نے آپ کی کتاب پر جو نوٹ لکھے تھے کیا وہ الہامی نوٹ تھے کہ ان کے سوا دوسرا شخص ویسے نہیں لکھ سکتا۔ آپ کے دعوے تو ایسے لہر اور لغو اور پادرو اور متناقض ہیں کہ تھوڑی سی استعداد والا بھی انکو کڑی کا جالانا کراڑا سکتا ہے۔ چہ جائیکہ مولوی فیضی اور حضرت میر میر علی شاہ صاحب۔ ان کی شان تو بہت اعلیٰ اور ارفع ہے مگر چونکہ سیف چشتیائی نے بروزیت کے منارے کی تعمیر ڈھادی ہے اور جعلی نبوت کا قلع قمع کر دیا ہے۔ لہذا دہائی اور تہائی چٹائی گئی۔ بغرض محال وہ نوٹ کسی کے تھے مگر مرزائیوں کے سر پر تو آ رہ چلانے کو کافی تھے۔ آم کھانے یا بیخ گننے۔ اسی کو جھوٹ جھل سے تو خون لگا کر اور فریادی ہو کر عدالت میں گئے۔ اس سے صاف طور پر مرزا اور مرزائیوں کا عجز ظاہر ہو گیا کہ کھیانی ملی کھبانو چنے گی میرٹھ کے بعض منافق یہودی (مرزائی) جو

ہمارے شاگرد بھی ہیں بنکارتے تھے کہ دعا کا کامل ثبوت گزر گیا۔ اب مولوی کرم الدین کو مضرب نہیں (گویا ان کو مسیح موعود صلیب پر کچھو اڑے گا) اور کیا اچھی بات ہو کہ مولوی صاحب معذرت کریں، معافی چاہیں اور حضرت اقدس کی دونوں طرح فتح ہے۔ سزا ہوگی جب بھی آسانی نشان ظاہر ہوگا اور معافی چاہی جب بھی۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ پانسا الٹا پڑے گا اور دعوے خارج ہو کر الٹا لائیکل کا چارج سر پر دھرا جائے گا۔ باقی آئندہ۔ (ایڈیٹر)

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ فروری کے شمارہ نمبر ۱ کے مضامین

..... ۱	مرزا قادیانی کا تحریری اقبال۔	الحدیث!
..... ۲	کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
..... ۳	لاہور میں مرزائی مجلس۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مرزا قادیانی کا تحریری اقبال

الحدیث!

..... ۱ (ضمیمہ انجام آہٹم ص ۵۰۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸، ۲۸۹) کے حاشیہ میں آپ تحریر کرتے ہیں۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشینگوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع فرماتے ہیں کہ حرام کار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں ان کو کوئی معجزہ نہ دکھایا جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوچی اور کیسے پیش بندی کی اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے یہ تو وہی بات ہوئی جیسا ایک شریہ مکار نے جس میں سر اسر یسوع کی روح تھی۔ لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایسا رویتا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائے گا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر پر ایک دلچسپی کو بھی کہنا پڑتا تھا کہ ہاں صاحب نظر آ گیا سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان جائیں۔ اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھلیا۔ یہی آپ کا طریق تھا (ف) اس تحریر سے بقول مرزا قادیانی ثابت ہوا کہ یسوع

اسرائیلی تھا اور نادان تھا اور یسوع کی روح ایک شریر مکار میں تھی اور (تختہ قیصریہ ص ۲۰، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اور چونکہ اس نے مجھے یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا تھا اور تو اردو طبع کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی۔“ اف سبحان اللہ یسوع کی روح بقول مرزا غلام احمد ایک شریر مکار میں تھی اور اب وہی یسوع کی روح ان میں یعنی خود مرزا قادیانی میں موجود ہے اور (اربعین نمبر ۳ ص ۱۵، خزائن ج ۱ ص ۳۳۶) میں مرزا غلام احمد تحریر کرتے ہیں۔ ”خدا نے اپنے مسیح موعود (یعنی مجھ کو) پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار ہے۔“

۲..... (تختہ قیصریہ ص ۲۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۵) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنی اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا۔ ان تمام امور نے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظمہ کے حضور یسوع کی طرف سے اپنی ہو کر ہادب التماس کروں۔“

اور (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳) میں تحریر کرتے ہیں۔ ”اے عیسائی مشنریو! اب رہنا مسیح مت کہو اور دیکھو آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔“

اے مرزا بنو ایمان سے کہو کہ جس یسوع مسیح کے مرزا قادیانی اپنی بننے ہیں وہ کون ہے اور جس مسیح سے اب وہ افضل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کون ہے ابن مریم یا کوئی اور؟
(س)

واہ آزادی تیری داد ہے جو اپنی شاہوں سے زیادہ ہے
(ج)

طبع بنایا اپنی مند بنا یا شاہ میرا کچھ نقصان نہ اوسد گیا دساہ
۳..... (لورہ قرآن نمبر ص ۲۸، خزائن ج ۶ ص ۳۵۰، ۳۵۱) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں ”مگر تعجب ہے کہ عیسائی لوگ کیوں حد کا ذکر کرتے ہیں..... اور اپنے یسوع کی چال چلن کو کیوں نہیں دیکھتے۔ وہ ایسی جوان عقول پر نظر ڈالتا ہے..... کیا جائز تھا کہ ایک کسی کے ساتھ وہ ہم نشین ہوتا۔ کاش وہ حد کا پابند ہوتا۔ تو ان حرکات سے بچ جاتا۔ یسوع کی بزرگ دادیوں، نانوں نے حد کیا تھا یا صریح زنا کاری تھی۔“ نبی اللہ اور اس کی دلدیوں اور نانوں کا لحاظ ہو تو ایسا کہ شیطان کے خیال میں بھی نہ ہو۔

(س) اے مرزا بنو! خداوند تعالیٰ سے ڈر کر بچ کہو کہ یہ یسوع جس کی مرزا قادیانی تو ہیں کرتے وہی ابن مریم ہے جس کو خداوند تعالیٰ نے ”وجیہا فی الدنيا والآخرة ومن المقربین (آل عمران: ۴۰)“ کے خطاب سے ممتاز فرمایا ہے۔ یا کوئی اور ہے مگر جواب دینے سے پہلے اپنے پیروں کا تحریری اقبال بھی دیکھ لیتا۔

دیکھو (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں۔ ”ہائیل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دونی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے اور دوسرا مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ دونوں آسمان پر اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے۔“

(ف) اس عبارت سے بقول مرزا قادیانی صاف ظاہر ہے کہ یسوع حضرت مسیح بن مریم نبی اللہ کا ہی نام ہے۔ نہ کسی اور کا اور مرزا قادیانی نے دیدہ دانستہ حضرت مسیح بن مریم کی ہی تخت توہین کی ہے نہ کسی اور کی۔ دیکھو (تحفہ کلذویہ ص ۱۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۹۹) (الحدیث)

۲ کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور

کوئی سال شاید ایسا گزرتا ہو کہ مرزا قادیانی علماء اور مشائخ کو ”الصلح خیر“ کا اعلان نہ دیتے ہوں۔ حال میں بھی آپ نے اعلان دیا ہے مگر واقعات اور تجربات برابر شہادت دیتے رہتے ہیں کہ ایسے اعلان محض فریب اور دھوکے کی ٹٹی ہوتے ہیں۔ یعنی بظاہر یہ ثابت کرتے ہیں کہ میں بڑا اہم اور مرغ و مرغبان ہوں اور چونکہ آپ عرصہ تک خلق اللہ کو تحریف و لاپچکے ہیں۔ یعنی لوگوں کی موت کی پیشینگوئیاں کر چکے ہیں اور مواخذے پر گوروا سپور کی عدالت میں اقرار نامہ لکھ چکے ہیں۔ کہ آئندہ پبلک کی دل آزاری نہ کروں گا اور جرم تحریف کا مرتکب نہ ہوں گا پس گورنمنٹ اور اس کے حکام پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ میں تو فریب گو اور نمائی بھیڑ ہوں نہ کہ پھاڑنے والا بھیڑیا۔ مگر جب تک بھیڑیے کی جگہ چبانے والی کچلیاں موجود ہیں اور جب تک اس میں قدرت نے درندگی کی صفت پیدا کر رکھی ہے کون یقین کر سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے نیچرل خواص سے باز آجائے گا۔ پس اہل اسلام کوئی بیوقوف نہیں نہ گورنمنٹ ناوان ہے کہ آپ کی ظاہری صلح کے جھانے میں آجائے۔

آپ مجسم صلح ہوتے تو ضرر رسانی کی صفت سے مسلمانوں کو عدالت میں نہ کچھواتے۔ مولوی کرم الدین صاحب پر نالاش کرنے سے پہلے اراخ خیر کا اعلان دیتے اور مجدد السنہ مشرقی نے بار بار سمجھایا کہ موٹھیوں نیچی کر لو اور دعویٰ سے دست بردار ہو، مگر آسمانی باپ تو غرے کا جام بھلا کر کچے گھرے کی چڑھانا اور اپنے لے پالک کا سر تڑوانا چاہتا تھا۔

ہماری ایک بھی نہ سی گئی اور لے پالک کو کہیں کا بھی نہ رکھا۔ یہ باپ ہے یا لے پالک کے دشمنوں کا بھی قبلہ گاہ۔ اب چونکہ مرزا قادیانی فرمائش کھست کھا چکے اور غرور اور نخوت کے عالم

بالا سے پارے کی طرح گرے کہ اٹھنا بلائے جان ہو گیا تو اصلاح خیر کا اعلان دیتے ہیں۔ عصمت بی بی از بے چادری۔ پھر صلح کا تو اعلان اور مقدمہ برابر جاری۔

یعنی مرزائیوں کا دعویٰ خارج ہو کر جو مولوی کرم الدین صاحب کی جانب سے لائبل قائم ہو گیا ہے۔ تو ہائی کورٹ میں درخواست دی ہے کہ ہم کو اس عدالت سے انصاف کی امید نہیں۔ لہذا مقدمہ دوسری عدالت میں منتقل کیا جائے۔ ہم بھی تو دیکھیں کیونکر منتقل ہو سکتا ہے اور عدالت کیونکر نا منصف اور متعم قرار پاتی ہے ہم پھر صلاح دیتے ہیں کہ مولوی کرم الدین صاحب سے معافی چاہیں اور ہم ذمہ کرتے ہیں کہ وہ معاف کر دیں گے کیونکہ وہ کریم انفس ہیں۔ اہل اسلام کو آپ سے کوئی ذاتی عداوت اور پر خاش نہیں۔ نہ وہ آپ کے جانی دشمن اور ضرر رساں ہیں اور شخہ ہند تو جیسا آپ کا ہوا خواہ ہے شاید کسی اور کا ہو۔ البتہ تمام علماء و مشائخ عظام اور عام اہل اسلام آپ کے طہرانہ عقائد اور بروزی نبی اور جعلی مسیح موعود بننے کے مخالف ہیں۔ آپ بجائے اعلان اصلاح خیر کے اپنے فاسد اور مفسد عقائد سے باز آنے اور ان سے توبہ کرنے کا اعلان دیں تو پھر تو چار طرف سے صلح ہی صلح ہے اور اگر کوئی اس پر آپ کی جانب بری نگاہوں سے دیکھے تو شخہ ہند اس کی آنکھ نکال ڈالے اور گدلی کے پیچھے سے زبان کھینچ لے۔ آپ اسم ہاسمی یعنی غلام احمد بن جائیں نہ کہ بروزی احمد یعنی نبی، کیونکہ ایک غلام کے لئے کسی طرح شایان شان نہیں وہ آقا بن جائے یا آقا کے نام سے اپنے کو موسوم کرے۔ یہ تو سخت گستاخی اور اچھی خاصی بے وقافی بلکہ تمک حرامی ہے۔

۳ لاہور میں مرزائی مجلس

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جب مولوی کرم الدین صاحب کے مقدمہ میں شکست پانے سے بروزی نبوت اور الہامی پیشینگوئیوں کی ہوا اکٹری گئی تو مرزا قادیانی کو خوف ہوا کہ تمام چیلے ضرور ہو جائیں گے اور ان کی عقیدت کی گرم جوشی پر اوس پڑ جائے گی۔ اور جیسا کہ ہم کو معلوم ہوا کچھ مرزائی سردمہر ہو کر کافور بھی ہو چکے ہیں۔ لہذا مرزا قادیانی ان کی فیملنگ کے انجن میں از سر نو حرارت پیدا کرنے کی دوسری چال چلے یعنی اعلان دیا گیا کہ: ”خود بدولت خاص لاہور کی مرزائی مجلس میں ایک تقریر کریں گے۔“ کیا لوگوں نے آپ کی طہرانہ تقریریں اور مذاہب پر سب و لعن کرنے کے لیکچر اس سے پہلے نہیں سنے یا آپ کے رسالے جن میں کفریات بھری ہیں کسی نے نہیں دیکھے؟ جن کالب لباب یہ ہے کہ میں بروزی نبی ہوں، مسیح موعود ہوں، امام الزمان ہوں اور مسیح، جو معاذ اللہ ایسے اور ویسے

تھے دنیا میں مر گئے۔ (وہ نہ مرتے تو مرزا قادیانی کیونکر موعود بنتے؟) اور میرا مرزائی گروہ ایسا ہے اور ویسا ہے اور وہی حق پر ہے۔ باقی تمام مذاہب والے ناحق پر ہیں وغیرہ۔ اگر ایسی اللہ تو کی تقریریں اور تحریریں نہ ہوں تو کیلئے ایندھن میں آگ کیونکر لگے اور چندے کہاں سے جمع ہوں اور چند بے دستری اور شفقوری مجنون اور قوت رجولیت کے زعفرانی حلوے کہاں سے آئیں؟

مگر ہم امید کرتے ہیں کہ مسلمانان لاہور خصوصاً علماء اور مشائخ لاہور و پنجاب اس جلسے کی کچھ پرداہ نہ کریں گے نہ مناظرہ کا ارادہ کریں گے۔ کیونکہ باوصف متواتر اعلان دینے کے نہ مرزا قادیانی نے کبھی کسی اسلامی عالم سے مناظرہ اور مہابلہ کیا ہے نہ آئندہ کریں گے۔ نہ کرنے کی جرأت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو تو ہمیشہ مرزائیوں میں اپنی گرم بازاری اور عوام میں شہرت مقصود رہی ہے۔ الغرض کچھ نہ کچھ شغل چاہئے۔ ایک بازاری ہوگئی تو کیا ہوا، دوسرے داؤ میں پوبارہ ہو جائیں گے۔ سادہ لوحوں کی حماقت کا قمار خانہ سلامت رہے اگرچہ انجام میں جو جیتا سو ہارا اور جو ہارا سو مارا۔ قسمت کا نوشتہ ہے جواری لاکھ روپے بھی جیتے گا تو سب ہار جائے گا اور بالآخر غرقی لنگوٹی باقی رہ جائے گی۔ پس یہ دنیوی عیش عشرت کی بہاریں چند روزہ ہیں۔ (ایڈیٹر)

معذرت..... کاتب کی علالت کی وجہ سے اس تاریخ کا ضمیمہ ۴ صفحے پر شائع ہوا آئندہ اس کی کسر نکال دی جائے گی۔ معاونین اطمینان فرمائیں۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۲۴ فروری کے شمارہ نمبر ۸ کے مضامین

.....۱	عیسیٰ مسیح صاحب شریعت نہ تھے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مرزائی مقدمات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزائیوں کا مقدمہ سیالکوٹ میں۔	ابو عبداللہ رفیع اللہ!
.....۴	مرزائیوں کی دوبارہ شکست۔
.....۵	مجدد السنہ مشرقیہ کی پیشینگوئیاں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مجدد کی صداقت کا آسانی نشان۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	وہی مرزا قادیانی کا جہاد۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ عیسیٰ مسیح صاحب شریعت نہ تھے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۳ء میں بحوالہ البدراہیک سوال کے جواب میں بزم خود ثابت کیا ہے کہ ”عیسیٰ مسیح صاحب شریعت نہ تھے۔“ جی ہاں درست ہے وہ تو مرزا قادیانی کے نزدیک ایک مہذب انسان بھی نہ تھے۔ بلکہ معاذ اللہ فاسق و فاجر تھے۔ صاحب شریعت ہونا تو کہا۔

اس کی وجہ ہم سے سنئے۔ مرزا قادیانی اپنے کو مسیح موعود اور مثیل مسیح قرار دیتے ہیں اور بظاہر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں اگر عیسیٰ مسیح کو صاحب شریعت مانیں تو آپ موعود اور مثیل نہیں رہتے کیونکہ یہ بات خلاف عقل ہے کہ اصیل تو صاحب شریعت نہ ہو اور مثیل صاحب شریعت ہو جائے۔ حالانکہ یہ محض کید ہے۔ آپ تو اپنے کو انبیاء اہل شریعت سے بھی بڑھ کر خیال کرتے ہیں۔ کسی نبی نے اپنے ماسبق نبی کی شریعت کو منسوخ نہیں کیا خود کلام مجید توراہ و انجیل کی تصدیق کرتا ہے۔ پڑھو ”مصدقاً لما بین یدی من التوراة والانجیل“ اور یہ ظاہر ہے کہ جس کتاب کی قرآن تصدیق کرے۔ وہ کیونکر منسوخ ہو سکتی ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے آیات قرآنی کو منسوخ کیا۔ احادیث نبویہ کو منسوخ کیا۔ حج حرمین شریفین سے مسلمانوں کو روکا تصویر پرستی کو رواج دیا۔ آنحضرت ﷺ کی قسم نبوت کا انکار کیا۔ جو قرآن آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا۔ اس کی آیات کا نزول اپنی شان میں بتانا شریعت اسلامی کا منسوخ کرنا نہیں۔

مرزا قادیانی باوصف نبی مستقل بننے کے آنحضرت ﷺ کے اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے کو ہو بہو آنحضرت ﷺ کا بروزی بتاتے ہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ پر یہ وحی کب اور کہاں نازل ہوئی کہ ”انت بمنزلہ ولدی“ (تذکرہ ص ۲۵۶، طبع سوم) اور ”انت منی وانا منک“ (تذکرہ ص ۳۲۲، طبع سوم) کلام مجید میں تو ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم..... الخ“ وارد ہوا ہے۔ مرزا قادیانی خدا کے بیٹے بھی بن گئے اور باپ بھی۔ پھر عیسائیوں پر اعتراض کہ وہ خدا کی ابوت اور عیسیٰ مسیح کی انہیت کے قائل ہیں۔ آپ تو خدا کا بیٹا اور باپ بننے میں عیسائیوں سے بھی بڑھ گئے۔ کیونکہ وہ عیسیٰ مسیح کو صرف ابن اللہ بتاتے ہیں نہ کہ ابواللہ۔ بھلا ان حماقتوں کا کوئی ٹھکانا بھی ہے۔

(ایڈیٹر)

۲ مرزائی مقدمات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آسمانی باپ نے جو لے پالک پر فریب کا مقدمہ دائر کرنے کا الہام کیا تو وہ دراصل فریب اور دغا کا مفہوم ہی نہیں سمجھا اور نہ اس کو یہ معلوم ہوا کہ برٹش قانون کی اصطلاح میں فریب اور دغا کس کو کہتے ہیں۔ اخبار میں کسی مضمون کے شائع کرنے کا نام فریب نہیں۔ البتہ لائبل ہو سکتا ہے مگر مولوی کرم الدین صاحب نے لائبل بھی نہیں کیا۔ فوجداری کیا معنی یہ مقدمہ تو دیوانی میں بھی نہیں چل سکتا۔ کیونکہ دیوانی میں حرجے کی نالش ہوتی ہے اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مولوی فیضی صاحب کے نوٹوں کے متعلق جو مضامین سراج الاخبار میں شائع ہوئے ان سے کسی کا کیا حرج ہوا۔ مرزا قادیانی کو تو بہر سچ فائدہ ہی ہوا کیونکہ مقدمات کے نام سے چندہ پورا گیا۔ گرم بازاری ہوئی۔ شہرت ہوئی۔ ایسی چکھوتوں کے اینٹھنے کا موقع تو خدا دے۔

ہم نے دغا اور فریب کے مقدمات کو بہت کم سرسبز ہوتے دیکھا ہے۔ اس میں بڑا پوائنٹ کسی شخص کو خلاف واقع یا خلاف صداقت امور کا باور کر دینا ہے۔ اس مقدمہ میں دغا کی کونسی بات باور کرائی گئی۔ مرزائی ایسے ننھے نہ تھے کہ دغا اور فریب میں آجاتے۔ ان کا گرو تو فریب و دغا دے کر دنیا کے کوڑے کر رہا ہے۔

دیکھو دغا اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص سے پانچ سو روپیہ اس لئے پھینکارے کہ میں تم کو آسمانی باپ سے سال جیسا پورا بیٹا دلوا دوں گا۔ یہ ان نیچرل دغا اور فریب ہے۔ کیونکہ بیٹا دلوانا کسی انسان کے اختیار میں نہیں۔ اگر اس ارتکاب دغا میں نالش دائر کی جاتی تو بروزی صاحب جیل خانے کی ہوا کھاتے نظر آتے۔ کسی بات کی پیشینگوئی کرنا صاف کانشنس گلٹ (خطا ارادی) ہے کیونکہ مرزا قادیانی اپنے کانشنس میں خوب جانتے ہیں کہ میں غیب دان نہیں ہوں۔ علی ہذا جیسا کہ ہمارے فاضل نامہ نگار نے لکھا کہ لوگوں سے براہین احمدیہ کی قیمت لے کر ڈکار گئے اور کتاب نڈارو۔ اگر دغا کے ایسے ہی مقدمات دائر ہوا کریں تو مرزا قادیانی کا مارے مقدمات کے پلاسٹر بگڑ جائے اور بروزیت اور موعودیت سب بھول جائیں مگر انسان کو اپنی آنکھ کا ہمتیر نظر نہیں آتا دوسروں کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے۔

۳ مرزائیوں کا مقدمہ سیا لکوٹ میں

ابو عبداللہ ریح اللہ!

ہمعصر احمدیہ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ۱۰۹ فروری ۱۹۰۳ء کو مقدمہ مسجد سیا لکوٹ کی تاریخ

تھی۔ ۹ فروری کو سب سے پہلے مولوی برہان الدین چلمی قادیانی پیش ہوئے جن پر جرح باقی تھی۔ جرح ہوئی، مگر کیا عرض کروں جرح کیا تھی۔ تمام مسائل کا تصفیہ تھا۔ چند جملے نقل کرتا ہوں۔

مولوی شاہ اللہ صاحب نے پوچھا کہ کسی سچے نبی کی توہین کرنے والا کون ہے؟
جواب..... کافر ہے۔

سوال..... مرزا قادیانی نے تحفہ قیصریہ میں کہا ہے کہ میں یسوع مسیح کی رنگت میں آیا ہوں۔

جواب..... کہا ہے مگر اس لئے کہ وہ کتاب ملکہ معظمہ کے نام بھیجی گئی تھی۔ اور ملکہ معظمہ عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہیں جانتی تھیں۔

سوال..... مرزا قادیانی نے یسوع کے حق میں یہ الفاظ لکھے ہیں کہ ”وہ شریر، مکار، دعا باز، جھوٹا، حرام خوار وغیرہ تھا؟“

جواب..... ہاں لکھے ہیں مگر عیسائیوں کو الزام کے طور پر۔

سوال..... حضرت ہارون، زکریا، یحییٰ علیہم السلام نبی صاحب شریعت جدید تھے؟

جواب..... صاحب شریعت جدیدہ نہ تھے۔

سوال..... خاتم النبیین کا انتظار ایسے نبی ہونے کے لئے مانع ہے۔

جواب..... بہت تھفل کے بعد ایسے نبیوں کو مانع نہیں (یعنی آنحضرت کے بعد حضرت زکریا جیسے نبی ہو سکتے ہیں)

سوال..... مسلمانوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی بابت کیا ہے یعنی وہ کوئی نئی شریعت پر ہوں گے یا اسلامی شریعت پر عمل کریں گے؟

جواب..... یہ ان مسلمانوں سے پوچھو۔

سوال..... آپ کا عقیدہ مرزا قادیانی کے بیعت کرنے سے پہلے کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوئی نئی شریعت لائیں گے یا قرآن وحدیث کے پابند ہوں گے؟

جواب..... مجمل ایمان تھا اس پر فرماؤ تہتہ لگا۔

سوال..... (براہین احمدیہ ص ۳۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) پر مسیح موعود کا کام سیاست (حکومت ملکی) بھی لکھا ہے؟

جواب..... ہاں لکھا ہے۔

سوال..... جو شخص کسی ایسی پیشینگوئی کو جو رسول خدا ﷺ کی شان میں ہوا پئے حق میں بتلائے تو وہ کافر ہے یا مسلمان؟

جواب..... کافر ہے۔

سوال..... مرزا قادیانی نے (ازداد ص ۶۷۳، خزائن ج ۳ ص ۴۱۳) پر لکھا ہے کہ میں مطابق پیشینگوئی مجرد احمد ہو کر آیا ہوں؟

جواب..... (کتاب دیکھ کر) ہاں لکھا ہے حالانکہ یہی حضرت اپنے بیانوں میں لکھا چکے ہیں کہ احمد والی پیشینگوئی آنحضرت کے حق میں ہے) خیر اسی طرح کئی گھنٹے جرح ہوتی رہی۔ اخیر کے سوال لکھتا ہوں۔ مولوی برہان الدین جہلمی قادیانی نے اپنے بیانوں میں ایک حدیث لکھائی تھی جس کے الفاظ یہ ہیں ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، مسلم ج ۱ ص ۸۷)“ یہ اس دعوے پر لائے تھے کہ صحیح موعود امت محمدیہ میں سے ایک شخص ہو گا نہ کہ اسرائیلی نبی۔ اس پر سوال ہوا کہ جملہ اسمیہ کسی اسم معرفہ کی صفت ہو سکتا ہے؟

جواب..... میں نہیں بتلا سکتا۔

سوال..... ابن مریم معرفہ ہے یا کفرہ؟

جواب..... آپ بار بار وہی پوچھتے ہیں۔

سوال..... بغیر صرف دعوہ جاننے کے لئے کوئی شخص علم حدیث سمجھ سکتا ہے؟

جواب..... ہاں استاد سمجھائے تو سمجھ سکتا ہے۔

سوال..... آپ نے بھی بغیر صرف دعوہ کے حدیث پڑھی تھی؟

جواب..... نہیں! میں نے تو بڑی بڑی کتابیں پڑھی تھیں۔ (جب ہی سوالات مذکورہ کو ایسے صفائی سے حل کر دیا)

سوال..... آپ حدیث مذکور کی ترکیب جانتے ہیں؟

جواب..... جانتا ہوں۔

سوال..... اس میں واؤ کیسا ہے؟

جواب..... واؤ عطف کا۔

سوال..... یہ عطف کس پر ہے؟

جواب..... نزل پر۔

سوال..... نزل کیا ہے فعل یا اسم؟

جواب..... فعل ہے۔

سوال..... یہ معطوف اور معطوف علیہ ل کر کیا بنے؟

جواب..... اب میں تھک گیا ہوں مجھے رخصت ملے۔ حاکم نے پہلے تو سمجھایا کہ اس وقت تو اور چار پانچ منٹوں میں جان چھوٹ جائے گی۔ کل یہ پھر تازہ دم ہو کر آئیں گے اور تم کو بہت ستائیں گے۔ مگر بڑے میاں نے اس میں خیریت سمجھی کہ اس وقت تو جان بچ جائے کل کو دیکھا جائے گا۔ اس کے بعد ایک دو گواہ معمولی واقعات کے گزرے۔ اخیر میں ایک گواہ منشی رحیم بخش عرضی نو لیس رعبہ ضلع سیالکوٹ آئے۔ طرز بیان کچھ ایسا تھا کہ حاکم نے مجبور ہو کر ان کو متنبہ کیا کہ ہوش سے شہادت دو۔ ان کے وکیل نے عذر کیا کہ سیدھے آدمی ہیں۔ حاکم نے فرمایا کہ میں اسے عقل دے دوں۔ آپ نے اپنے بیان میں لکھایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس سال حج ہوگا۔ تو نہ ہوا۔ دوسرے سال ہوا تھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کا ثبوت مانگا تو کہا کل دوں گا۔

اس بیان کو سن کر بعض ہندوؤں نے مسلمانوں سے تعجب کے ساتھ کہا کیا تمہارا پیغمبر ایسا ہی تھا کہ اس سال کی خبر بتلائے تو دوسرے سال کو ہو؟ مگر خدا مولانا ثناء اللہ صاحب کو جزائے خیر دے جنہوں نے خود مخالف سے اس کی تکذیب کرائی۔ دوسرے روز بقیہ جرح کے لئے مولوی برہان الدین پھر آئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے زائد المیعا دپیش کر کے حدیث کا ایک فقرہ پڑھوایا جس کا مضمون تھا کہ آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا کہ میں نے تم سے کہا تھا؟ کہ اسی سال تم حج کر دو گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ تو نہیں کہا تھا یہ دکھا کر مولوی صاحب نے سوال کیا کہ جو کوئی یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ کے فرمودہ کے موافق پیشگوئی نہیں ہوئی۔ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ مولوی برہان الدین نے خدا لگتی کہی کہ ایسا شخص جھوٹا ہے۔ اسی خبر کو سن کر رحیم بخش مذکور نے بھی اپنے موقع پر آکر فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا کہ اس سال حج ہوگا۔

سوال..... یسوع عیسائیوں کا مصنوعی معبود ہے؟

جواب..... ہاں۔

سوال..... قرآن کے صریح حکم کے موافق کرنے سے بھی کوئی شخص نبی یا ولی ہو سکتا ہے؟

جواب..... نہیں۔

سوال..... مرزا قادیانی نے یسوع کو جو عیسائیوں کا معبود ہے برے الفاظ سے یاد کیا ہے یعنی شریعہ، مکار، جھوٹا، حرام کار وغیرہ کہا ہے؟

جواب..... ہاں عیسائیوں کو اٹرا می طور پر کہا ہے۔

سوال..... قرآن شریف میں کوئی آیت اس مضمون کی ہے کہ مشرکوں کے معبودوں کو برائے کہا کرو؟

جواب..... بعد تامل ہاں ہے۔ مولوی برہان الدین اور منشی رحیم بخش دونوں نے اس مضمون کا

اقرار کیا اسی طرح اور گواہ بھی کم و بیش کہتے گئے۔ کسی سے صاف اور کسی سے پیچدار الفاظ میں مولوی صاحب نے کہلوادیا۔ کہ مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کے پیچھے نماز درست نہیں۔ ۳۳ روز پیشی ہو کر ۲۵ فروری ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی جس کی کیفیت سے پھر اطلاع دوں گا۔
راقم: عبداللہ، رفیع اللہ ولد قاضی عطاء اللہ قریشی امام مسجد صدر سیالکوٹ

۴ مرزائیوں کی دوبارہ شکست

۲ فروری ۱۹۰۴ء کو مرزائیوں کی طرف سے درخواست انتقال مقدمات بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور گزری تھی۔ صاحب بہادر نے فریق ثانی کے نام نوٹس جاری کر کے مسلیں طلب کر لیں تھیں اور تاریخ پیشی ۱۲ فروری مقرر تھی۔ اس تاریخ کو مقدمہ بمقام علی وال صاحب موصوف کی عدالت میں پیش ہوا۔ مرزائیوں کی طرف مسٹر اورٹیل صاحب بیرسٹر خواجہ کمال الدین بابو محمد علی وکلاء تھے اور مولوی محمد کرم الدین صاحب کی طرف سے بابو مولال وکیل گورداسپور تھے بحث وکلاء طرفین سنی گئی اور مسلوں کا ملاحظہ کیا گیا۔

مرزائیوں کے وجوہات انتقالات بے بنیاد ثابت ہوئے صاحب بہادر نے درخواست نام منظور کر کے مقدمہ واپس عدالت بابو چند ولال صاحب میں بھیجا۔ مرزائیوں کو یہ دوسری ہزیمت نمک بردیش پاشیدن کا مصداق ہے۔ فرمایے مرزائی صاحبان ”جاءك الفتح“ کا تو پہلے حشر ہو چکا تھا ”ثم جاءك الفتح“ (تذکرہ ص ۴۷۶، طبع سوم) کی مبارک باد قبول ہو۔ کیا اب بھی آپ غور نہ فرمائیں گے۔ خدا کے لئے اپنے بڑھے میاں والہامی صاحب سے پوچھئے کہ کیا اس کا لہم کہیں سویا ہوا ہے۔ یا الہامی مشین کا کوئی پرزہ ڈھیلا پڑ گیا ہے۔ عبرت، عبرت!

۵ مجدد السنہ مشرقیہ کی پیشینگوئیاں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ناظرین کو یاد ہو گا کہ ہم نے پچھلے سال پیشینگوئیاں کی تھیں کہ اس سال مرزا قادیانی سے کوئی آسمانی یا زمینی مواخذہ ضرور ہوگا چنانچہ ہوا، پھر ہم نے پیشینگوئی کی کہ مقدمات مرجوعہ میں کامیابی نہ ہوگی۔ چنانچہ دعویٰ فریب میں فرمائشی لاجواب ناکامی ہوئی۔ پھر ہم نے گزشتہ ضمیمہ میں پیشینگوئی کی تھی کہ چند ولال صاحب بمسٹریٹ کے اجلاس سے مولوی کرم الدین صاحب کے استعاضہ اشوانے کی جو درخواست صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں (نہ کہ چیف کورٹ پنجاب کے اجلاس میں) دی گئی تھی ہم بھی تو دیکھیں مقدمہ کیونکر اٹھتا ہے؟ چنانچہ ۱۲ فروری کو مرزا قادیانی کے بیرسٹر اور وکلاء نے حد درجہ زور لگایا مگر مقدمہ نہ اٹھا اور بدستور بابو چند ولال صاحب

کے ہی اجلاس میں رہا۔ وجہ یہ ہے کہ ہم پر خداوند کریم نے منکشف کیا تھا اور لے پالک پر آسانی باپ نے، جو زمانے بھر کا جھوٹا اور فریبی اور مکار ہے کیا مرزائی اب بھی مجددانہ شریقہ پر ایمان نہ لائیں گے اور اپنے بردوزی کی نبوت پر تترانہ سمجھیں گے؟

لائبل کا جو چارج مرزا قادیانی پر دھرا گیا ہے جب تک ہم پر الہام نہ ہو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ الہام کے ہوتے ہی شائع کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین منتظر رہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی آزاد اور بے لاگ حاکم کے اجلاس سے مقدمہ کا اٹھوانا خالہ جی کا گھر نہیں۔ بنو زذیکھے تو حاکم کی نسبت یہ ایک قسم کا لائبل ہے کہ وہ نامنصف ہے۔ ظالم ہے، جنبہ کرتا ہے، فریق خانی سے گٹھ گیا ہے۔ متعصب ہے، پھر انتظام میں بھی فرق آتا ہے۔ ہر شخص جس کے خلاف نا انصاف ہوتا ہے یا اس کو غلط فہمی سے نا انصافی کا گمان گزرتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میرے حق میں چونکہ نا انصافی ہوئی ہے۔ ظلم ہوا ہے یا آئندہ ہوگا پس میرا مقدمہ اس اجلاس سے اٹھ جائے۔ مگر انصاف تو سب جگہ ایک ہی ہے۔

بہر کجا کہ رسیدیم آسملن پیداست

لہذا ہم نے تو ایسے لوگوں کو ناکام ہی ہوتے دیکھا ہے۔ گورنمنٹ اتنی عدالتیں کہاں سے لائے جو لوگوں کی طبیعت اور منشاء اور مطلب کے موافق فیصلے کریں اور عدالتوں کو ایسے لوگوں کا محکوم اور تابع بنائے۔ بھلا جب خود آسمانی باپ نے لے پالک کی لہجہ اور اس کو اپنے پیچھے بس محصوم مظلوم پر رحم نہ آیا تو برقیس عدالتوں کو کیوں رحم آنے لگا۔ انھوں حسرتیں زندہ درگدہ ہو گئیں۔

(ایڈیٹر)

۶ مجدد کی صداقت کا آسمانی نشان

مولانا شوکت اللہ مرثیٰ

مرزا قادیانی ہا ہا آسمانی نشان کے ظاہر ہونے کی پیشین گوئی کرتے ہیں مگر آسمانی نشان تو کجا۔ ایک چمگاؤڑ بھی گھپ اندھیرے میں پر پٹھناتی ظاہر نہیں ہوتی۔ ہاں جن سادوں کے اندھوں کی آنکھ پھوٹ گئی ہے۔ ان کو ہریالی ہی ہریالی سمجھتی ہے۔ اب مجدد کی صداقت کا آسمانی نشان دیکھئے۔ سید محمد اسماعیل صاحب متخلص بہ عیش ڈرامسٹین پارٹی نمبر ۲۰۰۰ ہرہ دون خلف مولوی محمد احسن صاحب امر وی جو بردوزی نبی کے خلیفہ دوم ہیں مجدد کی تجدید پر ایمان لاکر شاگردوں میں داخل ہوئے۔

دیکھو صداقت کے ماننے والے خلف ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے بزرگوار کی ایک بھی نہ سنی اور بجائے اس کے کہ جعلی نبی سے بیعت کرتے سچے مجدد سے بیعت کی۔ برخلاف بعض لکھے

پڑھے مرزائیوں مولوی امروہی وغیرہ کے کہ دل میں تو مجدد کے کمال تجوید پر ایمان لائے ہیں۔
مجدد کی قوت و سطوت اور شوکت اللہ کا جبروت دیکھ چکے ہیں اور دنگل کے بیچوں بیچ ٹھگ چکے مگر
اقرار کرتے ہوئے زبان مظلوم ہو کر شل ہو جاتی ہے۔ ہاں بعض مرزائی ہمارے شاگرد ایسے بھی
ہیں کہ ہمارے سامنے تو تجوید کی تصدیق کرتے ہیں اور جب اپنے یاروں میں جاتے ہیں تو کچھ
اور ہاں کہتے ہیں۔ یہ یہودی منافق ہیں۔ (ایڈیٹر)

۷ وہی مرزا قادیانی کا جہاد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱۰ فروری ۱۹۰۳ء کے الحکم میں اخبار پانیر کو جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ جاہل
مولویوں نے جہاد کی حقیقی فلاسفی کو نہیں سمجھا اور عام لوٹ مار اور قتل انسان کا نام جہاد رکھ لیا۔ انہوں
نے جہاد کا مفہوم غلط سمجھا وغیرہ اس سے اتنا تو ضرور ثابت ہو گیا کہ حقیقی اور اصلی جہاد ضرور موجود
ہے اور اس کی فلاسفی بھی ہے۔ سب ہم پوچھتے ہیں کہ مذہب اسلام میں کونسا جہاد ہے۔ اصلی اور حقیقی
یا صرف لوٹ مار اگر اصلی اور حقیقی جہاد ہے تو مرزا قادیانی اس کی مخالفت کر کے مرتد بن رہے ہیں
اور اگر لوٹ مار ہے تو مذہب اسلام اس کی ممانعت کرتا ہے اور لیسروں اور قاتکوں اور قطاع الطریق
کو سخت سے سخت سزا دیتا ہے اور نہ صرف قانون اسلام بلکہ ہر سوسائٹی کا قانون نہب اور قتل کے
خلاف ہے پس آپ نے انیسویں صدی میں خروج کر کے کیا تیر مارا اور اپنی بھت کا کیا کمال
دکھایا۔ اس صورت میں تو ہر شخص جو لوٹ مار قتل و نہب کے خلاف ہو مسیح موعود اور امام الزمان اور
خاتم الخلفاء اور آسمانی باپ کالے پالک ہے۔

الحکم کی پیشانی پر یہ فقرہ ثبت رہتا ہے۔ ”آج سے انسانی جہاد جو کوار سے کیا جاتا تھا۔
خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔“ ہم پوچھتے ہیں اگر خدا نے جائز جہاد بند کیا ہے جس کی فلاسفی کے
آپ بھی قائل ہیں تو دنیا پر بڑا ہماری ظلم کیا۔ مگر دنیا کا خدا تو ظالم نہیں البتہ آسمانی باپ ظالم ہے
جس نے اس مصلحت کو جس پر تمام گورنمنٹیں عامل ہیں اور جس کے موافق ہمیشہ جہاد کرنی رہتی ہیں
نہ سمجھا اور بڑے ہماری فساد کی اصلاح کو روک دیا مگر افسوس ہے کہ کسی گورنمنٹ نے آسمانی باپ
کے حکم پر کان نہ دھرے، نور جہاد برادر دھڑا دھڑا جاری رکھا۔ اور اگر خدا نے لوٹ مار بند کی ہے تو یہ
آج سے نہیں بلکہ ازل سے بند کی گئی ہے۔

مرزا قادیانی اپنی بروزی اصطلاح میں لفظ احمد کو جمالی اور لفظ محمد کو جلالی بتاتے ہیں۔
آپ نے جلال سے بھاری ظاہر کی کیونکہ اس میں جہاد مضمحل ہے اور جمال پر لٹو ہو گئے۔ یعنی آپ

احمد بنے نہ کہ محمد۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ جب آپ نے لفظ عمر پر تمرا کیا تو اس کی شان جلال میں کون سا جہاد مضمّن تھا۔ جائز یا ناجائز؟ اگر جائز مضمّن تھا تو تمرا کیوں کیا؟ اور ناجائز مضمّن تھا تو آنحضرت ﷺ کو جاہل اور ظالم اور قاتل قرار دیا معاذ اللہ۔ اور پھر اجماع سنت اور آنحضرت ﷺ کی محبت کا دعویٰ؟ ہاتھ تیرے مرتد کی دم میں ہمارے منشی الہی بخش صاحب لاہوری کا عصائے موسیٰ (یہ ایک کتاب کا نام ہے جسے بروزیت و مسیحیت کا ایسا استیصال کیا ہے کہ کہیں کا نہیں رکھا) پھر آپ اپنے کو بروزی محمد بھی کہتے ہیں مگر صفت جلال سے عاری اور بروزی احمد بھی بتاتے ہیں۔ مگر صرف صفت جمال سے متصف۔ یہ عجیب بروزیت ہے کہ شخص واحد میں ایک صفت سلب ہو کر پائی جائے۔ پھر بروزیت و حلول کہاں رہا؟ یعنی آنحضرت ﷺ تو جلالی بھی اور جمالی بھی اور بروزی مرزا صرف جمالی۔ ہر بات میں تعارض ہر دعویٰ میں تناقض ہے مگر نیٹ اندھوں کو کون بھمائے جو متضاد اور تناقض بروزیت پر ایمان لائے ہیں۔

میں جہاد کا مخالف ہوں۔ جہاد کرنے والوں کا دشمن ہوں۔ بے ذرا کانوں کی ٹھیکھیاں نکال کر سن۔ ہندوستان تو ہندو کا ملک ہے۔ اگر مسلمان جہاد نہ کرتے تو یہاں چینی الاصل مثل کا وجود آج کیونگر نظر پڑتا اور وہ کیونگر بروزی بن کر گورنمنٹ کے خوش کرنے کو جہاد کا مخالف بنتا (جس ہانڈی کھائے اسی ہانڈی چمید کرے) اگر جہاد کا وجود نہ ہوتا تو برٹش گورنمنٹ ہندوستان پر کہاں قابض ہوتی۔ ساری خدائی میں تو جہاد جاری اور یہ مکار جلسا ساز جہاد کا مخالف اگر چوروں، بد معاشوں، ڈاکوؤں پر جہاد نہ کیا جائے تو ہندوستان میں ابھی ابھی ۱۸۵۷ء کا غدر قائم ہو جائے پس جو شخص جہاد کی مخالفت کر کے فساد کرانا اور اندرونی مفسدوں اور بیرونی باغیوں کو حوصلہ دلانا چاہتا ہے۔ اس سے بڑھ کر ملک اور قوم اور گورنمنٹ کا کون بدخوار ہوگا؟ (ایڈیٹر)

۸ ناکامی پر ناکامی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے بابو چند دلال صاحب مجسٹریٹ کی عدالت میں درخواست کی تھی کہ میں علیل ہوں ایک ماہ کی مہلت مل جائے مگر منظور نہ ہوئی اور ۲۳ فروری کو پیشی تھی ہم آئندہ ناظرین کو مطلع کریں گے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جو انتقال مقدمہ منظور کیا ہے تو مرزا قادیانی چیف کورٹ میں بھی جائیں گے۔ لے پالک کی ننھی سی جان اور اتنے خلجان۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم مارچ کے شمارہ نمبر ۹ کے مضامین

.....۱	دین میں مدہنت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	ایک نیا مہدی پھاسی دیا گیا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزا کے الہامی مقدمات۔	بی اے شرف گورداسپوری!
.....۴	مرزائی مقدمات کا خاکہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ کی شہادت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ دین میں مدہنت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم ۷۱ فردری میں مرزا قادیانی نے سرسید کی نسبت یوں گلشنی کی کہ دوسری قوم کے رعب میں آکر اور اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے آخر نبوت سرسید کی یہاں تک پہنچی کہ اب آخری ایام میں تثلیث کے ماننے والوں کو نجات یافتہ قرار دیا گیا۔

قرآن شریف میں اسی لئے ہے "لن ترضی عنک الیہود ولا النصارى حتى تتبع ملتہم" دوسرے کو راضی کرنے کے لئے اس کے مذہب کو بھی اچھا کہنا پڑتا ہے۔ اس لئے مدہنت سے مومن کو پرہیز کرنا چاہئے۔

چیلوں کے حلقے میں لال گروہن کراہر اور ہر کی ہانگنا دوسری چیز ہے اور عمل کرنا دوسری چیز متعصب پادریوں کی ہاں میں ملانے اور اپنے نزدیک گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے اسلامی جہاد پر قرا شروع کر دیا۔ متعصب عیسائی اور دوسری قومیں یہی کہتی ہیں کہ اسلام ایک جاہلانہ مذہب ہے۔ جو تلوار کے زور سے پھیلا یا گیا ہے۔ یہی آپ کہتے ہیں کیا اس کا نام مدہنت نہیں؟ مدہنت کیا معنی ہے تو اچھی خاصی تمک حرای اور اسلام سے ارتداد ہے۔ یہود کے خوش کرنے کے لئے عیسائی مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں گویا یہود کا اتباع کیا۔ یہ "لن ترضی عنک الیہود والانصارى" کی

مخالفت ہے؟ بروزی (تتائی) بن کر خود کو راضی کرنا چاہا مگر کوئی راضی نہ ہوا۔
اگر مرزا قادیانی یہ کہتے ہیں کہ میں کرشن جی یا رام چند رنجی کا ادا تار ہوں تو ہنود جب بھی
راضی نہ ہوتے اور یہی کہتے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

من انداز قدت رامی شناسم

اسلامی جہاد وہ چیز ہے کہ آج کے روز تمام گورنمنٹیں اسی قانون پر چل رہی ہیں۔ ہم
بارہا روشن دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ جہاد سے کوئی گورنمنٹ خالی نہیں بلکہ یورپین گورنمنٹیں تو
اپنا مذہب جہادی سے پھیلاتی ہیں۔ پادریوں کا مشن کسی ملک میں بھیج دیا اور جب کوئی پادری
آسمانی تڑہ بن کر حسب اتباع عیسیٰ مسیح بھیجتا چڑھ گیا تو بحری اور بری فوج چڑھ دوڑی اور انجیل
مقدس کا حکم پس پشت ڈال کر اسلامی قانون ”جزاۃ سیفۃ سیفۃ منظرہ“ پر عمل کیا لیکن مرزا
قادیانی اس کے خلاف ہیں گویا تمام گورنمنٹوں کے خلاف ہیں۔

لیٹ لیٹ کر مدہنت کی مگر پسر خوش نہ خاوند

از ازیں سوراخہ وازاں سوراخہ

عیسیٰ مسیح فردقن تھے۔ میں بھی فردقن ہوں کیونکہ ان کا مثل ہوں۔ مگر عیسیٰ برے تھے
اور ایسے اور ویسے تھے میں ویسا نہیں ہوں پھر بھی مثل مسیح ہوں۔ گویا پادریوں کے ساتھ متضاد
کارروائی کی کہ ان کو راضی بھی کرنا چاہا اور ناراض بھی اور پچھو تو مدہنت کرنی بھی نہ آئی۔ عیب
بھی کرنے کو ہنر چاہئے۔

۲ ایک نیا مہدی پھانسی دیا گیا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کردن علاقہ سوڈان میں ایک عیار محمد الامین نامی نے مہدویت کا جھنڈا کھڑا کیا۔
سوڈان کے ڈپٹی گورنر کرنل مابین نے فوج بھیج کر اس کو گرفتار کیا اور پھانسی پر چڑھا دیا۔
اس پر الحکم بہت خوش ہو رہا ہے بظاہر بجا رہا ہے کہ دیکھو بعض نادان یہ کہتے ہیں کہ
خدائے تعالیٰ مقدر علی اللہ کو مہلت دیتا ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو محمد الامین ایسی جلدی پھانسی
نہ دیا جاتا۔ واہ ایڈیٹر صاحب الحکم تانت باجی اور راگ بوجھا۔ اس کو آپ نے اپنے بھائی ملا
عبداللطیف اور ڈاکٹر رحمت پر کیوں منطبق نہ کیا۔ ان کو بھی تو مہلت نہ ملی اور بہت جلد صفحہ ہستی سے
مٹا دیئے گئے۔ خس کم جہاں پاک۔ اگر وہ مقدر علی اللہ نہ ہوتے تو آپ کی منطبق کے موافق ایسی

شتاب رومی سے ملک عدم میں نہ پہنچے۔

پھر معلوم نہیں مہلت سے آپ کی کیا مراد ہے۔ مہلت سے مراد آزمائش ہے۔ یعنی خدائے تعالیٰ منصف ہے۔ ظالم نہیں وہ ہر طرح حجت قائم کرتا ہے اور سیدھی راہ بتاتا ہے جب کوئی گمراہ گمراہی سے باز نہیں آتا تو سزا لازم ہو جاتی ہے۔

مرزا قادیانی اپنی بحث کی مدت ۳۰ سال بتاتے ہیں یہ خبر نہیں کہ دنیا میں کوئی مفتری ۳۰ ہزار سال بھی جے تو مہلت نہیں۔

تا قیامت زندگی آخر فنا

بات یہ ہے کہ آپ اور آپ کے پیروں میں حقیقت مہلت کے معنی ہی نہیں سمجھے۔

اس نئے مہدی کے پھانسی پانے پر تو مرزائیوں کو عبرت ہونی چاہئے تھی نہ کہ مسرت۔ کیا معنی کہ اگر ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کی عملداری نہ ہوتی یا آپ کا بل وغیرہ اسلامی سلطنت میں رہ کر مفتری علی اللہ بنے تو یقیناً آپ کو اتنی مہلت بھی نہ ملتی جتنی عبداللطیف اور رحمت علی کو ملی۔ برٹش گورنمنٹ کو دعائیں دو جس کی بدولت اللے تلے دوڑ رہے ہیں وہ خوب جانتی ہے کہ مہدی صرف حقاء ہیں۔ حشرات الارض کی طرح پیدا ہو رہے ہیں اور پیدا ہوں گے۔ مرزا قادیانی نے اپنی مہدیت موعودیت کا دار مدار غالباً اس پر رکھا ہے کہ جو مفتری علی اللہ جلد مر جائے وہ جموٹا ہے اور جو زیادہ مدت جے وہ سچا ہے۔ مرزا قادیانی کو یقین ہے اور شاید آسمانی باپ نے الہام کر دیا کہ تمام مہدی مر جائیں گے اور لے پالک سب کے بعد مرے گا اب ہم مرزائیوں کو ہوشیار اور خبردار کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار بتاتے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی لندن میسٹر پلکٹ اور فرانسیسی مسیح ڈاکٹر ڈوئی کی حیات میں مر گئے تو وہ دونوں مسیح سچے اور مرزا قادیانی جموٹے اور اگر مرزا قادیانی زندہ رہے اور وہ دونوں ان کی زندگی میں مر گئے تو مرزا قادیانی سچ کھیت اور باون تو لے پاؤرتی ہے۔

اگر مرد میدان ہو تو مجدد السنہ مشرقیہ سے معاہدہ کرو تا کہ سال دو سال ہی میں صدق کذب کھل جائے اور خدا کی عنایت سے یہ ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی گور کا حریرہ ہیں اور قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں۔ مسٹر پلکٹ اور ڈاکٹر ڈوئی اب تو مرزا قادیانی کی چھاتی پر موٹک دل رہے ہیں۔ ان کے مرنے کے بعد مرزائیوں کی چھاتی پر پھونک لیں گے۔ الامینوں کی رسی دراز بھی ہوئی تو کیا ہوگا، وہی ہوگا جو عوام میں ضرب المثل ہے کہ بکرے کی ماں کب تک، خیر منائے گی۔

(ایڈیٹر)

۳ مرزا کے الہامی مقدمات

بی اے شرف گوردا سپوری

جب سے مرزا قادیانی نے مقدمے شروع کئے ہیں گوردا سپور صدر کچھری میں مریدوں کا ایک گروہ بھی اس کمرہ میں جہاں مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت میں مرزا قادیانی حاضر ہوتے ہیں مرید بھی ہمراہ ہوتے ہیں۔ اس وقت کا نظارہ عجیب ہوتا ہے کوئی تو کان میں بات کہہ رہا ہے کوئی رومال لئے ہوئے ہے، کوئی پینے کے پانی کا لوٹا لئے بیٹھا ہے۔ کوئی دوڑا دوڑا بھاگا کتاہیں لارہا ہے۔ کوئی الہامات کی تصدیق، کوئی جرح قدح کی نقل کر رہا ہے۔ کوئی وکیل صاحب کے لئے کرسی کی فکر میں ہے۔ غرض مرید طرح طرح کے فرائض زور و شور سے بجالارہے ہیں۔ کیا مجال کہ تماشاہیوں میں سے کوئی ذرا سی بات بھی مرزا قادیانی کے برخلاف پیش کرے اگر بھولے سے کرے تو مریدوں کا گروہ جھٹ سے لگے بے حرمتی کرنے۔

بھلا شریف اور بھلا مانس کس طرح مرزائی گروہ کی اشتعال آمیز سخت کلائی سن سکے اگر کسی نے سوال کیا تو سوال کچھ، جواب کچھ اور وہ بھی ایسی شیریں کلائی سے جو مرزا قادیانی کی کتب سے سب پر اظہر و عیاں ہے۔ خود بوڑھے میاں قادیانی کیسی رنگین عمارت سے بزرگان سلف کو یاد فرماتے ہیں۔ خصوصاً سبکی مذہب کے بزرگوں اور عیسیٰ مسیح کو جس کے آپ مثیل ہونے کے مدعی ہیں۔

۱۳ جنوری ۱۹۰۴ء کو اس مقدمہ لائبل میں جو مولوی کرم الدین صاحب کی طرف سے بنام مرزا قادیانی و حکیم فضل الدین بھیرودی دائر تھا۔ قریب ساڑھے ۱۱ بجے کے قانونی بحث شروع ہوئی۔ مولوی صاحب نے الفاظ استغاثہ کی کتب لغت، عربی، فارسی، انگریزی، تقاسیر، حدیث اور خود مرزا قادیانی کی تصنیفات سے مدلل تشریح کی اور اپنی حیثیت اور سندیں پیش کیں۔ پھر تو مرزائیوں کے ایسے چھکے چھوٹے کہ سنا گیا رات کو مرزا قادیانی بیمار ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب کے مشفقیت سے معلوم ہوتا کہ وہ ایک ماہ تک عدالت میں حاضر نہیں ہو سکتے اور پھر حکیم فضل الدین نے زیندفعہ ۲۶ مضابطہ فوجداری مہلت مانگی کہ چیف کورٹ میں ہم انتقال مقدمہ کرنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی دوسرے استغاثوں ۳۱۱ و ۵۰۰ کی نسبت بھی درخواست گزاری۔ عدالت نے ۱۳ فروری ۱۹۰۴ء تک مہلت دی۔ اس کے بعد پہلے مقدمہ میں مولوی صاحب کی بریت کا حکم سنا کر اس فیصلہ کو حرف بحرف پڑھا جو ۱۹ اوردق کا انگریزی میں لکھا ہوا تھا۔

۱۳ جنوری ۱۹۰۴ء کا دن مرزا کے گروہ کے لئے نہایت نحوست و کھٹ کا دن تھا

کیونکہ اس دن مرزائیوں کا وہ الہامی مقدمہ فوجداری جو منجانب حکیم فضل الدین بھیروی برخلاف مولوی کرم الدین دائر تھا۔ اور جو ایک سال دو ماہ سے چل رہا تھا اور جس کی نسبت مرزا قادیانی بہت سی فتح اور نصرت کے الہامات بارش کی طرح چھا چھم برسا چکے تھے اور قادیانی آرگن الحکم مطبوعہ ۱۳۰۵ء جون ۱۰ء اور اگست ۱۹۰۳ء میں بڑے زور و شور سے وہ سب الہام درج ہو چکے تھے۔ جس میں فتح اور کامیابی کی تاویلیں چھپ چکی تھیں۔ تمام مرید شیخ چلی کے خیالات پیر جی سے سن کر بہت خوش ہو رہے تھے اور دروازے سے سفر طے کر کے فتح کی آواز سننے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اچانک بابو چند لال صاحب بی اے مجسٹریٹ درجہ اول گورڈ اسپور کی عدالت سے خارج کیا گیا۔ پھر تو رنگ فق ہو گئے۔ چہروں پر مردنی سی چھا گئی اور سب امیدیں فتح و ظفر کی خاک میں مل گئی۔ الہام کی قلعی کھل گئی۔

انصاف مجسم مجسٹریٹ کا فیصلہ سن کر سب لوگ بہت خوش ہوئے کہ مجسٹریٹ صاحب نے واقعی اپنی دماغی اور الہی برکت سے (جو خدا کی طرف سے ان کو ملی ہے تاکہ وہ جھوٹ اور سچ کا فیصلہ دیں جس کے لئے خدا نے ان کو اس عہدے تک پہنچایا ہے۔) دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر کے دکھایا کہ ویسی حکام بھی ایسی باریک دو قیقی چیچیدگیوں کو بہت آسانی سے دریافت کر لیتے ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ اپنی الہی اور خدا داد لیاقتوں کا ثبوت دیتے ہیں۔ یعنی رعایا کی بہتری کرنا اور حق داروں کا حق پہنچانا اور گورنمنٹ کے قوانین کے تابع ہونا کاش جس طرح اس ویسی حاکم نے اس مقدمہ کی چیچیدگی کو بخوبی سمجھا اور فیصلہ دیا۔ اسی طرح باقی حکام بھی کیا کریں۔ اب ہم مرزائیوں سے دریافت کرتے ہیں کہ کیوں بھی۔ فتح و نصرت کس کو ہوئی اور تاویلیں اور الحکم کے خشک الفاظ اور گیدڑ بھمکیاں کہاں گئیں؟

باقی مقدمات کا کیوں انتقال کرانا چاہتے ہو؟ کیوں مرزا قادیانی سے تاویل نہیں کراتے لہذا دوسرے مقدمات بھی گورڈ اسپور بھی کرانا تاکہ ہم اپنے ناظرین کو الہامی مقدمات کا حال سناتے رہیں۔ (الراٹم بی اے شرف گورڈ اسپور پنجاب)

۴ مقدمات گورڈ اسپور

پنجاب ساچارا

نامہ نگار سراج الاخبار لکھتا ہے کہ مرزائیوں کی درخواست انتقال مقدمات محکمہ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر سے نامنظور ہو کر جب مسلیں عدالت ماتحت میں واپس آئیں تو عدالت نے فریقین کو نوٹس حاضری ۱۶ فروری بھیج دیئے مرزا قادیانی بھی قبیل نوٹس کے باعث گورڈ اسپور

میں معاہدہ پارٹی کے تشریف لائے۔ لیکن نہایت افسوس ہے کہ گورداسپور کی زہریلی آب دہوانے پھر آپ کی نازک طبیعت پر اثر کیا، آتے ہی ایسے بیمار ہو گئے کہ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پیش کیا۔ ایک ماہ تک حاضری عدالت سے معذور ہیں بیماری کا برا ہو جو مرزا قادیانی کا پچھانہ نہیں چھوڑتی خدا خیر کرے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ قادیان سے گورداسپور تک سفر کرنے سے تو بیماری مانع نہیں ہوتی لیکن شہر سے عدالت تک جانے سے روک دیتی ہے۔ لوگ تو ان کی دعا سے صحت پاویں اور آپ بیمار ہو جائیں۔ اچھے صبح ٹھہرے۔ مرزائیوں کے دکلاء نے یہ بھی عذر کیا کہ چیف کورٹ میں ان کی طرف سے مسٹر اور ٹیل صاحب پیر سٹرنے درخواست انتقال دے دی ہے۔ عدالت نے ایک ہفتہ تک مہلت دی مولوی فقیر محمد صاحب مالک سراج الاخبار جہلم کو ان کی درخواست پر عدالت نے تا حکم ثانی عدالت کی حاضری سے معاف فرمایا۔

۵ مرزائی مقدمات کا خاکہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

افسوس ایسا زمانہ آ گیا کہ باپ کو اولاد سے اصلاً محبت نہیں رہی۔ بھلا غضب ہے تاکہ خود باپ ہی کو شیب فرما دے سو مجھے اور بیٹے کو اندھے کوئیں میں دکھا دے دیا۔ آسانی باپ نے لے پا لک کو مصیبت میں ڈالنے کے لئے مقدمات ہی کے دائرہ کرنے کا الہام نہیں کیا۔ بلکہ فتح بابی کے پیشگی نقارے بھی مرزائیوں کے گھر بھجوا دیئے۔ دوران مقدمات میں ایک ایک مرزائی کی مارے خوشی کے کانوں تک ہا چھیں چری ہوئی (اے تو بہ کھلی ہوئی) تمہیں۔ قسم ہے ہجرت اقدس کی مولوی کرم الدین صاحب مرزا سے کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ فریب چوڑے سے دوچ (میدان کے بچ) ثابت ہو گیا۔ اب بھاگتے راہ نہ ملے گی۔

دوسرا اور متواتر الہامات بھی تو ہو چکے ہیں۔ بھلا کوئی الہام بھی خالی گیا ہے جو یہ خالی جائے گا۔ مقدمہ کی رسید اد کچھ ہی ہو مگر ہوگا الہام کے موافق۔ اور میرا تو الہام پر ایمان ہے (ہر کہ شک آرد مہدی سوماوی وملا افغانی عبداللطیف گردد) تیسرا! اور خدا کی عنایت سے آٹار بھی ہمارے ہی فتح کے نظر آتے ہیں۔ آپ نے دیکھا بھی کہ جب ہمارے مخالف کے گواہ پیش ہوتے ہیں تو عدالت کے تیور بگڑ جاتے ہیں۔ آنکھوں سے خون برسنے لگتا ہے اور جب ہمارے گواہ پیش ہوتے ہیں تو عدالت کا کچھ اور ہی رنگ ہوتا ہے۔ قہر کی صورت مہر سے بدل جاتی ہے۔ چوتھا! ہاں یہ تو میں نے بھی اکثر دیکھا ہے وجہ یہ ہے کہ کام تو اور ہی ہاتھ کر رہا ہے۔ عدالت کی کیا طاقت ہے کہ بیعت حق کے خلاف اپنے قلم کو ذرا بھی جنبش دے سکے! محکم کی طرح عدالت کے دل پر بھی رعب غالب آ گیا ہے۔

پانچواں احضرت کی مخالفت جس کا جی چاہے کرے۔ عدالت ہو یا کوئی اور مگر چند روز میں حقیقت کھل جائے گی۔ ہندوستان میں ابھی تک طاعون موجود ہے وہ تو حضرت کے مخالفوں ہی کے لئے آیا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ اور کیونکر سمجھیں ”صنم بکم عمنی فہم لایرجعون“ مرزا اور مرزائیوں کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ صدائیں ہمیشہ یہ امر ملحوظ رکھتی ہیں کہ فلاں مقدمے کے فیصلے کا پبلک پر کیا اثر پڑے گا۔

وہ صرف ملزم یا مدعا علیہ کی حیثیت اور صفائی مد نظر نہیں رکھتیں کیونکہ مصلحت بھی ایک چیز ہے جس کا ہر حالت میں ملحوظ رکھنا عدالتوں کا فرض ہے اور ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے کاروبار اور کارخانے کا جہاز دغا اور فریب کے دریا میں چل رہا ہے۔ اگر ایک مقدمہ میں بھی کامیاب ہو جائیں تو آسمان سر پر اٹھائیں زمین کو روند ڈالیں اور وہ لوٹ کھسوٹ مچائیں کہ کچھ نہ پوچھئے۔ اسی مقدمہ میں دیکھئے کہ کس قدر الہامات کا جینہ برس رہا تھا اور اخباروں میں پیشینگوئیاں ہشتہر ہو رہی تھیں۔ کیا وہ حکام کی نظر سے نہیں گزرتی تھیں۔

پیشینگوئیاں اور الہامات کے شائع کرنے سے مرزا قادیانی اپنے مقدمات کا فیصلہ کر چکے تھے۔ گویا عدالت کو ہتا چکے تھے کہ مقدمہ میرے حق میں فیصل ہو جانا چاہئے۔ یہ درحقیقت تو ہیں عدالت تھی مگر او چھاپن، کم ظرفی، حماقت کی نحوست تو قسمت میں لکھی تھی۔ وہ کیونکر ملتی حکام وقت نے دیکھا کہ مرزا دنیا کے ٹھکنے کے لئے خدائی کے دعوے کر رہا ہے۔ پس اس کے غرے ڈبوں کا سر ٹوٹنا چاہئے ورنہ پبلک کو نقصان پہنچے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا پس مجدد السنہ مشرقیہ کی پیشینگوئی پر مرزا اور مرزائیوں کو ایمان لانا چاہئے کہ وہ اپنے کسی دعوے میں عدالت سے کامیاب نہ ہوں گے۔ اور بجز رسوائی اور تفضیح اور نقصان کے کچھ حاصل نہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور غور سے دیکھئے تو مرزا قادیانی کے حق میں ناکامی ہی مفید ہے ”ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض (الشوری: ۲۷)“ اس کا ترجمہ فارسی میں کسی شاعر نے یوں کیا ہے۔

نامرادم دارداین افزونی خواہد بدھر

آب برمن بسنتہ اند آرے ز استقالی من

مجرم کو سزا ملتا اور اس کا ناکام رہنا درحقیقت اس کے حق میں سود مند ہے ورنہ عادی بننے پر ممال کی ہلاکت ہے۔ عدالتوں کے دماغ تو بے ہوتے ہیں تو بڑی سی عقل والا بھی مرزا قادیانی کے لغویات و خرافات اور متضاد و متناقض دعوؤں کو نہیں مان سکتا۔ اور آج کل تو دنیا پر فلسفے کا قبضہ ہے۔ کوئی بات بے دلیل مانی نہیں جاتی۔ افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کو شوکر کھا کر بھی عقل نہیں

آئی۔ ان کو یاد نہیں رہا کہ اس عرصہ میں انہوں نے کیا کیا جھک مارا ہے جس کا خمیازہ آج کے روز بھگت رہے ہیں اور انشاء اللہ بھگتیں گے۔ دعویٰ تو نبوت اور بردت اور مہدویت و مسیحیت اور خاتمیت اور امام الزمان ہونے کا ہے اور عام مجرموں کی طرح عدالتوں میں گھسٹ رہے ہیں۔ ارے مارے پھرتے ہیں کیا یہ ڈوب مرنے کی بات نہیں؟ ہم سچ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی تائید سے ہماری پیشینگوئی اور روپاء صادقہ ہرگز اوپر اوپر نہیں جاتے۔ ناظرین! کو یاد ہوگا کہ ہم نے اپنا ایک خواب مشتہر کیا تھا کہ ہم قادیان میں ہیں اور سامنے سے مرزا قادیانی اس حیثیت میں آرہے ہیں کہ ان کا سراپاؤں سے لگا ہوا ہے اور کمان کی طرح دوہرے ہو رہے ہیں۔ یہ خواب بالکل اس آیت کریمہ کا مصداق تھا ”یوم یعرف العجمون بسیماہم فیقخذ بالذواہمی والاقدام“ یعنی جس روز کو مجرم بچکانے جائیں گے اپنی پیشانیوں سے پس وہ جڑے جائیں گے ساتھ پیشانیوں اور قدموں کے۔ چنانچہ اس خواب کا ظہور ہوا۔ ”صدق اللہ العلی العظیم“ عبرت عبرت۔ یہ تو صرف زندگی کی سزا ہے۔ بہت بڑی عقوبت جو عقیبی میں ہوگی۔ وہ ابھی باقی ہے پس اب وہ سمجھیں اور مفتی علی اللہ بننے سے تائب ہوں اور جموٹے و عودوں کو تہ کر کے سچے اور بچے مسلمانوں میں شامل ہو جائیں۔

۶ حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب کی شہادت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم کو معلوم ہے کہ مرزائی تمام بڑے بڑے شہروں میں نکل چاتے پھرتے ہیں اور مرزائی اخباروں میں بھی زور و شور سے مشتہر ہو رہا ہے کہ ”پیر صاحب محمد روح نے کتمان شہادت کیا جو کبیرہ ہے۔“ ہم سے سنئے۔ یہ جو کھیل کتمان شہادت یا عدم ادائے شہادت کی نہیں بلکہ یہ چلن ہے کہ مرزا قادیانی پر تو سن کی بھی قبیل ہو اور وارنٹ جاری ہو۔ چھلکے اور ضمانتیں لے جائیں اور پیر صاحب خدا کی عنایت سے ہر طرح حاضری عدالت سے محفوظ رہیں لیکن یہ قصور تو لے پالک کے سفرے آسمانی باپ کا ہے کہ کچھ بھی مدد نہ کر سکا۔ پس اسی کھوسٹ کا جھونپڑا چھونکنا چاہئے۔

دوم..... مرزا قادیانی کا کونسا شرعی حق تلف ہوتا تھا جس کے لئے پیر صاحب کی ادائے شہادت کی ضرورت تھی۔ مرزائی مقدمے کی بنیاد تو سراسر فساد پر تھی۔ یعنی اپنا غلو اور ایک مسلمان بلکہ برگرزیدہ معزز عالم و فاضل (مولوی کرم الدین صاحب) کی ذلت اور رسوائی مد نظر تھی جن کو خدائے تعالیٰ نے ہر طرح عزت دی اور مخالفوں کو ہر طرح ذلت۔ اور ابھی تو کچھ بھی ذلت نہیں ملی۔

کار کلی ہنوز در قدر ست

اہل اللہ کو بلا وجہ ستانا ہرگز خالی نہ جائے گا انشاء اللہ۔ سوم..... حضرت پیر صاحب پر تو کبیرہ گناہ کا الزام مگر خود بدلت قرآن کی مخالفت کر کے چھلے چھلائے کافر بن گئے۔ پڑھو "فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لایجدوا فی انفسہم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً (النساء: ۶۵)" قسم ہے تیرے رب کی نہ مومن ہوں گے یہاں تک کہ حکم ظہرائیں تجھ کو ان معاملات میں جن میں وہ جھگڑ رہے ہیں پھر بتائیں اپنے نفسوں میں (تیرے فیصلے سے) کوئی جرح اور مان لیں مان لیہا پس آپ نے حضرت ﷺ سے فیصلہ نہ چاہا بلکہ عدالت غیر سے چاہا اور چونکہ پیر صاحب عدالت غیر میں حاضر نہیں ہوئے اور ناموس شریعت اسلامی ملحوظ رکھا اور حکم قرآن پر دل و جان سے عامل ہوئے۔ لہذا تمہیں ایمان سے کہو کہ سچے مومن آیت بالا کے موافق وہ ہوئے یا آپ؟ (ایڈیٹر)

تعارف مضامین ضمیرہ سخنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۸ مارچ کے شمارہ نمبر ۱۰ کے مضامین

.....۱	شرکیہ و ظائف۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	تمام انبیاء ناکام رہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مسح موعود کے آنے پر تلوار کے تمام جہاد ختم ہو جائیگے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	ہماری پیشینگوئیاں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی کی بحث کی غرض۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ شرکیہ و ظائف

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم ۲۳ فروری ۱۹۰۴ء میں یا حسین اور باعلی وغیرہ پیکار نے والے شیعہ اور یا عبد القادر وغیرہ پیکار نے والے صوفیوں کی بہت کچھ تھاڑ اور چٹاڑ کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ رہنا مسیح اور رہنا بحسین کہنے والوں میں کیا فرق ہے؟ یعنی عیسائیوں نے مسیح کے خون کو امت کے گناہوں کا کفارہ بنایا تو شیعہ نے حسین کے خون کو وغیرہ۔ اور اخیر میں اس غزل کا یہ مطلع لکھا ہے کہ "حضرت اقدس انجی خرابیوں کو دور کرنے کو مبعوث ہوئے ہیں۔" کیا کہنا ہے۔ گویا اسلام میں شرک و کفر کی

ممانعت ہی نہیں اور مذہب اسلام ایک ناقص مذہب ہے اور تیرہ سو برس تک ناقص رہا۔ اب مرزا قادیانی کو اس کی تکمیل کے لئے آسمانی باپ نے بھیجا۔ مرزا اور مرزائیوں کو ذرا شرم نہیں آتی کہ یقولون مالا یفعلون کے صدق بن رہے ہیں۔ خدا کے لے پالک بن کر مشرک فی التوحید اور نبی بن کر مشرک فی الرسالت ہوئے اپنی تصویر کی اشاعت سے دنیا میں شرک پھیلا یا۔ مسلمانوں کو حج حرمین شریفین سے روکا وغیرہ۔

فرمائیے شرک اور کفر اور الحاد کے اور کیا سینگ ہوتے ہیں؟ پھر تاویلیں وہ لغو اور بے معنی جن کو تھوڑی سی عقل والا بھی تسلیم نہ کرے۔ میں نبی ناقص ہوں نہ کہ کامل۔ میں خدا کا صلیبی بیٹا نہیں بلکہ پیارا (گود لیا) ہوں۔ میں بذریعہ تصاویر اپنی رسالت کی تبلیغ کرتا ہوں۔ تصویر کی پرستش نہیں کرتا جیسا مسیح دنیا میں مر گئے یہ میری موجودیت کی پکی دلیل ہے۔ شیعہ اور عیسائی تو آپ سے کہیں بڑھ کر اپنے عقائد کی تاویل کر سکتے ہیں۔ شیعہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اماموں کو خدا نہیں سمجھتے۔ عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح خدا کے لطف سے نہیں۔ ہنود کہہ سکتے ہیں کہ ہم جو اپنے دیوتاؤں کو پکارتے ہیں تو ان کو جگوان نہیں سمجھتے ان کی دھات کی سورتیاں تو ہماری ہی بنائی ہوئی ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ بے حس و حرکت پتھر وغیرہ ہیں۔

مگر ہم ان کو سامنے رکھ کر نرا نکار جوتی سرپ کا دھیان گیان کرتے ہیں جس طرح مسلمانوں میں مسیح کا رواج ہے کہ جب تک ہاتھ میں مسیح رہے گی خدا کا نام ضرور لیا جائے گا ورنہ اس کی یاد سے ذہول ہوگا وغیرہ۔ حالانکہ مرزا قادیانی کے پاس ایسی ایک بھی دلیل نہیں جو عیسائیوں اور ہندوؤں کو شرمائے اور آریا کو تو کیا شرمائیں گے جو اپنے کو محض عقل کا پیر بتاتے ہیں۔ اور جنہوں نے مرزا قادیانی کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ وہ جب قدیمی اوتاروں کو نہیں مانتے تو بروزی اوتار کو کیا مانتے گے۔

گزشتہ الحکم میں کسی نے سوال کیا تھا کہ یا رسول اللہ کہتا کیسا ہے؟ خود مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ درست ہے اب ہم پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ اور یا حسین اور یا علی کہنے میں کیا فرق ہے؟ جس طرح الحکم میں بطور طنز لکھا ہے کہ ”دینا المسیح اور دینا الحسین“ میں کیا فرق ہے؟ یا رسول اللہ کہتا آپ نے اس لئے جائز کیا کہ آپ خود بھی تو معاذ اللہ رسول اللہ ہیں؟ مرزائی جس طرح زندگی میں آپ کو یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کہہ کر پکارتے ہیں۔ آپ نے یا رسول اللہ کہنے کے جواز سے گویا ہدایت کر دی ہے کہ مرنے کے بعد بھی مجھے اسی طرح پکارا و سنت ہے اس دعوے توحید اور کھلے شرک پر جس کی دلدل میں سر سے قدم تک دھنسنے ہوئے ہیں۔

یہ مسائل تو حد بہ ترے عقائد شرک
تھے ہم سمجھے مسلم جو نہ ایسا خوار ہوتا
من چاہے مگر منڈیا ہلائے

ایک صاحب نے (غالباً براہِ تسخیر یا امتحاناً) مرزا قادیانی کو لکھا تھا کہ ”میں ایک شخص پر عاشق ہوں اگر وہ مل جائے تو مرزا قادیانی کا مرید ہو جاؤں گا۔“ اس کے جواب میں حکیم الامتہ المرزائی نے اپنے اخبار البدر میں ٹیپ ٹاپ کا سالے وار خط کسی مرزائی سے لکھوایا جس کے اخیر میں جلی قلم سے یہ لکھا تھا کہ (مرزا قادیانی کو مرید بنانے کا شوق نہیں) ہم پوچھتے ہیں کیا درحقیقت ایسا ہی ہے؟ ضمیمہ میں ایسے واقعات درج ہو چکے ہیں کہ کسی شخص نے ادھر مرزا قادیانی کو خط لکھوایا کوئی شخص قادیان میں پھنک ایک پھنک دو کا تماشا دیکھنے آیا ادھر اس کا نام مریدوں کے رجسٹر میں ناک دیا گیا اور جھٹ مرزائی اخباروں میں مشہور کیا گیا مگر مرزا قادیانی کو سیدھے سادھے مسلمانوں کو مرزائی بنانے کا شوق نہ ہوتا تو قادیان میں یہ چہل پہل کہاں سے ہوتی؟ مستقوری مجوینے لکھا تھا کہ مرزا قادیانی ساٹھے پاٹھے اور اپانچ مرزائی کیوکر سنڈھیاتے؟ چندے کہاں سے آتے؟ مرزائیں جڑاؤ زبور سے لدی ہوئی کیوکر نظر آتیں؟ جائیدادیں اوروں کے نام سے کیوکر رجسٹر کرائی جاتیں؟ کماؤ پوت نہ ہوں تو ہاداجی کے پوپے منہ میں طوے طیدے کہاں سے آئیں؟ جتنی اولاد ہوگی اتنی ہی کمائی بڑھے گی۔ بیٹے ہوئے سیانے والدہ گئے پرانے۔ اور اگر فی الواقع مرزا قادیانی کو مرید بنانے کا شوق نہیں تو رسول اور امام الزمان بننے کا بھی شوق نہیں۔ خدائے تعالیٰ تو آنحضرت ﷺ کے بجز اس پر جو آپ کو گراہوں کے راہ راست پر لانے کے لئے تھی یوں فرمائے ”لعلک باجع نفسك علی آثارہم“ یعنی اے محمد ﷺ شاید تو ان کے پیچھے اپنے نفس کو ہلاک کرنے والا ہے اور بروزی نبی یوں کہے کہ مجھے مرید بنانے کا شوق نہیں۔ بس نبی بروزی نبوت کی لٹیا ہی ڈبودی۔ ہتھیایا ہی ہار دی۔

اگر مرید بنانے کا شوق نہیں تو رسالے اور اخبارات کیوں شائع ہو رہے ہیں۔ کیوں بھیڑیے کی طرح خاک اڑائی جاتی ہے کیوں رات دن مرزا قادیانی کی بھٹی ہوتی ہے۔ کیوں پیشینگوئیاں کی جاتی ہیں اور جب کوئی پیشینگوئی پوری نہیں ہوتی تو کیوں تاویلوں سے جوتیوں کان گانٹھے جاتے ہیں اور کیوں عذر گناہ بدتر از گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ رسول اور امام الزمان کی بیعت کرنا اور اس پر ایمان لانا ویسا ہی فرض ہے جیسے رسول پر اپنی رسالت کی تبلیغ فرض ہے۔ پڑھو ”یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الّٰی“ مگر بروزی رسول کا عجیب برزخ ہے

کہ جاہلین کے فرائض یعنی مرید بنانے اور مرشد بننے کے ساقط کر کے اپنے کو جھوٹا نبی قرار دے رہا ہے۔ یہ درحقیقت عصمت بی بی ازبچادری کا مضمون ہے جب آپ باوصف فرمائی رسول بننے کے کوئی معجزہ یا کرامت نہیں دکھا سکتے تو نبوت در رسالت وغیرہ کا چولا ہی اتار کر پھینک دیتے ہیں۔ بھلا جب آپ ایک عاشق شیدا اور مجرد کو جو رو بھی آسانی باپ سے نہیں دلا سکتے تو کیسے چہیتے لے پالک ہیں۔

آپ سے تو امر تر اور لاہور وغیرہ کے کوٹھی وال قوم ساق ہی اچھے جو بے گھروں کے گھر تو بسا دیتے ہیں اور ایسے ایسے نازنین پر پختہ معشوقوں سے سستے داموں بغل گیر کر دیتے ہیں کہ بیگمات میں ایسی ایک بھی نہ ہوگی اگر مرزا قادیانی یہ عذر لنگ پیش کریں کہ میں نے اپنی رسالت کی تبلیغ کر دی میں کسی پر جبر نہیں کرتا تو ہم کہیں گے کہ پھر آپ کو مرید بنانے کا کیوں شوق نہیں۔ اسی صورت میں تو تبلیغ بالکل فضول۔ اور نبوت در رسالت و بروزیت خاک و دھول ٹھہری اور آپ مامور من اللہ بھی نہ رہے۔

کیونکہ جس شخص کو خدائے تعالیٰ اپنا کام لینے کو مامور کرتا ہے، ادائے فرض کا شوق و ذوق اس کے دل میں بھر دیتا ہے۔ یہ وہ آگ ہے جس میں انبیاء پر دانہ کی طرح گرے طرح طرح کے ظلم ہے اور جان پر کھیل گئے۔ شوق تو ادنیٰ مرتبہ ہے حالانکہ آپ اس کا بھی انکار کرتے ہیں۔ کہ مجھے مرید بنانے کا شوق نہیں۔ دعوے تو لے لے بلند پر دازیان وہ کچھ اور پھر آپ ہی کئی ہوئی گڈی اور بجھے ہوئے غبارے کی طرح آسانی باپ کے جھونپڑے سے تحت المریٰ میں آرہے۔ خبردار! جو پھر کبھی ایسا کلمہ زبان سے نکالا کہ مرزا قادیانی کو مرید بنانے کا شوق نہیں۔

البدرا اور احکم دونوں آئندہ کے لئے کان پکڑیں مرزا قادیانی کو مرید بنانے کا شوق نہیں ہاں دھمکانے کا شوق ہے کہ فلاں مارا جائے گا فلاں دھرا جائے گا اور میں غضب ناک نبی ہوں طاعون طعون میرے قابو میں ہے، جس پر چاہوں مسلط کر دوں، جس ملک میں چاہوں بھیج دوں، جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لاتے اور میرے مرید نہیں ہوتے طاعون انہیں کے ہڑپ کرنے کو آیا ہے پھر بھی مرید بنانے کا شوق نہیں؟

ہاں جب سے چند پٹھنیاں ملی ہیں کیا معنی کہ ادھر تو آپ کی پیشینگوئیاں جو لوگوں کی ہلاکت کے بارے میں تھیں چٹ پڑی، ادھر تحریف اور نقص امن کے الزام پر عدالت نے دھر کھینیا تو ہلاکت کی دھمکیاں براہ اسٹل نکل گئیں۔ خصوصاً مقدمہ فریب میں جب سے ناکامی ہوئی پیشینگوئیاں جاتی رہیں اور الہامات بھی گاؤ خورد ہو گئے کیونکہ وہ تو مقدمات یا واقعات کے پیش

آنے اور ایسے وقت میں بروزیت کی دکان چکانے کے لئے نازل ہوتے ہیں اور جب گرم بازاری پر اوس پڑ جاتی ہے تو الہامات بھی گاؤر ہو جاتے ہیں اور چونکہ پچھلے مقدمے میں نچوڑا دیکھ چکے ہیں لہذا ہم پیشینگوئی کرتے ہیں کہ اب کوئی الہام نہ ہوگا جب تک مقدمات مرجوعہ فیصل نہ ہوں۔ ہاں فیصل ہونے پر جموٹی پیشینگوئیوں کی تاویل میں ہوں گی کہ حضرت اقدس نے پہلے ہی یوں کہہ دیا تھا اور دوں کہہ دیا تھا اور ”وہم من بعد غلبہم سیغلبون“ الہام ہو چکا تھا الغرض جدھر کی ہو دیکھیں گے ادھر ہی گڈی اڑادیں گے۔ یہ کیوں وہی بگڑی کے بنانے پر مرید بنانے کا شوق۔

۲ تمام انبیاء ناکام رہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم ۲۳ فروری میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی حالت میں منقطع ہوئے کہ وہ حواری جو بڑی محنت سے تیار کئے تھے (جیسے آپ نے ۳۰ برس میں تیار کئے) وہ بھی پورے غلط اور وقار ثابت نہ ہوئے اور خود مسیح کو ان کے ایمان و اخلاص میں پُر شک ہی رہا یہاں تک کہ آخری وقت جو مصیبت و مشکلات کا وقت تھا وہ حواری ان کو چھوڑ کر چلے گئے، ایک نے گرفتار کرادیا، دوسرے نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ لعنت کی، اس سے بڑھ کر اور کیا ناکامی ہوگی۔ حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم بھی راستے ہی میں فوت ہو گئے۔ اور ارض مقدس کی کامیابی نہ دیکھ سکے۔ اور انکے بعد ان کا خلیفہ اور جانشین اس کا قاتح ہوا۔ آنحضرت ﷺ کی پاک زندگی قابلِ فخر کامیابی کا نمونہ ہے اور وہ کامیابی کیسی عظیم الشان ہے جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی۔“

آنحضرت ﷺ کی کامیابی کا ذکر محض کید اور مسلمانوں کی روداری کی وجہ سے دل سے نہیں۔ مرزا قادیانی کا مقصد بھی ہے کہ تمام انبیاء ناکام رہے صرف میں کامیاب ہوں۔ یا یہ مطلب ہے کہ اگر میں کسی معاملہ (مثلاً مرزائی مقدمات میں ناکام ہوں تو میری نبوت میں کچھ بھس نہیں مل گیا بڑے بڑے انبیاء ناکام ہو چکے ہیں۔ چہ خوش و خشاک۔ اگر حواری کا منحرف ہونا انبیاء کی ناکامی ہے تو (معاذ اللہ) آنحضرت ﷺ بھی ناکام ہیں۔ پڑھو ”ومن اهل المدينة مردوا علی النفاق لا تعلمہم نحن نعلمہم (التوبہ: ۱۰۱)“ کوئی پوچھے اگر لوگ منافق بن کر منحرف ہو جائیں (جیسے مرزا قادیانی کو بظاہر تو آنحضرت ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں مگر درحقیقت اپنے کو تمام انبیاء سے بڑھ کر خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) سمجھتے ہیں۔ اگر بڑھ کر نہ سمجھتے تو بعد قسم رسالت اپنے کو نبی کیوں بناتے؟) تو اس میں انبیاء کا کیا قصور؟ کیونکہ وہ عالم الغیب اور

عالم مافی الصدور نہ تھے جیسے مرزا قادیانی اپنے کو عالم الغیب سمجھتے ہیں۔ یعنی پیشینگوئیاں کرتے ہیں۔ ”پرہو“ انک لا تہدی من احببت ولكن اللہ یهدی من یشاء“ لیکن ان کی نبوت ناکام نہیں رہی۔ کیونکہ ناکام رہنا نقص نبوت ہے اور خدائے تعالیٰ نے کسی نبی کو ناقص بنا کر نہیں بھیجا۔ یہ تو صرف آسمانی باپ کا کام ہے جس نے اپنے لے پالک کو ناقص (ناخلف) بنا کر دنیا میں بھیجا۔ اگر کسی نبی کی نبوت ناکام اور کسی کی کامیاب ہوتی تو ہم کو ”لانفرق بین احد من رسلہ“ کی تعلیم ندی جاتی اور آنحضرت ﷺ یہ ہرگز نہ فرماتے کہ ”لاتخیروا فی انبیاء اللہ“ اور ”لا تفضلونی علی یونس ابن متی“ بعض انبیاء سے اگر لغزش ہوئی ہے تو وہ ابتلاء (امتحان) ہے اور یہ ایک نازد نیاز ہے۔ نبوت ایسے معاملات سے زیادہ کامل ہوتی ہے نہ کہ ناقص۔ لیکن یہ وہ سبھے جو صاحب حال ہو اور پاک اور صاف کاشف (نور ایمان یا قوت میتزہ) رکھتا ہو۔ نفس پرست شکم پرور کتے ان رموز کو کیا سمجھیں؟

وہ اولوالعزم صلی مسیح جو کلتہ اللہ ہے اور وہ اولوالعزم موسیٰ جو کلیم اللہ ہے تو ان کو ناکام (ناقص نبی) بتاتا ہے تیرا مشن مجسم تو ہیں انبیاء علیہم السلام ہے اور تیرا وجود ان کے لئے مجسم لعنت اور تیرا ہے۔ اچھے جہلاء میں بیٹھ کر آنحضرت ﷺ کی فضیلت اور دوسرے انبیاء کی توہین کرنا سراسر الحاد ہے ناسب جس نے ایک نبی کی توہین کی اس نے تمام انبیاء کی توہین کی۔

اگر انبیاء تیرے زعم کے موافق اپنی بعثت و نبوت میں ناکام رہے تو جناب ماری پر الزام آتا ہے کہ اس نے دنیا میں ناکام نبی بھیجے اور اس سے معاذ اللہ لغو اور عبث فعل سرزد ہوا۔ اس صورت میں خدائے تعالیٰ حکیم نہیں رہتا۔ اس کے اہلے غلط طاہت ہوتے ہیں کہ انبیاء کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا مگر اصلاح نہ ہوئی اور ان کی رسالت ناکام رہی۔ جو منہ میں آیا بک دیا خبر دار زبان کو لگام دے اور ایسے امرا زات منہ ہی میں رہنے دے۔ کیوں دنیا میں نجاست و خباثت پھیلاتا ہے۔ سامعین اور حاشیہ عقین تو گوہ کے کیڑے بن گئے ہیں۔ گوہ میں رہنا اور ریٹگنا ان کی زندگی کا نچر بن گیا ہے۔ پس انہیں کون سمجھائے اور گندگی سے کون نکالے؟ وہ پورے مخدوم ہو گئے ہیں۔ اور قریب ہے کہ جسم پاش پاش ہو کر ہلاک ہو جائیں۔ (ایڈیٹر)

۳ مسیح موعود کے آنے پر تلوار کے تمام جہاد ختم ہو جائینگے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کے مسیح موعود بننے کی یہی دلیل اخبار الحکم کی پیشانی پر ثبت رہتی ہے۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا دنیا میں آج کل تلوار کا جہاد ختم ہو گیا ہے۔ اگر بصارت نہیں جاتی رہی تو مشرق اقصیٰ کی

طرف دیکھیں اگر سماعت نہیں جاتی ہے تو جنگ روس و جاپان کے روزانہ حالات سنیں اور اگر یہ مراد ہے کہ صرف اسلام سے آجکل جہاد اٹھ گیا ہے تو ترکی اور مقدونیا اور بلغاریا اور مراکو کا نظارہ کریں کہ کیسی تلواریں کھج رہی ہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ ہم کو دوسرے ممالک سے کیا غرض۔ ہندوستان میں تو اس دامان ہے۔ جہاد کا کوئی نام بھی نہیں جانتا تو برٹش گورنمنٹ مسیح موعود ہے نہ کہ مرزا قادیانی۔

دوم..... آپ ساری خدائی کے مسیح موعود اور امام الزمان نہیں ٹھہرتے کیونکہ گو ہندوستان میں جہاد نہ ہو مگر دیگر ممالک میں تو جاری ہے۔ سوم..... ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمانوں اور ۲۴ کروڑ ہندوؤں میں سے ہر شخص دعویٰ کر سکتا ہے کہ چونکہ اب جہاد نہیں رہا اور میں اس زمانے میں پیدا ہوا ہوں پس میں مسیح موعود ہوں۔ دیکھئے ۳۰ کروڑ مسیح موعود پیدا ہو گئے۔ چہارم..... مرزا قادیانی نے جو چند سال قبل لوگوں کی موت کی پیشینگوئی کا طوفان برپا کیا اور آسمانی باپ سے التجا کر کے طاعون کو بلوایا تو کیا یہ جہاد نہ تھا؟ جہاد سے مراد تو قتل کر دینا ہے خواہ تلوار سے قتل کیا جائے خواہ دوسرے آلے یعنی تیغ زہان اور سیف دعاء سے۔ اب دیکھئے مرزا قادیانی نے اپنے مرہٹے اور ایڑیکا تک جلا و طاعون کے ہاتھوں لاکھوں آدمیوں کو قتل کیا۔ کیا یہ جہاد نہیں؟

پنجم..... آپ جیسے صلح کل ہیں دنیا پر ظاہر ہے۔ اگر قابو چلے تو اپنے ایک ایک مخالف کو اسی طرح ذبح کریں جس طرح امیر کابل نے آپ کے کفارے افغانی دسے (ملا عبداللطیف) کو ذبح کیا اور سب سے پہلے کابل ہی پر یورش اور جہاد کریں اور اور حقیقت تلوار سے نہیں تو زہان سے کر چکے ہیں۔ یعنی پانی پی پی کر امیر کابل کو کوس چکے ہیں اور پیشینگوئی کر چکے ہیں کہ افغانی حکومت کا جلد خاتمہ ہوا جاتا ہے۔ تلوار کا دار تو آپ کر ہی چکے اگر چہ اس سے افغانوں کا ہال بھی ٹیڑھا نہ ہوا یہ جہاد نہیں تو کیا ہے؟ ہاں خدائے تعالیٰ نے سب کو ناخن دیئے۔ آپ نے اب تک اپنا جہاد تو بند کیا ہے نہیں، اور دنیا سے جہاد بند کر رہے ہیں۔ ششم..... صورت حال اور عملی کارروائیوں سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اپنے ایک ایک مخالف و منکر کے درپے آزار ہیں جب آپ کا کوئی مخالف قضاء الہی سے مرتا ہے تو منارے کے گنبد میں خوشی کے تان اڑاتے ہیں کہ میری مخالفت کی وجہ سے ہلاک ہوا۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ آپ نے اس کو ہلاک کیا نہ کہ قضاء الہی نے۔ یہ جہاد نہیں تو کیا ہے اور غور کیجئے تو یہ گویا خدائی دعوے ہیں پس اپنے کو مسیح موعود نہیں بلکہ خدائے قادر مطلق مستہر کیجئے۔

واقعات اور مشاہدات صاف بتا رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جہاد کے ختم ہو جانے کی جو پیشینگوئی فرمائی ہے ابھی اس کا زمانہ نہیں آیا پھر مسیح موعود کے آنے کا زمانہ کجا؟ ہندوستان میں جہاد کو بند ہوئے دو سو برس ہو گئے اور اس عرصہ میں اگر کہیں خونریزیاں

ہوئیں تو وہ جہادات نہ تھے بلکہ فسادات تھے اور مرزا قادیانی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش کیا آسمانی باپ نے لے پا لک کے حمل میں آنے سے بھی پہلے بطور پیشگی جہادات بند کر دیئے تھے۔ یوں کیوں نہیں کہتے کہ یہ سب گورنمنٹ کی خوشامد ہے اور میں گورنمنٹ کا خوشامدی مسیح موعود ہوں۔ تعجب ہے کہ ہندوستان میں امن و امان تو قائم کرے برٹش گورنمنٹ اور مسیح موعود نہیں مرزا قادیانی۔ کمانیں خانمان۔ اڑائیں نیم۔ برٹش گورنمنٹ کی عملداری نہ ہوتی تو ہم دیکھتے کہ آپ کیونکر مسیح موعود اور بروزی نبی بن سکتے ہیں۔

کابل میں اپنا ایک مشنری بھیجا تو تھا دیکھ لو اس کا کیا حشر ہوا۔ قبل از حشر جہنمی بنا آپ کے پاس مسیح موعود بننے کی صرف تین دلیلیں ہیں۔ اول..... عیسیٰ مسیح دنیا میں وفات پا گئے۔ کتنی معقول اور زبردست دلیل ہے۔ گنگو تلی بھی کہہ سکتا ہے کہ جسوقت پورا کارجہ مر گیا لہذا میں اس کا جانشین ہوں۔ دوم..... میرے زمانہ میں طاعون آیا۔ گویا پہلے کبھی طاعون آیا ہی نہیں تو تاریخ غلط ہیں اور اگر آیا ہے تو طاعون کے زمانہ کا ہر شخص مسیح موعود تھا۔ سوم..... جہاد بند ہو گیا۔ آنکھوں کے اندھے اور نام نین سکھ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ انگلستان، فرانس، جرمن میں آج کل جہاد نہیں ہر انگریز، فرانسیسی، جرمنی کہہ سکتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اگرچہ لندن میں مسٹر بکف اور فرانس میں ڈاکٹر ڈوئی مسیح موجود ہیں مگر انہوں نے اپنے دعاوی پر یہ انوکھے دلائل اور شواہد قائم نہیں کئے جو قادیانی مسیح نے قائم کئے ہیں۔

گویا مسیح موعود بننے کے لئے مختلف وجود اور حیثیتیں ہیں اور جس طرح مرزا قادیانی کے دعوے کے موافق باوصف قسم نبوت کے قیامت تک نبی پیدا ہوتے رہیں گے۔ اسی طرح مسیح موعود بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ جب نبوت ہی قسم نہیں ہوتی تو مسیحیت و مہدیت کا ختم ہو جانا ہرگز عقل میں نہیں آتا۔ آخر سوڈان وغیرہ میں مہدیوں کے پیدا ہونے کا سلسلہ جاری ہے ہی۔ لیکن اس صورت میں مرزا قادیانی کی بعثت کی دم میں کونسا سرخاب کا پر رہا کہ آپ نہ صرف مہدی بلکہ خاتم الخلفاء (خاتم النبیین) بن گئے اور تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔

مرزا قادیانی نے دیکھ لیا کہ حقاء ہر زمانہ میں موجود ہے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ دوسرے عیار اور چالاک چلتے پرزے تو مہدی اور مسیح بن جائیں اور میں نہ ہوں۔ ہاں مرزا قادیانی میں ترجیح کی یہ پیکر ضرور ہے کہ گزشتہ مہدیوں نے جہاد کا اعلان دیا۔ مرزا قادیانی جہاد کے نام سے بھی چہے کابل ڈھوڑتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے دعویٰ ہی تمام مذاہب سے جنگ اور کھلم کھلا جہاد کا اعلان ہیں کیونکہ تو ہیں اور بدزہانی سے تمام مذاہب والوں کو مشتعل کر رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

۴ ہماری پیشینگوئیاں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہماری پیشینگوئی کے موافق مرزائی مقدمات کے انتقال کی درخواست چیف کورٹ میں بھی نامنظور ہوئی اب بھی تمام مرزائیوں اور خود مرزا قادیانی مجددانہ مشرقیہ کی مجددیت پر ایمان لا کر مجدد سے بیعت نہ کریں تو اس سے بڑھ کر کوئی ہٹ دھرمی، نا انصافی اور تعصب ہو نہیں سکتا۔ مرزا قادیانی پر ایمان تو پیشینگوئیوں ہی کی وجہ سے ہے اور جب وہ غلط ہو جائیں اور ان کے مقابلہ میں مجدد کی پیشینگوئیاں واقعات اور مشاہدات کے کانٹے میں بال ہاندمی ہر طرح پوری اتریں تو مرزا قادیانی کو چھوڑ کر مجدد پر کیوں ایمان نہ لایا جائے؟ شک ہو تو آسانی باپ سے پوچھ لیں وہ ضرور الہام کر دے گا کہ لے پا لک جھوٹا ہے اور مجدد سچا، پس اسی پر ایمان لاؤ۔

معلوم نہیں مجسٹریٹ گورڈ اسپور مسٹر چند لال صاحب کی عدالت پر کیوں اعتماد نہیں کیا جاتا؟ گورنمنٹ تو اپنے افسروں پر اعتماد کر کے رعایا کے انصافی امور کا حل و عقدان کو تفویض کرے اور مرزا قادیانی الجھنیں ڈالیں۔ یہ خوارق بہت ہی خوفناک ہیں۔ غالباً آسانی باپ نے الہام کر دیا ہے کہ لے پا لک اس عدالت سے کامیاب نہ ہوگا۔ آسانی باپ تو گھاس کھا گیا ہے یا اس کو لے پا لک سے کچھ ضد آ پڑی ہے کہ سچا الہام ایک بھی نہیں کرتا۔ وائے حسرت۔ وائے قسمت۔ وائے نیت۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ موٹھیں نیچی کر لو اور مصالحت و معافی کا پیام دو۔ جبکہ احکم کی پیشانی پر یہ فقرہ درج ہے کہ ”ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔“

تو کیا وجہ ہے کہ عملی کارروائی سے اس کا ثبوت نہیں دیا جاتا۔ مصالحت اور معافی کی تحریک اور سبقت میں کچھ کسر شان نہیں۔ البتہ مقدمات کی بے دردی میں سرگامی اور پاؤں پیچھے رہنا سخت کسر شان ہے۔ یہ ہم مذاق یا بدنتی سے نہیں لکھتے۔ اس میں فریقین کا فائدہ ہے اور اسٹین چھوڑ کھینچنے میں سراسر نقصان اور تکلیف ہے۔ اور مرزا قادیانی کی گرم بازاری کو زیادہ ضرر ہے۔ کیونکہ ان کی بعثت کا انحصار بالکل الہاموں اور پیشینگوئیوں پر ہے اور عدالت کا انصاف تیز کے منہ چھی ہے۔ جب پیشینگوئی پوری نہیں ہوتی تو راسخ الاعتقاد مرید بدظن ہو کر اور لمبی گردن اٹھا کر رسا توڑا کر کھونٹا کھا کر بھاگ جاتے ہیں اور پھر جنوں تک کے ٹوٹے ہو جاتے ہیں۔ دیکھ لو مقدمات نے مریدوں کی رجوعات بھیڑ بھاڑ کس قدر کم کر دی ہے اور مرزا قادیانی کو کتنا نقصان

پہنچایا ہے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ مطح رات دن گرم رہے اور روغن بادام میں دم کئے ہوئے پلاؤ اور چند بیدستری سختوری مجھیں دم پخت ہوتی رہیں۔ حرے ہوں بہاریں ہوں اور نس۔ (ایڈیٹر)

۵ مرزا قادیانی کی بعثت کی غرض

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی ہار بار بلکہ روزانہ منبر پر یا شہ نشین میں بیٹھ کر بکارتے ہیں کہ میں دنیا کو اسلام کی خوبیاں دکھانے آیا ہوں۔ (لوگ) آنحضرت ﷺ کی عظمت و شان پر حملہ کرتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں اور خود مسلمانوں کے گھروں میں رسول اللہ ﷺ کی چمک کرنے والے پیدا ہو گئے تھے۔ الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۳ء ج نمبر ۷ یہ مسلمانوں پر مفتری علی اللہ کا افتراء ہے بلکہ خود چمک کا مرتکب ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ نے نبوت ختم کر دی یہ جھٹلاتا ہے اور اپنے کو نبی بتاتا ہے۔ کیا یہ آنحضرت ﷺ اور قرآن اور اسلام اور خدائے اسلام کی چمک نہیں۔ آیات قرآنی کو مسخ کر کے ان کا نزول اپنی شان میں بتاتا ہے کیا یہ آنحضرت کی چمک نہیں؟

اپنی تصویر بنانے اور بخوانے اور شائع کرنے اور گھروں میں رکھنے کو مباح قرار دیتا ہے جس شخص نے شریعت کا ایک حکم بھی توڑا اس نے تمام شریعت کو توڑا اور اسلام اور پیغمبر اسلام اور خدائے تعالیٰ ذوالجلال والکرام کی چمک کی۔ مرزا قادیانی تو ہمیشہ احکام شریعت توڑتا رہتا ہے۔ اسلام کی خوبیاں خود ہی دنیا پر روشن ہیں۔ ”تحرکت فیکم البیضاء لیلاہ و نهارہا سواہ الحدیث“ یعنی میں تم میں آفتاب (دین اسلام یا قرآن) چھوڑے جاتا ہوں جس کے رات دن برابر ہیں (وہ کسی مانع یا غروب نہ ہوگا) کوئی شہر چشم ہی آفتاب کو مانع اور بے روشن بنا سکتا ہے۔ یہ کہنا کہ میں اسلام کی روشنی دکھانے آیا ہوں اسلام کی چمک کرتا ہے کیونکہ آفتاب خود روشن ہے۔ وہ روشنی پھیلانے میں کسی کا محتاج نہیں۔

قرآن مجید میں ہے ”ہذا ہدی للناس، هذا بیان للناس تبیاناً للکل شئی“ بھلا کسی کی کیا طاقت ہے کہ اسلام اور قرآن کو اپنی صداقت میں دیگر وسائل کا محتاج بنائے۔ البتہ آنحضرت ﷺ کو یہ حکم ہے کہ ”فلنکر انما انت منکر“ کافر ضادا کرنا جس طرح آپ پہ فرض ہے اسی طرح تمام علماء امت محمدیہ پر فرض ہے۔ تمام علماء تکبر و ستدیر و تشمیر فرما رہے ہیں اور سب مجدد ہیں مگر آج تک اپنے کو نبی اور خاتم الخلفاء کسی نے نہیں بتایا نہ بعد ختم نبوت دعوے نبوت کیا۔ یہ تو تمدوں اور مرتدوں کا کام ہے۔

(ایڈیٹر)

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ
سال ۱۹۰۳ء ۱۶ مارچ کے شمارہ نمبر ۱۱ کے مضامین

.....۱	یارسول اللہ۔	عثمان میسوری
.....۲	مراسلہ۔	مدنی شاہ وارثی!
.....۳	مرزا قادیانی حضرت حسینؑ سے افضل۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	موت کی پیشینگوئی اور طاعون۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ یارسول اللہ

عثمان میسوری

اخبار الحکم قادیانی مطبوعہ ۱۰ فروری ۱۹۰۳ء میں بذیل حل مسائل اس سوال کے جواب میں کہ ”یارسول اللہ“ کہنا کیسا ہے۔ حکیم نور الدین صاحب موحدین کی مخالفت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ یارسول اللہ کہنا درست ہے۔ مگر جو دلائل اس کے لئے لائے ہیں وہ ویسے بھی بودے ہیں جیسے ایک گھوڑے کو تیل ثابت کرنے میں کھینچ تان کر پیش کئے جائیں۔ حیات مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں کو تو مسیح میں الوہیت اور ان کو جی القیوم و مسیح و بصیر ماننے والا ٹھہرا کر مشرک بتایا جاتا ہے اور یارسول اللہ کہنے کی تائید میں خود حکیم صاحب رسول اللہ ﷺ کو ہر زمانہ میں موجود یعنی جی القیوم مسیح و بصیر قرار دیتے ہیں اور اس موجودگی کے ثبوت میں مرزا قادیانی کی موجودگی پیش کرتے ہیں۔

اس سے ایک لطیف اشارہ پایا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی بھی ہر زمانہ میں موجود یعنی جی القیوم مسیح و بصیر رہیں گے۔ اور ہر ایک مرزائی کو یا مرزا کہنا درست ہوگا کہ گویا رسول اللہ ﷺ کی پکار کے جواز سے مرزا قادیانی کو یا مرزا پکارنے کا رستہ صاف کیا گیا ہے۔ جو مرزا قادیانی کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ اس انوکھے اجتہاد کو آنکھیں بند کر کے کچھ وہی بھولے بھالے لوگ تسلیم کریں گے جو حکیم الامت کو بھی روح القدس کا ہم زبان مانتے ہوں گے ورنہ ایک دانا جس وقت یا اللہ اور ایک نادان جس وقت یارسول اللہ کہتا ہے دونوں کا مقصود استمداد و استعانت کے سوا کچھ نہیں ہوتا مگر یاد رہے کہ ایک دوسرے کے مفہوم میں حق و باطل کا فرق ہے ”ایاک نستعین“ کی

ہنا پر خود رسول اللہ ﷺ اللہ ہی سے استمداد اور استعانت چاہا کرتے تھے۔ اور اپنے اس نمونہ سے امت کو گھیر گھار کر محض اسی نقطہ پر حلق فرمایا کرتے تھے اور ہر حال میں یہ کہنے پر مامور تھے "قل لا املك لنفسی ضرا ولا نفعا الا ماشاء اللہ (یونس: ۱۰۹)" یا رسول اللہ کے جواز میں حکیم صاحب نے ایک نئی شاخ فرط محبت کے اظہار کی نکال کر دنیا کو ایک تازہ مفہوم کا سبق دیا ہے۔ مگر ساتھ ہی ایک نا جائز کو جائز قرار دینے میں بہت سی نا جائز و بے ربط باتوں سے ان کو کام لینا پڑا۔ یہ تو بالبداہت ثابت ہے کہ ہرزندہ شخص کو خواہ وہ کافر ہے بالمقابلہ یا کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔ لیکن جب وہ غائب ہو تو اس حاضرانہ خطاب کا مستحق سوائے خدائے ہی القیوم سبح و بصیر کے کوئی نہیں ہوسکتا۔ خواہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔

حکیم صاحب اپنے دعوے کے ثبوت میں یہ فرماتے ہیں "کیا جب اللہ کو یا کہہ کر پکارا جاتا ہے تو وہ سامنے حاضر ہوتا ہے حتی طور پر تو اس کا ثبوت نہیں..... الخ"

سبحان اللہ یہاں تو حکیم صاحب نے غضب ہی ڈھا دیا اور اپنی ساری حکمت اور تجربہ علمی کی قلعی کھول دی اس کے جواب کو طول نہ دے کر ہم صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کریں گے۔

فقیر بے معرفت نہ آرامد

تار کارش بکفر نہ انجامد

انہوں ایک تعصب سو جہالتوں کی ماں بن جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کی تعلیمات و حکیم صاحب کی تلقینات کا مقابلہ کرتے وقت ہم ششدر رہ جاتے ہیں کہ یا اللہ یہ چراغ تلے اندھیرا کیسا؟ چنانچہ الجلم کے اسی پرچے کے ۲ مکالمہ ۲ میں ناظرین ملاحظہ کریں کہ مرزا قادیانی ایک دقیق مسئلہ کی حمایت کس دروے کے ساتھ کر رہے ہیں جس سے حکیم صاحب کو حل مسائل کو بھانگتے رستہ نہیں ملتا۔ میرا استاد خود ہی رستہ طے کریں اور مرید یا شاگرد اس پر کانٹے بچھاتے رہیں۔

ابن چینیں لوکن دولت خلفہ ویرانی کنند

حکیم صاحب سے ہم مؤدبانہ التجا کرتے ہیں کہ جب کہ حکیم الامت کا خطاب ان کو مرزا قادیانی سے مل چکا ہے۔ تو ان کو چاہئے کہ اپنی حکمت کی گدی پر بیٹھیں مگر مند رسالت کا کو شہدادیں کیونکہ۔

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد

ایضاً الجلم کو بھی چاہئے کہ اپنے اخبار کے کالموں میں جو صرف مرزا قادیانی کی مشن کا

کفیل ہے۔ حکیم صاحب کے مشن کا کفیل نہ بنے۔ حکیم صاحب کی بھرتیوں کا خاتمہ کر دے اور ان کے حل مسائل وارشادات سے مرزا قادیانی کی تعلیمات کو کھڑی نہ بنا دے۔

۲ مراسلہ

مدنی شاہ داری!

مولانا شوکت! السلام علیکم۔ میں بنظر افادۃ اہل اسلام آپ کا تھوڑا سا وقت ضائع کرنا چاہتا ہوں چونکہ حق میری جانب ہے پس امید ہے کہ آپ بنظر ہمدردی اہل اسلام سطور ذیل کو اپنے ضمیمہ میں جگہ دیں گے۔

میں حاجی وارث علی شاہ صاحب کا مرید ہوں بمقتضیٰ آب و دانہ شہر اٹاودہ میں آیا اور ایک روز شامت اعمال سے معہ چند رفقاء میر صادق حسین صاحب مختار کے مکان پر بھی پہنچ گیا۔ مختار صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید ہیں۔ مددوح نے مجھ سے دریافت کیا کہ حاجی وارث علی شاہ صاحب مرزا قادیانی کو کیا کہتے ہیں میں نے کہا ملا عبدالقیوم پانی پتی نے مجھ سے کہا تھا کہ چند صاحبوں نے حاجی وارث علی شاہ صاحب سے دریافت کیا تھا کہ سید احمد خان مرحوم اور مرزا غلام احمد قادیانی کیسے ہیں تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہمارے ہاں کسی کو برا نہیں کہتے۔ پھر کیا تھا اس قدر کہتا ان کو کافی ہوا۔ فوراً ۸ فروری ۱۹۰۴ء کو ایک اشتہار جاری کر دیا کہ حاجی صاحب مرزا قادیانی کو صحیح علیہ السلام کے درجے پر پہنچا ہوا بتاتے ہیں۔

جمع اہل اسلام عموماً اور مریدان حاجی صاحب خصوصاً مرزا قادیانی کی مخالفت سے باز آئیں۔ اس اشتہار سے مسلمانوں کو تشویش پیدا ہوئی اور مجھ سے استفسار کیا۔ میں نے جواب دیا کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین میں نے کوئی بات بردایت حاجی صاحب بجز اس کے کہ ملت فقراء میں کسی کو برا نہیں کہتے بیان نہیں کی۔ بعدہ مسجد پنجابیاں واقع کنوہ شہاب خان شہر نواٹاودہ میں ایک خاص جلسہ منعقد ہوا اور قریب سو آدمیوں کے عمامہ شہر جمع ہوئے۔ میں نے ان کے رو برو بھی بجواب ان کے سوالات کے ظاہر کر دیا کہ حاجی وارث علی شاہ صاحب نسبت مرزا غلام احمد کچھ نہیں کہتے۔ حاجی صاحب ایک فقیر آدمی ہیں مولوی لوگ جو کچھ نسبت مرزا قادیانی فرما رہے ہیں اس کو ان کتابوں میں جو بجاوب مرزا قادیانی شائع ہوئی ہیں دیکھ لیجئے۔ علاوہ اس کے مرزا قادیانی کا دعویٰ وغیرہ ایسا ہے کہ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ عرش پر بیٹھا ہوں صبح کو یہ خواب ایک بزرگ سے ظاہر کیا۔ بزرگ نے کہا کہ اگر آج رات پھر وہ خواب دیکھو تو عرش کے کنگرے پکڑ لینا۔ چنانچہ دوسری رات بھی وہی خواب پھر دیکھا اس نے عرش کے کنگرے پکڑ لئے۔ اتنے میں جو آنکھ کھلتی

ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اپنے کان پکڑے ہوئے ہیں۔

یہ سن کر مختار صاحب کی طرف سے ۱۶ فروری ۱۹۰۳ء کو دوسرا اشتہار شائع ہوا۔ جس میں میری نسبت غلط بیانی ظاہر کر کے چند گواہان کے نام زیر اشتہار درج کئے ہیں اور زبانی یہ بھی فرمایا کہ مسماۃ شاہ جہان طوائف کا سارا خاندان گواہ ہے۔ (سبحان اللہ تانت باجی اور راگ بوجھا کیسے لقمہ اور معتمد مستند شرعی گواہ ہیں) یہ کلمات شاید مختار صاحب سے شیخی اور خود رنگی کی حالت میں سرزد ہوئے ہیں۔ پھر جو گواہ مختار صاحب نے اشتہار میں درج کئے ہیں بجز بیدم شاہ کے جو بندی جان طوائف کا لڑکا ہے وہ لوگ انکار کرتے ہیں۔ اور جس وقت مجھ سے اور مختار صاحب سے گفتگو ہوئی یہ لوگ واقعی موجود نہ تھے۔

خدا ایسی جمہولی باتوں سے بچائے جیسا وہ اپنے پاک کلام سورہ حجرات: ۶ میں فرماتا ہے ”یا ایہا الذین امنوا ان جائکم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین“ مورخہ ۱۶ رزوالحجہ ۱۳۲۱ھ راقم مدنی شاہ وارثی بقلم خود۔

ایڈیٹر..... تعجب ہے کہ مختار صاحب نے مدنی شاہ اور حاجی وارث علی شاہ کو مرزا قادیانی کا راسخ الاعتقاد مرید مشتہر نہیں کیا اور ایک نوع سے تو درحقیقت دونوں کو مرزا قادیانی کا مرید بتایا دیا کیونکہ جب بقول مختار صاحب مدنی شاہ نے مرزا قادیانی کو مسیح علیہ السلام کے درجے پر پہنچا ہوا بتایا ہے۔ یعنی مرزا قادیانی کے درجے کی تصدیق کی ہے تو وہ اچھے خاصے مرزائی مومن بن گئے ہیں۔ اب الحکم یا البدر میں بزمہ بیعت کنندگان مدنی شاہ اور حاجی وارث علی کا نام کیوں شائع نہ ہو۔ مدنی شاہ صاحب نے بقول ملا عبدالقیوم، مرزا اور سرسید احمد خان دونوں کی نسبت حاجی وارث علی شاہ صاحب سے استفسار کا ذکر کیا مگر مختار صاحب سرسید کا ذکر کھا گئے۔

کیونکہ اس صورت میں ان کو بھی مسیح علیہ السلام کے درجے پر ماننا پڑتا۔ حالانکہ مرزا قادیانی سرسید کو گالیاں دے چکے ہیں۔ اور دیتے ہیں اگرچہ یہ کورٹسکی ہے کیونکہ مرزائی مذہب سرسید ہی کی جو تینوں کا طفیل ہے اور انہیں کے اقاویل سے تراشا گیا ہے۔ پھر جب مرزا قادیانی براہ راست مامور من اللہ بلکہ آسمانی باپ کے لے پالک ہیں تو ان کو کسی شہادت کی کیا ضرورت اور اگر ضرورت ہے تو حاجی وارث علی شاہ صاحب مرزا قادیانی سے بہت بڑھے ہوئے بلکہ ان کے آسمانی باپ ہیں کیونکہ ان کی شہادت اور مہر کے بغیر لے پالک کا جنینت نامہ جائز اور ثابت نہیں ہو سکتا۔ پس اب تمام مرزائی بلکہ خود مرزا قادیانی حاجی وارث علی شاہ صاحب پر ایمان لائیں۔

اثادہ کا ایسا ہی واقعہ پہلے بھی ضمیمہ میں چھپ چکا ہے مگر شرم کے؟
 ۳..... مرزا قادیانی حضرت حسینؑ سے افضل؟
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کا مذکورہ بالا دعویٰ بہت زور و شور کے ساتھ ہے۔ امام حسینؑ سے آپ کیوں افضل نہ ہوں جبکہ عیسیٰ مسیح بلکہ انبیاء سے افضل ہیں کیونکہ آپ بزم خود خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) ہیں امام حسینؑ اور آپ کے والد ماجد امیر المؤمنین علیؑ نے نبی بننے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور مرزا قادیانی نے کیا تو کیوں آپ امام حسینؑ اور تمام صحابہؓ اور دوزدہ امام اور تمام اولیائے سے افضل نہ ہوں۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ چونکہ موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں اسی طرح آنے والا محمدی مسیح موسوی مسیح سے افضل ہے۔

ہم بارہا مضبوط دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ کسی نبی کو دوسرے نبی یا انبیاء پر فضیلت اور ترجیح دینے کا حکم قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ ہم کو تو ”لا نفرق بین احد من رسلہ“ کی تعلیم دی گئی ہے اور حدیث شریف میں بھی ایسی ارشاد ہے کہ: ”لا تخیروا فی انبیاء اللہ ولا تفضلونی علی یونس ابن متی“ لیکن نواب مجاہدی نبی مرزا قادیانی نے قرآن و حدیث بلکہ تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے۔ اب ربی آیت ”فضلنا بعضهم علی بعض“ یہ فضیلت علم الہی میں ہے۔ اور یہ جناب باری کا فضل ہے۔ ہم اس میں ہرگز شریک نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اس کے خلاف ہم کو فضیلت دینے سے منع فرما دیا ہے جیسا کہ اوپر گزرا عجیب بات ہے کہ مرزا قادیانی اپنے کو محمدی مسیح بتاتے ہیں اور بظاہر اکثر شہود سے کہتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کا امتی ہوں مگر تعجب ہے کہ کسی نبی کا امتی دوسرے نبی سے بڑھ جائے۔ کجانی، کج امتی۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مگر آپ کے وجود میں اجماع ضدین ہے کہ آپ امتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ بات یہ ہے کہ نبی بننے کو آج کل رسالہ ہی کیا لگتا ہے ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ مجھ پر وحی ہوتی ہے کہ تو تمام انبیاء سے افضل ہے۔ اب ربی شہرت اور رجوعات افریقہ کے مہدیوں کے ساتھ جس قدر رحم غفر رہا ہے اور اب صومالی ملان کے ساتھ ہے اور ہندوستان میں دیانند سرتی کے جس قدر پیرو ہیں اور اس کی زندگی میں تھے لب گورنک بھی آپ کو اتنے پیرو میسر نہیں ہو سکتے مگر کیا وہ نبی تھے؟ معاذ اللہ!

(ایڈیٹر)

۴ موت کی پیشینگوئی اور طاعون

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے اپنی شروع بعثت میں ہول دلوں کے بیڑوں میں موت کی دھمکیاں دے دے کر خوب پانی کیا۔ اس زمانہ میں طاعون کا وجود ہندوستان میں نہ تھا مگر مرزا قادیانی کا غالباً یہ منشا تھا کہ لوگ بلا سبب اور بلا مرض اچانک کھاتے کھاتے مر جائیں گے، گتے گتے مر جائیں گے، موتے موتے مر جائیں گے۔ کھڑی کھاتے کھاتے نیچے اتر جائیں گے، زعفرانی پلاؤ اور ستھوری مجون کھاتے کھاتے گردن کے منگے دھل جائیں گے مگر پھنک ایک پھنک دد کا یہ چھوڑتے نہ چلا۔ کیا مستحق کا ایک بھی نہ مرانہ ملی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔

پھر جن کو آسانی باپ کے ہاتھوں مارنا چاہا (آٹھم وغیرہ) وہ بھی نہ مرے۔ بلکہ خود مرزا قادیانی کو اپنی موت نظر آگئی یعنی عدالت نے تعویف مجرمانہ میں دھر لپٹا چلیے لیے پر پبلک کو بہت دھمکیاں دے رہے تھے۔ اب آئے دال کا بھاد معلوم ہوگا۔ ادھر موت کی پیشینگوئیاں سن کر مولوی بیٹالوی سہم گئے کہ یہ بجلیاں بھی پر کوند رہی ہیں۔ عدالت میں درخواست دی کہ مجھے ہر وقت ہاتھ میں رکھنے کو ایک بغدادیا تلوار یا بندوق کالائسنس لے۔ پھر تو عدالت کے اور بھی تیور بدل گئے کہ یہ تو نقص امن کا اچھا خاصا کچر ہے۔ دونوں کو طلب کر لیا کہ کیوں حفظ امن کا چلکے اور ضمانتیں نہ لی جائیں پھر کیا تھا آسانی باپ کی دہائی اور برٹش کی تہائی ہے جو میں آئندہ کسی پر جیتے جی موت کی دھونس ڈالوں خیر جان بچی لاکھوں پائے۔ اگر چہ ہم کے دھواں دھار گولے تو ٹھنڈے ہو گئے مگر آپ جانے نیچر کیوں بدلنے لگا مرزائی اخباروں میں دہلی زبان سے مفصلاً نہیں تو جملاً موت کی دھمکیاں مخالفوں پر جاری رہیں۔ اتنے میں خوش قسمتی سے طاعون یوں آکودا جیسے روسی لشکر پر چا پانوں کے گولے اور جیسے سوماالی مٹلا کی فوج پر برٹش میکسم توپوں کا گرا ب۔ مرزا قادیانی نے دیکھ کہا کہ طاعون تو آسانی باپ کی خالہ کی نانی کے بھتیجے کا بھانجا ہے اور لے پالک کا ایڈیگنگ بن کر آیا ہے۔ مخالفوں کو یوں چٹ کر جائے گا جیسے میری مرزائی روشن بادام کی دم ہوئی بریانی اور جیسے آٹھ دن کا بھوکا بھیڑیا کپ کی دانہ خور بھیڑوں کو۔

اب مرزائی اخباروں میں ہمیشہ طاعون ہی کا ذکر خیر اور دنیا پر طاعون ہی کی دھونس ہے اور حوالہ دیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد صحابہ میں بھی طاعون پھیلا تھا اور چند صحابی طاعون سے وفات پا گئے تھے۔ مگر آپ تو بردزی نبی جب مہرتے کہ جیسے آنحضرت کے عہد مبارک میں طاعون نہیں آیا آپ کے زمانہ میں بھی نہ آتا۔ یہ خبر نہیں کہ مرزا قادیانی نے جو انبیاء کی توہین اور

شریعت اسلامی کی ترمیم کی ہے تو اس وہال میں طاعون نازل ہوا ہے اور ایک پالی ساری ناؤ کو لے ڈوبا ہے۔ مرزا قادیانی ۱۰ مارچ کے حکم میں فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کا کوئی مامور مرسل طاعون کا شکار نہیں ہو سکتا۔ نہ کسی اور خبیث مرض سے ہلاک ہوتا ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے انتظام میں بڑا نقص اور خلل پیدا ہوتا ہے۔“

جی بجا ہے طاعون سے نہیں تو ذیابیطیس سے اختلاج قلب ہے۔ بوا سیر وغیرہ امراض اسفل سے اکثر مفتری علی اللہ ہلاک ہوتے ہیں جیسا کہ جلد ظہور میں آئے گا۔ انشاء اللہ۔ جب غرض ہلاکت ہے تو کسی ذریعہ سے ہو۔ ایک قسم کی روٹی کیا پتلی کیا موٹی۔ مگر مرزا قادیانی کے نزدیک بعض ہلاکتوں میں بھی سرخاب کا رہے۔ مفتری علی اللہ مہدی سوڈانی کس ذلت سے مرا کہ ہڈیاں تک اکھاڑ کر دریائے نیل میں پھینکی گئیں گویا مرنے کے بعد بھی چین نہ ملا۔ موجودہ مہدیوں اور سچیوں کا جو کچھ شہر ہو گا دنیا دیکھے گی انشاء اللہ۔ (ایڈیٹر)

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۲۳ مارچ کے شمارہ نمبر ۱۲ کے مضامین

.....۱	مردے پر قل اور فاتحہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مرزائی مقدمات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	اردو زبان میں تازہ چوچو ہانا الہام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	نبی بھی اور اتنی بھی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی پر فر دقرا دراد جرم لگائی گئی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	ایک ایک حاکم دراصل گورنمنٹ ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مردے پر قل اور فاتحہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کسی مرزائی نے مرزا قادیانی سے سوال کیا کہ مردے کے جو قل کئے جاتے ہیں یا مردے کو دفن کر کے پیٹھ کر جو فاتحہ پڑھتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ اس کی کوئی اصلیت نہیں یہ فضول باتیں ہیں۔

ہم حیران ہیں کہ مرزا قادیانی نے لال بیکیوں کے لال گرد یعنی اپنے بڑے بھائی کی لال کتاب سے فتوے نہیں دیا۔ حالانکہ دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے اور ایک ہی جھاڑو کی تیلیاں۔ ایک ہی زمین کی کہاوتیں ہیں۔ لال گرد کے چیلے تو مروے کی نماز اور قبر پر بیٹھ کر قتل اور فاتحہ وغیرہ سب پڑھتے پڑھاتے ہیں، تہا۔ دسواں، بیسواں، چہلم وغیرہ بھی مناتے ہیں۔ جیسے لال گرد کو چڑھاوے چڑھتے تھے اس سے زیادہ مرزا قادیانی کو چڑھتے ہیں۔ اب کیا کسرہ گئی دونوں ٹوکے وزن میں کیوں برابر نہ ہوں؟ (ایڈیٹر)

۲ مرزائی مقدمات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم لکھتا ہے کہ ۱۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو لالہ چند لال صاحب کی عدالت میں مقدمات پھر پیش ہوئے۔ پہلے مسٹر اڈگار سن صاحب بیر سٹرائٹ لا۔ لاہور بیردکار منجانب حضرت اقدس (مرزا) کے تار کے متعلق جو صاحب محمود نے لاہور سے بھیجا تھا ذکر ہوا کہ صاحب محمود بوجہ بیمار ہونے کے حاضر نہیں ہو سکے۔ اس لئے مقدمہ کا التوا ہوا۔ مگر عدالت نے بائیں وجہ کہ خواجہ صاحب بھی بیردکار ہیں مقدمہ کو شروع کیا۔ اور خواجہ صاحب کو تقریر متعلقہ مقدمہ کے لئے ارشاد فرمایا۔ تقریر شروع کرنے سے پہلے حضرت اقدس کے تحریری بیان کے متعلق عرض کیا گیا جو عدالت نے چھلی پیشی پر پڑھنے کے لئے لیا تھا اور آج اس کا فیصلہ کرنا تھا کہ وہ شامل مثل کیا جائے یا نہ، عدالت نے اس کے متعلق فیصلہ کیا کہ وہ شامل مثل ہو۔ فریق مخالف نے اعتراض کیا مگر عدالت نے فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ شامل مثل ہو اس لئے شامل مثل کیا گیا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے اپنی تقریر شروع کی ۴ گھنٹے تک خواجہ صاحب تقریر کرتے رہے جس میں انہوں نے قانونی طور پر مستغیث کے اپنے بیان اور گواہوں کے بیانات سے استنباط کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ مقدمہ ہمارے خلاف چل نہیں سکتا۔ ۹ رکو وہ اپنی اس تقریر کو ختم کر چکے اور آج شاید فریق مخالف جوابی تقریر ختم کرے۔ اس کے بعد مقدمہ ۳۱۱ ر مخالف کرم الدین کے متعلق تقریر شروع ہوئی اور ازاں بعد مجسٹریٹ نے ہر سہ مقدمات کا یکجا فیصلہ سنانے کا وعدہ کیا ہے۔

ایڈیٹر..... نہ صرف ننھے منے لے پاک کا اتنا سا کلیجا بلکہ اس حکم سے تو ہمارا ہاتھ بھر کا کلیجا بھی دھڑکنے لگا کہ عدالت ایک ہی تاریخ کو تینوں مقدمات چلتا کر دے گی اور مثلیں لے پاک کے اپیل کرنے سے پہلے بھی آسانی ہائی کورٹ میں بھیج دے گی کہ کچھری بے مدعی فضل خدا۔ یہ قال

ابھی معلوم نہیں ہوتی۔ عدالت کا عندیہ تو بجز مجدد کے جس پر خدائے علام الغیوب کی جانب سے الہام ہوتا ہے کسی نامحرم کو معلوم ہونا مشکل ہے کیونکہ وہ عدالت ہی کیا جس کا راز فری مین قبل از انفصال کسی پر کھل جائے اور ایک یورپین فلاسفر بھی کہہ گیا ہے کہ انصاف کے پاؤں اون یاروئی اور ریشم کے ہوتے ہیں جن کی آہٹ معلوم نہیں ہوتی مگر اس کے ہاتھ فولاد کے ہوتے ہیں جن کی مضبوط اور لاجنب گرفت سے آسمانی باپ بھی نہیں بچا سکتا۔ ہاں اتنا ضرور کہہ گیا ہے کہ مقدمات میں کچھ اہمیت نہیں جیسی تو سب کے سب ایک لاشی ہانک دیئے جائیں پس یتیم اور معصوم لے پالک کو بھی چنداں خوف نہ کرنا چاہئے۔ ہمیں تو صرف یہ خیال ہے کہ گزشتہ الہامات تو لفظ حکم کے بعد ترغ کی طرح پھر ہو گئے۔ اخیر کا الہام ”وہم من بعد غلبہم سیغلبون“ (تذکرہ ص ۶۳، طبع سوم) تو پورا ہو۔ غضب ہے نا آسمانی باپ نے تو اندھیر مگری چو پٹ راجہ ہی والا معاملہ کر دیا کہ ایک الہام بھی صداقت کے گھاٹ نہ اترا۔ آسمانی باپ کی یہ سکھا شاہی تو دیکھی نہیں جاتی پس مجدد النہ مشرقیہ زور لگا رہا ہے کہ اور کچھ نہیں تو کسی طرح لے پالک کے آنسو ہی پونچھ جائیں۔

(ایڈیٹر)

۳ اردو زبان میں تازہ چوچو ہاتا الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مقدمات کا آخری الہام جو امرارچ کے حکم میں شائع ہوا ہے یہ ہے ”میدان میں فتح خدا تجھے دے گا۔“ (تذکرہ ص ۵۰۶، طبع سوم) معلوم نہیں وہ کونسا میدان ہے۔ عدالت کا میدان تو سامنے ہے جس میں بجز کھکت کے اب تک کچھ نصیب نہ ہوا۔ آئندہ بھی دیکھا جائے گا اور اگر قیامت کا میدان مراد ہے تو وہاں کی کھکت بھی مفتزی علی اللہ کے کیریکٹر کے آئینے میں صاف نظر آرہی ہے۔ جس نے نہ صرف اپنے کو بروزی نبی بلکہ خدا کا لے پالک بھی بنا دیا۔ ”الحق یضاء ہقون قول الذین کفروا من قبل قاتلہم اللہ الایہ“

تجرب ہے کہ لے پالک تو مجدد النہ مشرقیہ سے منحرف۔ مگر لے پالک کا باپ فوراً مجدد کے حکم کی تعمیل کرتا ہے کیا معنی کہ جب مجدد نے لے پالک کے ولی کھنکر کو ڈانٹا کہ عربی زبان میں کیوں الہام کرتا ہے جبکہ لے پالک کی مادری زبان اردو ہے۔ یہ تو تکلیف والا یطاق ہے۔ بھلا لے پالک عربی زبان کون سے کالج میں پڑھتا پھرے گا مجدد کی اس لتاڑ کا یہ اثر ہوا کہ اب اردو زبان میں الہام ہونے لگا کئی آج کی کسر اب بھی رہ گئی کیا معنی کہ لے پالک جو اپنے کو ساری خدائی کا نبی اور امام الزمان بتاتا ہے۔ اس کو آسمانی ہائی سکول میں ایک ہی زبان کی تعلیم دی گئی

ہے۔ بے رحم اور بے درد باپ نے تکلیف والا لیاق کا پہاڑ ایک معصوم جان پر دھردیا۔ ساری دنیا کی تبلیغ کا ڈپلوما دے کر بھیج دیا اور یہ غریب صحیح اردو زبان بھی نہیں بول سکتا۔

انگریزی، فرنچ، لاطینی، چینی، ژند، ترکی وغیرہ زبانیں تو سات سمندر پار ہیں لے پاک تو خود ہندوستان کی زبانوں سنسکرت، گجراتی، مارواڑی، سندھی، مرہٹی، دکئی، پھاڑی، کشمیری، پشتو وغیرہ بیسیوں زبانوں سے نا بلد ہے۔ بھلا وہ کس کس زبان میں اپنا فرض تبلیغ ادا کرے گا۔ آسانی باپ نے تو جو منہ میں آیا لکھ دیا (الہام کر دیا) مگر وہی شکل ہوئی کہ اندھا گائے اور بہرہ بجائے۔

۴ نبی بھی اور امتی بھی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے تو بالکل امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ امت مرزائیہ کے تمام ارمان خاک میں ملا دیئے اور خود آسانی باپ کا دل توڑ دیا۔ کیا معنی کہ وہ تو مرزا قادیانی کو لے پاک اور امام الزمان اور خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) قرار دے اور آسمانوں کی چمتوں پر اپنے جینے کی محبت میں یوں مھکیا تا پھرے جیسے نمائی گائے اپنے پھڑے کے پیچھے۔ اور اکلوتا لے پاک اپنے کو محمدی مسیح (امتی) بتائے۔ یا تو وہ اولوالعزیز کی عرش کے تارے توڑنے کو تھا منا تا تمہ بڑھائے یا یہ پست فطرتی کہ تحت العزیز کی حنیض میں گر جائے۔

وجہ یہ ہے کہ آسانی باپ اور آسانی پوتوں (مرزائیوں) نے تو لے پاک بھی مان لیا اور امام الزمان بھی اور مستقل رسول بھی۔ مگر نہ مسلمانوں نے مانا نہ ہنود نے، نہ عیسائیوں نے نہ یہود نے۔ اور غضب تو یہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ نے بھی نہ مانا جس کے سامنے بیٹھ بیٹھ کر، لیٹ لیٹ کر، بسور بسور کر، دانت میں تنکے لے کر زمیند و دمجڑے اور خوشامد اندوز لالو چوکی گئی کہ میں غلامان، غلام مستہام، رد کردہ خاص و عام، مردود علماء کرام و مشائخ عظام، اہل اسلام و فعلہ مذاہب عوام ہوں اور دنیا سے جہاد کے دور کرنے کو آیا ہوں اور مجھ میں یہ کرشمہ ہے کہ اگر برٹش گورنمنٹ پر روس یا کوئی اور نفیم حملہ کرے تو اپنی بددعاء بے درمان سے اس کی توپوں کے گولوں کو اولوں کی طرح ٹھنڈا کر سکتا ہوں۔ بند قوتوں کو صندوقوں میں رکھے رکھے ہی گن لگا سکتا ہوں۔

الغرض برٹش کے دشمنوں کو بے گھاس دانہ موت سے پہلے مار سکتا ہوں۔ اور اے ملکہ معظمہ اور اے ملک معظمہ ایڈورڈ ہفتم تمام علماء اسلام و مشائخ عظام میرے جانی دشمن ہو گئے ہیں۔ کیونکہ میں ان کی طباغ اور عندے اور کاشنسن اور نیت کے خلاف جہاد کا مخالف ہوں اور تمام

ہندوستان میں بجز میرے اور میری امت کے کوئی تیسرا سچا دوست وفادار ہوا خواہ اور نمک حلال نہیں۔ میں حرام خور نہیں ہوں بلکہ حلال خور ہوں (مسلمان تو جہاد کی مخالفت کی وجہ سے مرزا قادیانی کے مخالف ہیں مگر عیسائی اور آریا وغیرہ کیوں مخالف ہیں؟) حالانکہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا البتہ اپنے کو سوڈان کے بہت سے مہدیوں کی طرح مہدی ضرور بنایا اور یہ خوشخبری خود محمد ﷺ دے گئے ہیں کہ میرے بعد مہدی پیدا ہوگا اور ایسا اور ویسا ہوگا میرا تمام حلیہ مہدی کے حلیے فرمودہ محمد ﷺ سے ملتا ہے اور خود عیسیٰ مسیح بھی انجیل میں کہہ گئے ہیں کہ میرے بعد فارقلیط (تسلی دینے والا) آئے گا۔ مسلمان کہتے ہیں کہ وہ محمد صاحب ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ فارقلیط میں ہوں اور دو فارقلیط ہوں تو کیا برائی ہے عیسیٰ مسیح نے مطلق فارقلیط کے آنے کی پیشینگوئی کی ہے ایک یا دو یا تین دس یا بیس کی قید نہیں لگائی۔

محمد کی امت محمد ﷺ کو فارقلیط کہتے میری امت مجھے فارقلیط کہتے ایک سے دو بھلے دو دو اور چڑھی۔ اور مسلمانوں کی عقلوں پر تو ایسے پتھر پڑے ہیں کہ کوئی مہدی ان کی سمجھ ہی میں نہیں آتا۔ ہر مہدی کو جھوٹا بلکہ دجال قرار دیتے ہیں اس صورت میں تو قیامت تک کوئی مہدی نہ آئے گا۔ بد بخت مسلمانوں کی قسمت میں دجال ہی لکھے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ محمد ﷺ کی پیشینگوئی سچی ہو۔ شیعہ کہتے ہیں کہ ہمارا مہدی آپکا اب چھپا ہوا ہے۔ سنیوں سے شیعہ ہی اچھے۔ انہوں نے ایک مہدی آخر ڈھونڈ تو نکالا۔ میں اپنے دعوے میں اس لئے سچا ہوں کہ نہ صرف مہدی بلکہ مسیح موعود بھی ہوں۔ جتنے مہدی اب تک گزرے وہ سب مہدی ہی تھے۔ مسیح موعود بننے کا کسی کو بھی حوصلہ نہ ہوا۔ یہ میرا ہی جگر ہے کہ میں نے محمد ﷺ کی اس پیشینگوئی کو سچا کر دکھایا کہ لا مہدی الا عیسیٰ اور اگر لندن میں مسٹر کٹ نے اور پیرس میں ڈاکٹر ڈوئی نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ میری ہی تقلید ہے۔

دونوں بالکل جھوٹے ہیں کیونکہ وہ خالی خولی مسیح ہیں نہ کہ مہدی بھی۔ مجھ جیسا جامع صفات مہدی نہ تو اب تک پیدا ہوا نہ آئندہ قیامت تک پیدا ہوگا۔ اس لئے میں نے اپنے لئے خاتم الخلفاء کا لقب تراشا ہے جن کے سر میں آنکھیں ہیں وہ مجھ میں کچھ اور ہی جلوہ دیکھتے ہیں۔ میں نپٹ اندھوں اور پلم دید والوں کو کیا دکھاؤں جنہیں موتے دھار بھی نہیں سمجھتی اور اگر میں نے عیسیٰ مسیح کے کیریکٹر پر حملہ کیا تو یہ بھی کوئی فطری جرم نہیں۔ یہودیوں نے مجھ سے کہیں بڑھ کر حملے کئے ہیں۔ اور ہر مذہب والے دوسرے مذہب کے پیشواؤں پر حملے کر رہے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔

دیکھو آریا اور عیسائی، محمد ﷺ صاحب کی نسبت کیا کہتے ہیں۔ میں نے ہی ایسا کونسا ناقابل معافی جرم کیا ہے۔ پس اے ہزیمتچی ملک معظم ایڈورڈ ہفتم اب تیری عدالتیں بھی مسلمانوں کا منہ کر کے جو جہاد پر تلے بیٹھے ہیں۔ دربارہ اختراع جہاد میری دشمن ہو گئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ میں تعزیر کے اڑ گئے میں دھرا جاؤں اور مکافات کے شکنجے میں کھینچا جاؤں۔ پس ابن اللہ صلی مسیح کے صدقے مجھے دشمنوں کے ظالم بنوں سے بچا۔

تیرے ہاتھ بہت لمبے لمبے ہیں تیرے کان خدائی ٹیلیفون ہیں۔ میری یہ فریاد خود روح القدس تیرے گوش ہوش میں ضرور پہنچا دے گا۔ معلوم نہیں مرزا قادیانی کے پادر ہوا دعاوی پر ایمان لانے والے کیسے بھلے آدی ہیں کہ نہ ان کے سروں میں دماغ ہے نہ دماغ میں عقل ہے آپ اپنے کو نبی بھی بتاتے ہیں اور امتی بھی۔ آنحضرت ﷺ کو بظاہر کامل بتاتے ہیں اور اپنے کو ناقص۔ پھر یہ حماقت تو دیکھئے کہ اپنے کو بروزی بھی قرار دیتے ہیں بھلا کامل کا بروزی ناقص کیونکر ہو سکتا ہے؟ اس صورت میں تو وہ بروزی ہی نہیں رہتا۔ ہاں اس کو شیطان کا برازی کہئے۔ آپ کہتے ہیں ناقص نبی قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ لغوی معنی کے اعتبار سے ہر شخص ناقص نبی یعنی کسی نہ کسی بات کی خردینے والا اور جملہ خبریہ سے تکلم کرنے والا ہے۔ آسمانی باپ نے لے پالک میں کونسے سرخاب کی دم لگائی؟ پھر کیا کسی نبی نے کہا ہے کہ میں ناقص نبی ہوں اور فلاں فلاں کامل نبی ہیں؟ کیا قدرت الہی ناقص ہے کہ دنیا میں ناقص نبی بھیجتی اور ناقص دین پر لوگوں کو ایمان لانے کی تکلیف دیتی اور دنیا میں ناقص دین پھیلاتی ہے؟ دعویٰ تو بظاہر ناقص نبی ہونے کا ہے۔ مگر اپنے کو کامل انبیاء موسیٰ و عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی اکمل بتایا جاتا ہے۔ مطلب یہی ہونا کہ تمام انبیاء ناقص ہیں اور میں کامل ہوں ہذا خلعت۔

اب بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ گردن میں پلاستر لگایا جائے اور آپ کو پاگل خانے بھیجا جائے کیونکہ طرح دنیوی اور خود غرضی انسان کو جنتوں بنا دیتی ہے۔ اور آپ بھی اس میں مجبور ہیں۔ اطمینان فرمائیے کہ مجدد النہ شرقیہ کے عہد و تجدید مہد میں ایسے لغو اور لادلائل دعوے چل نہیں سکتے۔ اب وہ بوند ولایت گئی۔ وحشت لد گئی جہالت گدھے کے سینک کی طرح پزادے میں دفن ہو گئی۔

(ایڈیٹر)

۵ مرزا قادیانی پر فرد قرار داد جرم لگائی گئی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مجدد کی پیشینگوئی نہ کسی خالی گئی ہے نہ انشاء اللہ آئندہ خالی جائے گی۔ بارہا سمجھایا کہ

عدالت سے مقدمات اٹھا لو۔ ضرر رسانی کی پالیسی تہہ کر رکھو۔ دھونس ڈال کر اپنے کو موعود نہ مواء۔ علماء اور مشائخ کو نہ ستاؤ۔ موٹھیں نیچی کر لو۔ اپنے خوف اور بدحواس آسانی باپ (شیطان کے الہامات) کو گدھے کی لات خرافات و اہیات سمجھو۔ وہ لے پالک کی مت مار رہا ہے دھوکے دے رہا ہے مگر مجدد کی ایک بھی نہ سنی۔ شیطان نے کان بھرے کر دئے تھے۔ انجام یہ ہوا کہ مولوی کرم الدین صاحب کے لائبل کے استغاثے پر عدالت نے فرد قرار داد جرم لگا دی۔ اب مرزا قادیانی کی کٹی گم ہے۔

اختلاج قلب ہے۔ ضعف اعضاء ریشہ ہے۔ گپ چپ کے لڈو کھا گئے ہیں۔ نہ کچھ کہتے ہیں نہ سنتے ہیں۔ ہم کو اندیشہ ہے کہ فرد جرم کا سنا تا پیام موت نہ ہو جائے۔ مہدویت و بردویت تو گمنی چولہے میں۔ اب تو لے پالک کی جان ہی کے لالے پڑ رہے ہیں۔ آسانی باپ جداسر پیٹ رہا ہے پوتے جدا بے دانہ و نکا بلبلاتے ایڑیاں رگڑتے پھرتے ہیں۔ سب کو بھوجنوں کے ٹوٹے کا دھڑکا ہے۔ یہ جھس چاں اور لالے تللے پھر کہاں نصیب، کچھ پوتے تو مایوس ہو کر ابھی سے فخر ہو گئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ کیونکہ الہامات مغلوب ہو گئے۔ یعنی فتح کا الہام ہوا اور طلی کھست، کھست کا الہام ہوتا تو فتح جیتی جیتی تو ہم نے کہا تھا کہ آسانی باپ خوف ہو گیا ہے ہذیان بکتا ہے۔ الغرض مہدویت و صحیحیت کی سلامتی یا موت متدارہ لائبل پر منحصر ہے۔ اس کے بعد ہم دکھادیں گے کہ۔

وہ ہوا نہ رہی وہ چمن نہ رہا

نہیں نہیں لے پالک ابھی چند روز اور بھی دنیا کی ہوا کھائے گا۔ مسٹر پکٹ، ڈاکٹر ڈوٹی ابھی زبندہ ہیں جب تک وہ نہ مر لیں لے پالک نہیں مر سکتا۔ اور نہ آسانی باپ لے پالک کو جھوٹا بنا سکتا ہے جس نے یہ کہنے کا الہام کر دیا تھا کہ ڈاکٹر ڈوٹی، مجھ سے سہلہ کرے جو جھوٹا ہو وہ اپنے حریف سے پہلے مر جائے۔ چنانچہ کسی گزشتہ ضمیمے میں مرزا قادیانی کا یہ قول اور اس پر ہماری رائے شائع ہو چکی ہے۔ دیکھ لینا مسٹر پکٹ اور ڈاکٹر ڈوٹی کو مار کر بھی مرزا قادیانی نہ مر میں گے۔ کیا عدالت مظلوم اور مصدوم لے پالک پر مطلق رحم نہ کرے گی۔ کیا جرمانہ لے گی۔ کیا کال کوٹھری میں دکھیل دے گی۔ کیا اس کے کاشننس پر انہم کی طرح رعب کا کچھ بھی اثر نہ ہوگا۔ ہم تو ہرگز یقین نہیں آتا۔ تاہم خوف کی کوئی وجہ نہیں جرمانہ تو مرزا قادیانی ایک لاکھ روپیہ تک داخل کر سکتے ہیں کیونکہ دو لاکھ چیلے ایک ایک روپیہ دیں تو وہ دو لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔

پھر نڈ بھی مختلف چندوں سے بھر پور ہے۔ نئی اور پرانی معقول جائیداد بھی ہے اور

بالفرض کال کوٹھری ہی ہوگی تو کیا۔ یہ تو عیسیٰ مسیح کی سنت ہے۔ آپ چونکہ مثل مسیح ہیں لہذا صلیب نہ ہو تو کم از کم جیل خانہ تو ہو۔ پس مرزا قادیانی کو بڑی خوشی اور شہادت و استقلال سے سزا کو قبول و منظور کرنا چاہئے۔ بشرطیکہ عدالت سزا دے حالانکہ یہ ابھی کسی کو معلوم نہیں اور جب کہ خود لے پالک اور آسمانی باپ دونوں غیا کھا گئے تو دوسروں کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ عدالت کیا کرے گی لے پالک کو ذرا حوصلہ کرنا اور تیل کی دھار دیکھنی چاہئے۔ فرد قرار واد جرم لگ جانے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ عدالت سزا ہی دے دے گی۔ مرزا اور مرزائیوں کو یوں اطمینان کر لینا چاہئے کہ عدالت ہر طرح ضابطہ پری اور جمیل مثل کی پابند ہے تاکہ کوئی ستم یا کمی نہ رہ جائے جس کی وجہ سے مجرم عدالت بالا سے صاف چھوٹ جائے اور سلمنا قید ہی ہوگی۔ تب بھی لے پالک کے گہرے ہیں۔ مرزائیوں کو یہ کہنے کا موقع ملے گا کہ یہ منجانب اللہ ابتلاء تھا بعض انبیاء بھی قید رہ چکے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کیسی کڑیاں جھیلیں پس مرزا قادیانی کسوٹی پر کس کر اور بھی کھرے ہو جائیں گے اور زیادہ قیمت کو کہیں گے۔

حیرت ہے کہ قرار واد جرم کا حکم سنتے ہی مرزا قادیانی کا ایسا پتلا حال کیوں ہو گیا کہ ہر طرح مایوس ہو کر بھی یقین کر بیٹھے کہ سزا ملے گی۔ کیا کوئی تازہ غضبناک الہام ہوا ہے جس نے پچھلے الہاموں کو جو فتح کا آرڈر لائے تھے۔ منسوخ کر دیا ہے کیا کانشنس نے ان کو شرمایا ہے کہ تونے کیا جھک مارا تھا جس کی یہ سزا ملی اور اسی باعث ان کا جی چھوٹ گیا ہے ہمت ہار بیٹھے ہیں کیونکہ مجرم کو نوعیت جرائم پر نظر کر کے اپنا انجام ضرور معلوم ہو جاتا ہے۔

وفا نہ میکنند امید مغفرت بلیاس

نہ زانکہ عفو الہی نسا ز دم مغفور

ہماری رائے میں تو مرزا قادیانی کے حق میں سزا ہی مفید ہے کیونکہ وہ متنبہ ہو کر آئندہ ایسے افعال سے باز رہیں گے اور سزا کا ملنا ہی گویا ان پر رحم ہے ورنہ کیریکٹر پر نظر کر کے ساری عمر قید خانہ ہی میں کٹ جائے گی کیونکہ بزرگان مذاہب پر سب دشمن کرنے سے ان کے دشمن رات دن بڑھتے چلے جائیں گے جس کا انجام سب کو معلوم ہے بشرطیکہ مرزا قادیانی ہماری بات سمجھیں سراسر نفع تو اس میں تھا کہ وہ اقراری مجرم بن جاتے اور عدالت کو زیادہ تکلیف نہ دیتے ہماری رائے میں قید یا جرمانہ کی سزا تو چنداں قابل لحاظ نہیں نہ اس کی پروا۔ البتہ علیہ..... مرزا قادیانی کو تو صرف یہ رونما ہے کہ میرے گوزشتر ہو جانے سے علماء اسلام اور مشائخ تو جدے خوش ہوں گے سکھوں کی مسیح داڑھی کا ایک ایک بال مور کی دم کی طرح جب وہ ناچتا ہے کھل جائے گا۔ آریا

جدے ہی دھوتیوں میں آئندہ ہو جائیں گے اور مہاراج دیا نند سرتی کی جے کے بھجن گائیں گے۔
عیسائی کوٹ پتلون میں پھولے نہ سائیں گے۔

ٹوپیاں اچھالیں گے کہ وہ مسیحیت و مہدویت کا خمیازہ نہیں خمیراٹھ رہا ہے۔ انگریزی
اخبارات پامیز وغیرہ خوش ہو ہو کر یمارک کے لئے جدے قلم اٹھائیں گے کہ آج پنجابی نبی جس
کے خروج کی یورپ و امریکہ میں دھوم تھی اپنی مرزائی امت کا کفارہ ہو گیا۔

فی الحقیقت یہ ایسی جگر گداز باتیں ہیں جس نے مرزا قادیانی کو اختلاج قلب وغیرہ کا
جو کچھ صدمہ ہو سکا ہے لیکن یہ ہم پیشینگوئی کرتے ہیں کہ اصل خیر ہے۔ مستقوری یا قوتیاں اور
چند بے دستری مجوئیں مرزا قادیانی کو ہرگز نہ مرنے دیں گی وہ آج ہی کے لئے معدے میں
ریزردرخت کی طرح جمع ہو رہی تھیں۔ (ایڈیٹر)

۶ ایک ایک حاکم دراصل گورنمنٹ ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

گورنمنٹ ایک شخص مجسم اور اس کے اعضاء آنکھ کان دل و دماغ وغیرہ ماتحت حکام
ہیں جو تمام ملک میں مقرر ہیں۔ ان کا ایک ایک اجلاس حقیقت میں ہوم گورنمنٹ کا اجلاس ہے۔
دیکھ لو اگر کوئی طزم کسی اجلاس کی اہانت کرتا ہے تو اس پر یہ کہہ کر مقدمہ قائم کیا جاتا ہے کہ اس نے
ہنرمیشی ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے اجلاس کی توہین کی۔ اور جس طرح اعلیٰ گورنمنٹ ملک کی کیفیت
اور کروڑوں رعایا کی طبیعت و حیثیت اور عام پولیٹیکل حالت کو زیر نظر رکھتی ہے۔ ماتحت حکام بھی
اپنے فیصلوں میں اس کا لحاظ کرتے ہیں اور کیونکر نہ کریں کہ وہ انتظام اور امن و امان کے قیام
و استحکام کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے پوری کونسل کے اجلاس سے لے کر آئری
مجلسرینوں کے اجلاس تک سب گورنمنٹ کے اجلاس ہیں اور سب اپنے درجے کے موافق اسی
طرح حکم نافذ کرتے ہیں جس طرح گورنمنٹ اور جیسے شعائیں آفتاب سے نکل کر آفتاب ہی کی
جانب رجوع ہوتی اور اس میں چھپ جاتی ہیں۔

تمام فیصلوں اور انتظاموں کی رپورٹ گورنمنٹ میں ہوتی ہے اور گورنمنٹ ان سے
نتیجہ نکال کر اپنا یمارک مشتہر کرتی ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ حکام ماتحت کے تمام فیصلے درحقیقت
گورنمنٹ کے فیصلے ہوتے ہیں اور اگر گورنمنٹ کسی حاکم کا فیصلہ منسوخ کرتی ہے تو وہ گویا اپنے ہی
فیصلہ پر نظر ثانی کرتی ہے۔

اگر کوئی حاکم کسی عادی چور یا ڈاکو یا قاتل یا جلساز کو سزا دیتا ہے یا کسی بد معاش اور

تھا نگدار (رسہ گیر) سے فعل ضامنی لیتا ہے تو اس کی وجہ یہی نہیں ہوتی کہ اس پر جرم ثابت ہے۔ بلکہ یہ امر ملحوظ رکھتی ہے کہ خلق اللہ کو امن ملے گا اور دوسرے بد معاشوں اور ظالموں کو عبرت ہوگی۔ اب خیال کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی کو اگر مولوی کرم الدین کے استغاثہ لائبل پر سزا ملی تو یہ سزا محض اس لئے نہ ہوگی کہ انہوں نے مولوی صاحب کو لٹیم لکھا تھا بلکہ اس قسم کے تمام مجرمانہ افعال پر نظر ہوگی۔ شہادت خود مرزائی کتابوں سے عدالت کے سامنے پیش کی گئی ہے گویا مرزا قادیانی کے ہاتھ کٹ گئے ہیں اور ازمات کہ برماست کی پوری مثل صادق ہوگئی ہے۔ مرزا قادیانی نے تو مسیحیت و بروزیت کی براہی کے نشے میں ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا نہ صرف زندہ علماء اور مشائخ بلکہ گزشتہ انبیاء اور اولیاء پر سب و شتم اور لعنت کا مینہ برساتنا شروع کر دیا اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو تو کہیں کا بھی نہ رکھا جن کو قرآن مجید میں خدائے تعالیٰ اپنا کلمہ اور اپنی روح قرار دیتا ہے۔ وہ اولوالعزم مسیح علیہ السلام جن کی نسبت پیغمبر عرب و عجم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو بچہ شکم مادر سے زمین پر آتا ہے اس کو شیطان چھوتا ہے مگر عیسیٰ اور اس کی ماں مریم علیہما السلام کو شیطان نے نہیں چھوا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ! اس سے بڑھ کر عیسیٰ مسیح کی عظمت اور عصمت کا اور کیا ثبوت ہوگا؟ مگر معلوم نہیں مرزانے باوصف دعویٰ مسلمانانہ اپنا کیسا پتھر کا کر لیا اور اپنے کانشنس کو کیسا مسخ کر دیا کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو ایک مہذب انسان کے درجے سے بھی گرا دیا۔ وہ عیسیٰ مسیح جن کی پرستش تمام یورپ کرتا ہے اور خود برٹش گورنمنٹ بھی اس کو اپنا نجات دہندہ یقین کرتی ہے۔ کس قدر خیرگی اور نمک حرامی ہے کہ گورنمنٹ کے اسی نجات دہندہ اور خدا کو بے ساختہ گالیاں دی جائیں جس کی کروڑوں رعایا مسیحی ہے اور گورنمنٹ نے جو آزادی ازراہ شفقت ماوری عطا فرمائی اسی آزادی کے تیروں سے گورنمنٹ کا کلیجا چھیدا جائے۔ اور قانون سڈیشن کو پشت ڈال کر گورنمنٹ کی وفادار رعایا میں ناراضی پھیلانی جائے۔

کس تیر ستم کا ہے نشانہ انصاف سے دیکھنا میرا دل

مرزا قادیانی کی جو تحریریں اور جو دعوے شائع ہوئے کیا وہ گورنمنٹ کی نظر سے نہیں گزرے کیا انگریزی اخباروں نے ان پر خوفناک ریمارک نہیں کئے مگر مرزا قادیانی متاثر نہ ہوئے پھر گورنمنٹ میں لگا تار دھواں دھار میوریل بیجے کہ میرے ساتھ دولاکھ و ائیس ہزار ہیں۔ میں بڑا صاحب وقت و سطوت ہوں یہ گویا گورنمنٹ پر در پردہ دھمکی تھی۔ شامت جب آتی ہے تو ایسی ہی سوجھتی ہے مگر جس طرح خدائے حقیقی کی لاشی میں آواز نہیں اسی طرح گورنمنٹ مجازی کی لاشی میں بھی آواز نہیں بالآخر مرزا قادیانی نے جو دام اوروں کے پھانسنے کو تیار کیا تھا۔ آپ ہی اس میں

پھنس گئے۔ مرزا قادیانی کے ساتھ دولاکھ والٹیمبروں کے ہونے کا اعلان بلائے جان ہو گیا۔ اگرچہ نہ تھی فوج کی بھیڑ بھاڑ کیا پدی کیا پدی کا شور باہے لیکن پولیٹیکل نظر سے دیکھنے والے اس کو خوفناک سمجھتے ہیں کیونکہ مذہبی محکمہ بالآخر پولیٹیکل محکمہ ہو جاتے ہیں۔ آخر سوڈان میں مہدیوں نے کیا کیا اور اب صومالی ملّا کیا کر رہا ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے آگھ اٹھا کر دنیا کا نظارہ نہ کیا اور وہ دعوے کئے کہ آج تک کسی مہدی نے نہیں کئے۔

ہم مرزا قادیانی کے ہرگز دشمن نہیں ہیں۔ ہم ان کے بھلے کو سال بھر سے برابر فہمائش کر رہے ہیں کہ آپ کے حق میں یہ دعوے مضر ہیں اور ان کا انجام بہت برا ہے اور اب بھی ہم چاہتے ہیں کہ سارے دعوے واپس لیں اور سیدھے سادھے سچے مسلمان بن جائیں۔ اور آفات سے محفوظ رہیں۔

(ایڈیٹر)

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم اپریل کے شمارہ نمبر ۱۳ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی کے گلے میں استروں کی مالا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مرزا قادیانی پر فوجی جرم۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مسلسل فوجداری مقدمات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزائیت سے توبہ۔	مولانا ظلیل الرحمن انبالوی!
.....۵	اصلاح تمدن اور قرآن مجید۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مرزا قادیانی کے گلے میں استروں کی مالا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے مہدی اور مسیح بن کر سادہ لوحوں کو موٹھ ناتو شروع کر دیا مگر یہ خبر نہ رہی کہ یہ دعویٰ ان کے گلے میں استروں کی مالا ہو جائے گا۔ آزادی کا زمانہ ہے مذاہب آزاد ہیں میں آزاد ہوں جو چاہوں کروں جسے چاہوں گالیاں دوں۔ اہل مذاہب میں اشتعال پیدا کروں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یہ خبر نہیں کہ مرمومہ آزادی کا بال بال قانون تعزیر میں جکڑا ہوا ہے جب تک کوئی رعایا ایک گورنمنٹ کی حکومت ہے ہرگز آزاد نہیں ہو سکتی گورنمنٹ نے جب دیکھا کہ پریس کی آزادی

رعایا کو گریز پانا دے گی تو خاموش سدیش کی ایک بیڑی اور بڑھاوی۔

قدم رکھنا سنبھل کر محفل رندان میں اے زاہد

یہاں ساغر چھلکتا ہے یہاں گچڑی اچھلتی ہے

اگر مرزا قادیانی بروز نی اور موعود مسیح تھے تو صرف اپنے دعوے پر دلائل قائم کرتے اور سچے رفار مردوں کی طرح دشمنوں کو بھی علم اور وقار سے دوست بنا کر مخر کرتے۔ بھلا کسی آسانی کتاب یا صحیفے میں دکھائیں تو سہی کہ ایک نبی نے دوسرے نبی کو برا کہا ہے؟ کلام مجید نے تو انبیاء میں کوئی ماہبہ الا امتیاز نہیں رکھا اور تمام انبیاء کو مساوی درجہ عطا فرمایا۔ بلکہ بت پرستوں کی نسبت بھی حکم دیا کہ ان کو برا نہ کہو۔ سبحان اللہ کیا تہذیب و متانت اور سلامت روی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی نسبت جناب باری نے فرمایا ”انک لعلىٰ خلق عظیم“ اور خود آنحضرت نے اسی بناء پر فرمایا ”بعثت لا تمم مکارم الاخلاق“ کیا خلق عظیم اور مکارم اخلاق یہ اجازت دیں گے کہ مخلوق کا دل دکھاؤ ان کے بزرگوں اور معبودوں کو برا کہہ کر اشتعال دلاؤ۔ مرزا قادیانی نے تو اس خشونت اور تعصب سے کام لیا ہے اور اپنے طرز کلام میں جس کو وہ الہام بتاتے ہیں بد کوئی کا وہ ہنجا را اختیار کیا کہ ایک شخص کو بھی اس کو عار سمجھے گا۔ پھر بھی آپ برگزیدہ نبی اور مامور من اللہ ہیں۔

کسی مذہب کو برا کہنے سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قائل کے دل میں اس کی جانب سے سخت عداوت اور نفرت بھری ہوئی ہے۔ اور اگر اس کا قابو چلے تو جدال و قتال سے ہرگز باز نہ رہے۔ مسیح علیہ السلام کو جو گالیاں دی گئیں تو تمام مسیحیوں نے جن میں گورنمنٹ بھی شامل ہے بھینٹا بھی نتیجہ نکالا ہے کہ مرزا ہمارے مذہب سے سخت برا فر دختہ ہے اور بس چلے تو عام طور پر جہاد کرے اور سب کو تہ تیغ کر ڈالے اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے پاس دو لاکھ قلمی و المنیر ہیں وہ تو جہاد اور جدال و قتال کا پورا سالہ رکھتا ہے اور ایسے شخص کا وجود بہت خوفناک ہے۔ مذہب ہی خصوصت و منافرت نے دنیا میں کیا کیا خون خرابے نہیں کئے؟

یورپ جو آج کل اعلیٰ درجے کی تہذیب پر پہنچا ہوا ہے تو تاریخ میں دیکھ جاؤ کہ ایک ہی مذہب کی شاخیں آپس میں رگڑ کھا کر درخت چنار کی طرح کیسی مشتعل ہوئیں کہ سارا بن جلا دیا اور گیلی سوکی ایک بھاء جلنے لگی۔ نہ صرف انبیاء بلکہ تمام مذہب پر سب و لعن کرنے سے کیا مرزا قادیانی کا بھی مقصد نہیں کہ میں سب سے بہتر ہوں۔ فلاں مذہب میں یہ عیب اور فلاں نبی اور رفار میں یہ نقص ہے۔ اصلی مہدی اور مسیح اور اصلی نبی میں ہوں۔ میرے سوا سب جھوٹے اور

جملی اور کم از کم ناقص تو ضرور تھے۔ میرا نیا احمدی (مرزائی) مذہب بھی سب مذاہب سے اچھا ہے۔ اس لئے اعلان عام ہے کہ کوئی احمدی کسی مسلمان کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔

یہ تصب خشونت، عداوت اور مذہبی نفرت نہیں تو کیا ہے۔ خدائے تعالیٰ تو قرآن میں یہ حکم دے کہ ”واركعوا مع الراكعين“ یعنی نماز پڑھنے والوں کے پیچھے نماز پڑھو۔ یہ عام حکم ہے کسی فرقہ کی تخصیص نہیں اور اسی بناء پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”صلوا خلف كل بدو فاجر“ اور مرزا قادیانی اپنی محدثہ جماعت کو یہ حکم دیں کہ ڈیڑھ اینٹ کی جدی چنوا اور ڈھائی چاول قادیانی دیک وانی میں جدی ہی گلاؤ۔ بظاہر جہاد کا انکار اور صلح کاری کا اعلان۔ لیکن کسر صلیب اور قتل خنازیر کا دعویٰ، اور پادری لوگ دجال، مرزا قادیانی کی کس کس ناعاقبت اندیشی کو رد کیا جائے۔ آپ اپنی الہامی کتاب (ازلہ اوہام حاشیہ ص ۹۸، ۹۷، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹) میں لکھتے ہیں کہ: ”کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر ایک چھت کے قریب۔ جو شخص زمین پر بیٹھا ہے میں نے اس کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے مگر وہ چپ رہا۔ جب میں نے دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا اور اس کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ بولا ایک لاکھ فوج نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔ جب میں نے دل میں کہا کہ پانچ ہزار توھوڑے ہیں لیکن اگر خدا چاہے تو توھوڑے ہی بہتوں پر فتح پاسکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی ”کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله“

مرزا قادیانی اپنے مذکورہ بالا کشف کی لاکھ تاویل کریں مگر ان کے مخالفین المعنی فی بطن الشاعر کو ہرگز نہ سمجھیں گے اور ظاہری معنی مراد لیں گے کہ آپ مذاہب غیر پر جہاد کرنے کو ایک لاکھ فوج چاہتے ہیں اور اس سے آپ کی نیت ظاہر ہے یہ چند سال قبل کا واقعہ ہے۔ پچھلے سال تو مرزا قادیانی نے اپنی فوج دو لاکھ کے قریب بتائی ہے اور ایک سال میں اس نے اٹھ سے بچے بھی نڈی دل کی طرح ضرور دیتے ہوں گے۔ جس سے چار لاکھ و التیمیر ہو گئے ہوں گے۔ اب کیا تھا سنیان بھنے کو تو ال جس کے چار بھائی اتار لین پگڑی اور جھین لیس رضائی۔ ہر محکم دلائل سے متواتر ثابت کر چکے ہیں کہ مذہب اسلام میں ویسا ہی جہاد ہے جیسا یورپ میں ہے اور آج کل چین و جاپان کے مابین ہو رہا ہے اور اکثر ہوتا ہے اور ہو چکا ہے مگر اسلام میں حاکم وقت پر جہاد (بغوات) کرنا ممنوع ہے اور نہ مسلمانوں میں اب جہاد کا خیال ہے وہ تو جہاد کو بالکل بھول گئے

ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے قتلِ خنازیر اور کسرِ صلیب کا اپنی نسبت اعلان دیکر برخلاف تمام مسلمانوں کے ثابت کر دیا ہے کہ مجھ میں جہاد کا مادہ ہے۔ بلکہ میں جہاد کرنے پر مستعد ہوں اور جب مقدس پادریوں کو جو گورنمنٹ کے پیشوا ہیں دجال قرار دیا ہے تو گورنمنٹ ضرور ہوشیار ہوگی اور اس کو یہ خیال ہوا ہوگا کہ اگر اب ہندوستان میں جہاد ہوا تو مرزا قادیانی کی بدولت ہوگا۔

پس گھڑی کی چوتھائی میں اس کا قلع قمع ہونا چاہئے۔ چنانچہ غالباً اب اس کا وقت آ گیا اور یہ وقت مرزا قادیانی نے مولوی کرم الدین پر نالش کر کے خود پیدا کیا اور اپنی راہ میں کانٹے بوئے۔ واضح ہو کہ قادیان ضلع گورداسپور میں واقع ہے اور مرزا قادیانی کی بدولت چند مرتبہ جھگڑے ہو کر عدالت تک نوبت پہنچ چکی ہے مگر حصل نہ آئی۔ اب گورداسپور کے حکام کو خوف ہوا ہوگا کہ مرزا قادیانی کے کارن ضرور کبھی نہ کبھی کوئی بڑا بھاری فساد ہوگا جس سے امن میں خلل آجائے گا اور پھر گورنمنٹ میں ہماری بدنامی ہوگی اگر یہ کشتن روز اول پر عمل نہ کیا اور خاردار زہریلے درخت کی شاخیں بڑھنے دیں اور حکام گورداسپور کا خیال ہے بھی بجا۔

جب مرزا قادیانی علی الاعلان نہایت سختی کے ساتھ تمام مذاہب کو اشتعال دلا رہے ہیں تو وہ بظاہر جہاد کے مخالف ہیں مگر عملاً جہاد کرنے پر ہر وقت مستعد ہیں پس عدالت کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کوئی سنگین واقعہ پیش آجائے اور کوئی بھاری جھگڑا کھڑا ہو جائے جس کے فرو یا فیصل کرنے میں عدالت کو تکلیف ہو لہذا اس کا حفظ مانقذم ضروری سمجھا۔ ہم لکھ چکے ہیں اور پھر لکھتے ہیں کہ قبل از فیصلہ عدالت الہامات فتح کا شائع کرنا بے نظیر فراموشی حماقت ہوئی ہے۔ گویا عدالت کو اشتعال دلایا ہے۔ آسانی باپ اگر چند روز اپنے پوپلے منہ میں جو حرف بے تشدید کی طرح دانتوں سے خالی ہے۔ کھٹکیاں بھر کر بیشار جتا اور اگر وہ ہذیان میں خاموش نہ رہ سکتا تھا تو لے پالک ہی چند بے دستری معجون کی طرح پیٹ میں بچالیتا اور اس کی سرسراہٹ بھی نہ ہونے دیتا تو کیا مشکل تھی مگر افسوس۔

نہالے راکہ ہرور دیم آخر نخل ملقم شد

۲ مرزا قادیانی پر فرد جرم

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اخبار زمیندار لاہور بحوالہ روزانہ پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۳ء کو بمقصد

لائبل جو مولوی کرم الدین صاحب ساکن ضلع جہلم نے برخلاف مرزا قادیانی اور ان کے مرید حکیم فضل الدین پر گورداسپور میں بعد ازلت رائے چند دلال صاحب دائر کیا تھا۔ اس میں دونوں پر فرد قرار دادم لگ گئی۔ مرزا قادیانی جواب کے لئے ۳ مارچ کو طلب ہوئے اور فضل دین صاحب کا

جواب لیا گیا۔ نقل فردرارد جرم حسب ذیل ہے میں چند دلال مجسٹریٹ اس تحریر کی رو سے تم مرزا غلام احمد ملزم پر حسب تفصیل ذیل الزام قائم کرتا ہوں کہ تم نے کتاب مواہب الرحمن تصنیف کر کے شائع کی جس میں (ص ۱۲۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۵۰) میں مستغیث کی نسبت الفاظ، لئیم، بہتان عظیم اور کذاب استعمال کئے جو اس کی توہین کرتے ہیں اور تم نے ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء کو یا اس کے قریب ضلع جہلم میں شائع کی لہذا تم اس جرم کے مرتکب ہوئے جس کی سزا مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲ تعزیرات ہند میں مقرر ہے اور جو میری سماعت کے لائق ہے۔ اور میں اس تحریر کے ذریعے حکم دیتا ہوں کہ تمہاری تجویز بنا بر الزام مذکور عدالت موصوفہ کے رو برو عمل میں آئی۔“

ایڈیٹر..... عدالت کا عندیہ تو کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا کیا فیصلہ دے گی مگر پبلک بھی کہے گی کہ الفاظ لئیم، بہتان عظیم، کذاب درحقیقت گالیاں ہیں نہ کہ قادیان کی مستحوری سہالیاں، ہاں اگر آسمانی باپ اپنے لے پالک پر الہام کر دیئے کہ یوں ڈینیس کرو اور مذکور بالا الفاظ کو توہین اور ہتک نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی مدح فلاں فلاں دلیل سے ثابت کر دو تو مضائقہ نہیں۔ پس ہم منتظر ہیں کہ ڈینیس کے لئے کیا الہام ہوتا ہے اگرچہ معافی مانگنے کی حرکت الہامی فتح کے ناموس کے بظاہر خلاف ہوگی اور اس سے مسیحیت و موعودیت پر مرزا اور مرزائیوں کے نزدیک حرف آئے گا لیکن موجودہ حالت میں اس سے چارہ نہیں۔“ الضرورات تبیح المحظورات“ اول تو مولوی کرم الدین صاحب اپنی دریا دلی سے ضرور معافی دیں گے اور معافی نہ بھی دی تو عدالت میں معافی مانگنے سے جرم کی سنگینی میں ضرور تخفٹ آجائے گی کیونکہ جب مدعی باوصف معافی مانگنے کے ملزم کو معافی نہیں دیتا تو عدالت حسب اقتضاء حالت ضرور رحم کرتی ہے۔ امید کہ مرزائی پارٹی ہماری اس خیر خواہانہ رائے پر غور کرے گی۔ اور اگر مرزا قادیانی اپنے تمام دعوے واپس لے لیں تو ہم ذمہ کرتے ہیں کہ مولوی کرم الدین صاحب قطعی معافی منظور فرمائیں گے۔ (ایڈیٹر)

۳ مسلسل فوجداری مقدمات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

عدالت فوجداری میں خون لگا کر جانا اور سادے کاغذ پر استفسار دھردھا لکنا آسان ہے مگر انجام پر نظر کرنا کہ اس سچ کے بونے سے کیسی کیسی شاخیں نکلیں گی اور وہ شاخیں کہاں تک پہنچیں گی۔ عاقبت بینوں کا کام ہے۔ اگر الزام ثابت ہو گیا تو مدعی، ملزم کو سزا دلوانے کے بعد اپنا خرچہ جانہ چاہے گا۔ دیوانی میں جائے گا اور نہ صرف مدعا علیہ بلکہ مدعی کے پیچھے بھی بیروی کا جھاڑ لگ جائے گا اور اگر مقدمہ عدم ثبوت میں خارج ہو گیا تو مدعی پر دفعہ ۲۱۱ء کا مدہ ہوگی اور بسا اوقات گواہوں پر دفعہ

۱۹۳ اور اگر خلاف یہانی میں کوئی گواہ دھرا گیا تو کیا ہی کہتے ہیں۔ الفرض عدالت میں جانے اور اس کے مصائب جھیلنے کو بڑا کھینچا چاہئے۔ ایک سرو ہزار سووا کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ پھر ملزم کی طرف سے بالا عدالتوں میں اپیلوں کا سلسلہ اور در صورت ناکامی مدعی کی جانب سے گمراہیاں ہوتی ہیں۔ کیا یہ کہ کھپ کھپ چرن ناک میں تیر ڈالنے اور روپیہ برباد ہونے کے لئے کچھ کم ہیں۔

اب خیال کرنا چاہئے کہ مولوی کرم الدین صاحب نے جو فریب کا دعویٰ کیا تھا کامل ۱۴ ماہ تک مقدمے کا غیر الحجازی اور طرفین کو تکلیفیں اور زیر باریاں ہوئیں، جہلم اور گورداسپور میں مارے مارے پھرے اور زیادہ تکلیف مولوی کرم الدین صاحب کو ہوئی کہ انہوں نے صرف اپنی ذات سے مصارف کی زیر باری اٹھائی۔ مرزا قادیانی کے پاس تو محنت کا روپیہ تھا کیونکہ ان کے مرید بڑے بڑے مالدار اور لکھ پتی سیٹھ سا ہو کار ہیں۔ معقول نقد ہر وقت جمع رہتا ہے پانی کی طرح جس قدر روپیہ بھائیں کم ہیں تو کیا اب مولوی کرم الدین اپنا ہر جان نہ چاہیں گے اور اب اگر ان کا دعویٰ لائبل ثبوت کو پہنچ گیا تو کیا وہ ڈیل حرجانہ وصول کرنے کے مستحق نہ ہوں گے اور پھر غیر ممکن ہے کہ مرزا قادیانی خاموش ہو رہیں اور اقبل نہ کریں اور وکیلوں میر سٹروں کے کھرے نہ ہوں کیونکہ وہ تو ایسی ہی سونے کی چڑیا کے ہنھر رہتے ہیں۔ الفرض ابھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ طرفین سے کہاں تک ٹوہنت پہنچیں گی اور کہاں تک مقدمات کا شیرہ بے گاہ۔

آسمانی باپ نے الہام تو کر دیا کہ مقدمہ دائر کر دو مگر یہ نہ سمجھایا کہ لے پا لگ کس حد تک اس کھکھیر کا تحمل ہوگا اور باوصف مہدی اور مسیح بننے کی اس کو کہاں کہاں جانا اور کہاں کہاں کی ہوا کھانا ہوگا اور مسیحیت و مہدویت کی بھی ساتھ ہی غیر منانی پڑے گی یا نہیں۔ وہ بھی کیسی بری گھڑی تھی جب مرزا قادیانی پر مقدمات کے دائر کرنے کا الہام ہوا تھا۔ وہ ادبار کا ایک حشر اکم ابر تھا جو چار طرف سے اندھیری ڈال کر آیا تھا جس میں شکست کی چکا چوند لگانے والی بجلیاں چمک رہی تھیں اور ڈلت کی ہولناک رعد گرج رہی تھی۔ ”فیہ ظلمت و رعد و برق یجعلون اصابعہم فی آذانہم من الصواعق حذر العوت الآیہ“ مگر مرزائی پارٹی نے منادی غیب کی یہ منادی اور ”صم صم صم عنہم فہم لا یرجعون“ کی صداق بن گئی۔ غرور کا نقد و ماغوں میں سایا تھا کچے گھڑے کی چڑھی تھی کہ ہمارا کوئی کیا کر سکتا ہے۔ دو لاکھ کی جمعیت، ہزارانہ معمور، متمول مریدوں کی جھنڈیں بھر پور، قانونی مشیروں کا دماغ فلک پر کہ ہم ابھی ابھی مخالفوں کو نچاؤ دکھا دیں گے۔ ان سے جیل خانے بھر دیں گے تاوان اور جرمانوں کی بھرمار سے سب کا پلٹتھن نکال دیں گے۔ ایک ایک مرزائی آسمان پر ٹھکل لگا رہا تھا کہ اب حضرت اقدس کی صداقت کے آفتاب

نصف النہار سے بھی زیادہ روشن ہونے کا زمانہ آگیا لیکن قدرت الہی کا کھ اور علی کہہ رہی تھی ہالا خر بڑے بول کا سر نیچا ہوا اور ابھی کیا ہے ذرا دیکھتے تو جانیے کیا کیا ہوتا ہے۔ اس خود سری اور خدائی دعویٰ کا کوئی ٹھکانہ بھی ہے کہ اپنی فتح یابی ڈنگے کی چوٹ مشتہر کر دی اور نہ صرف ایک، بلکہ متواتر صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی کو فتح کا کامل و قوی ہو گیا تھا اور تمام مرزائی امت نے اپنے نبی کے الہامات امتنا و صدقا کہہ کر مان لیے تھے۔

مگر اپنے خوارق اور اعمال نامے پر نہ مرزا قادیانی کی نظر تھی نہ مرزائی پارٹی کی۔ اب عدالت میں وہ اعمال نامے پیش ہوئے تو تڑکا ہو گیا۔ اور آنکھیں کھل گئیں کہ کس شمار نخواست میں مہیوت تھے۔ مرزا قادیانی سمجھے کہ میں گورنمنٹ کے سر پر تو پوچھا پھیر ہی رہا ہوں کہ جہاد کا مخالف ہوں اور میرا مشن اسی لئے ہے۔ پس جس طرح چاہو خلق اللہ کی دل آزاری کرو اور انبیاء اور اولیاء اور تمام پیشوا ہان مذہب کو گالیاں دو گورنمنٹ میری حامی ہوگی۔ میں نے اسی کے منہ کو خوشامد کی رشوت کی چاٹ لگا دی ہے۔ پس وہ مثل مشہور جس کا کھائیے اس کا گائیے پر عمل کرے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ مطیع اور خود غرضی اور حسب جاہ انسان کو حماقت اور ناعاقبت اندیشی کا پتلا بنا دیتی ہے۔ گورنمنٹ جو ۳۰ کروڑ انسانوں پر حکومت کر رہی ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی دانائی (حماقت) سے اسے نادان سمجھا اور اقتناع جہاد کا اعلان ہی بلائے جان ہو گیا۔ گورنمنٹ سمجھ گئی کہ مرزا باظانف الخلیل اپنے کو جہاد کا مخالف بتاتا ہے اور جب اس کی جمعیت دو لاکھ سے بڑھ کر دس پانچ لاکھ ہو جائے گی تو دوسرے مہدیوں کی طرح خود جہاد کرے گا پس مرزا قادیانی مجرم ہے۔

(ایڈیٹر)

۴ مرزائیت سے توبہ

از جانب مولوی قاری ظلیل الرحمن اعلیٰ سند یافتہ

محمد ولعت کے بعد تمام اہل اسلام کو بشارت تازہ کہ آج بدھ کے روز مغرب کے وقت بتاریخ ۱۳ مارچ ۱۳۱۳ھ ایک عام مجمع کے سامنے تین آدمی جو مرزائی عقیدہ رکھتے تھے میر سے ہاتھ پر توپ کر کے زمرہ مسلمانان میں شامل اور گردہ موٹین میں داخل ہوئے اور توبہ کے وقت مولوی اکبر حسین صاحب لدھیانوی بھی موجود تھے۔ چنانچہ ان کی شہادت بھی اس پر درج ہے۔ مجھے امید کامل ہے کہ اور مرزائی بھی اس اشتہار کو دیکھ کر اپنے باطل عقیدوں سے توبہ کر کے مسلمان بن جائیں گے۔ خداوند کریم ان کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور خدا اور تصب کو ان کے دل سے نکال دے۔ آمین! خدا کا شکر ہے کہ سچے باغ کی تینوں مسجدوں بلکہ تمام شہر کے رانیوں نے اتفاق

کر لیا ہے کہ یہ اور چند مرزائی جب تک توبہ نہ کریں گے ہم ان کو کسی تقریب میں شریک نہ کریں گے۔ ان تینوں آدمیوں کے نام جنہوں نے توبہ کی یہ ہیں۔

العبد اللہ بندہ ولد قاضل
العبد غلام نبی ولد اللہ بندہ
العبد جانی ولد اللہ بندہ

گواہ شد
گواہ شد
غشی عبدالغنی (چودھری شہر)
چودھری تحسن ثالیہ ساکن انبالہ شہر
از جانب مولوی اکبر حسین لدھیانوی غشی نقشبندی

خدا کا شکر ہے کہ آج بتاریخ ۱۳ رزی المرجع مطابق ۲ مارچ ۱۹۰۳ء کو روہرہ و ایک مجمع کثیر مومنین کے اپنے عقائد فاسدہ مرزا قادیانی سے مسمی اللہ بندہ ولد قاضل قوم ارائیں بدست حضرت مولانا مولوی حافظ محمد خلیل الرحمن امام مسجد پختہ باغ نقشبندی مجددی توکلی ہمراہ اپنے دونوں فرزندوں جانی و غلام نبی کے نائب ہو کر داخل گردہ اہل اسلام ہوا، اور عقائد مرزائیوں سے بیزار ہو کر سچے دل سے توبہ کر کے شامل زمرہ مسلمانان ہوا۔ وہ مقرر ہے کہ میں آئندہ مرزائیوں کے ساتھ میل جول اللہ کے واسطے ترک کرتا ہوں۔ میں خدا سے توفیق چاہتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت کے زمرہ میں میرا خاتمہ ہو اور جب تک زندہ رہوں دین محمدی پر قائم ہوں۔ خداوند کریم اور مرزائیوں کو بھی یہی توفیق دے کہ وہ بھی نائب ہو کر مسلمانوں میں شامل ہو جائیں۔ آمین ثم آمین۔ سند کے واسطے ان کے انگوٹھے دہر بھی لگوا دیئے ہیں۔

گواہ شد

نیاز آگین اکبر حسین غوثی نقشبندی لدھیانوی غشی عنہ

المشتمر جمدار چودھری رحمت اللہ و دیگر ایمان انبالہ شہر محلہ پکا باغ۔

ایڈیٹر..... ہم لکھ چکے ہیں کہ مسیحیت و مہدویت کا بالکل مدار مقدمات پر ہے۔ اب یکے بعد دیگرے رخصت ہوئی جاتی ہے۔ مرزائیوں کے نفرو ہونے کا پکا لگ گیا ہے۔ اب چند روز میں ٹاپا بالکل خالی ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

۵ اصلاح تمدن اور قرآن مجید کی تعلیم

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

نہ صرف ہمارا شہری صحیفہ عصر جدید بلکہ ہر ایک اسلام اور قرآن اسلام کے سچے فدائی کا اس پر ایمان ہے کہ تمام دینی اور دنیوی امور کی ہدایت و اصلاح بہتری و فلاح قرآن مجید ہی کے

ذریعے سے ممکن ہے در نہ ندین ہے نہ دنیا ہے ہر طرح خسارہ ہی خسارہ ہے۔

عصر جدید نے لکھا تھا کہ مسلمانوں کی تعلیم اگر سچے طریقے سے ہو اور اوہام پرستی اور رسم پرستی اور باطل عقائد ازمذہ کی روشنی میں اس کو (قرآن کو) دیکھا جائے تو وہ بھی بجائے ایک جبل متین ہونے کے ایک مجموعہ الفاظ ہو جاتا ہے۔ جس کو ربوبی کی طرح ہر شخص اپنی طرف کھینچ کر اپنے خام اور غلط اور پزمرہ خیال کو تمدن کی تصویر بنا لیتا ہے۔ پس قرآن شریف کا مطالعہ عقل و علم کے نور سے ہونا چاہئے۔

بہت معقول ریمارک ہے مگر الحکم اس سے انکار کرتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ قرآن مجید کا مطالعہ عقل و علم کے نور سے کیا جائے۔ اس کے نزدیک گویا قرآن مجید خلاف عقل و علم ہے اور قرآن کو عقل و علم سے کوئی واسطہ نہیں۔ ”نعوذ باللہ من هذه السخافة والبلادة والكفر والطغيان والبهتان والهديان“

قرآن مجید تو اپنے کو برہان مبین بتائے اور الحکم (قادیان) اس کو خلاف عقل قرار دے۔ الحکم کو یقیناً برہان کے لغوی معنی بھی معلوم نہیں۔ ہم سے سنو! برہان کے معنی دلیل روشن اور حجت قاطع کے ہیں کیا دلیل روشن اور حجت قاطع خلاف علم و عقل ہوتی ہے؟ دلیل روشن یعنی آفتاب کی طرح روشن جس کا کوئی ذی عقل اور ذی حس اور ذی بصیر انکار نہیں کر سکتا۔ حجت قاطع یعنی منکر مستدل کے ہر ایک دعوے اور دلیل کے کاٹنے والی پس ایسی شے کو وہی لوگ خلاف عقل کہیں گے جو مادر زاد اندھے ہیں اور دنیوی خود غرضی اور طبع نفسی کا جالانہ کی آنکھوں پر آ گیا ہے جو بے عقل سادہ لوحوں کو قرآن سے پھیر کر اپنی مروزیت (استدراج یا تاسخ) پر لارہے ہیں۔ اور قرآن کی غلط تاویلیں کر کے مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

استدراج اور تاسخ تو خلاف عقل نہیں نہ محتجی بن جانا خلاف عقل ہے۔ مگر قرآن معاذ اللہ خلاف عقل ہے۔ اندھوں پر فریب کا سمر یزم ڈالا جاتا ہے کہ جو کچھ میں کہوں وہ مانو۔ قرآن بھی میری عقل کا تابع ہے۔ اگر قرآن کو خلاف عقل نہ متائیں تو لچر اور پوج دعوے کیوکر چل سکیں؟ حج کو جانا خلاف عقل یعنی اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ ہاں قادیان کا طواف اور حج مطابق عقل ہے۔ زکوٰۃ وغیرہ کا ایک پیسہ کہیں نہ دو سب قادیان میں جمویک دو تا کہ زعفرانی حلوؤں اور مستقوری مجونوں میں کام آئے۔ جائیدادیں خریدی جائیں۔ مرزائینوں کے لئے زیور مرصح بجاہر تیار ہوں جو عین عقل ہے؟ مسیح علیہ السلام کا زندہ رہنا جو قرآن سے ثابت ہے خلاف عقل ہے مگر اس کا دوبارہ دنیا میں ایک چینی مغل کے قالب میں حلول کر جانا خلاف عقل نہیں۔

حدیثوں میں مہدی و مسیح کے آنے کی پیشینگوئی مطابق عقل ہے بہت سے دجال (مہدیان کذاب) اب تک آچکے اور یہ پیشینگوئی بڑے ڈھڑلے کے ساتھ واقع اور پوری ہو چکی مگر دجالوں کا آنا پھر بھی خلاف عقل ہے۔ مرزائی الہام ”جبری اللہ فی حلال الانبیاء“ (تذکرہ ص ۹، بیع سوم) یعنی شخص واحد کالاکھوں انبیاء کے حلوں (قالیوں) میں آنا خلاف عقل نہیں مگر انبیاء کا محصور ہونا خصوصاً عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا۔ جن کو قرآن کلمۃ اللہ اور روح اللہ قرار دیتا ہے خلاف عقل ہے۔

ایڈیٹر الحکم نے اپنی راک مالا کا تان اس پر توڑا ہے کہ علم اور عقل کی روشنی مسیح موعود (مرزا) کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن جو اپنے کو نور و کتاب مبین کہتا ہے یہ غلط ہے وہ تو بالکل تاریک ہے۔ مرزا قادیانی ہی اس پر اپنے علم و عقل کی روشنی ڈالیں تو قرآن نور بن سکتا ہے۔ بس جناب معلوم شد تانت باجی اور راک بوجھا۔ مرزا قادیانی میراثی طور پر بھی راک مالا اپنے ساتھ لائے ہیں۔

عدالت پر الزام

الحکم مطبوعہ ۷۷ مارچ میں لکھا ہے کہ جب مرزا قادیانی کی طرف سے عدالت کا ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پیش کیا گیا تو عدالت نے حکم دیا کہ ڈاکٹر صاحب شہادت کے لئے پیش ہوں اس پر ہر چند عذر کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی عدالت کا جب سرٹیفکیٹ پیش ہوا تو عدالت نے ان کے ڈاکٹر کو شہادت کے لئے کیوں طلب نہ کیا مگر یہ عذر مسوع نہ ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ پیر مہر علی شاہ صاحب گواہ تھے اور مرزا قادیانی ملزم ہیں ملزم اور گواہ کی حیثیت میں بڑا فرق ہے۔

دوم..... پیر صاحب ممدوح ایک گوشہ نشین درویش ہیں مہدی بن کر مختلف مذاہب میں لیمانگ پیدا کرنے والے نہیں ہیں۔ نہ کسی مذہب کی دل آزاری کرتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی حالت ظاہر ہے۔ پس مرزا قادیانی کی عدالت کا اعتبار نہ ہوا اور پیر صاحب کی عدالت کا ان کی حیثیت اور چال چلن کے موافق اعتبار ہوا۔

(ایڈیٹر)

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶، ۱۷، ۱۸ اپریل کے شمارہ نمبر ۱۲، ۱۳، ۱۵ کے مضامین

.....!	آخری الہام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
--------	-------------	--------------------------

.....۲	ماموریت و ہلاکت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	لہم کا اعتقاد پر لہم پ۔	اللہ جہ۔ جہنگ!
.....۴	انکار معجزات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	آسانی نشان کا ظہور۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مرزا قادیانی کے مشن کا پلٹے کل پہلو۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱..... آخری الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم نے مرزا قادیانی کا آخری الہام یہ لکھا ہے "ان شانک هو الابدت (تذکرہ ص ۲۶۵)" جیسے مجددانہ مشرقیہ شوکت اللہ نے ڈالنا ہے۔ مرزا قادیانی نے آیات قرآنی کا نسخہ مسخ کرنا یا ایک کلمہ کسی آیت سے اور دوسرا کلمہ کسی دوسری آیت سے لے کر کہاؤ غرض الہام تیار کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اب پوری آیت لے لیتے ہیں مگر بالکل بے محل اور خلاف مورد۔ کیا معنی کہ کلام مجید حسب اقتضاء وقت مجما نجما نازل ہوا ہے جو آیات کے شان نزول کے مطالعہ سے ظاہر ہو سکتا ہے اب سنئے۔ سورۃ الکوثر اس وقت نازل ہوئی ہے جبکہ صاحبزادگان رسول مقبول ﷺ یعنی طیب و طاہر علیہما السلام نے متواتر وفات پائی۔

کفار خوش ہوئے کہ اب محمد ﷺ اتر ہو گیا۔ (معاذ اللہ) ان کو خوف ہوا کہ نبی کی اولاد بھی ہم کو بت پرستی اور شرک سے روکے گی۔ اترتے سے ماخوذ۔ افضل الفضیل کا صیغہ ہے جس کے معنی بچھا کئے کے ہیں یعنی مقطوع النسل۔ کفار کے اس طعن سے آنحضرت ﷺ کو اور بھی رنج ہوا۔ جب خدائے تعالیٰ نے اپنے حبیب کی تشریح کے لئے سورہ کوثر نازل فرمائی کہ "انما اعطینک الکوثر" یعنی طیب و طاہر کے بدلے ہم نے تجھ کو کوثر عطا فرمایا ہے کوثر کثرت سے ماخوذ ہے اور مبالغہ کا صیغہ ہے وہ شے جو بہتات اور کثرت رکھتی ہے۔ اس سے مراد عرض کوثر بھی ہو سکتی ہے جس میں بڑی کثرت سے مومنین کو دودھ اور شہدے کا اور قرآن بھی مراد ہو سکتا ہے جو دین اور دنیا کی نعمت ہے اور امت بھی مراد ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے "من سلك علیی طریقتی فهو آلی" یعنی جو شخص میرے بتائے ہوئے راہ پر چلتا ہے۔ وہی میری اولاد ہے اس حیثیت سے آپ کی اولاد مشرق سے غرب تک کثرت کے ساتھ پھیلی ہوئی ہے اور آج کے روز

دشمنان دین کفار و مشرکین عرب کا کہیں پتا بھی نہیں۔ جیسا کہ ”ان شانفک هو الابرار“ سے ظاہر ہے یہ خدائے تعالیٰ کی پیشینگوئی ہے جو روز روشن کی طرح دنیا پر آشکارا ہو رہی ہے کہ آپ کا دشمن ہی پیچھا کٹا ہے۔

اب مرزا قادیانی فرمائیں کیا وہ مقطوع النسل ہیں۔ کیا وہ صاحب اولاد نہیں کیا پچھلے دنوں ان کے دو فرزند وقات پانچکے ہیں؟ شاید آسمانی باپ نے الہام کر دیا ہو کہ میرا لے پالک اب نہیں تو آئندہ چند روز میں ضرور مقطوع النسل ہو جائے گا۔ ہمارا قابو چلے تو اس بدگلوئی پر کھوسٹ کھٹے آسمانی باپ کے منہ میں انکارے بھر دیں۔ کہ مردود اپنے لے پالک کو مقطوع النسل کرنا چاہتا ہے۔ پھر مرزا قادیانی کے دشمن تو ہندوستان کے ۳۰ کروڑ آدمی ہیں کیا وہ سب مقطوع النسل ہیں یا ہو جائیں گے ہرگز نہیں سب مرزا قادیانی کی چھاتی پر موگ دلیں گے۔ انشاء اللہ ہمارے پیارے اور چہیتے الحکم کا فرض ہے کہ ایسے اندھا دھند الہامات شائع نہ کیا کرے جن کی بدگلوئی خود مرزا قادیانی کی ناک پر استرا چلائے، دیکھو خیر دار ہوشیارا گریہ آخری الہام ہے تو الہی خیر۔ (ایڈیٹر)

۲ ماموریت و ہلاکت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

دنیا میں خصوصاً حدائق میں لوگ ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں مگر کوئی ہلاک نہیں ہوتا لیکن مرزا قادیانی الحکم مطبوعہ ۱۷ مارچ میں بحروف جلی فرماتے ہیں کہ ”میرا دعویٰ جھوٹا نہیں خدائے تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور اس کی تائید میرے ساتھ ہے اگر میں اس کی طرف سے مامور نہ ہوتا تو وہ مجھے ہلاک کر دیتا..... الخ“

(المحفوظات ج ۶ ص ۶۸۹)

واضح ہو کہ خدائے تعالیٰ کسی کو قبل از وقت معہود جو اس نے مقرر کر دیا ہے ہلاک نہیں

کرتا ”اذا جاء اجلهم لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون“ اور اپنے منکروں کو ڈھیل دیتا ہے تاکہ ہر طرح حجت قائم ہو اور قیامت روز پوچھا جائے ”ما اسلکم فی سقر“ کس شے نے تم کو دوزخ کی طرف چلایا؟ اور آنحضرت ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ ”اہلہم رویدا“ پس مرزا قادیانی کو الہی ہلاکت میں جلدی نہ کرنی چاہئے۔ خوب گل محمڑے اڑائیں۔ دندنائیں، مستغوری اور چند بیدستری بھجویں کھا کھا کر سنڈیا لیں، دن عید، رات شبرات منائیں۔

دیکھو ملک سوڈان وغیرہ میں کس قدر مہدی پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ سب نے اناولا

غیری کے نفا رہے بجائے اور یہی دعویٰ کیا کہ ہم مامور من اللہ ہیں مگر جب تک ان کی ذلت و رسوائی (جو منجانب اللہ مقدر تھی) بخوبی نہ ہو چکی اور دنیا پر ان کے جھوٹے دعوؤں کے پاداش کی عبرت نہ

پڑ چکی۔ قتل از وقت ہلاک نہ ہوئے۔ شاید مرزا قادیانی ہلاکت سے جسمانی موت مراد لیتے ہیں۔
حقیقی ہلاکت کو بھولے ہوئے ہیں جو خدا پر افتراء کرتے ہی ان پر طاری ہو گئی ہے اور روح بالکل بے
حس بلکہ مردہ بن گئی ہے جس کے مقابلے میں من مانی موت صرف ایک نقل مکانی ہے۔

موت و ماندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

لندن میں مسیح پاکٹ اور فرانسس مسیح ڈاکٹر ڈوٹی اور صومالی مہدی بھی یہی کہہ سکتے ہیں جو
مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ مگر چاروں دل میں خوب جانتے ہیں کہ ہم سراسر جھوٹے ہیں اور ساتھ ہی
یہ بھی جانتے ہیں کہ ابھی ہماری ہلاکت کا زمانہ نہیں آیا۔ پس ایک مکار عورت کی طرح اپنے حقیقی
دشمنوں کے سامنے ہنسنے لگتے ہیں۔ ایسے جھکنڈے سا دھو بچوں کو کون سکھائے۔

ہلاکت، ہلاکت تو مرزا قادیانی کا تکیہ کلام بلکہ طبیعت ثانیہ بن گئی ہے۔ پچھلے دنوں
پیشینگوئیوں سے اردوں کو ہلاک کرتے تھے اب اپنے کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بالکل اقدام
خودکشی ہے۔ اور ہم ٹھہرے شخنے، اگر ابھی ابھی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر جھڑپوں اور اسپور کے
اجلاس میں چلا کر دیں تو کیسی گت بنے۔ پس خبردار ایسی بات بھی نہ کہو جو تمہارے نفس کے اندر
نہیں اور جس کو تم خود جھوٹ سمجھ رہے ہو۔

۳ ملہم کا اعتقاد پر ملہم پر

اللہ... جگ!

مرزا قادیانی (توحید پیرام ص ۴۱، مجزائی ج ۳ ص ۶۱) میں لکھتے ہیں: "اوپر کی طرف سے وہ
اصلی درجہ کی محبت تو ہی ایمان سے ملتی ہوئی ہے جو کامل بندہ کے دل میں بارواہ الہی پیدا ہو کر رب قدیر
کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور پھر ان محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی
ہے ایک مستحکم رشتہ اور شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الہی محبت کی چمکنے والی آگ سے
جو مخلوق کی بیہوشی میں محبت کو پکڑ لیتی ہے۔ ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس
ہے۔" اس عبارت سے چند امور ظاہر ہوتے ہیں۔

اول..... کم زور انسان کی محبت رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔
دوم..... عاجز انسان کی محبت درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہے۔ سوم..... خداوند تعالیٰ اور بندے
کی محبت مل جانے سے تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔ نر اور مادہ وہاں بھی
موجود ہے اور کیوں نہ ہو آپ خدا کے بمنزلہ ولد ہیں۔

اور (توحیح المرام ص ۳۲، خزائن ج ۳ ص ۶۲) میں ہے: ”اور چونکہ روح القدس ان دونوں محضوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ دونوں کے لئے بطورابن ہے اور یہی پاک حلیت ہے جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جس کو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ سمجھ لیا۔“ اس عبارت سے بھی چند امور ثابت ہوئے۔

اول روح القدس جبرائیل فرشتہ کا نام نہیں بلکہ خدا اور بندہ کی محبت کے ملانے سے تیسری چیز ہے۔

دوم وہ تیسری چیز پیدا شدہ خداوند تعالیٰ اور بندہ کے لئے بطورابن ہے اور یہی پاک حلیت ہے جس کو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ سمجھ لیا۔

اس جگہ مرزا قادیانی نے نصاریٰ کی تقلید کی اور ان کے ہم اعتقاد ہوئے دیکھو خط اول یوحنا باب ۵ آیت ۲ ”تمہیں ہیں جو آسمانوں پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح القدس یہ تینوں ایک ہیں۔“ مرزا قادیانی اور نصاریٰ کی تقریر میں فرق صرف چال بدلنے کا ہے۔ ورنہ دعویٰ دونوں کا ایک ہے۔ مرزا یحییٰ دیکھو خدا کا فرمان ”وَلَا تَقُولُوا اِثْلَاقًا“ یعنی یہ نہ کہو کہ تین ہیں اور ”لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ ثَلَاثٌ ثَلَاثَةٌ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ لَّمْ يَفْتَوْا عَمَّا يَقُولُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (مائدہ: ۷۳)“ یعنی نفسی کافر ہوئے وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر ایک، اگر باز نہ ہیں گے اپنے قول سے، الہتہ لگے گا ان کو عذاب دردناک، مرزا یحییٰ تم ہو جب آیات کس کو کافر کہو گے۔ خدا سے ڈرو ورنہ پچھتاؤ گے۔

دیکھو مرزا غلام احمد خدا سے برابر ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ (ضمیمہ انجام آہستم ص ۶، خزائن ج ۱ ص ۲۸۶) میں کہتے ہیں۔ براہین احمدیہ میں خدا نے مجھے کہا ہے ”انت منی بمنزلہ توحیدی و تفریدی“ یعنی تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید و تفرید۔

اس الہام سے ظاہر ہے کہ مرزا براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت توحید اور تفرید کا مرتبہ تو حاصل کر چکے تھے لیکن پورا خدا بننے میں کچھ کمی تھی جو عبارت ذیل سے پوری ہو گئی۔ دیکھو (اربعین نمبر ۳ ص ۲۵، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۴۱۳) ”اور وائیل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی زبان میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے ”انت منی بمنزلہ توحیدی و تفریدی“ مرزا قادیانی نے آپ ہی اپنے پہلے الہام کی تفسیر کر دی یعنی وائیل نبی کی کتاب سے تحریری ثبوت پیش کر کے اپنا خدا کی

مانند ہونا ثابت کیا۔

کیا اب بھی مرزائی جماعت انکار کرے گی کہ مرزا قادیانی خدا کی مانند ہونے کے مدعی نہیں، قرآن مجید میں تو ”لیس کمثلہ شئی اور قل هو اللہ احد اللہ الصمد“ وارد ہوا اور براہین احمدیہ میں خدائے تعالیٰ مرزا قادیانی کو ”انت منی بمنزلہ توحیدی“ کہے۔ الحکم نمبر ۸، ج ۳ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۰۳ء میں عبد الکریم صاحب مرزا قادیانی سے روایت کرتے ہیں کہ ”ایک روز کاسر الصلیب (مرزا قادیانی) فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ضرور جانتا ہے کہ کس قدر مجھے نصرانی مذہب کے استیصال کے لئے جوش ہے۔ پس میں اس کو ان لفظوں میں ادا کر سکتا ہوں کہ مجھے اس اعتقاد کی جہاں کے لئے اتنا جوش ہے کہ جتنا خود خدا کو۔“ خدا پر جھوٹ۔ ”ان اراد ان یهلك المسيح الآیہ“

نصاری کی بیخ کنی اور ان کے اعتقاد کی جہاں کے لئے مرزا قادیانی کے خدا کو بھی مرزا قادیانی کے مساوی جوش ہے۔ اس تحریر کو تقریباً چار سال کا عرصہ گزرا اور جوش تو دونوں کو اس سے پہلے کا ہوگا۔ لیکن اب تک دونوں سے کچھ نہ ہو سکا۔ اور مسلمانوں کا خدا تو اس بات سے پاک ہے کہ اس کو کسی چیز کی جہاں کے لئے عاجز انسان کی مانند جوش کھانا پڑے۔ بلکہ وہ تو ایسی طاقت رکھتا ہے کہ اگر چاہے تو تمام جہاں کو طرفہ العین میں ہلاک کر دے۔ خود قرآن شریف گواہ ہے اور (تخذ قیصریہ ص ۱۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۶) میں لکھتے ہیں ”اے قیصرہ ملکہ معظمہ ہمارے دل تیرے لئے دعا کرتے ہوئے جناب الہی میں جھکتے ہیں اور ہماری رو میں تیرے اقبال اور سلامتی کے لئے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔“ کجا مرزا اور اس کے خدا کو عیسویت کی بیخ کنی اور جہاں کا جوش اور کجا عیسوی مذہب ملکہ کی اقبال مندی اور سلامتی کی دعا۔

اور رسالہ (دفع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۳۲۷) میں لکھتے ہیں ”خدائے مجھے کہا ہے ”انت منی وانا منک“ ہاں منک سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا مرزا قادیانی سے پیدا ہوا ہے۔ ”معاذ اللہ قرآن مجید میں لم یلد ولم یولد اور انت منی وانا منک مرزا قادیانی کا الہام۔“

اے مرزا نبی! تم خداوند قہار سے ڈر کر بیچ بکھو اگر کوئی اور شخص کہے کہ میں توحید اور تفرید کا مرتبہ رکھتا ہوں۔ یا یہ کہ وہ داعی اجل نبی کی کتاب میں مجھے خدا کی مانند لکھا ہے۔ یا یہ کہے کہ میں خدا سے ہوں اور خدا مجھ سے ہے تو تم اس کو کافر کہو گے یا نہیں؟ اگر دانستہ جھوٹ کہو گے تو کاذب کے واسطے خداوند قہار کی طرف سے لعنت کا خطاب موجود ہے۔

۴ انکار معجزات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی بقول خود تو کم دیش تین سو معجزات اب تک دکھا چکے ہیں۔ مگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ میں سے کسی نے معجزہ نہیں دکھایا۔ معجزہ خارق فطرت ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے لئے عین ہے۔ مردوں کو کسی نے خدا کے حکم سے زندہ نہیں کیا اور بے چارہ مسیح تو کیا زندہ کرتا جو مرزا قادیانی کے نزدیک مہذب انسان بھی نہ تھا۔ جس طرح زندہ کرنا صرف خدا کا کام ہے۔ اسی طرح مار ڈالنا بھی اسی کا کام ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے بذریعہ اپنے جلا دایڈیکاٹک (طاعون) کے لاکھوں آدمیوں کو مار ڈالا اور جو مخالف مرتا ہے اس کو مرزا قادیانی ہی مارتے ہیں۔ آتھم بھی پیشینگوئی کی میعاد کے اندر ہی مر گیا ہوتا مگر وہ دل میں مرزا قادیانی پر ایمان لے آیا اس لئے نہ مرا۔ اگرچہ اس نے ایمان لانے کا بظاہر اقرار نہ کیا۔ مرزا قادیانی نے بارہ ہزار کی تھیلیاں بھی جھکا دیں کہ اگر آتھم یوں کہہ دے کہ میرے دل پر خوف غالب نہیں ہوا یا میں دل میں ایمان نہیں لایا تو یہ تھیلیاں اس کی اور اس کے باپ دادا کی مگر آتھم کا فولادی دل بارہ سیر چاندی پر بھی نہ بکھلا۔

یہ عجیب نیما ہے کہ اپنی نبوت کا انکار کرنے والے کو انعام دیتا ہے اور جب دنیا میں انعام سبز دکھا کر مجبور کرتا ہے کہ میری نبوت کا انکار کر تو شاید اسی انکار کے باعث آخرت میں جنت کا مالک کر دے۔ کیوں بھی مرزا! اب کیا اصلاح ہے۔ جب دنیا میں دولت اور آخرت میں جنت آپ کے بردوزی نیما نے منگروں پر لٹادی تو آپ کے واسطے کیا رہا؟ ڈھاک کے تین پات وہی مثل ہوئی کہ گھر کے نگھاٹ کے۔

خیر یہ تو انکار معجزات کا جملہ معترضہ تھا اب اصل حقیقت سنئے کہ میرٹھ میں چند مرزائی ہیں ہم سے اکثر ملاقات رہتی ہے اور معجزات پر بحث ہوتی ہے۔ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزہ طلب کرنے پر بحث ہوئی۔ ”رب ارنسی کیف تحسی العوتیٰ قال اولم تلومن قال بلیٰ ولكن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعة من الطیر فصرهن الیک ثم اجعل علی کل جبل منهن جزاء ثم ادعهن یاتینک سعیا (بقرہ: ۲۶۰)“ مفسرین نے جو کچھ اس آئیہ کی تفسیر فرمائی ہے وہ تو علماء و ناظرین ضمیر پر بخوبی روشن ہے مگر ہم نے اس پر حسب ذیل مجددانہ بحث کی۔

ہم نے کہا ہے شک محی اور سمیت خدائے تعالیٰ کی صفت ہے تم معجزات انبیاء کے منکر ہو مگر کیا قدرت الہی کے معجزات کے بھی منکر ہو جو ہمیشہ اور ہر وقت بطور سنت اللہ معجزات دکھاتی

رہتی ہے۔ آیت مذکورہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام معجزہ دکھانے کے مدعی نہیں بلکہ وہ تو جناب باری سے اس کی سنت کے موافق معجزہ طلب فرماتے ہیں کہ ”اے خدا تو قاطر السموت والارض ہے تو قادر مطلق ہے مجھے بھی دکھا کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے۔“ اگر خدائے تعالیٰ احیاء اموات نہیں کر سکتا تو یہ سوال عبث ہوا حالانکہ نبی کا سوال عبث نہیں ہوتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ہی کیا جو معجزہ فرماتا ہے اور اس کو مخالفت کا سبب قرار دیتا ہے۔ اس پر مرزائیوں نے کہا وہ نبی ہی کیا جو معجزہ دیکھ کر خدائے تعالیٰ پر ایمان لائے۔ ہم نے کہا ”ارنی کیف تحی الموتی“ پر غور کرو آخر یہ کیا سوال ہے اور کون سا سائل ہے۔ دوم..... کوئی نبی ماں کے پیٹ سے ہی نبی نہیں پیدا ہوا بلکہ یہ نعمت ہر نبی کو بعد میں ملی ہے۔ پڑھو ”ووجدک ضالاً فهدی (الضحیٰ: ۷)“ آنحضرت ﷺ کی جانب خطاب ہے جس میں حالت قبل از دجی کو یاد دلا کر خدائے تعالیٰ اپنی تمام نعمتیں یاد دلاتا ہے اور ہدایت فرماتا ہے کہ ”واما بنعمة ربك فحدث“۔

خدا کے فضل کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیبری مل جائے

”ذالك فضل الله يوتيه من يشاء“ وحی اور الہام پر نبوت کا مدار نہیں۔ وحی اور الہام اچھا ہو یا برا ہو ہر شخص پر بلکہ ہر جاندار پر ہوتا ہے۔ ”اوحى ربك الى النحل الآية“ اے محمد ﷺ تیرے رب نے شہد کی مکھی پر وحی بھیجی۔ ”ان الشياطين ليوجون الى اولياتهم الآية“ حقیقی شیاطین اپنے چیلوں پر وحی بھیجتے ہیں۔ دیکھیے شیاطین بھی وحی کے مالک ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ آیت ”ماضل صاحبکم وما غوی“ آیت ”ووجدک ضالاً فهدی“ کے خلاف ہے تو جواب یہ ہے کہ پہلی آیت میں قبل از نزول وحی کی حالت کا بیان ہے اور دوسری آیت نبوت و نزول وحی کے بعد کی ہے۔ چنانچہ اس سے اگلی آیت ”وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحی یوحى“ اس کی شاہد ہے۔

آیت میں صرہ بن کے معنی پر پرزے یا اجزاء علیحدہ کر دینے کے ہیں۔ مگر مرزائیوں نے اپنے نبی کی نوابیٰ تفسیر سے وہی معنی بیان کئے جو سید النبیاء نے اپنی تفسیر میں لکھے یعنی جانوروں کو اپنی جانب رجوع کر اور پرچاؤ تیری جانب دوڑ کر چلے آئیں گے۔ ارے واہ رے نچری مرزائیو! تمہاری تاویل کے کیا کہنے ہیں۔ جانداروں کا پرچانا بڑا بھاری معجزہ اور یہ آیت قدرت ہے گوالنے بھینسوں کو چرواہے بکری بھینروں کو، چڑی مار وغیرہ طیور کو۔ حلال خوردتوں کو۔ پرچالیتے ہیں کیا ایک اولوالعزم نبی جناب باری سے ایسے ہی آیات قدرت کے دیکھنے کی استدعا کرتا ہے۔

اور اپنا اطمینان چاہتا ہے۔ پھر سوال تو یہ ہے کہ اسے خدا تو مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے جواب یہ ہے کہ جانوروں کو پرچا۔ سوال از آسان جواب از۔ یسان۔

مردانوں نے کہا یہ تو قیامت کا ذکر ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا ہے کہ یا الہی تو قیامت میں مردوں کو کیونکر زندہ کرے گا اس کا جواب یہ ملا کہ جس طرح تو جانوروں کو پرچا لے گا۔ اسی طرح ہم بھی مردوں کو پرچالیں گے۔ ہم نے کہا یہ جانور تو دنیا میں تھے دعویٰ کی تطبیق کیونکر ہوئی۔ پھر کیا حشر اجساد مجزہ نہیں حالانکہ تم معجزات کے بالکل منکر ہو۔ جب تمہارے نزدیک دنیا میں مردہ زندہ نہیں ہو سکتا تو سالہا سال کے بعد جب ہڈیاں خاک ہو جائیں گی تو مردے کیونکر زندہ ہوں گے "اذا عتظاہ وکفنا ترا باذالک رجع بعینہ" کیا تم ان منکروں سے کم ہو۔ یہ تو بالکل "نزل من بیعض و نکفر بیعض" کا مصداق ہے۔

ہم نے ایک اور بات کہا کہ یا تینک معنی اکس فرمایا تینک طیر آکیوں نہ فرمایا جو بیور کے لئے موزوں تھا اس کا کچھ جواب نہ ملا۔ ہم نے کہا سچا اس لئے فرمایا کہ اگر وہ جانور اڑ کر آئے تو یہ احتمال ہوتا کہ شاید دوسرے جانور اڑ کر آگئے ہیں اور جب دوڑ کر سامنے سے آئیں گے تو یہ احتمال جاتا رہے گا۔

جب ہم نے بسط بحث کرنی چاہی تو چونکہ مردانوں کی بات میں تناقض تھا۔ لہذا وہ سمجھ گیا کہ مجدد الہ مشرقیہ کے حضور ہماری کوئی بات چل نہ سکے گی۔ لہذا بحث کا خاتمہ ہو گیا یہ جاوہ جا۔

۵ آسمانی نشان کا ظہور

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مردانی اچھل کود رہے ہیں رنگ دلیاں مٹا رہے ہیں کہ لالہ چند ولال صاحب مجسٹریٹ گورداسپور جنہوں نے ہمارے حضرت اقدس پر بلا صبر تا کر وہ گناہ خردہ نہ بردہ تاحق درد گرد خدا کی پناہ ایک نہ دو بلکہ تصویرات ہند کی تین دفعات لگا دی تھیں۔ آخر کار قبل از فیصل کرنے مقدمہ کے حثول کے ساتھ گورداسپور سے بدل گئے۔ یعنی اب نرے منصف رہ گئے۔ بھلا آسمانی نشان کے اور کیا سبب ہوتے ہیں اب بھی دنیا ایمان نہ لائے تو جانتے جہنم میں۔ اور اس شخص نے بھی عجیب اندھیر کھاتا پھرایا تھا کہ مدنی کا بالکل جامد ہی یمن لیا تھا۔ بات بات میں اسی کی طرف داری، اسی کا جذبہ، اب دوسرا حاکم آتا ہے وہ خالہ کا بیٹا ہے۔ دیکھیں مولوی کرم الدین کیونکر کامیاب ہوتے ہیں۔ اور باگ تو در حقیقت آسمانی باپ کے ہاتھ میں ہے اگر چند ولال اس کی مخالفت نہ کرتا تو یہ دن کیوں دیکھتا؟

ہم بھی چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کسی طرح بچ جائیں کیونکہ وہ آسانی باپ کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ کسی طرح نسل تو جاری رہے ورنہ آسانی باپ کے خاندان کا ہی خاتمہ ہے۔ جتنے حکام آئے دن بدلتے رہتے ہیں اور گورنمنٹ گزٹ میں یہ تغیر و تبدل چھپ کر شائع ہوتا رہتا ہے یہ سب آسانی نشان ہوتے ہیں کیونکہ وہ مستحیوں کے ساتھ با انسانی طرفداری اور تعصب مذہبی برتتے ہیں۔ لیکن اگر اس حاکم کے اجلاس میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو کدھر جائے گا۔ کیا دوسرا آسانی نشان ظاہر ہوگا اور وہ حاکم بھی اپنے درجے سے تنزل ہو کر بدلا جائے گا۔ ضرور بالضرور۔ آسانی باپ نے الہام کر دیا ہے کہ ترکی بنے اور تازی تھرائے۔ غیر ممکن ہے کہ مرزا جدید حاکم کے اجلاس سے کورے بری نہ ہوں۔ پہلا حاکم مولوی کرم الدین کا طرف دار تھا۔ نیا حاکم اس کے برعکس لے پالک کا طرفدار ہوگا۔ جب ہی تو آسانی نشان ظاہر ہوگا۔ جس کا الہام ہو چکا ہے۔ پس مناسب ہے کہ احکم میں گزشتہ متحدہ الہامات کی طرح یہ الہام بھی شائع اور عدالت کی نظر سے گزر کر اس کو سابق مجسٹریٹ کی طرح سمجھیے ہو۔

۶ مرزا قادیانی کے مشن کا پولیٹیکل پہلو

مولانا شوکت اللہ میرٹھی

جس قدر مہدی آج تک گزرے اگرچہ سب نے دین کے نعرے بلند کئے مگر درحقیقت سب کا مشن پولیٹیکل تھا۔ کیونکہ وحشی بخیر اس لکھے کے قابو میں نہیں آسکتے۔ انہوں نے کہا کفار اور منکرین کو ملک سے نکالو اگر وہ مہدویت تسلیم نہ کریں تو سخت اذیتوں اور برے برے عذابوں سے ان کو ہلاک کرو کیونکہ آج کے روز ہمارا قبضہ ہمارا اسکہ ہمارا حکم ہے۔ بالآخر ملک گیری اور دنیوی جاہ و حشم کی ہوس میں زبردست قوموں کے ہاتھوں کتے کی موت مارے گئے۔ یہ ان ممالک کی کیفیت ہے۔ جہاں وہ آزاد اور مطلق العنان تھے۔ ہتھیار اور سامان حرب رکھنے کی ممانعت نہ تھی۔ انہوں نے یہ خیال خام کیا کہ آسانی تائید ہمارے ساتھ ہے۔ افواج ملائکہ ہماری کمک پر ہے۔ فوج بھی ہے فزائنہ بھی ہے مگر چند روز میں جھوٹی کے پر ہی اس کو ملک عدم میں لے اڑے اور غبار آلود مطلع صاف ہو گیا۔

مگر ہندوستان جیسے ملک میں جو مختلف مذاہب و اقوام کا مسکن ہے کسی عیار کا مہدی یا مسیح بنا قابل محکمہ ہے۔ خصوصاً موجودہ زمانہ میں جب کہ تمام اقوام و مذاہب امن و امان کے ساتھ ایک آزاد پرامن گورنمنٹ کی حکومت میں ہیں۔ ایسے ملک کو موڈان پر قیاس کرنا حماقت یا مانجھ لیا ہے۔ برٹش گورنمنٹ کا جیسا سلطوت و جبروت اعلیٰ درجہ کا ہے وہ ویسی ہی علیم و مستقل حراج

ہے۔ اس کو آزادی مذہب کا بڑا پاس ہے وہ حتی الوسع نہیں چاہتی کہ کسی کے مذہب میں خواہ نیا ہو یا پرانا مداخلت کرے۔ پس مرزا قادیانی کی خوش قسمتی ہے کہ باوصف دل آزاری تمام اہل مذہب کے جو گورنمنٹ کی گچی و قادر عایا ہے اب تک قانون سنڈلیٹ میں نہیں لیٹے گئے۔ میں امام الزمان ہوں میں سچ موعود ہوں۔ مجھ پر ایمان لانا فرض ہے اور جو شخص امام الزمان پر ایمان نہ لائے وہ واجب القتل ہے۔

آخر اس کے کیا معنی ہیں۔ کیا مذہب اسلام میں ایسا حکم ہے۔ اسلام میں تو ”لا اکراہ فی الدین“ اور ”لکم دینکم ولی دین“ وارد ہے اس سے مرزا قادیانی کی نیت صاف ظاہر ہے کہ وہ اس حیلے سے سنت اعلیٰ کا بادشاہ بننا چاہتے ہیں اور اگر قابو چلے تو خدا جانے اپنے منکروں کی کیسی گت بنائیں مگر مرزا قادیانی نے اپنی نیت پر یوں پردہ ڈالا کہ جہاد کی مخالفت کی اور جہاد بھی وہ جس کا پتا مذہب و مقدس اسلام میں تو کجا کسی وحشی سے وحشی مذہب میں بھی نہیں مل سکتا۔ بساط تو یہ ہے کہ جہاد کے نام سے بظاہر لرزہ چڑھتا ہے اور نیت ایسی کھوٹی کہ ہضم اعلیٰ کو ہڑپ کر جائیں اور بجز ان لوگوں کے جو ان پر ایمان لائیں کسی کو روئے زمین پر زندہ نہ چھوڑیں۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ ان کے پاس بقول خود دو لاکھ ہتھی فوج ہے اور اگر دس پانچ لاکھ مسلح فوج مل جائے تو یقیناً نمرود کی طرح خدائی کا دعویٰ کریں۔ آخر مرزا قادیانی آسانی باپ کے لے پا لک تو ہیں ہی۔ بالغ ہو کر آسانی بادشاہی کے پورے مالک بن جائیں گے کیونکہ لے پا لک ہی اپنے باپ کی میراث کا مالک بنتا ہے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کے مشن کا پولیٹیکل پہلو جس کو بجز مجددانہ مشرقیہ کے کوئی نہیں جان سکتا۔

(ایڈیٹر)

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۲۴ اپریل کے شمارہ نمبر ۱۶ کے مضامین

.....۱	آسانی ہائی کورٹ اور پنجاب چیف کورٹ۔	قاسم علی خان ہیڈ کلرک سر ہند!
.....۲	نبی اور مجدد میں فرق۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزائی جماعت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	وہی مدنی شاہ والا معاملہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	گالیوں بھرے خطوط۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ آسانی ہائی کورٹ اور پنجاب چیف کورٹ

قاسم علی خان سرہند!

عزیزیکہ از در گھش سر بتافت

بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

عرصہ تک مرزا قادیانی اسی بات پر تلے رہے کہ جہاں کسی سے ذرا بھی چشمک ہوئی
 جیٹ آسانی ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کر دیا۔ اور بذریعہ من یعنی اشتہار مشہور بھی کر دیا کہ فلاں
 شخص پر ہم نے مقدمہ دائر کیا ہے۔ اگر مدعا علیہ معافی مانگ لے تو ہم درخواست دعویٰ واپس لے
 لیں گے۔ ورنہ اس کی یہ ذلت ہوگی یہ بتائی آوے گی۔ بے چارہ کھنچا کھنچا پھرے گا۔ حتیٰ کہ اس کے
 متعلقین بھی لپیٹ میں آجائیں گے۔ ان پر بھی ادبار نازل ہوگا نقصان ہوگا۔ تاکہ یہ غریب خوف
 زدہ ہو کر تابع فرمان بن جائے اور جب دیکھا کہ رعب و داب اور پیشینگوئی کا اثر نہیں پڑا تو دلا لوں
 کی معرفت خفیہ کارروائی، دھوکہ دہی شروع کر دی، تاکہ کسی نہ کسی حیلہ سے دام تزیور میں پھنس
 جائے۔ بعض معاملات میں افشاء راز ہونے پر زیادہ قلعی کھلنے لگی تو مجبوراً آسانی عدالت میں
 مقدمات دائر کرنے سے شاید بدین لحاظ اجتناب کرنے لگے کہ وہاں تاریخ پیشی بھی دو سال کبھی
 تین سال کے بعد پڑتی ہے۔ تاریخ معینہ پر مقدمہ پیش بھی ہوا تو پہلی مکی پیشی پر بوجہ بے بنیاد
 ہونے کے دعویٰ خارج حالانکہ مدعا علیہ کو خیر تک نہیں کہ کیا ہوا۔

گمرہ گی کو ضرور بذریعہ الہام خیر دی جاتی ہے کہ تمہارا مقدمہ خارج۔ اب تاویل کی
 ضرورت پڑی تو کہہ دیا کہ ہم نے رقم کھا کر مقدمہ واپس لے لیا۔ کیونکہ ہم اسم باسکلی جمالی ہیں۔
 نہ کہ جلالی۔ جب ان چال بازیوں کا حال طشت از بام ہونے لگا اور رجسٹر آمدنی میں بھی کمی محسوس
 ہوئی اور مقدمات کا فوری اثر بھی ظہور میں نہ آیا اور چمکے بھی لکھ دیا کہ آسانی ہائی کورٹ میں آئندہ
 کوئی مقدمہ دائر نہ کریں گے تو ناچار عدالت عالیہ میں مقدمات دائر کرنے چھوڑ دیئے اور برٹش
 گورنمنٹ کی طرف جھکے۔ اس میں چند فوائد دست بدست ملنے کی بڑی گنجائش سوچھی۔

اڈل الہام قید اور جرمانہ مخالف کے لئے تیار ہے۔ دوم نصف رقم جرمانہ آمدنی
 میں شمار۔ سوم جو روپیہ بطور چندہ کسی کی ذلت کے لئے جمع کیا جائے گا۔ اس میں سے بھی
 نصف عینت المال کا مال اور کامیابی پر پانچوں کمی میں۔ مگر شل مشہور سرمنڈا تے ہی اولے پڑے جو
 مقدمہ لائٹ شروع کیا۔ اس میں سوائے الہام پر اعتبار ہونے کے وکلاء و ویرسٹروں سے صلاح

مشورہ اور ان کی رائے پر کبھی اعتماد، گویا خدا کا دروازہ چھوڑ کر اب پیر مشروں کے پاس درود پھرتا شروع کیا۔ امام الزمان، خلیفۃ اللہ، حجت اللہ وغیرہ کے جس قدر ڈپلوسے ملے تھے۔ سب بالائے طاق، مرزا قادیانی کے لئے خود اپنی تحریرات میں پر بھی قدرتی حجاب حائل جس کی عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

”کیونکہ اس حنجور کی حالت میں کچھ الہی صفات کا رنگ ظلی طور پر انسان میں آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا رحم، خدا تعالیٰ کا رحم، اور اس کا غضب، خدا تعالیٰ کا غضب ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات وہ کسی دعا کے کہتا ہے فلاں چیز پیدا ہو جائے۔ تو پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کسی پر غضب کی نظر سے دیکھے تو اس پر کوئی وبال نازل ہو جاتا ہے اور کسی کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مورد رحم ہو جاتا ہے اور جیسا کہ خداوند تعالیٰ کا کن دائمی طور پر نتیجہ مقصود کو بلا تعلق پیدا کرتا ہے۔ ایسا ہی اس کا کن بھی اس حنجور اور مد کی حالت میں خطا نہیں جاتا۔ جب یہ سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ معاً اپنی تمام برکتوں کے اس کے ساتھ ہوتا ہے اور ہر ایک چیز جو اس سے مس کرتی ہے بغیر اس کے جو یہ دعا کرے برکت پاتی ہے۔“ مرزا قادیانی نے یہ تمام مدارج خاص اپنے حق میں مخصوص کئے ہیں اور ہر مرید کو اس کی تعلیم ہے۔

مگر اپنے لئے لیا مسیحا ہے یہ حالت حنجور اور مد کی تھی اب تو حالت جزء کی ہے۔ اسی لئے خداوند کریم کا بھروسہ بالکل چھوڑ دیا گیا۔ پھر کیا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

لیکن پھر بھی الہام کی عادت متروک نہ چھوٹی۔ لیس امارہ نے ایسا چکھا دیا کہ تیس سالہ محنت و مشقت طرفۃ العین میں غایت مگی۔

طرفۃ العین جہاں برہم زند

کس نمی آرد کہ آنجام زند

حکیم الامت کی بھی حکمت عملی نہ چلی۔ ان پر تو سکتے کا عالم طاری ہے۔ جس پر مقدمہ دائر کیا وہ تو بعون حمایت ایزدی سرخرو باعزاز تمام جرم سے بری۔ اور دعویٰ خارج۔ مگر حضرت کو معذرت ان تمام مشاہیر کے جن کے بھروسہ پر خداوند تعالیٰ سے جو تمام عالم کا امید گاہ ہے روگردار ہوئے یہ سزا ملی کہ تشہیر کئے گئے اور آفات آسمانی، جسمی، مالی کے علاوہ بے توقیری وغیرہ نفع میں رہی بے

عزتی کا..... جاگرا جو لاحق حال دشمنان ہوا۔ اس نے یہاں تک نوبت پہنچائی کہ خردِ جال سے اترتے ہی مرضِ فرمن عود کر آیا اور سوائے اس کے کہ ڈاکٹر صاحب بہادر سے بسنت التجا ہو کہ بچاؤ اب یہ ذلت پر ذلت کہ اسی دجالی قوم کی پناہ ڈھونڈی ورنہ کارِ از دست رفت کا معاملہ ہے۔ اس پر یہ طرہ کہ برٹش گورنمنٹ کے اعتبار پر اعتبار اور یہ التجا کہ خالص الحاص اسی قوم پر مجھے اعتبار ہے جس کے بھروسے میں نے اس قادرِ قدیر کے در سے سرتابی کی ہے۔ باوجود اس قدر منت و سماجت و لجاجت کے پاداشِ عمل کا وہی حکم رہا۔ چیف کورٹ تک وہائی مچائی مگر توبہ کہیں احکم الحاکمین کا حکم بھی ٹل سکتا ہے۔

اب شمار کر لو کتنی ذلتیں ایک ہی جو نہیں بھوگنی پڑیں اور ابھی تو پہلا ہی پیالہ ہے کہ مرزا قادیانی کا خود قول ہے کہ اسی دنیا میں بہشت اور دوزخ شروع ہو جاتی ہے۔ مولوی کرم الدین صاحب کے مقدمہ میں فردِ جرم لگ گئی۔ گئے تھے روزے بخشوانے نماز گلے پڑی۔ جس کا نتیجہ نہیں معلوم کیا ہوگا۔ اکثر ضمیمہ سے یہ بات پائی جاتی تھی کہ دس بجے سے لے کر برابر پانچ بجے شام تک بلا وقفہ عدالت میں کھڑے رہنا اور سفید دودھ اور برف کھڑے کھڑے اڑا جانا جو شخص مرضِ ذیابیطیس میں مبتلا ہو وہ سیروں دودھ اڑا جائے۔ پھر دس بجے سے پانچ بجے شام تک یعنی سات گھنٹہ تک برابر کھڑا ہے اور بول کی بھی حاجت نہ ہو۔ واہ رے محدے اور گردے کی قوت ماسکہ و جاؤ یہ۔ اگر ذیابیطیس نہ ہوتا تو شاید دھڑکیوں اور منوں دودھ اور برف پی جاتے۔ قبل از پیشی حکیم الامت صاحب کوئی کشیدہ کھلا دیتے ہوں گے۔

یا خوفِ عدالت ہے کہ پیشاب تک نہیں آتا گورنمنٹ پر بھد منت یہ ثابت کرنا کہ میں عمر رسیدہ ہو گیا ہوں۔ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اور پھر پولیٹیکل خدمات تیس ۳۰ سال سے کر رہا ہوں جن کو سوائے گورنمنٹ کے کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اسی پالیسی کے اصول پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کو گالیاں دیتا ہوں اور اسلام بھی گھارتا ہوں تاکہ مسلمان بدنظر نہ ہو جائیں۔ مگر اس خفیہ خیرِ خواہی کا بظاہر تو کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ مقدمات کی اتنی شاہدِ حال ہے۔ شاید چیف کورٹ میں پہنچ کر نتیجہ حاصل ہو جس کی امید لگی ہوئی ہے۔ فی الحال ہمیں منتظر رہنا چاہئے۔ اگر زندگی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ بذریعہ ضمیمہ ہند رائے ظاہر کی جائے گی۔

مرزا قادیانی کی حالت تموج، مدوجر سے ہمیں ایک نہایت باریک نکتہ مفروضہ مودوم مل گیا۔ وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت ہر وقت اور ہر لحظہ مثل نقطہ مفروضہ کے جو اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔ تموج اور مد کی حالت میں قائم رہتی تھی اور طرفۃ العین کے لئے بھی جیسا کہ

مرزا قادیانی کا آج کل حال ہے۔ بحالت جزر۔ کبھی نہ پلٹتی تھی۔ ثبوت یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمراہ شاگردوں کے راستہ میں جاتے تھے تو ایک عورت نے جس کا مرض بارہ سال سے جاری تھا اور ہزار ہا علاج کر چکی تھی پیچھے سے آپ کا دامن چھوا کیونکہ اس نے اپنے کو اس لائق نہ سمجھا کہ سامنے سے آئے۔ معاد امن کو چھوتے ہی مقناطیسی اثر ظاہر ہوا۔ حضرت مسیح نے پھر کر دیکھا کہ ایک بڑھیا ہے وعائے خیر دی کہ جیسا تیرا اعتقاد ہے۔ ویسا ہی ہو چنانچہ ویسا ہی وقوع میں آیا۔ مگر افسوس مرزا قادیانی کے حاشیہ نشین جو شب و روز خدمت میں موجود پوشاکیں بدلوا دیں ہر وقت مصافحہ سے ہاتھ گرم کریں۔

پھر بھی وہ حرارت جو ایک عام آدمی میز یا تختہ میں ڈال کر اس کو حرکت دے سکتا ہے۔ اب مرزا قادیانی کی صحبت سے حاصل نہ ہو اور مسجد میں وہی غل غپاڑا، حقہ نوشی جس کے مرزا قادیانی نالاں ہیں جاری رہے۔ اب مرزا قادیانی انصاف کریں کہ یہ بھی عمل الترب ہے یا خدا کا ہاتھ یا وہ خود خدا ہے جو سفر میں معہ تمام اپنی برکتوں کے ہمراہ ہوتا تھا۔ افسوس ہے کہ مرزا کو اپنی تحریرات جاہد اعتدال سے فرسخوں دور پھینک رہی ہیں۔

راقم: قاسم علی خان ہیڈ کلرک محکمہ نہر سرہند

۲ نبی اور مجدد میں فرق

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

حدیث شریف میں جو یہ وارد ہوا ہے کہ ہر صدی پر مجدد پیدا ہوگا تو اس سے مراد حقانی علماء ہیں جو مسلمانوں کو توحید بھی اور اتباع طریقہ محمد ﷺ یاد دلائیں گے۔ امور دین اور قواعد شرع متین کی تعلیم و تلقین کریں گے۔ مگر وہ نبی اور رسول نہ ہوں گے ورنہ حدیث میں لیا کالفظ ضرور آتا حالانکہ صرف من یجد دلہا دینہا وارد ہوا ہے۔ نبی اور رسول صاحب شریعت ہوتا ہے جو علی الاعلان نبوت و رسالت کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجدد نبی الدین کے لئے خرد نہیں کہ وہ اس کا دعویٰ کرے اور کہے کہ میری تجدید پر ایمان لاؤ کیونکہ وہ محض تلقین و تعلیم و تذکیر کرتا ہے جو حقانی علماء دین کا منصبی فرض ہے۔ دیکھ لو کسی مجدد نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور جموٹے مہند یوں نے بھی نہیں کیا جو اپنے دل میں خوب جانتے تھے کہ ہم جموٹے اور محض حب جاہ اور ہوس مال و متاع کے لئے دنیا کو اپنی جانب رجوع کر رہے ہیں۔ اگرچہ وہ مکار اور فریبی تھے مگر حفظ ناموس شریعت اسلامیہ کو انہوں نے ملحوظ رکھا اور بے حیا اور ڈھیٹ نہیں بنے جیسے کہ مرزا قادیانی ہیں۔

کسی مجدد نے مامور من اللہ ہونے کا بھی دعویٰ نہیں کیا کیونکہ ہر شخص مامور من اللہ

ہے۔ "لہ الخلق وله الامر الایہ" شاہد ہے مرزا قادیانی جو اپنے کو بار بار مامور من اللہ کہتے ہیں تو اپنے دعوے سے متزل ہو کر پستی میں گرتے ہیں کیونکہ "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول والوالامر منکم" میں خدا اور رسول کے بعد اول الامر تیسرے درجے پر ہے۔ یعنی وہ نبی یا رسول نہیں ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی اولوالامر ہونے کے ساتھ نبوت و رسالت کے بھی مدعی ہیں۔ ہذا خلف۔ کس کس تناقض کو رو دیا جائے۔

علی ہذا نبی کا مرتبہ مجدد کے مرتبہ سے بڑھا ہوا ہے کم از کم دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت تو ضروری ہے یعنی ہر نبی مجدد ہے۔ مگر اس کا عکس صحیح نہیں۔ یعنی ہر مجدد نبی نہیں۔ انسان اور حیوان میں جو فرق ہے یہی فرق نبی اور مجدد میں ہے یعنی جس طرح انسان زید وغیرہ کو حیوان مطلق لکھنا لائیل ہے۔ اسی طرح نبی کو مجدد کہنا باعث کسر شان ہے مگر مرزا قادیانی کے لئے کسر شان نہیں۔ وہ اپنے حیلے چاڑوں میں تو نبی ہیں اور مسلمانوں کے سامنے اپنے کو حسب نحوائے حدیث شریف مجدد بتاتے ہیں گویا گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہیں کہ کبھی نبی کبھی مجدد۔ کبھی لے پالک، کبھی اصلی نبی، نہیں بلکہ بروزی نبی۔ اور کبھی بعض انبیاء سے بھی بڑھ کر۔

عیسیٰ کجا است تابنہد ہابہ منبرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

کبھی خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) یعنی قیامت تک تمام انبیاء سے بڑھ کر اور خاتم رسالت ایک لغویت ہو تو بیان کی جائے۔

مجدد تو صرف احکام الہی کو یاد دلاتا ہے مگر مرزا قادیانی نے مجدد بن کر یہ کیا کہ احکام الہی اور شریعت اسلامیہ ہی کی ترمیم و تفسیح کر دی۔ تصویر پرستی کو رواج دیا حج کی ممانعت کی۔ بعض انبیاء کو نبی ہی نہ رکھا اور کلمتہ اللہ اور روح اللہ صلی مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں اور ان کے جانشین بنے۔ کیونکہ صلی بھی نبی رہتے تو مرزا قادیانی نبی کیونکر بننے۔ معجزات کا انکار کیا کیونکہ خود کو نبی مجرہ نہیں دکھا سکتے۔ نا کو آئے بھی نا کو آئے۔ آنحضرت ﷺ نے عیسائی مذہب (تسلیٹ) کی اصلاح کی تو آپ نے خدا کا لے پالک بن کر تو حید ہی کو جڑ پیر سے اڑا دیا۔ مذہب اسلام جو تمام مذاہب کا مصلح ہے۔ آپ نے باوصف دعویٰ مسلمانوں کی اصلاح کا دعویٰ کیا۔ اصلاح کیا سادہ لوحوں کو موٹ کر اور چند پاپر ہاتھ پیر کر اسلام ہی سے مرتد و منحرف کر دیا۔ اس صورت میں آپ کو مجدد تو کیا البتہ مجدد مذہب جدید مرزائی و تاریخ و مردم دین الہی کیسے تو بجا ہے۔

نبی اور رسول ضرور صاحب صحیفہ ہوتا ہے مگر جن اصول اسلامیہ مع حج اور حرمت تصاویر

کی آپ نے ترمیم کی ہے۔ اس کی نسبت الہام ہونے کا کبھی کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اور نہ آسمانی صحیفہ مشتہر کیا۔ ہاں چند بے جوڑ اور بے معنی فقرے وہ بھی اپنی بھٹی میں ضرور مشتہر کئے کہ تو ایسا ہے اور تو ویسا ہے یا بعض قرآنی آیتیں توڑ موڑ کر اور الہام بنا کر مشتہر کیں۔ ادنیٰ سے ادنیٰ مذہب کے اصول بھی مدون ہیں مگر مرزائی مذہب کے اصول و ضوابط جو الہامی طور پر نازل ہوئے ہوں۔ ان کا کوئی مجموعہ اب تک منضبط اور مدون اور مطبوع و مشتہر نہیں ہوا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دل کی بات اور ماہصل کے ادا کرنے کی بھی لیاقت نہیں رکھتے۔ ورنہ غیر ممکن ہے کہ جو خرافاتی رسالے اردو زبان میں مشتہر ہو رہے ہیں وہ عربی زبان میں مشتہر نہ ہوتے۔ کیونکہ وہ سب الہامات ہیں اور نبی جو کچھ کہتا ہے الہام ہی سے کہتا ہے۔ ”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ اِنْ هُوَ اِلَّا وْحٰی یُوحٰی“ اس کی شاہد ہے۔ اس سے مرزا قادیانی کا مفتری علی اللہ ہونا صاف ثابت ہے اور مفتری علی الناس تو آپ ہیں ہی۔

کیا معنی کہ تمام اولیاء اللہ علیہ الرحمہ کو اپنے ساتھ ناقص نبی بنا دیا اور حکم لگا دیا کہ قیامت تک ناقص نبی پیدا ہوتے رہیں گے۔ مگر مرزا قادیانی کے زمانہ میں ناقص نبی کیا معنی کوئی ناقص ولی بھی نہیں۔ ناقص یا کامل جو کچھ ہیں خود بدولت ہی ہیں۔ کیونکہ آپ ناقص نبی بھی ہیں اور خاتم الخلفاء یعنی اکمل الانبیاء بھی۔ ایسی تناقض لغویات سے جلیوں چاچڑوں کو تو کیا شرم آئے گی جبکہ خود کو شرم نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد ہر صدی پر ایک مجدد آئے گا تو کیا یہ بھی فرما دیا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود بھی ہوگا تو تمام مجددوں کا جو آج تک آئے اور آئندہ تا قیامت آئیں گے۔ مہدی اور مسیح ہونا ضروری ہے اور کیا یہ بھی فرما دیا ہے کہ مجددوں میں سے کوئی اور تو مہدی اور مسیح نہ ہوگا ہاں تیرہویں صدی میں ایک عینی الاصل مغل ہندوستان کے موضع قادیان میں پیدا ہوگا جو مجدد بھی ہوگا اور مہدی اور مسیح بھی۔

اور باقی تا قیامت برائے نام مجدد ہوں گے۔ مہربانی فرما کر یہ لغویات گنتے جائیے۔ کیا آنحضرت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قرآن مجید جو مجھ پر نازل ہوا ہے وہ مکر اور رسد مکر اور وہ کر اور صد کر اور ہزار کر ہر مجدد پر نازل ہوگا بلکہ ترمیم ہو کر۔ گویا جو واقعات میرے زمانہ میں گزرے ہیں اور جن کی بابت وقتاً فوقتاً وحی نازل ہوئی ہے وہی واقعات لوٹ کر دنیا میں پھر آئیں گے۔ خصوصاً قادیان میں کیونکہ وہ واقعات آسمانی باپ کی ذمیل میں محفوظ ہیں۔ یہ تو بالکل عادہ والوں کا عقیدہ ہوا جو یہ کہتے ہیں کہ کلو فان لوح اور اصحاب کہف اور سکندر ذوالقرن وغیرہ کے واقعات اپنے اپنے ظرف میں موجود مگر ہماری آنکھ سے عائب ہیں۔

مرزا قادیانی نے یہ عقیدہ اس لئے تراشا کہ اپنے کو بروزی نبی بتائے یعنی آنحضرت ﷺ کی روح ان کے جسد میں عود کر آئی ہے۔ (جیسا کہ تناخ والوں کا عقیدہ ہے) پھر ضرور ہے کہ وہ تمام واقعات بھی عود کر آئیں جو آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں واقع ہوئے۔ اگرچہ اہل تناخ کا یہ عقیدہ نہیں کہ دوسرے قالب میں روح کے حلول کر جانے پر اس کے تمام واقعات و افعال بھی لوٹ آئیں گے اور نہ دعا دہر والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ گزشتہ واقعات پھر ظاہر ہوں گے کیونکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ وہ واقعات معدوم نہیں ہوئے بلکہ اپنے اپنے طرف میں موجود ہیں مگر آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ اس صورت میں مرزا قادیانی نہ تباہی ہیں نہ دعاء دہر والے دہریہ ہیں اور مسلمان تو خدا نہ کرے کیوں ہوتے۔

۳ مرزائی جماعت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

عجیب لطف ہے کہ مرزا قادیانی کا تو کوئی مذہب ہی نہیں۔ وہ تو آسمانی باپ کے لے پالک بن کر یا بالکل مطلق العنان ہو گئے اور انت منی وانا منک کہہ کر خود خدا بن گئے۔ بھلا خدا کا کوئی مذہب کیوں ہونے لگا۔ وہ تو جس طرح تمام دنیا کا خلاق اور موجد ہے۔ اسی طرح مذاہب کا بھی خالق اور موجد ہے۔ مگر مرزائی جماعت بہت سے مذاہب سے مرکب ہے۔ اور مرزا قادیانی کبھی کسی کے مذہب سے تعرض نہیں کرتے۔ ہر پہلی کو اپنا رخ پر نچا رہے ہیں۔ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیعت کر لو مذہب جو چاہو رکھو۔ مطلب سہری دیکر است، مرزائیوں میں خشی بھی ہیں۔ احمدیٹ بھی ہیں۔ صوفی بھی ہیں وغیرہ۔ خود حکیم صاحب اور امروہی صاحب اپنے کو گروہ احمدیٹ سے بتاتے ہیں۔ یہ ان کی تقلیدی، چال ہے کیا معنی کہ نواب سید صدیق حسن خان مرحوم کے زمانے میں دونوں صاحب احمدیٹ تھے۔ مگر ہا صدف جدید بروزی نبی اور امام الزمان کے پیدا کر لینے کے اب بھی ان کا بدستور احمدیٹ رہنا قابل افسوس اور کورانہ تقلید اور اپنے خاتم الخلفاء کی کسر شان کا باعث ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بروزی نبی پر ابھی تک ان کا پورا پورا ایمان نہیں اور منافقانہ برتاؤ برت رہے ہیں ورنہ سچی محبت اور خالص عقیدہ تو شرک فی الہام بھی گوارا نہیں کر سکتا۔

مولوی امروہی اپنا یا یوں کہتے کہ تمام مرزائی جماعت کا رشتہ شیخ مٹالوی سے ملنا چاہتے ہیں مگر حکیم صاحب وغیرہ بلکہ خود مرزا قادیانی بالکل خلاف ہیں۔ غالباً امروہی صاحب کا یہ خیال ہے کہ ہم نے شیخ مٹالوی کو جیت لیا تو ہندوستان کے دس لاکھ احمدیٹ کو جیت لیا اور پھر ایک نظیر مل

گئی۔ شیخ موصوف کے منڈتے ہی قادیان میں اہلحدیث کی پکا ٹہنی شروع ہو جائے گی پھر کیا تھا میں بھی چل اور تو بھی چل۔ تمام اہلحدیث مرزائی نہ ہو جائیں تو جیسی کہنا۔ اب تک تو امر وہی صاحب کی اس خیالی کچھڑی کی ہانڈی میں اہال آیا نہیں نہ گیلی کٹڑیوں نے آگ قبول کی تاکہ ہانڈی میں کھدی آئی آئندہ یا قسمت یا نصیب۔ بفرض محال شیخ بنالوی چینی چڑی ہاتوں میں آ بھی گئے تو جماعت اہلحدیث پر کیا اثر۔

امروہی صاحب ہیں تو مرزائی مگر اپنی حقانیت پر دلیل دینی لاتے ہیں جو عموماً علماء مقلدین اپنے مذہب کے حق ہونے پر لاتے ہیں یعنی ”اتبعوا السواد الاعظم“ اب وہ مرزائی جو حنفی بھی ہیں اور مرزائی بھی۔ جواب دیں کہ کونسا سواد اعظم حق پر ہے۔ مرزائی سواد اعظم یا حنفی سواد اعظم۔ اگر دونوں حق پر ہیں تو دو سواد اعظم ہو نہیں سکتے جیسا کہ اٹھل الفضیل کا خاصہ ہے۔ نہ نبی اور مجتہد کا سواد باہم جمع ہو سکتا ہے۔ کجا نبی موصوم اور آسمانی باپ کالے پالک اور کجا ایک مجتہد جو غلطی بھی کرتا ہے۔ تعجب ہے کہ خود مرزا قادیانی نے باوصف نبی ہونے کی حنفی مذہب کو اس دلیل سے حق پر بتایا تھا کہ یہ بڑا گروہ ہے اور بڑے گروہ پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ حالانکہ اس سے ان کی قلیل جماعت کا ناتق پر ہونا لازم آتا ہے مگر ان کو تو زمانہ سازی سے مطلب ہے۔ کس کو حق اور کس کا ناتق۔

بات یہ ہے کہ جموٹ کی ناؤ چل نہیں سکتی۔ ایک جموٹ کے ثابت کرنے کو بہت سے جموٹ تلاش کرنے اور مسلسل دو رنگوئیوں کا تانا بانا بنانا پڑتا ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ مرزا قادیانی کا کوئی مذہب نہیں ہاں ان کے مطلب کے مذہب بہت سے ہیں جیسی مسیح کی وفات ثابت کرنے کو آپ اہل قرآن ہیں کس صلیب اور قتل خنازیر کے لئے آپ اہلحدیث ہیں۔ اور غلغون و جانون والی حدیث پیش کی جاتی ہے۔ تو آپ اہلحدیث بھی نہیں۔ میٹھا جڑپ اور کڑوا تھو تھو۔ بروزی نبی بننے کے لئے آپ اہل تناخ ہیں اور مجوزات سے انکار کرنے میں آریا اور نچری اور آسمانی باپ کالے پالک بننے اور تثلیث قائم کرنے میں جیسا کہ گزشتہ ضمیر میں بعض مرزائی کتابوں کے حوالے سے ثابت کیا گیا۔ آپ لھرانی ہیں، آپ کا مذہب ہزار داستان ہے ایسے پاک مذہب کے کیا کہنے ہیں؟

۴ وہی مدنی شاہ والا معاملہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اٹا وہ کے مختار صاحب نے ایک لمبا چوڑا مضمون مدنی صاحب کے معاملہ میں مرزائی اخبار الحکم میں شائع کرایا ہے۔ معلوم نہیں یہ کس بات کی تردید ہے۔ مدنی صاحب تو یہ کہتے ہیں کہ

میں نے ایسا نہیں کہا جیسا انا وہ کے مختار نے ایک اشتہار میں شائع کیا اور مختار صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ فلاں فلاں کے مواجہ میں مدنی صاحب نے اپنے پیر وارث علی شاہ صاحب کا مقولہ مرزا قادیانی کی نسبت بیان کیا کہ وہ عیسیٰ مسیح کے مرتبہ پر پہنچے ہوئے ہیں حالانکہ عیسیٰ مسیح کے مرتبہ پر پہنچنا مرزا قادیانی کے لئے تک کا باعث ہے کیونکہ ان کے عقیدے اور مشتملہ کتابوں کے موافق عیسیٰ مسیح تو معاذ اللہ مہذب انسان بھی نہ تھے چہ جائیکہ نبی اور کلمہ اللہ اور روح اللہ ہوتے مگر مختار صاحب وغیرہ کے نزدیک یہ بڑا بھاری فخر ہوا کہ وارث علی شاہ صاحب نے مرزا قادیانی کو مسیح کے درجے پر پہنچا دیا۔ خیر مرزا قادیانی اور مرزائی دونوں آپس میں ٹٹ لیں۔

پھر مختار صاحب کی عظمندی دیکھئے کہ انہوں نے وہ خط و کتابت بھی شائع کی ہے جو خود وارث علی شاہ صاحب اور سجادہ نشین کرنال سے ہوئی ہے۔ دونوں صاحبوں نے جواب دیا ہے کہ ہم مدنی شاہ اور بدھنی شاہ اور لوٹے شاہ اور چھوٹے شاہ اور لٹو شاہ اور چڑھو شاہ کو جانتے بھی نہیں اور آپ ان کا حلیہ لکھیں اور ہم نے مرزا قادیانی کے معاملہ میں کچھ نہیں کہا۔ لیجئے جناب جتنی چٹائی تعمیر ہی ڈھے گئی۔ یعنی مرزا قادیانی کو وارث علی شاہ نے مسیحت کا جو تمغہ دیا تھا وہ غلط اور بالکل خیالی پلاؤ نکلا۔ وائے افسوس ہائے حرمان، ہم کو ادھر تو مختار صاحب کی دردسری پر افسوس ہوا ادھر مرزا قادیانی مسیح موعود نہ بنے، کورے مرزا قادیانی ہی رہے۔

اب مناسب ہے کہ جس طرح بن پڑے تمام مرزائی حاجی وارث علی شاہ صاحب کی پتہ کٹ پر ہاتھ رکھیں کہ وہ ان کو مسیح موعود بناویں۔ اور شوقیلیٹ دے دیں۔ مختار صاحب کا ایمان نہ الہام پر ہوانہ دتی پر ہوا۔ ہاں حاجی صاحب کے شوقیلیٹ پر ہوا۔ مرزا قادیانی کے دس پانچ راسخ الاعتقاد مرید ایسے ہی ہوں تو مخالفوں کی کیا ضرورت۔ اگر مختار صاحب ثابت بھی کر دیں کہ مدنی شاہ وغیرہ نے ضرور ایسا کہا تھا تو کتنی رکھتوں کا ثواب ملے گا۔ جبکہ شاہ صاحب نے سارا ہوائی قلعہ ہی اڑا دیا۔ ڈیزائیر ایٹر الحکم نے بھی نہ سوچا کہ میں اخبار میں کیا شائع کر رہا ہوں اور اس سے کیا نتیجہ برآمد ہوگا۔ دیکھو ہم کہہ دیتے ہیں کہ ایسے معاملات میں مجدد النہ مشرقیہ سے صلاح لے لیا کرو ورنہ رسوائی ہوگی اور مجدد کو رنج پہنچے گا۔

۵ گالیوں بھرے خطوط

مولانا شوکت اللہ مرثی!

بعض ڈام فول کبیر جو قائلہ اپنے کو اپریل فول کا فرزند بتائیں گے جن کی مرزائیت کے انتہاء سے فحش اور دشنام بھرے گنام خطوط دفتر شخندہ ہند میں بھیجے ہیں۔ یہ ان کے ہر طرح عاجز

ہو جائیگی دلیل ہے۔

جو حجت نماند دنیٰ خود را

بدشنام درہم کشد روے را

وہ ضمیمہ کی کسی بات کا جواب نہیں دے سکتے۔ ان کے دعوے بالکل لجر اور پوچ ان کے ہوائی قلعہ کی دیواریں بالکل ریختے کی ہیں جن کے اڑانے کو مچھڑکی مجھوتھی گویا مصرعہ ہے۔ اے نامردو گالیاں دینا کے نہیں آتا۔ مرد میدان ہو تو بات کا جواب دو مگر تم کو تو جواب کی جگہ ماں بہن کی مغلظات علانیہ دے رہے ہو۔ ہم اس میں بھی خوش ہیں کیونکہ تمہاری اتنی ہی توفیق ہے۔

تعارف مضامین ضمیمہ چھٹہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم مئی کے شمارہ نمبر ۱۷ کے مضامین

.....۱	قادیان میں طاعون۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	وہی قلعہ الہام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	اصول مذہب سے بے پروائی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزا قادیانی کو خدا کی طرف سے مہلت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	گورداسپور میں قادیانی مقدمہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مرزائی مذہب اور منافقانہ کارروائی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ قادیان میں طاعون

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

دارالامان قادیان جو آسمانی باپ اور اس کے لے پالک کا بیڑا کوارٹر ہے اور جس کی نسبت الہام ہو چکا ہے کہ جو یہاں آئے گا امن میں رہے گا۔ اب خود لے پالک کے ایڑے کا ٹنگ طاعون نے وہاں وہ ادھم بھاری ہے کہ کچھ نہ پوچھے روزانہ بیٹریاں کر ۲۵، ۳۵ بیٹریوں کو اٹھالے جاتا ہے۔ آسمانی باپ کے سارے پوتے گدھے کے سینگ ہو کر اڑھنچے ہو گئے جہاں جس کے سینگ سائے بھاگ کر وارد ہو گیا۔ خالی خولی مرزا قادیانی اور حکیم صاحب ٹٹوں رہ گئے ہیں ٹاپا بالکل خالی۔ حکیم صاحب قادیان سے باہر خیمہ زن ہیں ان کے سالے کا لڑکا منظور الحق بھی بیٹھ

چڑھ گیا۔ مرزا قادیانی نے حکیم نور الدین و قطب الدین کو حکم دے دیا کہ کسی مریض کے مکان پر نہ جائیں۔ اور مرزا قادیانی کے گھر بھی کوئی نہ آنے پائے۔ قادیان کی ننھی سی آبادی کل ۳ ہزار ایک صفر اس میں سے بھی قائب یعنی خیر مال ۳۰۰ ہی رہ گئے۔ سکول بھی بند، بازار ویران اور سنسان، الہی توبہ۔ لے پالک کا ایڈیکاٹک ایسا منہ چڑھا کہ اپنا دیکھا نہ پرایا۔ سب پر متھا صاف پیشینگوئیوں کی کیسی درگت ہو رہی ہے۔ مقدمات میں وہ ناکامی۔ طاعون سے یہ نوبت، پھر بھی حتماء اور سہماء کو ہوش نہیں آتا جہالت کا بھوت سر پر بدستور سوار، مرزائی اخبار البدر نے بھی طاعون کی دستبر کو تسلیم کیا۔ آخر یہ کیا ہے مفتری علی اللہ کی شامت اعمال ہے۔ ایک پاپی ساری ناؤ (ہندوستان) کو لے ڈوبا۔ خدائے تعالیٰ افتراء کا بیڑا غرق کرے۔

۲ وہی غلط الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

محمد الدین مشرقیہ نے دنیا بھر کے جھوٹے فریبی اور مکار آسمانی باپ کو ڈانٹا کہ لے پالک پر تقوا اور معنوی الہام کرنے سے باز رہے مگر باز نہ آیا۔ معلوم ہوا کہ جب تک تجدید کے کیروسین سے اس کا منہ جھلسا جائے گا اور جھونپڑا نہ چھونکا جائے گا ہرگز باز نہ آئے گا۔ چھاتو لے اور مزہ دیکھ۔

فارسی الہام۔ ”اے بسا خانہ دشمن کہ تو دیران کردی“ (تذکرہ ص ۵۰۸ طبع ۳)۔ اپنے ایڈیکاٹک طاعون کی طرف خطاب ہے مگر اس نے تواب لے پالک کے دوستوں کے گھر بھی دیران کر دیئے۔ عربی الہام ”اجرت من النار“ (تذکرہ ص ۵۰۸ طبع ۳)۔ صیغہ معروف حاضر ہے تو یہ معنی نہ ہوئے کہ بچایا تو نے آگ سے مگر یہ معلوم نہ ہوا لے پالک نے آگ سے کیسے بچایا۔ اس نے تو اپنے چیلوں پر دوزخ کا دروازہ کھول دیا ہے اور صیغہ مجہول حاضر ہے تو یہ معنی ہوئے کہ بچایا گیا تو آگ سے، یہ بھی غلط۔ کیونکہ لائبل کی آگ تو سنگ رہی ہے بلکہ اس پر تیل پڑ رہا ہے اور اگر آخرت کی آگ مراد ہے تو اس کے لئے بھی ایندھن تیار ہو رہا ہے جلد روشن ہوا جاتا ہے اور اگر صیغہ متکلم معروف مراد ہے تب بھی غلط۔

کیونکہ آسمانی باپ پر بریش خود در ماندہ ہے وہ کسی کو کیا بچائے گا ایک مقدمہ تو خارج کر دیا۔ دوسرے میں لے پالک کے سر پر چارج دھر دیا اور اگر مجہول متکلم مراد ہے تو وہ بھی غلط کیونکہ آسمانی باپ (شیطان) جو لے پالک کا طاغوت ہے پہلے ہی ناری ہے اور قیامت کے روز دوزخ میں (جس کی صفت و قودھا الناس والحجارة ہے) ٹھونسا جائے گا انشاء اللہ۔ اردو الہام۔ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔ (تذکرہ ص ۵۰۸ طبع سوم) لیجئے جناب! آیات قرآنی کا

الہام تو ہوتا تھا اب اردو زبان کے بھنگو تکبیدوں کی زطلیات کا بھی الہام ہونے لگا۔ ہاتھ ترے چورے کی دم میں منارہ۔ یعنی آسمانی باپ اپنے لے پالک سے کہہ رہا ہے کہ سب جگہ تو ہی تو ہے۔

۳ اصول مذہب سے بے پروائی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

انگریزی ہمعصر پانیر نے ایک شرافشاں آرنیکل چھاپا تھا جس میں یہ ثابت کیا تھا کہ مرزا قادیانی کا مشن ملک اور گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے۔ پانیر نے لکھا تھا کیا اچھا ہوتا اگر فرانس کی طرح ہندوستان کے لوگ بھی لاپرواہ ہوتے یہاں تو ذرا سی بات بھی ایسی ہو جاتی ہے جیسی پھوس میں چنگاری۔

مرزائی اخبار الحکم نے اس کا جواب دیا تھا، جواب کیا تھا نصیبوں پر ماتم تھا۔ ایک ایک بات کئی کئی دفعہ دہرائی گئی۔ ماہصل یہ تھا کہ ”حقیقی مذہب کی پابندی ہی سے ملک میں امن قائم ہوتا ہے۔“ ہم اس پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ الحکم کا خیالی پلاؤ اس وقت دم پخت ہوتا کہ تمام ہندوستان کا ایک مذہب ہوتا۔ یہاں تو سینکڑوں مذاہب ہیں اور سب اپنے اپنے مذہب کو حقیقی مذہب سمجھتے ہیں اور حتی الوسع اپنے مذہبی اصول پر چلتے ہیں گورنمنٹ کی جانب سے امور مذہبی میں کوئی مداخلت نہیں اور اسی آزادی کی وجہ سے علاوہ قدیم مذاہب کے جدید مذاہب بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ مرزائی مذہب بھی جن کی ایک شاخ ہے۔

گورنمنٹ تو کسی کے مذہب میں مداخلت نہیں کرتی مگر جو خود غرض دنیا پرست دوسروں کے مذاہب کی توہین کرتے اور ان کے رفارمروں کو گالیاں دیتے ہیں کہ ہم اچھے ہیں اور وہ برے تھے وہ ضرور مذہبی مداخلت کرتے اور مذاہب کی آزادی میں خلل ڈالتے اور فیملنگ پیدا کرتے ہیں پانیر کا اشارہ اسی جانب ہے اور ممکن ہے کہ مرزائی مشن کی جانب اشارہ ہو جس کی تعداد خود مرزا قادیانی کے قول کے موافق دو لاکھ ہے جو اپنے نبی کے سر پر جان و مال فدا کرنے کو ہر دم تیار ہیں۔ ادھر انہوں نے کوئی حکم دیا ادھر ہر دیوانہ را ہوئے بس است کا عالم سب پر طاری ہو گیا۔ دو لاکھ و اٹھ سو کچھ کم نہیں ہیں۔ یہ پورا نیشن ہے اور چونکہ قادیانی نبی کا دعویٰ ہے کہ میں کس صلیب اور قتل ختازیر کے لئے آیا ہوں لہذا نہ صرف غریب پانیر بلکہ تمام عیسائیوں کو جو کہ خوف ہو بجا ہے کیونکہ مذہبی محبت اور ساتھ ہی پر جوش تعصب ایسا بر چشم ہے کہ دوسرے کو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ جب باوصف دعویٰ مسلمان مرزا قادیانی نے اپنی مریدوں کو تاکید و ہدایت کی ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ نماز نہ پڑھو تو دوسرے مذاہب کے ساتھ ان کو جس قدر تعصب و عناد ہے اس کا اندازہ ناظرین کر سکتے ہیں۔

عیسوی مذہب تو کس شمار میں رہا جس کے استیصال کے لئے وہ مسیح بن کر مبعوث ہوئے ہیں۔ مریدوں کو شاید مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی اس لئے ممانعت ہے کہ مسلمان تو خدا کی نماز پڑھتے ہیں اور مرزا قادیانی ان سے اپنی نماز پڑھوانا چاہتے ہیں۔ چند روز میں پرانا قبلہ بھی بدل دیا جائے گا۔ آسمانی باپ الہام کرنے والا ہے کہ اب تمہارا قبلہ قادیان ہے۔ حج کرنے سے مرزائیوں کو منع کر ہی دیا ہے۔ فقراء اور مساکین کو جو زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں۔ محروم کر ہی دیا ہے اور مریدوں کے نام سکھا شاہی آرڈر بھیج ہی دیا ہے کہ تقیر سے لے کر قطمیر تک زندہ پیر کی کھیر کے لئے بھیج دو۔ عیسیٰ مسیح کو مار ہی دیا ہے کہ وہ آسمانی باپ کا بیٹا نہ تھا بلکہ میں ہوں۔

مقدس مذہب اسلام غیر مذاہب کے ساتھ تعصب برتنے کو روکتا ہے مگر مرزا جیسے خود غرض دنیا پرستوں نے اسلام کو بدنام کر دیا ہے۔ یہ اسلام کے چہرے پر بدنامی سے بلکہ بے ہنگم رسولیاں ہیں۔ نبی سرجری سے آپریشن ہو کر متے اور رسولیاں نکالی جائیں تو اسلام کا نورانی چہرہ صاف ہو کر چمک اٹھے۔

پانچ نے جو فرانس کی نظیر پیش کی ہے کہ وہاں کے لوگ مذہب سے بے پرواہ ہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہاں مذہبی امور میں مداخلت نہیں کی جاتی۔ عیسیٰ بدین خود، موسیٰ بدین خود، یہ مطلب نہیں کہ تمام ملک فرانس دہریہ ہے۔ فرانس پر کیا حصر ہے۔ مذہب کے لحاظ سے کسی ملک کی حالت یکساں نہیں۔ کیا ہندوستان میں دہریے موجود نہیں۔ اگر تحقیق کی جائے تو لاکھوں دہریے نکلیں گے اور جو لوگ عقیدہ اصول مذاہب کو مانتے ہیں۔ وہ بھی عملاً اپنے فرائض سے بے پرواہ ہیں۔ لاکھوں مسلمان نماز روزہ حج زکوٰۃ سے بے پرواہ ہیں مگر ہیں مسلمان۔ وہ دہریہ نہیں۔ وہ اپنے کو ترک عمل کے لحاظ سے خالی اور گنہگار سمجھتے ہیں اور جب خدا اور رسول کا نام آئے گا سر جھکائیں گے۔ اس کو مذہبی بے پروائی نہیں کہہ سکتے بلکہ عملی بے پروائی کہیں گے۔ وہ پورے راسخ الاعتقاد ہیں بھلا ایک راسخ الاعتقاد کیونکر مذہب سے بے پرواہ یعنی دہریہ ہو سکتا ہے۔

ہنود میں بھی (ناسٹک یا دہریہ) ہیں مگر تمام ہنود ناسٹک نہیں۔ فرانس کے لوگ اگر کثرت سے عیاش اور فسق و فجور میں غرق ہیں تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ مذہب سے بے پرواہ ہیں۔ فرانس والے مذہبی عقائد کے پابند اور اپنے پوپ (اٹلی کے سفیر اعظم) کے تابع ہیں۔ چنانچہ ناظرین نے تاریخوں میں دیکھا ہوگا کہ جب پچھلے دنوں اٹلی کے پوپ نے گورنمنٹ فرانس کو ڈانٹا تو پریسیڈنٹ فرانس کے ہوش گندے ہو گئے اور خود پوپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا تہیہ کیا۔ اگر مذہب کی جانب سے بے پروائی ہوتی تو پریسیڈنٹ فرانس پوپ کے حکم کی کچھ پرواہ

نہ کرتا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ فرانس کی پبلک مذہب سے بے پرواہ نہیں اور چونکہ یہ جمہوری سلطنت ہے۔ لہذا ریپبلکنٹ بھی جمہور کے مذہبی خیالات و عقائد کا تابع اور پابند ہے۔

مذہب سے غرض یورپ میں صرف عیسائیت (قومیت) ہے اس کی پرواہ نہیں کی جاتی کہ پریٹسٹنٹ مذہب کے کیا اصول ہیں اور رومن کیتھولک کے کیا اصول۔ اور یہ دونوں مختلف کیوں ہیں اور دونوں ایک ہی کیوں نہیں ہو جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ میں سالہا سال سے مذہبی مناقشے نہیں ہوتے کیونکہ تمام ملک مہذب ہے انہوں نے مذہبی اصول کو مذہبی امور سے بالکل جدا کر دیا ہے۔

پانیر کا مقصد ہے کہ ہندوستان میں چونکہ تعلیم و تربیت عام نہیں ہوئی اور یہاں کے باشندے عجوبہ پرست اور ضعیف الاعتقاد ہیں۔ لہذا جہاں کسی مداری نے پھنک ایک پھنک دو کہہ کر ڈگڈگی بجائی سینکڑوں بچے ہی ہی ہو ہو کر تے غل مچاتے چاروں طرف سے دوڑے۔ اور جہاں اس نے بندر اور بکرے اور بھورے جنگل کے جمہورے بھالو کے دو چار کرتب اور دوسرے شعبہ دکھائے پھر کیا تھا مداری کی جمولی میں روٹی کا ٹکڑا۔ مڑی دھیلا کرنے لگا اور جب جمولی بھر گئی تو ادھر مداری رخصت اور بچے چپت۔ لیکن جب کوئی سادھو بچا اپنے کو مذہبی مداری مانتا اور بانسری بجاتا ہے تو اس کی حالت معمولی مداری سے مختلف ہوتی ہے۔ مداری یہ نہیں کہتا کہ میں جو تماشا دکھا رہا ہوں۔ وہ واقعی ہے یا کرامت و معجزہ ہے۔ وہ اپنے میں خدائی اوصاف اور قدرت کے جذبات نہیں مانتا وہ تو دامن پھیلا کر اور کاہہ ہاتھ میں لیکر تماشا دیکھنے والوں سے دھیلا مڑی مانتا ہے اور کھلم کھلا کہتا ہے کہ ہم لوگ یہ پا کھنڈی ہیٹ کی خاطر کرتے ہیں۔

لیکن مذہبی مداری اور سادھو بچا اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ وہ دنیا کو محض طمع نفسی سے فریب دے رہا ہے اور بظاہر اپنے کو خدا رسیدہ ولی بلکہ نبی قرار دیتا ہے اور خدائی اوصاف سے متصف ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ غیب کی باتیں مانتا ہے پیشینگوئیاں کر کے لوگوں کو مارتا اور جلاتا ہے یہ معمولی مداریوں سے کہیں زیادہ خوفناک ہے یہ اپنا جال مٹی میں چھپا دیتا ہے تاکہ آسانی سے چڑیاں پھنس جائیں جیسا کہ ہم مرزا قادیانی کے شعبہ دیکھ رہے ہیں۔

اگر ہندوستان کے لوگ احمق نہ ہوتے تو ایسے سادھو بچوں سے جیسا کہ پانیر نے لکھا ہے بے پرواہ ہو جاتے۔ آپ ہی حشرات الارض کی طرح چند روز میں ان کا نام و نشان تک مٹ جاتا اور اب کیا ہے دنیا چند روز میں دیکھ لے گی کہ کیا سے کیا ہو گیا۔ جب بڑے بڑے جاہ و چشم تیغ و علم والے مہدیاں کذاب جنہوں نے جراسلطنتوں سے جنگ کی، پامال ہو گئے تو مرزا کیا پدی کیا پدی کا شور مارتا ہے۔ جس کے وجود کا ثبات بالکل گورنمنٹ کی خوشامد پر ہے۔ مرزا کا کیریکٹر دیکھ

کر گورنمنٹ ڈراما بھی اپنے تیور بدل لے۔ بس آج ہی مہدیت و مسیحیت تینیت کا خاتمہ ہے اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ مرزا کا کیریئر ہی اس کے گلے میں استروں کی مالا ہے۔

الحکم نے پانیر کو دیکھی وی ہے کہ جب ہندوستان کو فرانس کی طرح مذہب سے بے پرواہ ہونے کا سہی پڑھایا جاتا ہے تو ہندوستان میں جمہوری گورنمنٹ بھی ہونی چاہئے۔ جیسی فرانس میں ہے ”ہم کہتے ہیں اگر ہندوستان اس قابل ہو تو گورنمنٹ کو کیا عذر ہے۔ یہاں تو جہالت و وحشت کا بازار گرم ہے۔ نہ صرف ہندو مسلمانوں میں بلکہ خود باہم ہندوؤں اور باہم مسلمانوں میں جتنا ہے ہر ایک دوسرے کے خون کا بیجا سا ہے یہ ملک تو اپنی شامت اعمال سے اس قابل ہے کہ برٹش جیسی آزاد نوعی حکومت نہیں بلکہ روس جیسی جاہل و غافل سلطنت اس پر قابض حکمران ہو اور پھر ہم دیکھیں کہ مرزا قادیانی کیونکر مہدی اور مسیح موعود بن سکیں اور کیونکر اعلان دے سکیں کہ میرے ساتھ دو لاکھ دالٹھ ہیں۔ مسیح موعود (ڈاکٹر ڈوی) تو فرانس میں بھی موجود ہے مگر وہ اپنی قوم اور مذہب کا دشمن نہیں جیسے مرزا قادیانی ہیں نہ اس نے مذہب کی ترمیم و تنسیخ کی ہے نہ دیگر مذاہب پر سب دلہن کیا ہے نہ ان کے بزرگوں کو گالیاں دے کر تمام ہندوستان میں فیملنگ پیدا کیا ہے۔ نہ اس نے اوروں پر نہ اوروں نے اس پر فوجداری مقدمات دائر کیے ہیں نہ گورنمنٹ فرانس اس سے بدظن ہے نہ اس نے کوئی نیا مذہب پیدا کر کے اپنا نیا مشن کھڑا کیا ہے۔ وہ ویسا ہی روسن کیتھولک عیسائی ہے جیسے تمام اہل فرانس ہیں۔ مرزا قادیانی کو اس سے سبق لینا چاہئے۔ علی ہذا اندنی مسیح مشرکٹ نے بھی کوئی نیا مذہب اور نیا مشن کھڑا نہیں کیا وہ ویسا ہی پروٹسٹنٹ ہے جیسے تمام اہل لندن ہیں۔ بس مرزا قادیانی کا کیا منہ ہے کہ پانیر کی بات کا جواب دے سکیں۔

۴ مرزا قادیانی کو خدا کی طرف سے مہلت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

قرآن مجید میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ”ولو یواخذ اللہ الناس بظلمہم ماترک علیہا من دابة ولكن یلخرہم (النحل: ۶۱)“ اور اگر خدا لوگوں کے ظلم کے باعث (جو وہ اوروں پر یا بدمعالیوں سے اپنے نفس پر کرتے ہیں) ان کو پکڑ لے تو زمین کی پشت پر کوئی چھ پاپیہ چلا ہوا نہ چھوڑے (یعنی ان کی بدمعالیوں کا وبال تمام حیوانوں پر پڑے) لیکن وہ ان کو نہیں پکڑتا۔ یہ مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ رحیم و حلیم ہے وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو ڈھیل دیتا ہے کہ اب بھی سمجھ لیں اور اب بھی سمجھ لیں مگر جب وہ نہیں سمجھتے تو پھر اللہ مان من غضب اللہیم اس کا قہر جوش میں آتا ہے۔ آخرت کا عذاب تو الگ رہا دنیا میں بھی عذاب دیتا ہے جس کے

ہزاروں نظائر موجود ہیں۔

اب چونکہ لالہ چند ولال صاحب مجسٹریٹ گورداسپور کے بدل جانے سے مرزا قادیانی کو مقدمات میں مہلت مل گئی ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ اس مہلت کو قیمت سمجھیں اور قدرت الہی کا ایک کرشمہ خیال کر کے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یعنی مولوی کرم الدین صاحب مدنی سے معافی مانگیں اور عقائد باطلہ اور افتراء علی اللہ سے تائب ہوں۔ انبیاء کی عظمت کریں۔ اپنے کو انبیاء کا ہمسرنہ بنائیں۔ کیونکہ یہ سارا وبال اسی گستاخی خیرگی کے بے ادبی کا ہے۔

بے ادب خود رانہ تنہا داشت بد

بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

خود مرزا قادیانی انصاف اور غور سے دیکھیں کہ انہوں نے بزرگان مذاہب عامہ کو برا کہنے سے تمام ہندوستان میں عناد و فساد کی آگ بھڑکار رکھی ہے۔ کوئی مذہب والا ان سے خوش نہیں۔ آخر ہس کا کیا انجام ہے۔ مرزا اور مرزائیوں کا کائنات گند اور بے حس نہیں ہو گیا تو وہ ہم سے زیادہ اپنے انجام کار سے واقف ہیں۔

مرزا اور مرزائی اگرچہ ہمیں دشمن سمجھتے ہیں۔ مگر درحقیقت ہم ان کے سچے دوست اور مصلح ہیں ہم نے کبھی نہیں چاہا کہ عدالت میں مقدمات جائیں۔ اور مسلمان مالی اور جسمانی اذیت اٹھائیں۔ ہم ۱۸ ماہ سے برابر چیخ رہے ہیں کہ صلح کرو مگر ہماری چیخ و پکار نہیں سنی جاتی۔

مرزا قادیانی اگرچہ اپنی تو صلح کا ہو جانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ ان کی جیت ہر طرح مصلحی میں ہے۔ آسمانی نشان کا ظہور بھی صلح ہی سے ہوگا۔ اور چونکہ اب مولوی کرم الدین صاحب کا پلہ ہماری ہے۔ یعنی وہ مدعی کی حیثیت میں ہیں اور مرزا قادیانی ملزم کی حیثیت میں۔ تو خیر تال آپ ہی کو دینا چاہئے اگرچہ عدالت کا عندیہ ابھی معلوم نہیں مگر قیافہ سے سب کچھ روشن ہو سکتا ہے۔

موجھیں نیچی کر کے صلح کی التجا کرنے اور معافی مانگنے میں بمقابلہ اس کے کہ عدالت سے جرمانہ یا قید یا دونوں کی سزا مل جائے مرزا قادیانی کا کچھ بھی کسر شان نہ ہوگا۔ فرض کرو کم از کم جرمانہ ہی کی سزا مل گئی تب بھی مہدی مسعود اور مسج موعود کے لئے کچھ شرم کی بات نہیں۔ وہ مثل اسح جو اوروں کی ہلاکت و تباہی و ذلت و رسوائی کی آئے دن پیشینگوئی کرتا تھا۔ آج کے روز عدالت سے سزا یا ب ہو کر پبلک میں ذلیل ہو جائے اور پھر تمام چیلے اور حواری پھر ہو جائیں سچ ہے۔

یہ سختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے

کہ تازگی میں سایہ بھی جہا رہتا ہے انسان سے

دنیا ہوا کو دیکھتی ہے اور جب ہوا بگڑ جاتی ہے تو سب ہوا ہو جاتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو ابھی تجربہ نہیں ہوا۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اب مہدویت و مسیحیت صلح کے ہاتھ اور صلح مولوی کرم الدین کے ہاتھ ہے تو شکلِ اول سے حدِ اوسط دور کر کے یہ نتیجہ نکلا کہ مہدویت و مسیحیت مولوی کرم الدین کے ہاتھ ہے۔ ورنہ بیہات کہہ کر ہاتھ نہ ملنے پڑیں تو ہم ساتھ کے ساتھ اپنا نام مجدد نہ رکھیں توڑی سی سزا بھی بہت بڑی ہوتی ہے۔ انسان ہمیشہ کو داغی ہو جاتا ہے آخر ماہ دو ماہ قید کی سزا بھی اسی عدالت کے اختیار سے ملتی ہے جس کو تین سال قید کی سزا دینے کا اختیار ہے پس سزا سزا سب برابر ہے۔

۵ گورداسپور میں قادیانی مقدمہ

مولانا شوکت اللہ مہرٹی!

پیہ اخبار کا نام لگھتا ہے کسا ارا پر مل کو مولوی کرم الدین صاحب کا استغاثہ جو مرزا قادیانی پر دائر ہے۔ لالہ آتم رام صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کے اجلاس میں جو بجائے رائے چند لال صاحب ہوشیار پور سے تبدیل ہو کر آئے ہیں پیش ہوا۔ مرزا قادیانی کی طرف سے مسٹر اوگارمن ایڈووکیٹ اور خواجہ کمال الدین صاحب مولوی محمد علی صاحب و کلاء حاضر تھے۔ اور مولوی صاحب کی جانب سے شیخ نبی بخش صاحب وکیل گورداسپور۔ فضل دین طرم اصالتا حاضر تھا۔ مرزا قادیانی کی طرف سے بدستور سابق بیماری کا سرٹیفکیٹ پیش ہوا۔ وکیل استغاثہ نے اعتراض کیا کہ یہ سرٹیفکیٹ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے دیا ہے جو طرم کے مرید خاص ہیں۔ وکیل طرم نے ڈاکٹر صاحب کا مرید ہونا تسلیم کیا کہ اس تاریخ پر ہم کوئی کارروائی نہیں چاہتے۔ اس واسطے طرم کی اصالتا حاضری کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ وکلاء استغاثہ نے کارروائی از سر نو شروع کی اور حکم لکھا گیا کہ طرم اس پیشی پر اصالتا حاضر آئے اور گواہان استغاثہ حسب ذیل زبردفعہ ۳۵۰ طلب ہوئے مولوی غلام محمد صاحب خاص تحصیل چکوال، مولوی محمد علی صاحب قاضی تحصیل جہلم مولوی ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے وکیل نے کامل امید دلائی کہ مرزا قادیانی عدالت میں تشریف لائیں گے۔ یعقوب علی والے مقدمہ میں بھی گواہان استغاثہ دوبارہ طلب ہوئے اور تاریخ ۶ مئی مقرر ہوئی۔

ایڈیٹر خدا نہ کرے مرزا قادیانی بیمار ہوں۔ آسنی باپ کا لےوے کے اندھے کی سی لاشی ایک لے پالک، غضب ہے کہ وہ بھی بیمار ہو جائے۔ عدالت کو اگر شہد ہے تو کسی پور پین ڈاکٹر سے ان کے جگر اور معدے اور پھیپھڑے وغیرہ کو اکزیمن کرائے۔ خدا نے چاہا تو جوانوں سے بڑھ کر

ثابت ہوں گے۔ آخر یہ زعفرانی حلوے، یہ روغن ہادام میں دم کئے ہوئے پلاؤ۔ یہ چند بے دستری اور مستقوری مجوٹیں کیا یوں ہی جائیں گی؟ ابی جناب آپ کا خیال کدھر ہے مرزا قادیانی تو حرارت غریزی کی دھواں دھار مشین بنے ہوئے ہیں۔ کھٹا کھٹ پیچے جنوار ہے ہیں۔ مولیٰ دے اور بندہ لے۔ اچھے خاصے ساٹھے پاٹھے بنے ہوئے ہیں۔ پس آپ کو نصیب دشمنان مریض کہنا بدفالی بدخواہی، بداندیشی، مریدوں کو انجام پر ذرا تو نظر ڈالنی چاہئے تھی۔

۶ مرزائی مذہب اور منافقانہ کارروائی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کو اپنا نام مذہب قائم کرنے اور مسیح بننے کے لئے بظاہر تو حضرت مسیح علیہ السلام سے نفرت ہے۔ لیکن درحقیقت تمام انبیاء سے نفرت ہے، اور یہ کھلی بات ہے کہ جس شخص نے اپنے کو بعد ختم نبوت نبی بنا رکھا ہے اس کو تو سارے ہی انبیاء سے رقابت ہوگی وہ ان کا نام لینا بھی گوارا نہ کرے گا۔ مرزا قادیانی کا عندیہ یہ ہے کہ نہ صرف مسیحی لوگ جنہوں نے مسیحی کو خدا بنا لیا ہے۔ مردہ پرست ہیں بلکہ مسلمان بھی جو مسیحی کو زندہ سمجھتے ہیں جیسا تیوں سے کچھ کم مردہ پرست نہیں ہیں۔ گویا خدائے تعالیٰ نے انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو یکساں فضیلت و عظمت عطا کی ہے اگر مسلمان بھی ان کی عظمت حکم خدا کے موافق کریں تو وہ مردہ پرست ہیں مشرک ہیں، کافر ہیں وغیرہ۔ اس میں آنحضرت ﷺ بھی آگئے کیونکہ وہ بھی وفات پا گئے۔

مرزا قادیانی کا مطلب یہ ہے کہ سب مرگھل گئے، خاک ہو گئے اب تو زندہ نبی میں ہوں ان کی جگہ پر مجھ پر ایمان لاؤ۔ ان کو بھول جاؤ۔ قرآن بھی جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا تھا بحیثیت نزل علی محمد وہ بھی مردہ ہو گیا تھا۔ اب میری نبوت نے اس کو از سر نو زندہ کیا ہے کیا معنی کہ وہی قرآن مکرر وہی ہو کر مجھ پر نازل ہوتا ہے۔ اگر میں انیسویں صدی میں مبعوث نہ ہوتا تو قرآن کے ساتھ خود مذہب اسلام ہی مردہ ہو جاتا۔ پس نہ صرف قرآن و اسلام پر بلکہ تمام مسلمانوں پر میرا بہت بڑا احسان ہے۔ قرآن اور خدائے قرآن نے تو میرا احسان مانا مگر مسلمانوں نے نہ مانا جو حدود بڑا احسان فراموش اور کافر نعمت ہیں۔ نہ میرا مرجہ بچھانا کیونکہ مسلمان نپٹ اندھے ہیں میں ہی خوب جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں یا آسمانی باپ جانتا ہے جس نے مجھے لے پا لک، بنا کر بھیجا ہے۔

میں نے خود خود میں جو دیکھا ہے نہیں کہہ سکتا

کہ مہادا کہیں سن پائیں مذاہب والے

اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا انیسویں صدی کا ایک خوفناک ڈاکو ہے جو مسلمان بن کر مسلمانوں کے ایمان کی دولت لوٹتا ہے۔ وہ مجسم شیطان ہے جو آئے دن طرح طرح کے روپ بدل کر مسلمانوں کو گمراہ کرتا ہے۔ مکارہ اور محتالہ بیوہ عورتوں کی طرح خدا اور رسول کے ذکر پر زار و قطار روتا ہے۔ ایک صاحب نے جو آدھے مرزائی ہیں ہم سے بیان کیا کہ جب خدا اور رسول کا ذکر آتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا گل جائے گا پانی ہو کر بہ جائے گا۔ ہم نے کہا سادھو بیچے اس سے کہیں زیادہ پاکٹنڈ پھیلاتے ہیں۔ اگر وہ درحقیقت ایسا ہی ہوتا تو خدا پر افترا نہ باندھتا، رسول اللہ ﷺ سے اگر اس کو محبت ہوتی اور قرآن پر ایمان ہوتا تو نبی اور رسول نہ بنتا، تقویٰ اور نشیہ اللہ پر شہنشین میں بیٹھ کر لیکچر دیتا۔ مرزائی اخباروں میں توحید و اتباع سنت پر طویل و سبیط مضامین کا شائع کرنا اور باہمہ اپنے کو نبی اور خاتم الخلفاء بنانا خدا اور اس کے رسول بلکہ تمام انبیاء کی کھلی توہین ہے۔ مرزائیوں نے تو بروزی نبوت تسلیم ہی کر لی ہے۔ ان کے سامنے توحید و سنت بگاڑنا بالکل فضول ہے۔ معلوم ہوا یہ اوروں کو پھانسنے کا جال ہے جب کوئی مرزائیوں سے متحیر ہو کر پوچھتا ہے کہ کیا مرزا قادیانی اپنے کو نبی کہتے ہیں تو جواب دیتے ہیں کہ قسم ہے وحدہ لا شریک کی یہ نرا بہتان ہے۔ وہ تو حدیث شریف کے موافق اپنے کو مجدد مانتے ہیں لیکن یہی اجنبی جب چند روز صحبت میں رہتا ہے اور مرزائی انہوں اس پر اچھی طرح دم ہو جاتا ہے تو اپنے پرانے عقیدہ کا جبہ اتار کر اور کان دبا کر خرد جال کی نئی جمول ماہن لیتا ہے اور دم اٹھا کر اسی راہ چلنے لگتا ہے جس راہ تمام مرزائی چل رہے ہیں۔

ایک صاحب نے ہم سے کہا کہ مرزا قادیانی کو مسریزم میں بھی بڑا کمال ہے جب کسی شخص سے آنکھ ملاتے ہیں تو وہ انہیں کا کلمہ پڑھنے لگتا ہے۔ اس وقت ہمارے ایک شاگرد بھی بیٹھے تھے جو پچھلے دنوں اپنے مطلب کی خاطر بظاہر مرزائی بن گئے ہیں اور حکیم الامت وغیرہ میں بھی ان کی قدر و منزلت ہے کہنے لگے کہ مجھ پر تو مسریزم کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا ان کے چہرے سے تو صاف طور پر دنیا داری، عیاری، مکاری، بخود مرضی، شکم پرستی مترشح ہے۔

مطرت..... میرٹھ میں طاعون کی وہ گرم بازاری ہے کہ قادیان کے گھر کے گھر صاف ہو گئے۔ قفل لگ گئے، لوگ بھاگ نکلے، موت کا خوف ہر دم غالب ہے۔ کاروباری لوگوں کا دل کام پر نہیں لگتا۔ لہذا اگر ایسے سخت دنوں میں شہنہ ہند اور ضمیرہ کی اشاعت میں وقفہ ہو جائے تو ناظرین معاف فرمائیں۔

تعارف مضامین ضمیرِ حقہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۲ء ۱۸ مئی شمارہ نمبر ۱۸ کے مضامین

.....۱	انبیاء کے معجزات درحقیقت معجزات قدرت ہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	وہی وقت سج۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	ایک لے پالک کے آنے کی ضرورت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزا قادیانی کے دو سج۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ انبیاء کے معجزات درحقیقت معجزات قدرت ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کسی نبی نے اپنے اختیار سے معجزات دکھانے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا کیونکہ ایسا دعویٰ درحقیقت خدا بننے کا دعویٰ ہے۔ نمرود مردود نے جو انسا احی و امیت کہا تو ظاہر ہے کہ وہ خدائی کا مدعی تھا۔ انسا ربکم الاعلیٰ مگر یہ دعویٰ توڑا گیا اور ایسی ذلیل موت مرا کہ اس کا نقش عبرت صفحات تاریخ پر ہمیشہ ثبت رہے گا۔ اور ہر مفتوی علی اللہ کا بھی یہی حال ہوا۔

ہر نبی نے باذن اللہ کہہ کر معجزات دکھائے۔ صلی علیہ السلام نے فرمایا ”ابره الاکمه والابره واحی الموتی باذن اللہ“ اور دوسری جگہ ”فیکون طیراً باذن اللہ“ ہیں معجزات انبیاء درحقیقت معجزات قدرت ہیں۔ ان لوگوں کی عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں جو معجزات الہی کے منکر ہو کر گمراہ ہو گئے ہیں۔ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی حالت کو اپنی حالت پر قیاس کیا ہے۔ وہ اس سے غافل ہیں کہ۔

کارہلکان راقیاس از خود مگیر

یہ بھی فطرت کے خلاف وہ بھی فطرت کے خلاف۔ گویا وہ تمام قانون قدرت کے جامع اور حافظ نہیں اور جیسی ان کی ہستی محدود ہے ایسی ہی فطرت الہی بھی محدود ہے۔ فلسفے اور سائنس کا موجودہ زمانہ نئی نئی چیزوں کی تلاش اور تحقیقات میں زمین کا گز بن گیا۔ اور ہمیشہ ایسی جزئیات ملتی رہتی ہیں کہ ان کا اور ان کی فطرت کا اس سے پہلے کبھی علم نہیں ہوا۔ اور بڑے بڑے فلسفی ہزاروں اشیاء کی نسبت جو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کی فطرت یہی ہے۔ وہ تحقیق و تدبر سے

بالکل غلط ثابت ہوئی اور ان کی فطرت کچھ اور ہی نکلی پھر بھی پورا اذعان نہیں ممکن ہے کہ یہ بھی نہ ہو بلکہ کوئی دوسری اور تیسری فطرت ہو بہم جڑا۔

ایک حماقت شعار دھر یہ کہہ اٹھتا ہے کہ فلاں امر بالکل خلاف عقل ہے۔ کوئی پوچھے آپ کیا اور آپ کی شخصی عقل کیا اور خود انسان کی محدود ہستی ہی کیا کہ غیر محدود قدرت کا احاطہ کر سکے اور اس پر کوئی حکم لگا سکے جبکہ عقل ذرا سی دیر میں گندلی ہو جاتی ہے۔ ادھر کوئی خوف غالب ہوا۔ عقل رخصت ہوئی۔ ذرا سا بخار آیا اور عقل جاتی رہی۔ کوئی تکلیف پہنچی اور عقل غت ربود۔ کوئی مجوبہ شہ نظر پڑی اور عقل کو حیرت نے چکا چوند لگا کر سکے میں ڈال دیا۔ اگر انسانی عقل قابل اعتبار مستقل شے ہوتی تو انسان ہرگز ڈانواں ڈول نہ ہوتا نہ اس سے غلطیاں سرزد ہوتیں۔ ایک وقت ردئی نہ ملے پھر دیکھو عقل کہاں جاتی ہے؟ جب پیٹ بھر گیا عقل سر سہلانے کو آ موجود ہوئی۔ سارا فساد و ردیوں کا ہے۔ کبھی کسی غریب آدمی نے قدرت و فطرت الہی میں عقل کو دخل نہیں دیا۔ پیٹ بھروں ہی نے خدا کا انکار کیا ہے اور نبی کیا معنی خدا بن گئے ہیں۔

ڈاکٹر اور طبیب جو مریضوں کو اجزاء دیتے ہیں تو جس طرح ان کو مرض کا نیچر معلوم ہوتا ہے اسی طرح اجزاء کا نیچر بھی معلوم ہوتا ہے۔ تاہم سینکڑوں اور ہزاروں مریض مر جاتے ہیں اور ان کو کسی تدبیر سے شفا نہیں ہوتی۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ نیچر کے معلوم کرنے سے ان کی عقل بالکل قاصر ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی جو جہلی نبی بنے ہیں تو تمام انبیاء کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں چونکہ انبیاء نے قدرت الہی کے آثار (معجزات) دکھائے اور مرزا قادیانی نہیں دکھا سکے تو سرے سے معجزات ہی کا انکار کر دیا۔ لیکن جو پیشینگوئیاں دکھلا رہے ہیں غیبت کی باتیں بتا رہے ہیں لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ ہندوستان میں طاعون پھیلا رہے ہیں لہذا نبی کیا معنی، مرزا قادیانی تو خدا ہیں۔ انبیاء کے معجزات کا انکار لیکن اپنے خدا بننے کا اقرار۔ یہ عقل کا فتور نہیں تو کیا ہے چند خوشامدی اجہل کندہ ناتراش منڈ گئے۔ فارغ البالی ہو گئے۔ روٹیاں ملنے لگیں ترلقے کھاتے کھاتے گردے پر جس قدر چربی چڑھی اسی قدر عقل اور ایمان کی آنکھوں پر چربی چھا گئی۔ اب خود نبی کے آئینے میں بجز اپنی ایک بنی دو گوش کے کچھ نظر نہیں آتا۔ نبی اور رسول کی شان ہی یہ ہے کہ وہ معجزہ دکھائے ورنہ اس میں اور عام انسانوں میں ماہ الا تمیاز نہیں۔

آخر کروڑوں انسان اس وقت تک کیوں انبیاء کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ نبی کے افعال، عادات، اخلاق سب معجزات ہیں جو عام انسانوں میں نہیں پائے جاتے۔ آنحضرت ﷺ کا ادنیٰ

مجزہ یہ تھا کہ لا تغضبہ الدنیا دنیا آپ کو غصہ نہیں دلا سکتی تھی یعنی دنیوی امور میں کسی آپ کو غصہ نہیں آیا مرزا قادیانی کو دیکھنے کوئی شخص ذرا بھی آپ کی شان میں کوئی سوائے ادب سے کام لے پھر کیا تھا غریب کو چھپا چھوڑنا مشکل ہو جائے اور اگر بس چلے تو اس کو کچا ہی بھنچوڑ کر کھا جائیں اور جب کوئی مخالف ہوتا ہے تو مرزا اور مرزائی ہانسون اچھلتے ہیں کہ فلاں شخص پر ہمارا وبال پڑا گویا ہم نے اس کو مارا۔

خود کفار مکہ اور ان کے سرداروں نے ہمیشہ اعتراف کیا کہ ”واللہ یکذب محمد قط“ یعنی قسم ہے خدا کی محمد ﷺ کسی جھوٹ نہیں بولتا۔ یہ آپ ﷺ کا ادنیٰ مجزہ تھا۔ اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کو دیکھئے کہ سراسر جھوٹ اور فریب کے پتے ہیں اور دن بھر میں خدا معلوم کتنے جھوٹ بولتے ہیں۔ ان کا جہاز ہی جھوٹ اور فریب کے دریا میں چل رہا ہے۔ نبی اور رسول اور خدا کا ہنر لہ ولد بننا اور آیات قرآنی کا الہام ہونا بالکل فریب و افتراء علی اللہ، رئیس اینٹھ کر لوگوں کو اولاد دلوانے کا وعدہ ہمہ تن فریب اور دروغ، تمام پیشینگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ لعنہ اللہ علی

الکاذبین

آنحضرت ﷺ کا خلق عظیم ہاں کل مجزہ تھا خدائے تعالیٰ نے شہادت دی ”انک لعلیٰ خلق عظیم“ اور خود آپ ﷺ نے فرمایا بعثت لا تمم مکالم الاخلاق غیر اقوام بھی اس مجزے کی قائل ہیں اور کروڑوں آدمی قیامت تک قائل رہیں گے۔ یہ ہیں مجزوات قدرت۔ اب مرزا قادیانی کے اخلاق و خوارق کو دیکھئے کہ واجب التعظیم علماء اور مشائخ تو کیا چیز ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی ان کی بدزبانوں سے نہیں بچے اور ان کی ارواح طیبہ و مقدسہ بھی پناہ مانگ رہی ہیں۔ بھلا نبی اور رسول خدا کی طرف سے دنیا میں تالیف قلوب اور انسانی برگزیدہ اخلاق پھیلانے آتے ہیں یا مخلوق کو گالیاں دے کر اپنے سے منحرف کرنے کو، خدائے تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی شان میں فرماتا ہے۔ ”لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک الایہ“ یعنی اے محمد اگر تو بدخوا اور سخت دل ہوتا تو لوگ تیرے گرد سے علیحدہ ہو جاتے۔ مرزا قادیانی کی بد خوئی اور غلیظ القلمی سب و لعن تحریروں سے عیاں ہے۔ اس کے موافق اگر ان کا کانشنس یوں ملامت کرتا ہو کہ ”انت فظ غلیظ القلب فقد انفضوا من حولک“ تو کچھ عجب نہیں۔

انبیاء سے اگر کوئی بات ان کے شان کے خلاف سرزد ہوئی ہے تو جناب باری نے بذریعہ الہام فوراً حمیہ فرمائی ہے مگر مرزا قادیانی سینکڑوں حرکتیں خود اپنے کانشنس کے خلاف کر رہے ہیں مگر کبھی یہ نہیں کہتے کہ مجھ کو آسانی باپ نے فلاں الہام کی رو سے ڈانٹا ہے کہ مردود،

مطروود، بے بہبود، نامسعود وغیر محمود، مانی نمرود، ناخلف مولود تو نے یہ کیا جھک مارا۔ لٹکا دوں،
 بلامت کی صلیب پر اور کر دوں کانوں کے پھوپھوں بچ سر۔ گویا آپ انبیاء سے بھی بڑھ کر معصوم ہیں۔
 پیشینگوئیوں کے غلط اور جھوٹ ثابت ہونے پر کبھی اپنی غلطی کا اقرار نہیں کیا اور ہمیشہ طائل تاویل میں
 ہی گھس جین کوسن کر خرد جال کو بھی پزاوے پر مرق آجائے۔ اور طاعونی بخار چڑھ جائے۔ انبیاء
 کے معجزات غلط مگر مرزا قادیانی کے مذکور بالا خوارق صبح اور معجزات سے بھی کہیں بڑھ کر۔
 ”فاعتبروا یا اولی الابصار“

۲ وہی وفات صبح

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کیا کسی نبی نے اپنی نبوت کی صداقت کا معیار اس بات پر رکھا ہے کہ چونکہ فلاں نبی
 وفات پا چکا ہے۔ اس لئے میں نبی ہوں۔ موجودہ زمانہ میں البتہ انگلینڈ میں مسٹر پکٹ نے اور
 فرانس میں ڈاکٹر ڈوئی نے اور قادیان میں چھٹی مغل نے سک بننے کا دعویٰ کیا ہے۔ پہلے بھی
 متعدد یوں نے یہ کہا کہ ہم سب صبح موعود ہیں۔

انجیل میں فارقلیط (تسل دینے والے) کے آنے کا ذکر ہے اور قرآن مجید میں بھی خود
 عیسیٰ صبح کا قول درج ہے۔ ”اذ قال عیسیٰ بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول
 اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراة و مبشرا برسول یأتی من بعدی
 اسمہ احمد“ یعنی یاد کراے محمد ﷺ جبکہ عیسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ بے شک میں تمہاری
 ہی طرف خدا کا بھیجا ہوا (رسول) ہوں (نہ کہ بنی اسماعیل کی طرف کیونکہ آنحضرت ﷺ بنی
 اسماعیل سے ہیں اور اس لئے عیسیٰ کی نبوت بنی اسماعیل کی جانب سخر نہیں ہو سکتی) اور ایک رسول
 کی (بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا) اس آیت پر لحاظ کر کے مناسب
 تھا کہ آنحضرت ﷺ اپنے کو صبح موعود قرار دیتے مگر صداقت اور صفائی اس کے معنی ہیں کہ
 آپ ﷺ نے اپنے کو عیسیٰ موعود نہیں بتایا۔

گاڈ فری ہیکسن جس نے ہادسف انگریز بلکہ پادری ہونے کے آنحضرت ﷺ کی
 نبوت کی تصدیق اور مذہب اسلام کی حمایت کی ہے اپنی کتاب حلیۃ الاسلام میں لکھتے ہیں: ”اگر
 محمد ﷺ کو دنیوی مال و دولت اور نمود نظر ہوتی تو اپنے کو انجیل کی پیشینگوئی کا صداق قرار دے
 کر صبح موعود بتاتے تاکہ تمام بد بخت جیسا کہ آپ ﷺ کے قدموں پر جا گرتے مگر انہوں نے ایسا
 نہیں کیا بلکہ حلیت کو توڑا اور توحید کو قائم کیا۔“ اس انصاف پسند پادری نے وہ تمام الزامات

اٹھائے ہیں جو متصیب پادری آئین حضرت ﷺ پکارتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے کو عیسیٰ موعود اور مشن نصاریٰ حقیقی ابن نہیں تو محمولہ ابن مٹایا۔ پھر بھی عیسائیوں نے دھاری ماری اور ان کے نام کا بلڈ وگ بھی نہ پالا۔ جب محمولہ کر عیسیٰ مسیح کو گالیاں دینی شروع کیں۔ ہات ترے مرتد کی دم میں پادریوں کی سٹیٹ کارول۔

جب کوئی سادہ لوح آپ کا چیلہ بنتا ہے یا بننے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو وہ رسالے دکھائے جاتے ہیں جن میں مسیح کی وفات بزم خود کتابت کی گئی ہے کہ ۱۹ سو برس تک کوئی شخص کیونکر زندہ رہ سکتا ہے اور وہ بھی بے کھائے پیئے۔ اور آسمان پر کوئی کیونکر جاسکتا ہے۔ کیونکہ طبقہ زمہریر میں پہنچ کر کوئی شے زندہ نہیں رہ سکتی۔ وغیرہ۔

مگر ایک آریا اور ایک دہریہ بھی یہی کہتا ہے جو عیسیٰ کی وفات کا قائل نہیں۔ کیا وجہ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود نہیں مانتا۔ مرزائی تو دہریوں اور آریوں سے بھی گئے گزرے ہیں۔ ان کو خوش ہو کر اور بظنیں بجا کر کہنا چاہئے کہ آریا اور دہریے بھی تمہارے بھائی مرزائی ہیں۔ اور انہوں نے جب وفات مسیح کو مان لیا تو عیسیٰ موعود بھی مانتا تھا جیسا مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ آسمان کے دل میں میرا خوف پیدا ہو گیا تھا گو یادہ مرزائی بن گیا تھا۔ پس مرزا قادیانی صرف عیسیٰ مسیح کے مارنے کو مسیح موعود بنے ہیں امدان کے مشن کا یہی کام ہے کہ چاہے عیسیٰ مسیح کو مارے پھر میں لیکن اس صورت میں ایک ایک یہودی مالک ایک آریا مالک ایک دہریہ مسیح موعود ہوگا جس کو قرآن مجید سے بھی استدلال کرنے کی ضرورت نہ ہوگی جیسی مرزا قادیانی کو ضرورت ہے اور پھر مرزا قادیانی کہہ سکیں گے کہ میں مگر ان وفات مسیح کے لئے مسیح موعود ہوں نہ کہ قائلین وفات کے لئے حالانکہ آپ خیر سے امام الزمان اور مسیح الزمان اور نیز خاتم الکلفاء اور خدا جانے کیا کیا ہیں؟

پھر تاویل میں بالکل خلاف لغت، خلاف محاورہ، خلاف سیاق و سباق، خلاف جمہور مفسرین، و ماقلوہ و ماصلوہ کے یہ معنی اختراع کئے کہ عیسیٰ مسیح کو صلیب پر بھی کھینچا اور قتل بھی کیا لیکن نہ قتل کا نتیجہ واقع ہوا نہ صلب کا، ہر فعل کی نسبت یہی کہہ سکتے ہیں کہ اس کل وقوع تو ہوا مگر نتیجہ ظاہر نہ ہوا۔ ذرا خیال کرنے کی بات ہے کہ و ماقلوہ و ماصلوہ جواب ہے انا قتلنا مسیح عیسیٰ بن مریم کا۔ یعنی یہود نے کہا کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا۔ ان کا یہ مطلب نہ تھا کہ ہم نے صلیب پر بھی کھینچا اور قتل بھی کیا مگر نہ صلب کا نتیجہ ظاہر ہوا نہ قتل کا۔ ان کا مطلب تو یہی تھا کہ ہم نے واقعی قتل بھی کیا اور پر بھی کھینچا اور قتل اور صلب کا نتیجہ بھی ظاہر ہوا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ ان کا دعویٰ تو کچھ تھا اور خدائے تعالیٰ کی نفی قتل و صلب نے کیا فائدہ دیا یہ تو ان کے دعویٰ کا مطلق جواب نہ ہوا۔ یہ ایسی بات ہے

جس کو تھوڑی سی سمجھ والا بھی قبول کر سکتا ہے۔ مگر مرزا اور مرزا بیوں سے امید نہیں کہ بلید الطبعی ان کو سمجھنے اور تصعب قبول کرنے دے۔

پھر دعویٰ تو آپ کا یہ ہے کہ کوئی بات نیچر کے خلاف نہیں ہوتی حالانکہ عیسیٰ کا صلیب پر چڑھانا اور قتل کرنا سب کچھ ہوا لیکن نہ وہ مصلوب ہوئے نہ محتول تو کیا یہ نیچر کے خلاف نہ ہوا اور اگر کہو کہ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ ہم کسی کے مار ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں مگر وہ نہیں مرتا اور اکثر ارادے پورے نہیں ہوتے۔ تو اس میں خدائے تعالیٰ کی قدرت کی عظمت کا کوئی نشان ایسے مہتم بالشان معاملے میں ظاہر نہ ہوا جیسا کہ سچ کا معاملہ ہے اور جس سے دنیا کی تواریخ گونج رہی ہے اور جس کے باعث کروڑوں آدمیوں نے آپ کو جھٹی بلکہ خدا قرار دے دیا کیونکہ یہ تو ایک معمولی بات ہوئی۔ بات تو آپ کے نزدیک اتنی ہے کہ جیسے سچ کو یہود نے قتل کرنا چاہا مگر وہ کسی وجہ سے سچ نکلے لیکن ایسی خفیف بات کے لئے خدائے تعالیٰ کا یہ کہنا کہ بل رفقہ اللہ مصلیٰ فضول اور بے نتیجہ ہوا۔ مناسب تو اس مقام پر وہ اللہ یا نبی اللہ یا نبی اللہ تھا۔ مگر چونکہ جواب انا قلنا آج کا ہے یعنی آج کے سچ کو مار ڈالا تو صاف ظاہر ہے کہ جب تک یہ جھٹی مصلوب نہیں کے کہ خدائے تعالیٰ نے اس کو زندہ اپنی طرف اٹھالیا۔ یہود کے دھمے کا جواب اور اتصال نہیں ہو سکتا مگر مرزا کا دبیانی کو انبیاء کے حجرات سے خدشہ اب معلوم ہوا کہ فدائی مصلوب سے بھی خدشہ ہے کیونکہ رفقہ اللہ میں اس کا خدشہ ہے نہ کوئی خدشہ۔

۳۔۔۔ ایک لے پالک کے آنے کی ضرورت

مولانا شوکت اللہ مرعی!

مرزائی اخبار لکھتا ہے کہ پانچ آج سے انیس سو تین میں پہلے دو یا میں ایک خدا کے آنے کی ضرورت تسلیم کرتا ہے جو نہ صرف خدا ہے بلکہ خدا کا بیٹا اور معائن آدم بھی ہے اور پھر اس ضرورت کی تردید کرتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ مرزا کا دبیانی بھی تو ابن اللہ یا اللہ کے جنتی کی ضرورت کو موجودہ زمانے میں تسلیم کر کے خود آسانی باپ کے لے پالک بنے ہیں۔ تب ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے آئینے میں اپنی ناک نہیں دیکھی۔ ذرا خیال کرنا چاہئے کہ خدا کا لے پالک بن کر آنے کا اس شخص نے یہ دعویٰ کیا ہے جو اپنے کو مسلمان اور قرآن پر ایمان رکھنے والا بتاتا ہے جس میں آیت "لم یلد ولم یولد" موجود ہے۔ پھر معلوم نہیں الحکم پانیر کی بتائی ہوئی ضرورت کا کس منہ سے رد کرتا ہے۔

خدائے تعالیٰ نے تو کمال حجت اور برہان (قرآن مجید) خاتم النبیین محمد مصطفیٰ علیہ السلام پر

نازل کر کے مسلمانوں کی تمام ضرورتیں پوری کر دیں۔ اب دینی اور دنیوی امور میں کسی شے کی ضرورت نہ رہی مگر مرزائیوں کو نبی کی بھی ضرورت۔ الہام اور وحی کی بھی ضرورت۔ امام الزمان کی بھی ضرورت۔ مہدی اور مسیح موعود کی بھی ضرورت۔ خدا کے لے پالک کی بھی ضرورت۔ گویا اسلام اور پیغمبر اسلام کی بعثت نے کچھ کیا ہی نہیں نہ مسلمانوں کی کوئی ضرورت پوری کی۔ آنحضرت ﷺ کی رسالت اور نزول قرآن بالکل فضول تھا۔ معاذ اللہ۔ حالانکہ تمام ضرورتیں پوری ہو گئیں ہیں ہاں مرزائیوں کی کوئی ضرورت پوری نہیں ہوئی۔ جس کا پورا ہونا تیرہ سو برس کے بعد یعنی مظل پر منحصر ہوا۔

مرزا قادیانی اپنے کلام اور خدا رسولی کے کلام کی جو کچھ تاویلیں اپنے مطلب کے موافق کریں وہ سب درست۔ لیکن دوسرے مذہب والے جو کچھ اپنے مذہب کی نسبت کہیں وہ سب غلط۔ آپ کہتے ہیں میں ان کا ایسا لے پالک نہیں ہوں جیسے دنیا میں انسان کسی کو اپنا لے پالک بنا لیتے ہیں مگر عیسائی اس سے بہتر تاویل کر سکتے ہیں کہ یسوع مسیح خدا کا ایسا بیٹا نہیں جیسے کلمہ مذہب کا بیٹا ہے اور نہ عیسیٰ مسیح الی آلات و وسائل سے پیدا ہوا ہے جن سے تمام انسانوں اور حیوانوں کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے لئے عقائد و اصول پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مذہب اسلام کو انہوں نے اقوام دنیا میں رسوا کر دیا ہے چونکہ وہ اپنے کو مسلمان بلکہ اسلامی نبی قرار دیتے ہیں اور اسلام کی اصلاح کے مدعی ہیں۔ لہذا غیر اقوام اور غیر مذاہب بھی خیال کرتے ہوں گے کہ اسلام میں نہ تو حید ہے نہ بت پرستی کی ممانعت ہے کیونکہ مرزا قادیانی نے تصاویر کو رواج دیا۔ اپنے کو خدا کا لے پالک بنا لیا۔

وہ خیال کریں گے کہ محمد ﷺ خاتم النبیین (سب سے آخری رقاہ مر) نہیں ہیں۔ بلکہ مرزا خاتم الخلفاء ہے اور قرآن میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ غلط ہے اور قرآن میں نہ حج کا حکم ہے نہ مستحقوں کو زکوٰۃ دینے کا۔ اور علماء اسلام اب تک نصاریٰ سے فضول جھگڑتے رہے مرزا خدا کا حتمی ہے اور اسلام میں تنازع بھی موجود ہے کیونکہ مرزا بروزی نبی ہے پس ہنود سے اسلام کا معارضہ کرنا فضول ہے۔ اب فرمائیے اسلام کس بات کا فخر کر سکتا ہے اس نے کوئی اصلاح کی ہے شرک اور بت پرستی اور سو قبیحہ کی جو جماعتیں دوسرے اقوام و مذاہب میں موجود ہیں۔ اسلام میں بھی موجود ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

بکلی مرے فغان سے گری آسمان پر
جو حادثہ کبھی نہ ہوا تھا سو اب ہوا

اگر ہا وصف نزول آیہ ”اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی“ کے کسی نبی یا لے پاک کے آنے کی ضرورت ہے تو اسلام کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیا قرآن میں کسی کے آنے کی ضرورت بتائی گئی ہے اگر اب بھی کسی کے آنے کی ضرورت ہے تو اسلام اپنی اصلاحات عامہ اور ہدایات تامہ پر کچھ فخر نہیں کر سکتا اور منبر پر چڑھ کر مرزا کا اسلام کی خوبوں پر لیکچر دینا محض منافقانہ کارروائی ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دے کر الحاد کے شیشہ میں اتارتا ہے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں ہر صدی پر مجدد کے آنے کی ضرورت ہے ہم کہتے ہیں کہ لے پاک کے آنے کی بھی ضرورت ہے۔ کیا ایسے مجدد کی ضرورت ہے جو دین اسلام کی ترمیم کرے۔ کیا ایسے مجدد کی ضرورت ہے جو خاتم الانبیاء بنے۔ کسی کی بھی ضرورت نہیں۔ البتہ اب تو ایسا دعویٰ کرنے والے کو پاگل خانے بھیجے کی ضرورت ہے جتنے مجددی اب تک گزرے کسی نے یہ دعوے نہیں کیا کہ اسلام کے لئے کسی نبی اور امام کی ضرورت ہے نہ انہوں نے اپنی وقعت بڑھانے کے لئے کسی نبی کو برا کہا۔ حالانکہ وہ جموٹے تھے اور اپنے دل میں بھی خوب جانتے تھے کہ ہم جموٹے ہیں لیکن مرزا قادیانی مہدیان کذاب سے بھی کہیں بڑھ کر کذاب ہیں کہ انبیاء کو محض دنیا پرستی اور حکم پروری کے لئے برا کہتے ہیں اور جس صورت میں ان کو اس جاہ جلال اور جبروت کا شہہ بھی نہیں ملا جو بعض دوسرے مجددیوں کو مل چکا ہے تو اگر وہ خدا نخواستہ کسی قابل ہو جائیں اور دو لاکھ دالٹھنروں سے بڑھ کر دو چاروں پانچ لاکھ دالٹھنر نصیب ہو جائیں تو خدا جانے کیا کریں؟ کسی کو جینے بھی نہ دیں۔ اور ان کے خوارق سے کیا عجب ہے کہ خدائی کا دعویٰ کر بیٹھیں کیونکہ انبیاء کے سارے مدارج طے کر چکے ہیں۔ اب صرف خدا بنانا باقی ہے۔

مرزائیوں کو موجودہ زمانے میں امام کی ضرورت ہے مگر ایسے امام کی کہ جو صفیں اس میں ہوں وہ کسی نبی میں نہ پائی گئی ہوں وہ مسیح بھی ہو، مہدی بھی ہو، بروزی نبی بھی ہو، خاتم الخلفاء بھی ہو اور بالآخر خدائے وحدہ لا شریک کا لے پاک بھی ہو۔ ایسا عجیب الخلق اور خلاف قانون فطرت نبی تو قادیان ہی میں پیدا ہو سکتا ہے دیگر ممالک میں تو آج تک پیدا ہوئے نہ پیدا ہو سکتا ہے۔ پس بڑا معجزہ مرزا قادیانی کا بھی ہے کہ آپ ان نمچرل نبی ہیں۔ اب مرزائیوں کو کسی معجزے کے دیکھنے کی کیا ضرورت۔ مرزا قادیانی کا عنصر ہی غلاب فطرت خمیر سے گوندھا گیا ہے۔ لہذا شیشے عجاب، انبیاء کے تمام معجزات اور صیسی مسیح کا ابن اللہ بننا خلاف فطرت ہے۔ مگر خدا کا لے پاک بننا مرزا کے لئے عین فطرت۔ مرزا کی عقل تو سوڈان کے جنگل میں چرنے لگی ہی تھی مرزائیوں کی عقل کے طوطے بھی عدم آباد گئے۔

۴ مرزا قادیانی کے دوسج

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے چونکہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو گالیاں دی ہیں اور ان پر اس سبب و شتم کا وبال پڑا ہے کہ علماء و مشائخ نے ان کو اسلامی سوسائٹی سے خارج کر دیا ہے اور ویسے بھی مقدمات متدائرہ میں برابر ذمتیں اٹھا رہے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے کسر شان کا مزہ چکھ رہے ہیں۔ لہذا کائنات کے شرم دلانے پر اب معذرت کرتے ہیں کہ میرا مخاطب عیسیٰ بن مریم نہیں بلکہ وہ یسوع ہے جس کے فسق و فجور کی لعنت اور تارکئی دنیا میں پھیلی جس نے خدائی کا دعویٰ کر کے لوگوں کو گمراہ کیا وغیرہ۔

یہ مرزا قادیانی کی محض مکاری اور دفع الوقتی ہے کیونکہ کسی آسمانی کتاب اور کسی تاریخی کتاب سے ثابت نہیں ہوتا کہ دنیا میں دوسج گزرے ہیں۔ بہر حال مسیح سے مرزا قادیانی کی مراد وہی یسوع مسیح ہے جس کو عیسائی امن اللہ کہتے ہیں اور خدا سمجھ کر جس کی پرستش کرتے ہیں۔ اور استدلال لاتے ہیں کہ ہمارا یسوع مسیح وہی ہے جس کی نسبت قرآن میں کلمۃ اللہ اور روح منہ وارد ہوا ہے وہ پاک ہے، وہ مصوم ہے، صاف ثابت ہے کہ اس کے سوا کوئی اور یسوع نہیں گزرا ورنہ مرزا قادیانی بتادیں کہ فلاں سن میں گزرا ہے اور فلاں کا بیٹا تھا اور فلاں جگہ پر پیدا ہوا اور فلاں جگہ پر مرزا جہاں اس کی قبر موجود ہے اور کیا یہ وہی یسوع ہے جس کو آپ نے کشمیر میں مارا ہے اور وہیں اس کی قبر بتادی ہے اور کیا یہ وہی یسوع ہے جو صلیب پر کھینچا گیا اور جس کی وفات ثابت کرنے کو وہن تک کا زور لگایا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ گالیاں اسی یسوع کو دی جاتی ہیں اور یہی آپ کا رقیب ہے جس کے آپ مہمل ہیں اور اس کے سوا کوئی یسوع نہیں گزرا۔ اگر کشمیر میں جموٹے یسوع کی قبر ہے تو بتاؤ سچا کجاں کہاں ہے؟ اور کہاں اس کی قبر ہے اگر تم نہ بتا سکو گے تو لازم آئے گا کہ سچا مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے۔ جس کے زندہ رہنے کے تم مگر موہذا خلف۔

کیا نصاریٰ ایسے نادان اور از خود رفتہ تھے کہ ایک فاسق فاجر شخص کو خدا کا بیٹا بتا دیتے اور بعض ہم صفت اور ہم پیشہ جموٹے مہدیوں پر عیسیٰ مسیح کو قیاس کیا جوئی الحقیقت فریبی اور مکار اور دنیا کے ٹھکنے والے تھے اور چند روز میں کتے کی موت مارے گئے۔

پھر معلوم نہیں میرے پر سوڑے، اب یہ معذرت کیوں کی جاتی ہے اور کس کا خوف ہے کیا مرزا قادیانی کو اس جرم میں پھانسی لگتی ہے یا وہ سنگسار کئے جاتے ہیں جس طرح افغانی عبداللطیف سنگسار کیا گیا۔ کیا مولوی کرم الدین کی طرح کسی مسلمان یا عیسائی نے ان پر لائیکل کا

دعویٰ دائر کیا ہے۔

عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو اس لئے گالیاں دی جاتی ہیں کہ دنیا ان کی عظمت کرتی ہے۔ نصاریٰ ان کو خدا مانتے ہیں اور مسلمان سچائی یقین کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب مرزا قادیانی اپنے کو مسیح اور امام الزمان مان چکے ہیں تو رقابت کے باعث عیسیٰ مسیح کی وقعت ان کی نظر میں کھٹک رہی ہے۔ اور جھٹلا جھٹلا کر ان کو اور ان کے ساتھ عیسائیوں اور مسلمانوں کو گالیاں دے رہے ہیں کہ میں آسمانی باپ کا زندہ لے پالک اور نبی دنیا میں موجود، مجھے تو کوئی دمڑی کو بھی نہیں پوچھتا اور سب میرے نام پر اپنا پویش مارتے ہیں اور نصاریٰ مردہ ابن اللہ کی پرستش اور مسلمان مردہ نبی کی عظمت کرتے ہیں۔ عظمت کیا معنی یہ بھی نصاریٰ کی طرح عیسیٰ مسیح کو پوجتے ہیں۔

خدا کی شان عیسیٰ مسیح تو فاسق و فاجر ٹھہریں جن کی عصمت کی قرآن و حدیث شہادت دیں اور مرزا فاسق و فاجر نہ ٹھہرے جو سینکڑوں جھوٹ بولے۔ جھوٹا مشن کھڑا کرے۔ فریب اور دغا کی دکان جمائے۔ اصول اسلام کو توڑے۔ اپنے کو لے پالک بنانے اور اپنی تصویر شائع کرنے سے دنیا میں شرک پھیلانے۔

دیکھو اس قدر جموٹے مہدی گزرے مگر مرزا نے کبھی کسی مہدی پر سب و لعن کا یہ نہ نہیں برسایا حالانکہ وہ مردود اسی قابل تھے وجہ یہ ہے کہ آپ بھی ان کے ساتھ طعون ٹھہرتے ہیں اور آپ کے پاس کوئی دلیل اس امر کی نہیں کہ وہ تو جموٹے تھے اور میں سچا ہوں۔ پھر عیسیٰ مسیح جو آپ کے نزدیک مر گئے ان کو تو ہر طرح برا کہا جاتا ہے اور ان کا قطعاً انکار کیا جاتا ہے لیکن یورپ میں جو وہ مسیح (مشرکٹ اور ڈاکٹر ڈوئی) اور سما لیٹڈ میں مہدی (مثلاً عبداللہ) آنکھوں کے سامنے موجود ہیں اور مرزا کی چھاتی پر مونگ دل رہے ہیں۔ ان کا دعویٰ نہیں توڑا جاتا وجہ یہ ہے کہ تینوں خالہ کے بیٹے ہم پیشہ اور ہم عصر ہیں۔ انہوں نے یورپ و افریقہ کا کونا دبا یا تو مرزا قادیانی نے ہندوستان کا۔ نصف ی و نصف لکم ہذا قوم الوحوش وہ زندہ بٹے کھنکھری لینے کو موجود۔ انبیاء تو مر گل گئے وہ کیا کر سکتے ہیں جن تو اس بات کی ہے کہ دنیا مردہ پرست ہے۔

اگر مرزا قادیانی کا یسوع فاسق و فاجر تھا تو اس سے تعرض ہی کیا۔ دنیا میں لاکھوں فاسق و فاجر ہیں جو کئی سال باہر ہیں اور وہ خود طعون ہیں ان پر لعنت بھیجے کی ضرورت ہی نہیں۔ نہ وہ کسی کا کچھ بگاڑتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا مقابلہ تو انبیاء سے ہے جب تک ان میں عیب نہ نکالیں اور ان کو فاسق و فاجر نہ بنا لیں خود مصوم نبی نہیں بن سکتے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی عیسیٰ بن مریم ہی کو فاسق و فاجر قرار دیتے ہیں نہ کہ کسی دوسرے یسوع کو جس کا اور حقیقت وجود ہی نہیں۔

مرزا قادیانی کی نگاہ میں تو وہ سچ کھلک رہا ہے جس کی شان ”اہری الاکمہ والابرهص واحی الموتی یاذن اللہ“ ہے۔ مرزا قادیانی ان معجزات کا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ خود کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتے۔ قاسم دقار کا ان کو کیا ٹھوس جس کو کوئی بھی نہیں مانتا۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۱۶ مئی کے شمارہ نمبر ۱۹ کے مضامین

.....۱	مرزائی مذہب کی حقیقت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	ایک خدا کے آنے کی ضرورت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	انت منی بمنزلۃ عروشی	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزائی مقدمات کی نسبت طرح طرح کی افواہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مرزائی مذہب کی حقیقت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اور ان کے آرگن (مرزائی اخبارات) برابر حقیقی مذہب اور مذہب کی صداقت وغیرہ کا راگ الاپ رہے ہیں معلوم نہیں سچے مذہب اور حقیقی مذہب سے ان کی کیا مراد ہے۔ مذہب اسلام تو مراد ہو نہیں سکتا کیونکہ اس پاک مذہب کو وہ چھوڑ چکے ہیں۔ قرآن کی نصوص قطعہ اور ادائے ارکان اسلام کا انکار، بلکہ ان کو رد کر چکے ہیں۔ پس حقیقی مذہب سے ان کی مراد جدید مرزائی مذہب ہے۔ حالانکہ اس کے اصول و احکام بھی ابھی تک مدون و مشتمل نہیں ہوئے۔ بجز اس کے کہ جیسی سچ و بات پاگئے لہذا مرزا قادیانی سچ موعود اور پیغمبر میں اور جو کوئی ان پر ایمان نہ لائے وہ ظہر مرتد واجب القتل ہے اور مردہ پیغمبروں کو مانتا اور ان کی وحی اور الہام پر مقابلہ زندہ پیغمبر کے ایمان لانا حماقت ہے۔ زمانہ بدل گیا تم بھی پرانے مذہب کا میلا کچھلا چلا جسم سے اتار دو، پختہ مذہب کی طرف لٹکونی مٹاؤ۔

دنیا میں جس قدر مذہب ہیں ان کے اصول کی کتابیں موجود ہیں اور نہ صرف اہل مذہب بلکہ حکمران اور غنیمت بھی انہیں کے قواعد اور مروجہ اصول کے موافق مقدمات کا فیصلہ کرتی اور ان کو مانتی ہے۔ مگر کیا مرزا قادیانی نے بھی اپنے مذہبی اصول کی کتابیں جس لٹیف کونسل میں

مجھتی ہیں کہ احمدی (مرزائی قوم) کے معاملات و مقدمات ان کے موافق فیصل ہوا کریں کیونکہ اصول شرع محمدی اور اصول دھرم شاسترہ وغیرہ اب کرم خوردہ اور رومی ہو گئے۔ اور چونکہ مرزا قادیانی امام الزمان ہیں لہذا تمام ممالک یورپ و افریقہ و ایشیا و چین اور روس وغیرہ کی گورنمنٹیں بھی پرانے مذہبی اصول منسوخ کر کے اپنی رعایا میں مرزائی مذہب کے اصول جاری کریں۔

حالانکہ ممالک مذہب غیر کو تو جانے دیں ممالک اسلامیہ ترک، افغانستان، فارس وغیرہ ہی میں اپنی اصول کی کتابیں اور اپنا مشن بھیجیں گھر دیکھیں کیا مرہ آتا ہے۔ ایک چیلے ملا عبد اللطیف کو افغانستان بھیجا تو تھا۔ دیکھو اس کا کیا حشر ہوا۔ گھر پر تو کتاب بھی شیر ہوتا ہے۔ چونکہ برٹش گورنمنٹ کے مبارک پر امن عہد میں سب کو آزادی کی نعمت حاصل ہے۔ لہذا مرزائی بکر کو دچھاتے اور منادی کرتے پھرتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح وفات پا گئے۔ اس لئے مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں۔

مرزائیوں نے سینکڑوں کتابیں اور رسالے مشتمل کئے ہیں لیکن ان میں وفات مسیح اور مرزا کی خود ستائی اور بھٹی اور انبیاء علیہم السلام اور موجودہ زمانے کے مشائخ اور علماء پر سب و لعن برسانے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ یہ حقیقی اور سچا مذہب ہے۔ جس پر مرزا اور مرزائیوں کو فخر ہے۔

مرزائی اخباروں میں نقلی کے ساتھ مشتم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس اور ان کے حواری کی تصانیف یورپ و امریکہ میں پہنچ گئیں اور مرزائی میگزین بھی برابر پہنچتا ہے اور وہاں کے لوگ عیسیٰ مسیح کی وفات کو تسلیم کرتے ہیں اور مرزائی اخبار میں ایک امریکن کا خط بھی شائع ہوا تھا کہ میں وفات مسیح کے باب میں آپ سے متعلق ہوں مگر اس نے یہ نہیں کہا کہ آپ مسیح متونی کے قائم مقام اور امام الزمان ہیں اور ہم لوگ عیسیٰ مسیح کو چھوڑ کر آپ پر ایمان لائے ہیں اور چونکہ یورپ و امریکہ کو جدید فلسفے اور سائنس نے چلایا ہے اور الحاد پھیلا دیا ہے اگر ان کا پہلا تہمتہ حیات مسیح پر ہوگا تو دوسرا تہمتہ مرزا کے مسیح موعود بننے پر ہوگا۔

ایسے بیوقوف نہیں کہ مرزا کی خود غرضانہ چال نہ سمجھیں کہ یہ شخص مسیح کو توارتا ہے اور خود اس کی جگہ لیتا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ مسیح نے وفات پائی ہو یا وہ زندہ ہو مگر ایک چینی مصلح مسیح نہیں ہو سکتا اور وہ بھی مذہب اسلام میں جو مذہب عیسوی کا قطعاً پائیوں کو کہ کنا حریف ہے۔ مرزا قادیانی سے تو کہیں زیادہ مسٹر کٹ اور ڈاکٹر ڈوئی ان کے نزدیک مسیح بننے کے مستحق ہیں جو عیسوی مذہب رکھتے ہیں لیکن جب یورپ والے اپنے ہم مذہب جدید مسیحوں کو بھی پاگل قرار دیتے اور مسخکے اڑاتے ہیں تو مرزا قادیانی کسی کھیت کی دسا اور ہیں۔ اور جس طرح مرزا قادیانی حیات مسیح

کو نہیں مانتے اسی طرح لاکھوں عیسائی نہیں مانتے لیکن کیا وہ سچ ہیں اور ایک دوسرے کو سچ سمجھتے ہیں اس صورت میں تو یورپ و امریکا میں لاکھوں سچ ہوں گے۔

پاگل اپنے کو پاگل نہیں سمجھتا نہ اپنی حرکات کو پھونکا نہ عقین کرتا ہے مگر ذی عقل اور ذی ہوش اس کو پاگل ہی سمجھتے ہیں اور معذور قرار دیتے ہیں جیسا کہ پانیر نے لکھا تھا کہ ہندوستان کے لوگ بھی مذہبی پاگلوں سے ایسے ہی بے پردا ہو جاتے جیسے فرانس والے ہیں تو مرزا کی مسیحیت و مہدویت باطنی کے ابال کی طرح جوش کھا کر خود ہی بیٹھ جاتی ہے مگر ہندوستان میں تو ایک مذہبی پاگل ہیں نہ ان کے حواری۔ یہ تو دیوانہ بکار خویش ہشیار ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ مرزا کا افسوس کا جنون طامون اور بیٹنے کی طرح متعدي ہو کر اوروں کو بھی پاگل بنا دیتا ہے نہیں جناب نہ مرزا قادیانی پاگل صحفہ پر کارگر ہو گیا تو اصحاب الفیل بن کر ہاتھی کے روٹ میں سب اپنا اپنا حصہ بخرہ لگانے لگے۔ دو دو اور چڑی اگر کوئی انہیں پاگل کہے تو مجددانہ شریعہ ابھی ابھی اس کی جان کو آجائے اور منہ لوچ کر ڈاڑھی کھسوت لے۔

مرزا اور مرزا قادیانی مارے خوشی کے پھول کو فرانس کا بیلون بنے ہوئے ہیں کہ ہمارا میگزین یورپ و امریکہ میں جاتا ہے اور وہاں کے لوگ وفات مسیح کے ساتھ مرزا قادیانی کی مسیحیت پر بھی ایمان لاتے جاتے ہیں مگر ان کی یہ خوشی اور اور شدہ روئی ایسی ہی ہے جیسے جن کے شعلہ کی کہ تھوڑی دیر کے بعد افسردگی کے سوا کچھ نہیں۔

یورپ و امریکا والوں نے مرزا قادیانی کے وہ رسالے یقیناً نہیں دیکھے جن میں صلی مسیح کو فاسق و فاجر بتایا گیا ہے۔ اگر مرزا قادیانی اپنے دعوے میں (جس کو وہ سچا سمجھتے ہیں) بے لاگ اور بے باک ہیں تو وہ رسالے بھی انگریزی میں ترجمہ کرا کر یورپ و امریکہ میں بھیجیں پھر تو معلوم ہو جائے گا کہ یورپین اور امریکن مرزا کو کیا سمجھتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ کوئی شخص اپنے مذہبی ادائے فرائض سے کیسا ہی بے پردا ہو۔ اس کے عقائد کیسے ہی جعلزل ہو جائیں مگر اس کی فطرت اپنے مذہب و ہانی مذہب کی توہین ہرگز نہ دیکھ سکے گی۔ جو نیشن اور نیشنلیٹی اور قومیت کا قالب پکڑ گئی ہے۔ یورپ میں آج کے روز اتحاد و اتفاق کی جو عالمگیر روشنی نظر آرہی ہے وہ صرف مذہب کی دولت ہے۔ اگر یورپ اپنے مذہب سے بے پردا یا بالکل لاندہب ہوتا تو ترکی سلطنت کے ساتھ بھی اس کا ویسا ہی اتحاد و خلوس ہوتا جیسا دوسری عیسائی سلطنتوں کے ساتھ ہے اور ترکی سلطنت ان کی آنکھوں میں ہرگز نہ نکلتی۔ اگر یورپ کو مذہبی پاس نہ ہوتا تو عیسائیوں ترک کا کان گرم ہوتے ہی سب کے سب مشتعل نہ ہو جاتے اور جنین میں مذہبی مشنریوں کے قتل ہو جانے پر تمام یورپ

خون بہانے کو نہ چڑھ دوڑتا۔ بعض یورپین کو اسلامی اصول کو پسند کرتے ہیں مگر وہ ہرگز نہ چائیں گے کہ مذہب عیسوی کے مقابلہ میں اسلام کو فروغ ہو پس مرزا اور مرزائیوں کا یہ خیال کہ ہمارے رسالوں کو یورپ و امریکہ ٹھنڈی آنکھوں دیکھتا ہے۔ زرا خیالی پلاؤ اور نری ملٹن کی خیالی بہشت ہے جس صورت میں یورپ والے قدیمی عظیم الشان مقدس اسلام کو نہیں مانتے تو جدید بے اصل مرزائی مذہب کو کیا مانیں گے۔

یورپ اپنے مذہب کو حق سمجھتا ہے اور دل سے چاہتا ہے کہ پادری لوگ عیسویں مذہب دنیا میں پھیلانیں اگر وہ مذہب سے بے پردہ ہوتا تو ممالک غیر میں پادریوں کے قتل ہو جانے کی ذرا پروا نہ کرتا اور نہ ان کے قتل کو خود کشی قرار دیتا کہ پادریوں نے مذہب غیر کو ناحق مشتعل کیا تھا جس کی سزا ان کو مل گئی۔

حیات مسیح، مذہب مسیح کا ایک رکن اعظم ہے یعنی عیسیٰ مسیح عیسائیوں کے نزدیک خدا ہے اور خدا کے لئے جی اور قائم ہونا ضروری ہے۔ پس ذرا سمجھنے کی بات ہے کہ جن فیلسوف عیسائیوں نے اپنے قدیمی خدا اور اسکی خدائی کے اعلیٰ وصف کو نہ مانا یعنی مسیح کو مردہ سمجھ لیا وہ مرزا جیسے بوم کو کیوں مسیح ماننے لگے اور خدا کو چھوڑ کر ایک ہندی وحشی (کالا لوگ) پر کیوں ایمان لانے لگے۔ حالانکہ مرزا قادیانی اپنی حماقت کے کا بوس میں بھی سمجھے ہوئے ہیں کہ جس شخص نے مسیح کی وفات کو مان لیا اس نے تجھے مسیح موعود اور امام الزمان تسلیم کر لیا۔ مرزا کے گرد و پیش ایسے حقاہ ضرور موجود ہیں مگر یورپ و امریکہ میں اس قسم کے ہونق نہیں ہوئے گئے۔ اب سمجھ لینا چاہئے کہ ولایت میں مرزائی رسالے اور میگزین کونسا قلعہ فتح کر سکیں گے بجز اس کے کہ یہ کاغذات رفع حاجت کے لئے جائے ضرورت میں رکھے جائیں، کس مصرف کے ہیں؟

مرزائی اخباروں میں بیعت کرنے والوں کی فہرست شائع ہوتی ہے اور اکثر سہماہ خطوط ہی کے ذریعے سے مرید ہوتے ہیں مگر ہا و صف رسالوں کی مقدر و صوم و حام کی اشاعت کے کبھی کسی یورپین یا امریکن کا نام چشمی کے ذریعہ بیعت کنندوں میں شائع نہ ہوا۔ یورپ کا تو کیا ذکر ہے ہندوستان کے حقیر اور بھوکے کے عیسائیوں نے بھی ڈام نول ہی کا خطاب دیا۔ ہاں حقاہ کا سر سہلا کر ان سے چندہ وصول کرنے کا لٹکا بہت خاصہ ہے کہ مرزائی مذہب رسالوں اور میگزین کے ذریعے سے یورپ و امریکا میں بھی اشاعت پا رہا ہے اور اس دور دراز سرزمین میں بھی مرزائی لوگ برسات کے گینچوؤں اور خود رکھاس کی طرح پیدا ہو رہے ہیں پس لاؤ چندے پر چند اور کھلو او حلوہ اور طیدا۔

پیشینگو بہاں پٹ پڑیں خصوصاً مقدمات کے فتح کی پیشینگوئیوں نے تو ڈرہا ہی پھونک دیا۔ جھوٹے اور بے معنی الہام کی مٹی خراب ہو چکی۔ موت کی دھولس اور طاعون کا ڈراوا بھی جہاں سے نکلا تھا وہیں گھس گیا۔ اس نے بھی ڈائن بن کر پوتوں ہی کو دکھایا۔ الغرض کسی نے ساتھ نہ دیا۔ ترش خالی ہو گئے۔ ایک تیز بھی نشانے پر نہ لگا بلکہ الٹا جولا ہے کا تیر ہو گیا۔ اب حقاء کے نچڑنے کو بھی لٹکا پاتی رہ گیا کہ عیسیٰ مسیح وفات پا گئے۔ لہذا میں مسیح ہوں۔ کوئی اس خرد جال سے پوچھے کہ جب عیسیٰ مسیح اس سبب سے وفات پا گئے ہیں اس قابل نہ رہے کہ ان کو کوئی نبی بھی کہہ سکے اور سینکڑوں برائیاں اور فسق و فجور محاذ اللہ ان میں پیدا ہو گئے تو دوسرے انبیاء عیوب سے کب بری رہ سکتے ہیں کیونکہ ظاہری وفات پا چکے ہیں۔

خود غرض انسان ضرور پاگل بھی ہوتا ہے کیونکہ اہل الغرض مجنون لہذا جو اعلیٰ انسانی صفات کسی میں پائی گئیں مرزا اس کا رقیب بن گیا۔ اور ان صفات کو اپنے درمیان کے اندر ٹھونسنے لگا۔ پھر طرہ یہ ہے کہ ان صفات کے موصوف کو گالیاں بھی دینے لگا کہ میں اچھا ہوں اور وہ بر تھا۔ مثیل اسح بن کر عیسیٰ کو گالیاں دیں۔ بروزی محمد بن گیا مگر ان کے صفت خاتم النبیین سے انکار کیونکہ اس صورت میں خود نبی نہیں رہ سکتا۔ خود غرضی سے آنحضرت ﷺ کا وہ اصل درجہ گھٹا دیا جو خدائے تعالیٰ نے ہاشثناء و مگر انبیاء کے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے اور پھر خاتم الخلقاء (خاتم الانبیاء) اس شخص کی کیا کیا بد معاشی اور نمک حرامی بیان کی جائے۔

اصل بات یہ ہے کہ جن انسانوں کے باعث مہتمم بالشان واقعات ظہور میں آئے ہیں اور اس لئے دنیا ان کی عظمت کرتی ہے۔ یہ مردود اس عظمت کو نہیں دیکھ سکتا اور یہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھے اس عظمت کا مستحق سمجھیں ورنہ یا تو اس واقعے ہی کو سرے سے اڑا دے گا یا مکار عورتوں کی طرح اوصاف میں کیڑے ڈالے گا یا دونوں افعال کا مرکب ہوگا تاکہ ان کی عظمت گھٹے اور میری عظمت بڑھے۔ عیسیٰ مسیح کا واقعہ صلب و قتل عجیب مہتمم بالشان واقعہ ہے جس کے باعث دنیا آپ کی عظمت کرتی ہے۔ مگر یہ عظمت اس کو نہیں بھاتی۔ پس مسیح کے رفع جسمانی اور حیات جاودانی سے انکار اور ان پر فسق و فجور کا الزام۔ ایسا ہی عظیم الشان معرکہ حضرت امام حسینؑ اور شہیدان دشت کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اس وقت تک نہ تو کسی نے ایسے ظلم و ستم سہے اور مبروہ استقلال سے کام لیا نہ لاکھوں لعینوں کے مقابلہ میں ۲۷ تن نے ایسی داد شجاعت دی۔ اللہ اللہ یہ انہیں کا حوصلہ تھا کہ ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے عزیز اور نعت جگر نے بڑی امنگ اور جوش مسرت کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا اور رضا الہی کی

عروس سے ہمدوش ہوئے یہ جذبہ شوق وصال شاہد حقیقی تھا یہ قوت قدسیہ تھی۔ روحنا فراہم الحق۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین

دین است حسین دین پناہ ست حسین

سرداد و نداد ست درد ست یزید

حقا کہ بنا لا الہ است حسین

یورپ کے ایک انصاف منس مورخ نے لکھا ہے کہ ابتداء آفرینش سے لیکر دنیا میں صرف تین بہادر گزرے ہیں ایک حسینؑ، دوسرا اجزل مارشل بزمین، تیسرا نپولین۔ مگر حسینؑ کے ساتھ علاوہ شمر و یزید کے لاکھوں لشکر کے اور بھی دشمن تھے۔ جو کہ دشمن تھی، پیاس دشمن تھی، بے کسی اور تنہائی دشمن تھی، استقلال اور پاحردی کے ساتھ اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنا حسینؑ ہی کا کام تھا۔ ماحصل یہ ہے کہ حسینؑ کے برابر اپنے دین پر قائم رہنے والا کوئی شخص اور جری دنیا میں نہیں گزرا۔ مگر مردوقسی القلب شمر سیرت، یزید سیرت مرزا کہتا ہے کہ میں حسینؑ سے افضل ہوں۔ یزید نے بھی تو حسینؑ سے یہی کہا تھا کہ میں تجھ سے افضل ہوں۔ پس میرے ہاتھ پر بیعت کر۔

اب فرمائیے! مرزا اور یزید و شمر میں کیا فرق رہا؟ مرزا مارے خوف کے کبھی گھر سے باہر نہیں نکلتا چوہے کے بل میں سردیے پڑا رہتا ہے۔ تاہم حسینؑ سے افضل ہے؟ عدالت کی ذرا سی ڈانٹ میں تو بہ نامہ لکھ دیا کہ آئندہ کسی کی ہلاکت کی پیشینگوئی نہیں کروں گا۔ اب اگر عدالت ذرا بھی دھولس ڈالے تو مسیحیت و بروزیت ہی کو استغنیٰ دے دے۔ عدالت کی حاضری سے جی چراتا ہے کہ میں مریض ہوں، ذیابطیس میں مبتلا ہوں، بوا سیر نے گھیر رکھا ہے، اختلاج قلب نے سلسلہ کر ڈالا ہے۔ حالانکہ ہٹا کٹا ہر طرح تو منہ چاق و دچو بند ہے۔ یہ چیزیں، یہ جبین، یہ دعات پھر بھی حسینؑ سے افضل۔ اس کی شرارتوں اور بد معاشوں کا چرہ با کہاں تک اتارا جائے۔ خدا اس کو جلد جہنم واصل کرے۔

۲ ایک خدا کے آنے کی ضرورت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی زبان سے تو یہ کہتے ہیں کہ ایک نامور کے آنے کی ضرورت تھی مگر افعال سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ایک خدا کے آنے کی ضرورت تھی اور اب پوری ہوئی۔ دلیل یہ ہے کہ مرزا قادیانی غیب دان ہیں، محی اور مصیت ہیں، کبھی غلطی نہیں کرتے، ان کی کوئی بات خالی نہیں جاتی، وہ فعال لما یرید ہیں، کسی طرح مجبور نہیں، جیسے جبریہ فرقہ مجبور ہے۔ قدر یہ کہ بھی قبلہ گاہ ہیں، بھلا جس

وجود میں مجددیت، نبوت، رسالت، بروزیت، مسیحیت، مہدویت، امام الزمانی خدا کی تینیت وغیرہ صفتیں مجتمع ہوں وہ خدا نہیں تو کیا ہے؟ یعنی مجدد ہو کر محمد ﷺ کا بروز اور مسیح موعود ہو کر جری اللہ فی حلال الانبیاء اور مختلف تشخصات اور مختلف شریعتوں کا مجنون مرکب، گواہیسا برزخ انسانی فطرت کے خلاف ہو مگر خدائی فطرت کے خلاف نہیں۔ خدا میں تو سب طرح کی طاقت ہے۔ وہ ان نیچرل اوصاف کا مجموعہ ہے جو بات انسانوں کے نزدیک محال ہے وہ خدا کے نزدیک ممکن۔ بلکہ واقع ہے۔ پس اک حتما کے پٹیلے کو بظاہر تو مامور ہیں مگر درحقیقت خدا ہیں۔ کیا مرزا اور مرزائی اب بھی قاتلان وحدۃ الوجود کو گالیاں دیں گے اور ان کے اس شعر پر ایمان نہ لائیں گے۔

ہر لحظہ بشکل آن بت عیار برآمد

دل بر دو نہ ان شد

ہر دم بلباس دگر آن یار برآمد

گہ پیرو جوان شد

عیسائیوں کو عیسیٰ مسیح کے آنے سے پہلے ایک خدا کے آنے کی اور مسلمانوں کو ایک انسان کامل محمد ﷺ کے آنے کی ضرورت تھی۔ دونوں ضرورتیں انجیل مقدس اور قرآن مجید نے پوری کر دیں۔ ہاں مرزائیوں کی ضرورت کی جائے ضرور معمور نہ ہوئی تھی کیونکہ انہیں ایک برازی نہیں بروزی خدا کے آنے کی ضرورت تھی۔ اب انیسویں صدی میں وہ بھی پوری ہوئی۔ پس مرزا قادیانی کو اسی کی ضد ہے کیا معنی۔ جب کوئی یہ کہے گا کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں تو مرزا کی شلواری میں پٹنگے چھوٹ جائیں گے کیونکہ خاتم النبیین وہ خود ہیں، اور جب مرزا قادیانی یہ کہیں گے کہ عیسیٰ مسیح کو عیسائی خدا سمجھتے ہیں تو مارے حسرت کے پٹیوں میں انگارے دوڑنے لگیں گے کہ مجھے مسیح ابن اللہ (لے پالک خدا) کیوں نہیں مانتے جبکہ میں مسیح پر ہر طرح ترجیح رکھتا ہوں۔ پس مرزا قادیانی نے جو مختلف لقب لئے ہیں تو اس سے درحقیقت ان کی مراد یہ ہے کہ میں خدا ہوں پھر بھی عیسائیوں پر اعتراض کہ انہیں ایک خدا کے آنے کی ضرورت تھی۔

رنگون میں ایک مدراسی نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں طلاق دے دی جب غصہ فرد ہوا تو ایک مولوی سے چارہ جوئی کی، مولوی نے روپیہ طلب کیا اور کہا کہ تیری طلاق ہرگز جائز نہیں اور نکاح نہیں ٹوٹا۔ طلاق دینے والا خوشی خوشی اپنے گھر چلا گیا تو ایک شخص نے مولوی سے پوچھا کہ آپ کا یہ فتویٰ کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ مولوی نے کہا کہ طلاق دینے والا جاہل کندہ ناتراش ہے جو (ط) اور (ت) سے واقف نہیں پس اس نے ضرور (ت) سے طلاق دی ہوگی نہ کہ (ط) سے۔

اس پر اہکم خوش ہو کر لکھتا ہے کہ کیا اب بھی کسی مامور کی ضرورت نہیں۔ سبحان اللہ کیا ضرورت ثابت کی ہے۔ غریب مولوی نے تو روپیہ لے کر طلاق ہی ناجائز بتائی مگر مامور من اللہ نے پانچ سو روپیہ ایٹھ کر ایک محرز فوجی اور افسر کو بیٹا دلوانا چاہا حالانکہ آسمانی باپ سے ایک چوہیا بھی نہ دلوا سکا۔ بے شک مرزائیوں کے نزدیک ایسے ہی مامور من اللہ کی ضرورت ہے۔ ہات تیری ضروری ماموری کی دم میں خرد جال کی لنگوری۔

۳ انت منی بمنزلة عرشی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

انت بمنزلة ولدی (تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم) کا الہام تو ناظرین کو معلوم ہی ہے جو پرانا ہو گیا اور ضمیر میں بیسیوں مرتبہ اس الہام کی دھجیاں اڑ چکیں یعنی اس لہجہ انہ الہام نے خدائے تعالیٰ کی صفت ”لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفو احد“ کو بالکل اڑا دیا۔ اہکم نے حال میں تازہ بتا زہ یہ الہام شائع کیا ہے ”انت منی بمنزلة عرشی“ (تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم) تعجب ہے کہ اب تک بمنزلة ولدی والے الہام کی تو کوئی تاویل نہ کی گئی نہ اس کو استعارہ بتایا گیا مگر بمنزلة عرشی والے الہام کو خود مرزا قادیانی نے استعارہ بتایا اور مرثی جملوں اس بارے میں سکوت اختیار کیا اور مرزائیوں کو سکوت کی ہدایت فرمائی۔

واضح ہو کہ کلام مجید میں جناب باری نے اکثر استعارات سے کام لیا ہے مگر استعارات تشابہات سے نہیں ہیں۔ مرزا اور مرزائیوں کو سمجھنا چاہئے کہ استعارہ تشبیہ کی قسم ہے صرف اتنا فرق ہے کہ وجہ شبہ اور علاقہ مذکور نہیں ہوتا۔ مثلاً زید شیر ہے اور معشوق آفتاب ہے۔ یہاں شجاعت اور حسن مذکور نہیں مگر فوراً سمجھ میں آجائے گا کہ شجاعت میں زید کو شیر سے اور حسن میں معشوق کو آفتاب سے تشبیہ دی ہے۔

کلام مجید تشابہات سے معمور نہیں ورنہ اس کا سمجھنا محال ہو جائے حالانکہ کلام مجید کی صفت ”تبیاننا لکل شیء اور فصلناہ تفصیلا اور ہدی للناس اور ہدی للمتقین“ ہے اور ظاہر ہے کہ محض تشابہات سے ہدایت نامہ نہیں ہو سکتی۔ پس استعارہ لانا کو تشابہات قرار دینا خرف آسمانی باپ اور پیر نابالغ لے پالک کا اضغاث احلام ہے۔

خدائے تعالیٰ نے تشابہات کی یہ صفت فرمائی ہے ”وما یعلم تاویلہ الا اللہ“ ایک طلبوگ مرزائی نے ہم سے کہا کہ اس آیت سے آگے ”والراسخون فی العلم“ بھی ہے۔

ہم نے کہا یہ عطف نہیں بلکہ وقف کے بعد ایک کلام مستأنف ہے ورنہ لازم آئے گا کہ جیسا علم خدائے تعالیٰ کا ہے۔ ویسا ہی راسخون فی العلم کا ہے۔ یہ شرک فی صفات اللہ ہے جو کسی طرح جائز نہیں۔ قرینہ صاف بتا رہا ہے کہ تشابہات کی تاویل خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور راسخون فی العلم یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ خدا کی طرف سے ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم تاویل کے مجاز نہیں۔ اگر عطف مانا جائے گا تو یہ کلام مستأنف کچھلے کلام کے خلاف پڑے گا۔ عیسیٰ مسیح کی نسبت رفقہ اللہ بھی تشابہات سے ہے۔

کیا معنی کہ یہ فعل الہی ہے ہم کو اس بات کا علم نہیں دیا گیا کہ عیسیٰ کیوکر زندہ اٹھائے گئے اور اب تک کیوکر زندہ ہیں۔ یہ ہونے ان کو قتل بھی نہیں کیا۔ صلیب پر بھی نہیں کھینچا مگر کیا بندوں کو اس کا علم ہو سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو کیوکر محفوظ رکھا مرزا قادیانی اپنے مطلب کے موافق بات بات میں آیات کی تاویل کرتے ہیں مگر جو الہام ان پر آسانی باپ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس کی تاویل نہیں کر سکتے۔ گویا آپ گوگنوں کی محفل کے صدر نشین ہیں۔ یوں کیوں نہیں کہتے کہ آسانی باپ مجھ پر بے معنی الہام کرتا ہے۔ مصیبت تو یہ ہے کہ کلام بے معنی یا با معنی کی تمیز نہ تو مسخرے آسانی باپ کو ہے نہ اس کے اکلوتے لے پالک کو جب کوئی کلام مجددانہ مشرقیہ کی نکسال میں آتا ہے۔ تب معلوم ہوتا ہے کہ کھرا ہے یا کھوٹا۔ بے معنی ہے یا با معنی۔ اب سنئے "انت منی بمنزلۃ عرشی" (تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم) بالکل بے معنی ہے عرش تو مکان کو کہتے ہیں جو رہنے، سہنے، بیٹھنے، اٹھنے کے لئے ہوتا ہے کیا مرزا قادیانی کوئی کوٹھڑی یا کوئی جھونپڑی ہیں جن میں خدائے تعالیٰ رہتا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ جیسا میرے نزدیک عرش کا مرتبہ بلند ہے۔ ویسا ہی مرزا کا مرتبہ بلند ہے تو عرض یہ ہے کہ خدا کے نزدیک کسی کا مرتبہ بلند نہیں اس کے نزدیک جھونپڑا اور عرش دونوں برابر ہیں کیونکہ بلندی اور بلندی ہی محض اعتبارات و اضافات ہیں۔ یعنی ایک شے بہ نسبت دوسری کے بلند اور پست ہے۔ تحت اثری سے حسب مدارج طبقات زمین بلند۔ زمین سے جھونپڑی بلند۔ جھونپڑی سے حویلی بلند۔ حویلی سے ایوان بلند۔ ایوان سے قلعہ بلند۔ قلعہ سے آسمان بلند علی ہذا۔ مگر خدائے تعالیٰ کے نزدیک سب ہموار ہیں۔ پس لے پالک کی کوئی علو پائگی اور بلند مرتبہ نہ تھی۔ ہاں اگر آسانی باپ یوں الہام کرتا کہ انت منی بمنزلۃ حمار الدجال تو یہ الہام "کممثل الحمار یحمل اسفار الایہ" کے مطابق ہو جاتا ہم نے بارہا متنبہ کیا کہ جب تک کوئی الہام بغرض اصلاح و منظوروی مجددانہ مشرقیہ کے حضور نہ بھیج لو ہرگز منہ سے نہ نکالو۔ کیونکہ سچے اور جموٹے بے معنی اور با معنی الہام کی پرکھ مجدد ہی کو ہے۔

۳ مرزائی مقدمات کی نسبت طرح طرح کی افواہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ابھی تک مولوی کرم الدین صاحب کا استغاثہ لائبل طے ہوا بھی نہیں کہ یاروں نے دو بار حال، وقریب از استقبال، و قبل از مال پر ملال، ہر پاجزن و نکال، یکسر اختلال، مجسم وبال کی افواہ پہلے ہی اڑادیں کوئی کہتا ہے کہ مرزا اسلام احمد بیک صاحب کے نام مرزا ضرغام احمد کا خط آیا ہے کہ مرزا قادیانی کو سوا اٹھائیس سال قید کا آڈر سنایا گیا۔ تو کوئی کہتا ہے کہ مرزا اکرام احمد بیک صاحب کا کارڈ ابھی ابھی مرزا انعام احمد بیک کے نام آیا ہے کہ مرزا قادیانی کو ۱۴ سال قید اور سوا چار سال کی کال کوٹھری کا بھی نادری حکم سنایا گیا کوئی کہتا ہے کہ مرزا اہتسام احمد بیک صاحب کے نام مرزا ارتسام احمد کی رجسٹری آئی ہے کہ مرزا قادیانی پر سوا تین ہزار روپیہ ماہوار اور سات برس کے لئے قلعہ چنار گڈہ میں رہ کر مزے سے پھولی پھولی کھانے کا حکم سنایا گیا اور اگر جرمانہ ادا نہ کریں (ضرور ادا کریں گے کیونکہ دو لاکھ مہدیوں کے ہر ہیں) تو سوا نو برس قید اور ڈیڑھ سال کی لگا تار کال کوٹھری۔ الہی توبہ۔ ان افواہوں نے ناک میں دم کر دیا اور مجدد کو سخت صدمہ پہنچایا۔

ارے یارو آخر غریب معصوم لے پالک نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ کہ اس کی جان کے لاگو بن گئے ہو۔ اگر اس نے اپنے کو مسیح قرار دیا ہے تو کیا انوکھی بات کی ہے لندن میں مسٹر ککٹ نے اور فرانس میں ڈاکٹر ڈوکی نے مسیح بننے کا اور سالی لینڈ میں ملا عبد اللہ نے مہدی بننے کا دعویٰ کیا ہے تم سب کے سب ان تینوں کے جان کے لیوا کیوں نہیں ہوئے؟ مرزا قادیانی ہی لیتے کیوں لینے لگے۔ یورپ کے عیسائیوں نے تو اپنے دونوں مسیحوں کی نسبت چون بھی نہیں کی کہ تمہیں کیوں کھور دلائے اور کیوں سر پر زمین اٹھالی اور بداندیشی اور بدخواہی پر آمادہ ہو کر منہ سے کیوں بدھگونیاں اگلنے لگے۔ خیر ہمیں ان باتوں کا خیال نہیں البتہ یہ خوف ہے۔

بجا کہے جسے عالم اسے بجا کہو

زبان خلق کو فحارۃ خدا سمجھو

مقدمے کا فیصل ہونا منہ کا نوالہ نہیں ابھی تو ۱۸ ماہ ہی گزرے ہیں۔ کم از کم ۱۸ ماہ تو اور

گزرنے دو جب کہیں پوچھنا کہ پھنڈا پھنڈوں میں یا قصائی کے کھونٹے۔

مرزا قادیانی تو ابھی مقدمہ کو گھلاتے اور کھٹائی میں ڈلو اتے جائیں گے جب تک آسمانی

باپ اپنا آسمانی نشان نہ دکھائے اس عرصہ میں کوئی نہ کوئی ایسی بات نکل ہی آئے گی کہ غریب معصوم لے پالک پھانسی لگنے سے بچ جائے گا جیسے عیسیٰ مسیح بچ گئے اور پھر مرزائی گلے میں ڈھول

ڈال کر مناوی پٹینے پھریں گے کہ وہ آسانی نشان ظاہر ہوا اور وہ ممالکت مسیح پوری ہوگئی۔ اور چونکہ اب لالہ چند ولال صاحب سابق مجسٹریٹ بدل گئے ہیں اور ان کی جگہ کوئی لالہ آتمارام صاحب مجسٹریٹ آئے ہیں۔ لہذا الحزم کو قانوناً اختیار ہوگا کہ جدید حاکم کے اجلاس میں تمام گزشتہ کارروائی کو کالعدم کراوے اور از سر نو کارروائی کرائے چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ اور چونکہ مرزا قادیانی کے پاس مفت کا روپیہ ہے اور مولوی کرم الدین صاحب صرف اپنی جیب خاص سے مصارف جمیل رہے ہیں۔ لہذا جمول جمال کی تہ پر تہ چڑھاتے چلے جائیں گے تاکہ مولوی صاحب دق ہو کر راضی نامہ داخل کر دیں۔ لیکن ہم کو مرزا قادیانی کا یہ منصوبہ پورا ہونا نظر نہیں آتا۔ مولوی صاحب بھی استقلال اور پامردی کے ساتھ کفر کا مقابلہ اسلام سے کر رہے ہیں۔ خدائے تعالیٰ خود مدد کرے گا۔

مولوی صاحب کے دکلاء کا کام ہے کہ مقدمے کے جلد فیصل ہو جانے پر عدالت میں زور دیں۔ مگر یہ اطمینان رہے کہ دیر ہو سوری کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ الفاظ لئیم، کذاب بہتان عظیم جو مرزا قادیانی نے مولوی کرم الدین کی نسبت استعمال کئے ہیں وہ ویسے ہی معزز خطابات ہیں جیسے گورنمنٹ اپنے افسروں اور وفادار رئیسوں کے لئے استعمال کرتی ہے۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۲۴ مئی شمارہ نمبر ۲۰ کے مضامین

.....۱	ہمارا رویہ صادقہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مرزائی اخبار الحکم کی فریاد۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	بے معنی الہام فارسی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	آیت قرآن کا صرف عن لفظ ہر۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا اور مرزائیوں کو دو سو روپیہ انعام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	گردہ اجمدیت پرزلہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	جنگ کا نام صلح۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۸	زندگی کے فیشن سے بہت دور جا پڑے ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۹	نبی ناقص اور دجال۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ہمارا رویاء صادقہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مشہور داعظ مولانا ابویقوب محمد صدیق صاحب غریب خانہ پرفروش تھے۔ بعد نماز
عشاء مرزائی مقدمات کا ذکر چھڑا۔ کہ فرد قرار داد جرم لگ چکی ہے دیکھئے کیا انجام ہو۔ طویل بحث
کے بعد سو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت سرسبز مرغزار ہے۔ چار طرف سبزہ پھیلا
ہوا ہے جیسا بارش کے موسم میں ہوتا ہے۔ ایک بزرگ ریش سفید مقطع صورت نمودار ہوئے اور
فرمایا کہ یہاں ایک بڑا خاردار درخت تھا مگر اب نہیں۔ میری آنکھ کھلی تو صبح کی آذان ہو رہی تھی۔
ہمارے صلحاء ناظرین اس خواب کی تعبیر ضرور سمجھ گئے ہوں گے اور ہم آئندہ مفصلاً و مشرعا عرض
کریں گے جب کہ تعبیر کا ظہور ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہاں اتنا اب بھی عرض کئے دیتے ہیں کہ وہ
سرسبز مرغزار مقدس اسلام ہے۔

۲ مرزائی اخبار الحکم کی فریاد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اخبار الحکم جو مرزا اور مرزائوں کا سب سے پہلا رفیق فی النار البروزیہ
حریق فی بحة عشق المتنبی عریق لا نهدام بروج الدین مثل العنجیق فی
اشاعة المسيحية كالبرق البریق۔ فی ادارة الزندقة حدقة عين كل زنديق
ہے۔ اب محض بظنی گھونے اس کا دیوالیہ لگانے کی فکر میں ہیں۔ ہمارا یار عاقل و الحکم ہی ہے اور ہمارا
استاد بھی اس سے ملا ہوا ہے۔ مرزائیت کی ترازو میں کوئی دوسرا حریف در قیب اس کا پاسنگ بھی
نہیں ہو سکتا۔ الحکم کی بات ہے اور ہے۔ چسکا ہی دوسرا ہے۔ غزہ ہی نرالا ہے۔ یہ آسانی باپ کے
لے پالک کا چھوٹا انت بجز لہ ولدی کا ڈھنڈوریا، کسر صلیب اور قتل خنازیر کا تمغہ چکانے والا منارہ
کا پھریرا فلک الافلاک کی چوٹی تک اڑانے والا۔ بھلا یہ خلاف رفاع دوسرے رفیقوں کو کہاں
نعیب؟ یہ مسالا ہی اور ہے چاشنی ہی نرالی ہے۔ قسم ہے منارے شریف دی جو اس کا حریف
و بدخواہ ہے وہ روسیاء، رائدہ درگاہ، دین و دنیا میں تباہ ہے۔ کوئی کیسی ہی چمک و مک دکھائے مگر
کالے کے آگے چراغ نہیں جلتا۔

یہ پرانا خراث، اس کا حریف درخور ڈانٹ، لائق کاٹ چھانٹ، جمعہ جمعہ آٹھ دن کی
پیدائش کے آمدی کے بخیر شدی کا مصداق۔ ہمارا بس چلے تو الحکم کے بداعمالیوں کو زمیندوڑ اور

سنگسار کردیں جس طرح افغانوں نے افغانی ملا کو کابل میں سنگسار کر دیا۔ اب غضب تو یہ ہو گیا کہ خود مرزائی لوگ اخبار الحکم کے شاکر ہیں کہ وقت پر نہیں نکلتا اور ہمیشہ فرمائش کرتا ہے کہ میری مدد کرو۔ اشاعت بڑھاؤ، الحکم مطبوعہ ۳۰ اپریل میں ایک بڑا دردناک مضمون شائع ہوا ہے جس کو پڑھ کر کلیجا دہل جاتا ہے۔ وہ خریداروں سے التجا کرتا ہے کہ آپ پانچ روپے سالانہ کے بدلے سالانہ دس روپے اور دس خریدار پیدا کریں خواہ وہ پانچ پانچ روپے ہی کے ہوں اور ہر سال ایک ایک خریدار تو ضرور ہی پیدا کرتے رہیں۔ اور یہاں یہ کیفیت ہے۔

بناز برآں کن کہ خریدار تست

ہم سے ایک مرزائی نے بیان کیا کہ الحکم کے ایڈیٹر میں خلوص نہیں رہا۔ لہذا فلاں فلاں مقام کی احمدی جماعت نے الحکم کی خریداری بند کر دی اور البدر منکوانے لگے جس کی قیمت بجائے اڑھائی روپے کے اب دو روپے ہو گئی۔ فرمائیے غریب ایڈیٹر الحکم بروں کی جان کو روک کر یہ نہ کہتے تو کیا ہے؟ کہ۔

بسامن آنچه کرد آن آشنا کرد

افسوس صد افسوس خون سفید ہو گئے دنیا میں ہمدردی نہ رہی۔ اپنے ہی بدن کا خون فاسد ہو گیا اپنے ہی اعضاء دشمن بن گئے۔

بھاگ ان بردہ فرشوں سے کہاں کے بھائی

بچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے

کیا اندھیر ہے کہ البدر تو حکیم الامت کا لے پالک اور الحکم آسمانی باپ کے لے پالک کا لے پالک۔ گھراس کی حمایت تو نہ کی جائے اور اس کی کی جائے۔

تیری چتوں کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا

ہم الحکم کی ڈھارس باندھتے ہیں کہ گھبرائے نہیں مجدد السنہ مشرقیہ تمہاری کمک پر ہے کسی کی کیا طاقت ہے کہ ہال ہی ٹیڑھا کر سکے۔

۳ بے معنی الہام فارسی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۳۰ اپریل کے الحکم میں فارسی الہام یہ شائع ہوا ہے۔

امن است در مکان محبت سرائے ما

(تذکرہ ص ۵۱۲، طبع سوم)

ہم متنبہ کر چکے ہیں کہ جب تک مجدد السنہ مشرقیہ سے اصلاح نہ لے تو کوئی الہام شائع نہ کر دے۔ ذرا ملاحظہ ہو کہ مکان بھی اور سرائے بھی۔ شاید مکان کچھ اور ہے اور سرائے منارے کے کلس کی نوک کا نام ہے۔ لے پاک کا ایڈیکانگ طاعون تو امن بلکہ خود دار الامان کی بربادی اور دھڑا دھڑی لگا کر اس کو خاک کا تو داہنا رہا ہے اور آسانی باپ پھر بھی الہام کرتا ہے کہ بیٹا گھبراؤ نہیں ہر طرح امن ہے۔ سولی پر چڑھ جاؤ مولیٰ بھلی کرے گا۔ یہ الہام ہے یا دار الامان کا انہدام، کشتوں کے پشے اور مردوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ پھر بھی محبت سرائے میں امن ہے تو بے امنی اور بربادی کے شاید ویسے ہی سینگ ہوں گے جیسے خردجال کے سر ہیں۔ سنوا الہام مذکورہ میں یا تو سرائے حشو ہے یا مکان خوگیر کی بھرتی ہے۔ لہذا اصلاح دی جاتی ہے۔

امن است اندرون محبت سرائے ماب
۴ آیت قرآن کا صرف عن الظاہر
مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کے ایک حواری جو زندہ پیر کے مجاور بنے بیٹھے ہیں۔ فرماتے ہیں
”حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض کبھی پسند نہیں کرتے کہ قرآن مجید کی کسی آیت کا صرف عن الظاہر
کریں جب تک اس صرف کے لئے قرآن تو یہ نہ ہوں در نہ باب الحاد کا درنا ہے وغیرہ۔“
اجی جناب صرف عن الظاہر کیا معنی یہاں تو آیات قرآنی کی ترمیم و تفسیح ہی کر دی یا یوں
کہو کہ بالکل اڑا ہی دیا۔

دہن کا ذکر کیا یاں سر ہی غائب ہے گریبان سے

مجاور صاحب تو زندہ پیر کی چوکھٹ پر بیٹھے چراغیاں اور دد نے چمک رکھے ہیں انہیں
باب الحاد کے واہونے کی کیا خبر اس کی خبر مجدد السنہ مشرقیہ کو ہے۔
کیا کہتا ہے آپ نے قرآن تو یہ کی قید بہت خاصی لگائی۔ یہ مرزائی جھکنڈا ہے۔
ہر شخص ہر آیت کی نسبت کہہ سکتا ہے کہ فلاں قرآن سے اس کے معنی یوں نہیں یوں ہیں اور قرینہ عام
ہے لفظی نہیں۔ تو وہی اختراعی ہی سہی۔ حالانکہ کلام مجید بالکل صاف ہے اس کی شان تباہی بالکل
شے ہے اس کو کسی قسم کے قرینے کی ضرورت نہیں۔ وہ مرزائی قرآن کے نبٹ سے بالکل پاک
ہے۔ تیرہ سو برس کے بعد اب قرآن کریم مرزائی ٹھکانہ قرآن کا محتاج ہو محاذ اللہ۔ حج حرمین
شریفین کو نہ جاؤ۔ لا تعلقوا بایدیکم الی تہلکة۔ خارجی قرینہ یہ موجود ہے کہ طاعون پھیلا ہوا
ہے۔ طوفان سے جہازات غرق اور تباہ ہو جاتے ہیں۔ دوسرا قرینہ شہر قادیان ہے جہاں ایک

انسانی صورت مگر شیطان کی صورت موجود ہے جس میں اسود عیسیٰ کی روح نے حلول کیا ہے۔ پس یہاں آؤ۔ ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی“ اسی کی شان میں مکر تیرہ سو برس بعد نازل ہوئی ہے۔ ایسے ہی قرآن سے تو دنیا میں بہت سے دجال پیدا ہوئے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔

قرینہ کیا شے ہے جو بات قرین عقل یا قرین قیاس یا قرین ذہن معلوم ہوئی اسی کو اپنے مطلب کے موافق چسپاں کر لیا۔ ایسی باتوں کے لئے شیطان قرین رہتا ہے۔ پس ان کو قرآن شیطانیہ کہنا چاہئے نہ کہ قرآن قرآنیہ۔

اسی مجاور نے بارہا لکھا کہ آیت ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی“ مرزا کی شان میں ہے اور جب مجدد نے چٹھاڑ کی تو اب انکار کرتا ہے۔ تعجب ہے کہ زندہ پیر نے اسے پھر ہی اپنا مردود پارگاہ نہیں بنایا کیونکہ وہ اس کی رسالت کا منکر ہے۔ اس کو تو ہزار رسول کہنا بھی تو ہیں کا باعث ہے کیونکہ وہ خاتم الانبیاء ہے۔

مجاور صاحب کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا کام تکمیل دین و تکمیل اشاعت دین۔ ہم کہتے ہیں کہ جب ہر طرح تکمیل ہو چکی تو اب رسول کے آنے کی کیا ضرورت اور اب تکمیل حاصل کی کیا حاجت؟ مرزا قادیانی تو تنقیص دین کر رہے ہیں۔ اگر آپ صلیب کے توڑنے اور سوروں کے حلال کرنے کو آئے ہیں تو فرمائیے کہ اپنی تیس برس کی بعثت میں کونسی صلیب توڑی کتنی گر جائیں ڈھائیں؟ کتنے سوزن کئے۔ کتنے مندر مسمار کئے؟ کتنے ہندوؤں اور عیسائیوں کو مرزائی بنایا؟ ہاں چند مسلمانوں کو توحید الہی اور رسالت محمدی سے پھیر کر طرد و مرد ضرور بنا ڈالا۔

قرآن سے تو آپ کا مطلب صرف عیسیٰ مسیح کو مار ڈالنا ہے نہ کہ مکر عیسیٰ مسیح کا آنا کیونکہ قرآن میں اس کا ذکر ہی نہیں۔ حدیث میں ہاں عیسیٰ بن مریم کے آنے کا بالخصوص ذکر ہے۔ کیا آپ مریم کے بیٹے ہیں؟ ایک ہی حدیث کے ایک جزء کا اقرار اور دوسرے جزء کا انکار کیا۔ حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جب خود عیسیٰ بن مریم تشریف لائیں گے تو وہ زندہ ہیں مگر مرزا قادیانی کے نزدیک انیس سو برس تک کسی کے زندہ رکھنے پر خدا تعالیٰ قادر نہیں۔ ہاں تیرہ سو برس کے بعد تمام انبیاء اور خود آنحضرت ﷺ کی روح پاک کے ایک ناپاک جسد میں حلول کرنے پر قادر ہے۔

مجاور صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت غلام احمد نے ازل سے احمد کی غلامی کی مہر اپنے حال اور قال کے سر پر لگا رکھی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا رسول کا غلام بھی رسول ہو سکتا ہے۔ اس

کے تو یہ معنی ہوئے کہ غلام آقا بن سکتا ہے۔ مجاور صاحب کا مضمون عجیب اوٹ پٹانگ ہے۔ جا بجا اپنی تردید کرتا ہے۔ پس ہم کو تردید کی زیادہ ضرورت نہیں۔

۵ مرزا اور مرزائیوں کو دوسو روپیہ انعام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

محمد والہ مشرقی نے بارہا ترغیب دلائی مگر کسی مرزائی بلکہ خود مرزا قادیانی کو انعام کے لینے کا حوصلہ نہ ہوا یہ بد قسمتی نہیں تو فرمائیے کیا ہے؟ اب ہم ذیل میں دو سوال کرتے ہیں۔ اگر خود مرزا قادیانی یا حکیم الامت المرزائیہ دونوں سوالوں کا مسکت اور شافی جواب دے سکیں گے۔ تو بے تامل دوسو روپیہ پھینک لیں۔ حکیم صاحب کو تو عدیث و تفسیر کے سمجھنے کا بڑا دعویٰ ہے۔ جس کی تصدیق مرزا قادیانی بھی کر چکے ہیں۔ پس میدان میں آئیں اور تحسین و آفرین کے علاوہ سفید سفید نقدہ و حرمتہ بھی غلق میں ڈالیں۔ وہ دونوں سوال یہ ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب نمرود سے کہا رہی الذی یحیی و یمیت تو اس نے کہا اننا احی و امیت یعنی میں بھی تیرے خدا کی طرح مارتا اور زندہ کرتا ہوں۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ کیا نمرود کا محی اور ممیت ہونا تسلیم کر لیا۔ پھر دوسری دلیل لانے کی کیا ضرورت ہوئی۔ ”فسان اللہ یأتی بالشمس من المشرق فات بها من المغرب“ یعنی میرا خدا وہ ہے کہ آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے۔ بھلا تو آفتاب کو مغرب سے تو نکال۔ اس میں سوال یہ ہے کہ کیا خدائے تعالیٰ مغرب سے آفتاب کو نکال سکتا ہے؟ اگر نکال سکتا ہے تو مرزا اور مرزائیوں کا جس نیچر پر ایمان ہے وہ ٹوٹ گیا اور سنت اللہ کے خلاف ہوا اور اگر خدائے تعالیٰ ایسا نہیں کر سکتا تو نمرود اور خدا دونوں برابر ہو گئے۔ اور دلیل کالا نا فضول ٹھہرا۔ اس کا جواب دو ہفتے کے اندر الہدرا اور الحکم میں شائع کیا جائے۔

۶ گروہ الہدیت پر نزلہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہمعصر الہدیت امرتسر کے نامہ نگار نے قادیان کی اس افراتفری کی تفصیل لکھی تھی اور ضمیمہ شحہ ہند میں کچھ حالات شائع ہوئے تھے اس پر الحکم میں اپنے رسول کے اتباع پر تمام الہدیت کو برا بھلا کہا گیا ہے کہ فرقہ الہدیت ایسا ہے اور ویسا ہے۔ یہ بزرگوں اور اماموں کو برا کہتا ہے اور اس نے حدیث کا درجہ قرآن سے بڑھا دیا ہے اور چونکہ اس فرقہ کی اصلاح کی ضرورت تھی۔ لہذا ایک مجدد (نبی آخر الزمان مرزا) کے پیدا ہونے کی ضرورت ہوئی۔ بیشک اس

غزل کا مقطع ہی موزوں تھا۔

اگر الحکم کا نام سچا ہے تو بتا دے کہ الہمدیث نے ائمہ اور بزرگان دین کو کب برا کہا ہے؟ البتہ انہوں نے بعد ختم رسالت کسی مغل کے نبی بننے کی تردید کی ہے اور اس کے الحاد و ارتداد کا فتویٰ دیا ہے لیکن یہ فتویٰ تو تمام علماء مقلدین و مشائخ نے بھی دیا ہے۔ ہاں الہمدیث نے اس میں سبقت کی ہے اور پھر تمام علماء و مشائخ ہند ان سے متفق ہوئے ہیں۔ پس مرزا اور مرزائیوں کے نزدیک تو سبھی قابل لعنت و نفرین بلکہ سزاوارتہ ارک ہیں نہ کہ فقط الہمدیث۔

کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ الہمدیث جس شخص کی تقلید نہ کریں اس کو برا کہیں۔ الہمدیث تو ائمہ اربعہ کیا معنی، خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام صحابہ کے بھی مقلد نہیں ہیں۔ مگر کیا وہ کسی کو برا کہتے ہیں اور کیا بات کسی صحیح العقل کی فہم میں آسکتی ہے اور کوئی ذی عقل اس کو باور کر سکتا ہے؟

الحکم کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ قادیان سے کوئی ہاہر نہیں گیا۔ تمام مرید موجود ہیں اور حکیم صاحب کا خیمہ بھی قادیان سے ہاہر نہیں گیا وہ بیماروں کے علاج میں بدستور سرگرم ہیں اور طلبہ کو پڑھاتے ہیں وغیرہ۔

اچھا صاحب یہ سب کچھ سخی اور اس سے بھی بڑھ کر مسلم، کھنگلو تو اس میں ہے کہ قادیان میں طاعون زور و شور سے موجود ہے جس کی نسبت الہام ہوا تھا کہ یہاں طاعون نہ آئے گا اور آئے گا تو افراتفری نہ ہوگی۔ اس کی تردید نہیں کی گئی۔ کافی اور شافی جواب تو جب ہوتا کہ الحکم قادیان میں سرے سے طاعون ہی کے آنے کی تردید کرتا۔ معلوم نہیں یہ فرد گزاشت کیوں کی گئی، قلم کو ذرا جنبش ہوتی اور بس۔

یہ الزام کہ الہمدیث قرآن سے حدیث کا مرتبہ بڑھاتے ہیں اس جواب کا مستوجب ہے کہ لعنہ اللہ علی الکاذبین۔ مرزا اور مرزائیوں نے تو اپنے نبی کے وحی اور الہام کے مقابلے میں قرآن و حدیث دونوں کا مرتبہ گھٹا دیا بلکہ دونوں کو اڑا دیا۔ قرآن کا مرتبہ اس لئے گھٹایا کہ اس میں مسیح موعود کے آنے کا ذکر ہی نہیں۔ اور مرزا قادیانی قرآن کے خلاف مسیح موعود بن گئے۔ حدیث کا مرتبہ اس لئے گھٹایا کہ دجالوں و شیعوں والی حدیث کو رد کر دیا۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ دنیا میں دجال کوئی نہ آئے گا۔ ہاں ایک مسیح جو خاتم الخلفاء ہوگا ضرور آئے گا۔ پس مرزا اور مرزائی کس منہ سے کہتے ہیں کہ فلاں گروہ نے حدیث کا مرتبہ بڑھا دیا اور اسی پر کیا حصر ہے۔ مرزائی مذہب جس شے سے عبارت ہے۔ وہ قرآن و حدیث کی مخالفتوں کا الہم ہے کہاں تک کوئی تفصیل کر سکتا ہے۔

۷ جنگ کا نام صلح

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزائی اخبار ہار بار لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی سے صلح کر لو اور اخبار القلم میں تو امن اور صلح کا سفید جھنڈا ہفتہ وار بلند ہوتا ہے۔ معلوم نہیں کون جنگ کرتا ہے کس نے توپ لگا رکھی ہے۔ خود آسانی باپ نے اپنے لے پالک کو دنیا سے جنگ کرنے کا ٹھیکہ دے دیا ہے۔ وہ قادیان کے کمینہ گاہ میں بیٹھا دنیا کے مذہب پر سب و شتم کے گولے برسار رہا ہے اور نہ صرف زندہ مشائخ و علماء پر بلکہ اپنی بہادری سے مردوں کی قبروں کو بھی لعن و طعن کے تیروں کا خاک تو دہناتا رہا ہے پھر بھی صلح کا سفید جھنڈا قادیان کے بام پر اڑا رہا ہے کہ لوگو مجھ سے صلح کر لو جس طرح ترکی کے باغی صوبے اور ان کے حمایتی چیخ و پکار مچا رہے ہیں کہ ہم تو امن اور صلح چاہتے ہیں مگر اندر ہی اندر ترکی کی نیوکھود رہے ہیں۔

آزادی پسند برٹش گورنمنٹ کے عہد میں تمام مذاہب امن و امان کے گوارا و راحت میں تھے کہ مرزا کے مفسدانہ غلغلوں نے لٹخ صور کا عالم کر دیا کہ یہ بھی مردودہ بھی مردودہ۔ بعض انبیاء بھی مطرودہ میں سب سے اچھا، مجھ پر ایمان لاؤ۔ قدیمی مذاہب کو حرف غلط کی طرح دل سے مٹاؤ رات دن اپنی ہی بڑائی اپنی ہی تعالیٰ کوئی معاملہ ہو کوئی سبکیٹ ہو مرزا کی ٹانگ اڑی ہوئی دیکھ لو۔ طاعون مرزا کی وجہ سے، کسوف خسوف مرزا کی وجہ سے ریلوں کا رواج مرزا قادیانی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ یہ مرزا کے دجالوں کے گدھے ہیں۔ پہاڑ جو سرگوں سے حسب ضرورت اڑائے جاتے ہیں مرزا کی وجہ سے الغرض دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے سب مرزا کے خروج کی وجہ سے ہے۔ مرزا تو دیوانہ بکار خویش، شیار تھا ہی چیلوں پر اس سے کہیں بڑھ کر حماقت یا خود غرضی کا سمریزم دم ہو گیا ہے۔

علماء اور مشائخ کو جنگ کا اعلان کہ مجھ سے مناظرہ کرو، مہابہ کرو، میدان میں آؤ اور جب کوئی میدان میں آئے تو مرزا چوہے کے بل کی راہ لے۔ ٹائیں ٹائیں فٹ۔

مذہبی جنگیں برابر جاری ہیں ہی۔ اب تقریباً ڈیڑھ سال سے قانونی اور عدالتی جنگیں بھی شروع ہو گئیں۔ جن کے سلسلے کا رشتہ شیطان کی آنت سے ملا ہوا ہے اور جب تک مذہبی جنگیں جاری ہیں یہ سلسلہ بھی آسانی باپ نے چاہا تو برابر جاری رہے گا کیونکہ لے پالک کو لڑوانا اسی خزانہ مکا رفتزی علی اللہ کا کام ہے۔ مگر ہم بھی تو دیکھیں قانونی جنگ میں لے پالک کیوکر فتیاب ہوتا ہے۔ ایک شکست مل چکی جو پہلی بسم اللہ تھی اب انشاء اللہ ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے

بعد تیسری متواتر شکست ملتی نہ چلی جائے تو ہم اپنا نام مجدد نہ رکھوائیں۔

ہم متواتر فہمائش کر چکے ہیں کہ زبانی صلح کے اعلان سے کچھ کام نہ نکلے گا۔ صفائی قلب اور خلوص ارادت سے صلح کرو۔ اور صلح یہی ہے کہ طردانہ دعادی واپس لو اور ان سے تائب ہو کر سچے مسلمان بن جاؤ۔ پھر تو مرزا قادیانی اور مرزائی بھائیوں کے بھائی اور یاروں کے یار اور ”یدخلون فی دین اللہ افواجاً“ کے مصداق ہیں اور پھر علماء اور مشائخ کی کیا مجال ہے کہ تمہیں بجز شیخی نگاہوں کے تیز تیز نگاہوں سے گھوریں۔ یہ مجدد کا ذمہ ہے دیکھو اب بھی کچھ نہیں بگڑا اپنا کیریکٹر بدلو اور جس طرح بن پڑے مولوی کرم الدین صاحب اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سے معافی مانگو جن کو تم نے بلاوجہ ستایا اور یہ سب اسی کا وبال ہے اور اب تو قادیان کے فنڈ میں روپیہ بھی نہیں رہا۔ ہم کو خوب معلوم ہے کہ رات دن چیلوں چا پڑو نکلے نام چندہ بھیجنے کے آرڈر جاری ہو رہے ہیں اور روپیہ ہو بھی تو کیا ہے۔ بڑی عزت قیمتی شے ہے روپیہ سے اس کا معاوضہ نہیں ہو سکتا۔

۸ زندگی کے فیشن سے بہت دور جا پڑے ہیں (تذکرہ ص ۵۰۹، طبع سوم)

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

یہ بھی بھکے میں کھینچا ہوا اور آبکاری سے نکلا ہوا نوبوا الہام ہے جو احکم میں شائع ہوا ہے۔ اس میں دو لفظ فارسی کے ایک انگریزی کا اور باقی اردو ہے۔ گویا یورشین (مخلوط النسل) الہام ہے ارے واہرے آسانی باپ تیری مفت رنگی قابل دید ہے مختلف رنگوں کا کیا کیا کمپوٹڈ تماشا دکھا رہا ہے۔ مگر یہ سب ہے شوکت اللہ کی بدولت۔ غنیمت ہے کہ اس مجددانہ اصلاح قبول تو کی جاتی ہے کیونکہ اس سے پہلے صرف عربی فقروں کا الہام ہوتا تھا جب مجدد نے ڈانٹا کہ این! یہ کیا حرکت ہے قرآن میں تو ”و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ الایہ“ وارد ہوا اور چینی مثل پر بجائے چینی زبان میں الہام کرنے کے آسانی باپ زبان عرب میں الہام کرے تو اس ڈانٹ پر باپ بیٹا دونوں سہم گئے۔ اور فارسی اردو میں الہام ہونے لگا۔ لیکن اب بھی بڑی بھاری کسر رہ گئی کیا معنی کہ لے پاک کی مادری اور فطری چینی زبان میں الہام نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی سن رکھئے کہ الہام با معنی ہو بے معنی نہ ہو جیسا کہ بارہا حبیہ کر چکے ہیں ورنہ یاد رکھنا کہ مجدد سے برا کوئی نہیں۔

معلوم نہیں زندگی کے فیشن سے کون لوگ دور جا پڑے ہیں کیا مرزا اور مرزائی؟ اس سے تو بہت خوف پیدا ہوا آسانی باپ نے خواجہ خضر بگرا اپنے ہی بیٹے اور پوتوں کی ناؤ ڈوبنی چاہی

اور اس کے کچھ آثار بھی پائے جاتے ہیں اور اگر جانچیں مراد ہیں تو وہ زندگی کے فیشن سے ہرگز دور نہیں تو اتنا اور تندرست لوک پلک سے چست سامنے موجود ہیں اور مرزائی مشین کے کیل پرزے بست کر رہے ہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ خود مرزا قادیانی زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں تو وہ اطمینان رکھیں کہ اس کا بھی وقت نہیں آیا۔ ستھوری جھونوں کے مرجان معمور اور روشن بادام میں دم ہونے والے پلاؤ کے مسالوں سے کوشی کھلے بھر پور ہیں اور اگر زندگی سے مراد روحانی زندگی ہے تو وہ پہلے ہی مردہ ہو چکی ہے۔ کیونکہ روحانی زندگی درحقیقت دین اسلام ہے۔ بے شک اس کے فیشن سے مرزائی اور مرزا قادیانی بہت عرصے سے دور جا پڑے ہیں۔ اب اس سے قربت کا حاصل کرنا محال ہے۔ پھر فیشن کوئی ایسی شے نہیں جس سے انسان دور یا نزدیک ہو سکے۔ البتہ فیشن انسان سے دور یا نزدیک ہو سکتا ہے کیونکہ انگریزی میں فیشن کے معنی وضع کے ہیں۔ وضع انسان کے پاس آتی ہے۔ انسان وضع کے پاس اڑا کر نہیں جاتا۔ پھر زندگی سے روحانی زندگی مراد ہے تو تصریح ہونی چاہئے کہ فلاں زندگی روحانی ہے۔ مرزا قادیانی کی روحانی زندگی تو موت سے بدتر ہے۔ جیسا کہ ان کے خوارق سے ظاہر ہے۔

ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ مرزائی الہام کسی زبان میں ہو مگر اس کا بے معنی ہونا ضروری ہے با معنی کلام موزوں کرنے کا نہ آسانی باپ کو سلیقہ ہے نہ لے پالک کو۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ میپوش

من انداز قدمت یا خوب مے شناسم

۹ نبی ناقص اور دجال

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنے کو بے شک نبی کامل سمجھتے ہیں مگر چونکہ ان کو یہ خوف ہے کہ اگر میں زبان سے ایسا اقرار کروں گا تو خود میرے ہی مرید مجھ سے مخرف ہو جائیں گے۔ کیونکہ نبی کامل صرف آنحضرت ﷺ ہیں تو اپنے کو نبی ناقص بتاتے ہیں۔ گویا ناقص نبی بننے ہی نے ان کی جلی چڑھا رکھی ہے کامل نبی بننے تو خود دجال ہو جاتے اور حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بعد دنیا میں ۳۰ دجال آئیں گے اور ہر دجال یہی دعوے کرے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ لانی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں پس مرزا قادیانی کا اپنے کو ناقص نبی بتانا ہی دجال بننے کا معترف ہونا ہے۔ کیونکہ یہ بات حکمت و قدرت الہی کے خلاف ہے کہ وہ کامل کے بعد ناقص جیسے اور ایک نور نازل کرنے کے بعد دنیا

کو پھر تاریکی میں ڈال دے پس ناقص نبی بننے والے سب کے سب خود دجال بن گئے۔
صدق اللہ العلیٰ العظیم وصدق رسولہ الکریم۔

مرزا قادیانی کے دعوے کے موافق اگر حدیث لانی بعدی کا یہ مطلب ہے کہ میرے بعد کامل نبی کوئی نہ آئے گا ہاں ناقص آئے گا تو دجالوں کا ذکر اس کے منافی ہے کیونکہ ناقص نبی کے آنے کو گویا آنحضرت ﷺ نے جائز اور پسند فرمایا۔ اس سے ناقص نبی کی مدح لکھی نہ کہ ذم جو دجال کے لئے ہے گویا صاحب ما یطلق عن الہدیٰ کا کلام متناقض ہو گیا۔

اگر حدیث کا مطلب مرزا قادیانی کے مطلب کے موافق ہوتا تو آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بعد ۳۰ دجال آئیں گے مگر اکتیسواں دجال نہ ہوگا بلکہ نبی ناقص ہے۔ اگر ایسا الہام کیا ہے تو مرزا قادیانی اس کا حوالہ دیں۔ مرزا قادیانی بارہا مسلمانوں کو زبردستی قتل کرتے ہیں کہ ارے بد بختو کیا تمہاری قسمت میں دجال ہی لکھے ہیں نہ کہ مہدی اور مسیح، آخر مسیح کبھی آئے گا بھی۔ اس میں یہ گزارش ہے کہ مسلمانوں کی قسمت میں نبی ناقص تو ہزاروں اور لاکھوں لکھے ہیں مگر خوش قسمتی سے دجال ایک بھی نہیں لکھا۔ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی جس قدر دجال اب تک گزرے سب ناقص نبی تھے مگر آپ سب کے قبلہ گاہ ہیں کیونکہ انہوں نے مسیح موعود بننے کا دعویٰ نہیں کیا اور آپ سب گمراہ ہیں۔

پھر مرزا قادیانی ناقص نبی ہیں تو ان کی تمام امت بھی ناقص ہی ہوگی اور اگر مرزائی امت چاروں چول برابر اور انھوں کا تنہا کیت (کامل) ہے تو اپنے نبی سے بڑھ گئی ہذا خلف۔ لیکن اگر ہم مرزائیوں سے کہیں کہ تم امت ناقصہ ہو تو ابھی ابھی منہ چھاڑ کر اور بس بسی کچلیاں نکال کر کاٹ کھانے کو دوڑیں پس مرزائی مذہب منانھانہ اور متضاد کارروائیوں کا کسچر ہے۔ جس طرح ایک قول دوسرے قول کے مخالف ہے۔ اسی طرح ایک عمل دوسرے عمل کے خلاف ہے۔

تعارف مضامین ضمیرہ شہنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم جون شمارہ نمبر ۲۱ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی حقدو شوں کا سلسلہ کر گئے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	کیمرزا قادیانی کا عقیدہ میں جیسی کہہ کر نہ لگائے ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	دعویٰ مسیح علیہ السلام کامل و صلب۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

.....۴	اہل اسلام کو کسی آسانی نشان کی ضرورت نہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	منارۃ المسیح۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مرزا قادیانی حقہ نوشوں کا سلسلہ کر گئے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۷ ارمی کے اقلیم میں (مسج موعود کی تعلیم) کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مرزا قادیانی نے حقہ نوشوں وغیرہم کو نکال دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حقہ نوشی بڑا بھاری جرم ہے۔ حالانکہ سینکڑوں مرزائی حقہ پیتے ہیں اور حقہ نوشی ان کی گھٹی میں پڑی ہے یہ سب آسانی باپ اور اس کے لے پالک کے مجرم ہیں اور کسی طرح مقدس مرزائی گروہ میں رہنے کے قابل نہیں۔ کیونکہ بدکار ہیں۔ لیکن بدکاروں کے نکال دینے کا حکم تو نہ آسانی باپ نے دیا نہ اس کے سکے بیٹے نے جو لے پالک کا بڑا بھائی ہے۔ آسانی باپ کو یہ راز اچھی طرح معلوم ہے کہ جب بدکاروں کو نکال دیا جائے گا تو نیک کار کیونکر پیدا ہوں گے اور ان کا نمونہ کون دیکھے گا۔ مگر افسوس ہے کہ لے پالک کو معلوم نہیں۔ ذرا خیال کیجئے کہ جو لوگ مرزائی بنے ہیں۔ وہ اس سے قبل بدکار ہی تھے اور کروڑوں آدمی جو مرزائی نہیں وہ بھی ضرور بدکار ہیں۔ اگر ان سب پر مرزائیت کا دروازہ بند کر دیا جائے گا تو مرزائی گروہ کیونکر بڑھے گا بڑے بھائی مرزا امام الدین علی اچھے رہے جنہوں نے حلال خوروں کو مرزائی بنایا اور کسی کے منہ پر مرزا قادیانی کی طرح جھاڑ نہیں ماری۔ مرزا قادیانی کے دل میں حقہ نوشوں کی طرف سے کیوں غبار پیدا ہوا اور بیٹھے بٹھائے ان کی آنکھوں میں کیوں خاک جھونکنے لگے۔ یہ صفائی کہاں ہوئی یہ تو کدورت ہوئی جس کے انبار مرزا قادیانی کے دل میں لگے ہوئے ہیں۔

مرزا قادیانی جو دنیا بھر کے امام ہیں اپنے بڑے بھائی سے سبق لیتے جنہوں نے خاکساری اختیار کی اور صرف حلال خوروں کے امام بن کر خاک سے لاکھ پیدا کی۔ مرزا قادیانی نے ٹوکرا تو سر پر اتنا بھاری رکھ لیا مگر اس کے اٹھانے میں کچھ لگے یعنی دنیا کمانے کو امام الزمان تو بن گئے مگر تحمل نہ ہوا۔ برازی (بروزی) نبی کی تو یہ شان تھی کہ بدکاروں کو نیک کار بنانے کے لئے ان میں یوں گھل مل جاتا جیسے بول میں براز اور جیسے کھیت میں کھاد اور جیسے کوڑے میں کرکٹ۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا قادیانی حلال خوروں اور بدکاروں سے اسی طرح دور جا پڑے جیسے بڑے بڑے مکانوں سے جائے ضرور۔ پھر دنیا میں تو زیادہ تر بدکار ہی ہیں۔ ”وقلیل من عبادی

الشکور "مرزا قادیانی ان سے بھاگ کر جائیں گے کہاں اور انہیں چھوڑیں گے تو رہیں گے کہاں پھر اپنا مشن کیونکر پورا کریں گے کیونکہ تمام انبیاء بدکاروں ہی کو نیک بناتے ہیں نیک تو خود ہی نیک ہیں انہیں نیک بنانا تحصیل حاصل ہے۔ (ایڈیٹر)

۲ کیا مرزا قادیانی صحیح دین عیسوی کے دور کرنے کو آئے ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱۷ مئی کے الحکم میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں یہ میرے ہاتھ پر مقدر ہے کہ "میں دنیا کو اس عقیدے (دین عیسوی) سے رہائی دوں۔" (ملفوظات ج ۶ ص ۴۷۷)

اسلام تو دنیا سے دین عیسوی کے دور کرنے کو نہیں آیا مگر مرزا قادیانی آئے۔ افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے اس مرکب تو صلیبی (دین عیسوی) کے معنی بھی اب تک نہیں سمجھے۔ دین عیسوی یعنی وہ دین جس پر عیسیٰ علیہ السلام تھے اور جس میں مقدس انجیل نازل ہوئی اور جس کی قرآن نے تصدیق کی کیا مرزا قادیانی اس کے دور کرنے کو آئے ہیں تو یہ سمجھئے کہ دنیا سے مذہب اسلام کے دور کرنے کو آئے ہیں۔ کیونکہ نہ صرف عیسیٰ مسیح بلکہ تمام انبیاء کا مذہب بھی اسلام تھا۔ کیا عیسیٰ مسیح جن کو خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنا کلمہ اور روح قرار دیا ہے۔ وہ بجز اسلام کے کسی اور مذہب پر تھے معاذ اللہ۔ اب رہی تثلیث۔ یہ خود انجیل میں نہیں اگر انجیل میں تثلیث ہوتی تو قرآن کریم ہرگز اس کی تصدیق نہ کرتا تثلیث کو تو مذہب اسلام تیرہ سو برس سے دور کر رہا ہے اور علماء اسلام برابر اس کے دور کرنے میں سعی ہیں اور خود اسلام اپنے جذبہ صادقہ اور قوت بارقہ سے اہل تثلیث کو اہل اسلام میں داخل کر رہا ہے۔

اور اب تک ہزاروں بلکہ لاکھوں اہل تثلیث اسلام قبول کر چکے ہیں اور قبول کر رہے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی بتائیں کہ انہوں نے کتنے کچھوں کو مسلمان بنایا اور کونسے خطہ سے دین تثلیث کو دور کیا۔ ہاں سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام سے پھیر کر مرزائی دین میں ضرور ملایا جو تبلیغی دین سے بھی بدتر ہے کیونکہ وہاں خدا کا بیٹا ہے تو یہاں خدا کا لے پالک ہے۔

مرزا قادیانی کے دعویٰ سے مترشح ہے کہ وہ دین موسوی (یہودیت) دین ہنود (بت پرستی) دین آریا (نچر اور تاج پرستی) کے دور کرنے کو نہیں آئے نہ ان کو تمام مذاہب سے جو دین اسلام کے خلاف ہیں کچھ سروکار ہے۔ وہ تو دین عیسوی ہی کے دور کرنے کو آئے ہیں۔ اس لئے کہ یہ دین آپ کے رقیب (عیسیٰ مسیح) کی جانب منسوب ہے جس کے آپ سخت دشمن ہیں یہ عجیب خرق نچر ہے کہ کوئی مثیل اپنے اصل کا یا کوئی نقل اپنی اصل کی دشمن ہو۔ ایسے عقل کے دشمن تو

صرف مرزا ہیں۔

قرآن مجید تو آنحضرت ﷺ سے یوں خطاب کرے "انک لا تہدی من احببت
ولکن اللہ یهدی من یشاء" اور مرزا قادیانی دعوے سے کہیں کہ میں دین عیسوی کے دور
کرنے کو آیا ہوں اور عیسیٰ مسیح اور ان کے معجزات اور صفات کو ماننا مردہ پرستی ہے۔ میرا مشن تو دین
عیسوی ہی کے دور کرنے کو آیا ہے کیونکہ میرا لقب ہی مسیح موعود ہے۔ گویا آسمانی باپ نے ایک مسیح
کو دوسرے مسیح سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہے اور گویا تمام انبیاء آپس میں جنگ ہی کرتے
رہے ہیں۔ آپ کی بعثت تو صرف دین عیسوی کے دور کرنے کے لئے ہے مگر ہیں امام الزمان پھر
یہ بھی کس برتے پر لے پالک بھی بن گئے۔

شیطان کی آنت سے بڑا اور عروج بن عسق کا قبلہ گاہ (خیالی اور کاغذی منارہ) بھی کھڑا
کر لیا۔ کنیش جی (ہاتھی) کے کان سے چوڑے اشتہارات بھی شائع کر لئے۔ مرزائیوں کے گلے
میں ڈھول ڈال کر مسیحیت و برزیت و تینیت کی ڈوٹھی بھی پٹا دی مگر ایک عیسائی کو بھی اپنے مرکز
سے جنبش نہ دے سکے۔ نہ کسی آڑیہ کو مرزائی بنا سکے۔ ہمارے علماء اسلام کا جذبہ اور خلوص دیکھئے کہ
آریوں کو برابر مسلمان بنا رہے ہیں۔ اور جہاں کہیں مناظرہ ہوتا ہے کوئی نہ کوئی ہندویا آریا ضرور
ہی مشرف بہ اسلام ہوتا ہے پچھلے دنوں ایک عبدالغفور کی جگہ خدا نے نو عبدالغفور پیدا کر دیئے۔
قائد لہہ اس کے خلاف مرزائی کون کون بنے۔ نھو اور چھو، چھو اور دھنوتھو اور خٹوا۔ نیادریک،
بہادر بیگ، چگاڈ بیگ، سکندر بیگ، محمد بیگ، جھنگڑ شاہ، جھنگڑ شاہ، میران دین، الہ دین بخش
دین، غلام سدو، عبدالسالار، عبدالمدار، عبدالنار، عبداللہ، شاہ کروار بی غیر التسانی، ہمتیہ النساء بی
قطیرہ النساء، بہار بی بی، نگار بی بی، بیار بی بی، سنسار بی بی، سواری بی بی، نسوار بی بی، پیزار بی بی، بم
شس بی بی، کرگس بی بی، ہنسا شس بی بی، جھنگل بی بی، منگل بی بی وغیرہ۔

ارے واہ ارے لے پالک دین عیسوی کو ہندوستان سے خوب دلس نکالا دیا۔ ہم تو
جب جانتے کہ کسی عبدالمسیح کو عبدالمرزما بناتے کیونکہ آپ مسیح بن مریم علیہ السلام ہی کے مقابلے
میں مسیح موعود بنے ہیں۔ اگر آپ واقعی مسیح موعود ہوتے تو عیسائیوں کی کیا شامت تھی کہ آپ کو نہ
ماننے مگر آپ کے عجیب خوارق ہیں کہ مسیح موعود بننے کا تو ارمان بلکہ فخر اور اصلی مسیح پر سب و لعن جس
کا یہ مطلب ہوا کہ مسیح سے نفرت کا اظہار بھی اور مسیح موعود بننے کا اقرار بلکہ افتخار بھی۔ جو لوگ مسیح
علیہ السلام کے درجے سے ناواقف ہیں اور مرزائی کتابوں میں ان پر لعن طعن دیکھتے ہیں ان کو تو
اصل اور مثیل دونوں سے یکساں نفرت ہوگی وہ کہیں گے۔

اگر نقوش مصور ہمہ ازیں جنس اند

مخواه دیدہ بنیبا خنک تن اعمے

دیکھئے آپ شامت اعمال سے مسیح علیہ السلام کو بھی اپنے ساتھ لے مرے۔ اب تو آپ کو ضرور ہی شرم آنی چاہئے کہ اپنا لقب مسیح موعود کیوں رکھا۔ پس اس کو واپس لیجئے اور آئندہ دین عیسوی کی توہین نہ کیجئے۔

۳ وہی مسیح علیہ السلام کا قتل و صلب

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ناظرین کو معلوم ہے کہ ہم متواتر طور پر ایک جدید طرز سے حیات مسیح کو کلام مجید سے ثابت اور بجائے مسیح کے منکروں کے دعویٰ وفات کو زندہ درگور کر چکے ہیں۔ اب مجددانہ رنگ پھر ملاحظہ ہو۔ واضح ہو کہ ما قتلہ و مصلوبہ (الآیہ سے) یہودیوں کے دعویٰ انا قتلنا اسح عیسیٰ بن مریم کا استیصال کیا گیا ہے۔ یعنی خود قتل اور صلب کی نفی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو نہ کسی نے قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا بلکہ ایک اور شخص ان کے مشابہ ہو گیا اور خدائے تعالیٰ نے عیسیٰ مسیح کو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور نہ قول انا قتلنا اسح کی کامل تردید نہیں ہو سکتی۔ اور نہ یہ ایسا ہتھم بالشان معرکہ ثابت ہو سکتا ہے جس کی صدا سے دنیا گونج رہی ہے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح قتل بھی کئے گئے اور سولی بھی دینے گئے مگر نتیجہ قتل و صلب ظاہر نہ ہوا بلکہ وہ مشہہ بالمصلوب ہو گئے۔ بھلا مشہہ بالمصلوب ہونا کونسا بڑا معرکہ ہے۔ ہم کسی جانور کے گولی مارتے ہیں وہ گر کر مرنے کے قریب ہو جاتا ہے مگر پھر بھاگ جاتا یا اڑ جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سینکڑوں اور ہزاروں مریض امراض مزمنہ میں مبتلا ہو کر مشہہ بالموتی ہو جاتے ہیں مگر معالجہ سے اچھے ہو جاتے ہیں لیکن یہ معرکہ ہتھم بالشان نہیں ہیں۔ جن کا ذکر خدائے تعالیٰ قرآن میں کرے اور فرمائے۔ ”وما قتلہم المررض یقینا بل رفعہم اللہ الیہ“

مرزا قادیانی نے خدا کے کاموں کو بھی اپنے کاموں پر محمول کیا ہے جو قادیان کے گنہ سلامتی میں بیٹھ کر رات دن کرتے رہتے ہیں۔ پھر طرح طرح کے خلاف فطرت دعوے کہ میری وجہ سے یہ ہوا اور میری وجہ سے وہ ہوا گویا خدائے تعالیٰ نے اپنی سنت فطرت کو بدل کر مرزا قادیانی کی سنت و فطرت کے مطابق کر دیا۔ بظاہر تو ”لن تجد لسنة اللہ تبدیلا“ پر ایمان مگر اپنے خوارق سے اس کا صاف انکار۔ ذرا غور کرنے کی بات ہے کیا یہودی اندھے تھے کہ ان کو عیسیٰ مسیح کے مشہہ بالمصلوب ہونے کا علم نہ ہوا۔ عیسیٰ مسیح تو بے کس اور بے بس تھے

اگر وہ مشہد بالمصلوب ہو کر بچ نکلنے تو یہود ان کو ضرور ڈھونڈ نکالتے اور پکڑ کر مکرر صلیب پر چڑھاتے اور ہرگز زندہ نہ چھوڑتے۔ اور اگر باوصف ہر طرح کی طاقت کے وہ اندھے ہو گئے تھے اور ان کی عقلوں پر خدائے تعالیٰ نے پردہ ڈال دیا تھا تو یہ بھی فی حد ذاتہ قدرت الہی کا دیا ہی مجرہ تھا جیسا عیسیٰ کی حیات کا۔ جس کے مرزا قادیانی منکر ہیں اور یہ مجرہ ان پر ایسا ناگوار ہے کہ اس کو اپنی موت سمجھتے ہیں۔

ایک مرزائی صاحب کہنے لگے کہ ۱۹۰۰ء برس سے قومیں عیسیٰ مسیح کے مشہد بالمصلوب ہونے کی قائل ہیں۔ مسلمان ۱۳ سو برس سے دنیا میں آئے ہیں۔ کیا حق رکھتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح کے باب میں دیگر اقوام کے خلاف کچھ منہ کھول سکیں۔ ہم کہتے ہیں کہ قومیں تو نہ صرف ۱۹ سو برس سے بلکہ دس ہزار برس آقا زبشت آدم علیہ السلام سے کبھی کچھ کہتی ہیں۔ کیا ان کی سب باتیں مان لینے کے قائل ہیں۔ دنیا کچھ ہی کہے مسلمانوں کو تو وہ بات ماننی چاہئے جو قرآن کہے۔ مگر یہ مسلمانوں کے لئے ہے نہ کہ مقدس مذہب اسلام اور اس کے احکام کا رد کرنے والوں کے لئے۔ کروڑوں عیسائی عیسیٰ مسیح کو ابن اللہ مانتے ہیں۔

۲۳ کروڑ ہنود پتھر کے تراشے ہوئے بتوں کو مجبور سمجھتے ہیں۔ مرزائی ان سب کی نسبت یہی کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کا کیا منہ ہے کہ ان کے خلاف منہ کھول سکیں۔ ہندوستان میں ہی دیکھو کہ ۲۳ کروڑ ہنود کے مقابلہ میں ۶ کروڑ مسلمان ہیں گو یہ کہ چھٹا حصہ ہیں اور مسلمانوں کو یہاں آئے جمعہ جمعہ ۸ دن ہوئے ہیں اور ہنود قدیم سے ہیں اور ان کی بت پرستی بھی قدیم ہے۔ مگر حسب قول مرزائی مسلمانوں کا کیا منہ ہے کہ بت پرستی پر طعن کریں اور توحید کو اچھا سمجھیں۔

تیسرے سو برس سے تمام علماء اسلام و مفسرین کرام تو آیات قرآن سے عیسیٰ مسیح کی حیات ثابت کریں۔ مگر مرزا قادیانی سب کو رد کریں اور ان کے مقابلہ میں اقوام مخالفان اسلام کے اقوال کو معتبر سمجھیں اور ان کی سند لائیں پھر اچھے خاصے اسلامی مجدد اور بروزی نبی۔

۴ اہل اسلام کو کسی آسمانی نشان کی ضرورت نہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جو سچے مومن خدا تعالیٰ کی آیات بیانات اور نور اور کتاب مبین اور آفتاب اسلام کی روشن اور چمکتی ہوئی مالگیر شعاعیں چشم ظاہر دباطن سے دیکھتے ہیں۔ اب ان کو کسی آسمانی نشان کے دیکھنے کی ضرورت نہیں ”وتمت کلمة ربك صدقنا وعدلالا مبدل الکلماته الآیہ“ پر ان کا ایمان ہے اور جو لوگ حسب قول مرزا قادیانی (مطبوعہ الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۳ء، ملفوظات

ج ۶ ص ۴۵۱) یہ کہتے ہیں کہ ہم کو کوئی نشان دکھاؤ وہ سچے مسلمان نہیں ہیں بلکہ ”مذبذبین بین ذالک لا الیٰ ہؤلا۔ ولا الیٰ ہؤلا۔“ اور ”کلالشاة العاراة بین الغنمین الحدیث اور من کان فی ہذہ اعمیٰ فہو فی الآخرة اعمیٰ (الایہ)“ کے صدقاً ہیں یا ماری سے پھٹک ایک پھٹک ددکا تماشا دیکھنے کی فرمائش کرتے ہیں یا انکار مرزا قادیانی سے نشان طلب کرنا ایک قسم کا استہزاء یا تعجیز ہے کیونکہ مرزا قادیانی نہ کوئی نشان دکھا سکتے ہیں نہ ایسی قدرت رکھتے ہیں۔ ان کا ہر نشان دین اسلام کے خلاف ہے۔

مرزا قادیانی نشان طلب کرنے والے کی مذمت کرتے ہیں اور عیسیٰ مسیح کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ حرام کار لوگ مجھ سے نشان مانگتے ہیں۔ حالانکہ آپ (اسے منہ میاں مٹھو) سینکڑوں نشان دکھا چکے ہیں۔ بہت سی پیشینگوئیاں کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ مگر کوئی پوری نہیں ہوئی اور پھر آگے چل کر (دروغ گورا حافظہ باشد) آپ ہی کہتے ہیں (اگر کوئی نشان نہیں دکھایا گیا تو مانگو بے شک مانگو..... الخ)

مرزا قادیانی کا پہلا نشان تو یہ ہے کہ دیکھو عیسیٰ بن مریم ۱۹ سو برس کے بعد اب میرے زمانہ میں وفات پا گئے اور میں نے کشمیر میں ان کو دفن بھی کر دیا۔ وہ دیکھو ان کی قبر بھی موجود ہے مگر یہ عجیب روشن نشان ہے کہ مرزا نے ان کے سوا کسی کو نظر نہیں آیا نہ ان کے سوا کوئی اس سے واقف ہوا۔ گویا یہ گروہ فریضیوں کا گروہ ہے جن کے راز سے غیر آدمی واقف نہیں ہو سکتا۔ دوسرا نشان طاحون طحون کا خروج ہے۔ اول تو یہ پہلے کبھی دنیا میں آیا ہی نہیں اور آیا ہے تو شاید اس زمانے میں بھی کوئی مسیح پیدا ہوا ہوگا۔ حالانکہ لندن میں طاحون نہیں اور ایک مسیح مسٹر ہکٹ موجود اور پیرس میں طاحون نہیں مگر ایک مسیح ڈاکٹر ڈوئی موجود۔

ان دونوں مسیحوں نے دعویٰ نہیں کیا کہ ہماری بعثت پر طاحون کا خروج ہوگا گویا ہر مسیح کا نشان اور خاصہ ہر جگہ جدا جدا ہے۔ اگر مرزا قادیانی سے دونوں مسیح معارضہ کرنے لگیں اور قادیان میں آکر کھسم کھسا ہوں اور جنگ ڈوئل لڑنے لگیں کہ عیسیٰ مسیح تو نبی ہے جو دنیا کو ہر طرح نجات دلوانے آیا ہے وہ تو بیمار یوں اور وہاں کو دفع کرتا تھا کوڑھیوں تک کو اچھا کرتا تھا۔ مردوں تک کو زندہ کرتا تھا۔ پس اس کا موعود بھی ایسا ہی ہوگا۔ تو کیسا موعود ہے کہ طاحون کو اپنا ایڈویکائیٹ بنا کر دنیا کو ہلاک کر رہا ہے پھر عیسیٰ مسیح کی میراث کے شفیق و خلیفہ تو ہم ہیں جو عیسائی ہیں تو عیسیٰ مسیح کا کھلا دشمن اور رقیب ہے پس کیونکر ان کی جگہ اور ان کا منصب لے سکتا ہے؟ تو فرمائیے مرزا قادیانی کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔

پھر دنیا میں آتش زدگیاں ہو رہی ہیں طوفان اور زلزلے آرہے ہیں۔ خونریزیاں ہو رہی ہیں۔ مرزا قادیانی ان کو اپنا نشان کیوں نہیں بتاتے کیا یہ کسی اور خوبی مسیح کا ادبار ہے۔

آگے چل کر مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”تم نے جو اسلام کو قبول کیا ہے تو کونسا معجزہ دیکھا تھا جس قدر معجزات اسلام کے تم بیان کرو گے۔ وہ سماعی ہوں گے تمہارے چشم دید نہیں..... الخ۔ لیجئے جناب اسلام اور اس کے معجزات اور قرآن مجید کا نزول سب سماعی اور عروزیہ کے قصص اور سنی سنائی داستان ہو گئے۔ حالانکہ قرآن مجید اور اس کا معجز نظم اور اس کی ہدایات تامہ جو روز روشن کی طرح دنیا میں پھیل رہی ہیں۔ ہر مومن کے سامنے موجود ہیں۔ تمام منکران اسلام بھی کہتے ہیں جو مرزائی کہہ رہے ہیں کہ اسلام کے حق ہونے اور قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور آنحضرت ﷺ کے نبی برحق اور خاتم النبیین ہونے کا جز سماعی باتوں کے کیا ثبوت ہے۔ اب مرزا قادیانی کو دہریوں اور طغروں کا گرد گھنٹال نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟

مرزا قادیانی کا یہ مطلب ہوا کہ دین اسلام کی کل باتیں تو سماعی ہیں لیکن جو کچھ میں دکھا رہا ہوں۔ وہ سب محسوس اور محسوس ہیں پس اسلام اور پیغمبر اسلام کو چھوڑو اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ پھر اسلام کے اچھے خاصے مجدد ”لعنة الله على الكذابين والمعقرين الى يوم الدين“ اسلام میں کونسا نشان نہیں۔ جو مرزا قادیانی دکھا رہے ہیں کوئی ہدایت نہیں جو مرزا قادیانی کر رہے ہیں۔ ان کا یہ کہنا بالکل منکاری ہے کہ ”اس ظلم صریح کو دیکھ کر جو ایک عاجز انسان (مسیحی مسیح) کو خفا ملایا گیا ہے۔ میرے دل میں درد اور جوش پیدا ہوتا ہے..... الخ۔ یوں کہتے کہ رشک و حسد پیدا ہوتا ہے کہ کروڑوں جیسا نہیں نے تو مسیحی مسیح کو خدا مان لیا اور ہاد صف مسیح سمجھو جو بننے کے میرے نام کا کسی نے کتا بھی نہ پالا۔ اگر حسد اور رشک نہ ہوتا تو خشونت اور خجست ہاتھن سے کلمت اللہ اور روح اللہ کو کالیاں نہ دی جاتیں۔ نہ بیہودہ تاویلوں کے ساتھ قرآن وحدیث کے خلاف ان کی وفات ثابت کی جاتی۔

چونکہ آپ نے اپنے کو مسیح موعود بنا لیا ہے۔ لہذا اصلی مسیح کو نہیں دیکھ سکتے۔ آپ کا یہ کہیہ خیال ہے کہ جب تک مسیحی مسیح کی وقعت دنیا کے دل میں ہے۔ میری وقعت نہیں ہو سکتی۔ چہ خوش و خشا کا یہ منہ اور ستھوری مجون۔ ایک کھسی کہہ سکتی ہے کہ جب تک سیرغ کا نام دنیا میں ہے میری جہنستاہٹ کوئی نہیں سن سکتا۔ اور ایک چڑوٹی کہہ سکتی ہے کہ جب تک ہاتھی کی ہیبت لوگوں پر چھائی ہوئی ہے مجھے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔

اصل یہ ہے کہ شرارت اور خود فرضی کی حماقت انسان کو پاگل بنائے بغیر نہیں رہتی۔ کونے

سچے مسلمان کے دل میں درد اور جوش پیدا نہیں ہوتا۔ جب وہ یہ دیکھتا اور سنتا ہے کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنا لیا ہے۔ اس صورت میں تو ہر مسلمان مسخ موعود ہے۔ مرزا قادیانی کی کیا تخصیص مانسانوں کو خدا بنانے کی خدمت میں قرآن وحدیث بھرے ہوئے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کے لئے یہ ایک آسانی نشان ہے کہ وہ عیسیٰ مسخ کو خدا نہیں سمجھتے، علاوہ مسلمانوں کے بہت سے اہل مذاہب بلکہ خود بعض حکماء و عقلاء یورپ عیسیٰ مسخ کو خدا نہیں مانتے۔ لیکن کیا وہ سب مسخ موعود ہیں۔ ہاں مرزا کی طرح عیسیٰ مسخ کو کوئی کالیاں نہیں دیتا۔ مرزا قادیانی کے لئے کالیاں دینا آسانی نشان ہے۔

دشنام بمذہبیکہ عبادت باشد

مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

”فاعتبروا یا اولی الابصار“

۵..... منارۃ المسخ

مولانا شوکت اللہ برہمپوری!

سرخ موعود کی بعثت کو ۳۰ سال گزر گئے مگر منارہ ابھی تک ملن ماور میں ہیں۔ کیا مسخ موعود برحمت تہمتری آسمان پر جائے گا اور اپنے خیالی منارے کے ذریعے سے پھر زمین پر اتارے گا۔ کیونکہ ابھی تک تو انھم کے صفحہ ریلوح پر خیالی منارے کی صورتی استہاپن ہو کر براج رہی ہے۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں تو یہ موعوم منارہ عدم سے وجود میں نہیں آسکتا اور بعد میں آیا بھی تو کس کام کا؟ ہاں مرزا قادیانی چونکہ بروزی یعنی تانگی ہیں۔ لہذا کچھ عجب نہیں کہ بعد وفات ان کی روح چند کے قالب میں حلول کر کے منارہ کے گلس پر آ بیٹھے۔

جو میرد مبتلا میرد جو خیزد مبتلا خیزد

لیکن یہ عجب حسرت بھرا سماں ہوگا جس کے خیال میں لانے سے بھی عبرت کی تصویر آنکھوں کے سامنے کھج جاتی ہے۔

ہلسبانی میکنند ہر قصر قیصر عنکبوت

چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

اور اب تو منارۃ المسخ ہی کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اس کی تعمیر میں روڑے انک گئے۔ یعنی مجسٹریٹ گوردا سپور نے ہندو مسلمانوں کی عذر داری پر تعمیر روک دی اور حکم دے دیا کہ دعویٰ ہو تو دیوانی میں جاؤ۔ مرزا قادیانی دیوانی میں ضرور جاتے مگر مقدمات فوجداری نے ان کی عقل دیوانی کر دی۔

تعارف مضامین ضمیمہ فحشہ ہند میرٹھ
سال ۱۹۰۲ء ۸ جون شمارہ نمبر ۲۲ کے مضامین

.....۱	مرزا کا اعتقاد قرآن مجید کی نسبت۔	اخبار الہمدیث!
.....۲	تصویر پرستی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	اصلاح تمدن۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزائی الہامات اور مقدمات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی کو بہشت کی ضرورت نہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	طاعون کو سب و شتم کرنا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	مرزائی مقدمہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۸	مرزا قادیانی کے دعوؤں کا اعلان۔	مولانا عبدالکریم ٹنگری!
.....۹	دعا بے شک حق ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۱۰	عجیب فقرہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مرزا کا اعتقاد قرآن مجید کی نسبت

اخبار الہمدیث!

اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف کی تشریح میں احسن الہدیث فرمائے۔ احسن کے معنی سب سے بڑھ کر خوبصورت کے ہیں اور مرزا کہے کہ قرآن سخت زبان اور گندی گالیاں دینے والا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب مرزا نے اپنی تالیفات میں مخالفین کی نسبت گندے اور سخت الفاظ لکھے تو لوگوں نے اعتراضات کئے۔

الرام رفع کرنے کو اپنے (رسالہ ازالہ ص ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۱۱۶ حاشیہ) میں لکھ دیا کہ: ”قرآن میں بھی تو ایسے الفاظ ہیں جو نہایت سخت اور گندی گالیاں ہیں۔“

چہ نسبت خاک را با عالم ہماک

بیک مرزا قادیانی اپنی بدزبانی کے باعث علاوہ عند الناس کے عند اللہ بھی ملزم ہیں۔

چند سال قبل حکام وقت نے بھی آپ کو بزبانی سے حکما روکا تھا لیکن عادت کہاں جائے۔ خداوند تعالیٰ کا معاملہ مخلوق کے ساتھ واقعی اور ٹھیک طور پر ہے کیونکہ وہ تمام اشیاء کا خالق و مالک ہے اور اسکو ہر طرح کرنے اور کہنے کا حق ہے۔ کسی کی کیا مجال جو یہ پوچھے کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ یا ایسا کیوں کہا؟ ”لا یستل عما یفعل وہم یستلون“

مرزا بیو، خداوندِ قہار سے ڈر کر اور خدا اور تعصب کو چھوڑ کر ایمانا کہو۔ اول..... اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ قرآن اکثر استعارت سے بھرا ہوا ہے۔ دوم..... یا یہ کہے کہ قرآن ایسا سخت زبان اور گالیاں دینے والا ہے جس سے عانت و وجہ کا غمی اور جاہل بھی بے خبر نہیں۔ سوئم..... یہ کہے کہ قرآن میں ایسے الفاظ موجود ہیں جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں تو ایسے شخص کو تم مسلمان کہو گے یا کچھ اور ورنہ ”لعنت اللہ علی الکاذبین“ کہو آمین!

۲ تصویر پرستی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے ایک مرزائی مصور کے سوال کے جواب میں کہا کہ اگر نیک نیتی سے تصویر کھینچی جائے تو جائز ہے۔ ہم کہتے ہیں شریعت نے کہاں حکم دیا ہے کہ تمام ممنوعات و محرمات کا ارتکاب نیک نیتی سے جائز ہے۔ شریعت میں اس قسم کے قیاسات کو تو شیطان و وسوسات قرار دیا گیا ہے۔ ”ان الشیاطین لیوحون الی اولیائهم“ شیطان نے بھی تو سب سے پہلے یہی قیاس گھڑا تھا کہ ”خلقتمنی من خلائرو خلقتمنی من طین“ آدم علیہ السلام کو اسی نام پر مجبور نہ کیا اور مردود ہو گیا۔ اس نے قیاس کیا کہ خدا کے سوا دوسرے کو سجدہ کرنا کفر ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے نزدیک وہ غالباً نیک نیت تھا۔

آپ فرماتے ہیں: ”اہل یورپ چونکہ تصویر کو دیکھ کر قیافہ کی مدد سے صحیح نتائج نکال لیتے ہیں۔ لہذا میں نے تبلیغ کے لئے اپنی تصویر کی اشاعت کی۔“ (ملفوظات ج ۷ ص ۳۳) گویا آپ مجدد بلکہ موجد دین جدید بن کر یورپ کے مقلد ہوئے۔ یوں کیوں نہیں کہتے کہ آسمانی باپ نے مجھ پر تصویر کھینچنے کی فریاد کا الہام کر دیا ہے۔

تصویر پڑپ کے لئے کھجوائی گئی ہے تو ہر مرزائی کے گھر میں آپ کی ایک ایک تصویر کیوں موجود ہے۔ کیا ان کا مذاق بھی ہندوستان میں رہ کر یورپ کے مذاق سے بدل گیا ہے۔ جو مرزائی آپ کو ہر وقت دیکھتے ہیں اور جو کبھی کبھی مسافت قریب و بعید طے کر کے زیارت سے مشرف ہوتے ہیں کیا وہ بھی اب تک یورپ ہی میں ہیں اور یورپین ہیں کہ ان کی گھروں میں آپ

کی ایک ایک تصویر موجود ہے۔ یوں فرمائیے کہ وہ بت پرست ہیں یعنی جس طرح بت پرستوں کے گھر میں دیوتاؤں کی صورتیں موجود رہتی ہیں اور وہ صبح شام ان کی پوجا اور ڈنڈوت کرتے ہیں۔ یہی حال مرزائیوں کا ہے۔

نیک نیتی کا حیلہ ہر فعل میں ہو سکتا ہے۔ کوئی شخص نامحرم عورت سے زنا کرے اور یہ نیت رکھے کہ میں تو اپنی اور اس کی نفسانی خواہش مٹانے کو زنا کرتا ہوں۔ یا کوئی شخص جلیق لگائے یا لواطت کرے کہ میں اس ذریعہ سے زناء سے بچوں گا یا کوئی شخص سوولے اور یہ نیت کرے کہ میں اس سے مسجد تعمیر کرواؤں گا یا دینی مدرسہ کھولوں گا یا محتاجوں کی مدد کروں گا تو ایسی نیت اسلامی شریعت میں کیونکر جائز ہو سکتی ہے؟ پھر جو امور خلاف شریعت ہیں ان کے ارتکاب میں نیک نیتی کا کیا ثبوت ہے؟ جو شخص کھلم کھلا تصویر بنواتا اور لوگوں کو دیتا ہے کہ اس کو دیکھو اور اپنے پاس رکھو ہر سچا مسلمان اس کو ملعون سمجھے گا۔ اس کے دل میں ہرگز خیال نہ گزرے گا کہ اس کی نیت کیسی ہے کیونکہ دل چیر کر کوئی شخص اپنی نیت نہیں دکھا سکتا۔ نہ ارتکاب امور خلاف شریعت میں نیک نیتی ملحوظ دماخوذ ہے۔

ذرا خیال کرنا چاہئے کہ جس نبی امی ﷺ کی بعثت صرف اس لئے تھی کہ شرک اور بت پرستی اور اس کے لوازم کو دنیا سے مٹائے اور توحید قائم کرے۔ مرزا باوصف اس دعوے کے کہ میں اس کا متبع اور امتی بلکہ اس کا بروزی ہوں اپنی تصویریں بنائے اور ان کو شائع کرے اور دنیا کو شرک و کفر کی عظمت میں برجعت بہتری ڈالے۔

تصویر کا بنوانا محض اس غرض سے ہوتا ہے کہ لوگ اس کو محبت مفرط اور عظمت سے اپنے پاس رکھیں۔ خود مرزا کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ یورپ والے میری تصویر دیکھ کر قیام سے کام لیں اور مجھے صبح موعوود اور امام الزمان سمجھیں اور ان کے دلوں میں میری عظمت قائم ہو فرمائیے اب بد نیتی میں کیا شہرہ مرزا اپنے ہی منہ اور اپنے ہی دعوے سے ملعون ثابت ہو گیا۔

نیک نیتی شعائر اسلام کے قائم کرنے اور ناموس شریعت کی حفاظت میں ہے نہ کہ شرک اور کفر کے دعائم و لوازم کے پھیلانے میں۔ اسلام میں توحید کی یہ شان ہے کہ بجز خدائے وحدہ لا شریک کے کسی کی ذرہ بھر عظمت بھی دل میں نہ رہے اور جب پتھر وغیرہ دھاتوں کی صورتوں اور کاغذ کی تصویروں کی عظمت کی گئی تو اسلام اور کفر میں کیا فرق رہا؟

بت پرست بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم صورتوں کو خدا نہیں سمجھتے بلکہ نہایت نیک نیتی کے ساتھ اس ذریعہ سے نرا انکار جوئی سروپ کا دھیان گیان لگاتے ہیں۔ کوئی بتائے کہ بت پرستوں

کی نیک نیتی اور مرزا کی نیک نیتی میں کیا فرق ہے؟ کوئی سچا مسلمان ہرگز نہ پوچھے گا کہ مصور اور مصور لہ کی کیا نیت ہے وہ تو فوراً دونوں کو طعون قرار دے گا۔ کیا مرزا اور مرزائی اپنے دل چیر کر نیت کی محسوس منحوس شکل دکھا سکتے ہیں۔

۴ اصلاح تمدن

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مسلمانوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ان کی اصلاح تمدن و معاشرت کے لئے عصر جدید وغیرہ رسالے شائع ہو رہے ہیں جو مسلمانوں کو ٹھیک اسلامی اصول کے موافق مہذب مسلمان بنانا چاہتے ہیں مگر مرزائی اخباروں کو یہ امر ناگوار ہے۔ وہ اس قسم کے رسالوں کو رقابت کی نظر سے دیکھتے ہیں کیونکہ وہ مسلمانوں کو اسراف اور تہذیب کی بلا اور خسر الدنیا والآخرت سے بچانا چاہتے ہیں۔ مرزا اور مرزائی تو اپنے بھوجوں اور دکھشوں اور مستحقوری مجبوروں کی خاطر بھی چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان بدستور احق بنیں اور جو کچھ کمائیں قادیان میں جمونک دیں۔

جو احمق درجہاں بلقی اسنت کس مفلس نئے مانند

مرزائی اخبارات ہر معاملہ میں اپنے بروزی کی ٹانگ اڑاتے ہیں کہ اس کے چیلے بن جاؤ اس کے منڈ سرے ہو جاؤ۔ خود بخود دین و دنیا کی اصلاح ہو جائے گی۔ اور وہ اپنی شفقت کا ایسا پوچارا پھرے گا۔ کہ کھوٹی تک نہ رہے گی، چنانچہ مرزائی اخبارات حکم لکھتا ہے ”اس سے پہلے کہ تم ان کو (مسلمانوں کو) کفایت شعار بنانے کی فکر کرو بہتر ہے کہ پہلے مسلمانوں کو مسلمان بنا لو..... الخ“ پھر اے ٹو بیٹیں سے صاف کیوں نہیں کہتے۔ کہ اسلام سے خارج کر کے سچے مسلمانوں کو طرد (مرزائی) بنا لو۔

مرزائی اخباروں کے نزدیک تو بیٹھے، اٹھنے، چلنے، پھرنے، جاگنے، سونے، کہنے، موٹے الغرض سب کاموں میں امام الزمان کی ضرورت ہے امام الزمان کیا ہوئے بھانڈوں کی پاگی ہوئے ہاں اسمہہ پاگلخانے بھوانے کی کس کے لئے ابھی ضرورت نہیں۔ آگے چل کر الحکم لکھتا ہے کہ: ”خدائے تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک مامور بھیج دیا ہے جو قوم میں وہی صلاحیت اور تقویٰ پیدا کرنا چاہتا ہے جو آنحضرت ﷺ کی زندگی کا خاص منشاء تھا۔“ گویا آنحضرت ﷺ کا منشاء جو درحقیقت خدائے تعالیٰ کا منشاء تھا نزول قرآن مجید سے پورا نہیں ہوا، اور آیت ”اکملت لکم دینکم“ بالکل غلط اور آنحضرت ﷺ کی بعثت بالکل فضول ٹھہری۔ مجازاً اللہ۔ بھلا اس خرافات اور مانجھ لیاہ کوئی سچا مسلمان کان دھر سکتا ہے ہرگز نہیں آگے چل کر لکھتا ہے تمہارا عصر عصر جدید

مسلمانوں میں جس قوت اور روح کے نفع ہونے کی آرزو کرتا ہے وہ ان میں پیدا ہو جائے گی لیکن بغیر اس کے (مرزا کے) دامن سے وابستہ ہوئے۔ اگر کوئی شخص قومی اصلاح اور فلاح کا مدعی ہو تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ وہ کامیاب نہیں ہو سکتا..... الخ۔

عصر جدید بے شک مسلمانوں میں اسلامی تہذیب کی روح خدا اور رسول کے منشاء کے موافق پھولنا چاہتا ہے۔ وہ بے شک رفاہ اور رفاهم کر رہا ہے اور خدا اور رسول کا منشاء آپ نے کامل خلوص اور جذبے سے پورا کر رہا ہے اور کسی قدر کامیاب ہو گیا ہے اور کامیابی کے بقیہ آثار خدا کے فضل سے نمایاں ہو رہے ہیں۔ ہاں وہ مرزا قادیانی کا منشاء ہرگز پورا نہیں کر سکتا۔ اس کا ایڈیٹر سچا مسلمان اور قوم کا سچا فدائی ہے۔ اس نے کوئی مذہبی مشن خلاف اسلام کھڑا نہیں کیا۔ نہ نبی بننے کا اعلان دیا۔ یہ کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور تو مرزائیوں ہی کے کیش جی کو زبیا ہیں۔

مرزا قادیانی تو بجز اپنی زبردستی کی نبوت منوانے کے دوسرا سبھی ہی نہیں پڑھے۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت کے دیکھنے کی آنکھیں ہی قدرت نے ان کو نہیں دیں۔ ان کے سر پر تو صرف وفات مسیح کا بھوت سوار ہے۔ اخباروں اور رسالوں میں اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ کوئی بتائے تو سبھی کہ مسلمانوں کے تمدن اور طرز معاشرت کی اصلاح میں انہوں نے کونسا پارٹ لیا۔ اگر کسی شہر یا قصبہ میں کوئی مرزائی ہے تو اس کا بس یہی فرض ہے کہ جیسے مسیحی مسیح وفات پا گئے۔ اس لئے مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں۔ بس ان کے دین دنیا کی بھی کائنات ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے "انتم اعلم بامور دنیایکم" یعنی اپنے دنیا کے کاموں کو تم بہتر جاننے والے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصلحان قوم اپنی رائے اور تجاویز سے بھی قوم کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ مسلمانوں کو کس اصلاح کی ضرورت ہے اور دعوے وہ کہہ رہے جائیں نہ اٹھائے جائیں۔

۴ مرزائی الہامات اور مقدمات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جب مقدمات نہ تھے تو الہامات کی ٹپکا ٹپکی کبھی کبھی بلکہ شاید وادار ہی ہوتی تھی۔ مقدمات کے شروع ہوتے ہی الہامات کی ہم بھوٹ گئی۔ گویا پہلے قبض رہتا تھا اب دست بغیر ہاتھوں ہاتھ ملنے ہونے لگا۔ مگر الہامات کا رنگ مختلف ہے کبھی تو مقدمات میں فتیاب ہو جانے کا الہام ہوتا ہے اور کبھی جب عدالت کے تیور دیکھ کر مایوسی ہوتی ہے تو اپنے اور اپنے مریدوں کے

یعنی آنسو پونچھے جاتے ہیں کہ مردود پڑے رہو۔ میں بھی ثابت قدم ہوں تو بھی ثابت قدم رہو۔

نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد

اگر مردیوں کے دل نہ بڑھائے جائیں اور ان کو ہمت نہ دلائی جائے تو مقدمات وغیرہ کے لئے روپیہ کہاں سے آئے۔ ”نصر من اللہ وفتح قریب اور فتح اللہ و نصیر قریب“ کا انوکھا تازہ نوبوا الہام ہونی چکا ہے۔ اگر یہ الہام مولوی کرم الدین کے مقدمے کے فیصلے ہونے اور اس میں ناکام رہنے سے پہلے کا تھا جو بالکل برعکس پڑا اور لے پالک کے ساتھ خود آسمانی باپ کی کمر بھی ٹوٹ گئی۔ لیکن ہم کو باپ بیٹے کے اس ہتھیار ہارنے پر بہت ہی غصہ آتا ہے کیا معنی کہ یہ الہام مطلق فتح کا تھا۔ الہام کا یہ مطلب نہ تھا کہ اس مقدمے میں فتح نصیب ہوگی۔ کیونکہ مقدمات تو بہت سے باقی ہیں۔

ابھی تو سلسلہ شروع ہوا ہے۔ ایسا اندھیرا کھاتا تو آسمانی ہائی کورٹ میں ہی نہیں کہ لے پالک کسی مقدمے میں بھی فتح یاب ہو۔ کیلے سوکھے ایک ہی بھاؤ جلیں اور ایک بھی آسمانی نشان چمکتا ہوا نظر نہ آئے۔ پس مرزا قادیانی ذرا تیل دیکھیں تیل کی دھار دیکھیں۔ یہ ہمارا ذمہ کہ آخری مقدمے میں مرزا قادیانی ضرور فتحیاب ہوں گے اور آسمانی نشان کا ضرور ظہور ہوگا۔ آسمانی باپ نے یہ الہام نہیں کیا کہ چیت بھی لے پالک کی اور پٹ بھی لے پالک کی۔ ایسا الہام ہونا تو بالکل فطرت کے خلاف ہے۔ دنیا کے معاملات قمار خانہ ہیں جیتا سو ہار اور ہار سو ہار۔

قلب است قمار زملانہ

بگ ریزا زین قمار خانہ

۵ مرزا قادیانی کو بہشت کی ضرورت نہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم میں آپ فرماتے ہیں ”ہماری خواہش ہے کہ الٰہی تجلیات ظاہر ہوں جیسے موسیٰ نے ”رب ارنی“ کہا تھا اور نہ ہمیں تو نہ بہشت کی ضرورت ہے نہ کہ اور شے کی۔“

جی بجا ہے مگر موسیٰ علیہ السلام نے دنیا میں رب ارنی کہا تھا یا مرنے کے بعد۔ قرآن میں تو مرنے کے بعد مومنین اور متعین کے لئے جناب باری نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے مگر چونکہ آپ کو دنیا ہی میں حسب فحوائے حدیث شریف جنت کے مزے اور بہاریں ہیں عیش و عشرت ہے۔ الدنیا سجن المومن و جنت الکافر لہذا مرنے کے بعد جنت کیوں نصیب ہونے لگی؟ آپ تو یقیناً مرتے دم بھی کبھی ترانہ گائیں گے۔

خاک میرا دل لے گا حور بیان عدن سے
 باغ ہستی سے چلا ہوں ہائے پریاں چھوڑ کر
 پھر الہی تجلیات کے ظاہر ہونے کے کونے اسباب ہیں۔ موسیٰ نے تو کوہ طور پر رب
 ارنی کہا تھا آپ کے پاس تو ابھی تک منارہ بھی نہیں جس پر چڑھ کر آسمانی باپ کا نظارہ ہو۔ اور
 بات یہ ہے کہ آپ بہشت و دوزخ کے درحقیقت قائل ہی نہیں جیسی تو عدم ضرورت ظاہر کی گئی یہ
 نصوص قطعاً انکار اور کفر والحا نہیں تو کیا ہے۔

۶ طاعون کو سب و شتم نہ کرنا چاہئے
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ طاعون آسمانی باپ کا مامور ہے۔ لہذا اس کو سب و شتم نہ کرنا
 چاہئے۔ کیا معنی وہ تو ایڈی کا ٹک ہے۔ لہذا آسمانی باپ اور لے پالک دونوں کا پیارا ہے۔ اسے برا
 کہنا باپ بیٹے دونوں کو برا کہنا ہے۔ لال پیارا تو لال کے خال بھی پیارے، لیکن جبکہ وہ لے پالک
 کے منکروں کے لئے آیا ہے تو ضرور پیارا ہے اور جبکہ آسمانی باپ کے پوتوں کے لئے آیا ہے تو پیارا
 کیوں ہے اس صورت میں تو اس سے بڑھ کر کوئی ملعون نہیں۔ بات یہ ہے کہ وہ آزاد اور خود سر ہو گیا
 ہے یا بوجھلا گیا ہے کہ دوست دشمن کی تمیز نہیں کرتا یا بھوکا ہے کہ جہاں کوئی نرم چارہ دیکھا چکے گیا۔
 اپنا ہو یا پرانا مسلمان ملعون ہیں۔ عیسائی ملعون ہیں۔ آریا ملعون ہیں۔ الغرض مرزا قادیانی کے
 دعادی کے جو لوگ مخالف ہیں اور ان پر ایمان نہیں لاتے سب ملعون ہیں۔ مگر طاعون ہرگز ملعون
 نہیں۔ جو نہ صرف دشمنوں بلکہ مرزا قادیانی کے دوستوں کو بھی بھنبھوڑ رہا ہے۔ دنیا میں کوئی شے
 ملعون اور بری نہیں صرف مرزا قادیانی کے مخالفین ہی ملعون ہیں۔

۷ مرزائی مقدمہ
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

یہ مقدمہ گورداسپور میں ہر روز ہوتا ہے صرف ۲۹،۲۸ کی تعطیل کی وجہ سے ناغہ رہا۔
 مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ کی شہادت ہفتہ عشرہ میں بھد مشکل ختم ہوئی۔ مرزائی وکیل کو مولوی صاحب
 اور مجمن نصرت السنہا ترس کی تحریروں سے ثابت کرنا تھا کہ مولوی صاحب موصوف ہمارے قدیمی
 سخت مخالف ہیں۔ انجام کیا ہوا۔ ”والحکم عند اللہ“ حافظ عبدالقدوس صاحب سہارنپوری جو
 مرزائیوں کی طرف سے گواہ تھے۔ ۲۳ مئی کو حاضر نہ ہوئے ان کے نام وارنٹ منافی مبلغ پانچ سو
 روپے کا حکم ہوا۔

۸ مرزا قادیانی کے دعوؤں کا اعلان

مولانا عبدالکریم مظفری!

مرزا قادیانی بخیاں خود ملہم ہیں۔ مجملہ دوسرے الہاموں کے اس وقت قابل غور مفصلہ ذیل الہام ہے۔ ”وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم انه اوى القرية..... الخ (رسالہ داخ البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۳۶)“

مرزا قادیانی اس الہام کی تفسیر یوں فرماتے ہیں۔ اس تمام وحی سے تین باتیں ثابت ہوئی ہیں۔ اول..... یہ کہ طاعون اس لئے دنیا میں آئی کہ خدا کے مسخ موعود (یعنی مرزا قادیانی) سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اس کو دکھا دیا گیا..... الخ (رسالہ داخ البلاء ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۶)۔ دوسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی۔ وہ یہ ہے کہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی کہ جب لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیں گے۔ (یعنی مرزا قادیانی کو اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذا اور بدزبانی سے باز آئیں..... الخ (رسالہ داخ البلاء ص ۹، خزائن ج ۱۸ ص ۲۶) طاعون کا سبب اگر صرف آپ کی مسیحیت کا انکار ہے اور فرد ہونا طاعون کا آپ کے دعوے مسیحیت پر موقوف ہے تو بہتر ہے کہ گورنمنٹ کو اطلاع دیں کہ ٹیکہ وغیرہ جو انسداد طاعون کے لئے ہے اس پر روپیہ ضائع نہ کرے۔ تیسری بات! جو اس سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گوستر برس تک دنیا میں رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے..... الخ۔ (رسالہ داخ البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳)

یہ مرزا قادیانی کا ایسا صاف دعویٰ ہے جس کی ذرہ بھی تاویل نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ قادیان طاعون سے ایسا تباہ ہوا جو بمقابلہ گرد و نواح کے بہت بڑھ کر ہے ہم ایک فہرست خاص باشندگان قادیان کی طرف سے ذیل میں درج کرتے اور جو انہوں نے طاعون کی حالت میں ہمارے پاس ارسال کی تھی مگر وہ صاحب یہی تحریر کرتے ہیں کہ ان کی تعداد اموات اس لئے کم ہے کہ شروع ہی میں سب مرزائی بھاگ گئے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا سکول ویران ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی اموات ہوئی ہوں وہ فہرست یہ ہے۔ ہندو ۱۰۰۰، مسلمان ۱۵، مرزائی ۵، چوہڑے ۲۵، ابھی تو دو سال کامل بھی نہیں گزرے کہ قادیان جس کو حضور دارالامان سے مشہور کرتے تھے۔ طاعون سے تباہ ہو گیا۔ کیا اب آپ کے الہامات سچے مانے جائیں؟ کیا آپ کو مسخ موعود مانا جائے؟ کیا قادیان اب دارالامان ہے؟ کیا آپ سچے شفیع ہیں؟ کیا آپ بردی طور پر رسول ہیں؟ ہرگز نہیں۔ باوجود مشاہدہ کوئی مرزائی ان کے دعاوی کا معتقد ہوا ایسے اعتقاد پر افسوس

صد افسوس۔ (راقم عبدالکریم مدرس عربی ہائی سکول شکرپور)

۹ دعا بے شک حق ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی بھی دعا کے قائل ہیں مگر صرف اپنی دعا کے، انبیاء کی دعا کے بھی منکر ہیں جنہوں نے دعا مانگی کہ اے خدا ہمارے ہاتھ معجزات دکھا۔ مگر مرزا قادیانی خود معجزات ہی کو نہیں مانتے گویا انبیاء کی دعا میں بھی اثر نہیں ورنہ معجزات ضرور پورے ہوتے ہیں۔ اس صورت میں انبیاء نے ظہور معجزات کے لئے جس قدر دعائیں مانگیں وہ بالکل فضول اور عبث تھیں۔ حالانکہ فضل عبث لہو و لعب میں داخل ہے جو حرام ہے اور انبیاء ارتکاب حرام سے فطرۃً پاک ہیں۔

مرزا قادیانی کے سوا آج تک کسی کی دعا قبول ہوئی نہ آئندہ قبول ہوگی۔ وہ اپنی دعا سے ان لوگوں کو بھی اٹھے بچے دلوں کے جن کے کبھی چوہیا کا بچہ تک پیدا نہیں ہوا اور اولاد بھی پھری نہ کہ دختر ہی وہ اپنی دعا سے دنیا کو ہلاک کر سکتے ہیں۔ بیضہ اور طاعون کو بلوا سکتے ہیں۔ اور بات بھی ٹھیک ہے کیونکہ جب سبھی کی دعا قبول ہوگی تو لے پالک کو کون پوچھے گا۔ خود مرزا قادیانی ایمان سے کہیں کیا ان کے مخالفوں اور منکروں کی بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اگر قبول ہوتی ہیں تو کفار کی دعائیں بھی قبول ہوئیں کیونکہ جو شخص نبی اور امام الزمان پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے اور اگر قبول نہیں ہوئیں تو خدائے تعالیٰ رب العالمین نہیں بلکہ رب المرزائیاں ہے اور رحمن رحیم اس کی عام صفت نہیں بلکہ اس صفت کا ظہور صرف مرزائیوں کے لئے ہے۔ پھر دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ مرزا قادیانی کی وجہ اور ان کی ہی دعا، بدعا سے ہو رہا ہے۔ مگر افسوس کہ مولوی کرم الدین صاحب پر جو فریب کا دعویٰ دائر کیا گیا اس میں کامیاب ہونے کے لئے کہاں تک کا زور نہیں لگایا گیا۔ کیا کیا الہامات نہیں ہوئے لیکن سب نخت ربود۔ ہاں کفار کی دعا قبول ہوگئی اور مرزا قادیانی کو شکست نصیب ہوئی۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا اور مرزائیوں کا خدا بھی دعا کے قبول کرنے بلکہ خود اپنے انبیاء وعدہ پر قادر نہیں۔ یہ ہے مرزا قادیانی کی دعا کی حقیقت جس پر مرزائی شمس ہیں اور اپنے دین و دنیا کے کاموں کا دار و مدار بلکہ دین و دنیا کی بہبودی انہیں کی دعا پر منحصر رکھتے ہیں۔ قدرت الہی ضعیف الاعتقادوں اور کمزور کائناتوں کی ایسی ہی درگت کرتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ پیشینگوئیاں غلط ہوتی ہیں۔ الہامات گوز شتر ہو جاتے ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ وہ بدعتی سے محض مخلوق کی دل آزاری اور ہوا نفس اور تار و دنیوی اغراض اور حصول

عز و جاہ کے لئے ہوتی ہیں۔

خدائے تعالیٰ خود فرماتا ہے ”و ما دعاء الكافرين الا في ضلال“ مرزا قادیانی کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ نے ”ادعونی استجب لكم“ سے کن لوگوں کو مخاطب کیا ہے۔ نبیوں کو متقیوں کو خدء اور اس کے رسول پر یہ صفات ایمان رکھنے والوں کو صادقوں کو نہ کہ خدا پر افتراء باندھنے والے کذابوں کو جو خود رسول بن گئے اور آیات قرآنی کا مہبط و مورد اپنے کو بنایا۔ خدائے تعالیٰ عادل ہے دلوں کی باتوں، نیتوں اور ارادوں کو دیکھتا اور جانتا ہے پس وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کی دعا ہرگز قبول نہیں کرتا کیونکہ یہ دوسری مخلوق پر ظلم ہوگا۔ وہ بجائے اس کے کہ ایسے مکاروں کی دعا قبول کرے۔ ان کو زیادہ دلیل اور رسوا کرتا ہے ورنہ دنیا میں اندھیر گری مچ جائے۔ مولوی کرم الدین صاحب پر مرزا نے کیا کیا ظلم نہیں کئے۔ ان کو کیا کیا اذیتیں نہیں پہنچائیں مگر انجام کیا ہوا۔ مرزا کا دار تو خالی گیا بلکہ ہاتھ سے تلوار گر پڑی اب مظلوم مولوی صاحب کا حملہ ہو رہا ہے دیکھیں مرزا قادیانی اس حملے سے کیوں گرا پڑے کو بچاتے ہیں۔ خاقانی لکھتا ہے۔

بترس از تیر بلران ضعیفلس در کمین شب

کہ ہرگز ضعف نالاں تر قوی تر زخم پیکانش

۱۰ عجیب فقرہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزائی اخبار الحکم کی پیشانی پر تحت تصویر منارہ یہ فقرہ ثبت رہتا ہے۔ ”بخرام کہ

وقت تو نزدیک رسید و ہائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد“

(تذکرہ ص ۳۹۸ طبع سوم)

یہ فقرہ ضرور الہامی ہے مگر مرزا قادیانی کے لئے فقط (محمدیان) بدشگونی اور سخت مضر ہے غالباً لہم (آسمانی باپ) کو سہو ہوا ہے۔ اس کی جگہ مرزا ایمان نہیں تو احمدیان ہونا چاہئے تھا کیونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک لفظ محمد میں صفت جلال اور لفظ احمد میں صفت جمال ہے اور جلال کا معنی جہاد ہے جس سے مرزا قادیانی کو مارے خوف کے کچھی لگتی ہے۔ اس صورت میں مذکورہ بالا الہامی فقرے کے یہ معنی ہوئے کہ جلد جلال یا اٹھ کہ تیرے جہاد کا وقت قریب پہنچا اور مجاہدین خونی مسخ کے بلند منارے پر جم گئے۔ دیکھو یہ فقرہ کتنا خوفناک ہے مہر دو ایسی خطرناک غلطیوں کی اصلاح کرتا رہتا ہے۔ بہتری اسی میں ہے کہ جس طرح مہر دو کی صحیحہ پر ”ہکسر الصلیب و یقتل العشارہ“ والی حدیث الحکم کی لوح سے حک کی گئی یہ فقرہ بھی گھڑی کی چوٹھائی میں حک

کیا جائے ورنہ یاد رکھئے کہ خیر نہیں۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ جون شمارہ نمبر ۲۳ کے مضامین

..... ۱	الزامات و اتہامات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
..... ۲	جہاد قرآنی و مرزائے قادیانی۔	اشیلتہ القرآن!
..... ۳	عدالت کی شکایت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
..... ۴	مرزا قادیانی کے مسخ موعود ہونے کی دلیل۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
..... ۵	رؤیت اور آسمانی و قدرتی نشان۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ الزامات و اتہامات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی بار بار کہتے ہیں کہ مجھ پر اگر الزامات و اتہامات سے لگائے جاتے ہیں تو کیا تعجب ہے کونسا نبی ہے جو ایسے الزامات سے بچا ہوا فوس ہے کہ مرزا قادیانی کو الزام اور اتہام کے لغوی معنی بھی معلوم نہیں۔ الزام کے لغوی معنی لازم کرنا یعنی چٹانا اور کسی شے کا کسی کی گردن پر ڈالنا ہیں۔ الزام کے لئے مطاوعت لازم نہیں یعنی وہ شے درحقیقت چمٹ بھی گئی ہو اور گردن پر پڑ بھی گئی ہو۔ اس لئے ملزم اس شخص کو کہتے ہیں جس پر کسی جرم کا الزام لگایا جائے۔ اور تحقیقات جاری ہو اور جب ثابت ہو جائے تو وہ مجرم ہے نہ کہ ملزم۔ علیٰ ہذا اتہام کے معنی سخت گرمی میں جانا اور ہوا کا ناموافق سمجھنا اور کسی پر تہمت دھرنا یعنی گمان پر لے جانا ہے۔ اس کو بھی مطاوعت لازم نہیں یعنی یہ ضروری نہیں کہ وہ گمان پر صحیح ہو بلکہ ”ان بعض الظن اثم“ قرآن میں وارد ہے یعنی بدگمانی گناہ ہے۔

اب خیال فرمانا چاہئے کہ انبیاء پر جس قدر الزامات اور اتہامات دھرے گئے تواریخ شاہد ہے کہ ان میں سے ایک بھی ثابت نہ ہوا بلکہ خود جناب باری نے وحی کے ذریعے سے ان کو اٹھادیا اور انبیاء علیہم السلام خدائے تعالیٰ کی کسوٹی پر کامل المعیار ثابت ہوئے۔ مثلاً یہودیوں نے حضرت مریم علیہا السلام پر اور زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت دھری مگر خدائے تعالیٰ

نے دونوں کو بری فرمایا۔ لیکن مرزا قادیانی کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام تمہوں سے بری نہیں اور فاسق و فاجر ہیں۔ معاذ اللہ

اب ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے افعال پر جو کچھ الزام لگائے گئے کیا وہ غلط لکھے یا خدائے تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے ان کو اٹھا دیا جب پیشینگوئیاں غلط لکھیں اور مرزا قادیانی پر کذب کا الزام لگایا گیا تو کیا انہوں نے اس الزام سے اپنے کو بری کیا یا مرزا قادیانی نے جب اپنے کو خدائے تعالیٰ کا بمنزلہ ولد بذریعہ الہام بتایا تو وہ اس جرم افتراء علی اللہ سے بری ہو سکے۔ یا انہوں نے کسی فوجی شخص سے جو بیٹا دلوانے کی اجرت پانچ سو روپیہ پھٹکارا تو کیا یہ الزام غلط تھا اور مرزا قادیانی اس کو بیٹا دلوا سکے؟

نبی سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا۔ اس میں قوت قدسیہ ہوتی ہے۔ گناہ کا ارتکاب شیطان کے القاء سے ہوتا ہے لیکن ”فینسخ اللہ ما یلقى الشیطان الآیہ“ کے مطابق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خدائے تعالیٰ القاء الشیطان سے محفوظ رکھتا ہے ورنہ عام انسانوں اور نبیوں میں کچھ فرق نہ ہوگا۔

مرزا قادیانی پر تو اب تک آسمانی باپ نے کوئی الہام بھی نہیں کیا کہ جو الزامات تجھ پر دینا لگاتی ہے وہ بالکل غلط ہیں۔ ہاں اب ہمارے اس مضمون کے بعد الہامات ہونے لگیں تو تعجب نہیں۔ ہاں یہ الہامات تو ضرور ہوتے ہیں کہ ”انت منی وانا منک اور انت منی بمنزلۃ ولدی“ (تذکرہ ص ۲۳۳، ۲۳۶ طبع ۳) اس لحاظ سے اگر مرزا قادیانی اپنے کو محسوم اور تمام عیوب و نقصانات سے پاک و صاف بتائیں تو مضائقہ نہیں کیونکہ خدا کی طرح خدا کے بیٹے کا بھی عیوب و نقصانات سے پاک ہونا ضروری ہے جیسا عیسائیوں کا عقیدہ ہے تو اب یوں سمجھنا چاہئے کہ تمام مرزائی عیسائی ہیں اور یہ واقعی ہے کیونکہ مرزا قادیانی اپنے دعوے کے موافق عیسیٰ ہیں۔ پس مرزائی کیوں عیسائی نہ ہوں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جس طرح مرزا قادیانی کے بدن میں عیسائیوں کے نام سے پتھے لگتے ہیں اسی طرح کسی مرزائی کو اگر عیسائی کہا جائے تو منہ کھوٹنے پر تل پڑے۔ پھر یواچھی تو دیکھئے کہ مرزا قادیانی تمام عیوب و نقصانات سے پاک ہیں پھر بھی اپنے کو ناقص نہی بتاتے ہیں گویا ناقص ان کے نیچر میں داخل ہے۔

اس صورت میں آپ کامل بھی ہیں اور ناقص بھی۔ ہذا خلف۔ نہیں جناب حقیقت میں تو آپ کامل ہی ہیں مگر چونکہ دنیا کے ۳۶ کروڑ مسلمان آنحضرت ﷺ کے کامل انسان اور کامل نبی ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ لہذا آپ ان کے پھیلانے کے لئے اپنے کو ناقص بتاتے ہیں۔ لہذا

آپ اچھے خاصے منافق ہیں حالانکہ نبی منافق نہیں ہو سکتا بلکہ منافقین کے لئے کلام مجید میں وعید موجود ہے کہ ”ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار“

کیا مرزا یا مرزائی ایمانا کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی سے سی سالہ بعثت میں کذب وغیرہ کا کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ تمام پیشینگوئیاں بالکل جھوٹی نکلیں۔ الہامات دروغ ثابت ہوئے اور انشاء اللہ ثابت ہونے والے ہیں۔ خود اپنے اظہاروں میں مرزا قادیانی نے جو کچھ جھوٹ بولا ہے اور اپنی تحریروں کی جو کچھ جھوٹی تائیلیں کی ہیں اور تقیہ کر کے پیار بنے ہیں وہ عدالت کی مشلوں میں موجود ہے اور کیا عجب ہے کہ ناظرین پر پانفصیل واضح ہو جائے۔ مرزا قادیانی کی دروغ بیانیوں کی تفصیل کو دفتر درکار ہے۔

ماحصل یہ ہے کہ الزام اتہام لگانا دوسری شے ہے اور ان کا ثابت ہو جانا دوسرا امر ہے۔ مرزا اور مرزائیوں کے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ غلط اور جھوٹ ہیں۔

۲ جہاد قرآنی و مرزائے قادیانی

اشیاء القرآن!

چند ہفتوں سے جب کہ مرزا قادیانی موصوف پر مقدمات کی بوچھاڑ ہونے لگی اور آپ پر فردر ارداد جرم بھی لگ گئی تو آپ کے اخبار الحکم قادیانی کی پیشانی پر آپ کا یہ مضمون شائع ہونے لگا۔ ”آج سے انسانی جہاد جو تکواری سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم سے بند کیا گیا ہے۔ پس اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام قازی رکھتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سواب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۹۵)

ہمیں اس امر سے کوئی بحث نہیں جیسا کہ بعض اخباروں میں دیکھا جاتا ہے کہ یہ الفاظ گورنمنٹ کو دھوکہ یا ان کی چالوسی کے لئے ہیں۔ ہمیں اس امر سے بھی واسطہ نہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا غیر صحیح کیونکہ دنیا میں جب تک انسان آباد ہیں لڑائی جھگڑے، قتل و قتال قیامت اور موعودہ ساعت کے آنے تک ہوتے رہیں گے۔ اس لئے یقین ہے کہ مرزا قادیانی کی مراد اس سے یہی ہے کہ از روئے اسلام مسیح موعود کے آنے پر جہاد منقطع ہوگا۔ لہذا ہماری بحث یہاں صرف جہاد کے جواز و ممانعت پر ہے۔

پہلے کئی دفعہ میرے دل میں ایک بڑا سوال پیدا ہوتا تھا اور اس سوال کو کئی اصحاب معتقد

مرزا قادیانی کی خدمت میں پیش بھی کر چکا ہوں۔ وہ یہ تھا کہ مرزا قادیانی قرآن، حدیث، اجتہاد، علمائے حنفیہ یعنی چار چیزوں کو دین اسلام میں مستند ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ یہ مسلمان تو ہیں پہلے ہی مسلم ہیں۔ پھر مرزا قادیانی رسول کیسے ہوئے۔ انہوں نے کیا رسالت کی جس ہدایت پر لوگ قائم تھے۔ مرزا قادیانی کبھی اسی پر رہے۔ وہی اختلاف رہا مگر مرزا قادیانی کا مضمون بالادیکھنے سے معلوم ہوا کہ آپ بعض قرآنی احکام کو منسوخ کرنے آئے ہیں۔ جو بغیر کسی نبی کے آئے نہ ہو سکتا تھا۔ شرم!

کیا نبی الواقع جس جہاد کا پہلے حکم تھا وہ اب خدا کے حکم سے بند ہو گیا ہے۔ کیا خدا اپنے قوانین کو جو فطرت انسانی کے لئے اس نے اپنی کتاب میں باقاعدگی سے ہیں۔ کبھی بدل بھی دیتا ہے۔ اگر ایسا ہے اور آپ کے نزدیک تو یقیناً ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ کے مضمون سے ظاہر ہے تو قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کا کیا جواب؟ ”واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلمتہ (الکہف: ۲۷)“ ﴿پڑھا اے محمد جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے یعنی اپنے رب کی کتاب جس کے حکموں کو کوئی بدلنے والا نہیں﴾

ایسی ہی دیگر آیات ہیں جن سے صاف واضح ہے کہ خدا کے حکم بدلتے نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے خدا کے ایسے بھاری حکم پر قلم سنجھنچا۔ جس سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے۔ کیا سچ سچ آپ کے خدا نے ان تمام آیات کو منسوخ کر دیا ہے جس میں حکم ہے کہ کفار سے جنگ کرو ان سے لڑو۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے دماغ میں بھی یہ غلط بات سما گئی ہے کہ اسلام میں یوں ہی کافروں کو قتل کرنے کا حکم ہے اور تلوار سے ان کو مسلمان بنانے اور اسی طرح اپنا نام عازی رکھنے کی تعلیم ہے جو گورنمنٹ عالیہ کے قانون آزادی کے خلاف ہے مگر آپ کی سب جماعت اور گورنمنٹ عالیہ کو واضح رہے کہ قرآن ایسا نہیں جو آزادی کا خون کرتا ہو وہ تو آزادی کی تعلیم کرتا ہے۔

قرآن کی صرف یہ تعلیم ہے کہ جو لوگ تم سے لڑیں اگر تم کو قدرت ہو تو ان سے بچنے کے لئے اور ان سے لڑنے تک تم بھی لڑو کسی کو ناحق نہ متاؤ۔

کیا قرآنی جہاد بالکل منع ہو چکا ہے۔ اگر باوصف طاقت مدافعت رکھنے کے ایمان والوں کو کفار قتل کرنے لگے تو کیا مسلمان قتل ہو جائیں اور ان سے نہ لڑیں۔ اس اعتقاد میں تو آپ قوانین گورنمنٹ سے بھی گزرے۔ کیونکہ از روئے قانون (حفاظت خود اختیاری) بھی قاتل سے اپنے کو جس طرح ہو سکے بچانا ضروری ہے۔ اور ایسی حالت میں قتل کرنے والے کو الٹا وہ شخص

جس کو وہ قتل کرنے پر زور لگاتا ہو قتل کر دے تو کوئی گرفت نہیں۔ بس یہی قرآنی جہاد ہے جو اپنے بچاؤ کے لئے ہے نہ کہ فساد ہے بلکہ فساد کا انسداد ہے۔ رفتہ رفتہ
یہ قرآنی جہاد ایسا ہے جس کی بندش مرزا قادیانی کے خدا کے بغیر کوئی طاقت نہیں کر سکتا۔
خود گورنمنٹ عالیہ باغیوں اور مفسدوں سے جنگ کرتی ہے۔ ورنہ مفسدوں اور ظالموں کا فساد حد سے بڑھ جائے اور لوگوں کی ناک میں جان آجائے۔ فرض کر دو کوئی شخص مرزا قادیانی کو کافر سمجھ کر ان کے قتل کرنے کا قصد کرے اور جو شخص ان کے آگے حائل ہو۔ اس کا بھی صفایا کرتا چلا جائے تو کیا ایسے قاتل کو مرزا قادیانی یا ان کے مرید اس کے فساد سے بچنے کے لئے آخری حیلہ اس کے قتل ہی کا نہ کریں گے اور کیا وہ اس صورت میں مجرم ٹھہر سکیں گے۔ افسوس ہے نادانوں نے قرآن کریم کو عقل کا خونی آزادی کا دشمن سمجھ لیا ہے اور پھر اپنے کو نیک نام کرنے اور عقلمند بننے کے لئے اس کے بعض احکام کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ ان کی بلا سے اس طرح قرآن کلام رحمن رہے یا نہ رہے اس کی ذلت ہو اس پر اعتراض ہوں ایسی بد لگا میوں سے دنیا میں کیسا ہی بڑا انعام مل جائے مگر اخروی عذاب کے وقت کچھ کام نہ آئے گا چند روز عیش و عشرت کے لئے عقبی کا وبال اپنی جان پر لیرا عقلمندوں اور خدا کے بندوں کا کام نہیں۔

۳ عدالت کی شکایت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

محاصرہ الہمدیٹ نے لکھا کہ مرزا قادیانی کو دوران مقدمہ میں باوصف شدت عقلی کے عدالت نے پانی پینے کی اجازت نہیں دی۔ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی شاید ایسا ہوا ہو کہ مرزا قادیانی نے پیشی مقدمہ کی حالت میں یہ اجازت مانگی ہو کہ عدالت سے باہر جا کر پانی پیجیں اور وہ موقع غالباً مرزا قادیانی کے حاضر رہنے کا ہوگا۔ جرح ہو رہی ہوگی یا کوئی اور امر ہوگا جس کے باعث عدالت نے ایسے ضروری موقع پر ان کی غیر حاضری مناسب نہ سمجھی ہوگی ورنہ پانی پینے سے کوئی عدالت منع نہیں کر سکتی چنانچہ گزشتہ پیشیوں میں مرزا قادیانی برابر عین اجلاس میں سیروں برف اور شربت وغیرہ منگواتے رہے ہیں۔ اگر واقعی عدالت نے پانی پینے سے منع کیا ہے تو مرزا قادیانی اور ان کے حواری کی جانب سے اب تک کوئی شکایت ہمارے سامنے نہیں آئی نہ شکایت کا محل ہے کیونکہ وہ جیسی موجود ہیں جو نہایت جبر اور ظلم کے ساتھ صلیب پر چڑھائے گئے اور حسب قول مرزا قادیانی مشہور بالصلوب ہو گئے اور ارف تک نہ کی اور یہی کہا اے باپ معاف کر کیونکہ وہ (یہودی) نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔

پھر مرزا قادیانی اپنے کو حسینؑ سے افضل جانتے ہیں جن کو شمریوں اور یزیدیوں نے لاٹانی ظلم اور ستم سے شہید کیا۔ تمام اہلسنت اور نفعی بچوں پر پانی بند کر دیا۔ کیا مرزا قادیانی باوصف حسینؑ سے افضل ہونے کے گھنٹہ دو گھنٹے کے لئے بھی تنگی کی برداشت نہ کر سکے تھے۔ لہذا کامل یقین ہے کہ انہوں نے بجائے شکایت کے عدالت کا شکر یہ ادا کیا ہوگا۔ ان کا طرف صیسی مسیح اور حسین سے بہت اعلیٰ ہے جس طرح مرتبہ اعلیٰ ہے گو مرزا قادیانی اپنے طرف اور شان پر نظر کر کے ایسے حوادث و مصائب کے نزول پر رضامند اور صابر و شاکر ہوئے ہوں۔ مگر آسمانی باپ کب دیکھ سکتا ہے کہ اس کے لے پالک کا کان بھی گرم ہو۔ لہذا ہم کو بہت خوف ہے کہ آسمانی باپ کا جروت ایسے اہم معاملہ کا کیا تذکرہ کرتا ہے۔ آخر لالہ چند لعل صاحب تنزل کے ساتھ گورداسپور سے بدل ہی گئے جنہوں نے فردر قرار داد جرم لگائی تھی۔ پس لے پالک کا صبر اور آسمانی باپ کی وہ محبت جو اپنے اکلوتے کے ساتھ ہے ہرگز اوپر اوپر نہ جائے گی اور مجدد السنت مشرقیہ کا فرض ہے کہ مرزا قادیانی کے آنسو پونچھے۔

۴ مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کی دلیل

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم متواتر ثابت کر چکے ہیں کہ وفات مسیح سے مرزا قادیانی کی مسیحیت کو کوئی تعلق نہیں کیونکہ تمام یہودی اور دھریے اور اکثر اہل یورپ و امریکا حیات مسیح کے قائل نہیں اور بزم خود ایسے مضبوط دلائل سے وفات مسیح ثابت کرتے ہیں جن کے مقابلے میں مرزا قادیانی کے دلائل لغو و لہجہ ہیں مگر کوئی ان میں سے مسیح موعود بننے کا مدعی نہیں حالانکہ مرزا قادیانی کے دعوے سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر منکر حیات مسیح اور مثبت وفات مسیح جیسی موعود ہے۔ ظاہر ہے کہ حیات مسیح قدرت الہی کا ایک معجزہ ہے جس طرح دوسرے معجزات ہیں مگر مرزا قادیانی نے نچے جہاز کر اسی معجزے کے پیچھے پڑے ہیں۔ مرزا قادیانی زور و شور کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی آسمانی معراج کے کیوں منکر نہیں ہوتے اور کیوں یہ دعوے نہیں کرتے کہ کرۂ زمہرین تک چونکہ کوئی نہیں جاسکتا اور آسمان کا خرق و التیام محال ہے اور وہ ایک خلا بیض اور انجائے نظر ہے۔ لہذا میں مسیح موعود ہوں۔ علی ہذا حق قرار اور عصاء موسیٰ کا اژدھا بن جانا وغیرہ معجزات خلاف فطرت اور خلاف عقل ہیں جس طرح صیسی مسیح کا احیاء اموات خلاف فطرت ہے۔ لہذا میں مسیح موعود ہوں۔ اگرچہ دل میں مرزا قادیانی کا بھی عقیدہ ہے مگر معلوم نہیں کس ظاہری دہانے ان کے منہ پر مہر سکوت لگا دی ہے۔ غالباً ذرا شرم دجیا کا پاس ہے بے حیائی کا پورا پاس ابھی تک آسمانی ہائی کورٹ سے نہیں ملا۔ گو علماء اسلام نے الحاد

وارتد او کا پاس دے دیا ہے۔

الحاد و ارتد او کے فتوے سا لہا سال قبل منجانب علماء و مشائخ اسلام شائع ہو چکے ہیں جبکہ مرزا قادیانی ایسے بے باک نہ تھے نہ یوں کھلم کھلا دین اسلام کو اس زمانہ میں فارغ مخطی دی تھی۔ مگر ہمارے علماء اپنے اشراق اور الہام سے تاڑ گئے تھے اور ان کے خوارق دیکھ کر سمجھ گئے کہ زقوم کے اس درخت نے اگرچہ ابھی تک چنداں نشوونما نہیں پایا مگر چند روز میں خاردار ہو کر اپنا زہریلا اثر پھیلانے کا لہذا انہوں نے پہلے ہی الحاد و ارتد او کے تیشے سے اس کی جڑ کاٹ دی۔

مرزا کی فخر کرتے ہیں کہ ہمارے حضرت نے مسیح کو مار کر اپنی مسیحیت کا قلعہ فتح کر لیا۔ وہ شہروں اور قصبوں میں بھی اعلان دیں گے کہ وفات و حیات مسیح پر بحث کر لو۔ مگر چونکہ ضمیمہ دیکھ کر لوگ کید سے واقف ہو گئے ہیں۔ لہذا وہ بھی جواب دیتے ہیں کہ جب تم قرآن مجید سے مسیح علیہ السلام کو مارتے ہو تو قرآن ہی کی رو سے پہلے یہ ثابت کرو کہ مسیح دوبارہ دنیا میں آئیں گے پھر یہ ثابت کرو کہ وہ ہندوستان کے گم نام قصبہ قادیان میں ایک مغل کے جسم میں حلول کریں گے۔ اب رہی حدیث، حدیثوں میں تو تمیں دجالوں کا آنا بھی لکھا ہے۔ کیا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی مثل اپنے دوسرے معصروں مسٹر پکٹ اور ڈاکٹر ڈوئی اور دوسرے گزشتہ دجالوں کے دجال نہیں۔ ان کو تو یہ جطن اور مرمن ہے کہ عیسیٰ بن مریم تو جو ایسا اور ویسا تھا زندہ رہے اور میں چند روز میں مر جاؤں۔ مردہ مسیح کو تو لوگ مانیں اور میں زندہ مسیح جو سب کی آنکھوں کے رو برد موجود ہوں مجھے کوئی نکلے کو بھی نہ پوچھئے۔

کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا رسالہ میگزین یورپ و امریکا میں بھی جاتا ہے اگر میگزین میں یہی آپ کی مسیحیت کی بھی دلیل ہوتی ہے کہ یسوع مسیح وفات پا گئے۔ اس لئے مسیح موعود ہوں تو یقیناً اہل یورپ ہتھے ہتھے زعفرانی مجون بن جاتے ہوں گے اور یہی کہتے ہوں گے کہ مرزا پاگل ہو گیا ہے گردن میں پلاسٹر کا آپریشن کر کے ہم اس کو پاگل خانے بھجوانا مانگتا ہے کیا ایسا ہونہیں سکتا کہ یہ ٹھنسن (فحص) چند روز جیل خانے کی ہوا کھا کے سکھیں سے جین ہو جائے اور پبلک کو دیک (دق) نہ کرے۔ وہ ہمارے کھداوند یسوع (خداوند مسیح) کو گالی دیتا ہے اس کو مارنا ماکلفا ہے جو آسانی باپ کے داہنے ہاتھ بیٹھا دینا پر حکومت کر رہا ہے۔ ہم اپنے ہائی (بھائی) مسٹر پکٹ اور ڈاکٹر ڈوئی کو کیوں یسوع نہ مانیں جو یسوع مسیح کو مارنا نہیں۔ اور جیسا ہم آسانی باپ کا بیٹا ہے ایسا ہی وہ بھی ہے۔ یسوع مسیح ہم لوگوں میں (یورپ میں) آئے گا نہ کہ ایشیاء کے وحشی کالا لوگوں (اٹریا) میں اور جب کہ مرزا قادیانی کو خود اٹریا کے لوگ نہیں مانتے تو ہم لوگ کب ماننا سکتا ہے۔

وہ شری آدمی جھوٹا ہے۔

۵ رویت اور آسمانی و قدرتی نشان

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے ۳۱ مئی کے احکم میں رویت (ویدار خدا) پر بحث کی ہے لیکن اس عنوان کو چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کے نشانوں پر جا کوڑے ہیں۔ دعوے کچھ ہے دلیل کچھ ہے۔ یعنی گفتگو میں دعوے تو خدائے تعالیٰ کی رویت کا تھا جس کا جلوہ برخلاف تمام انبیاء کے مرزا قادیانی اپنے سادہ لوح مریدوں کو دکھانے میں فرد ہیں۔ اور بحث کی قدرت الہی کے نشانوں پر جن کا کوئی فرد بشر مکر نہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ رویت کا تعلق ذات سے ہے یعنی خدائے تعالیٰ کی ذات محسوس اور مرئی ہو اور آثار کا تعلق صفات سے ہے یعنی کسی شے کی علامت بعینہ وہ شے نہیں ہوتی واضح ہو کہ دنیا میں حسب نوائے آیت ”لاتدرکہ الابصار وهو یدرک الابصار“ چشم ظاہر میں سے خدائے تعالیٰ کی رویت محال ہے ورنہ غیر محدود کا محدود طرف (سمت وغیرہ) میں اور مستغنی کا محتاج الی السموات اور لامکانی کامکانی ہونا لازم آئے گا۔

دیکھو منکروں نے موسیٰ علیہ السلام سے بھی تو کہا تھا کہ ”لن نؤمن لک حتیٰ نری اللہ جہرۃ“ یعنی اے موسیٰ ہم تجھ پر اس وقت ایمان لائیں گے جب آسنے سامنے بالمواجہ اور کھلم کھلا خدا کو دیکھ لیں گے مگر موسیٰ جیسے کلیم اللہ اور اولوالعزم نے خدائے تعالیٰ کو قوم کی استدعاء کے موافق نہ دکھائے اور رب ارنی کا جواب سن ترانی ہی ملا۔

بھلا کیا ہے بساط آئینہ ہائے ویدہٴ دول کی

وہ جلوہ پار ہو جائے اگر سد سکندر ہو

اور ارشاد ہوا ”ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی

فلما تجلس ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا“ لیکن اے موسیٰ پہاڑ کی طرف دیکھ اگر پہاڑ (جبل سے) اپنی جگہ ٹھہر گیا تو تو بھی دیکھ سکے گا جب خدا نے پہاڑ پر تجلی کی تو اس کو کر دیا ٹکڑے ٹکڑے اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ شوکت۔

بار حسان کیوں اٹھایا جبکہ دل تھا جلوہ گاہ

سل رہی موسیٰ کی چھاتی پر یہ کوہ طور کی

اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب موسیٰ کو معلوم تھا کہ چشم ظاہر میں سے خدائے تعالیٰ کی

رویت نہیں ہو سکتی تو انہوں نے کیوں عبت استدعاء کی اور فعل عبت کے ارتکاب سے انبیاء بری اور

مصوم ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ قوم پر حجت قائم کرنے کے لئے موسیٰ علیہ السلام نے ایسی استدعاء کی اور دکھا دیا کہ خدائے تعالیٰ کی رویت نہیں ہو سکتی نہ کوئی اس کی تجلی کی تاب لاسکتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے دعوے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے خیالی کوہ طور (منارہ) پر چڑھ کر ہمیشہ خدائے تعالیٰ کا دیدار دیکھتے ہیں اور آسمانی باپ اپنے لے پالک کو تجلی کا تماشا دکھاتا ہے جس طرح شہرات میں۔ والدین اپنے بچوں کو آکھمازی کا گھر پھونک تماشا دکھاتے ہیں۔ اور مرزا قادیانی جب اپنے کو عیسیٰ مسیح سے افضل بتاتے ہیں تو موسیٰ سے کیوں افضل نہ بنائیں گے۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام رویت سے محروم رہے مگر میں ہر وقت منارے کی بدولت خدائے تعالیٰ کا جھمکڑا دیکھتا ہوں۔

اب رہے آسمانی قدرتی نشان۔ یہ ہر شخص ہر وقت دیکھتا ہے اور ”ربنا ما خلقت هذا باطلا“ پر ایمان رکھتا ہے اور ہر ذی روح اور غیر ذی روح قادر مطلق اور فاطر برحق کے وجود اور قدرت و صنعت کا ملکا مقرر ہے۔ ”یسبح له من فی السموات ومن فی الارض“ مرزا قادیانی اس سے بڑھ کر کیا دکھائیں گے۔ اور نہ ان کے دکھانے کی کوئی ضرورت ہے اور دکھائیں گے بھی تو دیکھی ہوئی شے کو جو محض فضول اور عبث اور تحصیل حاصل ہے۔ البتہ جن کی آنکھیں بوالہوسی اور اجموحہ پرستی سے چوہٹ ہیں اور دن دہاڑے آنکھیں مالتے پھرتے ہیں اور جن کو حق و باطل اور عظمت کچھ نظر نہیں آتا ان کو دکھائیں۔

مرزا قادیانی تو پورے مداری بھی نہیں۔ پھنک ایک پھنک دو کا تماشا دکھانے میں بھی بیٹھے ہیں۔ عاریوں کی شعبہ باز یوں کا راز کھل نہیں سکتا۔ مگر مرزا قادیانی کے کید کارا ز طشت از بام ہو گیا اور دنیا طلبی اور حب جاہ کا پانڈ سب پر کھل گیا۔

البتہ مقدمات کے دو نشان بڑے ہماری ہیں جن میں سے ایک تو دنیا نے دیکھ لیا دوسرے کے دیکھنے کی باری ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے نزدیک تو نشان قدرت دعی ہے جو ان کی کامیابی دکھائے اور جو ناکامی دکھائے وہ قدرت کا نشان نہیں بلکہ وہ جالی یا شیطانی نشان ہے آتھم کے نہ مرنے اور آسمانی منکوحہ کے وصل سے محروم رہنے کا نشان قدرتی نشان نہ تھا۔ لے پالک کے نزدیک تو وہ نشان معتد اور مستعد ہے جو آسمانی باپ دکھائے اور آسمانی باپ کبھی اپنے لے پالک کی ناکامی کا نشان نہیں دکھاتا۔ پس ان کو قدرت الہی کے نشان سے کیا مطلب۔

خواہ کیسی ہی متواتر ناکامیاں ہوں مگر مرزا ہرگز ان کا اقرار نہ کریں گے کیونکہ ایسے اقرار سے برویت و مسیحیت باطل ہوتی ہے۔ پس مرزا قادیانی کا خدا تو دعی ہے جو کامیاب کرتا ہے۔ ناکامیاب کرنے والا ہرگز ان کا خدا نہیں ورنہ وہ ناکامی کا اقرار کرتے نادم ہوتے۔ فرعونی

دعوؤں سے توبہ کرتے۔ اب غور کرنا چاہئے کہ شرک اور الجاد کے اور کیا سینگ ہوتے ہیں۔ خوب یاد رہے کہ قدرت الہی اپنے منکروں، مشرکوں اور طغیوں کو ہرگز کامیابی کا نشانہ نہیں دکھائی۔ ”وما دعاه الکافرین الا فی ضلال“

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۲۴ جون شمارہ نمبر ۲۴ کے مضامین

.....۱	مجدد پر الہام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	دعی مسیح کا صلب اور قتل۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزا قادیانی کا کوئی سچا مرید طاعون سے نہیں مرا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزائی مقدمات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مہلک مسیح اور طاعونی نبی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مجدد پر الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱۷ جون ۱۹۰۴ء کی شب کو بعد نماز عشاء مرزا قادیانی کے مقدمے میں ہم پر جو الہام ہوا۔ ناظرین اس کو مذاق تصور نہ فرمائیں بلکہ واللہ ثم باللہ واقعی ہے وہ الہام یہ ہے ”و یقطع الجناح“ یعنی بازو کاٹا جائے گا۔ جب تک مقدمہ فیصل نہ ہو جائے یا کوئی اور حادثہ یا واقعہ علاوہ مقدمہ کے واقع نہ ہو اس الہام کا انکشاف نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ مقدمہ میں کسی دوسرے شخص پر آفت آئے اور مرزا قادیانی محفوظ رہیں اور ممکن ہے کہ مرزا قادیانی کے خلاف مقدمہ فیصل ہونے سے مرزائی مشن کو نقصان پہنچے یعنی ان کے الہامات کا برعکس ظہور میں آنا بہت سے مریدوں کی بد اعتقادی اور یکسوئی کا باعث ہو وغیرہ۔ بہر حال ناظرین کو اس الہام کے عملی طور پر ظاہر ہونے کا انتظار کرنا چاہئے۔

درہس آئینہ طوطی صفتم داشته اند

آنچه استاد ازل گفت همان میگویم

ہم کو اپنے الہام پر وثوق اور گھمنہ نہیں ہاں یہ یقین ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے کسی عاجز

بندے سے اکثر ایسے کام لے لیتا ہے جن کا وہم و گمان تک نہیں ہوتا۔ ”ذک فاضل اللہ
یوتیہ من یشاہ“ فضل ہمیشہ بے عادت اور بے سبب ملتا ہے ورنہ فضل نہ ہوگا بلکہ اجرت اور
حروری ہوگی۔

۲ وہی مسیح کا صلب اور قتل

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ایک مرزائی رسالے میں جس کی تالیف مرزائیوں کے لئے فخر کا باعث ہے لکھا ہے کہ
جماعت احمدیہ کو خدا کے فضل سے اس واقعہ (قتل و صلب مسیح) کے باب میں سچا علم عطا کیا گیا ہے
اور اسی سبب سے ان میں کوئی اختلاف نہیں اور جیسا کہ نصوص قرآنیہ سے ثابت ہوتا ہے۔ انہوں
نے بلا اختلاف اس امر کو مان لیا ہے کہ واقعی حضرت مسیح صلیب پر چڑھائے گئے لیکن صلیب پر
موت واقع نہیں ہوئی بلکہ خدا نے انہیں بجاپت اتار لیا اور طبی موت سے مار کر اپنی طرف اٹھالیا
پس یہی وہ سچا علم ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام ”وما قتلوه وما صلبوه ولكن
شبه لهم“ اور ”وما قتلوه یقینا بل رفعہ اللہ“ میں ظاہر فرما دیا ہے۔

کوئی پوچھے اس واقعہ کی نسبت کس کو اختلاف ہے کیا جمہور امت محمدیہ، صحابہ کرام اور
جمہدین عظام اور علماء فحام کو اختلاف ہے ہرگز نہیں حسب فحوائے ”لا یجتمع امتی علی
الضلالة“ سب حیات مسیح پر متفق ہیں۔ صرف جماعت احمدیہ برخلاف اجماع متفق نہیں اور من
شدًا شدًا فی النار کی مصداق ہے۔ ایسا کہتا تو بالکل اپنے منہ میاں مٹو ہے۔ جماعت مرزائیہ
کو اگر حیات مسیح میں اختلاف ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ وہ حق پر ہے بلکہ وہ بھی ”ان الذین
اختلفوا فیہ لفی شک منہ (النساء: ۱۰۷)“ کے ذیل میں داخل ہے پھر ”اختلفوا“ ماضی
کا صیغہ ہے یعنی وہ لوگ (یہود وغیرہ) جو حیات مسیح میں اختلاف کرتے تھے ان کو بجز ظن کی پیروی
کے کوئی علم نہیں دیا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن اختلاف کا قاطع ہے یہی وجہ ہے کہ امت محمدیہ میں
سے کسی کو اختلاف نہیں۔ اب تیرہ سو برس کے بعد امت محمدیہ سے خارج ہو کر جس کا جی چاہے
اجماع ظن اور ہوائے نفس کا بندہ بن کر اختلاف کرے اور از منہ ماضیہ کے یہودیوں کی جماعت میں
مل جائے۔ دنیا کے ۳۱ کروڑ مسلمانوں کے مقابلے میں اگر چند سو یا چند ہزار مرزائی اجماع امت
محمدیہ کے خلاف ہو جائیں تو اسلام کا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟ جبکہ مخالف مذاہب کے کروڑوں آدمی بھی
اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

خود مرزا اور مرزائیوں کے نزدیک بھی یہ مسئلہ چنداں مہتمم بالشان نہیں بلکہ اس کی تہہ میں

ایک فریب چھپا ہوا ہے جو درحقیقت سادہ لوحوں کے پھانسنے کا لاسا ہے۔ وہ یہ کہ مسیح جس کو دنیا مردہ سمجھتی ہے مر گئے ہیں اور میں انہیں سو برس کے بعد ان کا جائشیں بن کر آیا ہوں کیونکہ مسیح بن مریم زندہ ہیں تو وہی مسیح موعود بن کر آئیں گے نہ کہ مرزا قادیانی جو اپنے کو جینی مثل بتاتے ہیں۔

اگر مرزا قادیانی اپنے کو محض نبی یا خدا کا نائب بتاتے ہیں اور اسی ایک لکھے میں کامیاب ہو جاتے اور مسیح موعود نہ بنتے تو ان کو عیسیٰ مسیح کے مارنے کی مطلق ضرورت نہ ہوتی اور جب مسیح موعود بنے ہیں تو ضرور ہے کہ عیسیٰ بن مریم کو ماریں کیونکہ اپنے رقیب کا کوئی زندہ رہنا نہیں چاہتا۔

یہ ہے خالی تو وہ خالی یہ بھرے تو وہ بھرے

کلمہ عمر عدد حلقہ آغوش ہوا

مندرجہ بالا شعر بالکل مرزا قادیانی کی حالت کا فوٹو ہے۔ مگر اس کا مطلب نہ مرزا قادیانی سمجھیں گے نہ کوئی مرزائی۔ انشاء اللہ مجددی سمجھائے تو سمجھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی پوچھے گا تو ہم بتادیں گے۔

مرزا کو اپنی شہرت اور حب جاہ و منصب اور مال و زر جمع کرنے کا اس کے سوا کوئی ذریعہ نہ ملا کہ اپنے کو مسیح موعود بتائیں اور مسیح ہی کے نام سے نکلیں مگر وائے نا انصافی اور کفران نعمت کہ جس مسیح نے ان کو اس درجہ پر پہنچایا اور جس کے نام لیا ہو کہ مرزا قادیانی گھر بیٹھے بچے گئے۔ اسی کو بے دردی کے بغض سے مار رہے ہیں اور اس میں طرح طرح کے عیوب نکال رہے ہیں۔ یہ تو بالکل یہودائے استر یوہلی کا اتباع اور اسی کی شاگردی ہے۔ پھر عیسیٰ مسیح کے مار ڈالنے اور صفحہ دنیا سے ان کا نام مٹا دینے میں کیا کیا جتن نہیں کئے۔ ہونہ ہو عیسائیوں نے تو عیسیٰ مسیح کو ابن اللہ بنا دیا مجھے بمنزلہ ولد (آسمانی باپ کا لے پالک) بھی کوئی نہ سمجھے۔ حالانکہ مجھ پر چمکتا ہوا اور دمکتا ہوا اور کڑکتا ہوا اور دھڑکتا ہوا الہام ہوا مگر الہام کو بھی کوئی نہ مانے۔ اچھا نہ مانو میں بھی عیسیٰ مسیح پر وہ تترے ہماڑوں کہ عیسائیوں کے ساتھ روح القدس بھی پناہ مانگے اور دنیا کے مسلمانوں کو جنہوں نے عیسیٰ مسیح کو زندہ رکھ چھوڑا ہے وہ تاج نچاؤں کہ سب میں زلزلہ ڈال دوں قیامت پر پا کر دوں گا۔ اے بد بختو نا ہنجارو، خدائی خوار و لعنت کے مارو تم نے عیسیٰ مسیح کو زندہ رکھ چھوڑا ہے اور محمد ﷺ کو زمین کا بیٹو کر دیا ہے حالانکہ دونوں مردہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میں زندہ مسیح اور زندہ نبی، زندہ امام الزمان ہوں۔ مجھے کیوں نہیں مانتے۔ یولاؤں اپنے ایڈریکٹک طامعون کو اور پکاروں اپنی خالہ کے بیٹے بیٹے کو کہ تمہارا صفایا کروے۔

مرزا اور مرزائیوں کا خدا کی صفت محی اور میبہ پر ایمان نہیں خدا جسے چاہے زندہ رکھے جسے چاہے مارے جس طرح حسب نوائے آیہ ”انک میت و انہم میتون“ آنحضرت ﷺ کا کچھ کسر شان نہیں اسی طرح حسب آیت ہیں ”رفعه اللہ“ زندہ رکھنے سے مسخ علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ پر کچھ ترجیح اور فضیلت نہیں کیونکہ نبی نبی سب برابر ہیں۔ وہ جس کے ساتھ جو معاملہ چاہے کرے اور جس کو جو صفت چاہے عطا فرمائے وہ قادر مطلق اور قاطر برحق ہے اسکی صفت ”ان اللہ علی کل شئی قدير“ ہے اور ظاہر ہے کہ احیاء اور امانت اور حیات و ممات بھی شئی ”من الاشیاء“ ہیں۔ مرزائیوں کے نزدیک خدائے تعالیٰ بھٹ پر تو قادر ہے مگر احیاء پر قادر نہیں گویا خدائے تعالیٰ میں یہ صفت ہی موجود نہیں اور اگر ہے تو برائے نام ہے۔ یا محض فضول اور معطل ہے۔ ذرا عقل کے ناخن لو اور سمجھ کر احیاء اور اموات اضداد میں سے ہیں اور ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ پس اگر خدائے تعالیٰ محی نہیں تو میبہ بھی نہیں۔ حالانکہ نص قرآنی اس کے خلاف ہے مرزائیوں کا اس پر بھی ایمان نہیں کہ ”لا یخلف اللہ وعده“۔

اب اہل نیچر کے مزخرف عقائد کے موافق مرزا اور مرزائیوں کا یہ کہنا کہ نیچر نہیں بدل سکتا اور بسنت الہی ایسی ہی جاری ہے کہ وہ مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا یعنی مسخ کو مار تو سکتا ہے مگر زندہ نہیں کر سکتا۔ اول تو تم غیر محدود قدرت و فطرت اور سنت الہی کو محدود بتا رہے ہو اور ”فسان من شئی الا عندنا خزائنه“ کا صریح انکار کر رہے ہو اگر تم کو فطرت و سنت الہی کا علم ہو گیا ہے تو احاطہ کھینچ کر بتاؤ۔ دوم..... سنت الہی تو یہی ہے کہ وہ ازل سے لے کر اب تک ہر شے پر قادر ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے کر سکتا ہے۔ سب کچھ اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ”لا یسئل عما یفعل و ہم یسئلون“ انسانی ارادے غلط ہو جاتے ہیں ہم چاہتے کچھ ہیں اور ہوتا کچھ ہے۔ خود مرزائیوں نے مولوی کرم الدین صاحب پر جو فریب کا دعویٰ دائر کیا تو اس میں کوئی تدبیر اٹھار کھی کیا کیا الہام ہوئے مگر ہوا وہی جو خدائے چاہا۔ پس یہی سنت اللہ و فطرت اللہ ہے جو ٹل نہیں سکتی اور ہمیشہ جاری رہے گی۔

خدائے تعالیٰ تو احیاء پر قادر نہیں مگر مرزا قادیانی احیاء و امانت دونوں پر قادر ہیں۔ جو لوگ ان پر ایمان نہ لائیں ان کو طاعون کے ذریعے سے ہلاک کر سکتے ہیں اور جو ایمان لائیں ان کو زندہ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں سنت اللہ غت ربود ہو گئی اور خدا میں جس صفت کے ہونے کا انکار کیا وہ اپنے وجود میں ثابت کی۔

مرزا قادیانی تو دنیا کے مارنے ہی کے واسطے مبعوث ہوئے ہیں جب ساری خدائی کو

مارتے ہیں تو عیسیٰ مسیح کو کیوں نہ ماریں جن کا زندہ رہنا ان کی نبوت و موعودیت کے حق میں موت ہے۔ مرزا قادیانی جب حدیث میں عیسیٰ بن مریم کا زندہ رہنا دیکھتے ہیں تو آتش غضب کے شعلے ان کے دماغ سے نکلنے لگتے ہیں اور جب قرآن مجید میں عیسیٰ مسیح کی نسبت رفعہ اللہ دیکھتے ہیں تو دانت پیٹتے ہیں اور حملاتے ہیں کہ قرآن میں رفعہ اللہ کی جگہ امانہ اللہ کیوں نہیں نازل ہوا۔ معلوم نہیں خدائے تعالیٰ اس وقت کس خیال میں تھا کہ بھول گیا۔ یا شاید یہ خیال کیا کہ انیسویں صدی میں آسمانی باپ کالے پالک پیدا ہوگا جو میری لفظی غلطی کی معنوی اصلاح کرے گا یا اس سے غلطی ہوئی جس کا تذکرہ اب آسمانی باپ نے کیا۔

مرزائی کہتے ہیں کہ ”ما قتلوه و ما صلوه کے بعد جو ”ولکن شبہ لهم“ وارد ہوا ہے اگر عیسیٰ مسیح مشہہ بالمصلوب نہیں ہوئے تو لیکن کیوں وارد ہوا جو استدراک کے لئے آتا ہے ہم کہتے ہیں کہ ”وما قتلوه یقینا“ کے بعد ”بل رفعہ اللہ“ کیوں وارد ہوا حرف بل تو محض اضراب کے لئے آتا ہے جب ”وما قتلوه کے بعد لفظ یقینا موجود ہے تو اضراب کیسا۔ پھر رفعہ اللہ کے معنی جو مرزائی (اپنی طبیعت سے عیسیٰ مسیح کا مرنا) بتاتے ہیں تو اس کو لغت سے ثابت کریں کہ رفع کے معنی طبیعتی موت سے مرنے کے ہیں اور جب ہر شے اپنی طبیعتی موت سے مرتی اور فنا ہو جاتی ہے تو اس کا ذکر ہی کیسا یہ تو محض فضول اور لغو حشو ہوا۔ نہ عیسیٰ مسیح کی کوئی تخصیص نکلی کیونکہ ایسا تو ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ دنیا نے اس کو ہمہم بالشان کیوں سمجھا کیوں مذاہب میں جنگ ہوئی۔ کیوں غلطہ مچا جو قیامت تک چتا رہے گا۔

پھر جب خدائے تعالیٰ نے عیسیٰ کو مشہہ بالمصلوب کر کے اٹھالیا اور چند روز زندہ رکھ کر اور مرتی پر پہنچا کر مارا تو سیاق کلام یوں ہونا چاہئے تھا ”بل رفعہ اللہ و امانہ اللہ بعد العمر الطبعی“ ہملا کلام الہی میں انسانی تاویلیں چل سکتی ہیں یہ صرف کلام الہی کی شان ہے کہ ذرا سی تاویل کرنے پر سارا نظام نظم مہلب اور درہم و برہم ہو جاتا ہے۔ تاویل کرنا تو کیا کلام الہی پر ظلم کرنا ہے۔

۳ مرزا قادیانی کا کوئی سچا مرید طاعون سے نہیں مرا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۰۳ء میں مرزا قادیانی نے طاعون کے متعلق اپنے بعض مریدوں کو گورداسپور میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ”میں جانتا ہوں اور تم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی تک کوئی ایسا آدمی طاعون سے نہیں مرا جس کو میں پہچانتا ہوں یا وہ مجھے پہچانتا ہو جو شناخت کا حق

(ملفوظات ج ۷ ص ۹)

دواہ کیا کہتا ہے۔ اس دوپٹی تقریر پر قربان جابجائے جو بروزی حکمت عملی سے لبریز ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ جن لوگوں نے مجھے جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے نہیں پہچانا یعنی جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لائے وہی طمعہ طامعون ہوئے۔ اس کی دو شقیں ہیں۔ اول درجہ پر وہ لوگ ہیں جو جانتے ہی نہیں کہ مرزا قادیانی کس کھیت کی دساور ہیں نہ ان کو خبر ہے کہ قادیان ملک پنجاب میں کس نبی اور مسیح نے بردار اور خروج کیا ہے۔ دوسرے درجہ پر وہ مرزائی ہیں جنہوں نے بظاہر بیعت کی مگر جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔ مرزا قادیانی کو نہیں پہچانا۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو وہ نیٹ اندھے (جاہل اور سادہ لوح) تھے کہ نبی اور غیر نبی میں تمیز نہ کر سکتے تھے اور دوسروں کی دیکھا دیکھی منڈ گئے تھے۔ وہ درحقیقت سر میں دماغ، دماغ میں حس اور ادراک، سینے میں دل اور دل میں کانشنس نہ رکھتے تھے اور یقین کیا جاتا ہے کہ خوش قسمتی سے ایسے ہی مریدوں کی کچھڑ بھاڑنے مرزا قادیانی کا رجسٹر معمور کر رکھا ہے اور بڑی بات ہے کہ انہوں نے کسی چندے میں کبھی کوڑی تک نہ دی ہوگی۔

گویا قارون کے سگوں میں سے تھے۔ خوب ہوا کہ طامعون ایسے لٹیروں، گھامڑوں، عطائیوں کا سلسلہ کر گیا کیونکہ وہ کسی مرض کی دارو نہ تھے۔ یا خود غرض تھے جو محض پیٹ کی خاطر مرزائی بنے تھے اور خلوص عقیدت نہ رکھتے تھے۔ ایسے لوگ دراصل منافق تھے اچھا ہوا کہ طامعون نے ان کو بھی دوسرے بھائیوں میں ملا دیا جس کم جہان پاک۔

مرزا قادیانی کا مطلب یہ ہے کہ طامعون سے جس قدر مرزائی مرے وہ حقیقی مرزائی نہ تھے اور جس قدر بچ رہے خواہ وہ خود غرض اور منافق ہی کیوں نہ ہوں سچے راجح الاعتقاد مرزائی ہیں۔ تو گویا طامعون کچے اور جھوٹے مریدوں کو چٹ کرنے آیا تھا کیونکہ مرزا قادیانی نے یہ قید لگا کی ہے کہ مجھے انہوں نے ایسا نہیں پہچانا جو شناخت کا حق ہے۔ اب رہے وہ لوگ جو مرزا قادیانی سے آشنا ہی نہیں نہ ان کے نام تک سے واقف ہیں۔ وہ خارج اور مطلق العنان رہے نہ طامعون ان کے لئے آیا۔ طامعون تو ڈاکٹرن بن کر پیاروں ہی کا صفایا کرنے آیا ہے اور یہ چونکہ یہ جاہل، خود غرض، منافق تھے لہذا سب جہنمی ہوئے ”ان المنافقین فی الدارک الاسفل من النار“

لوصاحبو مرزائی، بخوادریہ شعر پڑھتے ہوئے سیدھے جہنم کی راہ لو۔

تو دوست کسی کا بھی ستم گر نہ ہوا تھا

جو ظلم ہے ہم پر وہ کسی پر نہ ہوا تھا

اور ابھی کیا معلوم ہے مرزائیوں میں کتنے جاہل، خود غرض، منافق بھرے پڑے ہیں۔ ان کا تجربہ آئندہ سال انہیں ایام میں ہوگا کیونکہ طاعون تو لے بالک کے ساتھ ہے ہی جب تک لے پالک زندہ ہے طاعون کا دورہ بند نہیں ہو سکتا۔

پھر لاکھوں آدمی مرزا قادیانی کو جیسے کچھ وہ بردز اور موٹوز ہیں ایسا پہچانتے جیسا پہچاننے کا حق ہے۔ وہ خود مرزا قادیانی کے قول کے موافق طاعون سے محفوظ رہے اور آئندہ رہیں گے۔ انشاء اللہ! حق پر زبان جاری۔ طاعون تو صرف مرزائیوں کے لئے آیا ہے جنہوں نے مرزا قادیانی کو نہیں پہچانا کہ کتنے پانی میں ہیں اور ان کی کیا پالیسی ہے اور کھانے کے دانت کتنے چھوٹے چھوٹے اور دکھانے کے دانت کتنے لمبے لمبے ہیں۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ”جب قادیان میں طاعون پڑی ہوئی تھی، خدائے تعالیٰ کی قدرت کا عجیب نظارہ دیکھ رہے تھے۔ ہمارے گھر کے ادھر ادھر چھینیں آرہی تھیں۔ اور ہمارا گھر درمیان میں اس طرح تھا جیسے سمندر میں کشتی ہوتی ہے اس نے محض اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھا..... الخ“ (ملفوظات ج ۷ ص ۱۷)

شہروں اور قصبوں میں ایسا واقعہ بہت سے گھروں میں ہوا ہے کہ ارد گرد کے لوگ طاعون سے ہلاک ہو گئے ہیں اور یہ گھر بالکل محفوظ رہے ہیں مگر کیا ان گھروں میں بھی ایک ایک مسخ موعود موجود تھا جس کی وجہ سے وہ محفوظ رہے ہم خود اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ میرٹھ شہر میں ہمارے گھر کے اطراف و جوانب قریب و بعید میں طاعون سے اموات کی پکا ٹپکی لگی ہوئی تھی۔ ایک مردہ اٹھایا گیا اور دو تین مردوں کے اٹھانے کا تھا۔ مگر ہمارے گھر جس میں بیس/بچیس آدمی تھے سب محفوظ رہے اور کسی کا بال تک بیکانہ ہوا۔ کیا ہم بھی مسخ موعود ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ استغفر اللہ! مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اگر ہم مفتزی علی اللہ ہوتے تو سب سے پہلے ہم ہی پر طاعون آتا۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر طاعون مرزا قادیانی کے منکروں کی وجہ سے آیا ہے تو ہندوستان کے ۳۰ کروڑ آدمیوں میں سے ایک بھی زندہ نہ رہتا اور کوئی مرزائی جو مرزا قادیانی پر ایمان لا چکا ہے نہ مرنے والا۔ حالانکہ جس طرح اور لوگ مرے اسی طرح مرزائی بھی مرے۔ طاعون نے نہ تو اپنا دیکھنا پرایا سب پر جھاڑو پھیر دی۔ ایسی لغو باتیں بچوں کے پھسلانے کے لئے ہیں۔

۴ مرزائی مقدمات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم میں ان مقدمات کی نسبت مختصر سا نوٹ شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

ابھی انفصال میں دیر ہے مقدمہ میزان تحقیقات میں تل رہا ہے دونوں پلے برابر ہیں۔ فریقین مدعی بھی ہیں اور مدعا علیہ بھی۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ مقدمات کا محول پکڑنا اور مہلت کا ملنا قدرت الہی کا کرشمہ بلکہ چشمک ہے کہ فریقین اب بھی سمجھیں اور اب بھی سمجھیں۔ یعنی بااصلاح ذات البین اور باہمی مصالحت اور عنقوت ترجیح دیں۔ اس صورت میں منازعت کا بالکل انقطاع ہو جائے گا اور آئندہ سلسلہ نہ بڑھے گا۔ اور اگر تقریباً دو سال تک کھکھڑا اٹھانے زیر بار ہونے تفکرات میں جتلا رہنے پر کسی فریق کو فتح بھی ملی تو شکست کے بھاد پڑے گی اور شاید عمر بھر بھی نمکھوں سے نجات نصیب نہ ہو کیونکہ اپیل پر اپیل اور حرجانے پر حرجانے کے دعوؤں کا سلسلہ فوجداری اور دیوانی دونوں میں شروع ہوگا۔ دین اور دنیا کے کاموں میں غلغلے آئے گا۔ کچھ یوں کی خاک اور بھی زیادہ چھاننی پڑے گی اور خواہش انتقام اپنا رنگ لائے گی۔ پس جیسا کہ ہم بار بار لکھ چکے ہیں یہی مناسب ہے کہ مصالحت ہو کر عدالت میں راضی نامے داخل ہوں اور طرفین سے ضرر رسانی کی پالیسی کو طلاق دی جائے۔ تاکہ ہر وقت کی غلغلہ اور جان کا ہی سے نجات ملے۔

۵ مہلک مسیح اور طاعونی نبی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کے پاس بجز اس دلیل کے کہ مسیحی مسیح وفات پا گئے کوئی دلیل اپنے مسیح موعود ہونے کی نہیں جس کی ہم بیبیوں مرتبے چھٹاڑ کر چکے ہیں۔ اب صرف طاعون طاعون رہ گیا جو مرزا قادیانی کے خرد ج کی بڑی بھاری علامت اور آسمانی باپ کا معجز نشان ہے اور اس لئے اگر مرزا قادیانی کو طاعونی نبی یا طاعونی مسیح کہا جائے تو بے جا نہیں۔ لوگوں کی ہلاکت کی دھمکیاں تو خیر ناں مرزا قادیانی پہلے ہی دیا کرتے تھے مگر وفات مسیح کا قصہ پرانا ہو گیا اور خود مرزائی اس سے اکتا گئے تو طاعون ہی کا ذکر خیر مرزا قادیانی کی تقریروں اور مرزائی اخباروں کی تحریروں میں رہتا ہے کیونکہ یہ تازہ بہ تازہ ہے اور کل جدید لٹریچر کی چاشنی میں خمیر کیا گیا ہے۔

چونکہ ہر نبی کے زمانے میں طاعون آیا ہے اور خود مسیحی مسیح کے زمانہ میں بھی طاعون سے لاکھوں آدمی ہلاک ہوئے ہیں اور کسی نبی کی برکت اور دعا اس کا انسداد نہیں کر سکی۔ لہذا بروزی نبی کے زمانہ میں کیوں طاعون نہ آئے۔ اور جو تمغہ ہر نبی کو ملا ہے بروزی نبی اس سے کیوں محروم رہتے۔ مگر جس صفت میں تمام انبیاء نے بھی دنیا کو ہلاک ہی کیا اور مرزا قادیانی بھی ہلاک ہی کر رہے ہیں تو ان میں اور دیگر انبیاء میں کونسا ماہہ الامتیاز رہا حالانکہ مرزا قادیانی خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) اور دوسرے لفظوں میں افضل الانبیاء ہیں۔ دنیا کے لئے تو مرزا قادیانی کا وجود باعث

ہلاکت ہے مگر وہ خود اپنے لئے آسمانی نشان ہیں۔ ان کا بال تک بیکانہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے آسمانی باپ نے صرف انہی کی حفاظت کا ٹھیکہ لیا ہے۔ کیونکہ وہ خلف ہیں اور دوسرے بیٹے ناخلف۔

مرزا قادیانی سے جب کوئی سوال کرے گا کہ طاعون کب دُفع ہوگا تو وہ بھی جواب دیں گے کہ جب تک دنیا مجھ پر ایمان نہ لائے گی۔ حالانکہ یہ غیر ممکن ہے کہ ساری خدائی ان پر ایمان لائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ صرف مرزا قادیانی کی زندگی میں بلکہ ان کے مرنے کے بعد بھی طاعون موجود رہے گا اور جب تک ساری دنیا کا صفایا نہ ہو جائے گا طاعون بھی نہ ٹپے گا۔ نہ جہد زجائے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ دنیا بے اعمالیوں میں مبتلا ہے خدا کو بھول گئی ہے مگر ان کی خوارق یہ کہہ رہے ہیں کہ تم کیسی ہی بد اعمالیوں کے مرکب ہو۔ کیسے ہی خدا کو بھول جاؤ مگر مجھ پر ایمان لاؤ میں طاعون سے بھی بچا لوں گا اور آسمانی باپ سے بھی۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائی پارٹی میں ہر گروہ کے مسلمان بھرتی ہو جاتے ہیں۔

مداری، قلندری، محمدی، مقلد، غیر مقلد، خود بروزی نبی اور امام الزمان مگر کسی کے مذہب سے کوئی تعرض نہیں۔ بلکہ سب کی پیٹھ ٹھونکتے رہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ پیٹ کے اندر کیسا ہی مذہب رکھیں مگر ان کو نبی اور امام الزمان مان لیں۔

حضرت امام اعظمؒ کے مذہب کی بہت تعریف کرتے ہیں مگر بقیہ تین اماموں اور ان کے مذہب اور ان کے مقلدوں کا ذکر تک نہیں کرتے گویا وہ ناحق پر تھے۔ وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں کثرت سے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی مقلد ہیں پس بڑھتی دولت انہی میں ہے۔ اگرچہ بروزی نبوت پر ایمان لانے والے شاذ و نادر ایسے لوگ بھی ہیں جو کسی زمانہ میں اہلحدیث تھے اور باوصف جدید نبی پر ایمان لانے کے وہ اب بھی اپنے کو اہلحدیث ہی بتاتے ہیں مگر حدیث "اتبعوا السواد الاعظم" کو جو حنفی مقلدین کی شان میں ہے۔ اب اس کا نزول احمدی (مرزائی) جماعت کی شان میں بتایا جاتا ہے پس مرزا قادیانی خوش ہوتے ہیں۔ کسی کے منہ پر تھپڑ نہیں مارتے کہ تم تو اچھے خاصے مشرک فی الرسلہ ہو کہ بروزی نبی کی امت میں ہو کہ اب تک امام ابوحنیفہ کا کلمہ پڑھتے ہو مجتہد کی صفت "قدی خطی" ہے اور نبی فطری طور پر مصوم ہوتا ہے۔

یہ عجیب عجیب مرکب ہے کہ ایک خاٹھی کے مقلد بھی اور ایک مصوم نبی کے اتنی بھی۔ خیر یہ تو جملہ معترف تھا ہمارے مضمون کا عنوان تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی مہلک نبی اور طاعونی مسیح ہیں اور یہ خطاب ان کے لئے باعث فخر ہے اور یہ ایسی صفت ہے جس نے ان کے تمام اوصاف کو

ڈھانپ لیا ہے اور سب اوصاف پر غالب آگئی ہے۔ یعنی اب ان کو خاتم الخلفاء اور بروزی نمی اور امام الزمان وغیرہ کہنا نہ صرف فضول بلکہ ان کی توہین کا باعث ہے۔ اب جو لوگ مرزا قادیانی پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ غالباً یہی تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان کرتے ہوں گے کہ ہم کو آپ کی بروزیت اور خاتمیت اور امام الزمانی سے کچھ واسطہ نہیں ہم تو آپ کی مہلک نبوت اور طاعونی مسیحیت پر ایمان لائے ہیں کیونکہ یہی آپ کا آسمانی نشان ہے اور یہی آپ کی ذاتیات میں داخل ہیں۔ اس کے سوا جتنی صفات ہیں سب عرضیات ہیں۔ اور بڑی بات یہ ہے کہ بروزیت اور مسیحیت کا وجود خارج میں نہیں پایا جاتا ہاں طاعون اور ہلاکت خارج میں موجود ہے۔ پس ایک مفہوم ذہنی پر ایمان لانا اچھا ہے یا موجودی خارج پر۔

تعارف مضامین ضمیرہ شجنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء یکم جولائی کے شمارہ نمبر ۲۵ کے مضامین

.....۱	الہام کی حقیقت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	موت کی دھمکی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	اخبار الحکم کی فریاد۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزائی مذہب اور آریاندہ مذہب میں کیا فرق ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ الہام کی حقیقت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الہام میں لکھا ہے کہ (زندہ پیر کے مجاور نے) فرمایا ”مجھے یاد ہے کہ کسی نے ذکر کیا کہ منشی الہی بخش (مؤلف کتاب عصاء موسیٰ) اور اس کے ترجمان (صوفی منشی محمد عبدالحق صاحب) کہتا ہے کہ الہام وہ ہے جو پورا ہو جائے۔ اور جو پورا نہ ہو وہ شیطانی کام ہے۔“ حضرت نے (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ ”مکہ معظمہ میں داخل ہو کر اگر خدا کی قسم دی جائے تو میں کہوں گا کہ میرے الہامات خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن جس شخص نے خیالی طور پر دعویٰ کیا ہو وہ ہرگز جرات نہیں کر سکتا کیا وہ شخص جو کامل یقین رکھتا ہے اور وہ شخص جو مشکوک ہے برابر ہو سکتے ہیں۔“

(ملفوظات ج ۷ ص ۲۶)

سوال..... از آسمان۔ جواب..... از زمین غشی صاحب اور صوفی صاحب نے ایک کسالی اور اصولی بات کہی تھی جس سے کوئی ذی عقل انکار نہیں کر سکتا کہ جو الہام پورانہ ہو اسے الہام کہنا ملہم (خدائے تعالیٰ) پر افتراء کرنا ہے۔ مگر چونکہ اس سے مرزا قادیانی کا کوئی ادیتا تھا۔ کیونکہ ان کا کوئی الہام کبھی پورا نہیں ہوا۔ لہذا اوڑان گھائی بتا گئے۔ اور اپنے الہامات کے پورانہ ہونے کی وجہ نہ بتائی۔ آپ نے مکہ معظمہ کا ذکر کیوں کیا یہ کہنا تھا کہ اگر مجھے قادیان شریف میں خیالی منارے کے نیچے آسمانی باپ کی قسم دی جائے۔ کیونکہ آپ مکہ معظمہ اور کعبہ مکرمہ سے منحرف ہو چکے ہیں۔ باوصف استطاعت رکھنے کے حج کو نہیں جاتے بلکہ اپنے چیلوں کو بھی منع کرتے ہیں کہ سمندر میں ناکے ہیں جہاز غرق ہوتے ہیں اور خشکی میں شیر لگتا ہے۔ طاعون اور ہیضہ کے جا بجا قریبے ہیں پس اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا شہید ہونا ہے کوئی سچا الہام خیالی طور پر نہیں ہوتا بلکہ خدائے تعالیٰ کی جانب سے القاء ہوتا ہے جس کا پورا ہونا قطعی اور یقینی ہے۔ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اوروں کے الہامات تو خیالی اور آپ کے الہامات یقینی ہوں جو سرسراہٹ بن کر پھر ہو جائیں اور وقوع میں نہ آئیں اور جس طرح آپ کے الہامات محض افتراء علی اللہ ہیں۔ اسی طرح آپ کی قسم کا بھی کسی ایسے تیسے ہی کو یقین ہوگا۔ ”جو لا تطع کل حلاف مہین الآیہ“ پر ایمان نہ رکھتا ہوگا۔

پھر الہام کسی واقعہ کے متعلق ہوتا ہے جس کا ظہور الہام کے لئے کسوٹی بن جاتا ہے۔ آپ کے الہامات انت بعزلة ولدی وغیرہ کونسے واقعہ کے متعلق ہیں۔ آپ کو آسمانی باپ کا لے پالک کس نے مانا۔ الہام تو ہو گیا لیکن اگر ہم خود مرزائیوں سے پوچھیں کہ کیا درحقیقت مرزا خدا کے لے پالک ہیں تو وہ اس کا جواب تمہیر ہو کر لٹی ہی میں دیں گے۔ فرمائیے جب خاص الخالص مریدین بھی الہام کے منکر ہیں تو غیر کیوں منکر نہ ہوں؟

مرزا قادیانی کے الہامات و واقعات کے متعلق اور واقعات کے پورا کرنے والے تو کیا ہوں گے اگر ان کو غور سے دیکھا جائے اور جمع کیا جائے تو ایک بے معنی غیر منضبط بے سرو پا لغویات و خرافات ہوگی۔ نبی بھی بن گئے۔ مسیح موعود بھی بن گئے مگر آسمانی باپ نے جدید نبی کی بغل میں کوئی پختارا (صحیفہ) دیکر نہ سمجھا جس میں امت کے لئے حالات و قوانین ہوتے۔ امام الزمان بن گئے مگر الہام کے گھڑنے تک کا سلیقہ نہ ہوا۔

عیب کرنے کو بھی ہنر چاہئے

محمد والنہ مشرقیہ پر ایمان لاتے تو وہ اچھوتے الہامات کا گھڑنا بتا دیتا کہ ہرگز نکسال

باہر نہ ہوتے اور پھر ہر طرح چاندی ہی چاندی تھی۔ مریدوں پر الہام نہیں ہوتا بلکہ وہ ابھی عالم رویاء کے سبز باغ دیکھ رہے ہیں جن کا الحکم میں مسلسل چھیننا اور پھر ان کی تعبیروں کا ملنا شروع ہوگا۔ ایک مرزائی کا خواب مشہور ہوا ہے کہ کسی شخص نے پانچ سو پونڈ کی رقم کا فارم بھیجا ہے جب رقم کو ضرب دی تو چھتیس ہزار روپیہ حاصل ضرب ہوا (بلی کے خواب میں سمجھڑے)

۲ موت کی دھمکی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

تمام انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی صفت بشیر و نذیر اور خود آنحضرت ﷺ کی صفت ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“ وجہ یہ ہے کہ انبیاء جناب باری کی شان جلال اور رحمت کے مظہر ہیں۔ یہ دونوں صفتیں بالقابل لازم و ملزوم ہیں جن کا ظہور اپنے اپنے موقع پر ضروری ہے ورنہ دنیا یا تو سیر ہو جائے یا ولیر ہو جائے اور پھر ضرور ہے کہ دین و دنیا کا نظام درہم و برہم ہو کیونکہ خدائے تعالیٰ عین رحم ہے عین محبت ہے اور خلقت عالم اور بھت آدم کا منشاء بھی رحمت و شفقت ہے۔ شان رحمت ہی سے کائنات و کمونات ظہور میں آئے ہیں۔ اسی شان رحیمی کے اقتضاء سے کسی نے ذات باری کو باپ قرار دیا۔ کسی نے رب اور پروردگار۔

اس میں بالکل شک نہیں کہ قدرت الہی کا بازار ازل سے ابد تک گرم ہے جس میں صرف رحمت کو روانہ ہے۔ قہر و غضب نام کو نہیں۔ ان کے پیدا کرنے والے وہ انسان ہیں جو اس کی عظمت سے ناواقف اور اس کی رضا کے مطابق کام کرنے سے غافل اور اپنی فانی ہستی کے مقابلے میں اس کی ہستی کو بھولے ہوئے ہیں۔ بلکہ انادلا غیر کی رفتار سے بجا رہے ہیں۔

مرزا قادیانی نے جو لوگوں کو موت کی دھمکیاں دیں اور طاعون کے خروج و نزول کو اپنی نبوت اور بروزیت کا باعث بلکہ تابع بتایا تو کیا اس کے یہی معنی نہیں کہ موت میرے اختیار میں ہے اور اگر تم مجھ پر ایمان لاؤ گے تو زندہ رہو گے ورنہ ہلاک ہو گے مگر مرزا قادیانی نے کبھی یہ بشارت نہیں دی کہ آسمانی باپ تم کوورش میں فلاں فلاں جائیداد یا میراث یا نعمتیں دے گا باپ بیٹے کے پاس موت کے سوا کچھ نہیں طاعون تو مرزا قادیانی کی خوشی قسمتی سے چند ہی سال سے آیا ہے۔ لیکن جبکہ آپ اپنی نبوت و رسالت ۳۰ سال بتاتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس وقت طاعون نہیں آیا اور قبل از طاعون جو دھمکیاں عبداللہ آتھم وغیرہ کو دی گئیں وہ سب خالی گئیں۔ موت کی گیدڑ بھکیاں ہی رہیں۔

بھلا موت کا کسی سچے مسلمانوں کو جس کا ایمان ”اذا جاء اجلہم لا یتستأخرون“

ساعة ولا يستقدمون“ پر ہے خوف ہی کیا۔ موت تو ان کے لئے ایک نقل مکانی ہے جو لوگ خدا کو بھولے ہوئے ہیں ان کی زندگی موت بلکہ موت سے بدتر ہے اور جو لوگ ہر دم خدا میں جیتے ہیں ان کی موت بھی زندگی ہے بلکہ وہ کبھی مرتے ہی نہیں موت کی دھمکی صرف بزدلوں پر پڑتی ہے۔ جب بچے اپنے بڑوں سے سنتے ہیں کہ شادی آئی بھی شادی آئی بچھا آئی بھائی بچھا آئی تو وہ ڈر جاتے ہیں یہی حال ان پیران تاملخ کا ہے جو موت سے ڈرتے ہیں۔

موت و ہلاکت سے ڈر کر مرزا قادیانی پر ایمان لانے والے سب بچوں کی سی طبیعت رکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ڈیوٹی ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔

مرزا قادیانی بجز اپنے نفس اور اپنے مریدوں کے کسی کو زندہ دیکھنا نہیں چاہتے۔ عیسیٰ مسیح مرگئے تمام انبیاء اور اولیاء اور شہداء خلاف قوائے ”لا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا“ مرگئے۔ ان کے تمام مخالفین اور منکرین موجودہ زمانے میں ان کے سامنے بذریعہ طاعون مرگئے اور مرنے کا لگا لگ رہا ہے اور ابھی کیا ہے ساری دنیا مرے گی مرزا قادیانی اور ان کے مرید ہی زندہ رہیں گے۔

مگر تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کے وہ مخالفین جو جعلی بروزیٹ و مہدیٹ و مسیحیت کا دھڑ توڑ رہے ہیں۔ مثلاً حضرت میر مہر علی شاہ صاحب مؤلف کتاب سیف چشتیائی وغیرہ۔ اور حضرت مولوی محمد حسین صاحب بنالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنہ جو مرزا قادیانی کے حقائق و دروغاں ہیں۔ حریف ہیں اور حضرت قسطنطین صاحب و حاجی صوفی محمد عبدالحق صاحب مؤلف کتاب عصاء موسیٰ وغیرہ اور حضرت مولوی کرم الدین صاحب جنہوں نے مقدمہ فریب میں الہامات کی جڑ کاٹ دی اور حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ایڈیٹر مالک اخبار الحمدیٹ امرتسر جو مرزا قادیانی کے بظنی گھونٹے ہیں اور ہر طرح ان کو ناج نچار ہے ہیں اور حضرت مولوی سید ابو محمد ڈاکٹر جمال الدین مالک نومینڈیکل ہال صدر بازار پشاور جنہوں نے بروزیٹ کے ہوائی کلمہ کو اپنی ہر قسم کی اعانت سے بذریعہ فیملیہ اڑا دیا اور حضرت مولوی امام الدین صاحب مدرس پور ڈسکول گجرات اور تمام حضرات نامہ نگاران و معاونان و ناظرین شہنہ ہند جن کی تعداد بے شمار ہے۔ اور جن کی اعانت اور سرپرستی سے ضمیمہ جاری ہے۔

ان میں سے کسی کا ہال بھی بیکانہ ہوا اور نہ انشاء اللہ مرزا قادیانی کی زندگی تک بیکانہ ہوگا نہ کسی پر موت کی دھمکی بڑی خدا نے چاہا تو سب کے سب مرزا قادیانی کو مار کر بھی نہ مرے گی۔ مجددانہ مشرقیہ کی یہ پیشینگوئی جلی حروف سے لکھ کر مرزا قادیانی اور تمام مرزائی اپنی اپنی پاکٹ میں

رکھ لیں اور پھر قدرت الہی کا چشمِ عبرت سے نظارہ کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ضرور ہوگا۔ آمین!
 اور ہم حضرت مجدد النہ مشرقیہ شوکت اللہ القہار کا ذکر خیر تو بھول ہی گئے۔ انہوں نے تو
 مرزا قادیانی کی وہ خدمت گزاری کی ہے کہ کوئی کہہ نہیں سکتا۔ ہر علم ہر فن پر سبکیٹ ہیں۔ گویا گپ
 چپ کے لڈو کھلا دیئے۔ گٹھنوں گٹھنوں مزہ چکھا دیا۔ مرزا قادیانی کے کان میں ہر سال آسمانی باپ
 کہہ جاتا ہے کہ ضمیمہ اب بند ہوا اور اب بند ہوا۔ مگر آسمانی باپ ایسا جھوٹا اور فریبی ہے کہ جو کہتا ہے
 لے پا لک کے حق میں الٹی ہی پڑتی ہے۔ اب دیکھتے جاؤ منافقوں اور ملحدوں کی بولتی بند ہوتی ہے یا
 ضمیمہ بند ہوتا ہے۔

ہم حلقاً کہتے ہیں کہ مجدد اپنے حاسدوں اور بدخواہوں کو جو نہ صرف قادیان میں بلکہ
 بعض شہروں اور قصبوں میں عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو مارتے پھرتے ہیں۔ جاہل مطلق اور مطلق کتب
 سمجھتا ہے۔ اکثر مرزائی ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ حلق سے پیش آتے ہیں اور
 کہتے ہیں کہ پوچھو کیا پوچھتے ہو؟ مگر تو بہ تو بہ زبان کھولتے ہوئے۔ برودیت و مسیحیت کی قلعی کھل گئی
 ہے۔ ہاں بعض سیدھے سادے علماء سے چھیڑ خانی کرتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح کی حیات ثابت کرو
 جب ہم ان کو بھی بہوت کرنے کا لٹکا اور حیوان نامہ شخص بنا دینے کی صنعت بتاتے ہیں تو پھر میدان
 میں بوئے ہی نہیں جیتے۔

جن لوگوں نے انبیاء سے سرکشی کی ہے ان کی تمام قوم کی قوم ہلاک ہو گئی ہے۔ جیسے
 طوفان نوح اور صرصر عاد مگر کیا وجہ ہے کہ برودزی نبی کی مخالفت کر کے نہ صرف ہندوستان کے
 ۳۰ کروڑ بلکہ دنیا کے ایک ارب کئی کروڑ آدمی ہلاک نہ ہوئے۔ اور خود ایمان لانے والوں کی
 جماعت کثیر ہلاک ہو گئی۔ کیا انبیاء کا معجزہ صرف ہلاکت ہے۔ زندہ کرنا ان کا معجزہ نہیں۔ ہاں
 صاحب انبیاء کیا معنی خدائے قادر مطلق بھی امانت ہی پر قادر ہے احیاء پر قادر نہیں اور انبیاء نے تو
 درحقیقت کوئی معجزہ ہی نہیں دکھایا چہ جائیکہ احیاء اموات مناسب تو یہ تھا کہ جس طرح احیاء خلاف
 فطرت ہے اسی طرح امانت بھی خلاف فطرت ہوتی لیکن مرزا قادیانی کا ایمان ایک لازاف نیچر
 پر ہے دوسرے پر نہیں۔

احیاء اس لئے خلاف فطرت ہو گیا کہ مرزا قادیانی کے رقیب عیسیٰ مسیح مردوں کو زندہ
 کرتے تھے اور پھر غضب یہ ہوا کہ وہ خود بھی زندہ ہیں اور دوبارہ آئیں گے پس آسمانی باپ نے
 اپنے لے پا لک کے سچا کرنے کے لئے عیسیٰ مسیح کو مار کر لازاف نیچر کی تصدیق کر دی اور احیاء کا
 نیچر منسوخ کر دیا کیونکہ اس سے خود لے پا لک منسوخ ہوتا تھا۔

۳ اخبار الحکم کی فریاد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

وفا نہیکنند امید مغفرت با یاس

نہ زانکہ عفو الہی نسا زدم مغفور

اے برادران احمدیہ! ”بعد الحمد والثنا الادب الاکبر السماوی والارضی والصلوة والسلام علی المتنبیٰ هو امام الزمان والنبی المبروز والمسیح الموعود والمهدی المسعود ادام الله ظله علی الشر ذمته الاحمدی المحمود“ میں اس سے پہلے آپ کے حضور ایک اپیل اپنی ناکامی اور دردناک حالت کی نسبت پیش کر چکا ہوں۔ مگر جیسی کہ امید تھی اور جیسی پھوٹی قسمت میرے گوش دل سے سرگوشی کر رہی تھی بجائے اس کے کہ میری مدد کی جاتی اور ہمت اور ڈھارس باندھی جاتی چار طرف سے یاس کے بادل اُمنڈ رہے ہیں اور ناکامی کی بجلیاں خرمن دل پر کوند رہی ہیں۔ آخر میری جانب سے آپ کی یہ شفقت اور بے پروائی اور طوطا چشمی اور بے اعتنائی کیوں ہے اگر کوئی قصور مجھ سے سرزد ہوا ہے اور معقولیت کے ساتھ آپ کی ری پبلک (جمہوری گورنمنٹ کا اجلاس، وہ قصور مجھ پر ثابت کر دے اور میرے سر پر اسی طرح الزام کا چارج دھر دے جس طرح حضرت امام العوام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لالہ چند لعل صاحب مجسٹریٹ کی عدالت نے دھر دیا ہے تو میں اپنے قصور پر نادم ہوں اور گڑگڑا کر اور ٹسوے بہا کر دانتوں میں تنکے لیکر آپ سے غٹوکا خواستگاہ ہوں۔

میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اخبار کی معمولی اور معکم اشاعت میں روڑے اٹکے ہوئے ہیں مگر اس میں میرا کیا قصور ہے۔ ہاں اتنا قصور ضرور ہے کہ میں نے اپنے تمام فرائض کو حضرت مسیح علیہ السلام کے سر پر تصدق کر دیا اور میں ان کی خدمت اور کاروبار میں اسی طرح ساتھ ساتھ رہا جیسے انسان کے ساتھ سایہ اور روس کے ساتھ جاپان اور سوامی مثلاً کے ساتھ برٹش اور ہندوستان کے ساتھ طاعون اور ملک جاپان کے ساتھ زرد بخار جس کے پھیل جانے کا تمام یورپ کو خطرہ ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ میں مسیح موعود علیہ السلام کے ہم رکاب ہو کر آسانی نشان کے ظاہر ہونے کی سستی کر رہا ہوں۔ اور پرکار کی طرح میرا ایک قدم دارالامان کے اندر اور ایک باہر ہے اور کیا معلوم ہے کہ یہ گردش کب تک رہے۔

رات دن گردش میں ہیں سات آسمان

ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھر آئیں کیا

تو مناسب یہ تھا کہ میری اور بھی قدر کی جاتی ہے اور میری عرق ریزی کی داد دی جاتی۔ رات ب اور سالے بڑھائے جاتے۔ میری پاکٹین میرا کوشی کٹھلہ جتنا جمن کلدار علیہ السلام اور مہلخان علیہ الرحمۃ سے بھرا جاتا اور مجھ کو ملہ مایحتاج سے سبکدوش کیا جاتا یہ تو سب جو لمبے میں گیا اثنا عشر پر الزام لگایا جاتا ہے اور بجائے اس کے کہ احکم ہر ایک احمدی بھائی کے ہاتھ میں ہوتا اور اس کی سر توڑ اور منہ پھوڑ اور دو کا چیل اور ریلیم ریل اشاعت کی جاتی۔ بدبختی سے اب یہ ہو رہا ہے کہ احکم کی اعانت اور اشاعت کی راہیں بند کی جاتی ہیں اور ایک ایک احمدی مجھ سے منہ پھلائے بیضا ہے میرے پیارے بھائیوں اور انصاف کرو کہ میرے سوا حضرت مسیح علیہ السلام کی رفاقت کس نے کی ہے۔ قادیان میں سب پردے کے بولوبنے بیٹھے ہیں۔ اندر میں باہر میں۔ کوٹ کچھری میں میں اخبار کے آفس میں میں جہاں دیکھو میں ہی میں۔ اس سے تو میرے گلے پر چھری ہی پھر جاتی تو بہتر ہوتا۔

يك جان و هزار برق انسوه

كاهه چه كند به آتشين كوه

اگرچہ میں اس عرصہ میں نہ صرف حضرت اقدس کے جبروت کا ناموس قائم کرنے بلکہ دنیا پر تمام جماعت احمدیہ کے شان و شکوہ کا سکہ بٹھانے کے لئے سرگامی اور پاؤں پیسے بنا پھرتا رہا ہوں لیکن آپ کے آرگن (احکم) کی اشاعت کو بھی دانتوں سے پکڑے رہا ہوں۔ اگر دوسرے شخص پر اتنی ذمہ داریوں کا بار پڑتا تو حقیقت معلوم ہو جاتی۔ اگر آپ احکم کی اشاعت میں کبھی کبھی وقفہ ہو جائے۔ نہ سے غضبناک ہیں تو میں معقول عذر پیش کر چکا یہ عذر ایسا نہیں کہ کوئی سامع قائل اس کے سننے سے اپنے کانوں میں ٹھٹھیاں دے لے اور اگر آپ پر میری بعض معروضات ناگوار گزری ہیں مثلاً ہر ماہ دس خریدار پیدا کرے یا استطاعت رکھنے والے بھائی دس روپے سالانہ دین تو بجائے اس کے آپ غضبناک ہوتے ایسی گزارش کا بڑی خوشی سے خیر مقدم کرنا آپ پر فرض تھا کیونکہ حضرت اقدس کا رضامندی اس میں ہے۔ بھلا آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ کیا میں کوئی تحریک حضرت اقدس کی مرضی اور فشاء کے خلاف کر سکتا ہوں تو پتہ ہے۔

بشکندد ستمه كه نم در گردن يارے نشد

اور اگر فک ہو تو حضرت کی خدمت میں عرض بھیج کر تصدیق کرا لیجئے۔

اور میں تو میں دارالامان میں جس قدر مرابہ اور حوار بین اور خاندان رسالت کے

اراکین ہیں کوئی بھی امام الزمان کے فشاء کے بغیر نہ چوں کر سکتا ہے نہ ہوں۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو تقرب بارگاہ امام الزمان میں مجھے ہے وہ دوسرے کو نہیں ہو سکتا اور صاحب اللہ بن کر جو کڑیاں میں نے جمیلی ہیں۔ دوسرا نہیں جمیل سکتا۔ مجھ میں اور میرے نوزاد رقیب میں وہی نسبت ہے۔ جو ہاتھی میں اور بھیڑ میں۔ کجا صاحب الفیل کجا ایبیل۔ بھیڑ بکری کا اتنا تن قوش بھی نہیں جتنی ہاتھی لید کرتا ہے۔ آپ کا احکم حضرت اقدس کے جسم مبارک پر گویا عربی قبا اور عبا ہے اور نوزاد رقیب صرف ستر ڈھانکنے کی غرقی لنگوٹی ہے۔ دھوتی اور تہ بھی تو نہیں جس سے جبراً قہراً نمازی ادا ہو جائے۔

صاحبو! ارزاں بھلت گراں تکلفت۔ میرے ننھے رقیب کے دامن میں کوڑیوں کے سوا کچھ نہیں اور گراٹیل الحکم کی جیب میں گراں قیمت جواہرات بھرے ہیں جن کو جوہری ہی پرکھ سکتے ہیں۔ افسوس میرے کسن رقیب کی توبے پوچھئے آؤ بھگت ہو رہی ہے۔ دھڑا دھڑ درخوشتیں اور منی آرڈر گر رہے ہیں اور میں جو سب سے پہلے کل خنازیر اور کسر صلیب کی منادی کرنے والا یعنی ڈھنڈورا اور سرج موعود کے نشانوں اور تمغوں کا چمکانے والا اور منارۃ المسیح کی عمارت کو اپنے صفحات کے ذریعے سے فلک الافلاک کی چوٹی پر پہنچانے والا ہوں۔ مجھے سب نے نظروں سے گرا دیا کہ انصاف اسی کا نام ہے۔ افسوس اپنے ہی جسد کا خون فاسد ہو گیا۔ اپنے ہی بدن کے اعضاء دشمن بن گئے۔

میرے پیارے بھائیو! اگر میری اس فریاد پر بھی آپ کا دل نہ لہجھا اور آپ کو میری بے کسی اور یاس پر رحم نہ آیا تو خوب یاد رکھو کہ آسمانی ہائی کورٹ میں اپیل کروں گا اور پھر آپ کو عالم بالا کی سخن نہی نکتہ رسی انصاف پسندی و یقینہ شناسی خود معلوم ہو جائے گی اور کلچری سنجی ہد ہد بلکہ روح القدس بن کر آسمانی ہائی کورٹ کے اجلاس کا انصاف سب کے دلوں پر القاء والہام کر دے گی۔ میں اپنا فرض تبلیغ حسب ارشاد حضرت امام الزمان ادا کر چکا اب آپ کو اختیار ہے فقط۔

۵ مرزائی مذہب اور آریا مذہب میں کیا فرق ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جس طرح مرزا قادیانی کا یہ منہ نہیں کہ عیسوی مذہب کی تردید کر سکیں۔ اسی طرح ان کا یہ بھی حوصلہ نہیں کہ آریا مذہب کی تردید کر سکیں۔ عیسائیوں نے عیسیٰ مسیح کو ابن اللہ (خدا کا بیٹا) قرار دیا تو مرزا قادیانی نے اپنے کو جیسے اللہ بمنزلہ ولد (لے پالک) بتلایا آریا مجوزات کے منکر۔ مرزا قادیانی بھی منکر۔ وہ ستاخ کے قائل۔ مرزا قادیانی بھی اپنے بروزی نبی ہونے کے قائل۔ آریا کے نزدیک کوئی شے نیچر کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی لازماً نیچر کا تقاضا محال

ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی بعض عقائد میں آریا سے بڑھے ہوئے ہیں۔
 صیسی مسیح دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتے۔ نہ وہ زندہ ہیں۔ آریا حشر اجساد کے قائل نہیں مرزا
 قادیانی بھی قائل نہیں۔ آریا عموماً معجزات کے منکر ہیں۔ مرزا قادیانی بھی معجزات انبیاء بلکہ
 معجزات قدرت کے منکر ہیں۔ مگر اپنے ذاتی معجزات پر ایمان رکھتے ہیں۔ قانون فطرت صرف
 ہلاکت پر قادر ہے زندہ کرنے پر قادر نہیں مگر مرزا قادیانی احواء اور اموات دونوں پر قادر
 ہیں۔ امریکہ کا ایک ڈاکٹر دعوے سے کہتا ہے کہ میں نے طاعون کے کیڑے ایک بکس میں جمع
 کر لیے ہیں جب چاہوں ان کو کھول کر دنیا کو ہلاک کر دوں۔

اس کا یہ کہنا تو صحیح ہے اور یورپ د امریکہ کے ڈاکٹر اور علماء اور حکماء تصدیق کرتے ہیں
 مگر مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ میری وجہ سے دنیا میں طاعون آیا ہے اور اگر وہ سچے ہیں تو
 بتائیں کہ ہندوستان میں طاعون کب تک رہے گا اور کب تک ان کو ۳ کروڑ آدمی نبی اور مسیح مان
 لیں گے کیونکہ طاعون تو مرزا قادیانی کو نہ ماننے ہی کی وجہ سے آیا ہے۔ پس عیسائیوں اور آریا سے
 مرزا قادیانی کا معارضہ مسلمانوں کو دھوکا دیتا ہے۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۸ جولائی شمارہ نمبر ۲۶ کے مضامین

.....۱	قادیانی کا الہامی ڈھکوسلا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	جواب سوالات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزا قادیانی کی دھونس۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزا اور مرزائی پچھلا خواب دیکھ رہے ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	اخبار پانچ اور مرزا قادیانی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	زنا بائندہ بہ صد دانہ توڑ ڈال رہو چلے بے دہا کو ہوا دیکھ کر	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ قادیانی کا الہامی ڈھکوسلا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

قادیانی مرزا قادیانی نے ایک نئی گپ یہ ہانکی تھی کہ ام الرزاقین کے وطن سے لڑکا پیدا

ہوگا۔ چنانچہ (اخبار الحکم ۷ مئی ۱۹۰۳ء، تذکرہ ص ۳۱۵ طبع ۳) میں جلی حروف میں یہ الہام شائع کیا گیا کہ ”شوخ و شنگ لڑکا پیدا ہوگا۔“ اور اس الہام پر تمام مرزائیوں کی خاص نظر تھی۔ لیکن خدا کی شان ۲۳ جون ۱۹۰۳ء کو مرزا قادیانی کے ہاں لڑکے کے لڑکی پیدا ہوگئی۔ خیر مضا نقہ مد ارد لڑکا نہ سہی لڑکی سہی آخر اولاد میں تو داخل ہے۔ لیکن اندیشہ یہ ہے کہ وہ شوخ و شنگ والا آسانی لقب (جو اولاد ذکور کے لئے کسی قدر موزوں بھی ہو سکتا ہے) کہیں دختر نیک اختر سے وابستہ نہ ہو جائے۔ جو ہر طرح ناموزوں ہوگا۔ اس الہام کے متعلق زید و عمر کا ایک مختصر مکر دلچسپ مکالمہ درج ذیل ہے۔

زید..... بھائی جان آج مرزائیوں میں کچھ عجیب اداسی چھائی ہوئی ہے خیر تو ہے۔
عمر..... کیا آپ نہیں جانتے کہ وہ شوخ و شنگ لڑکے والا الہام جو ابھی تازہ تازہ شائع ہوا تھا غلط ہو گیا۔

زید..... ہیں الہام اور غلط ہو ہم نہیں مانتے۔ اس خبر پر کیونکر وثوق ہو سکتا ہے۔ عمرو.....
بھائی مرزائی بے چارے اپنے منہ سے تصدیق کر رہے ہیں۔ کہ ام المرزائین علیہا ما علیہا کے ہاں لڑکی پیدا ہوگئی۔

زید..... اس وقت مرزا قادیانی کی حالت کیسی تھی عمرو..... وہی جو خدا نے قرآن میں بتا دیا ہے ”اذا بشر احدہم بالانثی ظل وجہہ مسود او هو کظیم“ جب انہیں لڑکی کی خبر ملی پس غصے کے مارے منہ کالا ہو گیا۔

زید..... مرزا قادیانی کو پہلے سوچ کر الہام کرنا تھا یہ تو مجھ رمال اور قیافہ شناس طیبیب بھی بتا دیتے ہیں۔ کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی بلکہ تجربہ کار عورتیں بھی کہہ سکتی ہیں۔ عمرو..... اجی یہ تو سب کچھ سوچ بچار کر کے ہی الہام کیا گیا تھا کیونکہ ۷ مئی کو الہام ہوا اور ۲۳ جون کو تولد ہوا۔ اور عین وضع حمل کے دنوں میں اسی لئے الہام کیا بھی گیا تھا کہ سارے تجربے کر لئے تھے مگر عجیب قدرت ہے کہ خدا نے لڑکے سے لڑکی بنا دی۔

زید..... تو کیا ام المرزائین نے بوڑھے میاں کو نہ ڈانٹا ہوگا کہ کبخت تو نے مجھے دنیا میں بدنام بھی کیا اور بات بھی پوری نہ ہوئی۔ کون ہے جو دنیا میں ڈھنڈورا پیٹتا پھرتا ہے کہ میری عورت کچھ جننے والی ہے اور اس کے لڑکا ہوگا۔ عمرو..... نہیں ام المرزائین خود چاہتی ہے کہ جب آپ کا شوہر ماشاء اللہ دعویٰ نبوت سے دنیا بھر میں شہرت حاصل کر چکا ہے تو کیا زوجہ محترمہ کا حق نہیں کہ دنیا میں اس کی شہرت کا بھی ڈنکا بجے خواہ کسی طرح سنیں۔

بدنام بھی گر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

زید..... اب تو مرزائیوں کو خصوصاً قادیان کے رہنے والوں کو مارے شرم کے ڈوب
مرنا چاہئے۔ عمرو..... نہیں نہیں شرم چہ کتنی است کہ پیش ساکنان دارالامان بیاید۔
ایسی باتیں روزمرہ پیش آتی رہتی ہے یہ تو بات ہی کیا ہے۔

زید..... مقدمہ کی کچھ سنائیے کیا ہو رہا ہے۔ عمرو..... بس زور سے چل رہا ہے مرزا
قادیانی دارالامان سے بدرگوردا سپور میں فردکش ہیں۔ پیشی روزانہ ہوتی ہے اور گھنٹوں کھڑا رہنا
پڑتا ہے۔

زید..... دن بھر کہاں بسر ہوتی ہے۔ عمرو..... ریلوے سٹیشن سے اتر کر پکھری کو جاؤ۔
راستے میں پکھری سے ڈبل فاصلہ پر عین سڑک کے متصل جامن کے درختوں کے نیچے پگڑی
اتارے مسج زمان بیٹھا ہے۔ اور گوردانگورد..... نشستہ میگویند۔ جان اللہ۔ سڑک پر چلنے
والوں کی جوتیوں کی ساری خاک مسج زمان کی نذر ہوتی ہے (خاکساری کے طفیل بسر و چشم)
زید..... کیا مرزا قادیانی کو عدالت میں کرسی نہیں ملتی۔ عمرو..... کرسی تو کرسی بے
چارے کو پانی پینا ہی نصیب نہیں۔ کیا اخباروں میں پڑھ نہیں چکے۔

زید..... اوہ ایسا کیوں؟ عمرو..... بس سزائے اعمال۔ یہ سب کچھ اللہ میاں سے اپنی
کرتو توں کی سزا مل رہی ہے۔

زید..... مگر اب بھی تو وہ فتح فتح پکارے جاتے ہیں۔ عمرو..... جی ہاں پہلے جو لکھ چکا
ہوں کہ شرم چہ کتنی است۔

زید..... تازہ الہام "النَّالِك الحَدِيد" (تذکرہ ص ۵۱۳ طبع سوم) کا کیا مطلب؟
عمرو..... یہی کہ لوہا نرم کر دیا۔ یعنی مجسٹریٹ صاحب کے دل کو موم کر دیا اس کا بھی نتیجہ ہے کہ پانی
نہ ملے لوہا ہی موم ہو گیا۔

زید..... یہ کون صاحب ہیں جنہوں نے ایک موٹی مرنی کو ایسا پھنسا دیا کہ نفس سے نکلنا
محال ہو گیا۔ عمرو..... واہ صاحب آپ نہیں جانتے یہ ایک مولوی صاحب ہیں اخباروں میں آپ
نے سنا ہوگا۔ ابوالفضل مولوی محمد کرم الدین صاحب رئیس مہیں ضلع جہلم۔ اور یہ اس قابلیت کے
فخص ہیں کہ جس وقت عدالت میں ان کی تقریر کا وقت ہوتا ہے تو وہ کیل منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔
عجیب ذہین ہیں اور طباع فخص ہیں۔ میں نے تو اپنی عمر میں ایسا قابل فخص نہیں دیکھا اور استقلال
کا یہ حال ہے کہ ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو چکا ہے کہ غیر ملک میں جھگڑ رہے ہیں۔ اور کبھی آپ کے
چہرہ پر طال نہیں دیکھا گیا۔

زید..... بیشک معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو خاص تائید ایزدی ہے ورنہ ایسی طاقت در جماعت کا مقابلہ ہر شخص کا کام نہیں۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ اب مقدمہ کون سے مرحلہ پر ہے۔
 عمرو..... مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی محمد علی گواہان استغاثہ کی شہادتیں ہو چکی ہیں۔ اور مولوی محمد حسن صاحب قاضی تحصیل جہلم کی شہادت شروع ہے۔ اس کے بعد مولوی غلام محمد صاحب قاضی تحصیل چکوال کی گواہی ہوگی۔ اس کے بعد ریفرنس کی ہاری آئے گی۔
 زید..... اچھا آئندہ حال کہتے رہنا۔ السلام علیکم! عمرو..... بہت اچھا علیکم السلام۔

۲ جواب سوالات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم نے جو مرزا اور مرزائیوں کی علمی لیاقت کی نبض دیکھنے کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے معارضہ کے متعلق دو سوال کئے تھے اور در صورت معقول جواب ملنے کے دوسو روپیہ انعام دینے کا وعدہ کیا تھا جب اس کے متعلق (جیسی کہ امید تھی) منارے کے گروانڈیل اور عریض و طویل مندریا گنبد سے کوئی آواز نہ آئی۔ تو اب ہم مجبور ہو کر خود ہی جواب دیتے ہیں کیونکہ یہ سوالات ایسے نہیں ہیں جن کا جواب نہ دیا جائے۔ اگر چہ ان کا جواب دینا مرزائیوں کے امکان سے باہر ہے۔ مگر مجدد النہ مشرقیہ خدا کی عنایت سے ہر لاغفل عقدے کے کھولنے اور ہر سوال کا جواب دینے پر قادر ہے بحولہ وقوتہ۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ”ربی الذی یحیی ویمیت“ تو نمرود نے جواب دیا ”اننا احی و امیت“ یعنی تیرا خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے تو میں بھی زندہ کرتا ہوں۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام خاموش ہو گئے تو کیا انہوں نے تسلیم کر لیا کہ نمرود بھی دینا ہی محی و ممیت ہے جیسا خدائے واجب الوجود۔ کیونکہ ”اللسکوت فی معرض البیان بیان“ جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حقیقت سے سوال کیا تھا اور نمرود نے اس کا جواب مجاز سے دیا کیونکہ کسی بے گناہ کو قتل کر ڈالنا اور کسی واجب القتل کو چھوڑ دینا حقیقی احیاء و اماتت نہیں۔ احیاء اور اماتت کے وقوع کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً زمین کا زندہ کرنا یعنی پانی برسانا، رحم میں نطفہ سے جاندار انسان یا حیوان پیدا کرنا وغیرہ قدرتی معجزات پر بجز فاطر برحق اور قادر مطلق کے کون قادر ہو سکتا ہے۔ مگر نمرود اس کو نہ سمجھا کیونکہ اس کی عقل اور اس کے مغرورانہ خیالات محدود تھے۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حقیقت اور مجاز کی بحث سے ہٹ کر اس کے سامنے

وہی بات پیش کی جو مشاہدے میں آنکھوں کے سامنے موجود تھی اور آسانی سے اس کی سمجھ میں آسکتی تھی۔ پس فرمایا ”فان الله يأتى بالشمس من المشرق فأت بها من المغرب“ چنانچہ یہ بات اس کی سمجھ میں آگئی اور ساکت محض ہو گیا۔ اس پر یہ سوال تھا کہ خدائے تعالیٰ بھی مغرب سے مشرق میں آفتاب کے نکلنے پر قادر ہے یا نہیں اگر قدرت ہے تو مرزا اور مرزائیوں کا نیچر ٹوٹ گیا۔ کیونکہ ان کے مذہب میں نقص قانون فطرت محال ہے اور اگر خدائے تعالیٰ مغرب سے مشرق میں آفتاب کے نکلنے پر قادر نہیں تو نمرود اور خدا دونوں عدم قدرت میں برابر ہو گئے اور معارضہ ساقط ہو گیا کیونکہ نمرود کہہ سکتا تھا کہ مجھ سے ابراہیم علیہ السلام وہ بات چاہتا ہے جس پر خود اس کا خدا قادر نہیں۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو یہ دکھانا منظور تھا کہ میرا خدا وہ ہے جس کا بنایا ہوا قانون ٹوٹ نہیں سکتا۔ ”ولن تجد لسنة الله تبديلا“ اور نہ اس کا وعدہ کبھی خلاف ہو سکتا ہے ”ولن يخلف الله وعده“ اگر تجھ میں قدرت ہے تو بھلا اس کا قانون توڑ تو دے اور آفتاب کو بجائے مشرق سے طلوع ہونے کے مغرب سے طلوع تو کر دے۔ دیکھو قانون قدرت کا ثبوت ایسا ہوتا ہے جیسا مجدد نے ثابت کر دکھایا۔ نہ کہ مرزا اور مرزائیوں کی طرح کہ خدائے تعالیٰ احیاء پر قادر نہیں۔ جس سے خدائے تعالیٰ کی تمام قدرتیں زمین معاذ اللہ سلب ہو گئیں۔ کیونکہ اس کی مقدورات کی ایک جزئی احیاء بھی ہے جب وہ احیاء پر قادر نہیں تو کسی جزئی پر قادر نہیں۔ حالانکہ اس کی صفت ”علی کل شئی قدير“ ہے۔ مرزا قادیانی نے تو خدا کو خدا ہی نہ رکھا ”لا حول ولا قوة الا باللہ“

۳ مرزا قادیانی کی دھونس

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کوئی فرد بشر ایسا نہیں جس کو دنیا میں خوشی غمی و تکلیف و راحت کے واقعات پیش نہ آتے ہوں۔ اتنا فرق ہے کہ جن لوگوں کا ایمان خدائے برحق پر نہیں وہ تمام واقعات کو ظاہری اسباب اور توہمات کے حوالے کرتے ہیں اور جو لوگ راسخ الاعتقاد ہیں وہ ایک ذرے کی چمک اور ایک قطرے کی سیرابی اور ایک پتے کی حرکت کو بھی خدائے ہی کی جانب سے یقین کرتے ہیں۔ مگر ایک ہمارے مرزا قادیانی ہیں کہ انسانوں خصوصاً ان کے مخالفوں کو جواز عتیں پیش آتی ہیں ان کو اپنی جانب سے بتاتے ہیں اور جو راتیں اور کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ان کا ذکر تک نہیں کرتے کہ اللہ کی جانب سے ہیں یا غیر اللہ کی جانب سے۔ ان کی کامیابیاں اپنی جانب تو کیوں منسوب

کرنے لگے؟ اصلی مسج نے تو یہ فرمایا کہ جو شخص تیرے ہائیں گال پر تھپڑ مارے تو اپنا دایاں گال بھی اس کے سامنے پیش کر دے مگر نقلی مسج زبان حال و مقال سے یہ وصیت کرتا ہے کہ جو شخص تیرے سامنے چوں بھی کرے تو اس کو تختِ اعریٰ میں پہنچا دے۔

اگر مرزا قادیانی کا کوئی مخالف مر گیا تو مارے خوشی کے باچھیں چر کر کانوں تک آئیں۔ مریدوں میں بیٹھ کر کرامت بکھارنے لگے اور مرزائی اخباروں میں اشتہار دینے لگے کہ میر افلاں مخالف اپنے کبیر کردار کو پہنچ گیا۔ طاعون کو ادھر مرزا قادیانی نے انگلی دکھائی ادھر اس نے لوگوں کا ٹینٹھا دیا۔ لیکن جب طاعون کسی جگہ سے رخصت ہو گیا تو یوں سمجھئے کہ اس نے مرزا قادیانی کی عدولِ حکی کی۔ نہیں جناب یہ دھونس ہے کہ اگر تم مرزا پر ایمان نہ لاؤ گے تو اگلے سال ٹنگوئی لوں گا۔ اب تو چھوڑے جاتا ہوں۔ جاؤ بچہ کیا یاد کرو گے۔ ۳۶۰ روں ہیں کیا چیز۔ ڈھلتی چھانوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔

لالہ چند دلال صاحب مجسٹریٹ گوردا سپور نے مرزا قادیانی کو تعزیرات کے ارگڑے میں دھر لیا اور فرد جرم سنا دی تو آسمانی باپ نے ان کو یہ سزا دی ہے کہ تنزل کے ساتھ فوراً بدل دیا۔ اب باپو آتما رام مجسٹریٹ نے اگرچہ کوئی کارروائی ایسی نہیں کی جو مرزا قادیانی کے خلاف ہو پھر بھی آسمانی باپ نے پہنچی ایک تھپڑ رسید کر دیا یعنی ان کے بیٹے کو بیمار کر دیا یہ درحقیقت ایک دھونس ہے کہ خیردار جو میرے لے پالک کے خلاف مقدمہ فیصل کیا ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا بلکہ اس سے بھی بدتر۔ الغرض دھونس کے دم خم بدستور ہیں۔

باسمہ مولوی کرم الدین صاحب کو چیتے کی طرح پھلایا۔ سو جنن کئے کہ کسی طرح مقدمات کے شکنجے سے رہائی ملے مگر میرے شیر نے نہ ماننا تھا نہ مانا۔ دھونس بھی ڈالی مگر کارگر نہ ہوئی۔ ظاہر ہے کہ آج کے روز مولوی صاحب سے بڑھ کر مرزا قادیانی کا کوئی دشمن ہے نہ مرزا قادیانی سے بڑھ کر مولوی صاحب کا کوئی دشمن۔ مگر ان کے پاس بھگتے ہوئے طاعون کی روح بھی خشک ہوتی ہے بلکہ جب انہوں نے طاعون کو ڈانٹا اور اس پر اپنی غریت کی دھونس ڈالی تو قادیان شریف آکر لے پالک کے لگوں سگوں کو بھونچوڑنا شروع کر دیا۔ قدرت کے تماشے دیکھئے کہ طاعون جو لے پالک کا ایڈیکا ٹنگ تھا مولوی صاحب کا حلقہ بگوش سرہنگ بن گیا۔ انقلاب قسمت اسی کا نام ہے۔

صرف ایک گورنمنٹ ہے جس پر دھونس نہیں پڑتی۔ اس کے سامنے تو دم ہی ہلاتی جاتی ہے اور پاؤں ہی چائے جاتے ہیں۔ باقی کوئی شخص ایسا نہیں جو دھونس سے محفوظ رہ سکے۔ کیونکہ طاعون تمام ہندوستان میں ہے اور یہی مرزا قادیانی کی دھونس ہے۔ ہاں گورنمنٹ کے جبروت کی

دھولس خود مرزا قادیانی پر پڑی ہوئی ہے۔

۴ مرزا اور مرزائی پچھلا خواب دیکھ رہے ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ایک مرزائی نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے کچھ کلمات احکم میں شائع کئے ہیں جو انہوں نے مرزا قادیانی کی نسبت فرمائے تھے یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب مرزا قادیانی مسیح موعود اور بروزی نبی اور آسمانی باپ کے لے پالک نہ بنے تھے۔ صرف آریا سے مناظرہ تھا اور کتاب براہین احمدیہ وغیرہ لکھ کر اعلان دیا تھا کہ اگر آریا اس کا جواب لکھیں تو میں اپنی بارہ ہزار کی جائیداد دے دوں گا۔ اس زمانے میں نہ صرف حضرت موصوف کو بلکہ بہت سے سیدھے سادھے لوگوں کو آپ سے حسن ظن ہو گیا تھا لیکن یہ لاسا تھا جو مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے پھانسنے کو تیار کیا تھا۔ فی الحقیقت بعض بڑے بڑے ذی علم اور مشائخ کو دھوکا ہو گیا تھا مگر جس قدر طلسم کا تار پود کھلتا گیا اسی قدر لوگ علیحدہ ہوتے گئے۔ اگر مرزا قادیانی اسی حالت پر رہتے اور ان میں خلوص ہوتا تو ایسے رہتے وہ براہنڈی کی پوری بوتل کے متحمل نہ ہو سکے اور بہک گئے۔

قدم رکنا سنبھل کر محفل رندان میں اے زاہد

یہاں گہری اچھلتی ہے یہاں جانا نہ چلتا ہے

بروزیت اور مسیحیت کی آڑ میں مرزا قادیانی کا وسعت طمع تو دراز رہتا ہی ہے۔ بقول۔

چیزے بدہ درویش را چیزے مگو درویش را

پس ذی حس لوگ تاڑ گئے گاٹھ جس قدر کٹنی تھی وہ تو کٹ گئی مگر آئندہ ہوشیار ہو گئے اور

تجرا بھیج کر پلہ پاک کیا۔

خود مرزا قادیانی جواب دیں کہ سابق میں جن لوگوں کو آپ سے حسن ظن تھا اب وہ بدظن کیوں ہو گئے اور کیوں دشمن بن گئے کیا وہ دشمن بننے کو آپ کی جانب رجوع ہوئے تھے۔ ایک پیر مہر علی شاہ صاحب کیا، ایسا تو ہمیشہ تانا باندا رہتا ہے کہ ناواقف لوگ علیک الصلوٰۃ والسلام کہتے ہوئے آتے ہیں۔ اور لا حول پڑھتے ہوئے جاتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ گاٹھ کی ہانڈی ایک ہی دفعہ چڑھتی ہے۔ احکم میں تو فخریہ الزامی طور پر ایسے خطوط چھپتے ہیں مگر درحقیقت رسوائی ہوتی ہے کیونکہ باخبر لوگ یہی نتیجہ نکالتے ہیں جو ہم اوپر نکال چکے ہیں کہ حسن ظن والے اخیر میں بدظن کیوں ہو جاتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایسے خطوط کثرت سے شائع ہوں۔

عدو شود سبب خیر مگر خدا خواہد

بیر صاحب موصوف اور دوسرے سچے اور خدا دوست مسلمانوں کا مرزا قادیانی کے کیریکٹر کو خطرناک دیکھ کر علی الاعلان علیحدہ ہو جانا عین اقتضائے تدبیر و حق پرستی ہے۔ بہت سے مرزائی ایسے ہیں جو مرزا قادیانی کے خوارق سے واقف ہو گئے ہیں۔ مگر اب ان سے علیحدہ ہو جانے کو کئی کئی سمجھتے ہیں کہ لوگ ہم کو مگھون کریں گے کہ کیا سمجھ کر پہلے منڈے تھے اور کیا سمجھ کر اب مرزائیت کی رسی گلے سے نکالتے ہو۔ ایسے سچے مسلمان نہیں بلکہ منافق ہیں کیونکہ انسان پر باطل کا جب انکشاف ہو جائے تو حق کی جانب رجوع ہونا اور کھلم کھلا حق کی پیروی کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ یہاں ان شکم پرستوں کا ذکر نہیں جو روٹ کی خاطر ہاتھی کے پاؤں میں اپنا پاؤں اڑائے ہوئے ہیں اور دیدہ و دانستہ اسلام کو دور سے سلام کر چکے ہیں۔ اور ایمان کو استعفیٰ دے چکے ہیں۔

۵ اخبار پانیر اور مرزا قادیانی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی لیٹ لیٹ کر گورنمنٹ کے آگے ناک رگڑتے ہیں اور چیخ چیخ کر گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں کہ میں برائے نام غلام احمد ہوں مگر درحقیقت غلام گورنمنٹ ہوں مگر پانیر نے جو نیم سرکاری اخبار ہے۔ مرزا قادیانی کی خیر خواہی اور وفاداری کو جس کا اظہار گورنمنٹ کی نسبت کیا جاتا ہے۔ کبھی تسلیم نہیں کیا اور ہمیشہ اس دعوے کا مخالف رہا۔ مرزا قادیانی کا مسیح موعود بننا اور نہ صرف مذہب عیسوی بلکہ جمہور اسلام کے خلاف عیسائی مسیح علیہ السلام کو مارنا ہی پانیر کے نزدیک پبلک اور گورنمنٹ کا بدخواہ بننا ہے کیونکہ گورنمنٹ بالکل آزاد ہے۔ وہ کسی مذہب سے کچھ تعرض نہیں کرتی اس کے یہ معنی ہیں کہ تمام مذاہب کو اچھا سمجھتی ہے لیکن مرزا قادیانی گورنمنٹ کے اصول کے خلاف یہ منادی کرتے ہیں کہ تمام مذاہب باطل ہیں اور جدید مرزائی مذہب ہی حق پر ہے۔ میں امام الزمان ہوں جو شخص مجھے نہیں مانتا اور میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتا وہ سرزنش اور مکافات کا مستوجب ہے۔ اس عوم میں گورنمنٹ بھی آگئی۔ فرمائیے خیر خواہی کہاں رہی؟

پانیر نے لکھا تھا کہ ”غلام احمد نے اپنے مختصر رسالوں اور لاف زنی اور جزی بوٹی ادویہ کے ذریعہ سے دہا کے زمانے میں بہت کچھ کر ڈالا۔ آخر کار گورنمنٹ نے دست اندازی کر کے اس کا ردوائی کو بند کیا۔“ دو افروشی اور عطاری کی دکان کھولنا اور گورنمنٹ کا دست اندازی کرنا تو ہم کو معلوم نہیں۔ البتہ کسی مرزائی نے مرہم عیسیٰ تو ضرور تیار کیا تھا اور اس کے اشتہارات دھوم دھام سے مرزائی اخباروں میں اور بطور خود شائع ہوئے تھے۔ چونکہ مرزا قادیانی بھی عیسیٰ ہیں پس یہ پرانا مرہم جو بعض اطباء یونانی نے تیار کیا تھا اب اس میں مرزا قادیانی کا لقب ٹھونس کر یاروں نے

پنسا رہتا کھول دیا۔ اور بعض مقامات پر ایجنٹ بھی مقرر کر دیئے۔ اب مرزائیوں میں فردخت ہو رہا ہے اور خوب نکلے سیدھے ہو رہے ہیں۔ سنا ہے کہ عیسائیوں نے کچھ تعرض بھی کیا تھا شاید پانیر نے اسی ہتار مندرجہ بالا نوٹ کیا ہے۔

اس کے جواب میں ایڈیٹر الحکم نے بجائے اس کے کہ پانیر کو برا بھلا کہتا، عیسائی مسیح پر عہد نامہ جدید کے حوالے سے خوب اپنی جلی مرزائیت کا نزلہ جھاڑا ہے۔

کیا قہر طعن بوالہوس بے ادب ہوا

جرم رقیب قتل کا میرے سبب ہوا

آگے چل کر الحکم نے مرزا قادیانی کو گورنمنٹ کا سچا خیر خواہ ثابت کرنے کے لئے ان جلسوں کا ذکر کیا ہے جو قادیان میں دربارہ انسداد طاعون ہوئے تھے اور گورنمنٹ پنجاب نے ان کا اعتراف کیا تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ ایسے جلسے بہت سے مقامات پر ہوئے ہیں مگر کیا وہ سب مسیح موعود اور نبی الزمان ہیں۔ پھر جب آپ طاعون کا انسداد چاہتے ہیں تو اپنے ایڈیٹر کا گلو جو آسانی باپ نے بھیجا ہے دھکے دیتے ہیں بھلا آسانی باپ خانا نہ ہو تو کیا ہو۔ مرزا قادیانی کے دلائل بھی عجیب و غریب ہیں میرے زمانے میں طاعون آیا پس مسیح موعود ہوں۔ میں جہاد کا مخالف ہوں اس لئے مسیح موعود ہوں۔ میں نے طاعون کو خود ہی بلایا اور خود ہی جلے کر کے اس کی دم میں مندا کرنا چاہا۔ اس لئے مسیح موعود ہوں۔ عیسائی مسیح مرگئے میں اس لئے مسیح موعود ہوں۔

دنیا میں بدکاریاں ہو رہی ہیں یہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھیں میں اس لئے مسیح موعود ہوں۔ لوگوں کی ہلاکت کی پیشینگوئیاں کرتا ہوں اگرچہ کوئی پیشینگوئی پوری نہیں ہوتی۔ مگر میں ضرور مسیح موعود ہوں۔ میں نے کشمیر میں عیسائی کی قبر ڈھونڈ لی اس لئے موعود ہوں۔ ماشاء اللہ مرزا قادیانی کیا ہیں مرہم عیسائی سے بھی بڑھ کر بوالہوسوں کے مجنون مرکب ہیں۔ اللہ سلامت رکھے یاروں کے لئے دل لگی کا مشغلہ تو ہے۔

دل لگی کی آرزو بے چین زکلتی ہے ہمیں

ورنہ یاں بہر تھی سود چراغ کشتہ ہے

۶ زنار باندھ سجہ صد دانہ توڑ ڈال رہو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی سے کسی نے سوال کیا تھا کہ تصحیح ہاتھ میں لے کر بعد نماز ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا کیسا ہے۔ مرزا قادیانی نے بڑے اسٹیج سے اس کا جواب گول مٹول دیا اور بالآخر کہہ دیا کہ

یہ جو تصحیح ہاتھ میں لے کر بیٹھتے ہیں یہ مسئلہ بالکل غلط ہے غالباً مسائل کا مقصد یہ تھا کہ تصحیح کے ذریعے سے خدا کا ذکر کرنا ریاء میں تو داخل نہیں۔ مرزا قادیانی کے جواب سے یہ معلوم ہوا کہ ریاء میں داخل ہے۔ مرزا قادیانی ۹۹ کے ایر پھیر میں تو آئے مگر یہ نہ بتایا کہ عقد انا مل مسنون ہے مسائل اس پر عمل کرے۔

ریاء بے شک بری چیز ہے اور شرک میں داخل ہے اسی واسطے ریاء کبھی مرزا قادیانی کے پاس بھی نہیں پہنچتی۔ تصحیح کا ہاتھ میں رکھنا تو ریاء ہے لیکن شیطان کی آنت سے لہا منارہ تعمیر کرانا جو کوسوں سے زائریں (مرزا بنین) کو نظر آئے ریاء نہیں؟ اپنی تصویریں کھچوا کر شائع اور فروخت کرانا اور مرزائیوں کو کہنا کہ اپنے گھروں میں رکھیں اور مرد اور عورتیں ہر وقت درشن اور ڈنڈوت کیا کریں، ریاء نہیں؟ پیشینگوئیوں کے لمبے چوڑے اشتہارات شائع کرنا ریاء نہیں؟ آپ خیر مال جواب دیں گے کہ میں نامور من اللہ ہوں یہ ریاء نہیں بلکہ تبلیغ ہے اور آسانی باپ نے الہام کروایا ہے کہ تصویروں اور اشتہاروں وغیرہ کے ذریعے سے اپنی بروڈیت کو بانس پر چڑھاتے ہیں لیکن سینکڑوں حماقتیں اور غلطیاں جو آپ سے سرزد ہوتی ہیں ان کی تبلیغ نہیں کی جانی۔ انبیاء کو بعض اوقات بذریعہ وحی تنبیہ ہوئی ہے مگر آپ انبیاء سے بھی بڑھ کر معصوم ہیں۔ مہلا مرزا قادیانی سے غلطیوں اور لغزشوں کا کوئی اقرار تو کرالے۔ مرزائی اخبارات اور تمام مرزائی جان کو آجائیں اور قابو چلے تو تنبیہ کرنے والے کو پھانسی پہلکا دیں۔ اسی حضرت مرزائی جہاز تو ریاء ہی کی مادیانی سے فریب کے سمندر میں چل رہا ہے ورنہ۔

کس نے پرسد کہ بھیا کوں ہو

تعارف مضامین ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ جولائی کے شمارہ نمبر ۲۷ کے مضامین

.....۱	نیچریوں پر مرزا قادیانی کا سب و لعن۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مسلمان وہی ہے جو عیسیٰ مسیح کی موت کا قائل ہو۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزائے قادیانی کی رسالت۔	پیپہ اخبار گورداسپور!
.....۴	مرزائے قادیانی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی کی تعلیم۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ نیچریوں پر مرزا قادیانی کا سب و لعن

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم ۲۳ رحمن گزشتہ میں بذیل (صبح موعود کی تعلیم) مرزا قادیانی اپنے مریدوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: ”جی تم دعا کرو تو ان جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں کیونکہ وہ مردود ہیں۔ انکی دعائیں ہرگز قبول نہ ہوں گی وہ اندھے ہیں، مروے ہیں خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ مضمون پیش کرتے ہیں اور اس کی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھہراتے ہیں اور اس کو کمزور سمجھتے ہیں اور خدا کو ہر چیز پر قادر نہیں جانتے وغیرہ۔“

اس کے جواب میں نیچری کہیں گے کہ ہم تو کس قابل ہیں یہ سب کچھ حضور ہی اپنی تعریف فرما رہے ہیں۔ ہم نے قانون قدرت کو کبھی محدود نہیں کیا۔ حضور نے محدود کر دیا۔ آپ ہمارے ہی بتائے ہوئے نیچری نقل اتار رہے ہیں مگر بھونٹی۔ آپ ہمارے بعض خیالات کا خاکا اڑا رہے ہیں مگر غلط، جس سے اوروں کی آنکھوں میں نہیں بلکہ اپنی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔ ہم اورک کی نایک گرہلائے آپ نے بندوبین کر منارے کے مندر کے اندر پنساری کی وکان کھول دی اور دنیا کے جھلرتی بندروں پر بروزی دسار کی کھپ بھجوا دی۔ آپ کے پاس جو کچھ ہے جاراعی اولش اور فضلہ ہے جو توند شریف یکساں فی الربح والخریف ہمیں نہیں بچا۔ اور بد بھنسی ہوگئی اور بد بھنسی تجھ اور تجھ کا لرتن کر تھریہ کر گیا۔ الہی توبہ۔

’ آپ بخوبی اپنا اطمینان فرمائیے کہ ہم لوگ قانون فطرت و قدرت کو ہرگز محدود نہیں بتاتے۔ خدائے تعالیٰ قاطر السلطت والارض ہے۔ وہ فطرت کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے کہ جب وہ ہر شے پر قادر ہے تو فطرت پر بھی قادر ہے۔ جس طرح حکمت و قدرت وغیرہ اس کی غیر محدود صفات ہیں۔ اسی طرح فطرت بھی اس کی ایک لامتناہی صفت ہے۔ ہاں حضور نے اپنی محدود عقل کے موافق فطرت کو حد بست کر دیا ہے۔ کیا مستحق کہ معجزات انبیاء احیاء اموات وغیرہ کے آپ منکر ہیں۔

حالانکہ وہ درحقیقت معجزات قدرت یعنی سب خدا کی طرف سے ہیں۔ کیونکہ کسی نبی نے اپنے اختیار سے معجزات دکھانے کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہر معجزہ میں لفظ اذن اللہ موجود اور ماخوذ ہے۔ بھلا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ایسا شرک کب گوارا کر سکتے تھے۔ جس کا ارتکاب خود بدولت

فرما رہے ہیں کہ طاعون میں نے پیدا کیا ہے اور وہ سایہ کی طرح میرے ساتھ رہتا ہے۔ میں اپنے منکروں کو ہلاک کرتا ہوں اور جو لوگ مجھ پر ایمان لاتے ہیں ان کو زندہ چھوڑتا ہوں۔ میں اس صورت میں مٹی بھی ہوں اور میت بھی۔ قانون قدرت تو محدود ہے جو احیاء اموات نہیں کر سکتا۔ مگر میری بروزی قدرت کا قانون غیر محدود ہے۔ اس نے عیسیٰ مسیح تک کو مار ڈالا اور مرزا تئیں کو زندہ کر دیا۔ یعنی جو لوگ مجھ پر ایمان لائے ان کو طاعون نہ مار سکا۔ ہم کو قانون قدرت کا عطیہ عطا کیا گیا ہے۔ نہ کہ اس کی تمام جزئیات کا علم جن کا احاطہ کوئی انسانی طاقت نہیں کر سکتی اور جو غیر متناہی اور غیر محدود ہیں، ہم اس قانون کو جزئیات پر قیاس کر کے منطبق کرتے ہیں۔

یہ ہمارا قیاس استقرائی ہے جو مفید یقین نہیں مگر حضور پیشینگوئیاں فرماتے ہیں۔ اور بڑے وثوق کے ساتھ تحریروں اور تقریروں میں بنگارتے ہیں کہ اسی طرح ہوگا اور میری پیشینگوئی غلط نہ ہوگی اور چونکہ یہ پیشینگوئیاں قانون فطرت کے خلاف ہوتی ہیں۔ لہذا بد قسمتی سے ایک بھی پوری نہیں ہوتی۔ ہم ٹھیکہ اسلام کے موافق نجومیوں اور رمالوں کو مردود سمجھتے ہیں مگر نجوم اور جفر اور رمل پر حضور کا ایمان ہے کہ بروزی بیت الخلاء میں بیٹھ کر نصرت المدخل اور نصرت المخرج وغیرہ اشکال رمل کی لکیریں کھینچ دیں اور ان کو پیشانی کی لکیریں سمجھ لیا۔ یہ قانون قدرت کا بالکل خلاف اور اس سے صاف انحراف ہے۔ کیونکہ انسان ہرگز غیب دان نہیں ہو سکتا نہ کسی نبی اور ولی نے غیب دانی کا کبھی دعویٰ کیا اور اگر آپ اپنی ساختہ اور پرداختہ نمبر کے اقتضاء سے یہ کہیں کہ میں فرماؤں رسول ہوں اور قرآن میں وارد ہوا ہے ”لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول“ تو یہ فصل جناب باری کا ہوا۔ پس اسی پر معجزات انبیاء علیہ السلام کو قیاس فرما لیجئے۔

جس میں احیاء اموات بھی شامل ہے اور ہم اوپر گزارش کر چکے ہیں کہ تمام معجزات انبیاء در حقیقت معجزات قدرت ہیں۔ اللہ سلامت رکھے حضور کی ذات بھی قابل نمائش معجزات سے ہے کہ انبیاء کے جن معجزات کو قانون فطرت کے خلاف بتایا ان کو اپنی بروزی اگر نیشن کی سطح پر نمایاں کیا۔ اس صورت میں آپ خاتم الخلفاء کیا معنی خاتم الانبیاء بلکہ افضل الرسل ٹھہرے۔ انبیاء تو نقض قانون قدرت کے مرکب نہ ہوئے اور حضور ہوئے۔ اب ہم بجائے اس کے کہ آئیے ”ہذا شئی عجاب فی البداهة“ پڑھیں مناسب ہے کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھیں۔

ہم لوگوں سے آپ نے قانون قدرت، قانون قدرت، قانون قدرت رشائی یکھ لیا ہے۔ تصور معاف۔ حضور کو تو نہ قانون کا علم ہے نہ قدرت کا۔ نہ اس لفظ کی ترکیب اضافی کا۔ ہاں یا تو عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے مرنے کا علم ہے یا طاعون کے آنے کا۔ جس کی نسبت آپ فرماتے ہیں کہ آسمانی

باپ نے چند سال قبل اس کے آنے کا علم عطا کر دیا تھا۔
۲ مسلمان وہی ہے جو عیسیٰ مسیح کی موت کا قائل ہو

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی الحکم ۲۳ رجون میں اپنے مریدوں کو تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”تم
ذمائل سنت ہونہ اہل قرآن جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔“

لیجئے عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی موت جزو ایمان بن گئی۔ گویا کردزون مسلمان جو موت مسیح
کے قائل نہیں کافر ہیں اور جس طرح توحید و رسالت تمام مسلمانوں کا جزو ایمان ہے۔ تیسرا جزو
موت مسیح ہے۔ مرزا قادیانی نے یہ حلیٹ نصاریٰ کی حلیٹ کے مقابلے میں گھڑی ہے۔ آپ کی
مجددیت کے کیا کہنے ہیں۔

یہ آسانی باپ کا الہام ہے ورنہ کتاب و سنت میں تو کہیں یہ حکم نہیں کہ جو شخص موت مسیح
کا قائل نہ ہو وہ کافر ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہم کو صرف حیات کا علم دیا گیا ہے۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ
وہ کیونکر زندہ ہیں اور ان کی حیات کیسی ہے؟ یہ حیات ایسی ہی ہے جیسی شہداء کی حیات ”بل احياء
ولکن لا تشعرون“ پس حیات مسیح کے باب میں بھی قول فیصل ہے اس کا قائل نہ ہونا کتاب
و سنت کا منکر ہونا ہے ٹھہرنا ہے۔ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ عیسیٰ مسیح اسی طرح زندہ ہیں جس
طرح روغن ہا دام میں دم کئے پلاؤ اور ستھوری اور جندی بید ستری مجھ نہیں کھا کھا کر مرزا قادیانی
ساٹھے پاٹھے زندہ ہیں۔

حدیث شریف آنحضرت ﷺ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آنے کی جو شہادت
دی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا ماخذ ”ما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ“ ہے کیونکہ
آنحضرت ﷺ کی یہ شان ہرگز نہیں کہ قرآن مجید کے خلاف کوئی حکم دے سکیں اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ
سبح علیہ السلام تو اسی صورت میں آئیں گے جبکہ وہ زندہ ہیں۔ مگر آپ اس کے منکر ہیں اور
آنحضرت ﷺ کو محاذ اللہ کذاب یقین کرتے ہیں۔ پس آپ کے اہل سنت اور اہل قرآن نہ
ہونے اور ٹھہرنے میں کیا شک رہا؟

ہاں یوں کہئے کہ جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں کیونکہ جب عیسیٰ مسیح زندہ
ہیں تو وہی آئیں گے آپ پر کون ایمان لائے گا۔ اس لئے مرزا ہیوں کے لئے وفات مسیح جزو
ایمان ہے۔ پھر مداری کا تماشا تو دیکھئے کہ قرآن سے جب آپ مسیح موعود کا آنا ثابت نہیں کر سکتے تو
حدیث کی جانب رجوع لائے اور بجائے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے جو حدیث میں صراحتاً موجود

ہے۔ خود مسیح بن گئے۔ گویا مسیح کے واسطے حدیث کا انکار ہے اور اپنے واسطے اقرار۔ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی موت تو قرآن سے لی اور ان کا آنا (نہیں اپنا آنا) حدیث سے لیا اور دجالوں کا آنا جو حدیث میں ہے اس پر ناک بھون چڑھائی۔ کیونکہ اس سے آپ بھی خیر نال دجال بننے تھے۔ تعجب ہے کہ دجال تو اب تک ایک بھی نہ آیا اور مسیح موعود ظفرہ کر کے آکودا۔ دجالوں کے آنے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے تشریف لانے کی حدیث غلط اور پسرانہ تھی اور خدا کے بمنزلہ دلد (لے) پالک کا آنا اور اپنی اردلی میں طاعون کا لانا صحیح ہے۔ کہ ہر شک آرد پروزی گردد۔

۳ مرزائے قادیانی کی رسالت

پیسہ اخبار گورداسپورا

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

اب مرزائے قادیانی نے نبوت اور رسالت کا دعویٰ کلمے طور پر کر دیا ہے۔ جیسا کہ اپنے بیان تحریری میں جو مقدمہ مولوی کرم الدین صاحب بنام مرزا قادیانی داخل عدالت کیا ہے۔ یہ بھی لکھایا ہے کہ میں نبی ہوں۔ اس لئے میں اپنے مخالفین کو کذاب کہہ سکتا ہوں۔ ایسا ہی مولوی محمد علی گواہ نے اپنی شہادت میں لکھایا ہے یہ امر کہ مرزا قادیانی کی سابقہ تصانیف میں اس کی تردید خود موجود ہے اور فی زمانہ دعویٰ نبوت کو آپ اپنے قلم سے کفر لکھ چکے ہیں۔ اس کی تشریح کسی دوسرے موقع پر لکھوں گا۔ فی الحال یہ لطیفہ ناظرین کو سناتا ہوں کہ ۱۵ جون کو حافظ عبدالقدوس قدسی (جو مرزائیوں کا گواہ بمقدمہ یعقوب علی ہے) شہادت دے رہا تھا تو مولوی کرم الدین صاحب کے ایک سوال پر اس نے اپنا الہام یہ سنایا کہ ایک دفعہ میں نے دعا کی کہ خدایا مجھے مرزا قادیانی کے بارے میں اطلاع بخش کہ وہ نبی ہیں کہ نہیں۔ مجھے الہام ہوا کہ ”لست مرسلًا“ (تو رسول نہیں) حاکم نے پوچھا کہ کیا یہ خطاب آپ سے تھا۔ گواہ نے کہا کہ حضور میں نے دعویٰ رسالت کیا ہی نہیں تھا۔ اور نیز دریافت بھی مرزا کی نبوت کے بارے میں تھی۔ یہ الہام مرزا قادیانی کی نسبت میں نے سمجھا کہ وہ رسول نہیں ہیں۔

خوب ولسی راولسی مے شناسد

مرزا قادیانی بھی الہامی تھے۔ قدسی صاحب کا الہام ان کی ہی قلمی کھولنے لگا۔

یہ بس عجیب امر ہے کہ مرزا قادیانی کو بجائے آیات قرآنی کے شعرائے جاہلیت (کفار کے) کلاموں کے الہام ہونے شروع ہوئے ہیں۔ چنانچہ تازہ الہام جو اخبار الحکم میں چھپا ہے۔ ”عفت الدیار محلها ومقامها“ (تذکرہ ص ۵۱۵، طبع سوم) یہ شہور شاعر جاہلیت (کافر) لبید کا

شعر ہے جو سب سے معلقہ میں ہے۔ معاذ اللہ پھر تو کلام رحمانی (الہام) اور کلام شیطانی۔ (جاہلیت کے اشعار) میں کچھ تمیز ہی نہ رہی۔ حالانکہ مرزا قادیانی اپنے ان الہاموں کو وحی محفوظ قرار دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ!

۴ مرزائے قادیانی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہندے و ہمت اگر بمن داری گھوش

از بہر خدا جامۂ تزویر مپوش

عقبے ہمہ روز است و دنیا یک دم

از بہر دمے ملک عدم را مفروش

ہم عرصہ تک بذریعہ اخبارات و ضمیرہ شخہ ہند وغیرہ مندرجہ عنوان مرزا اور اس کے وزیروں اور مشیروں کی خدمت میں عرض کرتے رہے کہ پاک لوگوں کو گالیاں دینا انبیاء علیہ السلام کی شان میں کفر بننا۔ قرآن مجید کی آیات توڑ پھوڑ کر ان سے نئے الہامات گھڑنا اور تمام مسلمانوں کی دل آزاری وغیرہ کرنا۔ پھلے آدمیوں کا کام نہیں۔ مگر حق بات کو تسلیم کرنا اور اپنے مشفق ناصح کا شکر گزار ہونا تو بجائے خود۔ الٹا ہم کو یہ جواب ملتا رہا کہ معاذ اللہ قرآن مجید میں بھی گالیاں موجود ہیں اس پر بھی ہم خاموش نہیں رہے اور برابر لکھتے رہے اور اگر بالفرض والمحال تمہارا کہنا مان بھی لیا جائے تو خداوند تعالیٰ کو جو حق اور اختیار اپنے بندوں پر ہے وہ ایک بندہ کو دوسرے بندہ پر کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر ایک باپ اپنے بیٹے کو برا کہے یا مارے پٹے تو غیر آدی کو کیا حق ہے کہ کسی دیگر شخص کے بیٹے کو برا کہے۔

خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں تو ہر انسان کی موت و حیات ہے مگر مرزا قادیانی نے تو باوجود بڑے بڑے وعوؤں کے کسی اخلاص مند مرید کے ضعف بصر۔ ضعف دماغ، ٹانگ کی کمزوری کا بھی علاج نہیں کیا۔ زنگی صفت، کالے لکڑے، اخلاص مندوں نے خلاف حکم خدا اور رسول مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھا۔ مگر جو نور کالی گھٹائیں ہانڈھ کر ان کے مبارک چہروں پر آیا ہوا ہے اس میں ذرہ بھر بھی کمی نہ ہوئی بلکہ ترقی روز افزوں ہے۔ (اللہم زد فزد) خیر ہمیں ان باتوں سے کیا تعلق ہمیں تو صرف یہ افسوس ہے کہ باوجود کہنے سننے کے بھی گالی گلوچ اور تاق کو سننے کو جناب موصوف نے جاری ہی رکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طول طویل زمانہ سے آپ کو عدالتوں کی کارروائیوں سے فراغت ہی نہیں ملتی۔ کبھی وکلاء کے محتانوں کی فکر۔ کبھی میڈیکل سرٹیفکیٹوں کے حاصل کرنے کے

لئے سول سرجنوں کی فیس کاغرم۔ کبھی معجز گواہوں کے بہم پہنچانے کا اندیشہ وغیرہ۔

دعا کا مقدمہ مجھ مولوی کرم الدین پر دائر تھا ڈکس اور دس بارہ الہاموں کا ناحق خون ہو گیا۔ مولوی صاحب والے مقدمہ میں جناب موصوف پر فرد قرار و ادا جرم لگ چکی تھی۔ مگر لالہ چند و لعل صاحب کی تبدیلی پر از سر نو تحقیقات شروع ہوئی اور نئی تحقیقات میں مرزا قادیانی کی نازک حالت سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے ادعائے رسالت سے رجوع بحق کر لیا ہے۔ گویا ہرزبان سے اقرار نہ کریں۔ کیونکہ تقریر اور تاویل کا میدان تو بہت وسیع ہے۔ اگر عبد اللہ آتھم کا رجوع بحق سمجھا جائے تو مرزا قادیانی بھی اس رجوع بحق سے بچ نہیں سکتے۔ اگر مقدمہ سے بچ گئے تو بہت اچھے کوویں گے اور کہیں گے کہ ہم نے اپنا الہام ظاہر کر دیا تھا کہ آخر الامر ہماری ہی جیت ہوگی۔ اگر کچھ حرج مرج ہو گیا اور جرمانہ یا قید کی سزا مل گئی تو مریدان مخلص یہ تاویل کر کے اپنے دل کی تسلی کر لیں گے کہ کیا پہلے پیغمبروں کو تکلیفات پیش نہیں آئیں؟ اور بالخصوص کیا حضرت یوسف علیہ السلام اتنی مدت قید خانہ میں نہیں رہے گو ایک ادنیٰ سمجھ کا آدمی بھی جانتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ارتکاب فعل سے بچنے کے لئے ”رب السجن احب الیّ مما یدعوننی الیہ“ قید خانہ کو اپنی ذات پر لازم کیا تھا۔

مگر مرزا قادیانی نے عمداً ایک خدا کے ماننے والوں قرآن شریف پر ایمان رکھنے والوں آنحضرت ﷺ کا کلمہ پڑھنے والوں کو صریح گالیاں دیں۔ حضرت مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب جیسے پاک لوگوں کے حق میں جو جو جگر خراش سخت کلمات مرزا قادیانی کے قلم و زبان سے نکلے ان کا اعادہ کرتے وقت بدن پر دو گٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کاش مسلمان جیتے جاتے ہوتے اور مرزا قادیانی کی تصانیف پڑھ کے دیکھتے کہ اس میں کس قدر قرآن شریف کی ہجک کی گئی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی ان جرموں کی پاداش میں جس قدر سزائیں بھگتیں عین حق اور انصاف ہے اور خداوند تعالیٰ جو دیر گیر اور سخت گیر ہے۔ مرزا قادیانی کو ان بے ادبیوں کا مزہ ضرور چکھا دے گا چنانچہ حال ہی میں اس ایک خط خاص قادیان سے ہمارے ایک دوست کے نام آیا ہے جس میں مرزا قادیانی کی نازک حالت بیان کی گئی ہے۔ اس پر ہم بغیر افسوس کیا کہہ سکتے ہیں وہ خط یہ ہے۔

از قادیان مظان یکم جون ۱۹۰۴ء

پیارے بھائی صاحب..... السلام علیکم!

خدا آپ کو خوش رکھے۔ آج عنایت نامہ آیا بہت خوشی ہوئی۔ حسب الحکم جناب کے مرزا قادیانی کے حالات درج عریضہ کرتا ہوں۔

وہ تو آج کل گورداسپور کی عدالت میں صبح سے شام تک پیش رہتے ہیں۔ عدالت برخواست ہونے پر تاریخ ڈال دی جاتی ہے (پھر کل صبح) سبحان اللہ پچھارے پیغمبر نہ ہوئے..... ہوئے۔ جس کا دل چاہا عدالت میں لے گئے اور جناب مرزا قادیانی کی اچھی طرح سے..... کی۔

مقدمہ صرف اس بات کا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب میں شاید کسی کے بارے میں سخت دست لکھا تھا۔ آج کل زنانوں کو باغ و بہار کی سیر تو درکنار رو وقت کا کھانا بھی نہیں سوچتا کیونکہ مرزا قادیانی کے لئے رات دن دعا مانگی جاتی ہے کہ خداوند کریم ان کو خیریت سے لائے۔

سیر و تماشا تو جہاں سے آئے تھے وہیں چلے گئے۔ سنا گیا ہے کہ عدالت میں منٹ منٹ کے بعد مرزا قادیانی پانی مانگتے ہیں اور زبان خشک ہوتی جاتی ہے۔ معلوم نہیں کہاں تک سچ ہے۔ کیونکہ مجھ کو دیکھنے کا اتفاق پیش نہیں آیا اور نہ خدا کبھی ایسا کرے یہاں گاؤں (قادیان) میں تو کچھ دنوں پلیگ خوب زوروں پر تھا۔ بلکہ شہر میں ۳۵۰ کے قریب کیس ہو گئے ہیں۔

سنا گیا ہے کہ کئی مرید مریض یہاں سے روانہ کئے گئے ہیں۔ خفیہ طور پر جن کو پلیگ ہو گیا تھا۔ مرزا قادیانی کے دولت خانہ میں ڈس ان گلٹ کرنے کی انگلیٹھیاں موجود ہیں اور فائل کی بوتلیں اور مٹک کا فور کے بکس ہارے بہت احتیاط کی جاتی ہے۔

حیرانی کی بات ہے کہ خدا اپنے پیغمبروں کو بھی خطرہ میں رکھتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو مرزا قادیانی ہم لوگوں میں کوئی فرق نہیں۔ مرزا قادیانی کا فرمان ہے کہ قادیان دارالامان ہے۔ اگر واقعی یہ بات ہے پھر اتنی تلخیں کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ جہاں تک معلوم تھا عرض کر دیا۔۔۔ راقم۔

۵ مرزا قادیانی کی تعلیم

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم میں مرزا قادیانی کی تعلیم کا جو سلسلہ چمڑ رہا ہے وہی پرانی دہرائی، باسی، نباسی،

دقیقاً تو سی باتیں ہیں کہ زنا، چوری، جھلسازی، دعا بازی وغیرہ کے مرتکب نہ ہو وغیرہ۔ ادنیٰ سے ادنیٰ مذہب والے جن مذکورہ بالا افعال کو صحیح اور مذموم سمجھتے ہیں۔ آپ نے خاتم الخلق اور بروزی اور امام الزمان بن کر کونسا حیر مارا، عیسیٰ مسیح کو مارا تو کیا کمال کیا۔ یہودی آپ سے پہلے ان کو مار چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی جسمانی معراج اور انبیاء کے دیگر معجزات کا انکار کیا تو کونسا نیا کام کیا۔ دھریہ وغیرہ مخدین آپ سے بہت زیادہ اور زبردست دلائل کے ساتھ انکار کر چکے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ نماز، روزہ، کہنہ و کرخورہ باتیں ہیں۔ ہرنی نے ان کا حکم دیا ہے۔ البتہ یہ جدت ضرور دکھائی ہے کہ حج کو جانا اور بجز قادیان میں جھونکنے کے زکوٰۃ کا روپیہ مستحقین کو دینا اپنی مرزائی امت پر حرام کر دیا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ بھی کوئی بڑی جدت نہیں لاکھوں نئی تعلیم یافتہ مسلمان حج اور زکوٰۃ دینے کے خلاف ہیں۔

آپ نے زکوٰۃ کو حرام نہیں کیا مگر یہ حکم دیا ہے کہ مجھے دو۔ حج کے لئے تو نہیں منع کیا۔ بلکہ یہ حکم دیا کہ قادیان کا حج کر دو یہ بھی کوئی بڑی جدت نہیں رہی تو اسی پرانے ڈھرے پر لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جو حج کرنے اور زکوٰۃ دینے کو موت جانتے ہیں۔ یہ قارون کے سنگے آپ سے کہیں بڑھ کر صحیح موعود ہیں۔

اگر آپ نے اپنے کو آسمانی باپ کالے پالک بنایا تو اپنی مجددیت اور بروزیت کی لتیما ڈیودی۔ عیسائی تو عیسیٰ مسیح کو حقیقی ابن اللہ بنا چکے ہیں۔ آخر حقیقی بیٹا تو لے پالک سے افضل ہی ہوتا ہے۔ لے پالک بنانا تو مجبوری کی حالت میں ہوتا ہے کہ کسی طرح دنیا میں نام تو قائم رہے۔ ہاں آسمانی باپ پر احسان رکھنے کی یہ جدت ضرور دکھائی کہ اس کا نام باقی رکھا اور مقطوع النسل ہونے سے بچایا۔ ورنہ وہی مثل صادق آتی کہ مرگے مردود فاتحہ نہ درود۔ عیسیٰ مسیح معاذ اللہ تا خلف تھے کہ مرگے آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور آسمانی باپ کی بادشاہی کو ابد الابد تک چلائیں گے۔

مرزا قادیانی کو ذرا حیا اور شرم نہیں کہ کتاب وسنت کو لغو اور فضول قرار دے کر دنیا میں اپنی جدید اور طہرانہ تعلیم پھیلاتے ہیں۔ کلام مجید میں وارد ہے۔ ”الرحمن علم القرآن“ کیا قرآنی تعلیم سے بڑھ کر انسانی تعلیم ہو سکتی ہے۔ خصوصاً وہ تعلیم جو قرآن کے خلاف ہو۔ کتاب وسنت میں کوئی بات موجود نہیں۔ ”لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین“ سنت قرآن مجید کی شرح ہے۔ اس سے بڑھ کر ہرگز کوئی شرح نہیں ہو سکتی۔ جس کے متعلق محدثین اور مجتہدین فرما گئے ہیں اور ہر زمانے کے علماء قیامت تک فرماتے رہیں گے۔ اور کسی جعلی نبی کی تعلیم کی مطلق ضرورت نہ ہوگی۔

لفظ تعلیم سے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی تعلیم کوئی جدید تعلیم ہے جو مذہب اسلام کی تعلیم کے علاوہ ہے اور حقیقت میں بھی یہی بات ہے ورنہ بجائے تعلیم کے لفظ تذکیر یا تفہیم یا تبصیح ہوتا۔ علماء دین برابر وعظ فرماتے ہیں مگر یہ کوئی نہیں کہتا کہ مولوی صاحب دین اسلام کی تعلیم فرما رہے ہیں۔ کیونکہ تعلیم کا لفظ بمقابلہ جہل کے بولا جاتا ہے اور جہل سے زمانہ جاہلیت اور زمانہ کفر مراد ہے خدائے تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے مگر مرزا قادیانی یہی سمجھتے ہیں کہ مسلمان اب بھی زمانہ جاہلیت میں ہیں۔ معاذ اللہ!

اصول اسلام سے ہر مسلمان واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ زنا، چوری، دغا بازی، سود خواری، شراب خواری وغیرہ افعال ممنوع اور درخور مکافات ہیں بلکہ جو لوگ شیطان کے اغواء سے افعال مذکورہ بالا کے مرتکب ہوتے ہیں وہ بھی ان کو برا سمجھتے ہیں۔ پس علماء ہمیشہ اپنے وعظ میں افعال بد پر متنبہ کرتے اور مسلمانوں کو ان سے بچاتے اور ان کی برائیاں اور وعید یاد دلاتے رہتے ہیں نہ یہ کہ وہ اسلام کی تعلیم دیتے ہیں۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء/۲۴ جولائی کے شمارہ نمبر ۲۸ کے مضامین

.....۱	سوال و جواب۔	۱۔۔۔ گجرات!
.....۲	مرزا قادیانی کا خروج عظیم فتنہ ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	آنحضرت ﷺ کا کسر شان۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	آئینہ کمالات قادیانی۔	لدھیانوی۔ ۲۰۰ پیالہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ سوال و جواب

۱۔۔۔ گجرات!

ہمارے ایک قدیمی دوست ہم سے پوچھتے ہیں کہ مدت سے آپ نے ضمیمہ ششم ہند میں لکھنا کیوں چھوڑ دیا؟ کیا آپ طاعون سے ڈر گئے یا مرزا کے مشن کو درست سمجھنے لگے یا قادیانی کی مریدوں کی کفرت سے ڈر گئے۔ وغیرہ۔

جواب جناب من سلمہ اللہ تعالیٰ۔ جواب تو اس قدر طول و طویل ہے کہ احاطہ تحریر

میں نہیں آسکتا۔ مگر کم فرصتی کے باعث مختصر کیا جاتا ہے۔ اگر آپ نے اس بارے میں مفصل پوچھنا چاہا تو کسی خاص وقت میں گھبرات تشریف لائیں اور اپنی تسلی کر جائیں۔

..... ضمیمہ ششم ہند خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت عمدگی کے ساتھ چل رہا ہے اور مولانا شوکت قلم کے ایسے زبردست ہیں کہ کما کیلے بس ہیں بقول سعدیؒ۔

چو کارے بے فضول من بر آید

مراد روے سخن گفتن نشاید

علاوہ ازیں میں ایک محنت مزدوری کرنے والا آدمی ہوں۔ روزی کے دھندے سے کم فرصت ملتی ہے میں لوگوں کی جبینیں خالی کرا کر تعلقے سے اتنی محنت مزدوری کی خشک روٹی کو ہزار گنا ترجیح دیتا ہوں۔

۲..... طاعون سے (جو حکم ربی) ڈرنے والے ایک طرح سے مشرک ہوتے ہیں "اذا جاء اجلهم الا یہ" پر پورا پورا ایمان اور یقین ہے۔ اس پر بھی خداوند تعالیٰ کا ہزار احسان اور لاکھ کرم ہے کہ ہاد جو اس عالمگیر بیماری کے یہ عاجز اب تک صحیح و سالم ہے اور میرے تمام رشتہ دار بھی فضل خدا سے محفوظ ہیں اور جس موضوع کا میں باشندہ ہوں۔ اس کا ہر ایک بشر آج تک ہال بال بچا ہوا ہے۔ الحق۔ "ذالك فضل الله يوتيہ من يشاء والله ذو الفضل العظيم" چونکہ موت ایک حکم ربی ہے اس کے حضور سر تسلیم خم ہوں۔ طاعون کا خوف سب سے زیادہ مرزا قادیانی کو ہے جو اُس ان کلف کرنے کی انگلیٹھیوں، فنائل کی بوتلوں وغیرہ سے کام لے رہے ہیں۔

۳..... تیسری بات یعنی مرزا قادیانی کے مشن کو درست سمجھنے کے بارے میں جو آپ نے تحریر کیا ہے اس سے مجھے سخت صدمہ پہنچا بھلا خداوند تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے پر جس کا ایمان ہے وہ کیونکر کسی اذعان کی رسول اور جملی نبی کے مشن سے ڈر سکتا ہے۔ مرزا قادیانی کے مشن کو ابتداء سے لے کر آج تک میں نے دیکھا ہے۔ مرزا قادیانی اور اگنی ہوتری (دیودہرم کے بانی) ایک ہی پزادے کی مٹی ہیں۔ اس کے ثبوت میں رسالہ ہندو میں مرزا قادیانی کے مضامین اگر کوئی دیکھنا چاہے تو ضرور کامیاب ہو جائے گا۔ مرزا قادیانی نے چند صوفیوں کے اقوال کو چھوڑ دیا اور قرآن کی آیات کو توڑ کر ایسے الہاموں کے نام سے نامزد کیا جو پبلک کے سامنے پیش ہوتے رہتے ہیں اور حضرت مولانا روم کے اشعار جن کے حسب الحال ہیں۔

چند دزدی عشر ازام الکتب
 تاشود رویت تلون ہم چو سیب
 چند دزدی حرف مردان خدا
 نافروشی دستانی مرحبا
 رنگ بر بسته ترا گلگون نہ کرد
 شاخ بر بستہ ترا عرجوں نہ کرد
 عاقبت چون چادر مرگت رسد
 از رخت این عشرها اندر فتد

میں نے عمرہ دراز تک اس نزلے اور انوکھے مشن کی کتابوں کا مطالعہ اور ان کے حال و حال اور اقوال کا موازنہ کیا تو مجھے مولانا روم کے اس مقولہ کی تصدیق کرتا پڑا۔

ایس نہ مردانند این ها صورت اند
 مردہ نمان اند کشتہ شہوت اند

پس میں اس ”لم یلد ولم یولد“ خدا کو چھوڑ اور اس پاک کتاب کے احکام سے جس کی شان میں ”لا یتقیہ الباطل من بین یدییہ ولا من خلف تنزیل من حکیم حمید (فصلت: ۴۲)“ سے منہ موڑ اور اس پاک اور معصوم رسول فداہ الہی دای سے جس کے شان میں ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ محبت توڑ کر اگر کسی اور جگہ کا رخ کروں تو کیونکر دونوں جہاں کی رو سہا پی خرید کروں۔ پس میں خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں نہایت عجز و رازی کے ساتھ دعا مانگتا ہوں کہ جو عقیدہ اپنا اوپر ذکر کر آیا ہوں اسی پر میرا حشر ہو۔

۴..... رہا مرزا قادیانی کے مریدوں کا ڈر۔ سو اس کی بابت نہایت وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس جس نے اس عاجز سے مکالمہ کیا ہر ایک پر حق پیش کر دیا مگر بعض کو اس قسم کا خندی اور ہٹیلہ پایا کہ باوجود ان کے لنگڑے عذرات توڑ دینے کے بھی انہوں نے اپنی رٹ کو نہیں چھوڑا۔ ان پر خداوند تعالیٰ اپنا رحم کرے۔ پس ایسے لوگوں سے ڈرنا سراسر نامردی ہے۔ ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہے نہ اس قسم کی صداقت۔ محض مولوی حکیم نور الدین کے چند عارضی فصیح الفاظ ہوتے ہیں۔ جب وہ ختم ہو جاتے ہیں تو دم ہا کر بھاگتے ہیں۔ اور میں آپ کو بھی یہی نصیحت کرتا ہوں۔

ہاں تا سپر نیفگنی از جملہ فصیح
 کور اجزاین مبالغہ مستعمل نیست

لیں تو زومعرفت کہ سخفیلن سجع گو
 بردر سلاح وارد وکس لرحصلرنیسست
 ۲ مرزا قادیانی کا خروج عظیم فتنہ ہے
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اگر خود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مسلمانہ الکذاب نبوت کا دعویٰ نہ کرتا اور ۳۷۸ھ میں حمدان بن قمرط نے اپنے کو حکمۃ اللہ الموعود نہ بنایا ہوتا اور کعبہ اللہ پر حملہ کر کے کعبہ کا دروازہ نہ ڈھایا ہوتا اور چھبیس سال تک اپنا فتنہ قائم رکھ کر بالآخر خلیفہ جو ہر القائد کے ہاتھ سے فی النار نہ ہوا ہوتا۔ اور اگر شیخ محمد خراسانی نے دسویں صدی میں عیسیٰ موعود کا دعویٰ نہ کیا ہوتا اور حاکم سندھ کے ہاتھ سے قتل نہ ہوا ہوتا۔ اگر منصور کے زمانہ خلافت میں ابی عیسیٰ اصفہانی مسیح موعود نہ بنا ہوتا اور پھر وہ اور اس کے تمام اصحاب شہرے میں جدال و قتال کر کے قتل نہ ہوئے ہوتے اور اگر خود ہمارے زمانے میں مہدی سوڈانی پیدا نہ ہوا ہوتا اور انگریزی فوج کے ہاتھوں قتل ہو کر اور پھر حزار اکڑ کر اس کی ہڈیاں تک رودنیل میں نہ بہائی جاتی تو شاید بعض لوگ یقین کرتے کہ مرزا قادیانی جو اپنے دعوؤں میں منفرد ہے سچا ہے ورنہ کیا معیار ہے کہ گزشتہ دجال تو جموٹے تھے اور مرزا قادیانی سچے ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ وہ بھی سچے دجال تھے اور مرزا قادیانی بھی ان سے کم نہیں۔

تمام مذکورہ بالا دجالوں نے یہی دعوے کئے ہیں جو مرزا قادیانی نے کئے۔ پس موجودہ زمانہ کا دجال گزشتہ دجالوں کا مقلد اور کاسہ لیس ہے۔ اس میں ذرا بھی جدت نہیں۔ ہاں۔ جدت تو ضرور ہے کہ گزشتہ دجال سوڈان اور عرب میں پیدا ہوئے اور مرزا قادیانی ہندوستان میں، تو جہاں مختلف مذاہب ہیں مرزا قادیانی عیسائیوں کے واسطے آسمانی باپ کے لے پالک بنے اور ہنود کے واسطے بروزی (تاختی) کلچک اوتار یا کرشن کنہیا کی صورتی بنے۔ مگر وائے حسرت کہ کسی نے ان کے نام کا کتابھی نہیں پالا۔ گزشتہ دجالوں کی تقلید تو کی مگر یہ نہ دیکھا کہ سوڈان اور عرب کے لوگ ایک ہی قوم اور مذہب کے تھے وہاں دجالوں کی دال گل گئی۔ ہندوستان تو مختلف مذاہب کا استنجا ہے۔ یہاں لوہے کے چنے چبانے معدے کو خرابی میں ڈالتا ہے۔

مرزا قادیانی اپنے مورثوں کی تقلید پر دعوے تو بڑے بڑے کر بیٹھے مگر وہ جذبہ وہ ضبط وہ حوصلہ کہاں سے لائیں مورثوں نے اپنی عیاری سے نقل کو اصل کر دکھایا۔ انہوں نے عام جوش پھیلا دیا۔ اس زمانہ کی گورنمنٹ کو ہلا دیا۔ ہر طرح کا جلالی کرشمہ دکھایا۔ مرزا قادیانی کو جلال کے نام سے جھلسی لگتی ہے۔ گزشتہ دجالوں نے ہر طرح کے سامان سے لیس اور چست اور کیل کاٹنے سے

ڈریس اور درست ہو کر گورنمنٹ کو بھی ڈانٹ بتائی اور کھلم کھلا جہاد و جدال و قتال کیا مگر مرزا قادیانی کا ضعف اور بزدلی دیکھنے کے جہاد کے نام سے انہیں لرزہ چڑھتا ہے۔ گورنمنٹ کی غلامی کا بار بار اعلان ان کے مسخ موعود ہونے کی منادی اور ٹوٹس بلکہ دستاویز ہے۔ گزشتہ دجالوں نے کسی گورنمنٹ کو جوتی کی ٹوک کے برابر بھی نہ سمجھا اور برٹش گورنمنٹ کی جوتی آپکا تاج ہے۔

جب آپ خدا کی طرف سے امام الزمان اور جتہ اللہ ہیں اور خدا کا ہاتھ آپ کے سر پر ہے تو کسی کا کیا خوف اور کیا غم۔ ایسی ہی کمزوریوں نے تو مسیحیت اور مہدویت کو خاک میں ملا رکھا ہے۔ آپ خوش قسمتی سے برٹش جیسی آزاد اور آزادی بخش گورنمنٹ کے عہد میں مہدی بنے ہیں۔ کوئی دوسری متعصب گورنمنٹ ہوتی تو حزرہ آتا۔

ہم نے جو فتنہ عظیم کا لفظ عنوان میں لکھا ہے تو مراد بالفصل دین اسلام میں فتنہ پیدا کرنا ہے نہ کہ سلطنت کے انتظام یا دنیا کے امن میں خلل ڈالنا۔ کیونکہ کیا پدی اور کیا پدی کا شور با۔ ہاں خدا گنہگار کو ناخن نہ دے۔ رفتہ رفتہ ایسا بھی ہو جائے تو کیا عجیب ہے۔ چھوٹی سی چنگاری یا دیا بکس کی تیلی آدائل میں بالکل بے حقیقت ہوتی ہے جس کو جوتی سے رگڑ سکتے ہیں۔ لیکن تھوڑی غفلت میں عالمگیر آگ ہو جاتی ہے۔ جس کا بجھانا انسانی طاقت سے باہر ہو جاتا ہے۔

میرے پاس دو لاکھ قلمبندو انٹیمز ہیں۔ ہم کہتے ہیں دو لاکھ نہیں دس لاکھ ہیں۔ مگر یہ کٹ پتلیاں کس مرض کی وارو ہیں۔ جب کہ اپنے جبروت سے مثل فوج مہدیاں گزشتہ دنیا پر سکے نہیں بجا سکتیں۔ اور بزدور تیغ امام الزمان کی مہدویت اور مسیحیت نہیں منوا سکتیں۔ کوئی کیونکر سمجھے کہ آپ مہدی ہیں۔ جب کہ قوت کا کوئی کرشمہ آپ میں نہیں۔ گزشتہ مہدیوں کی پر جلال لائف سے تواریخ بھری ہوئی ہے۔ کوئی مہدی ایسا نہیں گزرا جس نے گورنمنٹ کا مقابلہ کر کے ایک تہلکہ اور انقلاب عظیم پیدا نہ کر دیا ہو۔ اور فرماں روا کو مشکلات اور مہمات میں نہ ڈال دیا ہو۔ اب تواریخ میں قادیانی مہدی کی لائف اور اس کے کارنامے آنے والی نسلوں کے دل میں کیا وقعت پیدا کریں گی کہ قادیانی مسخ گورنمنٹ کا غلام تھا۔ جہاد کے نام سے کاہتا تھا۔ مرزا قادیانی کے کانٹنس میں مطلق حرارت نہیں جبن اور جزیبن نے مہدویت کے انجن کو سرد کر دیا ہے اگر ان کے مورث مہدیاں سابق بھی ایسی ہی ہوتے تو تواریخ میں جلی حرفوں سے ان کی شان میں یہ شعر کیونکر موزوں ہوتا۔

رستم رہا زمین پہ نے سام رہ گیا

مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

کسی نبی نے آج تک اپنے کانٹنس کے خلاف نہیں کیا کیونکہ ایسا کرنے والا منافق

سے حیلہ کر ہے۔ وہ باطن سے دنیا ساز ہے نہ کہ نبی۔ لیکن مرزا قادیانی برابر اپنے کائنات کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ پیشینگوئیاں پوری نہیں ہوں گی مگر اقرار نہیں کرتے اور برابر تادیلیں چھانٹتے رہتے ہیں۔ گورنمنٹ میں ہار ہار اپنی غلامی کا میموریل بھیجتا اور اپنی خیر خواہی و فاداری مشتہر کرنا ظاہری خوشامد اور زمانہ سازی اور بالکل کائنات کے خلاف ہے کیونکہ جب آپ مسیح موعود ہیں اور کس صلیب اور قتل خنازیر کے لئے دنیا میں آئے ہیں تو صلیبی اور خنازیری گورنمنٹ کو کیوں اچھا سمجھنے لگے مگر عصمت بی بی از بے چادری ہے۔ اس میں بالکل شک نہیں کہ اگر آپ کا قابو چلے تو اپنے تمام مخالفوں کو جن جن کرتے تیغ کر ڈالیں۔

۳ آنحضرت ﷺ کا کسر شان

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنے جہلاء اور حتماء میں بیٹھ کر بھی کہتے ہیں کہ صیسی کے زندہ رہنے سے آنحضرت ﷺ کی توہین تھی کہ آپ تو وفات پا جائیں اور صیسی مسیح زندہ رہیں۔ لہذا آپ نے ان کو مار ڈالا گویا تمام صحابہ اور محدثین اور مفسرین آج تک آنحضرت ﷺ کی توہین کرتے رہے۔

جاننا چاہئے کہ تمام انبیاء کے خصوصیات ایک دوسرے سے جدا گانہ ہیں۔ کسی کو کوئی مجزہ دیا گیا ہے کسی کو کوئی۔ مگر یہ آج ہی سنا کہ خصوصیات کے اعتبار سے ایک نبی کے مقابلے میں دوسرے نبی کی توہین ہوتی ہے۔ اگر تمام انبیاء کو ایک ہی مجزہ دیا جاتا تو بہت سے انبیاء کے بھیجے کی خدائے تعالیٰ کو کیا ضرورت ہوتی۔ مجزہ جس شے سے عبارت ہے وہ درحقیقت خدائے تعالیٰ کی شان و جلال کا ظہور ہے۔ گویا انبیاء جناب ہاری کی صفات کمال کے مظہر ہیں۔ مگر اندھوں کو بجز خیالی منارے کے کیا سوچے۔

جب دنیا میں شرک و کفر ریاہ اور انا نیت خود سری اور تکبر گمراہی اور الحاد وغیرہ پھیلتا ہے تو یہ درحقیقت خدائے تعالیٰ کی شان و جلال و جبروت کا مظہر ہوتا ہے۔ آخر دوزخ کے حکم بھرنے کا بھی تو اس نے وعدہ کیا ہے ”یوم نقول لجنہم هل امتلعت فتقول هل من مزيد“ چونکہ انبیاء کی صفت انزار اور توشیح دونوں ہیں تو ان صفات کا وقوع یکے بعد دیگرے ضروری ہے۔ پہلے گھٹکھور گھٹا اٹھتی ہے۔ افاق پر گپ اندھیرا چھاتا ہے کانوں کے پردے پھاڑنے والی اور دونوں میں زلزلے ڈالنے والی رعد کڑکتی ہے۔ آنکھوں کو چکا چونہ کرنے والی سی بجلی چمکتی ہے اور پھر باران رحمت کا نزول ہو کر مطلع صاف ہو جاتا ہے۔ یہی کیفیت انبیاء علیہ السلام کے نازل ہونے کی ہے۔ ظاہر ہے کہ موجودہ زمانہ شرک اور کفر کے ظلیان کا ہے اور رفتہ رفتہ اس حد تک پہنچا ہے

یعنی ایک دجال کیساتھ بہت سے دجال پیدا ہو گئے ہیں اور ہور ہے ہیں اور اہل اللہ جناب باری میں رات دن انھیٹ کر رہے ہیں رور رہے ہیں۔ گز گز رہے ہیں اور یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

بر خیز کہ شور کفر برخاست

لے فتنہ نشان آفرینش

گلزار کہ پائمال گردیم

زاسیمہ سران آفرینش

پس اب وقت آ پہنچا ہے کہ مہدی آخر الزمان پیدا ہو کر دجالوں کو واصل جہنم کرے۔

اور یہ جلد ہونے والا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ نہ صرف انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کسر شان ہورہا ہے بلکہ خدائے تعالیٰ کی صفات اور آیات کا انکار اور اس کی قدرت کاملہ کی بھی توہین ہورہی ہے۔

عیسیٰ مسیح کی حیات سے آنحضرت ﷺ کی توہین نہیں ہے بلکہ مرزا قادیانی کے نبی اور

خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) بننے سے نہ صرف آنحضرت ﷺ بلکہ قرآن کریم اور خود خدائے تعالیٰ

کی توہین ہے۔ لے پالک بننے سے خدائے وحدہ لا شریک "لم یلد ولم یولد" کی توہین ہے۔

تصویروں کے رواج دینے سے توحید الہی کی توہین ہے۔ بروزی بننے اور تباخ کا قائل ہونے سے

مذہب ہنود کی تائید اور مذہب اسلام کی توہین ہے۔ ماہصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی ذات اسلام

خدائے اسلام کی مجسم توہین ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جو عیسیٰ بن مریم کے زعمہ ہونے (دوبارہ دنیا میں آنے) کی

بشارت دی تو مرزا قادیانی کے نزدیک گویا آپ اپنی توہین کی معاذ اللہ اور مرزا کا یہ دعویٰ کہ عیسیٰ مسیح

تو مر گئے ہیں۔ میں مسیح موعود ہوں کیا یہ آنحضرت ﷺ کی تکذیب و توہین نہیں۔ "فاعتبروا یا

اولی الابصار"

۴ آئینہ کمالات قادیانی (ص ۲۸، جز ۱ ج ۵ ص ۲۸)

لہریا نوی۔ ۲۰ پیٹالہ!

یا لیکن وقتہ کہ در کشف نمودی شکل خویش	یا لیکن ہم وقت دیگر کامدی مشتاق وار
آنچه مارا از دوشیع شوخ آزارے رسید	یا رسول اللہ بہ پرس از عالم نوالاقتدار
نام من دجال و فال و کافرے بنہادہ اند	نیست اندر زعم شلن چوں من بلید وزشت و خوار
هیچکس را بر من مظلوم و غمگین دل نسوخت	جز تو کفند خواب ہلرحمت نمودی بلر بلر
یا لیکن وقتہ چو بنمودی بہ بیداری مرا	آن جملہ آن رخے آن صورتے رشک بہار

اس پر مائے غیب

مرسل یزداں وعیسیٰ نبی اللہ شے	باز خولہ ضل و سجات نخوانتے حمل
ناصر مرتد چنین الفاظ دارد بر زبان	اہنے مرسل کے مدد کرائے خدا لیل ونہار
ہیچ ظالم تر نباشد از تو زیر آسمان	افترا بندی بذات ایزد نوالاقتدر
اہل دین بعد از نصیحت کیف آسے خوانندہ اند	مومنے بلشد چگونہ کفرے را غمگسار
عیسیٰ مریم شود آنقوا زانے چنان	مہدی آل محمد چوں شو بکس از تبار
گاہ خود را فارسی الاصل نیمودی و گاہ	حارثے گشتی و نلت بہر خود کردی و بار
آنکہ آور دست اخبار از حقیقت یہ خبر	و آن حقیقت بر تو اے دجال گردید آمنکر
شعبدات و لہو و عجل سامری شد معجزات	برتر از عیسیٰ نہی خود را زراہ افتخار
امتیاز انبیاء بادیگران ز الہام و وحی	وحی خود را خوانندہ ہمتاے وحی آن کبار
صاف ثابت شد کہ دعوائے رسالت میکنی	نیست این پوشیدہ پیش مومنان ہوشیار
من رسولے نیستم کان جائے دیگر گفتے	ہست رنگ آمیزی دجالی تو بر عذار
اے مسیلمہ بر رسالت چوں شرکت خواستی	چوں منافق این شہادت ہترا آید چہ کار
دعویٰ تجدید نہیں کردی و گریہی نہی	و ان نبوت را بہ لفظ جزء پوشانی خملر
ایس نبوت بر حق خود از کجا آوردے	چوں نبوت ختم شد بر لحد از پروردگار
بعد از وہ کیست کو یا بد نبوت از خدا	یا فتند این منصب از وہ بیشتر صد ہزار
گر محدث ہونے آن فاروق ہونے زین گروہ	بعد ختم الانبیاء حاجت نمائند بس زینہار
بعض شان رفتند و بعض آئندہ آئند این ہمہ	بر خرد جالی خود ہم تو یک گشتی سوار
رشتہ انیست خود با خدا پیوستے	از عبودیت بدل میداری اے ابلیس عار
از غلامی منحرف گشتی و خود احمد شدی	تخم احداث تو سند ہی بیگ کفر آورد بار
گفت روح اللہ بعد از من بود احمد رسول	ان رسول احمد منم کردی بعلم اشتہار
اے ستمگر از جلال او از جمال او چہ کاست	تسکندت بہر تبلیغ رسالت اختیار
مصطفیٰ در خواب و بیداریت نمودست رو	کذب میگوئی بناتش جائے خود خولہ نبار
آنکہ تظہیرش نمائند حق ز نست کافران	بر سر دلر ش گشتی از نست ایشان نزد وار
برخے از ترسا و قدرے آوری از نفس خویش	اہل ایمان را یہودی گوئی اے مردار خوار

می ستلی چون گن حق کلف و نون خویش را	میدھی اشراک خلق طیر عیسی را قرار
مصطفی نفی صلیبش کردہوم اثبات رفع	شاهد تبلیغ وہ قرآن بودہر دینار
ان عیسی لم یمت گفت والیکم راجع	چوں اسلام عادلی باجاہ و سلطان و وقار
قول او مطلق مجاز واستعارہ بساختی	ایں قدر مغرور گشتی بر حیات مستعار
ہابدل بنہا و کشفت موجب نلت شدت	کرتند میر تو در عالم ہر آوردت مار
حسب قول لیزدی نزد عباد مخلصین	گشتنت عیسی بہ عیسی کشتنت باور مدار
یک گروہ از امت احمد بود انصار دین	تا قیامت منع شان چیزہ انتصار
مرگ عموائیل و آتہم زیست سلطان بیین	چوں کشیت روسیہ و خوار و زار اندر حاصل
وہ چہ شوخ و شنگ آمد دخترت جائے ہسر	میوہ نورس خوشابا شد بہ کہنہ شاخسلر
ولائے اے رسال ہر رسالی و حرائیت	چوں ہسر کاری بر آمد دخترے زان کشت زار
ایں قدر خوار و خجل بلشی و نگران همچنان	بہ حیلتی تو بیرون بلشد از حد شمار
کادیانی ایمن از کید متین حق مبلش	جانب انلی اہم اے ہیچ گوش دل گملر
کادیانی راز غیب آمد نداہا بارہا	سعد با این بے سعادت ہیچ نگرفت اعتبار

ازالہ کا دیانی ص ۲۹۳

کادیانی تجھے اس بات کا جب ہے اقبال	ہے یہ ممکن کہ سچ آئے ہے اقبال دجال
یہ بھی ممکن ہے کہ ہو جائے نزول اس کی دمشق	پھر مسلمان تجھے کیوں نہ کہیں اب دجال
وہ تو موجود نہ ہو اور بنے تو موجود	تو معراہوسب اوصاف ہوں اس میں موجود
پھر تو مہدی بھی ہو مارٹ بھی ہو وہ کچھ بھی نہ ہو	اس کو تسلیم بھلا کون کرے گا مردود
تجھ کو دعوی نبوت بھی ہے جزوی ہی سہی	دقی والہام میں پھر کس نہیں کچھ بھی رہی
میں پیغمبر نہیں اور لایا نہیں کوئی کتاب	پردہ داری کے لئے تو نے کہا یہ بات
دغل شیطان سے تری دتی منزہ اور پاک	انبیاء سے کہیں بڑھ کر تیرا کشف و ادراک
جو قوم تجھ کو طے ختم رسل کو نہ ملیں	کیوں خدا سے نہیں ڈرتا ارے طہر ہماک
دقی والہام سے انجام کے صفحات ہیں بڑ	کیا کتاب اس کو نہیں کہتے ارے احمق ار
قادح ختم نبوت ہے اگر دتی مسخ	کادیانی ہے تیری دتی مگر گوز کھر

لودھیانوی ۲۰۰۰ مارچ تا اپریل ۱۶ جولائی ۱۹۰۳ء

قطعہ تاریخ ولادت دختر کا دیانی ملقب بشوخ و شگ لڑکا

تیس جون آئی یہ موسم کا حال ہے	راتیں تو بڑھ رہی ہیں دنوں کو زوال ہے
جنگلی ہیں راہ چلتوں کو تکلیف کا سبب	پرنا لے خصی اچھے ہیں اب برشکال ہے
مرزا کا دیانی ایک بھائی عنث ہے بن چکا	اب لڑکا لڑکی بن گیا یہ کیا محال ہے
بٹی نہیں یہ بیٹا ہے دھوکا نہ کھائیے	الہام آپ کا ہو غلط کیا مجال ہے
دعند لا گیا مکافہ شاید جناب کا	یے کو الف سمجھ گئے اتنا خیال ہے
کیوں ایسا غم ہے منہ بہ سیاہی ہے چھاری	بے چین ہو رہے ہو طبیعت ٹڈ حال ہے
لڑکا اگر نہ اب کے ہوا لڑکی ہی سہی	بارش سے پہلے آندھی بھی ایک نیکال ہے
جھنجھالیے نہ گھر میں عہث جا کے بار بار	رل آپ ہی کا آپ کی جان کا وبال ہے
پہلے ہی دھور ہے تھے ہوا اس پہ اور لگ	کیسی سیاہ روئی علی الاتصال ہے
ہر سال زخم تازہ لگیں دینے لڑکیاں	اور زخم پہلا آپ کا بے اند مال ہے
آیا ہے گھر میں صورت دختر اگر پسر	ہے چونکہ شوخ و شگ یہ شوخی کی چال ہے
ارحام میں جو کچھ ہے وہ خالق ہے جانتا	قرآن سے کاویانوں کیوں اعتزال ہے
سہری ہے لایا قطعہ تاریخ و ماہ سال	یہ لہجے واد دیجئے اگر کچھ کمال ہے
اعداد جمع کیجئے چوبیس ۱۹۰۳ء جون اور	دختر نما پسر کے یہ جننے کا سال ہے

ایضاً دیکر

لڑکی کو حیف مرزا تو کر سکا نہ لڑکا	رل و نجوم حیلہ کیا کچھ نہیں کیا ہے
بک دیجئے پیشینگوئی پوری ہوئی ہماری	کیوں منہ میں ٹھکنیں ہیں ہونٹوں کو کیوں سیاہ ہے
ہے گرچہ روسیای جیتی رہے خدایا	لڑکا بشیر بھی تو آیا تھا کیا جیا ہے
مجموئیں اور مرے طلوائے ریگ ماہی	پھر تو مینے کیا خون جگر پیا ہے
سال ولادت اس کا گر آپ چاہتے ہیں	وہ لوٹ بک میں ہم نے تحریر کر لیا ہے
سہری بھی ہے معلم اس کی سنو ادب سے	اک شوخ و شگ لڑکا لڑکی بنا دیا ہے
دختر نما پسر اور چوبیس جون ۱۹۰۳ء اس میں	تاریخ و سال و خوبی سب کچھ دکھا دیا ہے

ایڈیٹر..... واہ مولانا سہری کیا کہنا ہے آپ پر فیضان روح القدس کا نزول ہے چشم بد دور۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم اگست کے شمارہ نمبر ۲۹ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی انبیاء کی مجسم توہین ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مرزائیوں کے کروت۔	محمد لکھنوی کورنڈا!
.....۳	مرزائیت سے توبہ۔	پیر اخبارا
.....۴	وہی حیات سچ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزائیوں سے سوال۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مرزا قادیانی انبیاء کی مجسم توہین ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آریا کیوں مرے ہیں اس لئے کہ بے ادب گستاخ اور انبیاء کی توہین کرتے ہیں۔
 دھریئے کیوں مرے ہیں۔ اس لئے کہ نہ صرف انبیاء اور ان کے معجزات بلکہ ذات الہی کے بھی منکر
 ہیں۔ عیسائی اہل اسلام کے نزدیک کیوں مرے ہیں۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کو برا کہتے ہیں
 اور قرآن کو کلام خدا نہیں سمجھتے۔ وہ تعصب میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام ان
 کا سچا محسن اور شفیق مصلح ہے جو انسان پرستی اور تین خداؤں کے ماننے سے روکتا ہے اور ایک ہی خدا
 کی عبادت سکھاتا ہے جس نے عیسیٰ کو کلمۃ اللہ بنایا اور عصمت مریم کی شہادت دی جس کے یہود
 منکر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے تمام انبیاء کی عموماً اور سچ علیہ السلام کی خصوصاً جو عظمت کی ہے اور دنیا
 کو ان کی عظمت کرنے کی تعلیم دی ہے کوئی عیسائی کوئی چیلن، کوئی قیسس کوئی اسقف ایسی تعظیم نہیں
 کر سکتا نہ ایسی تعظیم اپنے حواریوں اور معتقدوں کو سکھا سکتا ہے۔ تاہم انہوں نے انصاف سے چشم
 پوشی کی اور تعصب کی راہ لی۔ مرزا قادیانی نے یہودی بن کر عیسیٰ سچ علیہ السلام کو برا بھلا کہا۔
 عیسائیوں نے اس کے جواب میں اسلام اور پیغمبر اسلام اور خدائے اسلام کو گالیاں دیں۔

فرمائیے یہودیوں اور مرزائیوں میں کیا فرق رہا؟ گویا مرزا قادیانی ہی بالواسطہ
 آنحضرت ﷺ کی توہین کرنے والے ٹھہرے۔ مرزا قادیانی تو اپنے ہم پیشہ اور ملعون مورثوں
 (گزشتہ مکار مہدیوں) کی تقلید سے بھی منحرف اور مرتد ہو گئے۔ کیونکہ ان میں سے کسی نے انبیاء کو

گالیاں نہیں دیں وہ ایسے احمق نہ تھے کہ اپنے ہاتھوں اپنی جڑ کاٹتے کیونکہ وہ بھی انبیاء کی مثل بنے تھے۔ مرزا قادیانی کو شامت جو دھکا دیتی ہے تو مثل مسیح نے پھر کورنٹی اختیار کر کے مسیح ہی کو گالیاں دیں۔ کھوسٹ آسمانی باپ نے لائینی اور معترض سرگوشیاں اور برہاد کرنے والے الہامات کر کے حسرتوں کا خون کر دیا۔

بت پرست ہنود بھی انبیاء کی توہین نہیں کرتے بلکہ ان کو مانتے ہیں یہاں تک کہ اکثر مشائخ کے پاس آتے ہیں۔ بیماروں کے لئے تعویذ وغیرہ لے جاتے ہیں۔ ان کا دم کیا ہوا جھوٹا پانی اپنے مریضوں کو پلاتے ہیں۔ ان کی اس خوش عقیدتی کو دیکھتے کہ چھوت چھات کی پابندی کو بھی جو مذہب ہنود کا جزء اعظم ہے طاق پر رکھ دیتے ہیں۔ بیشتر شہروں کی مساجد کے دروازوں پر ہنود اپنے برتنوں میں پانی لئے مغرب کے وقت کھڑے رہتے ہیں اور جو نمازی مسجد سے نکلتا ہے اس سے پانی پر دم کرا کر اپنے مریضوں کو پلاتے ہیں۔ علی ہذا جن امور کو اکثر مسلمان معظّم سمجھتے ہیں ہنود بھی ان کو معظّم سمجھتے بلکہ ان میں شامل ہوتے ہیں۔ ہنود تمام انبیاء کو ضرور ادا سمجھتے ہیں۔

ایک مرزا قادیانی ہیں کہ باوصف دعویٰ مسلمانی بعض انبیاء علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیتے ہیں اور جو صفات ان کو خدائے تعالیٰ نے عطا کیں ان کا انکار کرتے ہیں۔

مذہب غیر والے جو مذہب اسلام کے اصول اور اس کی خوبیوں سے ناواقف ہیں۔ جب مرزا قادیانی کے خوارق اور پاکفہ دیکھتے ہیں تو یہی یقین کرتے ہیں کہ تمام انبیاء کے بھی ایسے خوارق ہوں گے جو مرزا قادیانی کے ہیں اور جس طرح چند خود غرض دنیا پرست چیلے یا حقاء مرزا قادیانی کے ساتھ ہوئے ہیں اور لوگوں کی آنکھوں میں خاک جمبوکتے پھرتے ہیں۔ انبیاء اور ان کے حواری کے بھی یہی افعال ہوں گے۔ محاذ اللہ۔ ماشاء اللہ ہم نے اس لئے عنوان میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی تمام انبیاء علیہم السلام کی مجسم توہین ہیں۔

مرزا قادیانی نے دنیا کے ٹھنڈے کو کبھی کچھ جن کئے۔ تمام نبیوں اور تمام اوتاروں کے نقال بنے۔ مسیح موعود بھی ہیں مہدی بھی ہیں۔ کلجک اوتار (بروزی) بھی ہیں۔ امام حسینؑ سے بھی افضل ہیں۔ اولیاء اللہ کی تو حقیقت ہی نہیں۔ الغرض تمام برگزیدہ انسانوں کی وقعت مٹانی چاہی۔ مگر خود اپنی ہی وقعت کو بے گور و کفن ذلت کے گڑھے میں ڈال دیا۔ یہ وہی ادوار ہے کہ مارے مارے پھرتے ہیں۔ دیکھو اور ہلکاروں کے سامنے ماتھا گھینٹتے ہیں ناک اور اڑیاں رگڑتے ہیں۔ عدالت بھی خوب جتڑی میں سے آپ کے بل نکال رہی ہے۔ عدالت کو آپ کے خدائی دعوے اچھی طرح معلوم ہیں۔ اب ہر فرعون نے رامو سے کار شمشہ نظر آ رہا ہے۔ بروزیت اور مسیحیت کے

پاؤں اکھڑ رہے ہیں۔

نو گرفتار چنانچہ نور قفس کی ٹوٹی ہوئی تیلیوں سے پھر ہو رہے ہیں۔ چندہ بھی کوئی نہیں دیتا۔ لوگوں کی چند یا پہلے ہی سمجھی ہو گئی ہے۔ اب تو ام المرزائیں وغیرہا کا زیور مرصع بجواہرات اور سادہ لوحوں سے لوٹ کھسوٹ کا جمع کیا ہوا گڑا یا خزانہ ضرور ہی نکالنا اور مستحقوری اور چند بیدستری مجوئیں اگلی پڑیں گی۔ بہت پھولی پھولی کھا رہے تھے۔ اب عدالت کے ازگڑے میں آئے دال کا بھاء معلوم ہوگا۔ ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ حالت دیکھ کر اکثر گاڑھے اور بکے چیلوں کی ارادت و عقیدت کا ننگو ٹا کھل گیا ہے اور ان پر مسیحت و بدرویت کی حقیقت آشکارا ہو گئی ہے۔ مگر چونکہ قول نہیں بلکہ ایمان تک ہار چکے ہیں۔ لہذا مجبور ہو کر سر دست قادیان میں دھرنا دیئے پڑے ہیں اور منتظر ہیں کہ کوئی دم میں مر لیا جائے گی۔

مرزا قادیانی کا بزرگ اس وقت قابل دید ہوتا ہے جب پیشی کے وقت چڑا اسی آواز دیتا ہے کہ گلام احمد کادیانی ہاجر (حاضر) اور مرزا قادیانی کون کر دھڑکن پیدا ہوتی ہے۔ بھامگ بھامگ، لٹم لٹم جاتے ہیں۔ تو نڈھیلی ہو جاتی ہے۔ ازار بند کھسک پڑتا ہے۔ سانس پھول جاتی ہے اور پھر طنزموں کے کٹھرے میں پہنچ کر کمان کی طرح دوہرے ہو کر سر جھکا کر ایڑیاں بن کر عدالت کو دوہتا اسلام اور زمیندوہرے بجالاتے ہیں اور عدالت بھی جواب میں ایک کھسی سی اڑا دیتی ہے۔ عبرت عبرت۔ یہ کیا ہے وہی تو بین انبیاء و اولیاء و کبراء و علماء و مشائخ کا ادبار ہے اور ابھی کیا ہے ذرا دیکھئے بدرویت اور مسیحت کی پھوٹی قسمت میں کیا کیا لکھا ہے۔ مقرران الہی اور برگزیدگان خدا کی تو بین کھیل نہیں۔

لے پالک تو اپنے چیلوں کو یہ جھانسا دے رہا ہے کہ جلدی نہ کرو۔ آسانی باپ کا نشان ظاہر ہوگا اور اندر مصالحت کی ماکھو ڈر رہی ہے۔ لیٹ لیٹ کر اور زمین پر آٹو کھینچ کر معافی مانگنے کا تہیہ کیا جاتا ہے، نوٹس شائع ہوتی ہیں کہ کسی طرح آسانی باپ کا نشان ظاہر ہو اور اس عرصہ میں جو گہرا گھاؤ پڑ گیا ہے اور پلاسٹر بگڑ گیا ہے۔ کسی طرح ان کا اندمال ہو۔ مگر میرا شیر کرم الدین ایک بھی نہیں مانتا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ ایک مرتبہ ہمیں اور دوسری مرتبہ گولڑہ جا کر مسیحت و مہدویت سے توبہ کرو۔ اور حضرت پیر مر علی شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے تجدید ایمان کرو اور افتراء علی اللہ سے باز آؤ اور شوکت اللہ القہار کو محمد مالو اور سب سے معافی مانگو۔ مگر یہ کیونکر ممکن ہے تاک کشتی ہے اور ترقی ہاتھ سے جاتے ہیں۔ مسیحت و مہدویت رخصت ہوتی ہے اور قمار خانے میں تین کانے رہے جاتے ہیں اور عدالت زبان حال سے یہ کہتی ہے کہ بچہ جی آسانی بادشاہی کے وارث

بن کر لوگوں کو بہت ڈھمکیاں دے رہے تھے۔ اب آئے ہو لیے پر مٹھتے مٹھتے پلیمین نہ نکل جائے اور بروزیت کا برا نکل نہ پڑے تو جیسی کہنا۔ ذرا تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔ جان جو کھوں تو ہے نہیں ہاں کا یا کسٹ ضرور ہے اس لئے مقدمات کا شیرہ رہا ہے جب تک خوب تو ہیں اور ذلت نہ ہو چکے گی اور انبیاء اور اہل اللہ کی توہین کی قرار واقعی سزا نمل لے گی۔ اور خود مرزائیوں کی نظر میں مرزا قادیانی ذلیل نہ ہو لیں گے اور وہ ان کو چھوڑ کر اپنی راہ نہ لیں گے۔ اس وقت تک مصائب کی کالی گھٹاؤں کا سر سے ٹٹنا اور مقدمات سے رہائی پانا غیر ممکن۔ مجددانہ شریعت کی پیشین گوئی آپ زر سے لکھ لیجئے یہ ضرور پوری ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ (من اهان الانبیاء والاولیاء اهانہ اللہ)

عدالتوں کو خدائے تعالیٰ سب سے زیادہ عقل دیتا ہے ان کو قدرت الہی حدیث اور کشف عطا کرتی ہے انصاف کے لئے۔ ان پر الہام ہو جاتا ہے وہ سوسائٹی کی موجودہ حالت اور طبائع سے خوب واقف ہوتی ہے اور ہم لکھ چکے ہیں کہ کوئی عدالت جب کسی ملزم کو سزا دیتی ہے تو صرف ثبوت الزام ہی کو اپنا نصب العین نہیں بناتی بلکہ یہ بھی دیکھتی ہے کہ فلاں کیس کے فیصل ہونے سے سوسائٹی پر کیا اثر پڑے گا۔

اب خیال کرنا چاہئے کہ نہ صرف برٹش حکام جن کو خدائے تعالیٰ نے بڑی عقل اور دماغ عطا کیا ہے۔ بلکہ ہر شخص جس کو کچھ بھی عقل ہے یہی کہے گا کہ مرزا قادیانی نے محض دنیا طلبی کے لئے مکر اور زور کی دکان کھول رکھی ہے۔ اور نری سچی اور تعلق جتا کر اپنے کو نبی بنا رکھا ہے۔ کبھی بندگان خدا پر موت کی دھمکیاں۔ کبھی کرامت اور معجزات کا دعویٰ کبھی اپنے کو بڑا بنانے کے لئے تمام مذاہب کے بزرگوں پر سب و نین کیا حکام وقت اور خود گورنمنٹ یہ باتیں سمجھتی کہ یہ کھلی طبع نفسی اور فہم بکلی ہی نہیں بلکہ تحریف بھی ہے جس کے ساتھ مذاہب میں اشتعال پیدا ہو کر فساد کا بھی اندیشہ ہے پس اس کی روک تھام ضروری ہے اور پہلا انسداد یہ ہے کہ اس مکار اور عیار کو جہاں تک ممکن ہو ذلیل کیا جائے اور دنیا کو دکھا دیا جائے کہ یہ جھوٹا ہے۔ اس کی پیشین گوئیاں غلط ہیں۔ یہ دیا ہی نجومی اور مال ہے اور سا سوچو ہے۔ جیسے پنجاب میں بہت سے مال قلمدان اور قرعہ ہاتھ میں لئے اور دھوکے دے دے کر سادہ لوحوں سے پیسے اور نکلے سیدھے کرتے پھرتے ہیں ورنہ لائبل کیس کیا ہوا ہوا مار یا شیطان کی آنت ہوا جس کو تقریباً دو سال ہو گئے کہ فیصل ہونے میں ہی نہیں آتا۔ نہ صرف ماتحت عدالتوں بلکہ چیف کورٹ کے دیوانی مقدمات بھی مات ہو گئے۔ دو دو برس تک وہاں بھی مقدمات کا خمیر نہیں اٹتا۔ پس اس حکمت عملی سے صاف ظاہر ہے کہ مقدمات کے تغیر میں جس قدر دیر ہوگی۔ اسی قدر مرزا قادیانی کے شعبدات یا بد نفسی کا اثر کم ہوگا۔ خود

مریدوں کے دلوں سے ان کی وقعت جاتی رہے گی۔ پس ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ اور دیر ہو اور جو ذلت مقدر ہے وہ پوری ہو جائے۔

عدالت کا عندیہ کسی کو معلوم نہیں کیونکہ انصاف کے پاؤں روئی یا ربڑ کے ہوتے ہیں جن کی آہٹ معلوم نہیں مگر انصاف کا پنچہ گویا فولاد کا ہوتا ہے جس کی گرفت سے پچھا محال ہے۔ اگر مرزا قادیانی بری بھی ہو گئے تاہم جو سزا ان کو اس وقت مل رہی ہے عبرت کے لئے کافی ہے۔ اور اس سے بھی بندگان خدا کو فائدہ ہی پہنچ رہا ہے اور پنچے کا انشاء اللہ تعالیٰ۔ عدالت کی نیت پر کوئی حملہ نہیں ہو سکتا اور جو کچھ کر رہی ہے انصاف ہے۔ اور جو کچھ کرے گی وہ انصاف ہی ہوگا۔

۲ مرزا ائیوں کے کر توت

عمر لکھنوی کو سزا

مولوی محمد صاحب الہمدیٹ لکھنوی جو ایک عالم باخدا ہیں اور عرصہ دراز تک گجرات پنجاب کے مسلمانوں کو اپنے علم و فضل اور ورع و تقویٰ سے مستفیض کرتے رہے ہیں۔ اب چند مدت سے کوسٹہ میں اقامت پذیر ہیں۔ جب اول اول قادیانی صاحب نے موعود مسیح کا دعویٰ کیا اور الہامیوں وغیرہ کی سوچھی تو مولوی صاحب نے اس مشن کی حقیقت سے مسلمانوں کو خوب واقف کر دیا اور گجرات میں بھی تین چار دفعہ ایسے پرائڈ و عظ کئے کہ گجرات کے لوگ اس مشن کی لگی لٹی سے پورے پورے آگاہ ہو گئے۔ یہی باعث ہے کہ تاحال گجرات کا کوئی سمجھ دار آدمی اس ادعائی مشن کو اچھا نہیں سمجھتا۔ آج کل قادیانی کے دو تین مریدوں نے گجرات میں یہ بہتان اڑانا شروع کیا کہ مولوی محمد صاحب موصوف بھی مرزائی ہو گئے ہیں۔ چنانچہ الہی بخش کتب فروش مرزائی نے اس بارے میں ان کو ایک دل آزار خط بھی تحریر کیا۔

کسی راست باز عالم با عمل مسلمان کو جس کا ایمان اور یقین اللہ جل شانہ کی توحید اور آنحضرت ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے پر ہے۔ یہ کہنا کہ تم مرزائی ہو گئے دوسرے الفاظ میں یہ کہنا ہے کہ گویا تم آنحضرت ﷺ خاتم المرسلین کے بعد کسی اور شخص کی نبوت پر ایمان لائے۔

اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایسے الفاظ اس مسلمان کی دل آزاری کا موجب نہ ہوں گے مگر یہ مرزائی خدا کے بندے ان الفاظ کو معمولی بلکہ اپنے مشن کے فرض کا ادا کرنا جانتے ہیں۔ مولوی صاحب نے اس خط کا جو جواب دیا قابل دید ہے۔ اس لئے درج ذیل کیا جاتا

(افضل جناب جوان کو لکھا گیا وہ جوانی کا رڈ تھا تحقیق کرنا کہ کچھ اور کاہور مشہور نہ کریں)

مکرم مولوی الہی بخش صاحب..... مزاج شریف۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ جناب نے مسیح موعود قادیانی کو قبول فرمایا۔ مسیح موعود قادیانی تو کوئی شخص نہیں جس کو شرعاً ہم کو ماننا چاہیے۔ ہاں مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ زمیندار قادیان مدعی ہیں کہ میں مسیح موعود یا مثیل موعود ہوں۔ مگر یہ دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ مسیح موعود دو شخص ہیں مسیح الدجال۔ مسیح عیسیٰ بن مریم اول تو نہیں ہے۔ اس واسطے کہ عورتیں..... اٹخ۔ اور نہ کہ ف رکا سکہ مابین آنکھوں کے رکھتا ہے۔ تاکہ دلیل تین ہو کہ یہ دعویٰ ہے۔ رہا دوسرا تو وہ بھی نہیں ہے کیونکہ مثیل دو قسم کا ہوتا ہے۔ اسی اور دھنی۔ اسی تو اس واسطے نہیں کہ مدعی کا نام عیسیٰ نہیں ہے اور نہ اس کی والدہ مرحومہ کا نام مریم تھا اور نہ بے باپ پیدا ہوا ہے بلکہ والد ماجد ان کے مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم معزز زمیندار ان قادیان سے گزرے ہیں۔

اور دھنی اس واسطے نہیں ہے کہ وصف خلق طیر، ابراء اکہ و ابرص۔ احیاء موتے۔ ایما بلید خرون۔ حسب منطوق آیہ ”انسی قد جفتکم بسا آلیۃ من ربکم الی اخرها“ سے بے نصیب ہے۔ میرے نزدیک مرزا قادیانی حسب ارشاد نبوی مجملہ دجاہلہ کذا میں موعودین سے ہیں۔ دیکھو حدیث صحیح ”قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتی ینبعث کذابون نجالوں قویباً من ثلاثین (ترمذی ص ۲۴۵)“ (ربنا لا تجعلنا منهم ولا ممن تبعهم آمین)

خادم الاسلام محمد کعبی از کوئٹہ بلوچستان محلہ غریب آباد۔ ۳۔ جمادی الاول ۱۳۲۲ھ

۳ مرزا بیت سے توبہ

پیسہ اخبار!

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ شیخ محمد عظیم کلرک پوسٹل ڈیپارٹمنٹ مرزائی دین سے دست بردار ہو کر از سر نو دین اسلام میں داخل ہوئے مرزا کے قادیانی کی مسیحیت و مہدیت کے بارہ میں شیخ محمد عظیم صاحب کے خیالات حسب ذیل ہیں۔

مرزا قادیانی مسیح ہیں مگر مرض کو بڑھائے ہوئے ہیں۔ مگر مقدمہ باز جھگڑا لو۔ مہدی ہیں مگر نور ہدایت سے پس افتادہ، ملیم ہیں مگر اشاعت الہامات سے معاش حاصل کرنے والے اس پر اردو اخبار حاشیہ چڑھاتا ہے۔ واہ شیخ صاحب واہ آپ نے ہمارے مقدس مآب مرزا قادیانی پر خوب زہرا لگا ہے۔ جب آپ حضور انور کے زمرہ مریدان میں داخل ہوئے تھے۔ اس وقت توجو

کچھ تھے آپ کے خیال میں مرزا قادیانی ہی تھے۔ بے وقافی اور طوطا چاشنی اچھی نہیں۔ ہم کو افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کو ایک مرید کی کمی سے رنج ہوا ہوگا۔ لیکن کیا پرواہ عنقریب بہت سے مرید اور ہو جائیں گے۔ تعجب تو یہ ہے کہ بعض متعصب اڈیٹران اخبار مرزا صاحب کو مسلمان ہی تسلیم نہیں کرتے۔

جب تک دنیا میں جہالت ہے کئی مرسل اور پیغمبر نبوت کے مدعی پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور جدید سے جدید مذاہب کا دور دورہ رہے گا۔ البتہ جہالت کے اختتام پر ہادی برحق ہوگا اس کے بعد کسی پیغمبر کی ضرورت نہ رہے گی۔

ایڈیٹر..... علی ہذا عاری پور میں وہاں کے بعض علماء کی تلقین سے مرزائیوں کی جماعت کی جماعت تائب ہو کر از سر نو مشرف بہ اسلام ہوئی۔ جیسا کہ کرن گزٹ سے معلوم ہوا۔ اگر شہروں اور قصبوں کے علماء چاہیں تو حجام گردباد کا یہ طلسم دم کے دم میں اپنی مسیحا دی سے توڑ پھوڑ کر سرد کر سکتے ہیں۔

۴ وہی حیات مسیح

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

حیات مسیح علیہ السلام بڑے بڑے دلائل باہرہ و براہین ظاہرہ یعنی قرآن و حدیث کے نصوص قطعہ سے ثابت ہے اور ہم اپنے بیسیوں مضامین میں مختلف ہیر ایوں سے ثابت کر چکے ہیں مگر مرزا اور مرزائی کب ماننے والے ہیں وہ تو حیات مسیح کے ثبوت کو بھی اپنی موت سمجھتے ہیں۔ یعنی ادھر مسیح علیہ السلام کی حیات ثابت ہوئی ادھر بروذیت و موعودیت فی النار ہو گئی۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ مسیح کو مردہ سمجھنا ہی مجھے زندہ مسیح یقین کر لیتا ہے اور مجھ پر ایمان لانا ہے۔ حالانکہ جس طرح مہمات مسیح اور موعودیت میں کوئی ٹروم نہیں۔ اسی طرح مہمات مسیح کے قائل ہونے اور مرزا قادیانی کو مسیح موعود مان لینے میں بھی کوئی ٹروم نہیں۔ کیونکہ لاکھوں آدمی جو حیات مسیح کو نہیں مانتے کیا وہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہیں؟ وہاں یہ دوسری بات ہے کہ اپنا دل خوش کر دو اور فقط گھر میں ام الرزائین کا نام بہو بیگم رکھ لو۔

آیہ ”وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ..... الخ (النساء: ۱۵۸، ۱۵۷)“ کے بعد ہی جناب ہاری فرماتا ہے ”وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (ایضاً: ۱۵۹)“ یعنی ہر ایک اہل کتاب مسیحی کی طرح ان کی موت سے پہلے ایمان لائے گا۔ اس سے یہی ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں اور جب دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو تمام اہل کتاب ان پر

ایمان لائیں گے۔ حیات مسیح تو جناب ہاری نے بل رفعا اللہ سے ثابت کر دی۔ اب اس آیت سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ اہل کتاب جو شک میں پڑے ہیں۔ اور اختلاف کر رہے ہیں جب مسیح دنیا میں دوبارہ آئیں گے تو خود اختلاف کرنے والے ان پر ایمان لائیں گے اور اختلاف مٹ جائیں گے۔ سبحان اللہ مسیح کی حیات اور ان کے دوبارہ آنے کا کس قدر صاف اور صریح ثبوت ہے مگر مرزا قادیانی جھٹی مسیح بننے کے لئے محض خود غرضی سے کتاب و سنت کا انکار کر کے مذہب اسلام سے مرتد ہو رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ نون تقیید استقبال کے لئے آتا ہے جو لیلیق منن میں موجود ہے۔ آپ اس کے معنی حال کے لیتے ہیں جب ایجاد بندہ ہی ظہیر تو ماضی کے معنی کیوں نہیں لیتے تاکہ دعویٰ کی کل پوری پوری بیٹھ جائے۔ آپ کہتے ہیں کہ لیلیق منن بہ میں بہ کی ضمیر قتل اور صلب کی جانب ہے جو ما قتلوه و ما صلبوه میں موجود ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس صورت میں بیہما ہونا چاہئے۔ کیونکہ قتل اور شے ہے اور صلب اور شے اور خدائے تعالیٰ نے بھی دونوں کا جدا جدا ذکر فرمایا ہے۔ پھر قتل اور صلب کیا ایسی چیزیں ہیں جن پر ایمان لایا جائے اگر کہو کہ عیسیٰ کے مصلوب ہونے اور نیز صلیب پر عیسائی ایمان رکھتے ہیں تو اولاً یہود اس سے خارج ہو گئے۔ جن کے لئے مسیح کا قتل جزو ایمان نہیں اگرچہ قائل ہوں۔

دوم..... مسلمان خارج ہو گئے جو عیسیٰ مسیح کی حیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ آیت میں صرف اہل کتاب وارد ہوا ہے اور جو معنی جمہور مفسرین بیان کرتے ہیں ان میں کوئی خرابی اور غبار نہیں۔ پھر مرزا قادیانی اپنا مطلوب بٹھانے کے لئے موت کی ضمیر اہل کتاب کی جانب پھیرتے ہیں کہ تمام اہل کتاب مسیح کی موت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس پر یہ شہد وارد ہوگا کہ امت محمدیہ کیوں ایمان نہیں رکھتی اور قتل و صلب مسیح مسلمانوں کے لئے کیوں جزو ایمان نہیں۔ اگر آپ کہیں کہ امت محمدیہ کے لئے بھی ضرور جزو ایمان ہونا چاہئے تو یہود اور نصاریٰ میں اہل اسلام بھی داخل ہوں گے۔ جس طرح مرزا اور مرزائی قتل اور صلب پر ایمان لاکر عیسائی اور یہودی بن گئے ہیں۔ اتنا فرق ہے کہ یہودیوں کو جس طرح عیسیٰ مسیح سے ضد ہے۔ اسی طرح مرزائیوں کو ضد ہے۔ مگر عیسائی جس طرح عیسیٰ مسیح پر ایمان رکھتے ہیں۔ مرزا اور مرزائی نہیں رکھتے۔ کیونکہ اس سے ان کی اپنی بنیاد اکڑتی ہے۔ اگر کہو کہ محض قتل اور صلیب پر ہمارا ایمان نہیں بلکہ مشہد بالمصلوب ہونے اور پھر طبیعی موت سے عیسیٰ مسیح کے مرنے پر ایمان ہے تو یہ بتاؤ کیا خدائے تعالیٰ نے کہیں حکم دیا ہے کہ عیسیٰ کے مشہد بالمصلوب ہونے اور پھر طبیعی موت سے مرنے پر ایمان لانا ضرور ہے۔

مرزا قادیانی تو ہر دم موت ہی موت پکارتے ہیں۔ کبھی اور چمکرتے اور سوڑکی موت پر بھی ان کا ایمان ہے گویا موت ان کی معبود ہے۔ موت ہی نے ان کو آسمانی باپ کالے پالک بنایا ہے۔ طاعون بھی موت ہی ہے اگر طاعون نہ آتا تو مرزا قادیانی کا معبود بننا محال تھا۔ ہاں حیات پر ایمان نہیں۔ خواہ کسی کی حیات ہو گویا خدائے تعالیٰ کے محی ہونے پر تو ایمان نہیں سمیٹ ہونے پر ایمان ہے۔ ”یؤمن ببعض یكفر ببعض“

پھر یہ کی ضمیر خواہ قتل اور صلب کی جانب پھیری جائے خواہ مودہ کی ضمیر اہل کتاب کی جانب دونوں صورتوں میں قتل مودہ محض حشو اور بے کار ٹھہرتا ہے۔ ”تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً“ کیونکہ مرزا قادیانی کے مفید مطلب تو صرف اتنی بات ہے کہ اہل کتاب مسیح کے قتل و صلب پر ایمان رکھتے ہیں۔ قتل مودہ نے مرزا اور مرزائیوں کے خرمین امید پر برق اجل گرا دی۔ اب طرح طرح کی تاویلیں ہیں رنگ برنگ کے حیلے بہانے ہیں مگر ایک پیش نہیں جاتی۔ موت بہر سبب قسمت میں لکھی ہے۔ اس کے آثار عیاں ہیں انشاء اللہ اور یہی مرزا قادیانی کی محبوب اور مطلوب بلکہ معبود ہے۔ بیٹھے اٹھتے، سوتے جاتے، بگتے موتے موت ہی نظر آتی ہے۔ چشم مار و شن دل ماشاد۔

واضح ہو کہ قتل اور صلب کوئی ایسا امر اہم نہیں جس پر ایمان لایا جائے کیونکہ دنیا میں ایسے واقعات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ البتہ مسیح کا زندہ رہنا اہم واقعات اور قدرت الہی کے معجزات سے ہے۔ ”وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (النساء: ۱۵۹)“ کی شان ظلم و سباق و سباق ملاحظہ کیجئے۔ جملہ استثنائے پھر لام تاکید بانوں تاکید ثقیلہ صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ قتل اور صلب کی جانب ضمیر نہیں بلکہ ہتم ہا لسان مشارالہ یعنی مسیح کی جانب ہے جو زندہ ہیں۔ خدا کرے مرزا اور مرزائی ہمارا دل اور نازک مضمون سمجھ سکیں جس کی ہم کو امید نہیں۔

۵ مرزائیوں سے سوال

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آیہ ”ولن تجد لسنة الله تبديلاً“ دنیا ہی کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے اگر ہمیشہ کے لئے ہے تو احیاء اموات وغیرہ معجزات انبیاء کیوں خلاف سنت اللہ ہیں اور اگر دنیا ہی کے لئے ہے تو کیا وجہ ہے کہ دنیا میں تو خدائے تعالیٰ احیاء اموات پر قادر نہیں اور قیامت میں قادر ہو جائے گا۔ یہ ہم نے اس لئے لکھا کہ مرزا قادیانی اور ان کے ہم خیال نئی روشنی والے حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے سوال کیف تحیسی الموتی کی بی تاویل کرتے ہیں کہ سوال قیامت میں مرووں کے زندہ کرنے کی نسبت ہے نہ کہ دنیا میں۔ جو ست اللہ کے خلاف ہے۔
اس سوال کا جواب دو اور دس روپے انعام پیشکارو۔

تعارف مضامین ضمیرہ شحنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۸ اگست کے شمارہ نمبر ۳۰ کے مضامین

.....۱	دس کا ایک رہ جانا معجزہ نہیں تو کیا ہے؟	امام الدین۔ لاہور!
.....۲	وہی حیات مسج۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	تفسیر سورۃ جمعہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	تیرہ سو برس میں کس قدر مجدد آئے؟	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ دس کا ایک رہ جانا معجزہ نہیں تو کیا ہے؟

امام الدین۔ لاہور!

روزنامہ پیسہ اخبار مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۰۴ء ص ۴۲ کالم دوم میں مراسلہ نویس نے مرزا قادیانی کے بیانات اور عدالت پر ایک لطیفہ لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے عدالت میں اس وقت اپنی عمر ۶۵ برس کی لکوائی ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی خود اپنی کتاب (امجاز احمدی) ص ۳، ج ۱، ۱۹۰۹ء میں لکھتے ہیں کہ: ”عبداللہ آتھم کے مباحثہ کے وقت آپ آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔“ جس کو اب پورے دس برس گزر چکے ہیں۔ پس آپ کی تحریر مندرجہ امجاز احمدی اور عدالت کے بیان کے مطابق دس برس کے بعد آپ کی عمر فقط ایک سال بڑھی۔ پیسہ اخبار میں اس لطیفہ کے پڑھنے سے مرزا قادیانی کی نسبت چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔

ہمارے کرم فرما میاں علی محمد روغن فروش محلہ سادھوان کی دکان پر دو تین مرزا بیوں نے اخبار پڑھا، زبان سے تو کچھ نہ کہا مگر ان کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مرزا قادیانی کے اس بیان سے واقعی نادم ہیں۔ الغرض کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ سمجھتا ہے مگر امر واقعی اور حق یہی ہے کہ پبلک میں اس وقت ایسی روشنی کے زمانہ میں کوئی بھی سمجھنے والا نہیں رہا۔ یہی باعث ہے کہ مرزا قادیانی صاحب کی بات کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ افسوس ہم کریں تو کیا کریں کس کو سمجھا دیں۔ کس کا سر

پاؤں میں دے ماریں۔ خود مرزائی بھی مرزا قادیانی کی بات کو نہیں سمجھتے۔ ناحق عداوت اٹھاتے اور رسوا ہوتے ہیں امر لا چاری دیکھتے بارہ اور بارہ جو بیس ۲۳ برس گزر گئے کہ مرزا قادیانی پبلک کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے مگر پبلک میں سے کوئی نہ سمجھا۔

تاویلات کا سلسلہ مرزا قادیانی سے ہی شروع ہوا ہے اور آپ ہی اس علم کے موجد ہیں کوئی قدر دان ہوتا تو قدر کرنا فرمائیے پبلک نے کیا قدر کی یہی نہ کہ عدالت میں چار چار گھنٹہ لگا کر کھڑے ہونا پڑا اور روپیہ کی زیر باری علیحدہ، عبداللہ آتھم کے وقت آپ نے کیا جھوٹ بولا تھا۔ پیشین گوئی کو پوری نہ ہوئی تھی مگر تاویل نے پوری کر دی۔ پبلک نے ہی غلطی کھائی کہ اصل بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ناحق وہائی چھائی۔ اس میں آنجناب کا کیا قصور اور اب بھی عقل کا قصور ہے۔ اور اسی میں سراسر فتور ہے چونکہ یہ باعث مقدمات مرزا قادیانی کو ان دنوں چنداں فرصت نہیں لہذا ہم بھی سروسٹ علم تاویلات کے مطابق دس برس کے اختلافات کا جواب عرض کر دیتے ہیں۔ امید ہے کہ جناب مرزا قادیانی اس کو ضرور پسند فرمائیں گے۔ پبلک کو عموماً اور روزنامہ پیسہ اخبار کے مراسلہ نویس کو خصوصاً ہمد تن گوش گوش بن کر سننا چاہئے۔

مرزا قادیانی عبداللہ آتھم کے مباحثہ کے وقت (جس کو اب پورے دس سال گزر چکے ہیں) واقعی ۶۳ رسال کے تھے جیسا کہ انہوں نے اپنی (کتاب اعجاز احمدی کے ص ۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۹) میں لکھا ہے اور اب جو دس برس کے بعد ۱۹۹۳ء میں عدالت میں لکھایا ہے کہ ۶۵ برس کے ہیں یہ بھی صین صحیح ہے۔ دیکھو دس کے عدد کے ساتھ جو صفر ہے علم حساب میں صفر کی بذاتہ کچھ ہستی نہیں اس لئے جناب مرزا قادیانی نے اس کو قلم انداز کر دیا۔ پس دس کے بجائے ایک رہ گیا اور علم حساب کے مطابق مرزا قادیانی کی عمر عبداللہ آتھم کے مباحثہ کے وقت سے لے کر ۱۹۰۳ء تک بجائے دس سال کے فقط ایک سال بڑھی دیکھو اس کو کہتے ہیں علم تاویلات اگر کسی کو سمجھ نہ ہو تو مرزا قادیانی کا کیا قصور۔ جناب من یہ تو کچھ بات ہی نہ تھی۔ اگر ہزار سال کا فرق ہوتا تو انشاء اللہ تعالیٰ علم تاویلات کے ذریعہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں نکالا جاتا۔ واہ رے جھوٹ تیرا ہی آسرا ہے۔ ”انا لله وانا اليه راجعون“

۲ وہی حیات مسیح

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا اور مرزائی جو آئیے لیٹو منن بہ کی ضمیر قتل اور صلب کی جانب پھیرتے ہیں تو یہ اس صورت میں ممکن ہے جبکہ عیسیٰ مسیح قتل اور صلب واقع ہو۔ حالانکہ کلام مجید میں دونوں کی نفی ہے کہ

”ما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم“ یعنی نہ عیسیٰ مسیح کو یہودیوں نے قتل کیا نہ ہی صلیب پر کھینچا بلکہ ان پر صلب اور قتل مشتبہ ہو گیا کیونکہ شہد کا مفعول سالم یسم فاعله قتل اور صلب ہے۔ پس جب عیسیٰ مسیح درحقیقت مصلوب و مقتول ہی نہیں ہوئے تو قتل اور صلب پر ایمان لانا چہ معنی دارد۔ اب یہ کہنا کہ مسیح کو قتل بھی کیا اور صلیب پر بھی چڑھایا لیکن قتل اور صلب کا نتیجہ ظاہر نہ ہوا بالکل ایسی ہی خانہ سازہات ہے جیسے بروزیت اور مسیحیت اور جیسے خیالی منارہ کی خیالی تعمیر اور جیسے آسمانی مکوہہ سے خیالی ہمدوشی۔

ورنہ مرزا قادیانی کی گھڑی ہوئی تاویل کے موافق نظم قرآن یوں ہونا چاہئے تھا کہ ”ارادو قتله وصلبه لکنه لم یقتل ولم یصلب“ یا یوں ہوتا ”لکنہم لم یقدر و اعلیٰ قتله وصلبه“ یعنی یہودی نے ہر چند ارادہ کیا مگر مسیح کے قتل اور صلب پر قادر نہ ہوئے۔ کیا خوبی امیں ہے کہ مسیح کو صلیب پر چڑھایا مگر وہ سخت جان تھے نہ مرے یا خوبی اس میں ہے کہ وہ درحقیقت صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے اور ایک دوسرا شخص ان کے مشابہ ہو گیا جیسا کہ لفظ شہ سے واضح ہے اور خدائے تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو محفوظ اٹھالیا۔

مرزا اور مرزائیوں کی تو اس گتھی تاویل سے یہی بہتر تھا کہ وہ یہودی کی طرح قتل اور صلب کے قائل ہو جاتے اور کہتے انا قتلنا المسیح کیونکہ جب مقصود مسیح کی موت ہے تو قتل اور صلب کی موت سے ان کو مرزا قادیانی کیوں نہیں مارتے۔ یہ تو سہل لٹکا ہے اور مشہدہ بالصلوب کر کے زندہ رکھنا اور پھر عمر طیبی سے مارنا تاویل بعید ہے۔ کیونکہ عمر طیبی سے مسیح کے مرنے کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں۔ آیات کی تاویل کر کے یہودی بننا بالکل فضول ہے کہ کھلم کھلا کیوں یہودی نہیں بنتے؟ پھر مشہدہ بالصلوب ہونے اور عمر طیبی سے عیسیٰ مسیح کے مرنے میں کوئی اہمیت اور عظیم الشان ہے۔ جس غفلت سے تمام دنیا گونج رہی ہے وہ تو یہی ہے کہ یہودیوں نے مسیح کے قتل کرنے میں ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا مگر خدائے تعالیٰ نے ان کو محفوظ اور زندہ رکھا اور اٹھالیا اور اب تک زندہ ہیں اور دوبارہ پھر دنیا میں آئیں گے۔ اور مذہبی مسیحیت و نبوت (دجال) کو قتل کریں گے۔ مرزا قادیانی کو یہی تو خوف ہے وہ دنیا کے دل سے مسیح موعود کا آنا بھلاتے ہیں اور ان کو دھڑکا ہے کہ میرا بھی کہیں وہی حال نہ ہو جو دوسرے دجالوں کا ہوا۔

”وان من اهل الكتاب الایہ“ میں جناب ہاری کی سچی پیشینگوئی ہے جو یقیناً ایماناً قرب قیامت پر ظاہر اور واقع ہوگی جیسا کہ فریخ مسیح بہتم ہا الشان ہے ایسی ہی یہ پیشینگوئی ہے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہودی اور عیسائی ۱۹ سو برس سے مسیح کے قتل اور صلب کے قائل ہیں۔ مسلمان کون ہیں کہ تیرہ سو برس سے مسیح کے عدم قتل اور زندہ رہنے کے قائل ہوں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ اپنے دعویٰ کے موافق "لیڈ منن" کو خلاف قواعد و معادیر عرب بمعنی حال بتاتے ہیں۔ یعنی اہل کتاب قتل اور صلب پر ایمان رکھتے ہیں تو یہ ایمان رکھنا صرف اسی زمانہ حال تک محدود رہا نہ کہ آئندہ کے لئے بھی اور چونکہ آپ موت کی ضمیر اہل کتاب کی طرف پھیرتے ہیں تو قتل اور صلب پر ایمان رکھنے والے وہی لوگ ہوئے جو اس زمانہ تک زندہ رہے اور جب وہ مر گئے تو پھر کوئی قتل و صلب پر ایمان لانے والا نہ رہا۔ حالانکہ یہ ہدایت کے خلاف ہے کیونکہ خود آپ کے قول کے موافق ہر زمانہ کے یہود اور عیسائیوں کا ایمان قتل و صلب پر ہے۔ ذرا غور سے سمجھئے پھر ہر اہل کتاب اپنے نبی پر ایمان لاتا ہے نہ کہ ان حوادث یا ابتلاءات قتل و صلب وغیرہ پر جو اس پر طاری ہوتے ہیں۔

انبیاء پر طرح طرح کے مظالم ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا مدعا مبارک شہید ہوا اور آپ کو کفار کے ہاتھ سے طرح طرح کی اذیتیں پہنچیں مگر ان حوادث پر ایمان لانے کا نہ قرآن میں ذکر ہے نہ حدیث میں۔ پس چونکہ ایمان انبیاء پر لایا جاتا ہے نہ کہ ان کے زمانہ کے حوادث پر لہذا لیڈ منن بہ میں ضمیر عیسیٰ مسیح کی جانب ہے جن پر اہل کتاب ایمان لائیں گے۔

آپ زیادہ تر چراغِ پاس لئے ہوئے کہ ایں اسی مسیح پر تو جو ایسا دیا تھا تمام اہل کتاب ایمان لائیں اور میرے نام پر کوئی پاپوش بھی نہ مارے۔ پس آپ کو ایسی تاویل کرنی پڑی جس کے جھلکے کی کوئی چول ٹھیک نہیں۔

مرزا قادیانی پر تین مصیبتیں پڑ گئیں۔ ایک تو مسیح کا زندہ رہنا۔ دوم..... ان کا دنیا میں کررانا۔ سوم..... تمام اہل کتاب کا ان پر ایمان لانا۔ پس ضد تو درحقیقت عیسیٰ مسیح علیہ السلام سے ہے۔ آپ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی مخالفت بلکہ دنیا سے ان کا نام تک مٹانے کو مسیح موعود بنے ہیں۔ حالانکہ چند روز میں خود بدولت ہی مٹ جائیں گے۔ انشاء اللہ خدائے تعالیٰ نے جو عظمت انبیاء علیہ السلام کو دی ہے وہ ابد الابد تک شہنے والی نہیں بلکہ تمام انبیاء سے بروزی صاحب کو ضد ہے۔ بعد ختم رسالت اپنے کو نبی مٹانا آنحضرت ﷺ کا نام مٹانا ہے۔ جس منبر پر چڑھ کر آنحضرت ﷺ کا نام لینا حتماء کو دام میں پھانسنے کے لئے نری مکاری اور عیاری ہے۔ آپ نبی بنے ہیں تو ظاہر ہے کہ نبی سب برابر ہیں۔ بد معاشی تو دیکھئے کہ اپنے کو نبی بھی مٹاتا ہے اور آنحضرت ﷺ کا امتی بھی۔ بھلا کوئی امتی بھی آج تک نبی ہوا ہے اور علی العکس۔

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہماری نظر سے مندرجہ عنوان تفسیر گزری جو حکیم الامت المرزا یہ کے افتراعات سے ہے۔ پس جس قدر نور علی نور ہو بجا ہے کیونکہ حکیم صاحب مرزا قادیانی کے خلیفہ اول ہیں۔

حکیم جی کی نصب العین سورہ جمعہ کی صرف یہ آیت ہے۔ ”هو الذی بعث فی الامین رسولا منهم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین“ مطلب سہی یہ ہے کہ اس آیت کے مصداق مرزا قادیانی ہیں جو رسول ہیں اور یہ انہیں کی شان میں سے ہے۔ فحاصل میں بڑی رنگ آمیزی کی ہے خدائے تعالیٰ کی صفت قدوسیت پر بحث چلائی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بظاہر بہت کچھ صفت بیان کی ہے اور اسی میں اپنی بروزی کی بروزیت کا اہراز کیا ہے۔ گویا براز پر مکھ و عنبر کا عطر ملا ہے کہ تعفن سے لوگوں کو اذیت نہ پہنچے۔ پھر پھر اگر لاگ لپیٹ کر کے مرزا قادیانی کو رسول اور خاتم الخلفاء بتایا ہے۔ ”بعث فی الامین رسولا منهم“ یعنی بیجا امیوں (اہل عرب) میں ایک رسول انہیں میں سے۔

فرمائیے کیا مرزا قادیانی اہل عرب میں سے ہیں وہ تو چینی مثل ہیں۔ کیا ہندوستان عرب میں ہے۔ پھر ”یتلوا علیہم یزکیہم یعلمہم“ تمام میٹھے حال کے ہیں جو آنحضرت ﷺ کی نسبت ہیں۔ آپ یہ جواب دیں گے۔ استقبال کے میٹھے ہیں۔ اس صورت میں گویا آپ اس آیت کے مصداق ہوں گے نہ کہ آنحضرت ﷺ حالانکہ دونوں پر ایک ہی وحی نازل ہو نہیں سکتی۔ خدا کو کیا ضرورت ہے کہ فضول اور بے کار انبیاء بھیجے۔ ہاں آسمانی باپ کے خوارق سے بعید نہیں کہ اپنے لے پالک کو فضول اور مجہول نامعقول سمجھ کر مرزا نیوں کے ماتھے مارے۔

عرب تو بے شک گمراہ تھے مگر کیا بعد نزول قرآن اور بعثت نبی امی اور بعد فرمائے ارشاد ”اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی“ کے بھی امت محمدیہ گمراہ ہی رہی کہ مرزا قادیانی کو آسمانی باپ نے اس گمراہی کے دور کرنے کو بھیجا ہے۔ نعوذ باللہ من ہذہ المہفوات۔ پھر بھی آنحضرت ﷺ کو اپنا سید اور مولیٰ بتانا اور آپ کی ثناء اور صفت بیان کرنا کس قدر شرم کی بات ہے۔

پھر بلاوجہ اور بے عمل سیدنا مسیح علیہ السلام پر اس طرح تہمتا جما ڈال گیا ”ہم مانتے ہیں کہ

جب سچ آئے اس وقت یہودیوں کی ایمانی اور اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی تھی۔ “لیکن سوال یہ ہے کہ ان کے اخلاق اور عادات اور ایمان میں کیا تبدیلی کی جب کہ وہ اپنے حواریوں کا بھی کامل طور پر تزکیہ نہ کر سکے تو اوروں کو کیا فیض پہنچتا۔

سچ علیہ السلام نے جو کچھ کیا انجیل مقدس کے موافق کیا۔ کیونکہ وہ اسی وحی کی تبلیغ پر مامور تھے اور وحی بھی وہ جس کی خود قرآن تصدیق کرتا ہے۔ ”مصدق لقسا بین یدی من للتوراة والانجیل“ مگر مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے نزدیک انجیل بالکل ناقص تھی اور عیسیٰ سچ علیہ السلام پر بے سود نازل کی گئی۔ مذہب اسلام کے شیعہ اور صاف عقیدے کے موافق نہ کوئی نئی ناقص ہے نہ کوئی آسمانی کتاب۔ ہر نئی اور ہر کتاب کا نزول قوم کی حالت کے موافق ہوا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ یہودیوں کی اصلاح عیسیٰ سچ علیہ السلام سے نہ ہو سکی۔ خوب یاد رکھو کہ کوئی نئی قائل بنتی نہیں۔ ”انک لا تہدی من احببت ولكن الله یهدی من یشاء“ اور ”ما علینا الا البلاغ المبین“ اور ”یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک“ آیات کے موافق ساری خدائی کو کوئی نئی پوری پوری ہدایت نہیں کر سکا۔ ورنہ سب سے پہلے ابو جہل اور ابو طالب آنحضرت ﷺ پر ایمان لاتے۔ حالانکہ وہ آنحضرت ﷺ کی بڑی سنی و کوشش پر بھی ہدایت سے محروم رہے اور جناب ہاری نے یہ ارشاد فرمایا۔ ”کسک باخع نفسك علی آثارہم“ یعنی اے محمد ﷺ تو شاید ان کے پیچھے اپنی جان کا ہلاک کرنے والا ہے۔ اللہ اللہ یہ معاملہ کس قدر نازک ہے۔ مگر آپ کے نزدیک اگر کوئی نئی بلکہ خود آنحضرت ﷺ بعض انسانوں کو راہ راست پر لانے میں کامیاب نہ ہوئے تو وہ ناقص تھے اور جو وحی ان پر نازل ہوئی وہ بھی ناقص تھی۔ معلوم نہیں آپ کے بروزی نئی کیا تیر مار رہے ہیں۔ گزشتہ انبیاء کے تو کروڑوں اتنی موجود ہیں۔ آپ ہاوصف امام الزمان اور خاتم الخلفاء اور بروزی ہونے کے ایک عیسائی، ایک آریا، ایک سکھ کو بھی اپنی تیس برس کی حرم و بست میں مرزائی نہ بنا سکے۔

مرزائیوں کا گویا یہ نیچر ہو گیا ہے کہ ہر رسالہ ہر باب، ہر کتاب، ہر بحث میں اپنی بروزی کو بڑھاتے اور عیسیٰ سچ علیہ السلام بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کو گھٹاتے اور ان کو گالیاں دےتے ہیں۔

اکثر مرزائی رسالوں میں مرزا قادیانی کے نئی ہونے پر اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے۔ ”لیست خلفنہم ولیمکنن لہم دینہم“ یعنی خدائے تعالیٰ ان کو (انبیاء کو) خلیفہ بنائے گا اور ان کا دین ان کے واسطے ٹھکانے لگائے گا۔ اول تو آیہ میں دینہم کا لفظ موجود ہے۔ مرزا

قادیانی اگرچہ نیا مرزائی دین لیکر آئے ہیں۔ مگر وہ اپنے کو بظاہر آنحضرت کا امتی بتاتے ہیں۔ نہ صاحب مذہب وہابی دین جدید۔ دوم..... لیست خلفنہم کا وعدہ قیامت تک ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی اپنے کو خاتم الخلفاء بتاتے ہیں۔ پس اختلاف ختم ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ تو خاتم الخلفاء نہ ہوں اور مرزا قادیانی ہوں۔ پھر آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ نبیوں کے آنے کا سلسلہ ختم نہ ہو گا وہ قیامت تک آتے رہیں گے مگر یہ ناقص نبی ہوں گے نہ کمال۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ کمال خلافت کا خاتمہ کس پر ہوا خود مرزا اور مرزائیوں کے قول کے موافق آنحضرت ﷺ پر خلافت کاملہ کا خاتمہ ہوا ہے اور مرزا قادیانی پر خلافت ناقصہ کا تو یہ عجیب حماقت ہے کہ خلافت کاملہ کے ہوتے خلافت ناقصہ قائم رہ سکے گویا خلافت (نبوت) میں کمال اور نقص دونوں موجود رہے۔ اور اجتماع ضدین ہو گیا اور خدائے تعالیٰ نے تو نہیں بلکہ آسانی ہاپ نے انسانوں کو دو متضاد نبوتوں کی شریعتوں کا مکلف بتایا۔

کس کس کی حماقت و تقاض کارونا روایا جائے۔ عقل سلیم اور ذہن مستقیم تو مرزائی طلسم کو طرفہ الحین میں توڑ سکتا ہے۔ گھامڑوں اور بلید الطہوں اور ہاتھی کے روٹ میں حصہ لگانے والوں کی ہم کہتے نہیں نہ وہ سمجھ سکتے ہیں ان سے تو خدا ہی کہے۔

۴ تیرہ سو برس میں کس قدر مجدد آئے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کتاب عمل مصفی جو مرزا قادیانی کے ایک مرید کے خیالات و افکار کا نتیجہ ہے۔ ایک ہیئت کتاب اور ہائیکل کی طرح ایک مجموعہ ہے جس میں المظلم بجز صداقت کے سب کچھ بھرا ہوا ہے مگر جس طرح نپے اور ٹھمری اور خیال اور دہریت وغیرہ ایک ہی ام اور سر پر ختم ہوتے ہیں اگرچہ بیچ میں بہت سے ٹھیکے اور گتیں بناتے ہیں اور طرح طرح کے تان اوڑتے ہیں۔ اسی طرح اس کتاب کے تمام ابواب و مباحث مرزا قادیانی کی مجددیت اور نبوت وغیرہ کے ثبوت پر ختم ہوئے ہیں۔

اس کتاب میں نام بنام بتایا ہے کہ ہر صدی میں کتنے مجدد آئے۔ یعنی پہلی صدی میں ۴۰، دوسری میں ۱۱، تیسری میں ۱۰، چوتھی میں ۱۱، پانچویں میں ۶، چھٹی میں ۷، ساتویں میں ۷، آٹھویں میں ۴، نویں میں ۳، دسویں میں ۳، گیارہویں میں ۳، بارہویں میں ۷، تیرہویں میں ۵، یہ سب ۱۸ مجدد ہوئے ان میں بعض ایسے بھی ہیں جن کو صاحب عمل مصفی نے مجدد بتایا ہے۔ مثلاً شاہ عبدالعزیز صاحب، شاہ رفیع الدین صاحب، شاہ عبدالقادر صاحب جن کو کسی نے مجدد نہیں مانا۔ ہم

کہتے ہیں علاوہ ۸۱ مجددوں کے ہزاروں مجدد گزرے۔ وہ کون ہیں علماء و فضلاء، وہ حقانی علماء جو محض خلوص سے حسینۃ اللہ لوگوں کو کتاب و سنت کے موافق و حفظ و تقیین کرتے ہیں اور بھولی ہوئی توحید و سنت یاد دلاتے ہیں۔ یعنی عقائد عامہ کی تجدید کرتے ہیں۔ شرک و بدعت سے روکتے ہیں۔

ذرا یہ تو بتائیے کیا مذکورہ بالا مجددوں میں سے کسی نے قرآن و حدیث کی ترمیم کی ہے۔ کسی نے آیات قرآنی کا مورد و صدق بجائے آنحضرت ﷺ کے اپنے کو بتایا ہے۔ کیا کسی نے تصویر پرستی کو رواج دیا ہے۔ کیا کسی نے فرائض حج وغیرہ کو ساقط کیا ہے۔ کیا کسی نے نبوت و مہدویت و مسیحیت اور غیب دانی کا دعویٰ کیا ہے اور لوگوں کی موت کی پیشینگوئیاں کی ہیں جن میں سے ایک بھی پوری نہیں ہوئی۔ جب آپ اپنے دعوے کے ثبوت میں اور مجددوں کو پیش کرتے ہیں تو یہ ثابت کرنا بھی آپ کا فرض ہے کہ تمام مجددوں نے یہی دعوے کئے ہیں جو میں نے کئے۔ پھر حماقت تو دیکھئے کہ مرزا قادیانی اپنے کو ویسی مسیح سے افضل بتاتے ہیں۔ حضرت امام حسینؑ تو کوئی چیز ہی نہیں۔ ان سے تو آپ ہر طرح افضل ہیں۔ (یہ منہ اور گرم مصالحو) اور مجددوں کو اپنی تصدیق کے لئے پیش کرتے ہیں۔ انبیاء و تو بہر نوح مجددوں سے افضل ہی ہوتے ہیں۔

کیونکہ مجددان کے امتی ہوتے ہیں۔ مذکورہ بالا تمام مجدد آنحضرت ﷺ کے امتی تھے حالانکہ خود بدولت نبی ہیں۔ گویا اپنے کو ترقی سے منزل میں گرا رہے ہیں۔ نبی اور مجدد میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے یعنی ہر نبی مجدد ہے۔ اور ہر مجدد نبی نہیں اور نہ کسی مجدد نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ برخلاف مجددین کے، جن مکاروں و جالوں نے نبوت اور مہدویت اور موعودیت کا دعویٰ کیا اور فی النار ہوئے۔ مثلاً مسیحیہ، الکذاب، اسود عیسیٰ اور مہدیان کذاب عرب و سوڈان وغیرہ۔ آپ نے ان کا مطلق ذکر نہیں کیا نہ کسی مرزائی کتاب میں ان طہرین مرتدین کا ذکر ہوتا ہے۔ منصب مرزائی تو اس امر کا متقاضی تھا کہ آپ اپنے ہم پیشہ جالوں کا ذکر کرتے۔ مگر کیوں کرتے پانی مرتا ہے۔ اگر مرزا اور مرزائی دجالوں اور جھوٹے مہدیوں کی تفصیل بھی کسی کتاب میں اسی طرح لکھیں جس طرح مجددوں کی تفصیل لکھی ہے تو ہم ایک سو روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں۔ "ولن نفعلوا۔"

انشاء اللہ

خوف یہ ہے کہ جب آپ گزشتہ ذجالوں کی لائف شائع کریں گے تو خود مریدین ان کے کیریکٹر کو آپ کے کیریکٹر سے ملائیں گے اور سرسوفرق بتائیں گے۔ پس بروایت کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ اور اس وقت جس قدر بچرے میں کیتر ہیں پھر ہو جائیں گے۔

انبیاء بھی برے، اولیاء بھی برے، ائمہ بھی برے، مگر جھوٹے مہدی اور دجال اچھے اور

سب مرزا قادیانی کے جدا مجد اور مورث، جیسی تو ان کے نام لینے سے بھی زبان مفلوج ہوتی ہے۔ گویا وہ مرزائیوں کے یقینی اور روحانی مسلم مہدی اور موعود تھے۔

اگر مذکورہ مجددوں کو اسلامی جمہور نے مان لیا ہے تو دجالوں کو بھی ایک جم غفیر نے مہدی اور موعود مان لیا تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ایک جمہور کے مسلم مہدیوں کو تو نہ مانیں۔ اور دوسرے جمہور کے مسلم مجددوں کو مانیں۔ ذرا غور سے سمجھو مجددانہ مشرقیہ کیا سمجھا رہا ہے۔

عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو معاذ اللہ کوئی مجدد فی الدین تو کیا مارتا آپ کے اعلیٰ مورثوں (دجالوں) نے بھی نہیں مارا۔ مجدد بن کر یہ تجدید آپ نے ضرور کی۔ بھلا دجالوں کی رو میں کیا خوش ہوں گی کہ آپ ان کے نقش قدم پر نہیں چلے۔ وہ تو ضرور آپ پر لعنت بھیجتے ہوں گے اور افسوس کرتے ہوں گے کہ کیسا اکلوتا فرزند ہمارے صلب سے پیدا ہوا جس نے ہم کو بدنامی کے گڑھے میں بے گور و کفن ٹھونس دیا۔ مر گئے مردود قاتحہ نہ درود۔

مجدد ایک انسان ہوتا ہے جو مثل انبیاء علیہ السلام خطا اور غلطی سے محفوظ نہیں ہوتا۔ اس کا مرتبہ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا مجتہد کا۔ پس اس کا قول شریعت میں قطعی اور یقینی واجب العمل نہیں ہوتا۔ جب تک کتاب و سنت کی کوئی پر نہ کسا جائے اور نہ کسی مجدد نے ایسا دعویٰ کیا ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ واجب العمل ہے۔ اور جو شخص میرے قول پر نہ چلے گا وہ گمراہ اور تباری ہوگا۔ صرف آپ ہی ایسے مجدد ہیں کہ اپنے اقوال کو ہاتھ باریک واجب العمل ہونے کی قرآن وحدیث سے بڑھ کر بتاتے ہیں اور علی الاعلان دعویٰ کرتے ہیں کہ میں نبی ہوں۔ امام الزمان ہوں جو شخص مجھ پر ایمان نہیں لاتا وہ دنیا میں واجب القتل اور عاقبت میں جہنمی ہے۔

بتاؤ ۸۱۰ مجددوں میں سے کس کے قول پر علماء اور فضلاء فتویٰ دیتے ہیں۔ اہل اسلام زیادہ سے زیادہ یہی سمجھتے ہیں کہ وہ جو کچھ حالت جذب یا سلوک میں فرما گئے ہیں وہ ان کے حالات تھے جن کی تعبیر ہم عملاً نہیں کر سکتے اور تا موس شریعت کو وہ ہبہ نہیں لگا سکتے۔ ہاں ان کے جو افعال واقوال مطابق کتاب و سنت ہیں وہ واقعی واجب العمل ہیں۔

مرزا قادیانی نبی بن کر مجدد کیوں بنتے ہیں اور اپنے کو عالم ہالہ سے کیوں گراتے ہیں۔ اپنے کو انبیاء پر کیوں نہیں منطبق کرتے۔ وجہ یہ ہے کہ انبیاء نے معجزات دکھائے اور آپ کو معجزات کے نام سے جاڑہ چڑھتا ہے۔ نیچر آموچہ ہوتا ہے۔ عیسیٰ مسیح علیہ السلام اس لئے برے ہیں کہ ان کی صفت ”ابری الاکھمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ“ اور آپ اپنی تقریر میں فرمایا بھی چکے ہیں کہ اگر میں بھی چاہوں تو عیسیٰ مسیح کی طرح (مسمریزم وغیرہ) کے بہت سے

شعبدات دکھا سکتا ہوں مگر آپ نے اب تک خیر سے مداری کا پھنک ایک پھنک وہی نہ دکھایا جس معجزے کا نام آتا ہے تو آپ نبوت کے چولے کی چٹھاڑ کر کے اپنی چٹھڑیا پیر مسلمانہ الکذاب یا مہدی سوڈانی کی قبر پر چڑھا دیتے ہیں اور مجدد بن جاتے ہیں اور جب آپ کے کیریکٹر کے مقابلہ میں مجددوں کے افعال واقوال پیش کئے جاتے ہیں تو آپ نبی بن جاتے ہیں کہ مجھے سب کچھ جائز اور روا ہے اور تمام مجددین، مفسرین، محدثین غلطی پر ہیں تو آپ کا حال بالکل مولانا روم کے اس شعر کے موافق ہے۔

گر نہی بنارش بگوید طائر م

در بئر گوئیش گوید اشترم

یعنی شتر مرغ پر اگر تو بوجھ لادے گا تو وہ بازو پھٹھٹا کر یہ طڈر کرے گا کہ میں طائر ہوں اور طائر پر کوئی بوجھ نہیں لادتا۔ اور اگر یہ کہے گا کہ از تو وہ بلبلا کر اور ہنڈا سامنہ کھول کر کہے گا کہ میں اونٹ ہوں اور اونٹ از نہیں سکتا۔ پس آپ ہی کے قول سے ثابت ہو گیا کہ نہ آپ نبی ہیں نہ مجدد ہیں۔ بلکہ ایک حیلہ گردین بد نیا فروش ہیں۔

تعارف مضامین ضمیمہ شہنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ اگست کے شمارہ نمبر ۳۱ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی پر فرد جرم کی تکمیل۔	پیہ اخبار!
.....۲	مرزا قادیانی کا انوکھا الہام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	نبی اور ولی کے الہام میں فرق۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مرزا قادیانی پر فرد جرم کی تکمیل

پیہ اخبار!

یوں تو مرزا قادیانی پر مقدمہ لائبل میں رائے چند ولال صاحب مجسٹریٹ نے مرزا قادیانی پر فرد جرم عائد کر دی تھی لیکن مرزائی صاحبان اس کے قائل نہ ہوتے تھے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی غیر حاضری میں فرد جرم لگتی تھی۔ آخر مرزا قادیانی کی دعوات سحری نے مجسٹریٹ موصوف کو (بقول ان کے مریدوں کے) تبدیل کرادیا۔ اور ان کی جگہ بابو آتمارام صاحب

تشریف لائے۔ مرزا قادیانی نے دفعہ (۳۵۰) ضابطہ فوجداری کی آڑ میں دوبارہ تحقیقات ہونے کی درخواست کی اور خیال کیا کہ اس لمبی دوڑ میں ممکن ہے کہ فریق مقابل ٹھک جائے اور یوں مقدمات سے نجات ملے۔ لیکن بہادر حریف نے پھر بھی حوصلہ نہ ہارا اور مردانہ وار مقابلہ کرتا رہا۔ آخر شہادت استغاثہ دوبارہ ختم ہوئی اور وہ مرحلہ پہنچا۔ جہاں مرزا قادیانی مارے ڈر کے مرض شدید میں مبتلا ہو گئے تھے۔ چنانچہ ۲۹ جولائی کو مولوی غلام محمد صاحب آخری گواہ استغاثہ کی شہادت ختم ہو گئی اور فرد جرم کی نوبت پہنچ گئی۔ جون ہی شہادت ختم ہوئی تو مرزا قادیانی کے وکلاء نے دہائی چچا دی کہ طرمان کو اسی مرحلہ پر بری کیا جائے اور صفائی طلب نہ ہو۔

اس بارے میں طرمان کی طرف سے ایک درخواست بھی گزری۔ اور ایک لہجہ چڑا تحریری بیان بھی داخل کیا گیا۔ اور علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے خود بھی اس روز زبان کھولی۔ اور کچھ معذرت ظاہر کی کہ میں نے جو کچھ لکھا تک سچی سے لکھا۔ اور اپنے بیچارے کے لئے لکھا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن صاحب مجسٹریٹ فرد قرداد جرم مرتبہ مجسٹریٹ سابق مرزا قادیانی کو سنا دی۔ اور جواب بھی لے لیا۔ اور وکلاء طرمان کو کہا کہ میں آپ کو بحث کا موقع دوں گا۔ چنانچہ بحث کے لئے ۳ اگست مقرر ہوئی۔ ۴ کو بحث وکلاء فریقین سنی گئی۔ اور حکم ہوا کہ ۶ اگست کو مناسب حکم ہوگا۔

اس تاریخ کو دور دراز موضع سے بہت سے مرزائی صاحبان جمع ہو گئے تھے۔ کیونکہ مرزائیوں میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ آج مرزا قادیانی کو بری ہو جانا ہے۔ (شاید کوئی الہام ہوا ہوگا) لیکن برعکس اس کے اس تاریخ کو صاحب مجسٹریٹ نے فرد قرداد کی تکمیل کر کے طرمان کا بیان لے لیا۔ کہ وہ صفائی پیش کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ زبردفعہ ۳۵۶ ضابطہ فوجداری کو اہان ذیل مکرر جرح کے لئے طلب ہوئے۔ مولوی برکت علی صاحب بی اے مصنف اہالہ۔ مولوی غلام محمد صاحب قاضی چکوال۔ مولوی محمد جی صاحب قاضی جہلم، تاریخ پیشی مقدمہ ۱۸۰۱۵ اگست مقرر ہوئی۔ اس کے بعد گواہان صفائی کے لئے تاریخ ہوگی۔

۲ مرزا قادیانی کا انوکھا الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا زمین پر آنا اور تمام طاغوت کا وجود قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ ”فغطني فبلغ مني الجهد“ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے سینے سے لگا کر ایسا نچوڑا کہ میں سینے سینے ہو گیا اور پوری طاقت صرف ہو گئی اور حدیث حظلہ میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ”والذي نفسي بيده لو قدمون علي ما تكونون عندي

لصافحتکم الملائكة على فرشكم وفي طرقكم ولكن يا حنظلة ساعة وساعة ثلاث مرآة فاشار الى ان لا حوال لا تدوم" "ہم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ہماری جان ہے اگر تم اس حالت میں روجس میں میرے حضور رہے ہو تو ملائکہ تمہارے پچھلوں، تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہ (آپ نے تین بار سادہ سادہ و سادہ فرمایا) پھر اشارہ فرمایا کہ حالات (تجلیات) کو دوام نہیں ہے لیکن مرزا قادیانی زمین پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے نزول کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ اپنے اوپر الہام اور وحی کے دو گھڑے برسنے کے مدعی ہیں۔ جی بجا ہے۔ آسمانی باپ نے فلک الافلاک سے ٹیلی فون لگا رکھا ہے جس کے ذریعہ سے بذات خاص لے پالک کے ساتھ کاٹا پھوسی کرتا رہتا ہے۔

چنانچہ اپنی آسمانی کتاب (توضیح المرام ص ۲۹، ۳۳، ۶۸، ۷۲، خزائن ج ۳ ص ۶۷، ۶۸، ۷۸، ۸۸، ۸۹، ۹۰) میں لکھتے ہیں کہ: "جبریل اپنے ہیڈ کوارٹر اور روشن نیزہ سے کبھی جدا نہیں ہوتا اور خدا اور بندے کی محبت کے زرد مادہ سے جو تیسری چیز پیدا ہوتی ہے اسی کا نام روح القدس ہے اور وہی روح امین ہے۔ اسی کا نام شدید التقوی اور ذوالافتخ الاصلی اور رمای مارای ہے اور جبریل نور آفتاب کی طرح ہر انسان پر اس کے حسب استعداد اپنا اثر ڈالتا ہے۔ اور کوئی نفس بشر دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو جتنی کہ مجاہدین پر بھی جبریل کا اثر فی الواقع ہے اور جس سے کوئی قاسق اور پرلے درجہ کا بدکار باہر نہیں۔ حتیٰ کہ کچھیاں بھی بس اونٹنی سے اونٹنی مر جے کے ولی پر بھی جبریل ہی وحی کی تاثیر ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء کے دل پر ہی وحی ڈالتا رہتا ہے اور فرق صرف آرسی کے شخصے اور بڑے آئینے کا ہے۔"

وہی بات ہے کہ ملی کے خواب میں سمجھنے والے۔ الہام اور وحی میں زور اور مادہ اور رٹھیوں کا ذکر آپ کی فطرت کا اظہار کر رہا ہے۔ آپ آسمانی باپ کے لے پالک ہیں تا۔ پھر زور اور مادہ کا ذکر کیوں نہ ہو۔ بے شک آسمانی باپ جو لے پالک پر الہام کرتا ہے اور شیطان جو ایک سچھی پر الہام کرتا ہے ان دونوں الہاموں میں کچھ فرق نہیں لیکن اولیاء اور انبیاء کے الہام کو ایسا کہنا خطا معاف قرطہ الاکتیس ہے اور مرزا قادیانی نے درحقیقت اپنا تجربہ بیان کیا ہے کہ جو آسمانی باپ رٹھیوں پر الہام کرتا ہے وہی اپنے لے پالک پر کرتا ہے۔ خدا اور بندے کی محبت کے (معاذ اللہ) سچھی کھانے سے تیسری چیز (روح القدس) پیدا ہوتی ہے۔ آپ نے یہ حلیٹ اپنی امت کے لئے گھڑی فرمائیے صیانتوں کے لئے کیا باقی چھوڑا۔ لاجول ولاقوۃ کس قدر نخواستہ اور گندے اور خوش خیالات ہیں۔ شرم چہ کنی است۔

۳ نبی اور ولی کے الہام میں فرق

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنی کتاب براین کے ص ۲۳۳، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳ میں لکھتے ہیں کہ ”جیسے ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف نہیں ہوتا اسی طرح اولیاء کا الہام شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف نہیں ہو سکتا۔ اور اس کو موجب علم قطعی نہ جانتا دوسرہ ہے“ اس سے مرزا قادیانی کی یہ مراد ہے کہ نبی اور ولی کے الہام میں کچھ فرق نہیں۔ افسوس ہے کہ اس اذعان سے مرزا قادیانی مرتبہ نبوت پست کر رہے ہیں یعنی اپنے کو بجائے نبی کے ولی بنا رہے ہیں اور تمام اولیاء کا مرتبہ بڑھا رہے ہیں۔ یعنی ان کو انبیاء قرار دے رہے ہیں۔ اول تو یہ اولیاء پر اتہام اور تفسیر قول مالا یرضی بہ القائل ہے کیونکہ کسی نبی خصوصاً خلفاء اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اپنے کو نبی قرار نہیں دیا اور کیونکر ممکن تھا کہ وہ باوصف امتی ہونے کے نبی بن جاتے اور اپنے کو انبیاء خصوصاً خاتم النبیین ﷺ کا ہمسرا بناتے۔

دوم..... کلام مجید میں ہے ”ان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم“ اس سے یہ بات مستحکم ہوئی کہ اولیاء پر شیاطین وحی کر سکتے ہیں نہ کہ محاذ اللہ، انبیاء پر۔ کیونکہ انبیاء کا یہاں ذکر نہیں بلکہ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کی نسبت ”فینسخ الہ ما یلقى الشیطان“ وارد ہوا ہے یعنی انبیاء پر شیطان القاء کرے تو خدائے تعالیٰ اس کو رد کر دیتا ہے۔ تعجب ہے کہ مرزا قادیانی عیسیٰ مسیح سے تو اپنے کو افضل بتائیں بلکہ ان کی خدمت تو جن کریں اور حضرت امام حسین پر بھی اپنے کو فضیلت دیں اور بدبختی سے اولیاء کی صف میں بیٹھیں۔ اولیاء اللہ تو لاکھوں گزر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی بھی انہیں میں رہے تو کیا کمال کیا۔

ان کا منہسی فرض تھا کہ جس طرح مسیح علیہ السلام کو گالیاں دی ہیں۔ اسی طرح تمام اولیاء اللہ کو اس سرے سے لیکر اس سرے تک تو چین کی ایک ہی لاشی سے ہانکتے تاکہ مرزا انہوں کے دل میں ان کی وقعت بڑھتی کیونکہ ان کی نبوت اور مسیحیت اور بروزیت کا اتوم اعظم سب و لعن ہے اور اسی سے دنیا میں ان کی شہرت ہو رہی ہے اور فرض تبلیغ ادا ہو رہا ہے۔

انبیاء کی تو توہین کی جاتی ہے اور اولیاء کی تعظیم۔ عیسیٰ مسیح تو جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں نبی کیا معنی ولی بھی نہ ٹھہرائے جائیں۔ اور اولیاء اللہ کو نبی بنا دیا جائے۔ اس کی لم یہ ہے کہ چند روز میں جس قدر مرزائی ہیں ولی کیسے نبی بن جائیں گے اور مرزا قادیانی جو بافضل اپنے کو خاتم الخلفاء کہتے ہیں، خاتم الانبیاء ہوں گے۔ اور ان کے اس قول کا ظہور ہوگا کہ انبیاء ناقص قیامت تک پیدا

ہوتے رہیں گے۔ مگر نبی کامل بجز مرزا قادیانی کے کوئی نہیں ہوگا۔ سنو سنو نبوت ختم ہوگئی ہے مگر اولیاء اللہ کے وجود باوجود سے کوئی زمانہ خالی نہ ہوگا۔ یعنی آفتاب نبوت کی روشنی سے ذرے اکتساب نور کرتے رہیں گے لیکن مرزا قادیانی سے کوئی اقرار تو کرائے کہ ان کے زمانہ میں کسی ولی کا وجود پایا جاتا ہے۔ یا تو خود بدولت ولی ہیں یا شاید اپنے کسی مرزائی کو کامل ولی اور ناقص نبی بنا دیا ہو۔ سینکڑوں مرزائی اس الہام کے شہر ہیں کہ کب آسانی باپ ہم کو کامل ولی اور ناقص نبی بنا تا ہے۔ ہم کو کامل یقین ہے کہ سب سے پہلے کامل ولی اور ناقص نبی ہونے کا الہام حکیم الامتہ المرزائیہ کے حق میں ہوگا۔ اولیاء اللہ کو سب مسلمان مانتے ہیں۔ لہذا مرزا قادیانی نے بزعم خود ان کے خوش کرنے کے لئے تمام اولیاء اللہ کو انبیاء بنا دیا ہے۔ لیکن جب عیسیٰ مسیح کو گالیاں دینی شروع کیں تو مرزا کو ملعون سمجھنا مسلمانوں کا فرض ہوا اور ان کو یقین ہو گیا کہ انبیاء کو جو مردود گالیاں دینا ہے وہ اولیاء کو کیوں گالیاں نہ دے گا۔

معلوم نہیں اولیاء اللہ کا ذکر بار بار کیوں کیا جاتا ہے اور کیوں ان کو نبی بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ محض دعوے سے نہ کوئی نبی بن سکتا ہے نہ ولی۔ جب تک ہارتہ توفیق و تصدیق الہی اس کے ساتھ نہ ہو میں نبی ہوں میں مثل اسح ہوں اور ایں ہمہ میں دیسا ہی ولی ہوں جیسے اور اولیاء گزرے ہیں محض ایک خط اور مانچو لیا اور تناقض دعوے ہیں۔ خوب یاد رکھو ولی کو نبی بنانا غلام کو آقا بنانا ہے اور باعتبار امتی ہونے کے عام مسلمانوں اور اولیاء اللہ میں مطلق فرق نہیں۔

تعارف مضامین ضمیرہ فحشہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۲۴ اگست کے شمارہ نمبر ۳۲ کے مضامین

.....۱	آئینہ کمالات قادیانی ص ۵۵ دیکھو۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	وہی حیات مسیح۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	حدیث شریف میں رجل فارس سے کیا مراد ہے؟	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱..... آئینہ کمالات قادیانی ص ۵۵، خزائن ج ۵ ص ۵۵ دیکھو

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الاہ قادیانی یا لیکن روز قیامت را	چگونه ترک کردی راه اسلام و سلامت را
-----------------------------------	-------------------------------------

نفاق از دل فگن بگزار شوخی و شرارت را	بدہ درسینہ جا اخلاص و تقویٰ و طہارت را
بدرکن از دماغ خویشتن زعم نبوت را	میر در سر چو ترسارہ خیالات نبوت را
دگر کورانہ می پنداری این اجماع امت را	ز جہل خود نداری باور اخبار شریعت را
مگستر دام دعوای مسلمانن بہ خوردن	مکن شائع چو تجار فرنگ اعلان بیعت را
بہ صدق دل مریدان مرسل یزدانیت خوانند	عبث منہفت لے دجال دعوای رسالت را
بہ جزوی و پروزی ملتہس دعوای خود سازی	باین مکرو حیل خدمت کنی اہل بلاد را
زدجالان موعود آمدی بجای ایمرک	بلا و امتحان اہل ایمان و صداقت را
نزول وحی بر خود مثل وحی انبیاء گوئی	صدایا بہر خود داری منم مہور دعوت را
وزان الہام و وحی خودسیہ اوراق گردانی	رسولے نیستم میگوئی لے دجال خدمت را
نیاوردم کتابے حسب عادت ہم غلط گفتی	بلے تبدیل کردن سخت دشوار ست عادت را
گزینی جایے اینیت کنی ترک عبودیت	کہ این نخوت کند ابلیس ہر اہل عبادت را
یہودی باشد آن بر صلیب آرد مسیحا را	بہ عیسی شدن گشتی مخالف دین و ملت را
ز پیر نیچری مرگ و صلیب عیسی آوردی	نہادی چون علم بردوش تجدید امامت را
خداوند اینہانت زین یہودی کیش عیسی کش	کر بر روح و رسولت تہمتے بندو اذیت را
چو عجل سامری لہو و لعاب گوید با مجازش	بہ حق آن مکرم مے پسندد این مذلت را
بخواند انما الاعمال بالنیات ہاز از کیں	ہمی بد ذات گوید عالمان نیک نیت را
چو چشم حق شنسی نور عرفانش نہ بخشیند	بہ گفت اعنی و مشرک از خیالت خیر امت را
اگر عمر تو ہشتادست پانچ ونود سندی	ز در گاہ خدا کیند متین پندار مہلت را
منہ دل در تقم ہائے دنیا گر خواہی	مخور بلنام روغن جاکے روغن عیش و عشرت را
بہ مال مرد مال خوردن پر افسوس و عدا کرتن	فرامش کردہ لے ابو الفضول آن یوم عسرت را
براہین تو یک از دہ سر لاجست همچنان مردہ	بدہ واپس زر خوردہ بکن توشہ قناعت را
اگر مہدی و ساموری نہ بہر عشرت دنیا	بروں آ اندرون خانہ ماموری چہ خدمت را
ہر اے نفس خود عزت ہم خواہی بہر کارے	ولے حق میفر ستند میدم سوئے تو نلت را
نگاہ رحمت جانان بود بر عاشق صادق	ولیکن چون توئی کہ یابد این رشد و سعادت را

بسریخ خودی خود روی آنگو نه بنها دی	زهر شاخش همی یابی بر نفرین ولعنت را
مسلمانان په دارین امن و عافیت خوانند	به حرص گمراجه لبون تو میخوای مصیبت را
اگر ممکن بود از سینا ات برداشتن پرده	به بیند اندران هر کس نفاق و خبث طینت را
زرمالی خود بگذر ز روز حشر یاد آور	بترس از حق بنه از سرغرور و کبر و نخوت را
ز خوف حاکم ضلع آنجان در باختی زهره	که گفتی الوداع دائمی رمل و کهنانت را
نخواهم در حق کس هیچگاه الهام اندازی	نخواهم بر کسے گله دعای بد اجابت را
سپه رو پیش هر کس گشتی له کتاب تقوا شست	خبر آب توبه صدق این سیاهی ندامت را
غلط اخبار سوے بستم در بستم ^{۴۰۰} انبیاء بندی	که فتح انگاشتند ایشان به سلطانی هزیمت را
معاذ الله یعنی انبیاء از حق نبی باشند	کنی نسبت بذات پاک خالق کذب و تهمت را
بعیسی درده تعلیم دین ناکام شد گوئی	بذات و نهی صد عیب تحصیل فضیلت را
حقیقت هلاک نجال و خروء بر توروشن شد	ز فهم مصطفی برتر گماری آن حقیقت را
چه کله دنیا چه لقا باید به قصر و طول عمر از جاه	که بهر نوح الف و شصت و سه خیر البریت را
شدی دور از عبادت با وجود قرب عبد الله	چه سود از رهبر کامل تهید ستان قسمت را
علم افراشتی ابنیت حق راز بهر خود	جری الله گردیدی همین پندار و جرأت را
بایس ابنیت نه تصویر هلاک خویش گوناگون	به علم مے کئی ظلم اشاعت شرک و بدعت را
مسیح و مهدی و حارث نبی گشتی ولد گشتی	شکم سیرت نمیگردد به هیچ له چوبه مترا
بشیر نتوان کنانرا تو عموائیل مے گفتی	کیان الله نازل ز آسمان شد داغ فرقت را
به پیشین گوئی این سچ و نیز آتیم و سلطان	سیاهی هازرمالی به رخ مالیده تنرا
بشیرت دختره آمد ز بلر اولیس پیدا	پسر از بار ثانی آمد آبادی تربیت را
پسر گفتی و په در په بو دختر باز زائیدی	به بخت و از گوشت دائما راه است نکبت را
بر آمد هفت بر نه سال و عموائیل نامد باز	بگوا کنوں چه دانی حیلہ آن نه ساله عدت را
تو شیر نیستان به حیاتی آمدی ز اول	به مکر شیمو خو ثابت نمودی این اضافت را
چه مے سوزی ز بهر زوجه الهامیت نادان	بدل گر غیرتے داری بگیری ان وصل و قربت را
زن الهامیت در خانه سلطانتس بلر آور	چه مے باشد لقب همچوں تو دون به حییت را

بیمیت ہم ردیف آمد چسبانت لمت و نصرت	بہ نیت قلفیہ کردی چو ملت راو نصرت را
مصفاک نظرہ باید کہ تا گوهر شود پیدا	بنمود این جمع کلف و تاسبگی اصحاب ملت را
تنہی نیندی دارد باین مصراع الہامی	چنین مصراع زبید همچین باب نبوت را
الاے صاحب دانش کہ فہم فارسی داری	توانی کربزین اندازہ اش تانی لیاقت را
زہائے مختفی ملفوظ نتواند جدا کردن	نظر کن بر زبان او فصاحت را طلاقت را
چنان آبلہ کہ نکند ہیچ فرق از اہل تا اہلہ	بگفت اے ابلہ بگریزم اظہار جہالت را
بہ بین آئینہ و دریک تصیداہ خوان کمالاتش	چہ خوش بستہ تہر مفعول از روئے فصاحت را
غیور اسم خدا داین ہم صحیحش بر زبان نلید	نظر کن دعوائے الہام این نااہل غیرت را
چگونہ ابن مریم گشت سندی بیگ رابنگز	کشادہ النقلہ در بیوگی ملب ولادت را
زشرقتنہ دجالی سوئے حق پناہ آور	دعاکن سعیدیا کہ وعدہ فرمودہ استجابت را

(حاشیہ جات گزشتہ اشعار)

- ۱۔ یہ مصرعے کا دیبانی کا ہے چونکہ اہل عبادت کو نوحۃ الیسیں بنا دیتی ہے اس لئے کا دیبانی نے عبادت چھوڑ کر ایبیت اختیار کی ہے۔ فلعلنہ اللہ علی الظالمین والمتکبرین۔
- ۲۔ جب آپ علماء کو بدذات وغیرہ الفاظ سے یاد کرتا ہے تو نیک نیت بنتا ہے اور جب علماء اس کی وجالیوں دیکھ کر ملامت کرتے ہیں تو ان کی نیت کا خیال نہیں کرتا ہے۔
- ۳۔ کا دیبانی کا اصلی نام ہے۔
- ۴۔ و جال کا شعر ہے۔

ہمہ در دور این عالم امان و عافیت خواهند

چہ افتقد این سرمارا کہ میخولعد معصیت را

(آئینہ کلمات اسلام ص ۵۶، جزآن ج ۵ ص ۵۶)

۵۔ کا دیبانی کا الہامی مصرع ہے کاف کے ساتھ جمع کیا ہے۔ بجز کتابچے کے اور کچھ حاصل نہیں یا تو حرف تا جا ہے اور یا کاف یعنی تا۔

۶۔ جیسا کہ مصرعے مگر روزے دہنت میوہ ہائے ہر حلاوت را اور بنام ذلیبر حوذرا کہ بازم داد جنت را اور مگر مدفوں پشرت راند ادند این فضیلت را۔ (ایضاً ص ۵۶، ۵۵ وغیرہ۔)

مناجات

اللہ ہی نور داز از بنیۃ ہر آفت را	براہ خود مدہ از کس رہے سویش مخالفت را
شرف نادہی بہ اسلام زہنہ احمد مرسل	بہ فضلت یلخود آرم در قیامت این شرافت را
عمہائے مراد دین وہم در دین مبارک کن	بدہ توفیق نیکی ہانگ سازم خوئے وخصلت را
بضاعت ہرچہ در بلمر ہمہ مزجاہ نکلارہ	امید بخشش از فضل تو بس این بے بضاعت را
ازیں دنیا لے فانی چوں بمن وقت رحیل آید	ادا سازم بتوحید از زبان و دل شہادت را
بہ نفس مطمئنہ از ملائکہ از جمعی شنوم	چنانم کن کہ ہندارم خلاص از سجن رحلت را
چو در گورم نہنندا حباب سوئے خفہ رو آرند	دلہا وحشت کدہ کن مونس من رحم در لقت را
پہل دوزخ کہ تیز ارتغیج دراہے بس ہراز آمد	مدد فرما کہ طے چوں برق سازم ان مسافت را
محمد را مقامہ نہ کہ محمودش لقب کردی	چو سر در سجدہ پیش تو نہنہ اذن شفاعت را
بہ فضل خویشتن اور افضیلت نہ وسیلت نہ	کہ حکمت شد بہ ہر کس ابتغای آن وسیلت را
تحیات و سلام از من بر وحش آن واصحابش	بہ آن نوعیکہ ماموریم تسلیم و تحیت را
یکہ از آلتش و از بلند گننت آمدہ سعوی	کشاندہ داود ابواب اذن نہ رضوان جنت را
بہ فرندوس بریں باندہ گننت میہمل بلشم	بہ دیظرت نظر بالاکنم لکمال نصرت را

۲ وہی حیات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم مطلوبہ ۱۷۲۳ جولائی میں حکیم الامت المرزائیہ نے کسی شخص کے سوال کے جواب میں آیت ”وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیداً“ کے وہی معنی کے جو تمام مرزائی کرتے ہیں۔ کیونکہ بروزیہ کا سارا پڑا وہی بگڑا ہوا ہے۔ چہرہ بروزی کا منہ ادھر ہی سب کا منہ۔ کیا معنی کہ جب خود بروزی کو حیات مع میں اپنی موت نظر آتی ہے تو بروزیوں کو کیوں نظر نہ آئے۔

ہم گزشتہ ضمیرہ میں وہ خرابیاں لکھ چکے ہیں جو مرزائیوں کی گھڑے ہوئے معنی لینے سے پیدا ہوتی ہیں یعنی تمام اہل کتاب عیسائی کے قتل پر اپنے مرنے سے پہلے ایمان رکھتے ہیں۔ اگر بہ کی ضمیر قتل کی جانب اور موت کی ضمیر اہل کتاب کی جانب ہے تو کیوں علیہم شہیداً کی ضمیر کس کی جانب ہوگی؟ مرزائی بھی بجز اس کے چارہ نہیں دیکھتے کہ کیوں کی ضمیر عیسائی علیہ السلام کی جانب

پھیریں کہ قیامت کے روز عیسیٰ علیہ السلام اہل کتاب کے ایمان لانے پر گواہ ہوں گے اور اگر اب یہ کی ضمیر قتل کی جانب ہوگی۔ تو علیہم کی جگہ علیہ ہونا چاہئے۔ ورنہ آیہ کے کچھ معنی نہ ہوں گے کیونکہ عیسیٰ مسیح کس بات کے گواہ ہوں گے۔ اگر کہ قتل و صلب کے گواہ ہوں گے تو قرآن مجید اس کی نفی کر چکا ہے ”وما قتلوه وما صلبوه اور وما قتلوه یقیناً“ اور اگر کہو یکنون کی ضمیر قتل کی جانب ہے تو قتل کا گواہ ہونا چہ معنی دارد۔

کیا قتل بھی کوئی وجود محض ہو جائے گا۔ پھر ”لیقول منن“ کے معنی حال کے اور یکنون کے معنی استقبال کے لینے سے کلام باری میں نقص پیدا ہوتا ہے۔ معنی یہی ہوں گے کہ کل اہل کتاب قتل اور صلب پر ایمان رکھتے ہیں اور عیسیٰ مسیح یا قتل و صلب قیامت میں گواہ ہوں گے۔ قتل و صلب تو یہ کہیں گے کہ ہاں ہم نے قتل کیا اور عیسیٰ مسیح کہیں گے کہ میں متحمل و مصلوب ہوا۔ کس قدر لغو معنی ہیں کیونکہ جب حسب آیہ ”وما قتلوه یقیناً“ عیسیٰ مسیح قتل ہی نہیں کئے گئے تو شہادت کیسی؟ یہ عجیب بات ہے کہ اہل کتاب تو قتل و صلب پر ایمان رکھتے ہیں نہ کہ مسیح پر اور ان کے ایمان لانے کی شہادت دیں گے عیسیٰ مسیح۔ مارے گھٹنا چھوٹے آٹکھ اور ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ ایمان انبیاء پر لایا جاتا ہے نہ کہ ان کے زمانہ کے حوادث پر۔

حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح جب دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو تمام اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ یعنی جو اہل کتاب مر گئے ہیں کیا وہ بھی دوبارہ زندہ ہوں گے۔ کتنا لغو اعتراض ہے۔ مقصود اس زمانہ کے اہل کتاب کا ایمان لانا ہے جو مسیح موعود کے وقت ہوں گے۔ کیونکہ عیسیٰ مسیح کے باب میں اہل کتاب کے مابین اختلاف رہا ہے جیسا کہ ”وان الذین اختلفوا فیہ“ سے ثابت ہے۔ اب مسیح کے دوبارہ آنے پر وہ اختلاف مٹ جائے گا اور تمام اہل کتاب جو اس وقت موجود ہوں گے یکساں بلا تکبر ایمان لائیں گے۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ مرزا اور مرزائیوں پر دوسری مصیبت پر آپڑی کہ عیسیٰ مسیح زندہ بھی ہیں اور تمام اہل کتاب ان پر ایمان بھی لائیں گے اور ان کے مقابلہ میں بروزی صاحب چند روز میں مر بھی جائیں گے۔ اور کوئی اہل کتاب ان کے نام پر اٹھارواں دلائی بوٹ بھی نہ مارے گا۔ بروزی صاحب جو عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو مارتے ہیں تو اب اپنی توہین کرتے ہیں ان کا فخر اس میں تھا کہ خود قیامت تک زعفر چبے اور جب عیسیٰ علیہ السلام بھی وفات پا گئے اور مرزا قادیانی کے لئے بھی یہی دن دھرا ہے تو بروزیت کا کونسا تیر مارا اور کس منہ سے بھنکارتے ہیں کہ میں عیسیٰ مسیح علیہ

السلام سے افضل ہوں۔ پس لے پالک کا کام ہے کہ آسمانی باپ سے ایسا لٹکا سکیے کہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہ کر عاقبت کے بورے سمیٹے۔

حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں اہل کتاب کی نسبت ”والقیینا بینہم العداۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ“ وارد ہے تو تمام اہل کتاب عیسیٰ مسیح علیہ السلام پر کیونکر با اتفاق ایمان لاسکتے ہیں۔ یہودی تو مسیح کی نبوت کے بھی قائل نہیں بلکہ ان کو معاذ اللہ طعون ٹھہراتے ہیں اور عیسائی ان کو خدا بناتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہی مسیح علیہ السلام کے مکرر آنے کا اعجاز ہوگا کہ تمام اہل کتاب متفق ہو جائیں گے اور وہ اختلاف جو اوپر کی آیہ میں جناب باری نے بیان فرمایا ہے مٹ جائے گا۔ جیسا کہ ہم ابھی ابھی لکھ چکے۔

دوم..... کسی قوم کا ایک نبی پر بالاتفاق ایمان لانا فروعی اختلاف کا مانع نہیں۔ تمام یورپ و امریکا مسیح پر ایمان رکھتا ہے مگر ان کے آپس میں اختلاف ہے۔ کوئی پروٹسٹنٹ کوئی رومن کیٹھولک کوئی گریگ خود مسلمانوں میں ۲۷ فرقہ ہیں مگر خدا و رسول پر ایمان لانے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ مرزائیوں میں بھی اختلاف ہے جیسا کہ ہمارا تجربہ ہے کہ بعض تو مرزا قادیانی کو نہ صرف رسول بلکہ خاتم الرسل یقین کرتے ہیں اور بعض ان کے منکر ہیں۔ دیکھو گھر ہی میں پھوٹ ہے۔ ”والقیینا بینہم العداۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ“ کے مصداق ہیں اور اگر وہ ہمارے سامنے تفتیح کرتے ہیں تو شیعہ ہیں نہ کہ مرزائی۔ مرزا قادیانی کا کام ہے کہ ایسے منافقوں کو یکے مرزائی بنا لیں۔ یہ جواب ہم نے الزامی طور پر دیا ہے ورنہ درحقیقت حقیقی مسیح موعود کے آنے پر تمام اختلافات مٹ جائیں گے اور سچے دین کی روشنی ساری دنیا میں پھیل جائے گی اور اس وقت جو شب کو ران شہر سیرت موجود ہوں گی سب کونوں کھدروں میں گھس جائیں گے بلکہ کافور ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

۳ حدیث شریف میں رجل فارس سے کیا مراد ہے؟

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے ”لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من فارس“ ایمان اگر ثریا کے ساتھ بھی لٹکا ہوا ہوگا تو اس کو فارس کا ایک رجل حاصل کرے گا۔ پھر مرزا قادیانی (برہن احمدیہ میں ۳۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۲۲ اور ازالۃ الادہام ص ۲۱، ۶۵، خزائن ج ۳ ص ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷) میں دعوے کرتے ہیں کہ اس حدیث کے موافق رجل فارس سے مراد میں ہوں حالانکہ آپ ہندی نژاد ہیں اور اپنے کو چینی الاصل مغل بتاتے ہیں۔ باوجودیکہ

محدثین کبار۔ بخاری مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارقطنی، حاکم، بیہقی سب کے سب رجل فارس تھے۔ عجب ہے حدیث شریف کے مصداق وہ تو نہ ہوں اور مرزا قادیانی ہوں۔

اب ہم مرزا قادیانی سے پوچھتے ہیں کہ حدیث شریف میں جو دجالوں ٹھٹھوں بطور پیشینگوئی وارد ہوا ہے تو اس کے مصداق کون لوگ ہیں۔ کیا وہی نہیں ہیں جنہوں نے مرزا قادیانی کی طرح مہدی اور مسیح بننے کے دعوے کئے اور حقاء اور سہاء اور سہاء کا جم غفیر ان کے ساتھ ہو لیا اور بالآخر چند روز میں فی النار ہو گئے۔ انہوں نے اپنے کو مہدی بتایا مگر دجال نکلے۔ پس کیا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی دجال نہیں ہیں۔ اگر وہ مہدی تھے تو مرزا قادیانی بھی مہدی ہیں۔ خود مرزا قادیانی ایمان سے کہیں کہ وہ دجال نہ تھے۔ ۱۳ نومبر میں جس قدر دجال گزرے کسی نے اپنے کو دجال نہیں کہا۔ حالانکہ وہ حدیث شریف کی پیشینگوئی کے مصداق تھے۔ پھر مرزا قادیانی جو ان کی سنت اور نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ اپنی دجالیت کا اقرار کب کرنے والے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ مسیح موعود اور مہدی کی پیشینگوئی کے مصداق تو بہت سے ہوئے مگر دجالوں ٹھٹھوں کا مصداق ۱۳ نومبر میں ایک ہی نہ ہوا۔ مطلب کی حدیث پر تو ایمان اور جو حدیث مطلب کے مخالف ہوں اس کا انکار یومئہ بجهنم ویکفر ببعض

کیا موجودہ زمانہ ایمان کے منقح باطن یا ہونے کا نشانہ ہے۔ ایمان لحد اسلام تہود یا مسیحی یا ہوا ہے۔ علماء اور صلحاء ہر جگہ موجود ہیں۔ یہاں تک کہ اسلام کا آفتاب بظلم ان ممالک کو بھی روشن کر رہا ہے جہاں کفر اور شرک کی ظلمت چھائی ہوئی تھی۔ پس ظاہر ہے کہ موجودہ زمانہ حدیث شریف کا مصداق نہیں بلکہ وہ زمانہ قرب قیامت پر ہوگا جبکہ تمام دجالوں کا پیر و مرشد اور گرد و گھنٹال یعنی دجال اکبر آئے گا۔ جس قدر دجال آج تک آچکے اور آئندہ آئیں گے یہ سب بڑے دجال کی لینڈوریاں اور ذریعات ہیں اور جس طرح یکے بعد دیگرے یہ سب فنا ہو رہے ہیں۔ اسی طرح ان کا مورث اعلیٰ خود حضرت مسیح موعود کے ہاتھوں نہک قبر الہی کا طعمہ ہوگا۔ مرزا قادیانی کیسا ہی زور لگائیں۔ مگر یہ ہمارا ذمہ ہے کہ وہ دجال اکبر نہیں ہیں اور مہدی کی یہ پیشینگوئی خدا کی عنایت سے جلد پوری ہونے والی ہے۔ انشاء اللہ۔

تعارف مضامین ضمیرہ شہنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم ستمبر کے شمارہ نمبر ۳۳ کے مضامین

.....	مرزائی مقدمات۔	نامہ نگار اخبار احمدیہ!
-------	----------------	-------------------------

.....۲	مرزا قادیانی اپنے کاغذوں ہونے کے متر ہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	سیدنا آج علیہ السلام۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مولوی محمد احسن صاحب امرودی میرٹھی ہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	خط بابت دعاوی مرزا۔ منوہل مہر چندی!

نوٹ شمارہ نمبر ۳۳ میں شمارہ نمبر ۳۳ کا حصہ ”بقیہ مولوی محمد حسن صاحب امرودی میرٹھی میں“ اور شمارہ نمبر ۳۵ کا حصہ ”بقیہ خط بابت دعاوی مرزا“ شامل ہے۔
اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مرزائی مقدمات

نامہ نگار اخبار احمدیہ!

اخبار احمدیہ کا نامہ نگار لکھتا ہے:

خوش قسمتی سے خاکسار ۱۵ اگست ۱۹۰۲ء کو گورڈ اسپور پہنچا اور زہے قسمت کہ عدالت

کے کمرے میں بیٹھ کر مرزا قادیانی کی زیادتی سے ہمراہ دروہا۔

مرزا قادیانی بحیثیت ظلم ایک خاص متنازعہ کٹڑے تھے اور ان کے متعلق ان کے

مختلف گفتگوئیں سننے میں تیسرے مختلف مولوی ابو الوفاء شاہ اللہ صاحب امرتسری بلائے گئے۔

مولانا صاحب موصوف پر مکرر جرح جو بعد فرد جرم کئے کے ظلم کا حق ہوتا ہے باقی تھی اس لئے

حاکم نے ان کو کبلی دینے کہا تھا کہ ایک دفعہ آپ کو پھر آنا ہوگا۔ چنانچہ ۱۵ اگست کو مولوی صاحب

موصوف ہزار پھ گن حاضر عدالت ہوئے۔

حاکم نے غرض اختلافی سے پوچھا کہ آپ کتنے دنوں کا ارادہ کر کے آئے ہیں۔ مولوی

صاحب نے جواب دیا کہ جب آپ اہانت دینا گے ہاؤں گا یہ کہہ کر یہ لیکچر (مگر نہایت ہی پر

ستی جو اپنے اندر ایک نہایت خاص راز رکھتا ہے) کہا کہ میرا آنا تو آپ کی پیشینگوئی تھی جو سچی

ہوگئی۔ اگر جیے کی پیشینگوئی ہوتی تو پوری نہ ہوتی۔ یہ کہنا تھا کہ خواجہ کمال الدین وکیل نے بوے

زور سے فریاد کی کہ حضور دیکھئے عدالت میں کھڑا ہو کر ہم پر طعنے کرتا ہے۔ ہم یہ کریں گے ہم وہ کریں

گے ہم پر ذاتی حملہ کرتا ہے۔ خواجہ صاحب نے یہ سمجھا کہ مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کی

ولادت فرزند کی پیشینگوئی کی طرف اشارہ کیا جو آخر کار بیٹی سے متبدل ہوگئی۔ جب وکیل صاحب

نہایت حملائے تو عدالت نے کمال انصاف مگر بڑی سختی کے ساتھ خواجہ صاحب کو ڈانٹ بتلائی کہ

انہوں نے میرے سوال کا جواب دیا۔ تمہیں اس سے کیا نہ تمہارا نام لیانا تمہارا ذکر کیا۔

اس لطیفہ کے علاوہ ایک اور لطیفہ یہ ہوا کہ خواجہ کمال الدین نے کہا کہ اربعین غزویہ پیش ہونی چاہئے۔ مستغیث نے عذر کیا کہ اس کو مقدمہ سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ بعد کسی قدر بحث کے حاکم نے فیصلہ دیا کہ وہ نہیں پیش ہو سکتی غرض میرے سامنے مرزا قادیانی اور مرزائی پارٹی کو کئی پے در پے قاش ڈلتیں ہوئیں۔ آخر کار اس کا سبب سوچا تو معلوم ہوا کہ ”انسی مہین من اراد اہانفک“ (تذکرہ ص ۳۳، طبع سوم) یعنی مرزا قادیانی کا الہام مولوی صاحب کے حق میں سچا ثابت ہوا کہ جو تیری اہانت کرے گا خدا اس کی اہانت کرے گا۔ مرزا تو گنتے جاؤ۔

اربعین پیش نہ ہوئی۔ ایک ذلت..... بیٹے کی پیشینگوئی کا ذکر عدالت میں ہوا دوسری ذلت..... تمہارے وکیل نے شور مچایا۔ تیسری ذلت..... حاکم نے اس پر ڈانٹ بتلائی چوتھی ذلت..... اب تمہیں کہو کہ ”انسی مہین“ والا الہام مرزا قادیانی کے حق میں ہے یا ان کے مخالفوں کے حق میں؟ پیسہ اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے ۱۵ اراگست کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری، مولوی برکت علی صاحب منصف بنالہ پر جرح طرمان ختم ہو گئی۔ ۱۷ اراگست کو مستغیث پر جرح ہوئی۔ یعقوب علی کے مقدمہ میں مولوی فضل الدین صاحب مالک اخبار قوادار لاہور کی شہادت ہوئی اور مرزائیوں کی طرف سے جرح بھی ہو گئی۔

فریق ثانی کے مکرر سوالات بھی ۱۵ اراگست کو ختم ہو گئے۔ مولوی محمد حفیظ صاحب گواہ صفائی کو عدالت نے اپنے اختیار سے چھوڑ دیا۔ باوجودیکہ طرمان کی استدعا تھی کہ یہ گواہ ضرور طلب ہونا چاہئے۔ ۲۳ اراگست کو بحث ہوئی۔

مرزائی صاحبہ بھی مدعہ متعلقات ۱۳ اراگست کو رونق افروز گوروا سپور ہو گئیں اور ۱۳ اراگست کو جموں پڑی کی سیر کو تشریف لے گئیں۔ اور جناب مسیح الزمان بھی ہمراہ تھے۔ اور کئی صاحبہ کے جلوس میں بہت سی دیگر مستورات بھی تھیں۔ جن سے دو گاڑیاں پر تھیں۔ بعد سیر و سیاحت پھر شام کے قریب جلوس واپس آ گیا۔

۲..... مرزا قادیانی اپنے کاذب ہونے کے مقرر ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی انبیاء کے تمام معجزات اور خوارق عادات کا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ خود کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتے مگر اپنے کذب کے ساتھ تمام انبیاء کے کاذب ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میں ہی اپنے دعویٰ میں ایک جموٹا نہیں بلکہ محاذ اللہ تمام انبیاء علیہم السلام جموٹے

ہیں۔ اس سے دو باتیں نکلیں۔ اول..... انبیاء میں صفات ناقصہ بھی ہوتے ہیں۔ دوم..... ایک نبی دوسرے نبی کی صفات کاملہ کا تو اتباع نہیں کرتا ہاں صفات ناقصہ کا اتباع کرتا ہے۔ آپ آتھم وغیرہ کی پیشینگوئیوں کے پورا نہ ہونے کی نسبت کتاب انجام آتھم ص ۲۸، ۲۹، ۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۷ میں لکھتے ہیں کہ: ”انبیاء کے وعدے میں مخلف کا ہونا سنت اللہ ہے۔“ یعنی خدا خود اپنے نبیوں کو جھوٹا کرتا ہے تو اس سے تمام رو میں جھوٹی اور تمام آسمانی کتابیں باطل ہو گئیں اور خدا بھی جھوٹا ہو گیا۔ خاک درد ہانت۔

ذرا خیال کرنا چاہئے کہ کوئی شخص تمام عمر سچ بولتا رہا۔ صرف ایک دفعہ جھوٹ بولا تو وہ درحقیقت جھوٹا ہی رہا۔ کیونکہ نجاست کے ایک قطرہ سے کسی ظرف کا سارا پانی نجس ہو جاتا ہے اور کسب حلال کی ساری کمائی میں اگر ایک حصہ بھی کسب حرام کامل جاتا ہے تو ساری کمائی حرام ہو جاتی ہے اور زہر کا تمام قطرہ جسہ انسانی کو فاسد اور تباہ بلکہ ہلاک کر دیتا ہے۔ راویان حدیث کو دیکھو کہ کسی راوی نے تمام عمر میں ایک جھوٹ بولا بس اس کی روایت ساقط ہو گئی۔

عبرت کا مقام ہے کہ کذب اور قول الزور بلاء بد ہے۔ خدائے تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت بھیجی ہے۔ یعنی فرمایا ہے۔ لعنة الله على الكاذبين۔ مگر مرزا قادیانی کذب کو انبیاء کی صفت اور سنت اللہ قرار دیتے ہیں۔ کلام مجید میں سے ”ولن تجد لسنة الله تبديلا“ جس کے معنی آپ کے مڑھوم کے موافق یہ ہوئے کہ انبیاء کا صادق ہونا محال ہے۔ کیونکہ کذب سنت اللہ ہے۔ شکل اول یوں مترتب ہوئی۔ کذب انبیاء سنت اللہ ہے اور سنت اللہ کا بدلنا محال ہے۔ حد اوسط دور کر کے یہ نتیجہ نکلا کہ کذب انبیاء کا بدلنا محال ہے۔ دوسری عبارت میں مرزا قادیانی کے دعوے کے یہ معنی ہوئے کہ کذب انبیاء کی فطرت میں داخل ہے۔ اب کوئی نبی سچا نہ رہا سب جھوٹے ہو گئے۔ نعوذ بالله من هذا لا الحاد والارتداد۔ پھر جب کذب انبیاء کی فطرت ٹھہری جو اشرف الناس ہیں تو کذب کی ضد یعنی صدق کس کی فطرت ہے۔ یہ محض ایک ایسا کلی مفہوم ٹھہرا جس کے لئے کوئی جزئی نہیں یوں سمجھئے کہ صدق دنیا سے اٹھ گیا یا اس کا وجود نہیں۔ اور یہ حدیث شریف بھی غلط ہو گئی کہ الصدق ينسجى والكذب يهلك۔ کیونکہ صدق تو کوئی چیز ہی نہیں۔ پس نجات محال ہو گئی اور چار طرف ہلاکت ہی کی عملداری ہوئی۔

بے شک مکاروں، عیاروں، دجالوں کے لئے سنت اللہ یہی ہے کہ ان کے وعدے میں مخلف ہو اور وہ حسب نوائے حدیث مذکورہ بالا ہلاکت کے قار میں دھکیلے جائیں۔ اور کذب ان کا ٹیچر بن جائے۔ مرزا نیو! کیا اب تم بھی اپنے کاذب نبی کے ساتھ ہلاکت کے دوزخ میں

ٹھونے جاؤ گے۔ نجات تم سے بھی رخصت ہوگی۔ الحمد للہ۔

جتنے کج اور سہمی آج تک گزرے وہ سب کذاب ہیں۔ جن پر شیاطین القاء کرتے ہیں اور سنت اللہ اسی پر جاری ہے کہ ان کے وعدوں میں تحلف ہو چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افک اثیم یلقون السمع و اکثرهم کاذبون“ ترجمہ: ہاں میں تم کو آگاہ کروں۔ ان لوگوں پر جن پر شیاطین اترتے ہیں۔ وہ اترتے ہیں ہر ایک جھوٹے گنہگار پر جو کانوں میں ڈالتے ہیں۔ سنی سنائی بات اتران میں کے آخر جھوٹے ہیں۔ اس کی تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں۔ ”ای الا فلاکین یلقون السمع الی الشیاطین فینلقون منهم ظنوناً و امارات لنقصان علمهم کما فی الحدیث الکلمة یخطفها الجنی فیکرئها فی اذن ولیہ فیزید فیہا اکثر من مائة کذبة“ یعنی وہ جھوٹے جو کان لگاتے ہیں۔ شیطانوں کی باتوں پر پس ان سے لیتے ہیں گمانوں اور علامات کو کیونکہ شیاطین کو بھی پورا علم نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ فرشتوں سے جناح کوئی کلمہ اچک لیتے ہیں۔ پس اس کو اپنے دوست کے کانوں میں ڈال دیتے ہیں۔ پس وہ اس میں ایک سو سے زیادہ جھوٹ بڑھا دیتا ہے۔ اصل یہ ہے کچھ لوگ اپنے کو کاہن بتاتے تھے وہ شیطانوں کی تخریر و تہا زدے کر اور ان میں مل کر فرشتوں کے پاس جاتے اور ان کی ایک آدھ بات سن لیتے تھے۔ فرشتے ان پر انکارے مارتے تھے جس کو شہاب و تہاب کہتے ہیں تاہم جو ایک آدھ بات سنتے وہ لوگوں میں لا ڈالتے اور لوگ ان کے کمال ہو جاتے حالانکہ آئندہ کی باتیں شیاطین کو بھی معلوم نہیں۔ پس فرشتوں سے ایک بات اڑتی ہوئی سچے اور اس میں اپنی طرف سے بیس اور ملا دیتے تھے۔ مرزا قادیانی کی رسائی شیطانوں تک تو نہیں نہ ان کو شیطانوں کا تقرب حاصل ہے۔ ورنہ پورے کاہن عی بن بن جاتے۔ ہاں رمل اور نجوم میں جو ان کا شاید آبائی پیشہ ہے کچھ دخل ہے پس انکل کے بہت سے تیر لگائے ایک آدھ بھولے سے نشانے پر جا لگاتی ہوا میں اڑ گئے۔ پس یہی ان کے الہام اور وحی کی کائنات ہے اور ادراک کی اسی سڑی نقلی تھوٹی گرہ پر پینسار ہٹا کھوں بیٹھے ہیں۔

۳ سیدنا مسیح علیہ السلام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

حضرت مسیح علیہ السلام کا وجود باوجود معجزات قدرت الہی کا عجیب مجسم نمونہ تھا۔ ایسا نمونہ دوسرے جسد میں نہیں پایا گیا۔ اگر پایا جاتا آئندہ تا قیامت پایا جائے تو صفات مسیح علیہ

السلام پر پھوڑے کا اطلاق غلط ہوگا۔ بلکہ معمولی اور عادی امکان اور نگوین میں داخل ہو جائے گا۔ پس عیسیٰ مسیح علیہ السلام سے ہمسری کا دعویٰ کرنے والوں اور اپنے کو مثل مسیح بنانے والوں کو اس کے سوا کچھ نہ سوجھا کہ آپ کے معجزات اور صفات کا انکار کریں اور اس میں نیچر کا اڑنا لگا سکیں۔ ان لوگوں کی عقلوں پر پھوڑ پڑ گئے۔ جنہوں نے اپنے کو عیسیٰ علیہ السلام کا مثل بتایا اور ان کی صفات و معجزات کا انکار کیا۔ ظاہر ہے کہ ہر شے اپنے نقصات اور صفات سے ممتاز نہ ہوتی ہے۔ جب مسیح بننے والے اپنے میں وہ صفات ہی نہیں بتاتے تو اپنے دعوے میں کیوں گرجے ہو سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے خوارق تو دیکھئے کہ عیسیٰ مسیح میں بہت سے نقص اور برائیاں بتاتے ہیں اور ہا ایں ہمہ اچھے خاصے مثل مسیح اور موعود ہیں۔ دنیا نے تمام انبیاء کو ان کی صفات اور کمالات اور معجزات کے باعث مانا ہے مرزا قادیانی کو یہی تو جتن ہے کہ میں فرمائشی مسیح ہوں۔ مجھے دنیا کیوں نہیں مانتی؟ پس معجزات کا انکار کرتے ہیں بلکہ خود غرضی کی جھوٹھل سے مسیح علیہ السلام کو صفات ذمیرہ کا مورد بتاتے ہیں۔ اور جس طرح دوسرے منکرین نے نیچر کی آڑ پکڑ کر عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے روح اللہ ہونے اور بغیر باپ کے پیدا ہونے سے انکار کیا۔ مرزا قادیانی بھی اس انکار سے بڑھ کر اپنی بساط میں کچھ نہیں کر سکے۔ مگر خود خدائے تعالیٰ نے مسکت جواب دے کر ان کی گردن توڑ ڈالی کہ ”ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب“ یعنی بے باپ کے پیدا ہونے عیسیٰ مسیح اگر صرف ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تو تعجب کی کوئی بات ہوئی اور وہ بھی مٹی سے جس میں انسانی تولید کی صلاحیت بھی نہیں۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ! اگر نہ صرف یہود بلکہ ساری خدائی تصنیف ہو کر زور لگائے تو جناب ہاری کا یہ استدلال توڑ نہیں سکتی۔

پھر مرزا قادیانی اپنا گھڑا ہوا نیچر عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے کس کس معجزات و صفات میں ٹھونس گئے اور کہاں تک آیات قرآنی کو توڑیں، مروڑیں گے کہ بے باپ کے پیدا ہونا نیچر کے خلاف ہے اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا باپ یوسف نجار تھا اور احواء اموات سے مراد احواء قلوب (ہدایت) ہے۔ اب ذرا کلام مجید سے وہ معجزات سنتے جاؤ جن کا دعویٰ خود عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے نبی اسرائیل کے سامنے کیا۔ ”انسی جئتکم بایة من ربکم الی اخلق لکم من الطین کھیفة الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ و ابریء الاکمه و الابرص و احی الموتی باذن اللہ و انبئکم بما تکلون و ما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لایة لکم ان کنتم مومنین (ال عمران: ۴۹)“ ”ہمیں تمہارے پاس تمہارے رب کی

طرف سے نشانیاں (یعنی معجزات) لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے لئے مٹی سے جانور بناتا ہوں پھر اس میں جان ڈالتا ہوں پھر وہ خدا کے حکم سے اڑنے والا ہو جاتا ہے اور میں خدا کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرتا ہوں۔ مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور تم جو کچھ کھاتے اور گھروں میں ذخیرہ رکھتے ہو اس کو مٹاتا ہوں۔ کچھ اب مرزا قادیانی مٹی کے پتلے میں جان ڈالنے اور کھائی ہوئی اور گھروں میں دھری ڈھکی چیزوں کے مٹانے کی کیا تاویل کریں گے۔ اسی کے مطابق خدائے تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زبانی اطلاع دی۔

”یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب (مائدہ: ۱۰۹)“ ﴿قیامت کے روز جب خدائے تعالیٰ رسولوں کو جمع کرے گا اور امتوں کی سرگزشت ان سے پوچھے گا اور وہ اس کا علم خدائے تعالیٰ کی طرف تفویض کریں گے تو خدائے تعالیٰ ان نعمتوں کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ پر اس نے نازل کیں۔ ﴿یوں یاد دلائے گا﴾ ”اذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم انکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المهد وکھلا واذ علمتک الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل واذ تسخلق من اللطین کھتیة الطیر باذنی وتبریہ الاکھمہ والابرص باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذا جتتم بالبینات فقال الذین کفروا منهم ان هذا الا سحر مبین (مائدہ: ۱۱۰)“ ﴿اے عیسیٰ بن مریم میرے احسانات یاد کر جو تجھ پر اور تیری ماں پر کئے گئے جب میں نے روح القدس سے تجھ کو مدد دی اور تو لوگوں سے ماں کی گود اور بڑی عمر میں یکساں ہاتھیں کرتا تھا اور جب کہ تجھے کتاب اور حکمت اور توریت و انجیل سکھائی اور جب کہ تو میرے حکم سے جانور کا پتلا بنا کر اس میں روح پھونکا تھا اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور تو میرے ہی اذن سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا تھا اور میرے ہی اذن سے مردوں کو قبروں سے زندہ نکالتا تھا اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو تیرے قتل سے روکا تو ان کی طرف معجزات لے کر گیا لیکن جب تو یہ تمام معجزات لے کر ان کے پاس آیا تو جو لوگ ان میں سے کافر ہو گئے وہ بول اٹھے کہ یہ تو جادو کے سوا کچھ نہیں۔ کچھ اب فرمائیے اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا اور مردوں کو زندہ کرنا اور کوڑھیوں کو اچھا اور مادرزاد اندھوں کو بینا کرنا نیچر کے خلاف ہے تو خدائے تعالیٰ کس بات کے احسانات مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ پر جتانے کا وہ تو نیچر کے خلاف کچھ کر ہی نہیں سکتا کیا خدائے تعالیٰ کا یہ احسان جتنا بھی نیچر کے خلاف ہوگا۔ ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“

۴ مولوی محمد احسن صاحب امر وہی قادیاہی میرٹھ میں مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

عرصہ سے مرزائیوں میں کچھ زیاں پک رہی تھیں۔ سب اچھل کود رہے تھے کہ ہمارے مولانا اولاد روتق افروز ہونے والے ہیں۔ اپنے بروزی کی بروزی کا اہراز کریں گے۔ اور سارے میرٹھ کو مرزائی بنا کر چھوڑیں گے۔ بالآخر ۲۶ اگست کو آپ نے آبکاری کے ایک ملازم کے مکان پر تشریف شریف کا بیچ کھول ہی دیا۔ ۲۸ اگست کو ایک فہرست مشتمل ہوئی کہ مولوی صاحب بعد نماز مغرب مرزا قادیانی کے دعویٰ پر تقریر کریں گے۔ سب صاحب آئیں اور سبیں بعض اکابر اہل اسلام بھی روتق افروز ہوئے۔ تقریر شروع ہوئی مگر ذرا بھی دلچسپ نہ تھی۔ بلکہ بالکل لغو اور پریشان دلچسپی۔ کہیں وفات مسیح کا ذکر بھی آیا یہ استخلاف پر کبھی آیا یہ سبعا من الثانی پر بحث کہ قرآن قیامت تک لوٹ لوٹ کر نازل ہوتا رہے گا۔ جس طرح جعد اور عیدین لوٹ لوٹ کر آتے ہیں (یا جس طرح رومیں تارخ کر کے آتی ہیں کہ انسان بھی سوربن کر کبھی دجال بن کر اور سور کبھی کتابین کر کیونکہ مرزا قادیانی بروزی ہیں اور بروزی کا یہی حصہ ہے۔) دو اڑھائی گھنٹے تک مغز پگی رہی۔ سامعین کا وقت ضائع کیا۔

ایک ہی بات بار بار بیان کرتے تھے۔ اخیر میں بیان کیا کہ میں میرٹھ میں اسی غرض سے آیا ہوں کہ مرزا قادیانی کے مامور من اللہ وغیرہ ہونے میں اگر کسی صاحب کو شک ہو تو میں اس کو رفع کروں۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ ادھر سے مولوی حکیم محمد میاں صاحب آپ کی نبض دیکھنے کو چھپے۔ ادھر سے خواجہ غلام التقلین صاحب ایڈیٹر عصر جدید و ویل ہائیکورٹ مزاج پری کو بڑھے اور شرائط مناظرہ کی تنقیح ہونے لگی۔ امر وہی صاحب نے وہی وفات مسیح کا لاسا لگانا چاہا۔ ہم نے کہا کہ جب تم قرآن کی رو سے عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو مارتے ہو تو پہلے قرآن کی رو سے ان کا آنا ثابت کرو۔ پھر قرآن ہی سے یہ ثابت کرو کہ وہ مسیح موعود مرزا قادیانی ہیں۔ امر وہی صاحب نے جواب دیا کہ جس طرح تم خلفاء اربعہ کی خلافت ثابت کرو گے۔ اسی طرح ہم مرزا قادیانی کی خلافت ثابت کریں کہ ہم نے کیا خلفاء اربعہ میں سے کسی نے نبوت اور مسیحیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس پر امر وہی صاحب مہوٹ ہو گئے۔

خواجہ صاحب نے فرمایا کہ نبوت ختم ہو چکی امر وہی صاحب نے فرمایا "لم یبق من النبوة الا المبعثات" خواجہ صاحب نے فرمایا کہ روایہ وغیرہ دوسروں کے واسطے حجت نہیں۔ ہم نے کہا کہ المبعثات صفت ہے اس کا معنی بیان کرو۔ اس پر بھی امر وہی صاحب غمت دہلا دیا

ہو گئے۔ آخر کار مروی صاحب پر ایسا رعب پڑا کہ جاس قایم ہو گئے۔ عید ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خبرے میں کوئی تو گنہگار ہے مگر تو حج اٹھے کہ دو ہائی تھائی ہے۔ محکمہ غریب مسافر سمجھ کر سب دباتے ہیں۔ میزبان صاحب نے فرمایا وقت تنگ ہو گیا۔ محکم صاحب نے فرمایا احقاق حق کے لئے اگر صبح بھی ہو جائے تو ہم حاضر ہیں۔ میزبان نے کہا مولوی صاحب ضعیف ہیں ان کی آواز بیٹھ جائے گی۔ الغرض خدا خدا کر کے جان بچی اور لاکھوں پائے۔ مناظرہ کی شرطیں طے نہ ہوئیں۔ دوسری شام کو پھر محکم صاحب اور خواجہ صاحب نے جالپا۔ مروی آ رہے بلے مولوی احمد علی صاحب پر دینس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ نے خط بھیجا کہ آپ جن شرائط پر رضامند ہوں میں تحریری یا تقریری مناظرہ کے لئے حاضر ہوں مگر صاف انکار۔ الغرض بجز محنت و ذلت کے مروی صاحب کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ خوبی یہ ہے کہ ایک شخص رحیم الدین نام جو مرزائی ہو گیا تھا۔ مروی صاحب کا ہر طرح عجز و کجیہ کہ ۳۰ اگست کو بعد نماز مغرب مولوی حاجی احمد علی کے ہاتھ پر تائب اور از سر نو مشرف باسلام ہوا اور سنا ہے کہ چند اور مرزائی بھی مرزائی عقیدہ سے مذہب اور متزلزل ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ! ہم مفصل کیفیت آئندہ لکھیں گے۔ اس ضمیر میں گنجائش نہیں رہی۔

سب لوگ سمجھ رہے تھے کہ مروی صاحب کوئی ذی علم اور ہالیات اور ذہین و فطین عالم و فاضل اور قابل ہیں۔ مگر ہم سچ کہتے ہیں کہ وہ تجربہ سے اس قابل بھی ثابت نہ ہوئے کہ خود اپنا نشانہ اور ما حاصل واضح طور پر بیان کر سکیں۔ تقریر میں انتشار اور الجھن۔ ایک ہی بات کا بار بار دوہرانا۔ پھر بھی کسی کی سمجھ میں نہ آنا۔ اظہار مدعا کے لئے طول طویل تمہید اٹھانا اور پھر محکمہ کی طرح کچھ میں پھسل کر بھساک سے بیٹھ جانا۔ کسی بات کے کہنے کا انادہ کرنا اور منہ سے کچھ اور نکلنا۔

یہ حالت ہے تو کیا حاصل یہاں سے

کہے کچھ اور کچھ نکلے زبان سے

میں وہ ہے کہ عطاء میرٹھ نے ہر چند سہارا کہ آپ تقریری مناظرہ کریں مگر کسی طرح رضامند نہ ہوئے کیونکہ آپ کو اپنی قوت ناظرہ اور لیاقت کی بساط معلوم تھی۔ میرٹھ آ کر آپ نے نہ صرف اپنی وقت ہی برہاد کر دی بلکہ بروزی کی بروزی اور نبوت اور موعودیت کے تمام دعوے خاک میں ملا دیئے۔ بڑا غضب یہ ہوا کہ ایک شخص چھ سال سے پکا مرزائی ہو گیا تھا مگر مروی صاحب کو عطاء سے کئی کھاتے ہوئے دیکھ کر مرزائیت سے تائب ہو گیا اور چند اور مرزائی بھی اپنے عقیدہ سے ڈالواں ڈول اور گول مول نظر آتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کو پوری ہدایت دے۔ الحمد للہ کہ میرٹھ میں مروی صاحب کا آنا اسلام اور اہل اسلام کے حق میں مفید ہوا۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواهد
آپ پھر تشریف کا گھا میرٹھ میں کھولیں اور مرزا بیت کا بالکل صفایا بول دیں۔ خس
کم جهان پاک۔

بیک آمدن ربودی ہمہ آبروئی مرزا
چہ شود اگر جد نیسلن نوسہ بار خواہی آمد

امروہی صاحب نے اپنے دعوے میں ”ولقد آتیناک سبعاً من المثانی الآیہ“
پر بہت زور دیا یعنی یہ ثابت کرنا چاہا کہ قرآن قیامت تک لوٹ لوٹ کر نازل ہوتا رہے گا۔ امروہی
صاحب نے ”آتیناک“ میں جو کاف خطاب جانب آنحضرت ﷺ ہے۔ اس کو نظر انداز کر دیا۔
دوم..... ”آتینا“ ماضی کا صیغہ ہے نہ کہ مستقبل کا۔ پس قیامت تک لوٹ لوٹ کر قرآن مجید کا
نازل ہونا کہاں ثابت ہوا۔ ”سبعاً من المثانی“ کا اتیان آنحضرت ﷺ پر زمانہ ماضی میں
ہو چکا۔ سوم..... بالفرض اولیاء اللہ اور مشائخ اور علماء اور صلحاء پر بعض آیات کا کبھی کبھی الہام ہو مگر
اس سے وہ نبی نہیں بن سکتے۔ نہ کسی صاحب الہام نے ایسا دعویٰ کیا۔ چہارم..... جب الہام کے
لئے صرف قرآن مجید ہے تو آسمانی باپ اپنے لے پالک یعنی آپ کے بروزی پر دوسرے بے معنی
فقرے کیوں الہام کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ پر تو یہی قرآن مجید الہام ہوا تھا۔ اور سب کچھ اسی میں
ہے۔ معلوم ہوا کہ بروزی کے لئے قرآن مجید کافی نہیں بلکہ آسمانی باپ کے شیطانی الہام کی بھی
ضرورت ہے۔ پنجم..... اگر جناب باری کو قیامت تک بار بار قرآن کا الہام کرنا منظور ہوتا اور
آنحضرت ﷺ کی تخصیص نہ ہوتی تو بجائے آتیناک (ملہما سبعاً من المثانی) فرماتا۔

ششم..... الہام کے مختلف درجات ہیں جیسے انبیاء اور اولیاء اور صلحاء کے مختلف طبقات
میں اور جب قرآن ہی سب پر بار بار الہام ہونے لگا تو امتیاز اور تفریق اٹھ گئی اور سب کے سب
انبیاء بن گئے۔ آنحضرت ﷺ اور دوسرے انسانوں میں کچھ فرق نہ رہا تمام تابع متبوع اور تمام
امت نبی صاحب کتاب ہو گئے۔ اب تو لنگوٹے چمتر پر پھر گیا کہ میں بھی نبی تو بھی نبی۔ پھر یہ
بالکل مدعی ست اور گواہ چست کا معاملہ ہے۔ اولیاء اللہ میں کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ البتہ
چند دجالوں (جھوٹے مسیحوں اور مہدیوں) نے کیا اور چند روز میں فی النار ہو گئے۔ ان میں کونسا
سرخاب کا پر تھا کہ مرزا قادیانی میں نہیں ہے۔ مرزا قادیانی تو ہر طرح آنھوں کا ٹھ کیت ہیں بلکہ
تمام گزشتہ دجالوں سے بڑھ کر طرح طرح کے روپ بدل رہے ہیں۔ کبھی مجدد، کبھی مستقل نبی،
کبھی ناقص نبی، کبھی مثیل مسیح، کبھی اصیل مسیح، کبھی خاتم الخلفاء وغیرہ۔

ایسے رنگ کسی دجال نے نہیں بدلے۔ پھر بھی ہم یہی کہیں گے کہ مرزا قادیانی دجال اکبر نہیں ہیں نہ ان میں وہ کرشمے اور طاقتیں ہیں جو دجال اکبر میں ہوں گی۔ دجال اکبر تو ابھی تک کمین گاہ کے غار میں بیٹھا ہوا اپنے بیٹوں، پوتوں، پڑپوتوں کی پکڑ کو دکھا تماشا دیکھ رہا ہے اور وقت کا منتظر ہے اور وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر نہ ملا اور تمام خرچے دم دہاتے لید کرتے بھاگے۔

ہشتم..... جب قرآن بار بار الہام ہوتا رہے گا تو امر وہی صاحب نے اس دعوے سے اپنی بروزی کی تاک پر استرا چلایا۔ بروزی کس منہ سے کہتا ہے کہ میں مسیح علیہ السلام سے افضل ہوں۔ حضرت حسینؑ سے افضل ہوں کیونکہ اب تو سب بروزیت کی ایک ہی لاٹھی ہانکے گئے۔ ہشتم..... اتیان کے معنی الہام آسمانی باپ کی کوئی لال کتاب میں لکھے ہیں۔ اتیان کے معنی لا تا اور الہام کے معنی کسی کے دل میں کچھ ڈالنا ہے۔ الہام فسق و فجور کی باتوں کو بھی شامل ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محمد ﷺ ہم نے تو تجھ کو سات آیتیں (الحمد) عطاء کی ہیں۔ اول تو الہام خیر و شرف دونوں کے لئے ہے۔ دوم..... محض الہام دوسروں کے لئے قطعی اور یقینی نہیں۔ یہاں اتیان کی قطعیت جو "آتیناک" میں اچھی طرح ثابت ہے۔ الغرض ایسی ہی لغویات و خرافات سے آپ کی تقریر معمور تھی۔

۲۹ اگست کو مولوی حکیم محمد میاں صاحب اور خواجہ غلام اشقلین صاحب نے مناظرہ کی شرائط طے کرنے کو پھر جالیا۔ اور حکیم صاحب نے فرمایا کہ جن شرائط پر آپ رضامند ہوں، ہم ان کو بجالائیں گے اور جس قدر روپیہ آپ فرمائیں، ہم خرچ کرنے کو تیار ہیں۔ مگر وہاں تو ان نکلوں تیل ہی نہ تھا۔ شب گزشتہ کے گلجہ میں سب نکل چکا تھا۔ پس امر وہی صاحب کے منہ سے جو نہیں کا کلمہ نکل گیا تھا غیر ممکن تھا کہ وہ ہاں سے بدلا جاتا۔ مشتاقان مناظرہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

جہڑ کی سہی ادا سہی چین چین سہی

یہ سب سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی

انشاء گنگو میں امر وہی صاحب نے بوکھلا کر یہ بھی فرمایا کہ میں مرزا قادیانی کا مقلد نہیں ہوں امر حق کو ضرور تسلیم کروں گا۔ مگر ان کا یہ کہنا۔ کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور کا صدق تھا اور اگر انہوں نے واقعی صدق اور یقین سے ایسا کہا ہے تو اپنے بروزی نبی سے منحرف ہو کر اچھے خاصے مرتد اور باغی بن گئے۔ یعنی مرزا کی نذر ہے۔ ہم مرزا قادیانی سے کہتے ہیں کہ یہ آپ کے مار آستین ہیں۔ ان کو نکالنے ورنہ گھر کے بھیدی بن کر ایک نہ ایک دن بالضرور لٹکا ڈھائیں گے۔

کیوں امر وہی صاحب یا تو آپ کا یہ دعویٰ تھا کہ میں اپنے نبی کے تمام دعوے ثابت کرنے کو موجود ہوں جس کا جی چاہے آئے اور مرزا قادیانی ایسے ہیں اور ویسے ہیں نبی ہیں۔ خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں وغیرہ۔ یا اب آپ ان کے مقلد بھی نہ رہے۔ یا یاں شور اشوری یا یاں بے نمکی۔ دیکھئے بیت حق اور سطوت علماء حقانی اس کو کہتے ہیں۔

جادو وہ کہ سر پر چڑھ کر بولے

اتمام حجت

کلی چٹھی از جانب مولانا حاجی احمد علی صاحب پروفیسر مدرسہ اسلامیہ میرٹھ (ہنام جناب مرزا غلام احمد بیگ صاحب قادیانی و مولوی حکیم نور الدین صاحب دامروہی)

جناب من!..... السلام علی من اتبع الهدی۔ مولوی محمد احسن صاحب امر وہی میرٹھ میں تشریف لائے تو میں اور تمام مسلمانان میرٹھ بہت خوش ہوئے کہ اب احقاق حق اور ابطال باطل کا وقت آ گیا اور مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں ۲۸ اگست کو اعلان عام بھی دیا کہ اگر کسی صاحب کو مرزا قادیانی کے دعوؤں میں کلام ہو تو آئیں اور بذریعہ مناظرہ کے اپنا ارمان نکالیں۔ خاکسار نے دوسرے روز مولوی صاحب کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ آپ جس طرح اور جن شرائط پر رضا مند ہوں میں احقاق حق کے لئے حاضر ہوں۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ عریضہ پر اپنی مہر ثبت کر کے بھیجو۔ میں نے مہر بھی ثبت کر دی۔ مگر بالآخر یہی جواب ملا کہ مجھے مناظرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

حالانکہ خاکسار نے سبقت نہ کی تھی۔ مولوی صاحب نے مقابلہ پر آنے سے غالباً سمجھ لیا ہوگا کہ چند روز پیشتر جو کیفیت دیرہ دون میں ہوئی وہی میرٹھ میں بھی ہوگی۔ جس سے دیرہ دون کے ہزاروں مسلمان خصوصاً مسلمانان افغانستان ہر ایمان و اراکین سردار محمد یعقوب خان صاحب سابق امیر کابل اچھی طرح واقف ہیں۔ پس وہ میرٹھ میں مناظرہ کرنے سے گریز نہ کرتے تو تعجب ہوتا۔ اب میں جناب والا کو اعلان دیتا ہوں کہ آپ بذات خود یا مولوی نور الدین صاحب میرٹھ میں رونق افروز ہو کر حیات و ممات سچ پر یا جس معاملہ میں چاہیں خاکسار سے اتمام حجت کریں اگر مجھے قائل کر دیں تو پانچ سو روپیہ لیں اور اگر خود قائل ہو جائیں تو ایک حصہ کا مطالبہ بھی میری جانب سے نہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔

امید ہے کہ آپ میری کلی چٹھی کے مطالبہ سے اعراض نہ فرمائیں گے۔ کیونکہ آپ مدعی نبوت ہیں اور نبی کا یہ منصب اور فرض ہے کہ تحدی سے انماض نہ کرے اور اپنا مجرہ یا آسانی

نشان خاص و عام کو دکھائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے اخبار الحکم اور البدر میں مناظرہ کے لئے کوئی تاریخ مقرر کر کے جواب باصواب مشتہر فرمائیں گے۔

خاکسار احمد علی پروفیسر مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ معروضہ ۶ ستمبر ۱۹۰۴ء

۵ خط بابت دعاوی مرزا

منور علی عصر جدید!

بخدمت جناب مولوی محمد احسن صاحب امر وہی۔ قادیانی

جناب مولانا صاحب۔ تسلیم۔ اس عاجز نے ۲۸ اگست ۱۹۰۴ء کی شام کو نہایت شوق سے جناب کا وعظ سنا بلحاظ عبور بر آیات قرآنی و طلاقت بیان و تسلسل تاویلات کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اس وعظ سے محظوظ یا جناب کی لیاقت کا قائل نہ ہوا ہوگا۔

مگر جو دلائل آپ نے مرزا قادیانی کو مسج ثابت کرنے کے لئے پیش کئے۔ وہ مذہبی یا منطقی اصول سے لائق تفتی نہیں میں نہایت اختصار کے ساتھ چند وجوہ عرض کرتا ہوں۔

۱..... آپ کا یہ دعویٰ کہ مرزا قادیانی کے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی وفات و حیات پر بحث ہو جائے۔ ایک غیر متعلق سی بات ہے کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ کی حیات کو مان لیا جائے (اور قرآن شریف میں لکھا ہے کہ تمام شہداء زندہ ہیں۔) تو آپ کے لئے کچھ معز نہیں۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ میں مثل عیسیٰ ابن مریم ایک شخص ہوں مشہ کے جو دعوے کے لئے یہ لازم نہیں کہ مشہ بہ معدوم ہو جائے۔

۲..... نہ حضرت عیسیٰ کو زندہ ماننا آپ کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ یہ بات بالکل ممکن ہے کہ ایک انسان زندہ ہو اور دوسرا انسان اس قسم کی صفتوں والا موجود ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ آپ بھی ممانعت کاملہ اور تہمہ نامہ کے قائل و مدعی نہیں ہیں کیونکہ اس صورت میں آپ کو بنی اسرائیل اور مرزا قادیانی کو ابن مریم ثابت کرنا پڑے گا اور یہ خود آپ مان لیں گے کہ محال ہے۔

۳..... اگر حضرت عیسیٰ کو مردہ مان لیا جائے جیسا کہ آپ کے دعوے سے پہلے سرسید احمد خان تہذیب الاخلاق میں لکھ چکے ہیں اور بعض قدیم معتزلہ کی بھی یہی رائے ہوئی ہے تو یہ لازم نہیں آتا کہ محض دعوے کرنے سے کہ میں عیسیٰ ہوں کوئی شخص عیسیٰ ہو جائے گا۔ کیونکہ اصلی عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہو گئے ہیں اور تمثیلی عیسیٰ جو کوئی آئے گا اسے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑے گا کہ میں تمثیلی یا موعود عیسیٰ ہوں۔ ایک شخص کے مرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا جو اپنے کو مثیل ظاہر کرے یا

اپنے تئیں موعود بتائے وہ محض اس دعوے سے کامیاب ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ سکندر اعظم مر گیا۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں سکندر اعظم یا سکندر ثانی ہوں تو صرف اس بات کا ظاہر کرنا کافی نہیں کہ پہلا سکندر مر چکا ہے۔

۴..... پس ان وجوہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وفات عیسیٰ یا حیات عیسیٰ کی بابت خواہ کوئی رائے ہم رکھیں آپ کے عقیدہ پر اس کا اثر مطلق نہیں پڑ سکتا۔ اور اس مسئلہ پر بحث کرنا محض وقت کا ضائع کرنا ہے۔ عوام الناس سمجھیں گے کہ کسی ضروری مسئلہ پر بحث ہے مگر بحث بالکل غیر متعلق ہوگی۔ اس سے بہتر ہے کہ یہ بحث کی جاوے کہ مثلث کے دو اضلاع تیسرے سے بڑے ہوتے ہیں یا نہیں کیونکہ اس سے بھی آپ کے دعویٰ پر اثر نہیں پڑ سکتا اور اقلیدس کا ایک مسئلہ ذہن نشین ہو جائے گا۔

۵..... اب میں آپ کے دلائل کے متعلق جہاں تک مجھ کو یاد ہے مختصر عرض کروں گا۔ الف..... ”حدیث میں آیا ہے کہ مہدی نہیں مگر عیسیٰ سو یہ حدیث ان تمام احادیث کے خلاف ہے جو امام مہدی علیہ السلام کے متعلق ہیں۔ علاوہ اس کے متحققین نے اس کو موضوع لکھا ہے۔ تعجب ہے کہ ملہم مسیح، ایک موضوع حدیث کی بنیاد پر اپنے تئیں علاوہ مسیح کے مہدی موعود بھی قرار دے۔

ب..... آیہ استخلاف سے مرزا قادیانی کی مسیحیت ثابت ہے تو اس میں کہیں مہدیت یا مسیحیت کا ذکر نہیں نہ مرزا قادیانی کا حسن ابن صباح، مہدی سوڈانی، محمد علی باب، الحاکم بامر اللہ، اور ہر مسلمان والی ملک اس آیت کو اپنے لئے پیش کر سکتا ہے پھر اسی آیت میں یہ ہے کہ دین کو مضبوط اور خوف کو ان سے بدل دینے کے واسطے استخلاف ہوگا۔ اسلام کا خوف مرزا قادیانی کی وجہ سے کم نہیں ہوا۔ بلکہ انور باعث خوف جو آپ نے بتائے ہیں ان میں ایک معنی سے مسلمانوں کا عیسائی ہو جانا علماء کی کوشش سے مرزا قادیانی کے دعوؤں سے نقل ہی جاتا رہا تھا۔ بہت کم ہو گیا تھا۔ آری اسانج ہونا، بہ خوف مرزا قادیانی کے زمانہ میں اور ان کے حکمکن کے بعد ہوا ہے۔ لہذا ان کے دعوے سے اسلام میں تفرقہ اور خوف اور بھی بڑھ گیا ہے زائل نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں آیت عام ہے اور تخصیص نہیں۔ اس لئے آپ کے لئے مفید نہیں۔

ج..... تیسری دلیل یہ کہ مرزا قادیانی چودھویں صدی ہجری میں آئے ہیں۔ جیسا آنحضرت ﷺ موسیٰ سے چودھویں صدی میں آئے تھے۔ تشبیہ بالکل غلط ہے۔ موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام دونوں صاحبان شریعت نبی اولوالعزم تھے۔ کیا آپ حضرت کے مقابل اپنے حضرت عیسیٰ کو بھی صاحب کتاب نبی سمجھتے ہیں؟

علاوہ اس کے قرآن وحدیث میں کہیں چودہ سو برس کی شرط نہیں۔ اسلام کے انحطاط و بد اخلاقی کے شیوع کو جو آپ نے فرمایا ہے سو کوئی سو برس سے حالت خراب ہے۔ نئی بات نہیں جیسا کہ ماہران تاریخ جانتے ہیں۔ پھر یہ بات بھی ثابت نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام ٹھیک چودہ سو برس بعد آئے۔ قیاس آپ کے خلاف ہے کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ۲۸ سلیں ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام تک ۱۴ کل ۴۲ سلیں اور بحساب اوسط عمر ۳۱ صدی فی نسل جیسا عام طور پر انسانی دستور ہے۔ ۱۴۰۰ سال کی مدت ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک کم سے کم ۴۰۰ برس کا زمانہ لینا چاہئے۔ کیونکہ اسحاق، یعقوب، یوسف علیہم السلام یہ دو سلیں ہوئیں اور پھر تیس کی تعداد سے بڑھ کر ہزار ہائی اسرائیل مصر میں ہو گئے۔

اس حساب سے موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام سے ایک ہزار برس قبل ہوئے۔ ایک ہزار کا قرن مانا جائے تو اکبر کا دعویٰ کہ اب میں (ایک ہزار ہجری میں) خلیفۃ اللہ ہوں۔ بموجب آیہ استخلاف درست ہو گا یہ حساب عقلی ہے۔ نقلی حساب یہ ہے کہ بموجب تاریخ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ۱۶۳۵ سال قبل بموجب مسیحی سال حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جو قمری حساب سے ۱۶۸۴ سال ہوتے ہیں۔ آپ اپنے مسیح کا آنا مثیل مہما سے ۱۴۰۰ سو برس بعد بتاتے ہیں (اگرچہ دراصل سترہ سو برس ہوئے) اس ۳۸۴ یا ۲۸۴ کا فرق کس طرح نکلا۔

..... آپ کی یہ دلیل کہ مجدد ہر صدی کے شروع میں آئے گا۔ سو صدی اگر بعد بعثت سے مراد ہے اور یہ تسلسل ثبوت سے ہے تو اس کی ابتداء ۱۲۸۸ھ کے قریب ہوئی جب کہ تہذیب الاخلاق شائع ہوا۔ چنانچہ اس پر بھی ۱۳۰۱ھ درج ہے علاوہ ازیں مجدد کا درجہ ایک مسیح سے بہت کم ہے۔ عیسیٰ بقول آپ کے موعود ہے اور صرف ایک ہے اور مجدد سینکڑوں آئیں گے۔ دعویٰ خاص اور دلیل عام۔ اور ڈاکٹر ڈوئی وغیرہ کی نسبت بھی آسانی سے یہی پیشینگوئی صادق آسکتی ہے اگر اسلام کی شرط ہو تو مسیح ازل با یوں کا امام زندہ ہے اور سید بھی ہے اور مدعی مہدویت بھی ہے۔ اس کو کس واسطے مہدی نہ سمجھا جائے؟ اس سے بھی تخصیص نہیں ہوتی۔ کیونکہ قاعدہ ہیئت کے موافق اس شرط کا دورہ بھی ہوا کرتا ہے۔

آخر میں ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے مفصلہ ذیل امور جو زبانی فرمائے تھے۔ جب ان پر غور کیا جائے یعنی۔

..... یہ کہ مرزا قادیانی ایک حکم بھی رسول خدا کو نہ ترمیم کر سکتے ہیں نہ بدل سکتے ہیں نہ کوئی

شرح لاسکتے ہیں نہ شرع میں فرق کر سکتے ہیں (حالانکہ جہاد کے بارے میں یہ حکم بند کر دیا گیا ہے)۲ یہ کہ ان کو صرف الہام بالقاء ہوتا ہے اور بعض انکشاف سے حق بات معلوم ہوتی ہے۔
تو نتیجہ لازمی یہ نکلے گا کہ ان کا دعویٰ اور ان کی دلیل بوجہ ایک ہے اور ان کو جمہور اسلام سے کوئی علاقہ نہیں اور ان کا حکم ملت پر نافذ نہیں۔ مامور من اللہ کے معنی اگر صاحب شریعت کے ہیں تو بقول آپ کے وہ صاحب شریعت نہیں ہیں۔ اگر اس کے معنی ایسے شخص کے ہیں جس کو خدا سے خاص علاقہ ہو تو اپنے اپنے درجہ کے موافق ہر شخص بلکہ ہر مخلوق ذی روح یا غیر ذی روح اس ذات سے علاقہ رکھتا ہے۔ اس صورت میں بھی مرزا قادیانی کی نہ تخصیص رہی نہ ضرورت رہی۔
ہاں اگر وہ ایسی تعلیم دیں جو فی نفسہ ضرورت زمانہ کے لائق ماننے کے قابل ہو مگر قرآن شریف میں نہ ہوا گروہ پرانے ادیان کو منسوخ کر سکیں کہ مسلمانوں کو یا کھل عالم کی ہدایت یا نجات کے لئے ان کا ماننا لازم ہے۔ صرف تفسیر کر دینا یا نئے یا اچھے معنی بتانے کے کسی ناقص نبی کی حاجت نہیں۔ علماء کافی ہیں تو ان کو علم نبوت یا خلافت بلند کرنے کا حق ہو سکتا ہے۔ در نہ نبوت کا دعویٰ تو محدود گروہ میں کرنا اور خلافت سے بوجہ پولیٹیکل کمزوری کے روحانی نصیحت مراد لیتی کبھی صوفیوں کے انکشافات میں پناہ گرین ہونا اور کبھی موضوع احادیث سے مدد لینا یا بچوں کی سی تاویلات کرنا اور غیر واقعی پیشینگوئیوں کو امر واقعی قرار دینا کبھی اپنے کو مثل مسیح اور کبھی خود مسیح کبھی عیسیٰ، کبھی مہدی، کبھی خاتم الخلفاء (جس کے یہ معنی ہوئے کہ حکمین دین کا دروازہ آئندہ کو بند ہو گیا) کہیں باوجود حنفی اور مقلد امام ابوحنیفہ قرار دیئے جانے کے امام حسینؑ سے اپنے تئیں افضل قرار دینا۔ (حالانکہ ان کی روحانی برکت کا ایک شہہ بھی میسر ہو جائے تو انسان انسان بن جائے) کبھی مجازی طور پر اپنے کو ابن اللہ اور ابو اللہ قرار دینا کبھی خلاف جمہور آیت ”میشراً برسول یاتسئ من بعدی اسمہ احمد“ کو اپنے واسطے قرار دینا کبھی اپنے تئیں مغل کبھی بنی اسرائیل جتانے کی کوشش کرنا اپنی غلط پیشینگوئیوں کو بزرگوار مجاہدہ یا مناظرہ صحیح کرنا یہ باتیں جماعت مسلمین میں پریشانی اور گھبراہٹ ڈالتی ہیں۔

کیا مسلمانوں میں ہزاروں تمدنی برائیاں ایسی نہیں جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ ضرور ہیں پھر کیا صرف اس بات سے اصلاح ممکن ہے کہ ایک شخص کی تعریف کے بے اندازہ پل بانڈھے جائیں اور اسی کا نام دین رکھا جائے۔ نبی بھی دین کا خادم ہوتا ہے۔ آپ کو طاہت کرنا چاہئے کہ علاوہ مذاہب دیگر کے جو ایک جزوی اور بعض لحاظ سے غیر ضروری کام ہے۔ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے لئے کیا کام کیا ہے۔ ہم اس وقت ان کے دعاوی پر لحاظ کرنے کو تیار ہیں۔ فقط

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ
سال ۱۹۰۳ء ۱۸ ستمبر کے شمارہ نمبر ۳۳ کے مضامین

..... ا	ان دونوں میں کون سچا مسیح ہے؟	پیسا اخبار!
---------	-------------------------------	-------------

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ ان دونوں میں کون سچا مسیح ہے؟

پیسا اخبار!

خوش بود تا محک تجربہ آید بنمایاں

تاسیہ روے شود ہر کہ دروغش باشد

پیسا اخبار لکھتا ہے اگرچہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے معتقدین اس وقت مہذب و غیر مہذب دنیا کے ہر حصہ میں کروڑوں روپیہ کے صرف اور ہزاروں جانوں کے نقصان سے دین عیسوی کے عقائد کی اشاعت کر رہے ہیں اور اپنے پاک مقصد تبلیغ کی پیروی میں لاکھوں مربع میل رقبہ اور کروڑوں نفوس آبادی یورپین سلطنتوں کو دلا چکے ہیں۔ مگر مشرقی حصہ عالم میں حضرت ممدوح کو جو شہرت ایشیائی شعراء نے دی ہے اور جس طرح آپ کے نام مبارک کو اپنی انشا پردازی کا جزو لاینفک بنا لیا ہے۔ اس کی مثال پادریوں، اور راہبوں کی کوششوں میں نہیں ملتی۔ حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام سے لے کر رسول کریم ﷺ تک صد ہائی ہوئے ہیں اور ان میں حضرت نوح علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحبان شریعت یا خاص ذریعہ شہرت بھی گزرے مگر انہ مشرقیہ میں کسی کا نام اتنا کثیر الاستعمال نظر نہیں آتا۔ نہ کوئی رسول ایسا ہر و لعزیز پایا جاتا ہے۔ اردو، فارسی، عربی میں نظم کے کٹڑے ایسے بمشکل ملیں گے۔

جن میں حضرت ممدوح کا اسم گرامی کسی نہ کسی طرح وارد نہ ہوا ہو۔ اور آپ کے اعجاز جامعہ کی طرف اشارہ نہ کیا گیا ہو۔ لوگ مسیحا، مسیح، عیسیٰ روح اللہ، اعجاز عیسوی، دم عیسیٰ، شفاغے مسیحا وغیرہ الفاظ سے اس قدر گوش آشا ہیں۔ اور حضرت موصوف کو اتنا مظہر قدرت الہی و مصدر فیوض غیر تنہا ہی جانتے اور لائق توقیر و احترام مانتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص خود کو آپ کے نام سے نسبت دیتا ہے تو اس کی ذات میں بھی ایک نوع کی دلچسپی ضرور پیدا ہو جاتی ہے اور کچھ لوگ بخیاں

تعظیم و تکریم اور کچھ بغرض تحقیر و تذلیل اس کے درپے رہتے ہیں۔ جس سے بمصدق شعر

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام

بدنام بھی مگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور پہنچا ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی آج کل اسی مسیحی نسبت سے مد نظر خلاق بنے ہوئے ہیں اور تقریباً ملک کے ہر حصے میں کسی نہ کسی خیال سے یاد کئے جاتے ہیں۔ لفظ مسیح کا اسلامی لٹریچر پر اتنا اثر ہے کہ گو آپ نے ایک ساتھ مسیح معبود و مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور خود کو مہدی اصلی ہونے کے ساتھ مسیحی کا صرف مٹیل قرار دیا ہے۔ مگر لوگ آپ کے القائے مہدیت پر اتنی توجہ نہیں کرتے۔ جتنی مسیحیت پر کر رہے ہیں۔ دورانِ حالیکہ علماء کے نزدیک مہدی آخر الزمان کی فضیلت مسیح موعود پر ثابت ہے۔ جو لوگ حروف مقطعات میں عجیب عجیب معنی پیدا کرتے ہیں اور لفظوں کی تائیدوں کے قائل ہیں۔ انہیں شاید اس کے تسلیم کرنے میں کچھ تامل نہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ کی دم معجزہ کی کچھ تائید اس لفظ میں بھی آگئی ہے اور اس نے کم از کم اردو، فارسی، عربی، لٹریچر میں حیات جاوید پائی ہے کیونکہ ایران میں بھی جو فرقہ بابیہ تقریباً ۳۱۴ صدی سے پیدا ہوا ہے۔ اس نے اپنے بانی مدعی مہدیت محمد علی عرف باب کے زمانہ میں اتنی ترقی نہیں کی جتنی ان کے جانشین شاہ بہاء اللہ کے عہد میں اسے نصیب ہوئی۔ شاہ بہاء اللہ مسیحیت کے مدعی تھے اور اپنی فصاحت و بلاغت سے مردہ دلوں کو زندہ کرتے تھے۔ ان کا مقولہ تھا۔

اعجاز جانِ وحی ہے ہمارے کلام کو

زندہ کیا ہے ہم نے مسیحا کے نام کو

سننے میں آیا ہے کہ بڑے بڑے سنگ دل ان کی تقریر کی تاب نہ لاسکتے تھے اور ہر مجلس میں سینکڑوں آدمی ایک لخت ان کے مسیح و لقائے رب ہونے کی گواہی دیتے تھے۔ انہوں نے مسیح کی نسبت سے فرقہ بابیہ میں جان ڈال دی اور لوگوں کو ایسا قومی الاعتقاد بنایا کہ سلطنت کی مخالفت اور کشت و خون کے باوجود وہ اپنے عقیدے سے نہ پھرے اور اسے دین حق کہتے رہے حتیٰ کہ اس وقت ایران، ترکستان، ایشیائے کوچک اور روس وغیرہ بلاد عالم میں کئی لاکھ بابی موجود ہیں۔ ان لوگوں نے ہر قسم کے شہدائے و عقاب کا مقابلہ بڑی سردانی سے کیا۔ اور ہر موقع پر ثابت قدمی کا سخت سے سخت امتحان رہا۔ اس لئے اگر وہ اپنے مقتداء شاہ بہاء اللہ کو سچا مثیل مسیح کہیں اور کسی ایسے شخص کا دعویٰ اس کے مقابلہ میں جھوٹا سمجھیں جس نے یہ کرشمے دکھائے ہوں تو کسی قدر حق بجانب کہے جاسکتے ہیں۔ فرقہ بابیہ کے لاکھوں مریدان میں زبان حال سے باوا بلند جناب مرزا غلام احمد

قاویانی کی طرف مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں کہ ۔

اشارہ اس نکتہ کا روح افزاء ہو نہیں سکتا

کہ جاودہ گر سے اعجاز سمجھا ہو نہیں سکتا

اور حقیقت بھی یہ ہے کہ جناب مرزا قاویانی اور ان کے مریدان بااختصاص کو آزمائش کے وہ مصعب و خطرناک موقع بھی پیش نہیں آئے جو باب والوں کو آچکے ہیں۔ اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بھی ادھر وہ بات پیدا نہیں ہوئی جو ان کے ہاں سنی جاتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ انہیں جناب مرزا قاویانی کے دعاوی کی صداقت میں کلام ہو۔ حسن اتفاق سے جیسا کہ پیسہ اخبار میں پہلے لکھا جا چکا ہے۔ ان دنوں لاہور میں ایک صاحب حکیم مرزا محمود نامی ایرانی تشریف لائے ہوئے ہیں جو فرقہ بابیہ کے ایک مقتدر عالم اور مشنری ہیں۔ آپ نے اسی غرض سے سفر در دراز کی صعوبت اور صرف گوارا کیا ہے کہ ہندوستان میں اپنے عقائد کو رواج دیں۔ قبل ازیں وہ جملہ ادیان کے پیروؤں کو بحث کا صلئے عام بھی دے چکے ہیں اور چونکہ آج کل جناب مرزا غلام احمد صاحب قاویانی مدعی مسیحیت و مہدویت بھی اتفاقاً یہاں رونق افروز ہوئے ہیں۔ اس لئے لوگوں کو ایرانی مدعی مسیحیت اور ہندوستانی مدعی مسیحیت میں حق و باطل کا فیصلہ کرنے کا اچھا موقع حاصل ہے۔

حکیم مرزا محمود صاحب ایرانی نے خود کابل کی ہے اور اپنی یہ خواہش بذریعہ اخبار ظاہر کرنے پر زور دیا ہے کہ وہ جناب مرزا غلام احمد قاویانی سے ان کے ادعائے مسیحیت و مہدویت میں بحث کرنے کو آمادہ ہیں۔ حکیم صاحب موصوف چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قاویانی نے اپنے قیام گاہ یا کسی دوسرے مکان یا مسجد وغیرہ میں ایک مجلس عام منعقد فرمائیں اور اس میں اپنے مریدوں کے علاوہ عام لوگوں کو شرکت کی اجازت دیں۔ تو میں ان کے اعتراضات کے جواب دوں گا اور ان کے دعاوی کی نسبت اپنے شبہات مدفع کر دوں گا۔ یہ نہیں تو ایک ایسی مجلس خاص مقرر کریں۔ جس میں طرفین کے علاوہ چند غیر اصحاب بھی بطور حکم بلائے جائیں اور جاہلین کے دلائل سنیں۔ یہ درخواست سراسر معقول ہے اس لئے میں اپنی رائے پیسہ اخبار میں درج کر کے متوقع ہوں کہ مرزا صاحب بھی اسے منظور فرمائیں گے اور خواہ و دفتر اخبار ہذا کی معرفت یا براہ راست حکیم مرزا محمود صاحب سے گفتگو کا وقت مقرر کریں گی۔

ایڈیٹر..... مرزا قاویانی سے یہ امید نہ رکھنی چاہئے کہ وہ کسی سے مناظرہ کریں گے۔

بہاء اللہ محمد علی باب تو دنیا سے رخصت ہو گئے اب تو لندن میں مسٹر کیمٹ اور پیرس میں ڈاکٹر ڈوئی

مسح موعود اور شمالی لینڈ میں ملا عبد اللہ مہدی ہے۔ پس مرزا قادیانی کی ان تینوں سے دودو چومیں ہونی چاہئیں کہ کون سچا ہے۔ حالانکہ چاروں دجالوں اور کذابوں میں داخل ہیں۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ ستمبر کے شمارہ نمبر ۳۵ کے مضامین

.....۱	لاہور میں مرزا قادیانی کا لیکچر۔	اخبار احمدیت!
.....۲	مرزا غلام احمد قادیانی۔	پبلک میگزین امرتسر!
.....۳	نظم قرآن کے مستغیر کرنے میں مرزا قادیانی کا کفر۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزا قادیانی کے نزدیک انبیاء معصوم نہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ لاہور میں مرزا قادیانی کا لیکچر

اخبار احمدیت!

احمدیت لکھتا ہے ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو لاہور میں مرزا قادیانی کا لیکچر پڑھا گیا جس کا کئی دنوں سے شور مچا تھا۔ لیکچر کا عنوان تھا ”اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب“ اس لیکچر کے دو حصے تھے۔ ایک حصے میں عیسائی مذہب اور آریہ مت کی تحقیق کی کہ ان مذاہب میں کسی طالب حق کو تسلیم نہیں ہو سکتی۔ عیسائیوں میں تو یہ عیب ہے کہ وہ گناہوں کا علاج کفارہ بتاتے ہیں جو بجائے خود گناہ ہے۔ آریوں میں یہ خرابی ہے کہ وہ یوں کے بعد تمام دنیا کو مکالمہ الہیہ کی نعمت سے محروم جانتے ہیں۔ نیز اس میں ایک اخلاق کا بیج کن مسئلہ ہے یعنی تنوگ۔ دوسرے حصے میں لیکچر ار نے اپنے دعوے کا ثبوت دیا کہ میں مسیح موعود کیوں ہوں۔ باقی دلائل جو ہیں وہ عام طور پر سب کو معلوم ہیں۔ مگر ایک دلیل نئی یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت ”ونفخ فی الصور فجمعناہم جمعاً“ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے مذاہب ایک دوسرے پر حملہ کریں گے تو مسیح موعود آئے گا۔ چونکہ اس وقت کے دنیا بھر کے مذاہب ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہیں۔

اس لئے میں مسیح موعود ہوں۔ یہ ہے مسیحائی لیکچر کا خلاصہ جو چوں صفحوں پر چھپ کر قیہ تقسیم ہوا اس دلیل ہازی سے بچوں کو بھی ہنسی آتی ہے عینہ وہی مشہور دلیل ہے جو کسی آپ جیسے فلاسفر نے بیان کی ہے کہ زمین اس لئے گول ہے کہ چاول سفید ہیں۔ چلو چٹھی شد۔ ۳/۱ کو لیکچر دے

کر ۳۲ کو گورداسپور پہنچے ۵۵ کو دو گواہ استغاثہ کی مکرر جرح کے لئے طلب تھے۔ باقی ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ کو گواہان صفائی گزریں گے پھر بعد غور حکم سنایا جائے گا۔ غالباً اکتوبر کے وسط میں فیصلہ ہوگا۔ کیا ہوگا؟ اعلم عند اللہ۔

۲ مرزا غلام احمد قادیانی

پبلک میگزین امرتسر!

پبلک میگزین امرتسر لکھتا ہے کہ مرزا قادیانی نے ۳ ستمبر کو ایک لیکچر لاہور تھیرا سیکل ہال میں اپنے مرید خاص مولوی عبدالکریم سیالکوٹی سے پڑھوایا۔ اس کے ابتدائی حصے میں اسلامی فضیلت اور باقی حصوں میں عیسائی اصول اور آریں سدھانتوں کی نسبت دریدہ ذہنی سے کام لیا۔ لیکن اس تحریر میں لیکچر میں جس کا مضمون ”ہندوستان کے دیگر مذاہب اور اسلام“ تھا زیادہ تر اور جا بجا مرزا قادیانی نے اپنی مسیحیت منوانے پر زور دیا اور اعتراضات اور دلائل کی تردید کی کوشش کی جو مرزا قادیانی کے صحیح موعود ہونے کے خلاف اگلے مسلمان بھائی پیش کرتے ہیں۔

اس تقریر میں خواہ نصیح ہو لیکن سنجیدگی موجود تھی۔ اپنی اصلاح کی ضرورت اور عظمت بتلاتے ہوئے آریا کے بزرگوں کے طریقہ کی تعریف کی کہ وہ بنوں اور جنگلوں میں جا کر اپنی اصلاح کرتے تھے۔ خود عامل بن کر دوسروں سے عمل کراتے تھے۔ مرزا قادیانی نے یہ خدا کی طرف سے ظاہر کیا جانا بیان کیا کہ راجہ رام چندر اور کرشن بھی خدا کے راست باز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے جو شخص ان کی توہین کرے مرزا قادیانی اس سے بیزار ہیں۔ اس کو کوئیس کا مینڈک سمجھتے ہیں۔ جو سمندر کی وسعت سے ناواقف ہو۔ شاید خدا سے ظاہر ہونے کی سند کافی خیال نہ کی کہ مرزا قادیانی نے ان آریں بزرگوں کے واقعات زندگی پر استدلال کر کے فرمایا کہ جہاں تک ان لوگوں کے صحیح سوانح معلوم ہوتے ہیں ان سے پایا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے خدا کی راہ میں مجاہدات کئے اور کوشش کی کہ اسی راہ کو پائیں جو خدائے تعالیٰ تک پہنچنے کی حقیقی راہ ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنے خیالات کی تائید میں اس آیت قرآنی کا حوالہ دیا جس میں ہر ایک قوم اور امت میں پیغمبر بھیجنے کی خبر درج ہے، آیت مذکورہ سے رام اور کرشن کو آریا قوم کی پیغمبری کے دعویٰ کا بقول مرزا قادیانی استحقاق ہے جو اس کے خلاف مانے وہ قرآن کے خلاف کہتا ہے لیکن جب یہ آریں پیغمبر ہادی یا نذیر خدائے تعالیٰ کی یاد سے اتر گئے تھے اور صرف عرب کے ہمسایہ علاقوں کے نبیوں اور پیغمبروں، ہادیوں اور پیشواؤں کی فہرست میں ان کا نام درج ہونے سے رہ گیا تھا اور خدائے قرآن میں لاعلمی، فرد گذاشت یا کسی اور نام معلوم وجہ سے ان کی پیغمبری اور

ان کے مذہب ہونے کی تصدیق نہ کی تھی۔ تو آج تیرہ سو سال بعد یقین نہیں کہ مرزا قادیانی اس کی خلافی کر سکیں اور دوسرے رام چندر جی اور سری کرشن چندر جی کا نام مسلمان پیغمبروں کی ضمیرہ فہرست میں داخل کرنے پر رضامند ہوں۔

مرزا قادیانی نے مہاتمانا تک دیو کی نسبت فرمایا کہ آپ ان کو خدا پرست سمجھتے ہیں۔ اور ان کی برائی آپ کو پسند نہیں۔ مرزا قادیانی گردنا تک کو ان انسانوں سے سمجھتے ہیں جن کے دل میں خدائے تعالیٰ اپنی محبت آپ پیدا کر دیتا ہے۔ خاتمہ پر مرزا قادیانی نے ان مبارک روحوں کی پیروی سے دلوں کو روشن کر کے دوسروں کی اصلاح کی ہدایت کی۔

ایڈیٹر..... مرزا قادیانی کو دریائے راوی سے چلو بھربانی لیکر اور کچھ نہیں تو ناک کی ٹوک ہی ڈبو لیتی تھی کہ ایک ہندو اخبار مذہب اسلام کی نسبت کیا لکھ رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ تمام مذاہب کے بزرگوں کو جو مرزا قادیانی نے گالیاں دی ہیں اور زبان کی درانتی سے سب کو گھاس پھوس کی طرح کاٹا ہے۔ اور اس کا مزہ چکھا ہے تو اب ان کا کائناتس ملامت کر رہا ہے کہ نامعقول خرد جال کی جھول تو نے کیا جھک مارا۔ رام چندر رام بھمن، گردنا تک سب اچھے مگر عیسائی مسیح برے؟ وجہ یہ ہے کہ آپ کلجک ادتار ہیں اور مذکورہ بالا دیوتاؤں کی روح نے آپ میں حلول کیا ہے۔ آپ مسیح موعود بھی ہیں مگر مسیح موعود کی روح نے آپ کی ذات میں حلول نہیں کیا۔ خدا نہ کرے کہ مقدس روح ناپاک جسم میں حلول کرے ایسے لیکچر سے صرف بے دال کے بودم ہی خوش ہوتے ہوں گے۔ یہ صلح کل لیکچر آپ سے مقدمات مرجوعہ نے دلویا لیکن یاد رہے کہ ارتداد اور الحاد کے جو سخت ترین گناہ آپ سے سرزد ہوئے ہیں۔ یہ لیکچر کسی طرح ان کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔

عدالتیں ان چالوں کو خوب سمجھتی ہیں۔ ایسے لیکچروں سے پبلک کی مخالفت بھی دور نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کے زخموں پر اور بھی نمک چھڑکا جاتا ہے۔

۳ نظم قرآن کے متغیر کرنے میں مرزا قادیانی کا کفر

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جس مجزبیاق و سباق اور نظم سے قرآن مجید منزل من اللہ ہے۔ جمہور امت محمدیہ ﷺ کا اس پر اتفاق ہے کہ اس میں تغیر و تبدل کرنا خواہ کسی طرح سے ہو مثلاً کسی آیت میں کمی بیشی کرنا یا ایک لفظ یا جملہ کہیں سے اور دوسرا کہیں سے چن کر اپنی جانب سے دونوں کو کلام مربوط قرار دینا بالکل کفر ہے۔ اگر اسلامی عملداری میں کوئی مرتد ایسا کرے تو وہ واجب القتل ہے۔ مگر مرزا قادیانی آزاد برٹش گورنمنٹ کو دعا دیں۔ جس کی عملداری میں قرآن مجید بلکہ تمام اسلامی شریعت

کی ترمیم کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ قرآن مجید کی ترمیم کرنے والا اپنے کو خدا اور رسول سے بڑھ کر سمجھتا ہے کیونکہ منکلم سے مصلح اور مرمم کا درجہ بڑا ہوتا ہے۔

پھر یہی نہیں بلکہ ترمیم شدہ اور متغیر شدہ جملوں کو الہام اور وحی خاص بتایا جاتا ہے گویا خدائے تعالیٰ نے پہلے کچھ الہام کیا اور اب کچھ۔ آنحضرت ﷺ نے تو اہل کتاب کی اصلاح فرمائی۔ مرزا قادیانی خود مقدس اسلام کی اصلاح کر رہے ہیں۔ گردن میں پلاسٹر لگا کر اس شخص کو پاگل خانے کیوں نہیں بھیجا جاتا۔ ہماری رائے میں ابھی تک تو اس کا داغ اصلاح پذیر ہے۔ چند روز میں جب مادہ پک گیا اور موجودہ مانگو لیا پورا قارب ہو گیا تو اصلاح قطعاً محال ہو جائے گی۔ ایسا بہت جلد ہونے والا ہے۔ انشاء اللہ!

براہین کے ص ۵۵۸، جزائن ج ۱ ص ۶۶۶ میں آپ پر یہ الہام ہوا ”الم نشرح لك صدرك الم نجعل لك سهولة في كل امر بيت الفكر وبيت الذكر ومن دخله كان آمنا“ اپنی مخرقات ٹھونس کر کلام الہی کی کیسی توہین کی ہے؟ ذرا خط تو ملاحظہ فرمائیے کہ بیت الفکر اور بیت الذکر آپ کے دو گھر ہیں۔ اور آپ خود لکھتے ہیں کہ بیت الفکر سے مراد وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف میں مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بتائی گئی۔ تعجب ہے کہ مرزا کا خدا واحد اور شنیہ میں بھی تمیز نہیں کر سکتا ورنہ ”ومن دخلهما كان آمنا“ کہتا۔ کیونکہ بیت الفکر اور بیت الذکر دو مکان جدا جدا ہیں۔ آپ کہتے ہیں: ”من دخله كان آمنا“ صرف مسجد کی صفت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صفت اور موصوف کے گھڑنے کا بھی لے پالک کے آسانی باپ کو شعور نہیں ورنہ عمارت یوں ہوتی۔ ”و بیت الذکر الذی من دخله كان آمنا“ کیا وجہ ہے کہ آپ کا بیت الذکر تو دار الامن ہو اور بیت الفکر دار الامن نہ ہو بلکہ دار الحزن و دار الکفر ہو۔ جناب باری نے تو تمام مکہ کو دار الامن قرار دیا ہے۔ مگر وہ تو تیرہ سو برس کے بعد دار الامن نہ رہے اور لے پالک کا مجموعہ بڑا دار الامن بن جائے پھر فی کل امر بیت الفکر بیت الذکر کتنا فصیح جملہ ہے؟

ارے یو دم! تامل! اضافات نقل فصاحت ہے۔ ”الم نشرح لك صدرك“ کے ساتھ اس خانگی عمارت کو ملانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی خبیث سندس دستبرق کے ہشتی طے میں ناپاک ٹاٹ کا پیوند لگا دے۔

پھر بد معاشی اور بے ایمانی اور بد نیتی دیکھئے کہ جناب باری نے ”الم نشرح لك

صدرک۔ ووضعننا عنک وزرک الذی انقض ظہرک۔ ورفعننا لک ذکرک“ میں آنحضرت ﷺ پر اپنے احسانات جنائے ہیں یعنی کیا ہم نے تیرا سیز نہیں کھولا اور کیا ہم نے تیرا وہ بوجھ نہیں اٹھایا جس نے تیری کمر توڑ ڈالی تھی (تکلیف دے رکھی تھی) اور کیا ہم نے تیرا ذکر (آسمانوں اور زمینوں میں) بلند نہیں کیا۔

یہ مربوط اور مضبوط معجز کلام ملاحظہ فرمائیے اور مرزا کی خانگی لغویات دیکھئے۔ مردود کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مدارج نبوت تکلیفوں اور سختیوں کے پھیلنے کے بعد ملے اور مجھے نہایت سہولت کے ساتھ گھر بیٹھے چھپر پھاڑ کر مل گئے۔ میں آسمانی باپ کا ایسا چیتا لے پالک ہوں اور مجھے آنحضرت ﷺ پر ترجیح اور تفضیل ہے۔

آنحضرت ﷺ کا رُخ ذکر تو اس طرح ہوا کہ ساری خدائی میں اسلام پھیل گیا۔ آج کے روز بھی جبکہ دہریت اور الحاد کا زور ہے۔ یورپ، ایشیا، امریکہ، افریقہ میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں آپ کی رسالت کا جھنڈا بلند نہ ہوا ہو۔ لاکھوں عیسائیوں کو مسلمان کیا اور ہور ہے ہیں۔ لے پالک نے اگر ایک عیسائی کو بھی اپنی ہی سالہ بعثت میں مسلمان بنایا ہو تو اس کا حوالہ دے۔

اور حقاقت دیکھئے کلام مجید میں ہے ”یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة“ آپ اس پر یوں اضافہ کرتے ہیں ”یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة“ (براہین احمدیہ میں ۳۹۷، خزائن ج ۱ ص ۵۹۰) میں خود بدولت نے آدم اور مریم اور احمد سے اپنے کو مراد لیا اور زوج سے اپنے رفیق اور جنت سے مراد جنت کے وسائل۔ لیکن آسمانی باپ بھول گیا کہ معنی کہ جب مرزا قادیانی کے رفقاء مراد تھے تو ”یا احمد اسکن انت وازواجک الجنة“ ہونا چاہئے تھا آیت ”یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة“ میں زوج سے مراد حضرت حوا علیہ السلام ہیں۔

پس تقابل پر لحاظ کر کے یہی لازم آتا ہے کہ تمام مرزائی مسخ ماہیت ہو کر یعنی مرد سے عورت بن کر آپ کی حور میں بن گئے ہیں جس طرح مرزا قادیانی الہام میں مریم بن گئے ہیں۔ پھر حضرت مریم علیہ السلام کا کوئی زوج نہ تھا (گو آپ یہودی بن کر یوسف نجار کو ان کا زوج بناتے ہیں)۔ مریم تو حضرت عیسیٰ کی ماں تھیں یہاں آپ کی زوج مریم ہے اور چونکہ آپ مسخ موعود ہیں تو اپنی زوجہ (مریم) کے شکم سے پیدا ہوئے ہیں۔ ہمارے ناظرین تھوڑی دیر کے فرمائشی قہقہہ تو اڑائیں۔ قہ قہ قہ، قہا قہا قہا، قہی قہی قہی۔ یہ آپ کا الہام ہے جس کو سن کر خرد جال مارے خوشی کے کھوٹا اکھاڑ کر دولتیاں جھانڈنے لگتے ہیں۔

۴ مرزا قادیانی کے نزدیک انبیاء معصوم نہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

چونکہ مرزا قادیانی کی کوئی پیشینگوئی سچی نہیں ہوئی اور رتالوں اور نجومیوں سے بھی بیٹے لکھے۔ لہذا ازالہ اوہام کے م ۶۸۸، خزائن ج ۳ ص ۴۷۱ میں اپنی طرح تمام انبیاء کو کذاب اور خاطی بتاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ: ”اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کا ملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موہو مشکف نہ ہوئی نہ دجال کے گدھے کی حقیقت کھلی نہ یا جوج ماجوج کی عیسیٰ نہ تک وحی الہی نے اطلاع دی نہ دلہ الارض کی ماہیت کما ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ کے طرز بیان میں اجمالی طور سے سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں اور اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں تو نشان نبوت پر کچھ حرف نہیں۔“

اب ہم کہتے ہیں کہ جب آپ کی پیشینگوئیاں پوری نہ ہوئیں اور ہتھم میعاد کے مابین نہ مرا اور آسمانی منکوحہ سے پیشینگوئی کے خلاف بغض گرم نہ ہوئی تو لاطائل تاویلات کیوں کی گئیں کہ آہٹم کے دل میں خوف طاری ہو گیا تھا یعنی وہ دل میں مرزائی بن گیا تھا اور آسمانی منکوحہ کبھی نہ کبھی ہتھے چڑھے گی اور ام الرزاقین کے شکم سے اب اگر خلاف پیشینگوئی لڑی ہوئی تو آئندہ لڑ کے کے آنے کا سدباب نہیں ہو گیا۔ نہ دروازہ پر قفل ٹھکانہ تینہ ہو گیا۔ آئندہ کبھی نہ کبھی سال کا سا پورا ضرور نکلے گا۔ گویا پیشینگوئیوں کے پورا ہونے کا اقرار بھی ہے اور انکار بھی اصرار ہے۔ دنیا سے جنگ وجدل ہے۔ رسالے شائع ہوتے ہیں کہ ان معنوں سے پیشینگوئی ضرور پوری ہو گئی۔

ان جموئی تاویلیوں پر اڑتے رہنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی تو اپنی پیشینگوئیوں میں جموئے نہیں ہاں انبیاء جموئے ہیں۔ ہر پیشینگوئی کے جموئے ہونے پر تاویلات کا دریا بہایا گیا ہے۔ کبھی اقرار نہیں کیا گیا کہ فلاں پیشینگوئی درحقیقت غلط نکلے اور آسمانی باپ نے لے پالک کو دھوکا دیا۔ کسی پیشینگوئی کے غلط ہونے پر مرزا قادیانی کے چھوٹے منہ سے یہ کلمہ نہیں نکلا کہ انبیاء نے بھی اپنے اجتہاد میں خطا کی ہے۔

میں نے کی تو کیا بسم میں خرد جال نے منہ مارا۔ ہاں بعد میں جموئے کا خدا نے منہ کالا کر دیا اور جھک مار کر اپنے منہ پر تھپڑ مارنا اور اقرار کرنا پڑا کہ میری پیشینگوئیاں اس لئے غلط ہوئیں کہ انبیاء کی پیشینگوئیاں بھی غلط ہو چکی ہیں۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔ کیا اجماع امت میں سے کسی کو آنحضرت ﷺ کی پیشینگوئی میں کبھی شک واقع ہوا ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی اور آپ کی نبوت پر معاذ اللہ کسی نے حرف گیری کی ہے۔ حالانکہ دنیا کو مرزائی پیشینگوئیوں کے غلط ہو جانے کا

کامل یقین ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جھوٹا ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ ساری دنیا جھجھکی جھوٹی ہو جائے۔ پس اگر مرزا اپنے ساتھ انبیاء کو جھوٹا بنائے تو کسی مسلمان کو براندہ ماننا چاہئے۔ اگر انبیاء کی پیشینگوئیاں اور معجزات غلط ہونے لگیں تو ان میں اور عام انسانوں میں کیا فرق ہے اور دنیا کیوں ان کا کلمہ پڑھے؟

دجال اور اس کے گدھے اور یا جوج ماجوج وغیرہ کی حقیقت آنحضرت ﷺ پر تو منکشف نہ ہوئی مگر اب تیرہ سو برس بعد چینی مغل پر منکشف ہو گئی۔ یہ آنحضرت ﷺ پر تیرہ نہیں تو کیا ہے۔ نہ کہ آنحضرت ﷺ کے الہام و اجتہاد تو غلط اور مرزا قادیانی کا اجتہاد صحیح اور واقعی یہ اپنا مرتبہ بڑھانا اور آنحضرت ﷺ کا مرتبہ گھٹانا نہیں تو کیا ہے پھر بھی منبر پر چڑھ کر آنحضرت ﷺ کی ثناء اور صفت بیان کرنا منافقانہ نہیں تو کیا ہے۔ چند روز میں آنحضرت ﷺ کی نبوت کا کھلم کھلا انکار کیا جائے گا اور حتماء کے پھانسنے کا جو پردہ ذرا پڑا ہوا ہے وہ بھی جلد اٹھنے والا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ بے حیائی تیرا آسرا۔

تعارف مضامین ضمیرہ شحنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۲ء ۲۲ ستمبر کے شمارہ نمبر ۳۶ کے مضامین

.....۱	نظم بردجال قادیانی۔	۲۰۰ رلدھیانہ!
.....۲	مرزا قادیانی کے نزدیک تمام مذاہب حق پر ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزا کی مقدمات۔	نامہ نگار پیسہ اخبار!
.....۴	وہی وقفات مسج۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ نظم بردجال قادیانی

۲۰۰ رلدھیانہ!

آن شاہ کہ لا نبی بعدی فرمود	یزدانیش خاتم النبیین بستود
دجال بود هر آنکہ امروز نبی ست	دجل ست همین کہ نقط جزئی وافزود
هر کسے کہ امروز شد پیغمبرے	الحق آن دجال گشت و کافرے
کسر د بر ذات مہیمن افتراء	ظالمے دونے مہینے خود سرے

طاهر و برتر ز دخل هر شرے	مے شمار دوحی والہام خودش
شدیزیدی خصلتان را مصدرے	قادینانش حسب قول او دمشق
آنکہ شد کرسی نشین و مہترے	پس یزید آمد رئیسش لا جرم
کا احمد مرسل جدش اب حیدرے	از ہمیں جوید فضیلت بر حسینؑ
برپیش کردش غرض کورو کرے	مرگ عیسیٰ خواند پیسہ نیچری
بفگند تا سایہ بوم و شہرے	بر سر خلق خدا جلے ہما
زیں دو بے ہا کان صلیبش معبرے	حق بہ قرآن از صلیبش پاک کرد
بہر ہا کان این نباشد مظهرے	کادیانی! گوہر خود را بہ ہیں
ایکہ بود آلفقوایت مادریے	شرم دار از ابن مریم گشتنت
تو کہ میداری پدر بودنجرے	مہدی آل محمد چون شوی
چون تواز تاتار داری گوہرے	فارسی الاصل خود آب تو نیست
الغرض ہیں تیرے طرفہ ماجرے	بن کہ یہ سب کچھ ہے بہر حارث بھی تو
خارج از امکانست از دانشورے	اینچنین بیہودگی ہارا یقین
ہیچ اہل دیں ندارد بساورے	گشتنت عیسیٰ بہ عیسیٰ گشتنت
کہ شوی عیسیٰ بہ تصدیق خرے	گوہر خود ہر بر گوہر شناس
دانش چون سامری افسونگرے	بود چون گوسالہ اعجاز مسیح
وضع ہو بے باک رحمت سے پرے	قابل نفرت ہوں ان کے معجزے
نام جب ہر کام پر ان کی دہرے	کس زبان سے تو بنانا کا مثیل
زوجہ ات غرق لباس و زیورے	کے مثیل عیسیٰ مریم شوی
تو ہمہ مشغول دیوار و درے	خانہ عیسیٰ نبود اندر جہاں
امتیازت خود بہ کشفی منظرے	یاد داری بود چوں باریک تر
تو در پارہ یک جوہرے	اتحادت بود چندان با مسیحؑ
کرد رخت او تو ہم بودی برے	فطرتت باوے تشابہ داشت بس
بے پری بالاش بے بال و پیرے	شد مبادل فطرتت اکتوں چنان
کیوں نہیں خوف خدا تجھ کو ارے	ان سے افضل اب تو کیسے بن گیا

ہائے عیسیٰ ہم نے بالائش رسد	اینچنین آوردی اعلیٰ منبرے
انبیاء تو نے بنائے مزمرسٹ	بے ادب تَجھ کو خدا غارت کرے
کے تو مے کردی بایشان اتہام	گر تو بودی نیک و نیکو محضے
جس نے دیکھیں تیری پیشینگوٹیاں	اب وہ گیدڑ بھیکوں سے کیا ڈرے
تو جسے مارے جئے وہ دیر تک	جس کو زندہ چاہے تو جلد مرے
اور جسے شاداب چاہے خشک ہو	جس کو سو کہیں تو کہے وہ ہوں مرے
چوں پسرزائی بمیر دزد تر	گر پسر خوانی برآید دخترے
ملہمت گفت آن یکے راشوخ و شنگ	زاید ازوے فتنہ و شور و شرے
شد بسر سی ماہ دمے بینی ہنود	زوجۃ الہامیت با شوہرے
آہم تر سا دران مدت نہ مرد	بررگ جانانت ازاں صد نشترے
وان نشان ہم لیکہرام از توجہ دید	قتل و مرگش ہست امر آخرے
بالکوں کو اپنے ہے اس کے سوا	کیا سبق تو نے پڑھایا مسخرے
ابن مریم چڑھ کے سولی مر چکا	میں ہی عیسیٰ ہوں قیامت سے ورے
قاتلی با ایس ہمہ کاید مسیح	با جلال ظاہر و کروفرے
یک جہ باشد وہ ہزار آمد توان	در ازالہ ص و دورے
انتظار آن مسیح از آسمان	دارد اندر سینہ ہر نیک اخترے
ملحف و مدبر ہے تو کیسا مسیح	مال مردم سے جو اپنا گھر بھرے
از سہ صد اجزاء تو دادی سی و پنج ۳۵	شد براہین حیلہ جمع آرے
اے دغا باز آنچه گفتی یا نکن	لاجرم شد ختم بر پیغمبرے
تو کد امی قسم پیغمبر شدی	درد ہاں گندہ ات خلکسترے
آہ با اسلا میان کردی فریب	داشتی با خود نبوت مضمرے
ہر رسولے آفتاب صدق بود	ہر رسولے بود مہر انورے
ماہمہ پیغمبران را چاک کریم	ہم چو خاکے کا دفتد بر ہر درے
در براہین بود ایمانت چنیں	بر ہمہ کس حجتے روشن ترے
اے کہ عیسیٰ راتو بلشی خاک در	ہائے مرتد نہ گشتی ہسرے

همسره نه بلکه از ره بهتره	له منافق بودی اورا چاکره
ایس فضیلت هابه عیسی جستنن	وایس رسالت شد بد نیت صرصره
خالسی از ایمان ودین بگذاشتت	پر عفونت مرده بیجان پیکره
دعوه تجدید دین بودت نخست	خویشتن راکردی آفرا بتره
گشتی از ابنیت و تصویر خویش	بت ستاق بت فروش و بت گره
سو جب گستاخی وهتک مسیح	درکف از شرب الیهودت ساغره
زلزلت خواندی و ظاهر کرده	نیچریانه خیالی محشره
مه کنی تغلیط تفسیر سلف	ناخلف رفتی براه دیگره
چون صبیغ اسلمی باشد ترا	کادیسانی حاجت یک عمره
کز تو سازد در الحاد و کجی	دره اش باشد به پشتت مسطره
قابل ایمان حدیث مصطفی	نیست نزد توبه قرآن اکثره
وحی عیسی قوادح ختم الرسل	داری از اللهم ووحیت دفتره
بهر دجال شقی ایس زمان	خامه سعدی ست گویا خنجره
گرچه یارب بنده به توشه ام	نیست غم باچون تو بنده پروره
جز تو پیش کس فرد ناید سرم	عبد خود راله تو کافی یاوره
آگه از اعلان و اخفائه منی	ایکه در علم تو هر خشک وتره
چشم بر عفوتو دارم چون توئی	مسعانه مهر بانه داوره
خائف از قهر تو ام دائم و له	رحمت تست از غضب زور آوره
قابل الثوبی و غفار الذنوب	مغفرت گردان به فرقم مغفره
زینهار تو ز دجال زمان	سیمازان کافر آید اعوره
حرز جان دارم براه مصطفی	در بره قرآن حدیثش در بره
التحجا دارم دران تاپ و تپش	جامه از دستش کنار کوثره
جنت خلعت بود مهمانیم	هم زر ضوانت تبارک افسره
احمد مرسل به نفع ماحریص	بهر ما از رحم درافت غم خوره
آن شه دنیا و دین کز مقدمش	شد زمین رابر فلک صد مضخره

سائل و محتاج و شاہنشہاں	صاحب و خدمت گزارش قیصرے
دست کس نرسیدوہم نرسد بآن	دادہ زیر نگینش کشورے
از من شید اسلامش مے رسان	آنکہ سالار ست و مارا سرورے
ہم بہ ہر یک یک از آدم تامسیح	در بریت بر گزیدہ معشرے
نیز اصحاب و آل آن تمام	رحمت بہ ہر یکے دین گسترے
کار ایشان بود در راہ خدا	امر معروفے ونہی منکرے

۲ مرزا قادیانی کے نزدیک تمام مذاہب حق پر ہیں
مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

لاہور کے لیچر نے تو مرزا نیت کی کایا ہی پلٹ دی۔ بروزی رنگ برنگ کے روپ آج تک بدلتا رہا۔ اب سب کو چھوڑ کر ان سے کچھ اور ہی نیرنگ دکھایا۔ یوں کہو امام الزمان کے حقیقی معنی اب سمجھا ۳۰ رسال تک تو صرف مرزائیوں کا امام رہا اب دو لاکھ دلوں کی تسبیح سے نکل کر مالوؤں اور زماروں میں منسلک ہو کر تمام ہندوؤں اور سکھوں اور لال بیگوں کا امام (لال گرد) بن گیا۔

زاہد شرک خفی کی بھی خبر ہے کہ نہیں

زیر پروانہ تسبیح کے زمار بھی ہے

لعنت ہے اس خود غرضی اور مدہست پر کہ ہر قوم کی صورتی کے مندر میں ماتھایا کا تمام اوتاروں کو بوجہ کیا۔ پھر بھی کسی آریا کسی ستاقن ہرئی۔ کسی سکھ کسی لال بیگی کو وس ہزار آدمیوں کے مجمع میں مرزائی نہ بنا سکا۔ اب تو تمام مرزائیوں پر مرزا قادیانی کی حقیقت کھل جانی چاہے کہ وہ کتنے پانی میں ہے اور اس کے کیا پانکھنڈ ہیں۔ کوئی پوچھے جب تمام مذاہب حق پر ہیں تو آسمانی باپ نے لے پالک کو کس کی اصلاح کے لئے بھیجا پھر بھی آپ نہ صرف مسلمان بلکہ اسلامی مجدد اور نبی وغیرہ۔ کلام مجید تو یوں ناطق ہو۔ من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ اور یہ مکار تمام مذاہب کو حق پر تائے۔ کیا یہ مختلف مذاہب در حقیقت خدا نے پیدا کئے ہیں۔ کیا خدائے تعالیٰ عرش پر بیٹھا دنیا کو لڑوا رہا ہے خون خرابے کر رہا ہے۔ خدا کا تو یہ کام نہیں اس نے تو ایک سیدی راہ صراطا سویا، بتا دی ہے اور سیدی راہ ایک ہی ہوتی ہے۔ البتہ آسمانی باپ چودھویں صدی

(حاشیہ گزشتہ اشعار) ۱ (از ازل ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸) قادیان میں یزیدی لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ قادیانی وہاں کا کرسی نشین رئیس ہے تو یزید کیوں نہ ہو۔ اسی لئے حسین سے افضل بنتا ہے؟

میں اپنے لے پا لک بھیج کر ساری خدائی سے جنگ کر رہا ہے۔

آپ کے قول کے موافق آریا کے رشی اور منی حق پر تھے مگر نیوگ کا مسئلہ خراب ہے۔ عیسائی حق پر ہیں مگر کفارہ برا ہے پھر حق پر کہاں رہے؟ بات یہ ہے جمونے کو بھاگتے راہ نہیں ملتی اور قدرت الہی اس کا حافظہ بھی سلب کر لیتی ہے۔ مرزا کو یہ خبر نہیں کہ مختلف رسالوں میں آریا اور عیسائیوں اور ان کے بزرگوں اور خود عیسیٰ مسیح کی نسبت کیا جھگ مار چکا ہے اور اب اس کے خلاف کیا ابراز کر رہا ہے۔ قصور در حقیقت کھوسٹ آسانی باپ کا ہے کہ لے پا لک پر متناقض الہام کرتا رہتا ہے۔ آپ نے دیگر مذاہب کے ادتاروں کو خدا پرست اور راست باز بندگان خدائی نہیں قرار دیا بلکہ ان کو نبی بھی بنا دیا اور سند میں یہ آیت پیش کی "وان من امة الا خلافيها نذير" یعنی کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا (نبی) نہ آیا ہو۔ اس دلیل سے ہنود اور سکھوں کے ادتار ہی نہیں بلکہ حلال خوروں، چماروں وغیرہ ذلیل اور کمینہ اقوام میں بھی نبی گزرے ہیں اور قیامت تک گزریں گے۔ حالانکہ اس آیت میں گزشتہ امتوں اور انبیاء کا ذکر ہے۔ کیونکہ خلا ماضی کا صیغہ ہے۔ آنحضرت خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نذیر (نبی) نہ آئے گا۔ یہ اپنے بڑے بھائی امام الدین کا اجراع ہے جو حلال خوروں کا گرد بنا تھا۔ کیوں نہ ہو آخر ہیں تو دونوں ایک ہی جھاڑو کی تیلیاں۔ معلوم نہیں اب لے پا لک نے کیوں جمول جمال دیر دار لگا رکھی ہے۔ کھلم کھلا امر تر کے دربار میں جا کر کیوں گرتے جی کو سجدہ نہیں کرتا۔ کیونکہ کیوں عملی طور پر مندروں میں جا کر ہنود کے ادتاروں کی موتی کو ڈھرت بجا نہیں لاتا۔

پہلے تو یہ پالیسی رہی کہ میں عیسیٰ اور موسیٰ اور تمام انبیاء اور ادتاروں سے اچھا ہوں اور سب برے ہیں۔ جب چار طرف سے منہ پر تھپڑ لگنے لگے۔ تو اب کیدانی نے کید کی یہ پالیسی ٹھہرائی کہ میں اچھا اور میرے ساتھ سب اچھے۔ جیسے اور لوگ نبی اور ادتارے ہیں۔ میں بھی ایسا ہی ہوں۔ اسکے یہ معنی ہوئے کہ جیسا میں مکار اور دنیا پرست مرغ با دما ہوں تمام انبیاء اور ادتار بھی ایسے ہی تھے اور میری طرح سب ہاتھی کے روٹ میں حصہ لگاتے تھے۔

لاہور میں آپ کا لیکچر سینے کو لوگ اسی طرح جمع ہوئے جس طرح کسی مداری کا تماشا یا کسی کپنی کا ٹانگ دیکھنے یا اس کا ڈرانے کو جمع ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ محض اس لئے گئے کہ دیکھیں اب گنبد سے کیا صدا نکلتی ہے اور چونکہ آپ دو سال تک مقدمات کے اڈگڑے میں جت چکے ہیں۔ لہذا دیکھیں اب بھی وہی غرے ڈبے ہیں یا کچھ معتول ہو گئے ہیں۔ مگر خوشی کی بات ہے کہ لوگوں کا عندیہ صحیح نکلا اور ایک گرگ باران دیدہ عین موسم ہارش میں جیکل ملی بن کر نظر آیا۔

مرزائی اخبار لکھتے ہیں کہ اس مجمع میں مرزا قادیانی سے کئی سو آدمیوں نے بیعت کی۔ ارے واہ رے مرزائیو! تمہاری چال کے کیا کہنے ہیں۔ ناظرین نے لاہور، امرتسر، دہلی وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں چند گھنٹوں کو اپنی چیزوں کا نیلام کرتے دیکھا ہوگا کہ وہ بڑھا کر آپس میں نیلام کی بولی بولتے ہیں تاواقف لوگ اس دام میں آجاتے ہیں اور بولی بڑھ کر نیلام کی چیزیں خرید لیتے ہیں۔ پس چند مرزائیوں نے لوگوں کے پھانسنے کو دس قدم بڑھ کر بیعت دہرائی ممکن ہے کہ دیکھا دیکھی چند اٹو اور بھی چھس گئے ہوں۔ پس یوں سینکڑوں کی تعداد پوری ہوگئی۔ گھر کے صوفی گھر کے قوال۔

۳ مرزائی مقدمات

نامہ نگار پیسہ اخبار!

پیسہ اخبار کے نامہ نگار نے لکھا کہ ۶ ستمبر ۱۹۰۳ء مولوی محمد صاحب کی شہادت ختم ہوئی ہے۔ مے کو شیخ علی احمد صاحب وکیل گورداسپور کے بعد۔ ۸ کونشی عزیز الدین صاحب تحصیلدار دینا نگر اور میاں حسین بخش صاحب پنشنر بنالہ کی شہادتیں ہوئیں۔ ۹ کو مجسٹریٹ صاحب خزانہ کے کام میں مصروف رہے اور مقدمہ کی سماعت نہ ہو سکی۔ ۱۰ ستمبر کو ڈاکٹر محمد الدین صاحب گواہ مستغیث میڈیکل پریکٹیشنر لاہور حاضر عدالت ہوئے۔ اول خواجہ کمال الدین صاحب وکیل مدعا علیہم نے ڈاکٹر صاحب موصوف کو واقعات مقدمہ سے آگاہ کیا۔ مولوی کرم الدین صاحب کی طرف سے کوئی وکیل مقدمہ کی پیروی نہ کرتا تھا۔ وہ آپ ہی جرح کرتے رہے اور حق تو یہ ہے کہ کوئی وکیل اس سے بہتر جرح نہیں کر سکتا۔ پھر لفظ کذاب میں بحث ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب نے کذاب کے معنی بسیار درونگو بیان کئے۔ عادت اور استمرار کا اس سے کچھ تعلق نہیں ثابت کیا۔ مگر مولوی صاحب نے رابٹ صاحب کی گرامر میں کذاب کے معنی عادی درونگو دکھایا۔ ڈاکٹر صاحب نے عادی درونگو کی تشریح یوں کی کہ عادی درونگو اس شخص کو کہتے ہیں جو مجبوراً جھوٹ نہ بولے بلکہ خوشی سے اور بغیر دباؤ کے اور مولوی صاحب فقط اتنی ہی بات میں کذاب ثابت ہوئے۔ جس قدر اس مقدمہ کے متعلق تھی اور عادی درونگو نہ قرار دیئے گئے۔ پھر دروغ کے جواز پر بحث ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ فوجی افسروں اور وزراء کے لئے جھوٹ مباح ہے کیونکہ اس کو مصلحت وقت تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی عالم جو صداقت کی تلقین کے لئے مامور ہو اور اس حرکت نازیبا کا مرتکب ہو تو نہایت شرم کی بات ہے۔ مولوی صاحب نے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا جس میں سومات کے مندر میں برہمن بن

کر رہے۔ اس واقعہ کے بیان کرنے سے آپ کا یہ مدعا تھا کہ جب سعدی جیسے علامہ نے بت کدے معلوم کے اسرار معلوم کرنے کی خاطر جھوٹ سے احتراز نہ کیا تو مجھے مرزا قادیانی کی ملہمیت کی حقیقت دریافت کرنے کے لئے جھوٹ بولنا ممنوع نہ تھا۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ سعدی ہو یا کوئی جھوٹ جھوٹ ہی ہے۔ مولوی صاحب کا نسیم ہونا ان کی حرکات تک محدود رہا۔ ذات سے کچھ تعلق ثابت نہ ہوا اور نہ یہ ثابت کرنے کا کسی کو موقع تھا۔ مہین یعنی اہانت کنندہ بھی ثابت ہو گیا۔ پھر مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کے دعوے نبوت و مسیحیت و خدائی کا حوالہ دے کر ڈاکٹر صاحب سے کہلویا کہ مدعا علیہ ہا اعتبار مذہب کے کافر ہے گوان کے فضیلت و طہیت قابل ادب ہے جیسی کہ ہر ایک قاضی کی ہونی چاہئے۔ اس مقدمہ میں مرزا قادیانی نے نہایت تحمل ظاہر کیا۔ پانچ چھ گھنٹے پاؤں پر کھڑے رہے محشریٹ صاحب نے وکیل مدعا علیہم کو تنبیہ کی کہ اس طرح گفتگو نہ کریں جس سے گواہ کی شہادت پر اثر پیدا ہوا۔

مرزا قادیانی کے مقدمہ میں شہادت استفسار پر جرح مکرر بھی ختم ہو چکی۔ اب ان کے گواہان صفائی گزر رہے ہیں۔ چنانچہ ۷ ستمبر کو شیخ علی احمد صاحب وکیل گورداسپور کی شہادت ہوئی۔ آپ نے اپنی شہادت میں یہ بھی لکھایا کہ الفاظ استفسار مزمل حیثیت عرفی ہیں اور دشمنی کی حالت میں کسی کی نسبت یہ الفاظ شائع کرنا حرام ہے اور دشمنی کا اعتراف بھی تو لکھنے والا سخت سزا کے لائق ہے۔ دوسرے گواہ فشی عزیز الدین صاحب دیناگری پنشنر تحصیلدار کی شہادت ۸ کو گزری۔ انہوں نے بھی مانا کہ الفاظ استفسار کردہ بے شک جنگ کے الفاظ ہیں اور مضمون اخبار تنازعہ کی نسبت انہوں نے لکھا کہ کاتب مضمون نے جو کچھ کیا اپنے فرقہ کے مسلمانوں کو مرزائی فرقہ کی ضرر سے بچانے کے لئے کیا۔ اسی تاریخ کو میاں حسین بخش صاحب اکثر اسٹنٹ کمشنر پنشنر پیالہ کی شہادت ہوئی۔ انہوں نے بھی کہا کہ واقعی الفاظ استفسار کردہ مزمل حیثیت ہیں اور مستغنیث کی ازالہ حیثیت عرفی ان سے ہوئی ہے۔

اخبار کے مضمون کے متعلق لکھایا کہ کاتب مضمون نے اپنے دل کی تسلی کے لئے یہ کارروائی کی ہے اور یہ کوئی عیب کی بات نہیں اور یہ بھی لکھا کہ کتاب (مواہب الرحمن ص ۱۲۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۵) پر جو مضمون لکھا ہے۔ اس میں سراج الاخبار یا خطوط کا کوئی ذکر نہیں۔ ان گواہان کی مفصل شہادتیں بعد ملنے نقول کے غالباً شائع ہوں گی۔ ۹ کو مقدمہ پیش ہو کر تاریخ پڑ گئی۔ آج ۱۰ کو ڈاکٹر محمد الدین صاحب لاہوری چودھری نصر اللہ خان دمولوی فیروز الدین سیالکوٹی کی شہادتیں ہوں گی۔ آئندہ کی کارروائی سے پھر اطلاع دی جائے گی۔

۴ وہی وفات مسیح

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جب ایک نبی وفات پا گیا ہے تو دوسرا نبی مبعوث ہوا ہے اور سلف اللہ اسی طرح جاری رہی ہے۔ یہاں تک کہ انبیاء کا سلسلہ آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گیا۔ لیکن آج تک کسی نبی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ چونکہ فلاں نبی مر گیا ہے اس لئے میں اس کی جگہ آیا ہوں۔ اور اے لوگو! فلاں نبی کو مردہ سمجھ لینا ہی مجھے نبی مان لینا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ چونکہ فنور چمیں مر گئے ہیں۔ لہذا میں ان کا جانشین ہوں۔ اس سے لازم آتا ہے کہ خدائے تعالیٰ لوٹ لوٹ کر ایک تشخص اور صفات کے انبیاء کو بھیجتا ہے۔ اس کے پاس انبیاء کے ڈھالنے کا دوسرا سانچا ہی نہیں یا پہلے ایک ناقص نبی بھیجا اس کے بعد کامل۔ یا پہلے ایک کامل بھیجا اس کے بعد ناقص۔ خدا کو کوئی ضرورت نہیں کہ پہلے ناقص نبی بھیجے اور پھر کامل۔ اس سے حکیم علی الاطلاق کی قدرت و حکمت پر حرف آتا ہے۔ ناقص نبی ہو نہیں سکتا۔

پس مرزا کا یہ کہنا کہ میں مثیل مسیح ہوں خود اپنی توہین کرنا اور اپنے کو خاک و عجز پر گرانما ہے۔ انہوں نے سمجھا کہ کاناٹھ اور بدھ و غیر اس وقت تک چل ہی نہیں سکتا جب تک اپنے کو اوروں کا فضلہ خوار اور راتب خوار نہ بنائے یعنی دنیا چونکہ مسیح علیہ السلام کو ماننی ہے۔ لہذا میں مثیل مسیح ہوں کیونکہ انہیں اپنی حیثیت دعوہ جاہت اچھی طرح معلوم ہے لیکن کیا کوئی اپنے کو نبی بنانے سے نبی بن سکتا ہے۔

ضرر مگر جل اطلس بھوشد خراست

توریت اور انجیل میں لکھا ہے کہ (تسلی دینے والا) آئے گا مگر آنحضرت ﷺ نے اپنے کو مسیح موعود قرار نہیں دیا بلکہ محض رسول۔ کیونکہ اس میں وہی خرابی تھی جو ہم نے اوپر بیان کی کہ قرآن میں ہے۔ ”وان من امة الا خلا فیہا نذیر (فططر: ۲۴)“ پس مسیح دعوئی بننے میں جس طرح آنحضرت ﷺ کی توہین تھی اسی طرح انبیاء نبی اسرائیل کی تھی۔ بلکہ خود مسیح نے نبی اسرائیل سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا ”یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لِمَا بَیْنَ یَدَیْ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَأْتِیْ مِنْ بَعْدِی اِسْمُهُ اِحْمَدُ (الصف: ۶)“ یعنی اے نبی اسرائیل میں تمہاری ہی طرف رسول ہوں نہ کہ نبی اسماعیل کی طرف۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نبی اسماعیل میں سے ہیں۔ اب ذرا خیال کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ کو تو نبی اسرائیل میں بھی آنحضرت ﷺ کا مبعوث ہونا منظور نہ ہوا اور مرزا خود امت محمدیہ میں ہو کر اپنے کو

نبی اور مسیح بنائیں۔ ماہصل یہ ہے کہ اگر مسیح بننے میں کوئی خوبی اور ترجیح ہوتی تو آنحضرت ﷺ اپنے کو مسیح موعود قرار دیتے۔ کاش مرزا اور مرزائی ہمارے اس مضمون کا عمل سمجھیں۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم اکتوبر کے شمارہ نمبر ۷۳ کے مضامین

.....	مرزا غلام احمد قادیانی۔ لیکچر لاہور	مولوی ممتاز علی اخبار تالیف و اشاعت!
-------	-------------------------------------	--------------------------------------

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مرزا غلام احمد قادیانی کا مضمون لیکچر لاہور

مولوی ممتاز علی اخبار تالیف و اشاعت

مولوی ممتاز علی صاحب ایڈیٹر اخبار تالیف و اشاعت نے مرزا جی کے لاہور والے لیکچر کی کیفیت حسب ذیل لکھی ہے۔ جس میں کچھ آپ بیتی رام کہانی کی ہے۔ ہم مضمون کا انتخاب ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

ہر چند مرزا صاحب کی شہرت ہندوستان سے تجاوز ہو عرب و مصر و روم و شام تک پہنچی ہے۔ مگر خاکسار بد قسمتی سے اب تک شرف اندوز زیارت نہ ہو سکا اور اب پہلا موقع زیارت کا ملا۔ مرزا قادیانی نے اپنی تقریر پہلے سے قلم بند کر لی تھی اور شاید سامعین کی آسانی اور فائدہ کے لئے چھاپ کر شائع کرنا چاہتے تھے۔ افسوس ہے کہ بعض اہل مطالع نے کسی وہم و دوسوہ سے اس لیکچر کے طبع کرنے میں تامل کیا۔ آخر خاکسار کے مطبع نے اس خدمت کو جس سے پہلو تہی کرنا بالکل تنگ دلی اور کم حوصلگی تھا نہایت خوش دلی سے ادا کیا۔

مرزا قادیانی نے کسی وجہ سے لیکچر کو خود پڑھنا مناسب نہ سمجھا بلکہ ان کی طرف سے مولوی عبدالکریم صاحب نے جو ان کے ارشد خلفاء سے ہیں۔ پڑھ کر حاضرین کو سنایا۔ جس منظر بانہ اشتیاق سے لوگ کشاں کشاں جلسہ میں شریک ہوئے تھے۔ لیکچر کے سننے سے ان کو بہت افسوس ناک دل گلنی اور مایوسی ہوئی۔ کچھ شک نہیں کہ لیکچر میں اول تو اتھنائے موقع و محل کی مطلق رعایت نہ کی گئی۔ چنانچہ اسلام کی خوبیوں کے مقابلے میں دیگر مذاہب کی بابت جو کچھ کہا گیا چنداں مدلل اور محققانہ نہ تھا۔ علی ہذا طول عبارات لاطائل تکرار نے سامعین کو بالکل تھکا دیا۔ مگر یہ اعتراض ان کے سارے لیکچر پر عام نہیں ہوتا۔ آخری حصہ نے جو مرزا صاحب کی عجیب و غریب

کرامتوں اور خوارق پر مشتمل تھا کسی قدر سامعین کی تفریح کا کام دیا۔ جب کرامات کے ذیل میں یہ فرمایا کہ مرزا قادیانی کی دعا سے فلاں شخص کے بدن پر بہت سی پھنسیاں نکل آئیں تو جو لوگ بہت دیر سے اذگہ رہے تھے۔ وہ بھی بہت نصے اور قیمت سمجھا کہ آخر کا حصہ دل خوش کن تھا جس نے تھکان کی بخوبی حلائی کر دی۔

اسی پیکچر کے بعد میرے پاس دوستوں کے بہت سے خطوط بد ریافت اس امر کے آئے کہ میرا عقیدہ مرزا صاحب کی نسبت کیا ہے اور میں ان کے دعاوی کو کیسا سمجھتا ہوں۔

میں اوائل عمر سے مرزا قادیانی کی کتابوں کو بہت غور اور شوق سے پڑھتا رہا اور مجھے ان کی تصانیف سے ہمیشہ ایسا لطف آیا ہے کہ میں ان کی بعض ایسی تحریروں کو بھی جن میں مطلق مغز و معنی نہ تھا پڑھ کر بہت حظ اٹھایا ہے۔ براہین احمدیہ کو میں نے بہت شوق و ذوق سے پڑھا اور اس کتاب کی محبت میرے دل میں بھل کی حد تک پہنچ گئی۔ میں چاہتا تھا کہ اور لوگ بھی میرے ہم خیال ہو جائیں۔ مگر اپنی کتاب کسی کو دینا نہ چاہتا تھا اور اس کو عزیز رکھتا تھا۔ جن زینوں کی راہ سے مرزا قادیانی فلک چار میں تک پہنچے وہ مرزا قادیانی کی کتابوں کے پڑھنے والوں پر بخوبی ظاہر ہیں۔ میں ہمیشہ ان کی نسبت ایسی عقیدت مندی رکھتا تھا کہ ان کے ہر کویا لغزش کو نہایت حسن ظن پر محمول کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ یا دالہی میں شب بیداریوں اور ریاضت روحانی کی مشقتوں سے مزاج میں ایسی کیفیتیں پیدا ہو جانا بالکل ممکن ہیں۔ مگر کبھی لحظہ بھر کے لئے بھی مرزا قادیانی کے خلاف اس گمان کی جرأت نہ ہوئی کہ ان کا کوئی بڑا سا بڑا امر بھی کسی فسادیت پر مبنی ہے۔

چھ سات سال کا عرصہ ہوا جبکہ مرزا قادیانی کے دعوے اس حد تک پہنچ گئے تھے۔ جنہیں معقول سے معقول آدمی بھی لغویت سے تعبیر کرتا ہے۔ اور اہل شریعت ظاہرہ کفر سے۔ تب بھی مجھے خواب و بیداری کی حالت میں کوئی خیال برائی کا ان کی نسبت پیدا نہ ہوا۔ خواب بھی دیکھا تو بے انتہا حسن ظن کا چنانچہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا قادیانی مجاہدہ میں یوں کہتا چائے کہ مجھے یوں دکھایا گیا کہ میں اور مرزا صاحب ایک کوٹھری کے اندر بیٹھے ہیں۔ وہ کوٹھری متوسط طول و عرض کی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں سے فرش و اسباب وغیرہ اٹھالیا ہے۔ اس کوٹھری کے پتھوں بیچ خس و خاشاک کا ایک چھوٹا سا ڈھیر تھا۔ جس سے مرزا قادیانی کچھ چیزیں کرید کرید کر نکال رہے تھے اور مجھے دیتے جاتے تھے۔ جب میرا ہاتھ بھر جاتا تھا میں انہیں اپنی گود میں ڈال لیتا تھا اور پھر ہاتھ ان کے آگے پھیلا دیتا تھا۔

ایک اور خواب میں مجھے دکھایا گیا کہ ایک عالی شان مکان میں جو فرش و فرش سے ہر

طرح مرتب تھا۔ بہت سے آدمی بیٹھے تھے اور مرزا قادیانی سب کو قرآن شریف سناتے تھے۔ اور سانے میں عجیب و غریب بات یہ تھی کہ آپ زمین سے قریب ڈیڑھ فٹ اونچے ہوا میں معلق سب سامعین کے رو برو ایک حرکت ددری تلاوت کے ساتھ کرتے نظر آتے تھے۔

ان خوابوں کی اطلاع میں نے اپنے نہایت مخدوم اور واجب التحظیم دوست بلکہ بزرگ مولوی نور الدین صاحب کے ذریعہ سے مرزا قادیانی کو اسی وقت دی۔ یہ امور حقیقت میں خواہ کچھ ہی معنی رکھتے ہوں۔ لیکن جن قرآن سے عموماً خوابوں کی تعبیر کھی جاتی ہے۔ ان سے بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ مجھے ضرور کوئی فیض روحانی حاصل مرزا قادیانی سے پہنچنے والا ہے۔ کم از کم میرے دل کی یہ کیفیتیں مرے گہرے حسن ظن کو بخوبی ظاہر کرتی ہیں۔

میں بارہا سرسید مرحوم سے گھنٹوں مرزا قادیانی کی نسبت دریافت کرتا رہا اور اس بات پر لڑتا رہا ہوں کہ وہ صادق النیت ہیں۔ سرسید نے جب کبھی مجھ سے میرا عقیدہ مرزا قادیانی کی نسبت دریافت کیا تو میں نے یہ بیان کیا کہ جب امت محمدیہ کے علماء کے لئے انبیاء بنی اسرائیل کا مثل ہونا احادیث سے ثابت ہے تو مرزا قادیانی کا مثل مسیح ہونا فی الجملہ تصدیق حدیث ہے اور ہر عالم محمدی کے لئے یہ راہ بخوبی کھلی ہوئی ہے کہ وہ کسی نبی کی شریعت اور اس کی تعلیم پر غور و خوض کرتے کرتے اس قدر محمود مستغرق ہو جائے کہ اس کا مثل بلکہ عین تک کہتا بجا ہو اور من تو شدم تو من شدی کا درجہ حاصل ہو جائے۔ جب ہمارے وہ علماء جن کے دل تصب کے زنگ سے سیاہ ہو رہے ہیں اور راہ حق سے گمراہ اور دنیا کے طوالت نے ان کے دلوں کو اپنے میں جذب کر رکھا ہے۔ پھر بھی مماثلت انبیاء سابقین کے حق دار بنے ہوئے ہیں تو اگر ایک نیک بندہ بھی جو سراسر طالب حق اور رضائے الہی کا جو یا ہے اور جس کی زندگی کا ایک ایک نفس خدمت اسلام میں گزرتا ہے۔ اپنے تئیں مثل انبیاء رکھے تو کیا اشکال استجد ہے۔

سرسید میرے اس جواب پر ہنستے لگتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم بھی کسی کے مثل ہیں۔ میں کہتا تھا کہ آپ نماز پر مداومت رکھیں تو مثل کیا آپ عین مثل احمد ہیں۔

یہ میرا حسن ظن جناب مرزا قادیانی کے باب میں تھا جو میں نے بیان کیا۔ لیکن باوجود اس تمام فضیلت کے جو میں مرزا قادیانی کو دیتا تھا یا یوں کہو کہ خدا کی طرف سے دی ہوئی سمجھتا تھا۔ بالطبع ان زینوں کو نہیں بھول سکتا تھا جن کی راہ سے انہیں یہ عروج مسیحا حاصل ہوا تھا۔ جتنا ان کی بزرگی کا خیال میرے دل میں جتا تھا اتنی ہی بزرگی میرے دل میں اس دوسرے عظیم الشان شخص کی تھی۔ جس کی نسبت مجھے یہ ظاہر ہوا تھا کہ وہ جنگل میں پکارنے والے کی آواز ہے۔ وہ خداوند کی

راہ صاف کرنے والا تھا وہ اپنی فردوسی سے اپنے تئیں مسیح کے جوتے کا تمہ کھولنے کے لائق بھی نہ سمجھتا تھا مگر مسیح اسی سے مسیح اور اسی سے برکت پا کر مبارک بنا۔

ان دو برگزیدوں کی بزرگی اور محبت میرے دل کے کانٹے میں تل رہی تھی۔ جوش محبت اور اضطراب میں شوق میزان قلبی کو برکت دے دیتے تھے تو کبھی ایک پلڑا جھک جاتا تھا کبھی دوسرا۔ مگر غم و انصاف اور سکون کے بعد وہ پلڑے اپنے اعتدال اصلی پر آ جاتے تھے۔ جب تک کسی امر نے میرے اس دو خیالوں کو آپس میں نہیں ٹکرایا میرا ایمان اور ”ایقان کل یوم ہو فی شان“ کا مصداق بنا رہا۔ مگر انفس یہ حالت زیادہ عرصہ قائم نہ رہی میں نے سنا کہ مرزا قادیانی نے دو پکارنے والی کی آواز سے کان بہرے کر لئے اس کی برکت سے انکار کر دیا۔ اسکی عظمت نہ صرف اپنے دل سے کھودی بلکہ اور عقیدت مندوں کے دلوں میں بھی اس کو سبک نمادینے کی کوشش کی۔ مدت تک اس بات کی طرف میرا خیال نہ گیا۔ لیکن ”طنطنہ پاکان“ کا جو اثر عالم اسباب میں نوا میں الہی نے مقرر کر رکھا ہے۔ اس کا ظہور بڑے زور و شور سے ہونے لگا تو میری توجہ بھی ادھر کھینچ گئی۔ قوم کے جو عالم باعمل و فاضل بے بدل مرزا قادیانی کی تحریروں کو الہامی نوشتوں کی برابر جانتے تھے۔ خدا نے انکے دل بدل دیئے وہ رات کو سوئے تو کچھ اور تھے۔ صبح کو اٹھے تو کچھ اور۔

جن دنوں اس تغیر حالات نے میرے دل کو مضطرب کر دیا تھا ایک سنسان رات میں جب خلق خدا سوتی تھی۔ میں آنحضرت کے ارشاد استفت قلبک پر کر رہا تھا۔ اپنے دل سے سوال کرتا تھا اور دل جواب دیتا تھا۔ مگر نہ ایسا کہ صرف دل سے بلکہ ایسا جسے کان سنتے تھے۔ کان سنتے تھے میرے ذہن میں اس وقت دس مسئلے آئے۔

۱..... عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور آسمان پر نہیں اٹھائے گئے۔ ۲..... عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے مگر صلیب پر مرے نہیں۔ ۳..... عیسیٰ بن مریم نبی، بنی اسرائیل دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ ۴..... معجزات عیسوی میں احیاء موتی سے مراد احیاء قلوب ہے۔ ۵..... کوئی فاطمی مہدی آنے والا نہیں۔ ۶..... معراج میں آنحضرت ﷺ کا جسد کئیف آسمان پر نہیں گیا۔ ۷..... جبرائیل جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوتے تھے وہ ایک قوت تھی۔ ۸..... جنت اور دوزخ خود انسان کے اندر موجود ہے۔ ۹..... صحیحین کی احادیث قابل عقیدہ ہیں۔ ۱۰..... جہاد سے مراد وہ جہاد نہیں جو عام مسلمانوں نے سمجھا ہے۔

میں نے پوچھا یہ عقیدے جو مرزا قادیانی کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اور جو فی الواقع مرزا قادیانی کے فرقہ احمدی کے تار و پود ہیں۔ وہ سب تو سرسید احمد خان کی تحقیق اور روشن

ضمیری کے نتائج ہیں۔ پھر مرزا قادیانی کا مخالف سرسید سے کیسا؟ میرا سوال ختم ہی ہوا تھا کہ ایسے فقرہ کے ساتھ کہ شاید لفظ صورت بھی اس سے بڑھ کر نہ ہوگا۔ میرے کان میں یہ الفاظ پہنچے "ان الانسان لربہ لکنود" یہ فقرہ ایسا سخت تھا کہ فقرہ ختم ہونے کے بعد بھی زمین و آسمان سے لکھو، لکھو کی گونج میرے کانوں میں آتی رہی۔ اس ہیبت ناک نظارہ سے میرے دل پر اور بھی رعب چھا گیا۔ میں جناب مرزا قادیانی کا بھی شیدائی تھا۔ اس لئے میرا دل اس فتویٰ پر بے قرار ہوا اور اب تک وہ بے قراری نہیں گئی۔

سرسید کے باب میں جو کچھ رطب و یابس تحریری و تقریری مرزا قادیانی کی طرف سے ان کے اجاع میں شائع ہیں۔ اس کو صحیح تصور نہیں کر سکتا تا وقتیکہ میں خود ان کی زبان سے نہ سن لوں۔ یا ان کے قلم کا لکھا ہوا اپنی آنکھوں سے نہ پڑھ لوں مجھے آنحضرت ﷺ کا ارشاد کہ "لا تکلم بکلام تعذر منه غذا" ہر وقت پیش نظر ہے۔

یہ ہیں میرے خیالات بالا اختصار مرزا قادیانی کے باب میں اگر مکروہات سے فرصت ملی تو ہم دوسرے نمبر میں یہاں یہاں کریں گے۔ کہ مرزا قادیانی کی ذات سے اسلام کو کیا فائدہ پہنچا اور کیا نقصان؟ ہذا آخر کلامی وما هذا الا مالہمنی ربی۔

ایڈیٹر..... حدیث علماء امتی..... الخ صحیح نہیں اس سے انبیاء کی توہین لازم آتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ایسی ہی موضوع حدیثوں نے جموٹے مہدی پیدا کئے اور خاص کر مرزا قادیانی کو خدا کا لپٹا لک اور نبی اور مہدی اور مسیح بنا دیا۔ غنیمت ہے تالیف و اشاعت کے ایڈیٹر حسب آیت "ان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم" کچھ القاء ہوا تھا وہ غت ربود ہو گیا۔ ہمارے خیال میں کشف اور رویاء میں ایڈیٹر صاحب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اب وہ نہیں کہہ سکتے کہ پرمن خس است و اعتقاد من بس است۔ فقط!

تعارف مضامین ضمیرہ فحشہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۸ اکتوبر کے شمارہ نمبر ۳۸ کے مضامین

.....۱	حامد قادیانی سیالکوٹ کے لئے تحفہ۔	۲۰۰۔ لدھیانہ!
.....۲	تیس ۳۰ روپوں کا خروج۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	آنحضرت ﷺ کی اصلاح کا قادیانی حرفات سے مولانا شوکت اللہ میرٹھی!	

اسی تہذیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ حامد قادیانی سیالکوٹ کے لئے تحفہ

۲۰۰۔ لہذا یاد!

بھئی سے یہ بات کاہنوں نے پوچھی تھی ہم کو بتا	الیاں ہے یا مسیح تو یا وہ نبی۔ انکار کیا
بولائیں یسعیاہ والی ہوں نہ آنا صاف ہورہ	انجیل نے دیکھ قادیانی ڈھادی، یہ سب تیری بنا
مرتے نہیں اولیاء رحمن کبھی	جب تک وہ ادا نہ کر چکیں فرض سبھی
عیسیٰ کا جو نمبر اس میں کم ہے خالم	نا کام نکر انہیں تو جینے دے ابھی
رکھتا عیسیٰ سے کیوں حسودی ہے یہ	وہ عاقر کو حسودی ہے یہ
ابھیٹ میں ہے قادیانی ترسا	سولی پر چڑھانے میں یہودی ہے یہ
مسلمان یہ کہہ کر ستائے گئے ہیں	سردار عیسیٰ چڑھائے گئے ہیں
وہ سولی پہ چلائے تھے الہی الہی	ہمارے دل اس سے دکھائے گئے ہیں
لٹکتے تھے چوروں کے ساتھ ابن مریم	یہ برصہ عزت بٹھائے گئے ہیں
یہی رفعت جاہ ان کی تھی؟ مرزا	کہ مصلوب میٹھیں لگائے گئے ہیں
کلیل ان کا مدفن بنایا تھا تو نے	وہ کشمیر میں پھر دبائے گئے ہیں
وہ تلہیر اور کف کفار جن کو	مواعید و بشری سنائے گئے ہیں
یہود ان کو سولی چڑھا نہ پائے	یہ قرآن میں ہم بتائے گئے ہیں
توئی بوم ان کو یاں دی گئی ہے	الی اللہ اٹھا کر جگائے گئے ہیں
پرندوں کی پیدائش اچھائے موتی	یہ احسان ہیں جو جتائے گئے ہیں
مگر حیف ایک نیچری کے ستم سے	یہ سب عہدو احسان مٹائے گئے ہیں
وہ اعجاز گو سالہ سامری ہے	ہم ان پھبتیوں سے جلائے گئے ہیں
علی گڑھ کے بڑھے کی تفسیر میں ہے	یہ مضمون اکثر چرائے گئے ہیں
ہوا کشف اسرار پہلے اسی پر	جو یہ موت کے فل بجائے گئے ہیں
جو لکھتے تھے خود ہو کے مامور و ہم	ورق خاک میں وہ ملائے گئے ہیں
محلّی وقہر و نزول مسیحا	بہ اشک خوشامد ڈھلائے گئے ہیں
تاری نسب جن کی بیوہ تھی دادی	وہ اب ابن مریم بنائے گئے ہیں

وہ اہل حقوٰ حالت بیوگی میں	جسے تین بیٹے جنائے گئے ہیں
وقد یدق الکاذب آتا ہے صادق	سیچا فلک پر اٹھائے گئے ہیں
پئے نفل دجال امور یہودی	وہ پھر بھیجے کو بلائے گئے ہیں
وفات ان کو حق دے گا آئیں گے جب پھر	ابھی موت سے وہ بچائے گئے ہیں
مدینے ہی میں آپ کا ہوگا مرقد	جہاں شاہ خواہاں سلگائے گئے ہیں
وہ زندہ ہیں گو کافروں کی طرف سے	بہت تیر نکلے چلائے گئے ہیں
مصدق ہوں ان کے مبشر تھے جن کے	مسلمان یہ بکتہ بھائے گئے ہیں
وہ ہیں آخری اب نشان اس گھڑی کا	دم زیت ان کے بدھائے گئے ہیں
نہ پوچھ اس میں تو وجہ تخصیص ان کی	کہ وہ خرق عادت آگائے گئے ہیں
یہود ان پہ ایمان لاکر ہوں زندہ	جو زہر عداوت کھلائے گئے ہیں
چلو موت مرزا بھی چکھ چکا گر	مزے سب کو اس کے چکھائے گئے ہیں
ہو ذائقہ اور ذائقہ برابر	یہ کیا صرف پڑھ کر گنوائے گئے
کتابیں پڑھیں بوجھ سے ان کے لیکن	یہ لادے عجب چار پائے گئے ہیں
خلت کو سمجھتے ہیں مات ہمیشہ	لفت بھی نئی ہی سکھائے گئے ہیں
جو یوں سنت اللہ مات کہیں گے	راہ راست سے کیا بھلائے گئے ہیں
ہمیں ان اماموں سے مالک بچائے	جو داعی الی النار پائے گئے ہیں
امامت ہے کیا یاں بہ تخت نبوت	عجب گاؤ نکلتے جنائے گئے ہیں
نبی ہیں ازلے میں یزداں کے مرسل	لقب یہ بعنوان لکھائے گئے ہیں
رسول دینی کیا کہ ابن خدا کا	سپن موجیوں پڑھائے گئے ہیں
کھلے وہ حقائق وہ اسرار اس پر	جو ختم الرسل سے چھپائے گئے ہیں
کبھی ارزہ مکر و خدعت یہ دعوے	لباس تقیہ پہنائے گئے ہیں
سراج دیراہن کا نام لے کر	نکلے پیٹ بھر بھر کمائے گئے ہیں
سختور کا حلوا ہادام ردغن	روپے یوں ہزاروں اڑائے گئے ہیں
باں غربت داکسار و توکل	منار و مکاں کیا چٹائے گئے ہیں

وہ آیات والوار دائرہ سب کچھ	یہاں عجم بھائے گئے ہیں
کلف ذرا دیکھنا مٹوں کا	کہ واں کھانے کیا کیا پکائے گئے ہیں
سکن کے پھر وہ لباس اور زہر	کہ کیا کیا سلائے گھڑائے گئے ہیں
مستور اور جھہ اور ریک مانی	پے قوت باہ لائے گئے ہیں
جو بیسی نے ہرگز نہ دیکھے بھی ہوں گے	وہ طوا و مومن کھائے گئے ہیں
سج اور میں اک فجر کے ہیں دو پہل	یہ گیت ایک مدت سے گائے گئے ہیں
اور اب کہتا ہے ان کے اعجاز بالکل	تھے کردہ مجھ سے چھڑائے گئے ہیں
بدیں وجہ عطر زن فاحشہ میں	سجھا کے کپڑے بھائے گئے ہیں
غضب ہے کہ اس پر بھی بیسی بنا کر	خرکادیانی دکھائے گئے ہیں
پڑی شامت اعمال کی کس قدر ہے	کہ کعبے کے سج سے بٹائے گئے ہیں
زمین اپنی جو رو کے قبضے میں کر دی	تھسک رجسٹ کرائے گئے ہیں
کہ ورثہ نہ کچھ پائیں رشتہ والے	جو رستے میں کانٹے بھائے گئے ہیں
وہ ہیشار پور میں ہوئے کیوں نہ سائی	جہاں برسوں آنسو بہائے گئے ہیں
ہوئے متفق الہی پٹی سے کیوں یہ	بس اس کی سزا میں رلائے گئے ہیں
رقیبیاں پٹی باہام حیلہ	بہت دھکیوں سے ڈرائے گئے ہیں
جو ڈرے نہ کچھ کام نکلا تو آخر	بڑی مٹھوں سے منائے گئے ہیں
نہ منت سے بھی جبکہ وہ باز آئے	تو خطہائے جہلی منگائے گئے ہیں
کہ ثابت ہو جن سے وہ کچھ ڈر گئے تھے	کہوں کیا عجب گل کھلائے گئے ہیں
اڑھائی برس پر بھی دس اور گزرے	سے دمل سلطان پلائے گئے ہیں
چنے تھے یہ لوہے کے ایام سختی	بڑی مٹھوں سے چبائے گئے ہیں
تیرے سر پر برسوں سے او کا دیانی	مصیبت کے پھر ڈھلائے گئے ہیں
یہ مٹھے نہیں گو کئی بار پہلے	سیاہی سے کھرا رکھائے گئے ہیں
کئی کانٹے لنگڑے جو چیلے ہوئے ہیں	وہ دام طبع میں پھنسائے گئے ہیں

بہت شرم والے جو شرطین لگا کر	نصاری سے داڑھی منڈائے گئے ہیں
کب اسلام پر ایسی رقابوں سے	مخالف بھلا کیوں ہمائے گئے ہیں
خدا بھی بنے تھے نبی اور علی بھی	بہت ایسے دجال آئے گئے ہیں
شمس آل فرعون، عاد، اہل مدین	ڈبوئے دھسائے کھپائے گئے ہیں
یہ ہے دورہ مہدی قادیانی	مسلمان باہم لڑائے گئے ہیں
نیا کوئی فتنہ نہیں سعد یا یہ	کہ بندے سدا آزمائے گئے ہیں
خداوند جبار کر جبر و نقصان	وہ پھر دے جو کچھ ہم گھٹائے گئے ہیں
بچا دست دجال رہزن سے ہم کو	جہاں اہل شقوت لٹائے گئے ہیں
یہ ہیں زلزلے کفر و بدعت کے یارب	تیرے بندے عاجز ہلائے گئے ہیں
عنایت سے بھیج ان پر اک ابر رحمت	جو سر سبز ہو کر سکھائے گئے ہیں
طے موجب زندگی جام کوثر	جب ایمان سے ہم جلائے گئے ہیں
ہو فردوس میں مرمت ظل طوبیٰ	بہت دور تک جس کے سائے گئے ہیں

(حاشیہ جات گزشتہ اشعار) ۱۔ یوحنا ۳: ۱۷۔

۲۔ یسعیاہ ۴۰: ۳۔

۳۔ کہ بچی ہی کو مجازاً الیاس (ایلیا) کہا گیا ہے۔ اسی طرح قادیانی عیسیٰ مسیح ابن مریم رسول اللہ۔
 ۴۔ (ازالہ قادیانی ص ۲۲۸، خزائن ج ۳ ص ۲۲۵) ان کو موت نہیں آتی جب تک وہ کام پورا نہ ہو جائے
 جس کے لئے وہ بھی بھیجے گئے ہیں۔

۵۔ (ازالہ ص ۳۱۱، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸ حاشیہ) ہدایت توحید دینی استقامت کے دلوں میں قائم کرنے
 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ضبط ایسا کم درجہ کا رہا ہے کہ قریب ناکام کے رہے ہیں۔ "بس اس
 سے ثابت ہے کہ وہ ابھی نہیں مرے کیونکہ کام پورا نہیں ہوا۔"

۶۔ سب قادیانیوں کا دعویٰ ہے۔

۷۔ حامد کا مصرع ہے

۸۔ یہ حامد نے "کل نفس ذائقۃ الموت" کا ترجمہ کیا ہے۔

۹۔ قدخلت میں بھی قدم ات ہی کہیں گے۔

۱۰۔ "ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءہم"

۲ تیس ۳۰ دجالوں کا خروج

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آن حضرت ﷺ نے جس طرح اپنے اشراق قلب اور پیشینگوئیوں سے جن کی خبر غیب نے آپ کو خبر دی اکثر واقعات آئندہ کا اظہار فرمایا۔ اسی طرح دجالوں کا بھی اظہار فرمایا۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن عمرؓ سے متفق علیہ روایت ہے ”ثم ذكر الدجال فقال انى لانذركموه وما من نبى الاوقدا نذره قومہ۔ لقد انذر نوح قومہ ولكنى ساقول لكم فيه قولاً لم يقله بنى لقومہ۔ انه اعور وان الله ليس باعور (بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۰)“ پھر آپ نے فرمایا میں تم کو ڈراتا ہوں اور کوئی نبی نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ چنانچہ نوح نے بھی اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور میں تم کو اس کا ایک خاص نشان بتاتا ہوں جو کسی نبی نے نہیں بتایا۔ یعنی وہ کانا ہے۔ حالانکہ خدا کا نام نہیں۔ ﴿

مطلب یہ ہے کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور خدا کی یہ شان نہیں کہ وہ کانا ہو۔ خدا تو جملہ عیوب سے پاک ہے۔ ابن صیاد جو دجال کا نمونہ تھا۔ بعض صحابہ نے شدت مشابہت سے یقین کر لیا کہ ابن صیاد ہی دجال معبود ہے۔ یہاں تک کہ حضرت جابر بن عبد اللہ نے حلف اٹھایا اور بقول ان کے عمرؓ نے مگر آنحضرت ﷺ نے انکار فرمایا اور خود ابن صیاد نے جابر اور عمرؓ کے زعم کی تردید ابو سعید خدریؓ کے سامنے کی اور کہا کہ اے ابو سعید کیا تو نے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نہیں سنا کہ دجال کے اولاد نہ ہوگی۔ حالانکہ میری اولاد موجود ہے اور کیا آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا۔ کہ وہ کافر ہے حالانکہ میں مسلمان ہوں۔

اور کیا آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا کہ وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہوگا۔ حالانکہ میں مدینہ سے مکہ کو جا رہا ہوں اور وہ حدیث یہ ہے: ”عن ابی سعید الخدری قال صحبت ابن صیاد الی مکة فقال لی مالقییت من الناس یزعمون انی الدجال الست سمعت رسول الله يقول انه لا یولد له وقد ولدلی (مشکوٰۃ ص ۴۷۸، باب قصة ابن صیاد)“ اور چونکہ (مشکوٰۃ ص ۴۷۶، باب ذکر دجال) میں عبیدۃ بن الجراح سے روایت ہے ”لعله سیددر کہ بعض من رانی او سمع کلامی“

یعنی قریب ہے کہ پائیں گے دجال کو بعض وہ لوگ جنہوں نے مجھے دیکھا ہے یا میرا کلام سنا ہے۔ لہذا ان پیشینگوئیوں کا ظہور خود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہو گیا۔ چنانچہ مشکوٰۃ میں

فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے ثابت ہے کہ تمیم الدارمی نے دجال سے ملاقات کی اور اس کی دہائی اطلاع دی کہ وہ مسیح الدجال ہے جو مشرق سے نکلنے کے لئے مامور ہوگا اور مکہ مدینہ کے سوا چالیس شب میں تمام زمین کا گشت کر جائے گا چنانچہ محمد نبی ﷺ نے صحابہ کو جمع کر کے یہ واقعہ سنایا اور اس کی تصدیق فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ اسنہان کے ۷۰ ہزار یہودی دجال کے ساتھ ہوں گے۔

اور (مشکوٰۃ ص ۳۳۱) کتاب الرقاق میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔
 ”فالدجال شر غالب ينتظر او الساعة والساعة ادهى وامر“ یعنی بس دجال سب سے زیادہ شر والا (نساوی) غائب اور انتظار کردہ شدہ ہے یا قیامت جو نہایت تلخ غائب اشیاء سے شریتر ہے اور حضرت ابا بکر صدیقؓ سے روایت ہے ”حدثنا رسول الله ﷺ ان الدجال يخرج في ارض بالمشرق يقلبه له خراسان يتبعه اقوام كان وجوههم المعجان“ ﴿فرمایا رسول اللہ نے کہ دجال مشرق کی ایک زمین سے نکلے گا اور اس کے تابع ایک قوم ہوگی جس کے منہ ڈھال جیسے ہوں گے۔ یعنی بیت ناک چھڑے۔﴾ (ازالہ الخفاء)

اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے ”قال رسول الله ﷺ قال عمران بيت المقدس خراب يثرب خروج الملحمة وخروج الملحمة فتح القسطنطينية وفتح القسطنطينية خروج الدجال ثم ضرب على فخذ معاذ بن جبل واعلى منكبه ثم قال ان هذا الحق كما انت ههنا او كما انت قاعد“ ﴿فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی آبادی مدینہ کی دیرانی ہے اور مدینہ کی دیرانی ایک بڑے قندہ کی ظہور کی علامت ہے جو قسطنطنیہ کی فتح ہے اور قسطنطنیہ کی فتح خروج دجال کی علامت ہے۔ پھر آنحضرت نے میری ران یا کانٹے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ بات ایسی ہی حق ہے جیسے تو یہاں ہے یا جیسے تو بیٹھا ہے۔﴾ (ازالہ الخفاء)

مرزا قادیانی نہ صرف اپنے دجال ہونے کی ٹٹی کرتے ہیں بلکہ تمام دجالوں (جھوٹے مسیحوں اور مہدیوں) کے آنے کے منکر ہیں اور قیامت تک انبیاء کے آنے کے مقرر ہیں اور احادیث رسول اللہ کو جھٹلاتے ہیں۔ صرف حدیث نزول مسیح کو مانتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ میں مجملہ ۳۰ دجالوں کے دجال نہیں ہوں بلکہ مسیح موعود ہوں۔ دجال سے مراد ریلیں ہیں گویا ریل بھی اور ہوتی ہے؟ آنکھوں کی اندھی نام میں سکھ۔ مرزا قادیانی کی خود مرضی کے عجیب خوارق ہیں کہ اپنے مطلب کی ایک حدیث یا ایک آیت مان لی ہائی کا انکار۔

مرزا قادیانی کے دجال ہونے کی ایک اور دلیل پیش کی جاتی ہے۔ جس کو یقین ہے کہ تمام مرزائی بے چوں چرا دل سے مان لیں گے۔ گو ظاہر نہ مانیں۔ یعنی ابو ہریرہ سے ایک بڑی حدیث میں مروی ہے "فیدق الصليب ويقتل الخنزير ويقتل الناس على الاسلام حتى يهلك الله في زمانه الطل كلها غير الاسلام ويهلك الله في زمانه المسيح..... الدجال وتقع الامنة في الارض حتى ترفع الاسود مع الابل والنمور مع البقر والذئب مع الغنم وتلعب للغلمان الصبيان مع الحيات لا يضرهم ثم يلبث في الارض اربعين سنة ثم يتوفى ويصلى عليه المسلمون ويدفنونه (تفسیر طبری ج ۶ ص ۲۲، ۲۳)" ﴿مسیحی صلیب کو یزہ ریزہ اور سوروں کو قتل کریں گے اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں گے اور خدائے تعالیٰ ان کے زمانہ میں بجز اسلام کے تمام بتوں کو نیست دتا اور کرے گا اور وہ اپنے زمانہ میں صبح الدجال کو ہلاک کریں گے۔ پھر ایسا امن ہوگا کہ شیر اونٹ کے ساتھ چریں گے اور چیتے اور گائیں اور بھیرے اور بکریاں باہم مل کر رہیں گی اور چھوٹے بچے سانپوں کے ساتھ کھلیں گے۔ بس چالیس سال مسیحی صبح زمین پر رہیں گے۔ پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازے کی نماز پڑھیں اور ان کو دفن کریں گے۔﴾

اور دوسری حدیث میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے "قال رسول الله ﷺ

يَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيَوْلِدُ لَهُ وَيَمُكِّثُ خَمْسًا وَأَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوتُ وَيُدْفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِى فَنَأْتِيهِمْ أَنَا وَعِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فِي قَبْرِى وَاحِدًا بَيْنَ ابْنِ بَكْرٍ وَعَمْرِ (مشکوٰۃ ص ۴۸)" ﴿فرمایا رسول اللہ ﷺ نے زمین پر عیسیٰ بن مریم علیہا السلام اتریں گے اور نکاح کریں گے اور اولاد ہوگی اور ۴۵ سال زمین پر رہیں گے۔ پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میری قبر (مقبرے) میں دفن ہوں گے۔﴾

اب ہم پوچھتے ہیں کہ احادیث مندرجہ بالا میں جو علامات فرمائی گئی ہیں کیا وہ سب پوری ہو گئیں اور کیا مرزا قادیانی، آنحضرت ﷺ کے مقبرے میں دفن ہو گئے۔ تو بے توبہ انہوں نے تو حرمین شریفین جانے سے اپنی امت کو بھی منع کر دیا ہے۔ خود تو کیا جائیں گے۔ قادیان کو مکہ اور مدینہ بتا دیا ہے۔ کیوں بھی مرزا یو! کیا صلاح ہے اگر مرزا قادیانی مرنے کے بعد آنحضرت ﷺ کے مقبرے میں دفن ہوئے تو وہ صبح موعود ہیں ورنہ وہ جموں نے اور ان کا بچہ اور لال گرو جموٹا۔ کہو

لعنة الله على الكاذبين

یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ احادیث کی پیشینگوئی کو تیرہ سو برس گزر گئے مگر اب تک دجال نہیں آیا۔ کیونکہ مراد دجال اکبر ہے جو قرب قیامت پر آئے گا اور اس کی ذریعات (۳۰ دجالوں) کا آنا اپنے اپنے وقت پر حسب مطلق احادیث ضروری ہے جن کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ دجال اکبر کے خروج پر ختم ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ”خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفیشو الکذب (ترمذی ج ۲ ص ۵۶)“ یعنی بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں پھر جھوٹ پھیلے گا۔ دیکھ لیجئے اب تک کتنے جھوٹے مہدی اور مسیح پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ پیشینگوئی بھی برابر پوری ہو رہی ہے۔ ماہصل یہ ہے کہ دجالوں کے قتل کا آغاز خیر القرون کے بعد ہوا اور ان کا کامل اختتام دجال اکبر پر ہوگا جس کو مسیح علیہ السلام قتل کریں گے۔ پس حدیثوں میں کچھ تعارض نہیں۔

۳ آنحضرت ﷺ کی احادیث کا قادیانی مزخرفات سے موازنہ
مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

سچا کلام خود کہہ دیتا ہے کہ میں کیسے جذبے والے قلب اور کیسی قوت قدسیہ والے کے زبان سے نکلا ہوں اور ہر جھوٹا اور مصنوعی کلام بھی خود کہہ دیتا ہے کہ میں کیسے دکاندار جہلساز مقتری کی من گھڑت ہوں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ”انسی ارنی مالا ترون وانی اسمع مالا تسمعون وانی لاعلم اخر اهل الجنة دخولا و اخر اهل النار خروجا مشکوة“ یعنی میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے اور دوسری جگہ اسی مشکوة میں ہے ”فعلمت ما فی السموات والارض“ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ یہ حدیث آیت ”وعلمک ما لم تکن تعلم“ کی شرح ہے۔ حضرت مچی الدین عربی اس آیت کی تفسیر میں حسب ذیل لکھتے ہیں ”ای العلم التفصیلی التام و علم احکام التفاصیل و تجلیات الصفات مع العمل بہ“ اور مسلم میں ثوبان سے روایت ہے ”قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقها و مغاربها وان امتی سیبلغ ملکها ما زوی لی منها و اعطیت الكنزین الاحمر و الابيض (مشکوٰۃ ص ۵۱۲، باب فضائل سید المرسلین)“ یعنی خدائے تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کر دیا، پس میں نے زمین کے مشرق اور مغرب کو دیکھ لیا اور ضرور میری امت وہاں تک عنقریب پہنچے گی۔ جہاں تک زمین اکٹھی کی گئی ہے اور مجھ کو سرخ اور سفید دوخزانے عطا کئے گئے ہیں۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!

اور بخاری میں ہے "انا شہید علیکم وانى واللہ لا نظر الى حوضى الآن وانى اعطيت مفاتيح خزائن الارض" ﴿میں تم پر گواہ ہوں اور قسم ہے خدا کی میں اس وقت اپنے حوض (حوض کوثر) کو دیکھ رہا ہوں اور میں زمین کے تمام خزانے عطا کیا گیا ہوں۔﴾ اور مشکوٰۃ میں ہے "انکم ترون انه يخفى على شئ مما تصنعون واللہ انى لارى من خلفى كما ارى من بين يدى" ﴿کیا تمہارا خیال ہے کہ جو کچھ تم کرتے ہو مجھ پر کوئی شے مخفی رہ سکتی ہے۔ قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے پیچھے بھی ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسا سامنے دیکھتا ہوں۔﴾

اب ان کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی خرافات سنئے "انت منى بمنزلة ولدى" (تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم) "انت منى وانا منك" (تذکرہ ص ۴۳۲، طبع سوم) "انا انزلنه قريب من لقسا ديسان" (تذکرہ ص ۷۲، طبع سوم) وغیرہ۔ ان جعلی فقروں کا اہمال ہی آپ کی نبوت اور مسیحیت کی قلبی کھول رہا ہے۔ بھلا جس بے ہنگم طریق سے مرزا قادیانی آیات کلام اللہ کو توڑ پھوڑ کر اپنے لئے الہام تراشتے ہیں۔ احادیث رسول اللہ میں بھی معاذ اللہ کہیں یہ اسلوب پایا جاتا ہے۔ احادیث کا رنگ کلام الہی سے بالکل جدا گانہ ہے اور کتنا دلکش ہے کہ روحی فداہ۔ پھر جس طرح کلام الہی معجز ہے یعنی اس کی نظیر پیدا نہیں ہو سکتی نہ کوئی لفظ اٹھ یا بیٹھ سکتا ہے۔ یہی رنگ حدیث "کما هى الحق انى اوتيت بجوامع الكلم" اب مرزا قادیانی کے الہامات دیکھئے کہ اونٹ کی طرح کوئی کلم سیدھی ہی نہیں۔ مصلحت میں غلطی عبارت غیر مربوط اور اکثر بے معنی۔ گویا سرقہ کرنے کا بھی سلیقہ نہیں۔ سارا پر ادا ہی بگلا ہوا ہے۔

تعارف مضامین ضمیمہ شحہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ اکتوبر کے شمارہ نمبر ۳۹ کے مضامین

.....۱	مرزا سزایاب ہو گیا۔	نامہ نگار!
.....۲	آسمانی باپ نے لے پالک سے کیا سلوک کیا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	محمد کا الہام اور رویا عبادت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	دونوں فریق کو سزا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	ہر ایک دجال دوسرے دجال کا منکر ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے ہمیں خدمت ہیں۔

۱ مرزا سز لیا ب ہو گیا

نمبر گارا

آخر کار اس عظیم الشان جنگ میں جو مرزائی جماعت کی طرف سے عرصہ دو سال سے گوردا سپور میں ہو رہی تھی۔ مرزائیوں کو خوب شکست ملی۔ "اننا لله وانا الیہ راجعون" یعنی مکہ قادیانی اور اس کا حواری حکیم فضل دین ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سز لیا ب ہو گئے۔ اس بدوز خلقت خدا بے حد متحج ہو گئی تھی۔ اور سب لوگ پیغمبری کے مدعی کا حشر دیکھنا چاہتے تھے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے بذریعہ مواثر الہامات اپنی شیخ و فخر کے الہام ظاہر کر رکھے تھے۔ اور مریدوں کو اپنی بریت کا یقین دلایا رکھا تھا۔

صاحب مجسٹریٹ نے انتظام کے لئے گارڈ پولیس منگوائی تھی۔ جو اپنی بیعت ناک وردیاں پہننے پھرتیاں ہاتھوں میں لئے کمرہ عدالت کے ارد گرد گھوم رہے تھے۔

۳ بجے کے بعد اردوئی نے آواز سے پکارا۔ مولوی کریم الدین اور مرزا گلجام احمد کیرا حاجر۔ مرزا قادیانی انکس و خیراں کمرہ عدالت میں حاضر ہوئے۔ چیلے فضل دین کے بچے۔ رنگ شیخ تھا۔ چہرہ پر مذہبرانہ پھیلاؤ تھا۔ دم گھٹا جاتا تھا۔ عدالت نے حکم سنایا کہ تم پر جرم صحت ہے اور تمہارا جوشی کلینک بہت غلط ہے۔ پانچ سو روپیہ جرمانہ کی تم کو سزا دی گئی ہے اور اگر جرمانہ ادا نہ کرو تو چھ ماہ قید ہو۔ اور فضل دین کو یہ حکم سنایا کہ دو سو روپیہ جرمانہ کی تم کو سزا دی گئی ہے اور بصورت عدم ادائے جرمانہ پانچ ماہ قید۔ اسی وقت جرمانہ وصول کیا گیا۔ اور مرزا قادیانی اپنا سامانہ لے کر کمرہ سے باہر نکلے۔ تمام شیخ و فخر کے الہامات خاک میں مل گئے۔ اور جھوٹی نبوت کی ناک کٹ گئی۔ صاحب مجسٹریٹ نے ۳۸ میں کا فیصلہ انگریزی میں لکھا ہے۔

اور فیصلہ میں لکھ دیا ہے کہ مرزا اس جرم کا عادی ہے۔ پہلے بھی اس کو مسٹر دے ڈی صاحب و مسٹر ڈیٹلس صاحب ڈپٹی مشنران نے ہدایت کی تھی کہ باز آجائے۔ لیکن باز نہیں آیا اور یہ اس قابل ہے کہ اس کو سزائے قید دی جائے۔ کیونکہ بجز اس کے انسداد جرم ہو نہیں سکتا۔ لیکن محض ضعیف العمری پر جرم کر کے اس سے نرم سلوک کیا جاتا ہے۔

کہتے مرزا قادیانی آئندہ بھی عبرت حاصل کرو گے یا نہیں؟

مرزائی کہتے ہیں۔ کیا ہوا جرمانہ ہوا۔ قید تو نہیں ہوئی۔ ہاں بے شک! مثل مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک جولاہا بیچارہ میں پکڑا گیا اس نے کچھ شوخی دکھائی۔ افسر کے سامنے کیا گیا اس نے

کہا کہ اس کے پانچ سو جتنی گھوڑے اور اٹھیل ہوئی۔ میاں جھلا ہے ہر جھکائے باہر نکلے، کہنے لگے کیا
مذاق ہے جو تے تو لگے لیکن گھٹا نہیں ڈونڈا۔ چھانے عزت نہ کھلی۔

بہت اچھا حضرت ہم بھی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی توبہ سے بچے لیکن یہ تو فرما ہے کہ
الہاموں کی دھجیاں توڑ گئیں۔ خود ہی مقدمہ ہازی کا سلسلہ مرزا قادیانی نے پھیرا تھا۔ آخر لینے
کے بچے پڑ گئے۔

یہ وہ مقدمہ ہے جس میں مرزا قادیانی تقریباً دو سال تک قلعہ میں جھلا رہے۔ نہ دن کو
آرام نہ رات کو نیند نہ تھکنا نہ بے اللہا مات منقطع۔

یہ وہ مقدمہ ہے جس میں روزمرہ آپ کو حوا تر چوچہ گھنے پاؤں پر کھڑا رہنا پڑا۔
لہذا یہ مقدمہ ہے جس کے فم و خوف سے اثنائے حقیقتات میں مرزا قادیانی پر طرح طرح
کی بیماریوں نے سخت حملے کئے اور مختلف پیشیوں پر ناگہانی فحش سکتے وغیرہ طاری ہوتے رہے۔
ہاں یہ وہ مقدمہ ہے جس میں آپ نے شدت بھاس سے گھبرا کر پانی کا مطالبہ کیا تھا
لیکن نصیب نہ ہوا۔

یہ وہ مقدمہ ہے جس نے مرزا قادیانی کو اپنی دارالاجیم قادیان سے معوزن و فرزند نکالا
کیا۔ گھر داسہدر میں ملا یا۔

یہ وہ مقدمہ ہے جس میں اپنی صفائی کے لئے مرزا قادیانی نے ۱۸ برس شریاوں کو گواہی
کی تھی۔ لیکن صفائی کے بدلے آپ کی بھر پور ثابت ہوئی اور مرزا قادیانی کا منہ بھرا عطا ہوا۔
یہ وہ مقدمہ ہے جس میں آپ کے قلعہ میں جاں نثار وکیل دو سال بلائے لیکن ناکامی
اشافی۔ مرزا قادیانی اب بزرگ ہو چکے تھے اور ان کو سوائی کو سوں بھاگ گئی۔ ہلمیہ خاک میں مل گئی۔
ہاں آپ کے حریف بے نظیر بیہولن، بے شمس قاضی مولوی محمد کرم الدین صاحب کی
فتح کا قہارہ دنیا میں بچ گیا۔ اور دنیا قائل ہو گئی کہ اچھی بڑی جماعت کا تھا مقابلہ کرنا اور آخر مخالف
کو زک و دنیا شیر آدمی کا کام ہے۔

الغرض یہ مقدمہ کوئی معمولی مقدمہ نہیں بلکہ محض خداوند کریم کی قدرت کا کرشمہ ہے
جس سے خلق خدا کو یہ دکھانا منظور تھا کہ ایک جموں نے مدعی نبوت کو بڑی ذلت دی جاتی ہے۔
مرزا قادیانی کے لئے یہ عبرت کا مقام ہے اور ان کو چاہئے کہ غور کریں اور ایسے شخص سے قطع تعلق
کر لیں۔ جس نے جموں نے وعدے دے دے کر ان کا روپیہ مقدمہ ہازی میں برباد کیا۔ اور خود
ذلت اشافی۔ فقط

۲ آسمانی باپ نے لے پا لک سے کیسا سلوک کیا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

لظاہر تو کھوست باپ لے پا لک سے یہی کہتا رہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے دشمنوں کو یوں اور وہوں کر ڈالوں گا۔ کسی کی کیا طاقت ہے کہ بڑی نظروں سے تجھے دیکھ سکے۔ میں نے تیرے دشمنوں ہی کے لئے طاعون بھیجا ہے۔ اور وہ سب کو یکے بعد دیگرے چٹ کر رہا ہے اور کرے گا لیکن در پردہ جڑھ کھودتا رہا۔ اور آخر کار یہودی بن کر لے پا لک کو سزا دلوائے بغیر نہ چھوڑا۔ بھلا ایسے منافق جانی دشمن باپ کو کیا کوئی چولہے میں ڈالنے یا دوزخ میں جمو سکے۔ مجملہ دوسری علامتوں کے یہ بھی خروج و جلال کی علامت اور محویت ہے کہ باپ بیٹے کا دشمن بن جائے اور خون سفید ہو جائے۔ ڈھارس تو یہ کہ جہاں تیرا پسینہ گرے گا میں اپنا خون گرا دوں گا اور خوارق یہ کہ تعزیرات ہند کی سولی پر لٹکا دیا۔ مجدد السنہ مشرقیہ کو معصوم اور شیر خوار لے پا لک کے ساتھ ہمدردی اور منافق آسمانی باپ کے ساتھ لاگ ڈانٹ ہے۔ بھلا یہ کیا انسانیت ہے کہ لے پا لک کی مصیبت پر ساری دنیا خوش ہو رہی ہے۔ مجدد کو تو اس وقت خوشی ہوتی جب لے پا لک اپنے باپ سے حاق ہو کر اس کو چھوڑ بیٹھتا اور جنینت اور مسیحیت و مہدویت و نبوت کا تمغہ اتار کر آسمانی باپ کے منہ پر مارتا اور خدائے وحدہ لا شریک کا سچا بندہ بن جاتا اور نہ ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہی آسمانی باپ اور یہی ابوت اور نبوت ہے تو لے پا لک کی خیر نہیں۔ ایک نہ ایک روز پھانسی دھری ہے۔

اہالی موالی جدے خوش رہے ہیں کہ وہ سات سو روپیہ کی کیا اصل ہے اگر وہار مار دی جائے تو روپیوں بلکہ اشرفیوں کے توڑے بننے لگیں۔ دشمنوں کو خوش ہونے کا موقع تو جب تھا کہ خدا خواستہ دور از حال ہمارا نبی اور بردوزی قید ہو جاتا۔ لیکن اگر قید ہو جاتا تو شاید یہ کہتے کہ پھانسی تھوڑی ہی لگی ہے۔ اس سے تو بچ گئے۔ جی بجا ہے ناک کئی مہارک۔ سر منڈا سلامت۔ بے شک جب تک صلیب کی معراج نہ طے کج سے پوری ممالکت ہو نہیں سکتی۔

خیر عدالت نے معصوم اور بے گناہ لے پا لک کو سزا تو دی ہے مگر اسی کا صبر بھی ایسا پڑے جیسے آسمان سے بجلی۔ کم از کم اپنے ایٹریکائیٹک طاعون کو ذرا بھی انگلی دکھائی جائے تو چمٹنی تک کا کھایا پیالیوں پر آ جائے۔ آج کے تمبوے آج نہیں جلتے۔ دیکھو سابق مجسٹریٹ گورداسپور سے کئی منزل دور پھینکا گیا۔ مجسٹریٹ حال بھی لے پا لک کا جانی دشمن تھا۔ جیل خانے میں جمو سکے بغیر نہ رہتا۔ یوں کہو اس کے دل پر ویسا ہی خوف طاری ہو گیا۔ جیسا آتھم کے دل پر ہو گیا تھا۔ جس کا جی چاہے کاشنس میں آپریشن کر کے دیکھ لے آتھم کے معاطے میں تو مرزا قادیانی نے دس ہزار روپیہ کی بازی

بدی تھی کہ اگر آئندہ مختلف صالح اقرار باللسان و تصدیق بالقلب کر لے کہ میرے دل پر خوف غالب نہ ہوا تھا۔ تو دس ہزار لے۔ اب مرزا قادیانی یقیناً ایک لاکھ روپیہ کی بازی بدیں گے کہ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور نے جو بجائے قید کرنے کے مجھے جرمانے کی سزا حلف کریں کہ میرے دل پر خوف طاری نہ ہوا تھا تو دو لاکھ پھنکاریں۔ ہمیں امید ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی اس شرط کے باندھنے سے ہرگز نہ چوکیں گے کیونکہ یہ سب نشانوں سے بڑھ کر لاجانی آسانی نشان ہوگا۔

۳ مجدد کا الہام اور رویا صادقہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ناظرین کو یاد ہوگا ہم نے خواب دیکھا تھا کہ ایک مہزہ زار وسیع میدان ہے اور ایک مقدس بزرگ کہہ رہے ہیں کہ پہلے یہاں ایک بڑا خاردار درخت تھا مگر اب نہیں۔ ہم نے خواب کی یہ تعبیر بیان کی تھی کہ وہ مہزہ زار مذہب اسلام ہے اور خاردار درخت لے پالک کا وجود بے بہود ہے۔ اس خواب کا کسی قدر حصہ پورا ہوا اور باقی پورا ہونے والا ہے۔ انشاء اللہ۔

الہام یہ ہوا تھا۔ قطع الجناح۔ یعنی بازو کاٹا جائے گا یہ بالکل پورا ہوا کہ کیا معنی کہ مرزا قادیانی کے تمام فتح و نصرت کے الہامات پٹ پڑے اور جرمانہ کا رد اس پر دھرا گیا۔ اس سے ضرور کچھ معتقدین بددل ہو کر فخر و ہوا جائیں گے اور زور گھٹ جائے گا۔ بس یہی بازو کا اتھکنا ہے۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں اور اب پھر لکھتے ہیں کہ تمام مرزائیوں کو مجدد السنہ مشرقیہ کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہئے۔ کیونکہ انیسویں صدی میں تو حسب زعم مرزا اور مرزائیوں کا مجدد وہی ہے جس کے الہامات اور پیشنگوئیاں پوری ہوں۔ اندھیر ہے تاکہ مرزا قادیانی تو باوصف پیشنگوئیاں اور الہامات کے پورا نہ ہونے کے سچ اور مہدی اور بروزی اور امام الزمان بنے رہیں۔ اور شوکت اللہ باوصف اپنی پیشنگوئیاں اور الہام کے پورا ہونے کے مجدد بھی نہ بنے۔ مرزا یحیٰ زرا تو انصاف کر دو۔ کیا آسانی باپ کے گھر میں اتنا بھی انصاف نہیں۔ کیا اس کا جمو نہ پڑا بالکل ہی چمک گیا ہے۔ خدا نے تمہیں آنکھیں دی ہیں عقل دی ہے۔ لے پالک اور مجدد کے الہاموں کو تجربہ اور مشاہدے پر کس لو۔

خود سیہ روئے شود ہر کہ دروغش بلند

۴ دونوں فریق کو مرزا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

صاحب مجسٹریٹ بہادر گورداسپور نے نہ صرف فریقین پر بلکہ تمام مسلمانوں پر اپنے کریمانہ انصاف سے احسان کیا ہے۔ یعنی فریقین کو سزا دے کر آئندہ کے لئے مقدمات اور

نزاغات کا سلسلہ منقطع کر دیا ہے۔ اپیل کی بھی گنجائش نہیں چھوڑی۔ کیا معنی کہ مرزا قادیانی اور حکیم فضل دین صاحب کے ساتھ مولوی کرم الدین صاحب پر جرمانہ اور سراج الاخبار کے ایڈیٹر صاحب پر جرمانہ کیا ہے اب دفعہ ۲۱۱ فرجیہ عدالت دیوانی میں جرح کے لئے جانا منقطع ہو گیا۔ کیونکہ آئندہ چارہ جوئی کے لئے جائیں گے تو فریقین ہی جائیں گے۔ جو مدعی بھی ہیں اور مدعا علیہ بھی اور یہ ٹیچر ہے کہ ایک خوف دو جانب ہوتا ہے۔ پس بظاہر تو قائل کوئی ایسی جسارت نہ کر سکے گا اور اگر کوئی فریق بدستور اپنی ہمت اور ضد پر قائم رہا تو بہت خسوس ہوگا اور بجز ضرر اور کفر کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ایمان کی بات تو یہ ہے کہ ان مقدمات میں فتح کسی کو بھی نہیں ملی۔ فریقین کو شکست ہی ملی ہے۔ ہاں مرزا قادیانی اپنی فتح کے فتارے ضرور بجائیں گے اور الہامات کی تاویلات کا دریا بہائیں گے کہ مہری ناک کی تو کیا ہوا۔ فریق مخالف کے بھی تو کان کٹ گئے۔ مرزا قادیانی اور ان کے حواری اس لئے قابل ملامت ہیں کہ مقدمات پہلے ان کی جانب سے دائر ہوئے۔ ”اللبادی هو الاظلم“

مصلحت یہی ہے کہ فریقین اس انصاف کو مغنم اور فوز عظیم سمجھیں اور دلوں سے ضرر رسائی اور انتقام اور کینہ تو زنی کے خیالات دور کر دیں اور اگر مرزا قادیانی سمجھیں تو مسیحیت اور موعودیت اور بردزیت کی استروں کی مالا گلے سے اتار ڈالیں اور خدائے تعالیٰ کے ادنیٰ بندے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے اتسی اور اسم با مسکی غلام بن جائیں اور باپو آتما رام صاحب جھڑیٹ کو دعا دیں۔

۵ ہر ایک دجال دوسرے دجال کا منکر ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آنحضرت ﷺ کی پیشینگوئی کے موافق متواتر طور پر دجال آرہے ہیں اور قرب قیامت پر ۳۰ دجال کی تعداد پوری ہوگی جس شخص کا ایمان آنحضرت ﷺ کی رسالت پر ہے۔ اس پیشینگوئی پر بھی ایمان ہے ہلا کوئی دجال یہ کیونکر کہہ سکتا ہے کہ میں دجال ہوں۔ پس دجال کے آنے کے منکر دجال ہی ہیں اور جب تک دجال اکبر نہ آئے گا۔ تمام چھوٹے چھوٹے دجال اس کے منکر رہیں گے۔

یہ عجیب بات ہے کہ دجال کی ذریات اپنے ولی کہنے گر اور مورث کے منکر تا خلف بن رہے ہیں۔ مرزا قادیانی صاحب کا یہ دعویٰ کہ میں خاتم الدجال ہوں ہرگز قابل سماعت نہیں۔ ہم

اطمینان دلاتے ہیں کہ مرزا قادیانی میں زندہ کرشمہ ہے نہ وہ جذبہ نہ وہ قوت جو دجال اکبر کو نصیب ہوگی۔ آنحضرت ﷺ کی پیشینگوئی تو دیکھنے کی چوٹ پوری ہو رہی ہے کہ دجال برابر آرہے ہیں اور آئیں گے۔ مرزا قادیانی کے پاس کیا مصالحہ ہے جس سے وہ اپنے کو خاتم الدجالہ یعنی دجال اکبر ثابت کر سکیں۔ ذرا منہ تو دھو کر رکھیں۔ دجال اکبر تو بڑا جبار اور قہار اور صاحب سلطنت اور جبروت ہوگا اس کے پیشاب میں چراغ جلیں گے۔ اس کے مقابلہ میں ذرا سے خوف پر مرزا قادیانی کو چھلچھلی لگ جاتی ہے۔ جیسا کہ دوران مقدمہ میں مشاہدہ کیا گیا کہ حضور مجھے ذیاطیس ہے، اختلاج قلب ہے، ضعف مثانہ ہے، ضعف دل و جگر ہے۔ بھلا ایسا بزدل اور حیر کیونکر دجال اکبر ہو سکتا ہے۔ ایسے غریب اور مجبور پھنسیا کے پاؤ کو لوگ اتنا حق گویا کرتے ہیں۔ خبردار جو کسی نے آئندہ مرزا قادیانی کو خاتم الدجالہ کہا۔ ورنہ مجددانہ مشرقیہ بری طرح پیش آئے گا۔

مرزا قادیانی خلیفۃ الدجال ضرور ہیں۔ ہاں خاتم الخلفاء الدجال نہیں ہیں اور جس کو شک ہو وہ سالی لینڈ جا کر مثلاً عبداللہ کو اور لندن جا کر مسٹر کھٹ اور پیرس جا کر ڈاکٹر ڈوئی کو دیکھ لے۔ حال کو حجت نہیں اور یقین کامل ہے کہ موجودہ زمانے کے لوگ اپنی زندگی میں بہت سے خلفاء دجال کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔

ہم نے عنوان میں لکھا ہے کہ دجال ہی دجالوں کے منکر ہوں گے۔ اس کا ثبوت ابن عباس کی روایت سے ہے جو از لہ الخلفاء ص ۱۸۱ میں درج ہے۔ یعنی ”قال خطبنا عمر فقال یا ایہا الناس سیكون قوم من هذه الامة یكذبون بالرجم ویكذبون بالدجال ویكذبون بعذاب القبر ویكذبون بالشفاعة ویكذبون بقوم یخرجون من النار بعد ما استحشوا“ ﴿عمر نے خطبہ پڑھا اور یہ پیشینگوئی فرمائی کہ اے لوگو اس امت میں ایک قوم منقریب پیدا ہوگی جو رجم کی تکذیب اور دجال مجبور کا انکار کرے گی اور عذاب قبر کو جھٹلائے گی اور شفاعت کی منکر ہوگی اور اس قوم کا انکار کرے گی جو آگ میں جلنے کے بعد (آنحضرت ﷺ کی سفارش پر) دوزخ سے نکالی جائے گی۔ کچھ صاف ظاہر ہے کہ اس پیشینگوئی کے مورد مرزا قادیانی اور ان کے دوسرے بھائی ہیں جو نفس قانون قدرت کو اکثر لے دوڑتے ہیں۔

اور آنحضرت ﷺ نے حدیث فرمائی جو ثوبان سے (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۷۷، ترمذی ج ۲ ص ۳۵، مشکوٰۃ) میں مروی ہے ”سیكون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی اللہ“ ﴿منقریب میری امت میں ۳۰ جوٹے پیدا ہوں گے ان کا ہر شخص دعویٰ کرے گا کہ

میں خدا کا بھیجا ہوا نبی ہوں۔ کچھ کیا یہ پیشینگوئی پوری نہیں ہوئی؟ اور مرزا قادیانی نے اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا؟ انہوں نے تو یہ کمال کیا کہ قیامت تک انبیاء کے آنے کا تانتا باندھ دیا گیا یہ ظاہر کیا کہ نبی میں ہی نہیں ہوں۔ بلکہ قیامت تک ہزاروں لاکھوں نبی (بعد ختم رسالت) آئیں گے۔ حالانکہ کسی دجال نے یہ نہیں کہا کہ میرے بعد دوسرا دجال بھی آئے گا۔ یقیناً مرزا قادیانی کا وجود کا نیچر تمام دجالوں کے نیچر سے زرا لاکھڑا گیا ہے۔

مرزا قادیانی کو ساری دنیا سے تو کیا مطلب اپنے دعوے سے صرف یہ دکھایا اور ثابت کرنا مقصود ہے کہ خاص مرزائی امت میں میرے بہت سے خلفاء نبی ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ مرزائیوں اور مرزا قادیانی کے سوا درحقیقت کوئی مسلمان ہی نہیں۔ چہ جائیکہ نبی ہو۔ جس شخص کے کائنات میں کچھ بھی حس ہے۔ وہ ایسے طفلانہ دعوؤں اور لچر دلائل پر محکمہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اور ابو ہریرہؓ سے متفق علیہ روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین (مسلم ج ۲ ص ۴۹۷، بخاری ج ۱ ص ۵۰۹)“ ﴿قیامت اس وقت قائم ہوگی جب کہ تقریباً ۳۰ جموںے دجال آچکیں گے۔﴾ مرزا قادیانی ہی فرمائیں کیا اب تک ۳۰ دجال آچکے ہیں۔ آپ کے عقیدہ کے موافق تو ایک دجال بھی نہیں آیا۔ نہ قیامت تک آئے گا۔ ہاں نبی دھڑیوں اور ڈھیروں آئیں گے۔ مرزا قادیانی اپنی کتاب (ازلہ الاہام ص ۲۸۶، خزائن ج ۳ ص ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲) میں لکھتے ہیں: ”کہ دجال جس کا ذکر فاطمہ بنت قیس کی حدیث میں زندہ موجود ہونے کا ہے وہ فوت ہو چکا ہے وہ دجال اس کا مثل ہے جو گر جائے کھل کر مشارق و مغارب میں پھیل گیا یعنی گروہ پادریان۔“

کیا خوب تاویل ہے ہاں جناب جب عیسیٰ علیہ السلام مر گیا تو دجال کیوں نہ مرے؟ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کو تو آپ اس لئے مارتے ہیں کہ وہ آپ کا حریف درقیب ہے۔ دجال کو کیوں مارتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ عیسیٰ بھی ہیں اور دجال بھی۔ یہ عجیب ان نیچرل گورگھ دھندا ہے۔ شاید عیسیٰ اور دجال دونوں کے مرنے کا الہام آسمانی باپ نے کیا ہے۔ پھر مرنے والا دجال ایک تھا آپ کے یہ ہزاروں دجال کیوں کھل پڑے پھر یہ دجال تو انیس سو برس سے ہیں۔ نہ کہ ۱۳ سو برس سے۔

پھر مرزا قادیانی (ازلہ الاہام کے ص ۶۷۴-۶۷۵، خزائن ج ۳ ص ۳۶۳-۳۶۴) میں آئیے

”هو الذی ارسل رسوله“ اور آئیے ”مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ یہ درحقیقت اسی مسیح بن مریم (قادیانی) سے متعلق ہے اور آنے والے کا

نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اسی مثل (مرزا) کی طرف اشارہ ہے اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنی کی رو سے ایک ہیں اور آخری زمانہ میں بر طبق پیشینگوئی مجروح احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے بھیجا گیا ہے۔ اور کہا کہ: ”کیا وہ جی قیوم ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہیں کر سکتا؟“ ۱۳ سو برس قبل اس آیت کا تعلق آنحضرت ﷺ سے نہ تھا۔ بلکہ یہ پیشینگوئی چینی مغل کی نسبت تھی۔

آیت کا تعلق آنحضرت ﷺ سے تھا بھی تو وہ منقطع ہو گیا کیونکہ وہ وفات پا گئے۔ جس طرح عیسیٰ مسیح وفات پا گئے میں زندہ نہی ہوں مجھ پر ایمان لاؤ۔ مردہ پرست نہ بنو۔ ہاں صاحب خدائے جی و قیوم کو یہ تو طاقت ہے کہ ایک انسان کا دوسرے انسان میں بطور تناخ حلول کرے۔ لیکن اس میں یہ طاقت نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے وہ دجالوں کا سلسلہ منقطع کر سکتا ہے۔ مگر انبیاء کا سلسلہ منقطع کر دینا اس کے نزدیک بھی محال ہے جس طرح مسیح اور مہدی کے آنے کا ثبوت احادیث سے ہے اسی طرح دجالوں کے آنے کا ثبوت بھی ہے۔

لیکن مرزا قادیانی دجالوں کے آنے کا قطعاً انکار کرتے ہیں۔ مگر مسیح موعود اور مہدی موعود اور مہدی بن بیٹھے۔ مرزا قادیانی کو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ نہ مہدی ہیں۔ نہ مسیح وغیرہ ہیں۔ اگر ہیں تو ویسے ہی ہیں جیسے اسود عسی اور مسلمہ الکذاب وغیرہ تھے مگر چونکہ چند حلقہ کو انہوں نے پھیل لیا ہے۔ لہذا ان کے حلقہ میں بن آئی ہے۔ مرزا قادیانی کا عمل آنحضرت ﷺ کی احادیث پر تو ہے نہیں۔ ہاں اپنے مورثوں دجالوں کی سنت پر ہے۔ یعنی جس طرح کسی دجال نے یہ نہیں کہا کہ میں دجال ہوں اسی طرح مرزا قادیانی بھی اپنے کو دجال نہیں کہتے۔ اور جس طرح وہ نبی بن بیٹھے تھے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی نبی بن بیٹھے۔ کسے صاف طور پر نبی کریم ﷺ کی وہ پیشینگوئی پوری ہو رہی ہے کہ کلہم یزعم انه نبی۔ جس شخص کو خدائے تعالیٰ نے ظاہری اور باطنی نور بخشا ہے اس کے لئے یہ حدیث صدق و کذب دونوں کا آئینہ ہے۔

بھلا کسی نبی نے بھی طامون کو اپنے نزول کی علامت اور آسمانی نشان بتایا ہے؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو دنیا کی جسم رحمت بن کر نازل ہوئے ہیں۔ نہ کہ زحمت بن کر۔ مرزا قادیانی طامون، طامون کو دعادیں جس کی بدولت وہ نبی بن گئے اور پیشینگوئیاں اور آسمانی نشان ظاہر ہونے لگے۔ لاہور والے لیکچر میں آپ نے فرمایا کہ طامون عموماً پھیننے والا ہے اور کیا معلوم ہے کہ فلاں ماہ تک دنیا کی کیا حالت ہوگی۔ ایک بچہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ہر سال موسم سرما میں طامون کا زور بڑھ جاتا ہے۔ آئندہ سرما میں بھی ضرور بڑھے گا۔ بھلا اس میں آسمانی ہاپ نے کیا تیر مارا کہ اپنے

اکلوتے پر اس شے کا الہام کیا جو سب کے سامنے موجود ہے۔ منہ پر کی تو خوشامد ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ باپ بیٹے دونوں نے بے دال کے لودم اور نرے پھیاں کے باوا ہیں۔

تعارف مضامین ضمیر محمد ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۱۲۳۱ کتوبر کے شمارہ نمبر ۳۰ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی کی اہل۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	تاریخ نہ مہرت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	عجیب مہر۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	سچے اور جھوٹے مسیح کی پرکھ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	وہی آسمانی نشان۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مرزائی مذہب اور عیسائی مذہب۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	بے معنی الہام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مرزا قادیانی کی اہل

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم نے لکھا تھا کہ مصلحت یہی ہے کہ اب طرفین کان بند ہو کر اور سکوت کی ہلاں سونگھ کر بے حس و حرکت گھر بیٹھ رہیں کہ جان بچی لاکھوں پائے جرمانہ ہی پرٹل گئی۔ سخی کے مال پر پڑے کنبوس کی جان پر۔ مگر مجدد السنہ مشرقیہ کی تنبیہ پر کان نہ دھرے گئے۔ چنانچہ اب بعض مرزائیوں کی زبانی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اہل کریں گے اور دکلاء نے عہدہ دیا ہے کہ مجسٹریٹ گورداسپور نے نا انصافی کی اور ساری مشل بے ضابطگیوں کا تودہ ہے۔ فریق ثانی کے ارادے کی نسبت ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی نے اہل کی ہے تو غیر ممکن ہے کہ وہ بھی اہل نہ کریں ورنہ دفعہ ۲۱۱ اور دفعہ ۹۳ تقویرات ہند کے اڑ گئے میں آجانے کا خوف ہے پھر وہی سلسلہ وہی سرکاری، پاؤں پہنے ہیں۔

مرزا قادیانی کا اہل کرنا تو آسمانی باپ کے الہام کے موافق فرض ہے کیونکہ لے پالک کی چکھوٹیاں اور گرم بازاری اسی میں ہے کہ چار طرف سے چمے آئیں چنانچہ اس عرصہ

میں دو سال تک قادیان میں خوب خوب، بہن برسا اور روپیہ کی خوب ریل بیل رہی۔ کچھ رقم مقدمہ میں خرچ ہوئی۔ باقی مستقوری مجونیں اور مستورات کے زیوروں میں کام آئیں کہ دھرتی میں اور بڑی وجہ یہ ہے کہ اُن کے پٹھوں کو آسمانی نشان کے ظاہر ہونے پر ایمان تھا۔ ”نصر من اللہ وفتح قریب اور فتح من اللہ ونصر قریب“ کے ڈکے نگر رہے تھے کہ حضرت اقدس مقدس سے کورے اور اچھوتے ہی نکلیں گے اور آج تک بھی نہ آئے گی اور تمام مرزائیوں کے ایمان جو چھوٹی موٹی ہو رہے تھے۔ بہت جلد تروتازہ ہو جائیں گے۔ لیکن آپ جانتے منافق آسمانی باپ تو اپنے لے پالک سے بازی کھیل رہا ہے اور گردن توڑ ڈالنے کی فکر میں ہے۔ لہذا کہا تو کچھ اور کیا کچھ، پر اس نے رہا سہا پلٹھن نکالنے کو یہ بھی کانوں میں پھونک دیا کہ ”ہم من بعد غلبہم سیغلبون“ پس اب اپیل کا ہونا ضروری ہے اور اگر جج نے بھی سوچی ہی سائی تو پھر چیف کوٹ کی باری ہے۔ الغرض یہ سلسلہ یوں ہی سالہا سال تک جاری رہے گا اور چندوں کی بدولت خوب کھرے ہوتے رہیں گے۔ مقدمات کی ایسی گوزیاں کے نصیب۔ بلکہ ہمارے خیال میں اب تو مرزائی پہلے سے کہیں بڑھ کر اپنی گانٹھ کٹوائیں گے کہ کسی طرح آسمانی نشان ظاہر ہو ورنہ رہے سہے اُلو بھی پنجرے سے پھر ہو جائیں گے۔ حضرت مرزا محمد عبدالقادر بیدل نے اپنے نکات میں کیا خوب فرمایا ہے۔

بجنین زبونی دست وسول ز صنلع املم خجل

کہ سر خسه اگرش وهم بهزار خلنہ ستوں کُند

یعنی ہاوصف دست وول کے عاجز ہونے کے میں اپنی امید کی صنعتوں سے شرمندہ ہوں کہ اس کو ایک تنکا بھی دوں تو وہ اس تنکے کو ہزاروں گھروں کا ستون بناتی پھرے گی۔

۲ تازیانہ عبرت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ایک ماہواری دوورٹی والے نے مرزائیوں سے راتب اور گھاس دانہ ماکنے کو ڈھینچوں ڈھینچوں لگائی اور تھان پر بندھ کر مجدد پر اپنے خیال میں دوٹی چلائی۔ مجدد کے مقابلے کی تاب مرزائیوں اور ان کے گرد گھنٹال کو تو اب تک ہوئی نہیں یہ بچو گھڑ اسب کا پشیمان بننے چلا ہے۔ چونکہ اس نے اپنی دوورٹی میں ایک اشتعال انگیز تصویر بھی دی ہے۔ لہذا ہم کو تازیانہ پھینکانے کی ضرورت ہوئی جو ضمیر کے کالموں میں آئندہ ناظرین کی نظر سے گزرے گی۔ یہ ”جزاہ سیفۃ سیفۃ مثلها“ ہے۔ مرزائی مذہب کی اشاعت نے تو تصویر کشی اور تصویر فرودگی بلکہ تصویر پرستی کو

فرض کر دیا ہے۔ مگر ہم جواب میں محض ”الضرورات تبیح لمحدورات“ پر عامل ہوں گے اور ضرورت کے وقت انسان پانچخانے میں بھی چلا جاتا ہے۔ لہذا امید ہے کہ ناظرین معاف فرمائیں گے کیونکہ یہ ایک اضطراری فصل ہے اور چونکہ مرزا قادیانی نے تصویر کشی کو فرض جان کر اس کا ارتکاب کیا۔ لہذا یہ اسی کا وبال ہے جو اس پر پڑے گا۔

۳ عجیب معرہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ایڈیٹر صاحب تالیف و اشاعت عرصہ تک مرزا قادیانی کے معتقد رہے وہ خود لکھتے ہیں کہ مرید مرحوم سے بھی مرزا قادیانی کے بارے میں اکثر میرا معارضہ رہا مگر ہلا خردہ طلسم ٹوٹ گیا چنانچہ ایڈیٹر صاحب نے مرزا قادیانی کے لاہور والے لیکچر پر اپنے قلم سے محکمہ اڑایا اور جب ہم نے یہ لکھا کہ مرزا قادیانی کے باب میں جو کچھ آپ پر القاء یا الہام یا آپ کے کائنات میں کوئی خیال پیدا ہوا تھا۔ وہ شیطانی القاء تھا تو ایڈیٹر صاحب نے اس پر ناک بھوں کیوں چڑھائی۔ اچھا صاحب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر وہ شیطانی القاء نہ تھا بلکہ رحمانی الہام تھا تو آپ اپنے مرشد سے اب کیوں منحرف ہو گئے۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ شیطانی اور رحمانی الہام دونوں انسانوں ہی پر ہوتے ہیں۔ ”پڑھو آئیہ“ و ”نفس و ما سوھا فلهما فجورھا و تقوھا“ دیکھو اتقویٰ اور پرہیزگاری دونوں کی نسبت الہام کا لفظ موجود ہے۔ ممکن ہے کہ انسان پر پہلے شیطانی القاء ہو اور پھر رحمانی القاء ہو جو خرابی اور فطنی میں پڑنے سے بچائے۔ یہ اچھے لوگوں کی صفت ہے نہ کہ ان لوگوں کی جن کا دل بالکل منح ہو گیا ہے۔ پھر آپ نے کیوں برامانا؟

۴ سچے اور جھوٹے مسیح کی پرکھ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جھوٹے مسیحوں یعنی دجالوں کی پرکھ حسب احادیث نبوی سب مسلمانوں کو ہو گئی مگر نہ ہوئی تو مرزا قادیانی کو کیونکہ ان کی پرکھ تو خود بدولت کو اس وقت ہو جب خود اپنی پرکھ کریں۔ خرابی تو یہی ہے کہ مرزا قادیانی اپنے کو بھولے ہوئے ہیں اور سکتے ہیں۔ مجدد ہار بار آئینہ دکھاتا ہے مگر روحانی حس و حرکت کا پتہ نہیں ہونٹوں سے بڑبڑانے کی صدا نکلتی ہے کہ ”اننا المسیح اننا المسیح“ وہ چیلے چا پڑ جن کی بیٹے کی پھوٹ گئی ہے۔ اقرار کرتے ہیں کہ ”آمننا و صدقنا انت المسیح بن المسیح بن المسیح“ اور آسمانی باپ کہتا ہے ”انت بمنزلہ ولدی بل عین ولدی“ آسمانی باپ یہ نہیں کہتا کہ انت المسیح۔ کیونکہ مسیح (معاذ اللہ) ناخلف تھا اس

میں طرح طرح کے عیب تھے۔ پس وہ ناخلف کے نام سے بھی اپنے خلف لے پالک کو پکارنا عار سمجھتا ہے۔ حدیث شریف نے تو بڑی وضاحت سے جھوٹے مسیحوں اور دجالوں کی پرکھ بتا دی کہ ”کلہم یزعم انه نبی ولا نبی بعدی“

اب ہم مرزا قادیانی سے پوچھتے ہیں کیا آپ ختم نبوت کے بعد نبی نہیں بنے اور جس قدر دجال آج تک گزرے کیا انہوں نے یہی دعویٰ نہیں کیا۔ جو آپ نے دنیا میں کیا ہے اور کیا سب کے سب فی النار نہیں ہو گئے۔ ان کے ساتھ جو فرعونی اور نمرودی لشکر تھا۔ آپ کے فرشتوں کے خواب میں بھی قیامت تک نہ آئے گا اگر وہ سچے نبی ہوتے تو روئے زمین پر ان کا کوئی تو نام لیا ہوتا۔ حالانکہ انبیاء صادقین کے لاکھوں اور کروڑوں امتی اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔ ایک دانا بیٹا سچے مسلمان کے لئے یہ پرکھ کافی ہے اور پوری پرکھ ساری خدائی کو اس وقت ہوگی۔ جب قادیان میں منارے پر چیلیں اور کوئے اور چنڈ اور خود مرزا قادیانی کی روح آلو کے قالب میں حلول و بروز کر کے بولے گی کہ ”یا بدوح لعنت اللہ علیٰ بالمساء والصبوح انکرت من الروح والسبوح وشغلت فی القبوح“

مرزا بار بار بکارتا ہے کہ میں وہی مسیح ہوں جس کا ذکر قرآن میں مجمل اور حدیث میں مفصل آیا ہے۔ کوئی پوچھے تیرے زعم کے موافق قرآن میں تو اس مسیح کا مفصل ذکر آیا جو مشہد بالمصلوب ہوا یعنی سولی پر چڑھایا گیا مگر مرانہیں اور جان بچا کر بھاگ گیا کیا تو بھی سولی پر لٹکایا گیا ہے۔ ہاں مقدمات کے شکنجے کو سولی قرار دے تو عجب نہیں جس میں دھر کر ایسا کھینچا گیا کہ بروزی کا بول و براز تک نکل پڑا۔ ضعف جگر اور ضعف گردہ ہو گیا اور ذیابیطس نے آلیا۔ حضور میں اختلاج قلب میں مبتلا ہوں۔ میں مورضعیف ہوں۔ میں ٹھہمیا کا ہاوا ہوں۔ میں آپ کی غریب اور مسکین گنو ہوں۔ یہ تھائی میرے خون کے پیاسے ہیں یہ تو مشہد بالمصلوب ہونے سے بھی بڑھ کر ہے۔

حدیث میں پیشینگوئی ہے کہ ۳۰ دجال آئیں گے۔ جن میں کم و بیش ۲۰ آچکے۔ مگر مرزا قادیانی کے نزدیک ایک دجال بھی نہیں آیا۔ مسیح کا آنا تو حدیث میں بھی اور قرآن میں بھی مگر دجال کا ذکر نہ قرآن میں نہ حدیث میں۔ ہاں انبیاء قیامت تک آئیں گے۔ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ اپنے گزشتہ مورثوں (دجالوں) کے دعویٰ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ انہوں نے قیامت تک انبیاء کے آنے کا ہرگز دروازہ نہیں کھولا۔ مرزا قادیانی نے ناعاقبت اندیشی کے استرے سے آپ

اپنی ناک کاٹ ڈالی اور اپنی نبوت میں دوسرے انسانوں کو بھی شریک کر لیا۔ بروزی کی یہ حماقت اور سفاقت قابل دید ہے۔ ارے جب لاکھوں اور کروڑوں انبیاء قیامت تک آئیں گے تو کوئی پوچھے تو کس کھیت کی دسا در رہا پھر جب بے شمار نبی آئیں گے تو بے شمار مسیح بھی آئیں گے۔ کیونکہ تو مسیحیت کا مدعی ہے۔ تجھ میں کیا سرخاب کا پر ہے۔ کہ تو مسیح بھی اور نبی بھی اور جو قیامت تک آئیں گے وہ صرف نبی۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ میں مسیح ہوں اور دلیل یہ ہے کہ انبیاء قیامت تک آئیں گے نہ کہ مسیح۔ پس آپ نے اپنے دعوے کی ٹانگ توڑ دی۔ ہم حلفاً کہتے ہیں کہ کسی مرزائی کا تو کیا خود مرزا کو استدلال قائم کرنا بھی نہیں آتا۔ دعویٰ کچھ ہے دلیل کچھ۔ دنیا میں مذاہب والے کوئی نہ کوئی دلیل رکھتے ہیں۔ صرف ایک مرزائی مذہب ہے جس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

جس قدر دجال اب تک گزرے مناسب تھا کہ مرزا قادیانی اپنے دعوے کے موافق ان کو نبی ماننا کیونکہ وہ ہم جنس تھے۔ غضب تو یہ ہے کہ ان کو بالکل مسکوت عنہ قرار دے رکھا ہے۔ یعنی نہ ان کو نبی مانا جاتا ہے نہ دجال۔ آخر دجال میں کچھ تو کالا ہے۔ انوس ہے کہ مرزا قادیانی کو قیامت تک آنے والے لاکھوں انبیاء کی پرکھ تو ہو گئی مگر دجالوں کی پرکھ نہ ہوئی جو لے دے کر کل تمیں ہیں۔ مطلب غالباً یہ ہے کہ جیسا میں نبی (دجال) ہوں۔ ایسے ہی قیامت تک لاکھوں نبی (دجال) آئیں گے مگر ہم کہتے ہیں کہ وہ دجال نہ ہوں گے بلکہ دجال کے بیٹے پوتے پڑوتے سردتے وغیرہم ہوں گے۔

۵ وہی آسمانی نشان

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ذرا بھی ریح کی سرسراہٹ ہوئی اور آسمانی نشان چمکتا ہوا ظاہر ہوا۔ پیٹ میں باؤ گولے دوڑے اور آسمانی فتح کی توپیں گرجنے لگیں۔ پھر ایسا بڑا نشان جس میں آسمانی باپ کی مدد سے لے پالک تیزیر کی چکی پینے سے بجا جمانے ہی پر ٹلی۔ ایمان لانے اور ایمان کا ستارہ چمکانے کو کیا کم ہے۔ مرزا اور مرزائی کہیں گے کہ ہم تو ہر وقت آسمانی نشان دیکھ رہے ہیں۔ ضرورت تو منگروں اور مخالفوں کو نشان دکھانے کی تھی۔ بلا سے ہم پر جرمانہ ہوا۔ مخالفوں پر بھی تو ہو گیا۔ بس یہی مقصد تھا اور اسی کا نام آسمانی نشان ہے کہ سب پر عبرت پڑ گئی۔ لیکن باوصف مرزا قادیانی کے دعوے کے کہ طاعون میرے خروج کا آسمانی نشان ہے۔ جب مرزائی بھی اس کی سمیٹ چڑھتے ہیں تو یہ نہیں کہا جاتا کہ ہم طاعون کی سمیٹ میں آگئے تو کیا ہوا، مخالفین بھی تو آگئے۔ بلکہ حتی الوسع

اول تو طاعون سے مرزائیوں کی ہلاکت کا انکار ہی کیا جاتا ہے اور جب بھانڈا پھوٹ جاتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ طاعون کی ویسی افراط و تفریط نہیں ہوئی جیسی مخالفوں میں اور جب افراط و تفریط بھی ہوتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ جو مرزائی مرے وہ کے مرزائی نہ تھے۔ وہ کٹر منافق تھے نہ کہ مؤمن۔

چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ کوئی ایسا مرزائی طاعون سے ہلاک نہیں ہوا جس نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا ہو۔ پس آسمانی نشان کا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ اندھوں کی آنکھوں کا قصور ہے اور چونکہ منافق مرزائی جو طاعون کا شکار ہوئے۔ ان کا جہنمی ہونا ضروری ہے۔ لہذا اب سب مرزائیوں کو جہنم میں جانے کے لئے کان جھڑ جھڑا دینے چاہئیں۔ کیونکہ آسمانی باپ نے سچے مرزائیوں کے ماتھے پر ایمان کا ٹیکا نہیں لگایا کہ فلاں مؤمن ہے اور فلاں منافق ہے۔ اب تو آسمانی نشان یہی ہے کہ طاعون سے جو مرزائی مر گیا وہ منافق ہونے کے باعث جہنمی ہوا اور جو بچ رہا وہ اچھا خاصہ مہملا چھلایا گھڑا گھڑا یا مرزائی ہے۔ یہ ہے آسمانی نشان جس کے طوفانوں میں مرزائی جہاز چل رہا ہے۔

جس قدر درجال اب تک آئے انہوں نے یہی کہا کہ ہم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ ہم پر ایمان لاؤ ورنہ تاری ہو گئے۔ اور مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ انبیاء قیامت تک آئیں گے۔ اس صورت میں سب پر ایمان لانا ضروری ہوگا۔ گزشتہ انبیاء اور ان کے صحیفے مسترد ہوں گے۔ بلکہ ہر آنے والا نبی اپنے سے پہلے نبی کے صحیفے کو مسترد کرتا چلا جائے گا۔ کیونکہ ایمان لانے پر مجبور کرنے کے یہی معنی ہیں جو مرزا قادیانی کے خوارق سے ظاہر ہو رہے ہیں کہ عیسیٰ مسیح مر گئے تمام انبیاء مر گئے اور ساتھ ہی ان کے صحیفے اور کتابیں بھی زمین میں دفن ہو گئیں۔ اور نبی بننے کو اس آزادی کے زمانے میں مصالحو ہی کیا لگتا ہے ہر ایک مکار اور مفتزی دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ مجھ پر الہام اور وحی کا نزول ہوتا ہے۔ الہام اور وحی کوئی ایسی شے تو نہیں جو محسوس طور پر معلوم ہو سکے اور الہام و وحی بھی صرف اس قدر کافی ہے کہ میں مامور من اللہ ہوں، کلمۃ اللہ ہوں، خدا کا بھولہ ولد ہوں، خدائے تعالیٰ عرش پر بیٹھا بڑی محبت اور چاؤ اور بھڑاس سے میری طرف دوڑتا ہے میں ایسا ہوں میں ویسا ہوں اپنے منہ میاں مٹھوں وغیرہ۔

حالانکہ انبیاء کے صحیفے اور کتابیں دین و دنیا کے قوانین ہوتے ہیں جو وحشیوں کو انسان بناتے ہیں۔ کیا کوئی دجال انسانوں کی اصلاح کا ہتوڑا بخل میں لیکر آیا ہے اور اس کو دنیا میں پھیلایا ہے۔ بجز خالی خولی آبلہ فریب دعوؤں کے کوئی دجال کچھ بھی نہیں کر سکا۔

آنحضرت ﷺ نے تو کھلم کھلا ”علی رؤس الاشهاد“ فرمایا کہ ”لا نبی

بعدی “اور قرآن ناطق ہوا۔” ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین “مگر دجالوں میں چونکہ کوئی جذبہ اور کوشش نہیں ہوتا۔ لہذا کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ میرے بعد دوسرا دجال نہ آئے گا اور گزشتہ دجال نبی نہ تھے میں ہی نبی ہوں۔ بھلا مرزا قادیانی سے تو کوئی اقرار کرائے کہ مسئلہ الکذاب اور اسود عسی وغیرہ دجال تھے۔ جب انبیاء نے اپنے سے پہلے انبیاء کو مانا ہے تو دجال دجالوں کو کیوں نہ مانیں۔

لیکن اب دجالوں کا یہ قاعدہ اور یہ ناموس جاتا رہا کیا معنی کہ مرزا قادیانی لندنی مسیح مسٹر پکٹ اور فرانسسی مسیح ڈاکٹر ڈوئی اور سوامی ملا کو نہیں مانتے نہ وہ مرزا قادیانی کو مانتے ہیں۔ بلکہ ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کو نہیں مانتا۔ پس قدرتی طور پر چاروں دجالوں کی قلعی کھل رہی ہے۔ اور اسی طرح آئندہ بھی انشاء اللہ قیامت تک کھلتی رہے گی۔ کیا طاقت ہے کہ ایک دجال دوسرے دجال کی برائی کر سکے۔ اس کے منہ پر قدرت الہی مہر لگا دیتی ہے۔ کیونکہ دجال کا دجال کی برائی کرنا اور اس کا منکر ہونا آپ اپنی برائی کرنا اور اپنی دجالیت کا منکر ہونا ہے۔ دجال کبھی دوسرے دجال کی برائی نہ کرے گا۔ ہاں اس کے مقابلہ میں انبیاء کی برائی کرے گا۔ مرزا قادیانی کو دیکھ لیجئے کہ مسئلہ الکذاب اور اسود عسی کی برائی بھولے سے بھی نہیں کرتے۔ ہاں مسیح کو ان کے مقابلہ میں براہتا نہیں گئے۔ دجال کی دجالیت کی بڑی بھاری علامت یہی ہے کہ انبیاء کو گالیاں دے۔ ہاں ہم یہ یقین دلا چکے ہیں اور پھر دلاتے ہیں کہ مرزا قادیانی دوسرے دجالوں کی طرح گھٹیل دجال ہیں۔ دجال اکبر نہیں ہیں۔ ان میں کسی قدر ترجیح کی یہ منج ضرور ہے کہ دوسرے دجالوں نے انبیاء کو گالیاں نہیں دی۔ اس میں تو مرزا قادیانی ہی فرد ہیں۔ لانا ذرا مستحقوری معجون اور روغن بادام میں دم کی ہوئی دعفرانی بریانی کا تھاں۔

آنحضرت ﷺ نے تو صاف طور پر فرمادیا کہ میرے بعد ۳۰ دجال آئیں گے۔ بھلا مرزا قادیانی سے تو کوئی اقرار کرائے کہ دنیا میں کوئی دجال آیا ہے یا آئندہ آئے گا۔ حالانکہ تین کلمہ تو دجال ان کے سامنے موجود ہیں۔ کیوں ان کا مہر انہیں لیتے اور میدان میں نکل کر کیوں ان کی تنگری نہیں گھٹیتے۔ اتنا ہوتا بھی ہو۔ لندنی دجال اور فرانسسی دجال مرزا قادیانی کے منہ پر دلاہتی بوٹ مار کر کہہ سکتے ہیں کہ تم مسیح کیونکر ہے جبکہ ہمارے آسمانی ہاپ کے اکلونے بیٹے کو گالی ڈینا ہے۔ ڈام فول۔ بھلا کوئی مسیح بن کر بھی مسیح کو گالی ڈینا سکتا ہے یہ تو تمہارا ان نیچرل رول ہے۔ نیچرل مسیح ہم ہے جو یسوع مسیح کو مانتا ہے۔

مرزا قادیانی ہاں ہاں یہ راگ الاپتے ہیں کہ اگر میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر نہ آتا تو

میرے ساتھ اتنی جماعت نہ ہوتی۔ ہم کہتے ہیں اول تو دس بیس ہزار کی جماعت کوئی با وقعت جماعت نہیں۔ دوم..... کسی بات پر جم غفیر کا اتفاق ہو جانا دلیل حقانیت نہیں۔ ہندوستان میں ۲۲ کروڑ ہنود ہیں۔ کیا بمقابلہ ۶ کروڑ مسلمانوں کے یہ حق پر ہیں؟ سالی مثلاً کے ساتھ لاکھوں کی بھیڑ بھاڑ ہے کیا وہ حق پر ہے اور سچا مہدی ہے؟ علی ہذا اللہ فی سبح اور فرانسسی مسیح کے ساتھ حقاء کا کچھ کم ہجوم نہیں۔ آپ کی دلیل کے موافق سبھی کو حق ماننا بڑے گا۔ سوم..... اگر آپ حق پر ہوتے تو سینکڑوں آدمی رسی تڑا کر نہ بھاگتے۔ آج کے روز لو لے لنگڑے، اپانچ ہی اصطبل میں کیوں نظر آتے۔ اور کس کو معلوم ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ ذرا حیل دیکھئے۔ نیل کی دھار دیکھئے۔ سوڈانی مہدی تو پٹے کی برابری بھی آپ کے دم خم نہیں جس کی قبر سے ہڈیاں تک اکھاڑ کر روڈ نیل میں بہا دی گئیں۔

۶ مرزائی مذہب اور عیسائی مذہب

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم پادریوں اور ان کے ہم خیال انگریزوں پر ہمیں پر جہیں ہے جو گورنمنٹ کو ترغیب دیتے ہیں کہ تمام ہندوستانوں کو عیسائی بنایا جائے تاکہ ان کا باہمی اختلاف مٹ جائے۔ لیکن کیا مرزائی مشن یہ کوشش نہیں کرتا کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا مرزائی بن جائے مگر انہوں نے کہا ہے کہ مرزائی مذہب ہم شخص ہو گیا ہے اور اس کے مقابلہ میں۔ عیسائی مذہب بہت کامیاب ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ کیونکہ عیسائی مذہب میں ہر مذہب کے لوگ چوڑے چمار تک داخل ہو رہے ہیں اور مرزائی مذہب میں یا تو جاہل حقاء یا اپانچ مسلمان داخل ہوتے ہیں۔ چوڑھوں تک نے مرزائی مذہب پر جھاڑ مار دی مگر ضعیف طلیعت سلہاء اس مذہب میں یوں مل گئے جیسے گوہ میں موت اور کوڑے میں کرکٹ اور بول دبراز میں سلسلائے کپڑے۔ اب تو کامیابی کی کسی طرح صورت نظر نہیں آتی۔

بہتر ہوتا کہ مرزا قادیانی اپنے بھائی امام الدین کی سنت پکڑتے اور مرزائیت کا ٹوکرا صرف بھیگیوں کے سر پر رکھتے تو ضرور مرزائیت کے فرائض سے سبک دوش ہو جاتے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ایک ماسور دنیا میں آیا جسے ہندو، مسلمان، عیسائی آریا، بودھ وغیرہ تو کیا قبول کرتے۔ حلال خوردں تک کے دلوں میں اس کی جانب سے غبار اور کدورت بیٹھ گئی۔ جب مرزا قادیانی مسیح دوران اور امام الزمان ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حلال خوردں کی گرد بھی مرزائی ہے اور قبا اور عمائے پر نہ پڑنے دیں۔ کیا حلال خور انسان نہیں ہیں؟ کیا حلال خوردں کو اسلامی علماء نے مسلمان نہیں کیا۔

پھر اپنے بڑے بھائی امام الدین پر جو عمل تکلیفوں کا لالہ گرو تھا۔ کیوں کھورواتے ہیں۔ غرض تو بھیڑ بھاڑ سے بے کوئی ہو مرزا امام الدین کی روح بحالت یاس یوں غنٹناری ہے۔

خاکساران جہان را بحقارت منکر

توجہ دانی کہ دریں گرد سنوارے باشد

۷ بے معنی الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۳۱ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو قبل از فیصلہ مقدمات آپ پر یہ الہام ہوا تھا ”قد جاء الدین من

النصرة ثم سيعود من النصره (تذکرہ ص ۵۲۰ طبع ۳)“ واہ رے آسانی باپ تیرے الہام کے کیا کہنے ہیں۔ کیسا صحیح اور صحیح الہام کیا ہے۔ یعنی دین فتح سے آیا ہے اور غنٹناری فتح سے لوٹے گا۔ اتنی خبر نہیں کہ فتح سے لوٹنا شکست کھانا ہے۔ یعود کا صلہ تو آلی آتا ہے اگر الی النصرہ ہوتا تو یہ معنی ہوتے کہ دین فتح کی طرف سے آیا ہے اور فتح سے پھرے گا یعنی شکست کھائے گا۔ دوسرا جملہ تو صحیح ہے مگر پہلا جملہ بالکل خلاف واقع اور غلط ہے کیونکہ آپ کو تو اول داخر ہر طرح شکست ہی ہوئی۔ دغا کا دعویٰ جو آپ نے کیا تھا خارج ہوا، لائیکل کا دعویٰ جو آپ پر ہوا اس سے سزا ملی۔ آسانی باپ بالکل خرف ہو گیا ہے۔ بوکھلا گیا ہے۔ پھر کیا یہ عدالت سے دین کی جنگ تھی۔ یہ تو خود فرضی اور طلب شہرت اور نفسانیت کی جنگ تھی جس میں سر نیچا ہوا اور قدرتی طور پر ہمیشہ مغزوروں اور منکبروں کا سر نیچا ہوتا چلا آیا ہے مگر عبرت کسے؟

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء یکم نومبر کے شمارہ نمبر ۴۱ کے مضامین

۱.....	قطعہ تاریخ سزایابی مرزا غلام احمد قادیانی۔	مولانا ابوالمنظور محمد عبدالحق سرہندی!
۲.....	پانچواں دجال۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۳.....	مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں یا آریا؟	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۴.....	مرزائیت کی کشتی تلواریات کی طوفان میں ڈالوں ڈول ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۵.....	دجال کی علامت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
۶.....	مرزائیت سے توبہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ قطعہ تاریخ سزایابی مرزا غلام احمد قادیانی

مولانا ابوالنظور محمد عبدالحق سرہندی!

ہوئی کذاب کی ظاہر نشانی	مجرم غلام قادیانی
چلائی تیغِ قلمی و بزبانی	ستایا خلق کو ظالم نے لیا کیا
کہ ہے طاعون میرا یار جانی	کبھی طاعون کی دھمکی دکھائی
سزاء واجبِ ذرَبِ لسانی	ملی انصاف سے حاکم کے اس کو
ہوئی مقطوعِ وحیِ آسانی	تمام الہام کی تری ہوئی اب
ہوا دافیِ مسیحِ قادیانی	سر الہام سے منظور کھسو

۵۱۳۲۲

۲ پانچواں دجال

مولانا شوکت اللہ میرٹھی

چار دجال تو اس وقت موجود تھے ہی یعنی ایک ہندنی مسیح مسٹر پکٹ، دوسرا فراسیسی مسیح ڈاکٹر ڈوئی، تیسرا مثلاً عبداللہ سومالی، چوتھا مرزا قادیانی، اب مرزائی کہتے ہیں اور اپنے نزدیک بڑے مضبوط دلائل سے ایک کتاب چھاپ رہے ہیں اور ٹھیک حلیہ وغیرہ بتا رہے ہیں کہ اس صدی کا دجال مثلاً عبداللہ چکڑالوی ہے جو صرف قرآن کو مانتا ہے اور احادیث کو زید و عمر کی گھڑی ہوئی کہانی یقین کرتا ہے۔ لیکن مثلاً چکڑالوی سے تو پوچھو کہ وہ مرزا قادیانی کو کیا سمجھتا ہے؟ علی ہذا پانچواں ایک دوسرے کی لٹی کر رہے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ مثلاً چکڑالوی نے مسیحیت یا نبوت کا ابھی تک دعویٰ نہیں کیا۔ ہاں حضرت ﷺ کو لغوی معنی سے رسول (قاصد یا چشمی رساں) مانتا ہے۔ ایسے ہم غنیمت است۔ بس اب چار دجال رہ گئے۔ اگر چنانچہ میں سے تین تو عیسیٰ مسیح کے منکر نہیں مگر مرزا مگر ہے اور ان کی شریعتوں کا ناخ ہے۔

تجب ہے کہ آج تک کسی دجال نے دوسرے دجال کا انکار نہیں کیا۔ خود مرزا قادیانی کو دیکھ لو کہ بعض انبیاء کا ذکر تو حقارت سے کرتے ہیں مگر جملہ ۲۰ دجالوں کے کسی دجال کا نام بھولے سے بھی نہ لیں گے۔ کیونکہ پانی مرتا ہے مگر بیسویں صدی کا یہ عجیب خرقِ نیچر ہے کہ ہر دجال دوسرے دجال کا منکر ہے۔ افسوس ہے کہ دجالوں میں نہ تو باہمی اخوات ہے نہ قومی ہمدردی ہے

ایک دوسرے کو کائے کھاتا ہے اور قابو چلے تو ہر ایک اپنے حریف کو کچا ہی سمجھوڑ کر کھا جائے۔ افسوس ہے کہ ان میں نیشنلسٹی اور نیشن نہیں۔ کیا اچھی بات ہو کہ سب تعلق ہو کر دنیا کی چاروں کھونٹ وہالیں اور باہمی سمجھوتا کر لیں۔ کہ ”نصفی و نصف لکم هذا قوم جاہلین“ اور فی الحقیقت باوصف و عموئے تہذیب اور شانگلی کے دنیا حماقت و وحشت کی غلام بنی ہوئی ہے۔ ورنہ ایک ہی زمانہ میں اتنے دجالوں کا خروج غیر ممکن تھا۔ تو تاریخ شاہد ہے کہ ہر زمانہ میں بلا شرکت غیرے ایک ہی دجال پیدا ہوا ہے مگر خود موجودہ دجالوں کے اقوال کے موافق بیسویں صدی میں پانچ دجال آکودے ہیں اور جب کہ یہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو دجال بتا رہے ہیں۔ تو دنیا کو ان کی ترویج کی کیا ضرورت رہی۔ یہ بلائیں اس وقت دفع ہوں کہ سب کے سب آپ ہی اپنی آتش رشک و حسد میں جل کر نئی النار ہو جائیں اور ”اذا تعارضوا متساقطا“ کا جلوہ نظر آئے ورنہ وہ دن قریب ہے کہ آپس کی پھوٹ اور فسادخوں سے ان کا عنصر پھوٹ لٹکے گا اور پھر تمام چیلے چا پڑس پکڑ کر پھوٹ پھوٹ روئیں گے۔

ہم کو مہذب یورپین گورنمنٹوں پر رہ کر غصہ آتا ہے کہ ان کے عہد میں دجالی حشرات الارض کی طرح خروج کر رہے ہیں۔ گویا دجالوں کی نانی یورپ میں گورنمنٹوں کی عطا کی ہوئی آزادی ہے۔ اسی علامہ فہامہ نے دجال پیدا کئے ہیں اور ابھی تو تاننا لگا ہے۔ دیکھتے جائیے یہ حاملہ کتنے دجال بنتی ہے۔

برٹش گورنمنٹ سوڈانی مہدی اور سومالی ملا کا سر کپلنے کو تھی کیونکہ وہ بظاہر صرف مصری گورنمنٹ کا رقیب تھا۔ اگرچہ فیل روڈنیل کے روٹ میں اپنا بھی حصہ تھا مگر کیا وجہ ہے کہ وہ دوسرے مسیحوں کا سر نہیں کپلتی۔ مسٹر کٹ تو اپنے ہی بدن کا خون ہے۔ علی ہذا ڈاکٹر ڈوئی فرانسیسی گورنمنٹ کی دیک کا باورچی ہے۔ پس کھڑی ہر طرح بیاروں ہی کے کلیجے میں ہے۔ کیونکہ ان دونوں نے کوئی پولیٹیکل ایجنجمنٹ قائم نہیں کیا۔ علی ہذا ڈاکٹر ڈوئی مرزا بھی یہی لکھتا ہے کہ میرا مشن صرف مذہبی ہے۔ اور میں مذہب اسلام کی اشاعت کرتا ہوں۔ لیکن یہ ایک کھلا کید ہے۔ کیا دین عیسوی کی اشاعت کے لئے پادری اور دین اسلام کی اشاعت کے لئے علماء اسلام کچھ کم نہیں۔ موجودہ آزاد زمانے میں مذہبی اشاعت کا کوئی مزاج نہیں۔ پھر مسیح یا دجال بنے اور گرم بازاری اور جھگڑے کی منادی کرنے اور اپنی طاقت کو فوق طاقت بشری بتانے کے یہی معنی ہیں کہ کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور۔

یوں کھو خدا نے مجھے کو ناخن نہیں دیئے ورنہ مذہبی ایجنجمنٹ اور پولیٹیکل ایجنجمنٹ

دونوں ایک تھے اور ایک دوسرے کو فیلائنگ پہنچانے کا اچھا خاصہ پمپ تھا۔ مذہبی جماعتیں بالآخر پولیٹیکل جماعت ہو گئے ہیں گزشتہ دہائیوں نے اپنے کو اول اول مذہبی لیڈر اور مذہبی رفارمر قرار دیا مگر دیکھ لو انجام کیا ہوا۔ ادھر ہر چوٹی کے پر لگے ادھر معدوم ہوئی۔ ہاں غلط اللہ کی جانی اور خونریزی کے بعد۔

ہم گورنمنٹ کو ہوشیار کرتے ہیں کہ مذہبی رفارم کے مدعی (مسح اور مہدی اور نبی) بالکل منافق ہیں۔ ان کی کارروائیاں ان کی نیت کا آئینہ ہیں۔ مذہبی ہادی اور پیشوا جنہیں میں کوئی خرابی نہیں نہ شک کا کوئی موقع ہے تمام علماء تمام مشائخ، تمام اسقف تمام فیسس مذہبی پیشوا ہیں۔ ہاں مہدی یا مسیح بنا ہر طرح خوفناک ہے کیا وجہ ہے کہ اسلام کے کسی عالم یا شیخ سے کوئی تعرض نہیں کرتا۔ حالانکہ بعض مشائخ اور علماء کے پیرو اور معتقد اس وقت لاکھوں موجود ہیں۔ مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی مرحوم ہندوستان کے دس لاکھ اہلحدیث کے شیخ الکل تھے۔ مرزا کو تو اتنے معتقدین خواب میں بھی تاقیامت نظر نہ آئیں گے۔ اور اس وقت میاں صاحب کے جانشین بڑے بڑے علماء موجود ہیں اور سب اپنے شیخ کی طرح سنت و توحید کی اشاعت میں سرگرم ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ ان پر نہ گورنمنٹ کو شک گزرتا ہے نہ پبلک کو۔

علی ہذا کچھ کم آٹھ کروڑ مسلمان اپنے مشائخ اور صوفیاء کو ماننے ہیں اور ان کے تابع ہیں۔ اگر چنانچہ اس سلسلہ خاندان جدا جدا ہے مگر سب کے سب عقائد کے اعتبار سے متفق ہیں اور جملہ مشائخ کو ماننے ہیں لیکن آج تک نبوت و مسیحیت و امام الزمان ہونے کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا کہ میں بھی حق پر ہوں۔ مہی پر ایمان لاؤ ورنہ دنیا میں واجب القتل اور عقیقے میں دوزخ کی چشماں بنو گے۔

اب ۲۴ کروڑ ہنود کو دیکھئے یہ بھی اپنے مہاتما کرو اور مہنوں اور سناہیوں اور مندروں کے پر دہتوں اور پوجاریوں اور تیاک اور تپشیا کرنے والوں کو ماننے ہیں مگر ان کے کسی گھاسیں اور گردنے یہ نہیں کہا کہ میں کل جگ اوتار ہوں۔ میری ہی مورتی کی پوجا کرو اور سب مورتیوں کو مندروں سے نکال کر گنگا جمن میں ڈبو دو۔

لاکھوں دیانتداری آریا ہنود سے مختلف ہیں مگر یہ وہ بھی نہیں کہتے کہ سرستی دیانتداری کلجک اوتار ہیں اور ان میں ان نیچرل صفات تھیں جیسے مرزا قادیانی میں قادیان میں بیٹھے بیٹھے۔ آسانی باپ سے لے پالک نے ہالک ہٹ کر کے مخالفوں کے لئے طاعون کو بلوایا اور اس نے سب کا صفایا کرنا شروع کر دیا۔ اور مرزا قادیانی صرف ہلاکت کی پیشینگوئیاں کرنے میں عالم

الغیب ہیں اور ان کی بددعا تو ایسی تیز بہدف ہے جیسے جاپانی اوکو کی توپوں کے گولے روسیوں کے ہتھیاروں پر۔ اور جنرل ہنگ ہسٹنڈ کے بم کے گولے تبت کے لاماؤں کے کلچوں پر۔

گورنمنٹ کی یہ پالیسی کہ وہ مذہبی امور میں مداخلت نہیں کرتی بہت بر جتہ ہے لیکن مذہب کہاں ہے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں اسلامی نبی ہوں۔ لیکن وہ درحقیقت اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ پس گورنمنٹ کو علماء اسلام کے فتوؤں پر جو مرزا قادیانی کے حق میں ہیں نظر کرنا اور دعوے نبوت سے اس کو روکنا چاہئے کیونکہ اس قسم کے دعوے ہمیشہ معضرت ثابت ہوئے ہیں اور کامل یقین ہے کہ گورنمنٹ کی ایک ہلکی سی ڈانٹ میں نبوت و مسیحیت کٹی ہوئی گڈی بن جائے گی۔

۳ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں یا آریا؟

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ لکھی تو اکثر حصے آریوں کے جواب اور رد میں تھی۔ سرمہ چشم آریا لکھا تو اسی گروہ کے جواب میں تھا تصدیق لکھوائی تو اسی فرقہ کے رد میں۔ نور الدین لکھا گیا تو اسی مذہب کے جواب میں نیوگ ناول بنا تو اسی گروہ کے شرمندہ کرنے اور ان کی حیا سوز مسئلہ نیوگ کے نتائج قبیحہ دکھانے کو تیسیم دعوۃ وغیرہ کئی کتابیں لکھیں۔

مرزانے اپنے لاہوری لیکچر میں کہتے کہتے بے ساختہ کسی جذبہ میں کہہ مارا کہ خدا چونکہ قدیم سے خالق ہے اس لئے ہم ماننے اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے۔ لیکن اپنے مخصوص کے اعتبار سے قدیم نہیں۔ (لیکچر لاہور ص ۳۹، خزائن ج ۲۰ ص ۱۸۳)

مطلب مرزا قادیانی کا یہ ہے کہ موجودہ دنیا کو قدیم نہیں لیکن اس سے پہلی دنیا اور اس سے پہلی دنیا، علیٰ ہذا القیاس دنیا کا سلسلہ قدیم ہے جب سے خدا ہے تب سے مخلوق ہے یا یوں کہئے کہ خدا کی قدامت اور دنیا کی نوع کی قدامت برابر چلی آئی ہے۔

اب اسی مسئلہ کی بابت سوامی دیانند بانی آریا سماج کی کتابھی سنئے جیسے دن کے پہلے رات اور رات کے پہلے دن اور نینروں کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن برابر چلا آتا ہے۔ اسی طرح پیدائش کے بعد فنا اور فنا کے بعد پیدائش کا دور چلا آتا ہے۔ اس کا شروع یا انتہا نہیں۔ البتہ جیسے دن اور رات کا آغاز اور اختتام دیکھنے میں آتا ہے۔ اسی طرح پیدائش اور فنا کا آغاز اور اختتام ہے۔ (ستیا رتھ ص ۳۹۵)

ناظرین! ان دونوں عبارتوں کو ملا کر پڑھیں۔ لفظ تو بے شک مختلف ہوں گے مگر مضمون بالکل ایک ہے۔ بعد غور کرنے کے ہمارے مضمون کی تصدیق کا ایک کارڈ ہم کو لکھیں کہ ہم نے کوئی

غلطی کی ہے یا مرزا قادیانی خود ہی دل سے آریوں کی حمایت میں ہیں۔ آریا اس موقع پر مرزا قادیانی کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھیں تو بجا ہے۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

آریا اور مرزائیوں کے اس وحدت الوجود پر تو ہم ان کو مبارک باد دیتے ہیں لیکن مسئلہ کی غلطی اظہار کرنے کو مختصراً اتنا کہتے ہیں کہ نیوگ کی سچائی کے بعد بھی ایک مسئلہ ہے جو آریا سماج کو اہل علم کے ماننے کے لائق نہیں رہنے دیتا۔ ایک مرزا قادیانی نہیں میسوں مرزا بھی مل کر اس مسئلہ میں حامی اور مددگار بن جائیں جو کچھ امداد کریں گے۔ اس سے زیادہ نہ ہوگی۔

سگ چو تر شد پلید تر باشد

سنئے کچھ شک نہیں کہ دنیا اجسام کا نام ہے۔ (مادہ اگر آریوں کے خیال میں کوئی شے ہے تو اس کا نام دنیا نہیں وہ ایک مفرد حالت میں ہے) اور اجسام کتنے ہی ہوں۔ مگر سب مرکب ہیں اور مرکب کوئی بھی ہو حادث ہے کیونکہ اس کی ترکیب ہی بتلا رہی ہے کہ میرے اجزاء ایک وقت میں از ہم جدا تھے۔ نتیجہ صاف ہے کہ کوئی جسم قدیم نہیں کوئی دنیا قدیم نہیں۔ دنیا کا سلسلہ قدیم نہیں۔ علاوہ اس کے جب دنیا کا ہر فرد حادث ہے تو مرزا قادیانی کی یا آریا سماج کی کوئی منطقی دلیل ہے کہ اس کے نوع کو قدیم کہا جائے کیا کسی نوع کا وجود خارجی بغیر کسی فرد کے ہو سکتا ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ سلسلہ کے تمام افراد تو حادث ہوں مگر سلسلہ اس کا قدیم ہو۔

۴ مرزا ایت کی کشتی تاویلات کے طوفان میں ڈانواں ڈول ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

قرآن مجید آئینہ کی طرح بالکل صاف و شفاف ہے اگر کچھ بھی صحیحہ کی یا اشکال ہوتا تو اس کی ہدایت کا آفتاب مشرق سے لیکر لے کر مغرب تک ہرگز تاباں نہ ہوتا کیونکہ مشکل اور مغلط کلام سے ہدایت تائید کا ہونا غیر ممکن ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے نزدیک قرآن پاک تاویلات کا محتاج ہے۔ یعنی مفصل اور مکمل نہیں اور تاویلات بھی وہ کہ نہ مسئلہ کذاب کو سمجھی نہ اسود غشی کو۔ نہ دجالوں کے کسی گرو گھنٹال اور گنڈا دادا کو۔

آپ مسیح بھی بنے اور نبی بھی اور اہام الزمان بھی۔ لیکن نہ مسیحوں کے لئے نہ یہود کے لئے نہ مسلمانوں کے لئے پھر کس کے لئے۔ چند خود غرض یا بوالہوس نام کے مسلمانوں کے لئے اور جب کہا جاتا ہے کہ مسیحیت کا کوئی کرشمہ اور نبوت کا کوئی مجرہ دکھاؤ تو فرماتے ہیں۔ کہ مجرہ کسی

نبی نے بھی نہیں دکھایا۔ کیونکہ مردوں کا زندہ کرنا نبی کے خلاف ہے۔ اور آسمانی کتابوں میں کہیں بھی معجزات کا ذکر نہیں۔ کیونکہ..... نیچر ٹوٹ نہیں سکتا۔ اور انبیاء کو معجزہ دکھانے کی ضرورت نہیں۔ مگر خود بدولت کو ضرورت ہے۔ آسمانی نشان (معجزہ) ہمیشہ دکھایا جاتا ہے مقدمات میں معجزہ طاعونی اموات میں معجزہ، گلدھے کی لات میں معجزہ۔ الغرض آپ جسم معجزہ ہیں اور دعوے سے کہتے ہیں کہ میں کوئی ساڑھے اڑھائی سو آسمانی نشان دکھا چکا ہوں اگر یہ نیچر کے خلاف ہیں تو جھوٹے کے منہ میں وہ اور اگر نیچر کے موافق ہیں تو کوئی جدت نہیں۔ یعنی معمولی باتیں ہیں۔ پھر آپ پر کوئی کیوں ایمان لائے۔ آخری مداری کے پاس کچھ تو مسالا ہو۔ تاویلیں بھی بے سہی اور قابل معطلہ جب کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ مسیح کا ایک نشان ہے ”وان من اهل الكتاب الایلیق منن به قبل موته الآیہ“ یعنی عیسیٰ مسیح علیہ السلام پر تمام اہل کتاب ان کی وفات یا اپنی وفات سے پہلے ایمان لائیں گے۔ اور یہ ان کا باہمی اختلاف مٹ جائے گا۔ تو آپ اس صاف اور صریح آیت کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یونین باضی کا صیغہ ہے۔

یعنی اہل کتاب عیسیٰ مسیح کے واقعہ صلیب پر ایمان لائے ہیں۔ یہ وہ تاویل ہے جس کو سن کر خود جال کو بھی مارے غیظ و غضب کے بخار چڑھ جائے اور ایک میزان و منیعب پڑھنے والا بچہ بھی لے پالک کے منہ پر چھتر رسید کرنے لگے کہ بڑا عفتش کیا میں میں کرتا ہے؟ پھر مقصود مسیح پر ایمان لانا ہے۔ یا واقعہ صلیب پر۔ دوم..... آیت میں قبل موت مشہور ٹھہرتا ہے کیونکہ ایمان لانے کو موت و حیات سے کیا علاقہ۔ جیسا یوں کا ایمان بے شک صلیب پر ہے۔ مگر یہود کا ایمان صلیب اور کفارہ پر کہاں ہے۔ یہود اچھے کودے ضرور کہ ”انا قتلنا المسیح“ مگر خوشی کی اچھل کود پر ان کا ایمان ایسا ہی ہے جیسا مرزا اور مرزائیوں کا وفات مسیح پر اور اس صورت میں یہودیوں اور مرزائیوں میں کیا فرق رہا؟

انہوں نے بھی مسیح کو مارا۔ انہوں نے بھی، دونوں پہلے برابر ہو گئے۔ خدائے تعالیٰ تو یہود کے دعوے قتل و صلب کی تردید فرمائے کہ ”وما قتلوه وما صلبوه“ اور مرزا اور مرزائی یہود کے ہم زبان ہو کر کہیں کہ ”قتلنا، قتلنا، قتلنا“ یعنی ہم نے مارا! ہم نے! ہم نے! اور حقیقت میں مرزائیوں کی فتح بھی یہودیوں کی فتح سے کم نہیں اور جب خود لے پالک عدالت کو اسپور کی صلیب پر چڑھ کر اور مشہہ ہا مصلوب ہو کر فحش گیا ہے اور اب اپنی موت مرے گا تو عیسیٰ مسیح کے مصلوب اور مشہہ ہا مصلوب ہونے کی پوری تصدیق ہو گئی اور مسیح سے مماثلت نامہ ظہور میں آئی۔ اس سے بڑھ کر فحش اور آسمانی نشان کا اور کیا ظہور ہو گا؟ اور ہم پیشینگوئی کرتے ہیں

کہ مرزائی اخباروں اور رسالوں میں اس فتح کی بڑی دھوم دھام ہوگی اور مرزا قادیانی کی مسیحیت پر یہی دلیل قائم کی جائے گی۔ انشاء اللہ! اور اپیل میں کامیابی ہوگی۔ یعنی جرمانہ معاف ہو گیا پھر تو فتح نکلنے کی مسح سے پوری ممانعت ہوگی۔

کیونکہ مرزائیوں کے نزدیک جرمانہ موت سے کم نہیں۔ یہ سات سو روپیہ جو عدالت کی جہنم میں کفارہ مسح کی طرح جھونکا گیا ہے۔ مستحقوری مجبوروں اور لے پالک کے پوچھے منہ کے زعفرانی اور چند بے دستری حلوؤں میں کام آئے گا۔ ورنہ ضعف اور اختلاج قلب عمر طبعی تک ابھی نہ پہنچے دے گا۔

مرزا قادیانی جو آیت ہالا کی بے معنی تاویل کرتے ہیں تو ان کو یہ روٹا ہے کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام پر تو تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے۔ اور مجھے کوئی عیسائی، کوئی یہودی و مسزئی کو بھی نہیں پوچھتا۔ حلال خوروں تک نے کوڑے کرکٹ کے برابر نہ سمجھا۔ پس قرآن کریم کو لا طائل تاویلات سے مسخ کر کے اپنے حقاء میں سرخرو ہونا اور سواد اللہ فی الدارین کا سرمایہ جمع کرنا چاہتے ہیں۔ اب بجائے آیت قرآنی کے یہ عبارت ان پر صادق آتی ہے "اهل الكناسة ایضاً یؤمن بمنزلة الولد" یعنی حلال خور بھی آسانی باپ کے لے پالک پر ایمان نہ لائے۔ انہوں نے آرزوؤں پر جھاڑ پھرنی اور امیدیں زمیں میں دفن ہو کر گل سڑ کر کھاد ہو گئیں۔ اچھا فی النار والستر۔

۵ دجال کی علامت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنی کتاب (توضیح الہرام کے ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰) میں لکھتے ہیں کہ: "یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ گواہ اس کے لئے نبوت تامہ نہیں تاہم وہ جزوی طور پر ایک نبی ہی ہے۔" حالانکہ حدیث شریف میں اس امر کی نفی ہے کہ امت محمدیہ میں محدث (نبی) پیدا ہوں گے۔ چنانچہ (بخاری ج ۱ ص ۵۱۱) میں ہے "لقد کان فیما کان قبلكم من الامم ناس محدثون من غیر ان یکون انبیاء فان ینکن فی امتی احدًا فانہ عمر" "کڑھ شہادتوں میں چند لوگ محدث ہوئے ہیں جو نبی نہ تھے اگر میری امت میں کوئی ایسا محدث ہو تو وہ عمر ہے۔" دیکھئے حدیث میں بطور شرط بیان کیا گیا ہے۔ یعنی اگر محدث کوئی ہو تو عمر ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ عمر بن الخطابؓ محدث نہیں ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے۔ "لو کان بعدی نبی لکان عمر (ترمذی

ج ۲ ص ۲۰۹) ”یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اس سے بھی صاف ثابت ہوا کہ عمر نبی نہیں ہیں ہاں عمر کی علوشان صاف ظاہر ہے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ عمر تو نہ نبی ہوں نہ محدث اور مرزا قادیانی نبی بھی ہوں محدث بھی۔ پھر یہ دجالی علامت نہیں تو کیا ہے جس کو خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلہم یزعم انه رسول اللہ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۹، مسلم ج ۲ ص ۳۹۷)“ یعنی قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب کہ تمہیں کے قریب دجال مبعوث نہ ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں پھر حدیث شریف میں ”فیما کان قبلکم من الامم“ ہے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ جب ثابت ہوتا کہ ”فیما کان قبلکم منا الانبیاء“ ہوتا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ محدث یا نبی ہونا امتی کی حیثیت اور بساط سے بعید ہے مرزا قادیانی کی ہٹ دھری کے دیکھنے کہ حدیث کے احتمال خالف کو اپنی سپر بناتے ہیں۔

حدیث کا یہی مطلب ہوا نا کہ پہلی امتوں میں خود امت ہی لوگوں میں سے محدث ہوتے تھے مگر میری امت میں نہ ہوں گے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ہوں گے ہاں مرزا قادیانی احداث باب افعال سے محدث ہیں۔ ورنہ ان کی باتیں گوز شتر نہ ہوتیں۔

۶ مرزا ائیت سے تو بہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مجدد کا الہام یقطع الجناح خدا کی عنایت سے ضرور پورا ہوگا اور پورا ہو رہا ہے۔ چنانچہ پیسہ اخبار کا نامہ نگار قلعہ دیدار سنگھ سے لکھتا ہے کہ ہمارا ایک بھائی مسکئی غلام مرتضیٰ ولد میاں فضل احمد صاحب حکیم مرزا قادیانی کے بڑے بچے مرید تھے۔

۱۳ اکتوبر کو انہوں نے مرزا قادیانی کو اس مضمون کا خط لکھا کہ اب مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کے جمیع دعوے جھوٹے ہیں۔ اس لئے میں ان اعتقادات سے تو بہ کرتا ہوں۔ میرا نام فہرست مریداں سے نکال دیں۔

کیا معلوم ہے کہ مرزا قادیانی کی شکست پر کتنے مرزائی مرزا ائیت سے بددل ہو کر از سر نو مسلمان بنے ہیں۔ ناظرین شخصہ و ضمیرہ عمداً کھوج نکال کر ہم کو مطلع کریں۔ بعض مرزائی غالباً ایسے بھی ہیں جو مرزا قادیانی کی کید سے واقف ہو کر دل میں منحرف ہو گئے۔ مگر زبانی اقرار اس لئے نہیں کرتے کہ حماقت ظاہر ہوگی اور لوگ کہیں گے کہ کیا سمجھ کر مصنوعی نبی کے کلمہ گو بنے تھے اور کیا

سمجھ کر اب اس پر لعنت بھیجتے ہو۔ اگر ایسے لوگوں کو خوب یاد رکھنا چاہئے۔ شرع میں کیا شرم بڑے بڑے لوگوں کو مغالطے ہوئے ہیں اور وہ راہ راست سے بہک گئے ہیں۔ مگر بالآخر جاذبہ توفیق الہی سے ہدایت پا گئے ہیں۔ پس ان کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ شیطان کے دام سے نکل گئے۔
”و اما بنعمة ربك فحدث“

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء نومبر کے شمارہ نمبر ۴۲ کے مضامین

.....۱	مرزا اور مرزائیوں کا دجال۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	حجی میں مرزا قادیانی کی اپیل۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	ضعیف حدیثوں سے استدلال۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	الخلافة بالمدينة والملك بالشام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی کا فریب۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مرزا اور مرزائیوں کا دجال

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزائی جماعت ملاً چکڑا لوی کو دجال بتاتی ہے تو ان کی رہنمائی یقیناً مرزا قادیانی نے کی ہے اور مرزا قادیانی پر آسانی ہاپ نے الہام کیا ہے۔ پس وہ دجال کو پہچان گئے ہیں۔ ولسی داولسی سے شناسد۔ لیکن تعجب ہے کہ مرزا اور مرزائی اپنے رقیبوں مسٹر کٹ، ڈاکٹر ڈوٹی، سومالی مہدی کو دجال نہیں بتاتے۔ غالباً ان کو کج اور مہدی مانتے ہیں۔ ان کے عقیدے میں دجال تو متعدد ہونے لگتے۔ نہ اس تعدد کا نچرل طور پر کوئی ثبوت۔ ہاں مہدی اور کج متعدد ہو سکتے ہیں اور متعدد کیا معنی ایک قالب میں جمع ہو سکتے ہیں۔ دیکھ لو مرزا قادیانی مجدد بھی ہیں، محدث بھی ہیں، امام الزمان بھی ہیں، خاتم الخلفاء بھی ہیں، بروزی اور برازی (تاجی نبی) اور رسول بھی ہیں، مامور بھی ہیں، چند بیدستری اور مستغوری بھی ہیں، برٹش عدالت کے مقہور بھی ہیں، آسانی ہاپ کے مظفر اور منصور بھی ہیں، غسل زبور بھی ہیں، (غسل مصفی ایک مرزائی کتاب کا نام ہے) ساٹھے پاٹھے ہو کر ذیابیطس سے سوکھ کر اچھور بھی ہیں۔ آسانی ہاپ نے مرزا قادیانی میں یہ ساری صفیں نچرل

طور پر ٹھوس ہیں اور جس طرح مرزا قادیانی کبھی اپنے مذکورہ بالا رقیبوں کا نام تک نہیں لیتے۔ اسی طرح ان کے رقیب بھی برازی مرزا قادیانی کو کسی کتے کی کھا نہیں سمجھتے۔

ورنہ اگر یہ سب ایک دوسرے کے اترے پترے کھولنے لگے اور ہاہم پترے بازی کرنے لگیں تو رہیں کہاں؟ افسوس ہے کہ مسٹر پکٹ اور ڈاکٹر ڈوئی کی مسیحیت اور ملا سومالی کی مہدویت تو مسلم ہو جائے گی۔ کیونکہ ان تینوں میں کوئی بھی ایک دوسرے کا باہمی منکر نہیں۔ مگر مرزا قادیانی کا باہم اچھوٹ جائے گا۔ کیونکہ وہ ملا چکڑ الوی کو دجال بتاتے ہیں۔ یہ تو دجالی سنت کے بالکل خلاف ہوا۔ کیونکہ کسی مہدی اور مسیح یعنی (دجال) نے آج تک دوسرے مہدی اور مسیح (دجال) کو دجال نہیں کہا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی میں خود دجال بننے اور دوسروں کو دجال بنانے کی بھی قابلیت نہیں ورنہ دجالوں کے راز سر بستہ کی پردہ وری نہ کرتے جو سینہ بسینہ چلا آتا ہے۔

تعب ہے کہ جو شخص بعد ختم نبوت (حسب فحوائے حدیث شریف) نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ دجال نہ ہو اور جس شخص نے لب پر مہر سکوت لگا رکھی ہو وہ دجال بن جائے۔ شاید آسمانی باپ نے بیٹگی الہام کیا ہے کہ ملا چکڑ الوی بھی کسی زمانہ میں نبوت اور تینیت کا دعویٰ کرے گا جو لے پالک کی آسمانی بادشاہی کے لئے معزز ہوگا۔ پس جتنے ہی سے کاٹ دینا چاہئے۔ ورنہ یہ گڈی بھی آسمانی غبار بن جائے گی۔

سچ پوچھو تو مرزا قادیانی بھی ملا چکڑ الوی سے کچھ کم نہیں بلکہ بہت بڑھے چڑھے ہیں۔ چکڑ الوی نے صرف احادیث کا دفتر بھی دریا برد کر دیا ہے۔ مرزا قادیانی کی عیاری دیکھنے کے مطلب کی تو قرآن و حدیث دونوں سے لے لیتے ہیں اور جو حدیث یا آیت مطلب کے خلاف ہوتی ہے یا تو اس سے انکار یا ایسی تاویل کہ دھری جائے نہ اٹھائی جائے اور بسا اوقات قرآن کی آیتوں کو مسخ کر کے اپنے لئے وحی تراشی جاتی ہے۔ ملا چکڑ الوی میں ایسا کمال نہیں۔ زمانہ سازی اور دنیا طلبی کے منافقانہ دالوگھات میں تو مرزا قادیانی بھی لا جواب ہیں۔

ملا چکڑ الوی کا تو جو کچھ عقیدہ ہے۔ اس نے چھاتی ٹھوک کر کھلے بندوں کہہ دیا اور کوئی بات نہیں چھپائی نہ کسی کے برابر بلا کہنے کی مطلق پرواہ کی وقت مسیح میں اس کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ”وما قتلوه وما صلبوه“ یعنی نہ عیسیٰ مسیح کو کسی نے مصلوب کرنے کے لئے صلیب پر چڑھایا نہ قتل کیا۔ یہی عقیدہ اجماع اہل اسلام کا ہے۔ اس کا یہ عقیدہ نہیں کہ عیسیٰ مسیح مصلوب بھی کئے گئے اور قتل بھی۔ مگر سخت جاں تھے۔ اسی لئے سچ لکھے۔ یہود بھی عجیب آلو کے پٹھے تھے کہ ان کو

اپنے ایسے خوفناک دشمن کا قتل کرنا اور پھانسی دینا بھی نہ آیا اور مسیح بھی وہ جو ہر طرح ٹیکس اور بے بس اور تہمتا تھا۔ کوئی مجرم جب ایک دفعہ جیل خانے سے بھاگ نکلتا ہے تو پھر پکڑا جاتا ہے۔ کیا یہودیوں میں یہ استطاعت نہ تھی جو عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو دوبارہ پکڑ کر صلیب پر چڑھاتے۔ یہود تو موجود تھا۔ غالباً اسی عقیدہ کے باعث دجال اور اس کے توابع نے چکڑالوی کو دجال قرار دیا۔

مثلاً چکڑالوی کو دجال بنانے کی وجہ ہم سے سنئے۔ چونکہ مرزا قادیانی مسیح موعود بنے ہیں اور مسیح کے زمانہ میں دجال بھی آئے گا تو مرزا کو لگتے ہاتھ قادیان سے کوئی پچاس کوس کے فاصلے پر دجال مل گیا۔ فی الحقیقت نہایت پرچہ ب پہلو شکار ملا جس کو پکڑ کر اپنی مسیحیت کے ثبوت میں پبلک کے سامنے پیش کر دیا۔ لیکن مرزا قادیانی تو پورے مسیح اس وقت ہوں جب اپنے دجال کو قتل کریں۔ مگر انوس ہے کہ وہ اس میں بھی بیٹھے ہی رہے۔ گھر سے باہر نکل کر ایک چوہیا تک تو مار نہیں سکتے یہ ماریں گے دجال کو۔ مثلاً چکڑالوی صرف حدیث کا منکر ہے۔ مرزا قادیانی حدیث اور قرآن دونوں کا منکر اب بتاؤ دونوں میں بڑا دجال کون ہوا؟

اچھا ہم مرزائیوں کی خاطر تھوڑی دیر کے لئے مانے لیتے ہیں کہ مثلاً چکڑالوی دجال ہی سہی لیکن دو پورپی اور ایک سوما لی دجال کی نسبت کیا کہئے گا؟ مسیح کے زمانہ میں تو ایک دجال اکبر کا آنا لکھا ہے نہ کہ چار کا۔ اب مرزا قادیانی کی مسیحیت کہاں چھتی پھرے گی؟ ہات تیری کی۔ آسمانی باپ کے گنڈوں پر بہت بکر کو دمچا رہا تھا۔ آخر دجالوں کے کھونٹے جا بندھا۔

مرزا قادیانی بار بار کہتے ہیں کہ کوئی نبی دنیا کی زبانوں سے نہیں بچا۔ مخالفوں نے سب پر الزام لگائے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ دنیا نے کسی سچے نبی کو بھی آج تک دجال بنایا۔ جھوٹے نبی ہی دجال بنتے رہے۔ کم و بیش ۲۰ دجال جو آج تک گزرے تو تاریخ شاہد ہے کہ وہ دجال ہی رہے۔ اول اول حتماء کی بدولت خوب زور و شور۔ خوب اکثر فوں رہی۔ مگر بالآخر حرف ظلم کی طرح صفحہ دنیا سے مٹ گئے۔ بتاؤ اس وقت کون سے دجال کی امت موجود ہے۔ پھر مسٹر پکٹ اور ڈاکٹر ڈوئی بھی یہی کہتے ہیں جو مرزا قادیانی کہتے ہیں کیا وجہ ہے کہ نہ مرزا قادیانی ان تینوں کو مانتے ہیں۔ نہ وہ مرزا قادیانی کو۔ جب امت محمدیہ میں مرزا قادیانی جیسے نبی پیدا ہو رہے ہیں اور حسب پیشینگی کوئی مخبر صادق قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا مقولہ ہے تو امت عیسویہ میں کیوں نبی پیدا نہ ہوں؟ اور کیا وجہ ہے کہ مرزا قادیانی دو عیسائی مسخوں پر ایمان نہ لائیں۔ مرزا قادیانی محمدی نبی مسٹر پکٹ اور ڈاکٹر ڈوئی عیسائی نبی۔ ان مردودوں، کذابوں کو ذرا بھی شرم نہیں آتی۔ کہ ایک جانب تو اپنے کو امتی مانتے ہیں اور دوسری جانب نبی۔

یورپ میں ڈاکٹر ڈوئی اور مسٹر پلٹ کا کچھ بھی اثر اور غل غپاڑہ نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ وہاں کے فیلسوف ان کو پاگل سمجھتے ہیں۔ ان کے دعوؤں کی مطلق مخالفت نہیں کرتے۔ مگر مرزا قادیانی کو ہندوستان میں کوئی پاگل نہیں سمجھتا۔ بلکہ علاوہ علماء اور فضلاء اور مشائخ کے جو لوگ کچھ بھی لکھے پڑھے ہیں۔ اور ذرا بھی قوتِ میترہ رکھتے ہیں۔ سب کے سب مرزا قادیانی کو عیارِ مدکارہ، دکاندار، حریص اور طامع یقین کرتے ہیں اور یہی وجہ مخالفت کی ہے۔ اگر مرزا قادیانی بجائے نبی بننے کے پاگل اور دیوانے بن جاتے تو ان کے اچھے ہی دن ہوتے۔ ضعیف الاعتقاد لوگ ان کو غوث اور قطب اور ابدال سمجھنے لگتے۔

دیوانہ باش تاغم تو دیگر ان خورند

لیکن مرزا قادیانی کے چیلے سب پاگلوں سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے قطبوں اور ابدالوں سے بھی کئی پانس بڑھا کر مرزا قادیانی کو مسخ اور نبی بنا دیا اور مرزا قادیانی ان خطابوں پر پھولے نہیں ساتے۔ اور کہتے ہیں

اے باد صبا ایس ہمہ اور دہ تست

مسلمان کیسے ہی ضعیف الاعتقاد یا سادہ لوح ہوں وہ پاگلوں کو مجذوب اور خدا رسیدہ دلی بنا دیتے ہیں۔ مگر ممکن نہیں کہ کسی کو نبی بنا سکیں۔ نبوت کا ذکر جب آئے گا۔ سر جھکائیں گے اور جب یہ سنیس گے کہ بعد ختم نبوت کسی مکار نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو لا حول پڑھیں گے اور لعنت بھیجیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس قرآن مجید اور فرقان حمید موجود ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین کا خطاب دیا گیا ہے۔ آفرین ہے مرزا قادیانی کی قسوت قلبی اور بے حیائی پر کہ قرآن پر بظاہر ایمان رکھتا ہے اور اپنے کو بظاہر مسلمان اور امت محمدیہ میں سے بتاتا ہے اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور آفرین ہے مرزائیوں پر کہ انہوں نے ہاوصف مسلمان ہونے کے ایک بد معاش کتندہ ناتراش کو نبی بنا دیا ہے اور اس پر ایمان لے آئے ہیں۔

ممبر پر چڑھ کر آنحضرت ﷺ کی نعت بیان کرنا بالکل دھوکے کی ٹٹی ہے۔ جس شخص نے کلمۃ اللہ اور روح اللہ سیدنا مسیح علیہ السلام کو برا کہا اس نے تمام انبیاء کو برا کہا اور جو شخص انبیاء کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے۔ شیطان ہے، دجال ہے، اس کے قرب سے بھی پناہ مانگنی چاہئے۔

موجودہ زمانے کے دجال آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ہر دجال دوسرے دجال کو کہہ رہا ہے کہ تو دجال ہے۔ میں نبی ہوں۔ تو تو اور میں میں ہو رہی ہے۔ ان کے نزاع کا آخر حاکمہ کرنے والا کون ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ زمانہ ہے یعنی زمانہ نے جس طرح دوسرے دجالوں کو مٹا دیا

کہ ان کا کوئی نام لیا بھی نہ رہا۔ چند روز میں یہی خیال ان کا بھی ہوگا۔ اس سے بڑھ کر کوئی معیار نہیں۔ بالفضل تو ہر دو جال کے لئے ایک دو جال ہے جس نے منطقی دور و تسلسل کا استحالہ جائز بلکہ واقع کر دکھایا ہے۔ مہدی ایک ہوگا، مسیح ایک ہوگا۔ ہاں دو جال بہت سے ہوں گے۔ ان کا ثبوت مل رہا ہے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں ارے کم بختو! تمہاری قسمت میں کیا دو جال ہی لکھے ہیں؟ مسیح اور مہدی نہیں لکھا؟ ہم کہتے ہیں کہ ہر دو جال یہی کہتے کہتے فی النار ہو گیا ہے جو آپ کہہ رہے ہیں۔ ایمان سے کہو وہ دو جال تھے یا نہیں۔ کہہ دو کہ نبی تھے بس ایسے ہی نبی آپ ہیں۔

چہ دلاور دست دزدے کہ بکف چراغ دارد

مرزا قادیانی تو نبی اور مسیح اور ان کے دوسرے رقیب دو جال۔ دوسرے کا دودھ کھتا اور

مرزا قادیانی کی چھاچھ ٹیٹھی۔ آخر اس کا کوئی ثبوت بھی ہے؟

مخبر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے جس دو جال اکبر کے آنے کی پیشینگوئی کی اس کا وقت ابھی نہیں آیا

نہ ان کے آنے کے آثار ظاہر ہوئے۔ بس سچے نبی کی سچی پیشینگوئی کی یہی شناخت ہے۔

۳ حجی میں مرزا قادیانی کی اپیل

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جناب عالی! میں نے اپنے لاہور والے لیکچر میں کوئی دس لاکھ آدمیوں کے سامنے بیان

کر دیا ہے کہ میں ہندو بھی ہوں، سکھ بھی ہوں، بودھ بھی ہوں، آریا بھی ہوں، لعل بیکوں کا لعل

بھٹکھو بھی ہوں۔ خدا جانے کیا کیا ہوں۔ الغرض جو کچھ ہوں صلح کل کا برزخ ہوں۔ میں نے کرم

الدین کو کسی بدینتی سے کذاب اور لئیم اور صاحب بہتان عظیم نہیں کہا بلکہ کمال شفقت اور دلسوزی

سے کہا ہے اور میرا یہ حق تھا کیونکہ میں آسانی باپ کالے پالک ہوں۔ اس نے مجھے ریوڑ اور گلے کی

چوکسی کے لئے بھیجا ہے۔ اگر کوئی بھیڑ کسی کے کھیت میں گھس کر درختوں پر منہ مارنے لگے تو

گڈڑیے کا فرض ہے کہ اس کو ڈانٹے اور سونٹا رسید کرے۔ لیکن کوئی گھنص یہ نہیں کہہ سکتا کہ گلہ بان

ظالم ہے۔ قصائی ہے بھیڑوں کو بلاوجہ ذبح کر رہا ہے۔ دوم..... کذاب اور لئیم کوئی گالی نہیں۔

کذاب مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی جھوٹوں کا بادشاہ۔ کیا بادشاہ ہونا خواہ کسی قوم کا ہو عیب ہے؟ یہ تو بہت

بڑی مدح ہے۔

خود مسلمانوں کی کتاب حدیث میں ہے کہ بادشاہوں کی اطاعت کرو۔ خواہ وہ کیسا ہی

ہو اور کوئی ہو۔ دنیا میں دو ہی قسم کے لوگ ہیں جھوٹے یا سچے۔ کیا وجہ ہے کہ بچوں کے لئے تو بادشاہ

ہوں اور جھوٹوں کے لئے نہ ہوں۔ خدا تو بچوں کا بھی ہے اور جھوٹوں کا بھی۔ پس ہم کو خدا کی تقلید

کرنا چاہئے ”تخلقوا باخلاق اللہ تعالیٰ حتی الامکان“ اور انصاف تو یہ ہے کہ جموںوں پر جموں بادشاہ حکومت کریں اور پنجوں پر سچے بادشاہ، یہ نہیں کہ دونوں گڈمڈ کر دیئے جائیں۔ پس میں نے کرم الدین کی تعریف کی ہے۔ اسے بادشاہ بنایا ہے۔ نہ کہ توہین۔

سوم..... کذب کے لغوی معنی واجب کرنا اور درنگ کرنا بھی ہیں۔ پس کذاب کے معنی بہت بڑا واجب کرنے والا اور بہت بڑا درنگ کرنے والا ہوئے۔ یعنی کرم الدین لوگوں پر مجھے دجال کہنا واجب کرتا ہے اور میری نبوت اور مسیحیت پر ایمان لانے میں درنگ کرنا اور روڑے اٹکاتا ہے اور یہ واقعی ہے۔ پس اس میں دلآزاری اور توہین کہاں سے آگئی؟ اور توہین بھی ہے تو اپیلانٹ کی نہ کہ رسپانڈنٹ کی۔ پھر جب کذب کے دو معنی ہیں تو شک پیدا ہو گیا کہ مشکل کی مراد کون سے معنی ہیں اور شک ہمیشہ ملزم کے حق میں مفید ہوتا ہے نہ کہ مدعی کے حق میں۔ لہذا جرمانہ واپس ملنا چاہئے۔ عدالت ماتحت بالکل واقف ہی نہیں کہ لغت کسے کہتے ہیں اور اصطلاح کیا چیز ہے اور فقط مشترک المعنی کس جانور کا نام ہے؟

چہارم..... لالہ چندو لعل صاحب کی عدالت لکھ چکی ہے کہ کرم الدین نے بہت سے جھوٹ بولے۔ بس اب اس کے کذاب ہونے میں کیا شک رہا۔ میں نے ہی کیا بھس ملا دیا۔ مسٹر آتمارام کی عدالت ہرگز مجاز نہ تھی کہ لالہ چندو لعل کی عدالت کے عندیہ کو مسترد کر دیتی کیونکہ وہ عدالت اہل نہ تھی۔

پنجم..... نسیم کے لغوی معنی تالائق اور بخیل کے ہیں۔ یہ صفت ہر انسان پر صادق آتی ہے۔ ایک عالم و فاضل بمقابلہ ایک طبیب کے یا شاعر کے تالائق ہے۔ یعنی وہ بیمار کے علاج کرنے اور شعر کہنے کی لیاقت نہیں رکھتا اور ہر شخص بخیل ہے کیونکہ کوئی سائل اگر کسی لکھ پتی سے ایک لاکھ روپیہ جو اس کا کل سرمایہ ہے مانگے تو وہ ہرگز نہ دے گا۔ پس یہ واقعی صفت ہے اس میں کونسا ازالہ حیثیت ہو گیا جبکہ ہر انسان کی یہی حیثیت ہے۔

ششم..... بہتان مشتق ہے بہت باس و بالضم سے جس کے معنی کسی کو اچانک آ لینے اور حیران کرنے اور حیران ہونے کے بھی ہیں۔ اس کو ازالہ حیثیت سے کیا تعلق۔ اول تو شک کا وہی پوا یہاں بھی لگا ہے۔ دوم..... کرم الدین نے مجھے اچانک آ لیا، حیران کیا اور خود بھی حیران ہوا۔ وہ اور میں اور میرے حواری عدالت میں سرگامی اور پاؤں پیچھے بنے۔ ستواتر دو سال پھرے پھر کی بن گئے۔ چوڑی بھول گئے۔ ہوش بگڑ گئے۔ حواس لٹو اور عقل چرٹو ہو گئی۔ الہی پناہ! یہ تو واقعی بات ہے اگر توہین اور دل آزاری ہوئی تو فریقین کی۔ کرم الدین ہی میں کونسا

سرخاب کا پر لگ گیا۔ پس مذکورہ بالا وجوہ پر کامل لحاظ فرما کر مبلغ سات سو روپیہ واپس اور عدالت ماتحت کو ڈانٹ لینی چاہئے کہ آئندہ میرے معاملہ میں ناانصافی نہ کرے۔ کیونکہ ابھی تو پہل ہوئی ہے۔ خدا جانے مجھے عدالت میں کتنی بار آنا پڑے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں کرم الدین میرے جان کے لاگو موجود ہیں۔

۴ ضعیف حدیثوں سے استدلال

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

صحیح احادیث جو مرزا قادیانی کے دعوؤں کے خلاف ہوتی ہے۔ بے تامل مسترد کر دی جاتی ہیں اور ضعیف حدیثیں جو مطلب کی ہوتی ہیں۔ نگار آستیں بتاتی جاتی ہیں۔ مثلاً حدیث ”علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل“ بالکل موضوع ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تو ترجیح و اختیار انبیاء سے ممانعت فرمائی ہے۔ بخاری میں ہے ”لا تخیروا فی انبیاء اللہ“ پھر آپ کیونکر اپنی امت کے علماء کو بنی اسرائیل کے اولوالعزم انبیاء کا ہمسر قرار دیتے۔ کیا معنی کہ جب آپ کے امتی علماء انبیاء بنی اسرائیل کی مانند ہوئے تو آپ کا درجہ تمام انبیاء سے کیسا کچھ بڑھ گیا اور تعلیم قرآنی کے خلاف ہوا کہ ”لا نفرق بین احد من رسلہ“

آپ اپنے مختلف رسالوں میں لکھتے ہیں کہ علماء امت کے بعض افراد کو علی سبیل التفاوت انبیاء بنی اسرائیل سے نسبت ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت بایزید بسطامی عیسوی المشرب تھے۔ انہوں نے یہ معنی اس وقت سمجھے جب ایک چوٹی کو مار کر اس میں پھونک مار دی اور زندہ کر دکھایا۔

کیوں جناب اعیان اموات پر تو خدائے تعالیٰ بھی قادر نہیں اور سنت اللہ کے خلاف ہے۔ عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے بھی کسی کو زندہ نہیں کیا۔ بلکہ قرآن میں زندہ کرنے سے مراد اعیان قلوب یعنی ہدایت ہے اور بایزید بسطامی نے خلاف سنت اللہ موتی کو زندہ کر دیا۔ بایزید بسطامی عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہی سے بڑھ کر نہیں رہے۔ بلکہ خدا سے بھی معاذ اللہ بڑھ گئے جس کا قانون قدرت مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا۔ پھر بایزید بسطامی نے تو صرف نسبت مسیحی کے فیض سے مردے کو زندہ کیا۔ آپ اپنے استدلال میں تو یہ واقعہ پیش کرتے ہیں مگر عیسیٰ مسیح علیہ السلام اور ان کے معجزات کے منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص انبیاء کو نہیں مانتا بلکہ بعض پر شب و شتم کرتا ہے وہ اولیاء کو کیوں ماننے لگا۔ یہ ہذیان اور مانجھ لیا نہیں بلکہ بد نفسی اور شرارت ہے پھر آپ کو صوفیہ کے اقوال سے کیا واسطہ۔ آپ کو تو آسمانی باپ کے الہام سے واسطہ رکھنا چاہئے۔ آپ نبی ہو کر ولی

کیوں بننے ہیں۔ اور اپنے کو بلندی سے خاک مذلت پر کیوں گراتے ہیں۔

۵ الخلافة بالمدينة والملك بالشام (مشکوٰۃ ص ۵۸۳)

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مندرجہ عنوان حدیث بیہقی میں ہے جو تفسیر ہے: "لیست خلفنہم الایہ" کی یعنی خلافت کا مستقر مدینہ ہے اور ملک و سلطنت کا مستقر شام ہے۔ اب مرزا قادیانی جو اپنے کو خلیفہ نہیں بلکہ خاتم الخلفاء قرار دیتے ہیں۔ تو وہ مدنی ہیں یا شامی وہ تو موضع قادیان کے جھوپڑے میں بیٹھے خلافت کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ وہ مدینہ اور شام کی جانب منہ کر کے بھی سوئے اور مشکوٰۃ ص ۴۷۰ میں ہے "عن عبد اللہ بن حوالہ اذا رأیت الخلافة قد نزلت الارض المقدسه فقد دنت الزلازل والبلايل والا مور اعظام" یعنی اے ابن حوالہ جب تو دیکھے گا کہ خلافت بیت المقدس کی زمین پر اتر آئی ہے تو اس کے ساتھ زلزلے اور غم اور امورا عظم وابستہ ہوں گے۔ اس حدیث نے خلافت کا خاتمہ کر دیا یعنی خلافت صرف مدینہ تک محدود ہوگی۔ اس کے بعد مصائب و آفات ہیں۔ اب قادیان میں خلافت کا قائم ہونا زیادہ تر نزول مصائب کا باعث ہو رہا ہے اور جب تک خود بدولت زندہ ہیں اسلام کے لئے مصائب ہی کا سامنا رہے گا۔

۶ مرزا قادیانی کا فریب

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنی پیشینگوئیوں کے غلط اور جھوٹ ہونے پر بڑی بڑی تاویلیوں کے ساتھ اڑ جائیں گے اور حوالہ دیں گے کہ انبیاء کی پیشینگوئیاں بھی تو غلط ہو گئی ہیں۔ لیکن انبیاء کی سچی پیشینگوئیوں کا کبھی ذکر تک نہ کریں گے۔ وجہ یہ ہے کہ سچے بچوں کی باتوں کا ذکر کرتے ہیں اور جھوٹے جھوٹوں کی باتوں کا۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

مگر مذکورہ بالا تاویلیں بھی محض ظاہری ہیں ورنہ آتھم کی نسبت اور آسانی منکوحہ سے عقد ہو جانے کی جو پیشینگوئی تھی۔ اس کو اب تک صحیح قرار دیتے ہیں۔ بھلا اس اندھے پن کا کیا جواب ہے۔ گویا ایک جانب اقرار اور دوسری جانب انکار۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ نبی سچے بھی ہوتے ہیں اور جھوٹے بھی۔ اور میں سچا نبی بھی ہوں اور جھوٹا بھی۔ کوئی پوچھے انبیاء علیہ السلام تو محض صدق سے پہچانے گئے ہیں۔ چودھویں صدی کا نبی اپنی فطرت میں لا جواب ہے کہ کذب

سے بھی پچھانا جاتا ہے۔ پھر خوبی یہ ہے کہ انبیاء کا تو صدق (معجزات وغیرہ) بھی فطرت کے خلاف اور مرزا قادیانی کا کذب بھی داخل فطرت بلکہ عین فطرت۔ "لعنة الله على الكاذبين"

شکر یہ..... مولانا سعد اللہ صاحب نے تحریر فرما کر ہم کو ممنون کیا کہ اگر کسی ماہواری دو ورق والے مرزائی نے تصویر بنا کر اپنا منہ کالا کیا تو شوکت اللہ کی یہ شان نہیں کہ تصویر کا جواب تصویر سے دے شوکت اللہ کی تحریریں کیا کم ہیں کہ لٹھروں کا منہ ہندوستان سے لیکر یورپ تک کالا کر رہی ہیں۔ پس ہم نے اپنا وہ خیال مسترد کر دیا۔ جزاکم اللہ۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ نومبر کے شمارہ نمبر ۴۳ کے مضامین

.....۱	لات کا بھوت بات سے نہیں مانتا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	دو ورق والے کا دجال اور دجالن۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	ہر دجال دوسرے کو دجال بتاتا ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	انبیاء سے ضد اور اولیاء سے ساز۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	تاخلف مناقب مرزائی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ لات کا بھوت بات سے نہیں مانتا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جس طرح بعض دوسرے نوزاد مرزائی پرچے جیسے شہنہ ہند کا دم مقابل بننے ہوئے جنم رسید ہو گئے۔ یہی حال بہت جلد انشاء اللہ دو ورق کا ہونی والا ہے کہ گھسوں اور رگڑوں میں آکر پھٹ پھٹا کر چھٹڑ یا بھر کے حزار پر چڑھ جائے گی۔ بھلا دو ورق وہ بھی ماہوار اور ضمیمہ ششم ہند ہفتہ وار چار بارہ روٹے دار اٹھارہویں بچکانے کی بوچھاڑ ہوئی کہ لعل بیکوں کے لال گرو کو پکڑ سنبھالنا مشکل ہو جائے گا اور چند یا اچھی خاص گلٹ بن جائے گی۔ یہ سمجھ لینا آسان ہے کہ مجدد کو سر بازار ماں بہن کی بخش اور مخالفت دینے سے مرزائی قدر کریں گے۔ راتب جھکائیں گے مگر مال کار سمجھنا مشکل ہے۔ یہ خیالی پلاؤ لو ہے کے چتے ہو جائے گا اور لے پالک کا زعفرانی پلاؤ اور چند بے

دستری مجوئیں چھٹی کے دودھ کے ساتھ راہ اسفل سے نکل پڑیں گی۔ بھلا دودرتی کی بساط اور دستعت ہی کیا ہے چلی ہے ہاتھی سے بیجانہ لینے۔

ناظرین! کو معلوم ہے کہ ہم نے عالمانہ، فاضلانہ، حکیمانہ، مجددانہ اور نیز مذاق کے بحر ایہ میں دجال اور دجالوں کی ہر طرح بدھیا، شہادی ہے۔ ہر رنگ میں استدلال سے کام لیا ہے اور سارے دعوؤں کی جڑ کھود کر پھینک دی ہے۔ غیر ممکن ہے کہ کوئی بات لغویاً حشو یا پر کن قلم سے نکل سکے۔

ہم نے معقول انعامات بھی مشتہر کئے کہ جواب دیں اور انعام لیں۔ مگر کسی کا بوتانہ ہوا اب بعض لنگوٹیاں دھن نہ بھکوں۔ فائز کشوں، لفاقوں کا یہ ارادہ کہ وہ دجال کا کفارہ بن سکیں گے۔ خووشی کے اقدام سے نہیں۔

سن بے ادودرتی والے۔ ہم تو جب جانیں کہ تو شیطان بن کر خرد جال کو مجدد کے میدان مناظرہ میں دو قدم بھی چلا سکے۔ اس کی کمر پہلے ہی لگی ہوئی ہے۔ پشت میں گھاڑ پڑ گئے ہیں۔ دم جھڑ گئی ہے۔ ہم گر گئے ہیں تو کب تک تلخ کرنا سہارا لگا تا سولے پہنکار تا اس کے پیچھے لگے گا۔ تو کچھ ہی جتن کرے مگر کسی طرح خرد جال کی آنکھوں کی پتلی نہ بنے گا۔ بلکہ از ہر سوراخہ مورماندہ ہوگا۔ انشاء اللہ!

ایک خدا نے پھوڑی دوسری مجدد نے۔ اب تو وہ اندھوں کا کانا سردار بھی نہیں رہا بلکہ چوہٹ اور ہٹم ہو کر "کان من الکافرین" بن گیا۔ اندھا بے ایمان آگے آگے ہے اور تمام کور ان مادر زاد بلکہ فطری گونگے اور بہرے پیچھے پیچھے ہیں۔ اندھوں کی محفل گرم ہے اور اندھا ہی انکا سپیکر۔ لیکچرار اور لیڈر ہے کانا دجال اب دجال نہیں رہا بلکہ بروز (آواگون) پا کر سورا داس بن گیا ہے۔ سچ ہے: "من کان فی ہذہ اعمیٰ فہو فی الآخرة اعمیٰ"

سن ادودرتی والے۔ تیرا دجال تو دجال کا پورا انتقال بھی نہیں جو نبوت کیسی خدائی کا دعویٰ کرے گا اور خود خبر صادق ﷺ نے فرما دیا ہے کہ وہ کانا ہوگا۔ حالانکہ خدا کانا نہیں۔ نبوت کا دعویٰ تو دجال کی شان کے خلاف ہے اگر تمہارا پیر مغان خدائی کا دعویٰ کرے تو ہم سمجھیں کہ وہ دجال اکبر ہے۔ افسوس ہے کہ اسے تو دجال بننا بھی نہ آیا۔

خوب یاد رکھو کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہی دجال ہوئے ہیں اور ہوں گے۔ دیکھو دنیا کسے دجال کہہ رہی ہے۔ مگر کون دیکھے اور کون کہے اور کون سے "صم بکم عمیٰ فہم لا یرجعون" تیرا صغیرہ اصرار سے ضرور کبیرہ ہو جائے گا مگر سر دست صغیرہ کی مکافات بھگت، کبیرہ

کی نوبت آئی تو قیامت برپا ہو جائے گی۔

۲ دو درتی والے کا دجال اور دجالن

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

دیکھے جو مجدد کے قلم کے بھالے	دجال کو جان کے پڑے ہیں لالے
گر جائے گا جب مینار ارارا کر کے	تھامیں گے اسے خاک دو درتی والے
جس دن سے مقدمہ کی بازی ہاری	اسفل کی بڑھی ہے پتھر بھی بیماری
کالا ہوا منہ۔ لال گرو کے منہ پر	جھاڑو بھی نہ لال ٹیکوں نے ماری
مرزا کی رگ دپے میں بھری مکاری	طراری و جھلسازی و عیاری
جورو کو لے جو اہرات اور زیور	جیتی ہوئی احمقوں نے بازی ہاری
مرزا ہوا دنیائے دنی کے صدقے	جورو بھی ہوئی اپنے دشمنی کے صدقے
لادا مجھے زیور سے گدھی کے مانند	کیونکہ نہ ہوں میں اپنے نبی کے صدقے
جورو نے کہا لا مجھے سیم وزردے	آمیری صدف کو موتیوں سے بھر دے
جم جم سے فدا ہوں اپنے لے پالک پر	کھا کھا کے ستھور جو ترکا کر دے
چلے پڑے بلا کے ہیں مرزائی	ابلیس سے مند خلافت پائی
سب لوٹتے ہیں گٹھ کے مسلمانوں کو	یہ چور ہیں گٹھ کئے ہیں ان کے بھائی
گھاسکس ہے کہ ٹیٹی کا ہے قورم مسالا	گکڑوں کوں کر رہا ہے مرغی والا
یہ کھول کے سب کے سامنے رکھتا ہے	کس درجہ ہے دیوٹ دو درتی والا
ایک ایک جتن کو رو بہ بازی کہتے	ہر بات کو اس کی جعل سازی کہتے
معمور عنونت سے ہے از سر تاپا	مرزا کو بروزی کہ برازی کہتے
ابھی ہی پڑی مقدمہ کی جو نکل قال	گھا مڑیہ نجوی ہے اتاڑی رمال
مرزا کا سگا بنا دو درتی والا	وہ ہے سگ زردیہ برادر ہے شغال
ہے خوف جہاد سے لعین کو زلزال	یہ شیر بنا مگر ہے روہاہ خصال
پہنچے نہ حمار منزل مقصد پر	لنگرا ہے وزیر اور کانا دجال
لالوں کی نبی ہے زیوروں سے لائن	بالی پتوں سے بن گئی ہے دہن
ہر سال یہ دجال کو پھل دیتی ہے	سو گھڑ ہے کھٹو سے بہت دجالن
گر خامہ فکر کو ذرا چکر دوں	ہر دوں کو زمین میں دُفن کر دے گردوں

انجاز دکھاؤں دشمن عیسیٰ کو	کانا جو ہے دجال اسے اندھا کر دوں
بھوکے مرزائیوں کو سیم و زردوں	خالی جو صدف ہو اس میں گوہر بھر دوں
تپتی نہیں جس آنکھ میں تیری دجال	اس آنکھ میں نیل کی سلائی کر دوں

دوورقی والا کرشمہ تجدید دیکھئے

سن بے ادب، کانے ٹٹو کے بدصوف۔ تو جو منہ پر خالی تو برا چڑھا کر راتب کے لالچ میں دجال کے اصطبل میں کفر کے کھوٹنے جا بندھا ہے تو بچ بتا تو نے کیا ہریالی دیکھی ہے۔ بچہ دانہ بھرے تو برے کی جگہ مرچوں کا تو برا کھنی پر نہ چڑھا تو جی کہنا۔ دولتیاں اور شکین تو کیا پیسے کا فقر اور فاقہ کے دنوں کی سوکھی لید تک پلید کی آنتوں سے نکل پڑے گی۔ خرید تو کہاں نصیب۔ مرزائیوں کے راتب کے لالچ پر بعض دوسری مرزائی بھی بے گھاس دانے تھان پر بندھ کر ٹاپ چکے ہیں۔ مگر ان کو کیا ملا جو تجھے ملے گا۔ کان دبا کر اور دم اٹھا کر سیدھے عدم کو سدھا رہے۔

تجھ سے پیشتر بھی دوورقیوں نکل چکی ہے۔ مگر کسمپرسی کے تند جھوکوں نے ان میں بھداتی ہی ڈالے۔ دوورقیوں خرد دجال کے سینگوں کی طرح غائب ہو گئیں۔ تمام مرزائی سر جوڑ کر مجدد کے برابر ایک فقرہ اور ایک مصرعہ تو موزوں کریں منہ نہ بگڑ جائیں تو سہمی۔ پھوٹی آنکھوں سے رباعیات مجدد کی ذرافصاحت و بلاغت دیکھ مگر مردوں سے تجدید پر ایمان لانے کی امید کہاں یوں کا تا اور لے دوڑی تو تیری خالا ایک جولای بھی کر سکتی ہے۔ تو فصیح و بلیغ بلکہ معجز باعیاں پڑھ چکا اب سطر پر (نہیں مصرعہ پر) انگلی رکھ کر اپنی علامہ قظامہ جو رو کے سامنے ذیل کی نظم پڑھ۔ پھر دیکھہ بیٹا اپنے بھائی جان کی کسی پیٹھ ٹھوکتی ہے۔

کہتے ہیں مرزائی جسے مرزا نطفہ ہے وہ رمالوں کا	بیسواں خیمہ اس نے گاڑا آکر یاں دجالوں کا
فرض جو تھا اسلام میں پردہ اس کو اٹھایا مرتد نے	دارالامان میں بلو تھکتا تاکہ پری تماٹوں کا
بھیک کی بھیک اور مائیوں کا نظارہ ہو حاصل گھر بیٹھے	ساتھ کے ساتھ ستارہ چمکی دیوٹوں دلالوں کا
کوئی تنبوں کوئی تیلن چو میں اگوتھا آ کر	ہو کے نہال کہے بھرا لال ہے مرزا لالوں کا
میرا مرزا میرا عیسیٰ میرا لے پالک جھوٹے	جس نے ایڑن سکو بنا کر چرخہ بنایا مالوں کا
مال و منال سے یاں مطلب ہے مال گڑا ہے حسینوں کا	نالے نال چلیں سب پیچھے تانا تاکا ہے چپٹالوں کا
کھا کے مستقوری مجھیں ہو گئے ساٹھے پاٹھے	پھولنا دیکھے آکر کوئی سوکے چمکے گالوں کا
مگر کا تانا بنا تا یعنی مثیل عیسیٰ بنا	پھر عیسیٰ کو گالی دینا۔ ہے یہ کام رزالوں کا
تم کو بنایا ہے احمدی اس نے ضد ہوئی نام محمد سے	پڑ گیا اے مرزائی تم پر پھندا شرک کے جالوں کا

دیکھے آئے دورتی والا بنتا ہے جو دجال کا سالا بول مجدد کا ہے بالا بند ہے دم جہالوں کا

۳ ہر دجال دوسرے کو دجال بتاتا ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی ہمیشہ دجالوں کے منکر رہے اور یہی کہتے رہے کہ دنیا میں دجال کوئی آیا ہی نہیں نہ آئندہ آئے گا۔ ہاں نبی لاکھوں آچکے ہیں اور قیامت تک کروڑوں آئیں گے۔ مرزا قادیانی کے عقیدے اور زعم کو بعض ناخلف مرزائی جھٹلا رہے ہیں کہ حضرت اقدس تو دجال نہیں بلکہ ان کا فلاں فلاں مخالف دجال ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ چور کی داڑھی میں تنکا۔ بھلا مرزا قادیانی کے مخالفوں میں سے نبوت کا دعویٰ کسی نے کیا ہے پس جو شخص ایسا دعویٰ کرے وہ حدیث شریف کے موافق بے شک دجال ہے کسی مسلمان کو اس سے انکار نہیں۔

مرزا قادیانی کے دجال ہونے کا ثبوت خود ان کے مورثوں (دجالوں) کے خوارق ہیں۔ یعنی وہ بھی یہی کہتے رہے کہ ہم انبیاء ہیں کسی نے بھی نہیں کہا کہ ہم دجال ہیں۔ مرزا قادیانی جواب دیں کہ آپ اپنے دجال نہ ہونے کا کیا ثبوت رکھتے ہیں؟ آسانی باپ ہی کا کوئی وثیقہ پیش کریں۔ لے پالک دجال نہیں۔

ناخلف مرزائیوں پر افسوس ہے کہ اپنے پیر و مرشد کا خلاف کر کے جہنم میں جانا چاہتے ہیں۔ مرزا تو یوں کہے کہ انگریزی ریلیں دجال ہیں اور مرزائی کہیں کہ ہمارا مرشد جھوٹا ہے۔ بلکہ فلاں فلاں شخص دجال ہیں جب گھر ہی میں پھوٹ ہے اور وہ بھی دجال کے معاملے میں تو بروزیت و مسیحیت یا مہدویت کا تصفیہ معلوم جیسا ہم لکھ چکے ہیں۔ اس فیصلہ سے بڑھ کر کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہی دجال ہے۔ اب مرزا اور مرزائی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اس آئینہ میں دیکھیں جو محمدؐ آٹھویں روز ان کو دکھاتا ہے۔ خود معلوم ہو جائے گا کہ دجال کون ہے؟

۴ انبیاء سے ضد اور اولیاء سے ساز

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اولیاء اللہ کی کرامات کا تو اقرار کہ فلاں ولی کی روح فلاں ولی میں حلول اور بروز کر مئی تھی۔ میں اس لئے بروز یعنی تاحی نبی ہوں اور انبیاء کے تمام کمزوات غلط۔ کیونکہ وہ لازماً انجیر کے خلاف ہیں۔ اس صورت میں اولیاء کا مرتبہ انبیاء سے بڑھا ہوا ہے۔ پس میں سب انبیاء پر فوقیت رکھتا ہوں۔ گویا اولیاء اللہ تو خرق انجیر کر سکتے ہیں مگر انبیاء نہیں کر سکتے۔ بھلا قرآن وحدیث

میں بروڑ اور تناخ کہاں لکھا ہے۔ اور اب تو آپ کرشن جی کے اوتار بھی بن گئے ہیں جیسا کہ سیا لکوٹ والے لیکچر میں بیان کیا۔ کوئی پوچھے کہ وہ ولی تھے یا نبی۔ اگر نبی تھے تو کسی نبی نے آج تک دوسرے نبی میں حلول نہیں کیا۔ نہ یہ تو ریت و انجیل سے ثابت ہے نہ قرآن سے۔

اور اگر ولی تھے تو آپ نے اپنی نبوت کو آسمانی باپ کے ایوان سے تحت العرش میں کیوں گرایا۔ یہ شرارت آمیز مالجھو لیا آپ کے دماغ میں کس نے ٹھونسا۔ ہا میں ہمہ نبی ہو یا ولی آپ اپنے مقابلے میں کسی کی کچھ حیثیت نہیں سمجھتے۔ اول اول جب سب پر سب دشمن کہا تو چار طرف سے چند یار پرانے لٹیروں اور کھونٹروں کا مینہ برسسا۔ اب ہوش آیا تو سب کے بروڑی بن گئے۔ مسخ بھی میں، نبی بھی میں، کرشن بھی میں، گردنا تک بھی میں، کبیر پنتھی بھی میں، لعل بیکوں کا لال گرد بھی میں، اور حسین علیہ السلام سے تو آپ بدرجہا افضل ہیں کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کے نواسے اور آپ کسی چینی مغل کے نطفے، اور قوم مغل بہ اعتبار حسب و نسب کے سیدوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ہاتھ تیرے بڑی سادھو بچے کے منہ میں وہ اور پیٹ میں جہنم کے انگارے۔ ہر نبی نے دوسرے نبی کی تصدیق کی ہے مگر مرزا ایسا غضبناک نبی ہے کہ دوسرے نبی کو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ بعض میں علانیہ برائیاں نکالتا ہے اور باقی انبیاء کو اپنے دل میں پیچ سمجھتا ہے۔ وجہ یہ کہ نہ صرف عیسیٰ بلکہ تمام انبیاء مر گئے ان کی کتابیں منسوخ اور مسترد ہو گئیں۔ زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ اب پرانے قانون کی ضرورت نہیں۔ میں زندہ نبی ہوں۔ میرے گھڑے ہوئے وحی اور الہام زندہ ہیں وغیرہ۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ آپ نے جو بروڑیت سادھ کرنی امت پیدا کی ہے تو کیا کوئی وثیقہ لکھ دیا ہے کہ میرے مرنے کے بعد نہ صرف نبوت بلکہ تمام الہامات منسوخ اور کالعدم ہو جائیں گے۔ جو لوگ زندہ پیر کے مجاور بنے بیٹھے ہیں ان کے خوارق سے صاف عیاں ہے کہ بروڑی کے مرنے پر ایک نقارہ خاص منارے پر دھرا جائے گا اور ہر جمعرات کو نبوت بچے کی اور سالانہ عرس بھی دھوم دھام سے ہوا کرے گا۔ حالانکہ دنیا میں کسی نبی کا عرس نہیں ہوتا۔

۵ ناخلف منافق مرزائی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

بعض مرزائی اپنے بھائی مرزائیوں کی جڑ کاٹ رہے ہیں تاکہ ان کی خود غرضی خوب پھلے پھولے۔ ایک بگلا بھگت مرزائی جب دیکھتا ہے کہ قادیان میں دوسرے مرزائی بروڑی کی دکان پر بیٹھے مزے اڑا رہے ہیں تو اس کے منہ میں پانی بھر آتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ میں حضرت اقدس کی منادی کا ڈھول گلے میں ڈال کر، جا بجا پیٹتا پھرتا ہوں اور ساتھ ہی مارے قاقوں

کے اپنا پیٹ پیٹنا اور رقبوں کی جان کو روٹا اور حضرت اقدس کی قدر و اتی اور مرتبہ نخی کا ماتم کرتا ہوں۔ افسوس ہے کہ اس روسیاء بد قسمت کو دین کھو کر بھی دنیا نہ ملی۔ ہمارے خیال میں اگر عیسائی ہو جاتا تو بہت مزے میں رہتا۔ اصطباغ پا کر عیسائیوں کا اولعن بیف اور نان پاؤ اور براڈی تو کبھی کبھی لگ جایا کرتی۔

میں ایسا اور میں ویسا۔ مجھ میں وہ ملکہ اور تاجر اور علوم و فنون میں وہ لیاقت اور مہارت و طاقت ہے کہ قادیان کے مرزائیوں کو پانچ پانچ برس پڑھاؤں۔ علی ہذا یہ مرد و ایڈیٹر الحکم کی اکثر خدمت کرتا ہے کہ اس کی حیثیت اور بساط ہی کیا ہے۔ الحکم میری ایڈیٹری میں نکلے تو دکھا دوں کہ بروزی مضامین ایسے ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ پرانے خیال کا گھماڑ ہے اراد کی دو سطریں بھی صحیح نہیں لکھ سکتا۔ ایڈیٹر الحکم کے قلم کی جولانوں کے کیا کہنے ہیں یہ اس کے سامنے ایسا بطنی السیر ہے جیسے ریلوے ٹرین کے مقابلے میں کھار کا لنگڑا گدھا۔ وہ کہتا ہے کہ فاضل امر وہی دیکھ بھال کر سوچ ساج کر کچھ گھڑ لیتے ہیں مگر طبع اللسان اور فصیح البیان ہونا تو کجا تقریر بھی صاف نہیں۔ جا بجا یوں الجھتے ہیں۔ جیسے کئی ہوئی کسی اتاڑی کی گڈی۔ علی ہذا البدر کا ایڈیٹر بھی واجبی ہی لیاقت رکھتا ہے۔ ہاں حکیم الامت کچھ چیز ہیں۔ مگر تقریر میں وہ بھی گھنٹیوں چلتے ہیں۔

وہ کہتا ہے کہ ایڈیٹر الحکم طامع بہت ہے۔ وق کرتا ہے سال بھر میں دو دو دفعہ خریداروں سے قیمت وصول کرتا ہے۔ الحکم کی اشاعت تو زیادہ ہے مگر کم بتاتا ہے اور یہاں کے احمد یوں نے اسی وجہ سے الحکم کی خریداری بند کر دی اور البدر منگنا شروع کر دیا۔ اس کی قیمت بھی کم یعنی اڑھائی روپے الحکم کا ایڈیٹر تو گھاؤ گھب اور نکلنے لٹخ ہے۔ بے حساب الم ظلم کھاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا۔ ہماری رائے میں تو ایسا بد خواہ اور حاسد ناک کان کاٹ کر مرزائی مشن سے نکال دینے اور گڈھے پر سوار کر کے جلا وطن کر دینے یا پھانسی دینے کے لائق ہے۔ آئندہ اختیار۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۲۴ نومبر کے شمارہ نمبر ۴۴ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی کا نیا سوانح۔	پبلک میگزین!
.....۲	قادیانی سری کرشن سیالکوٹ میں۔	اخبار الحدیث!
.....۳	مرزائیوں کرشن جی مہاراج کو ڈنڈوت کرو۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ مرزا قادیانی کا نیا سوانح

پبلک میگزین!

پبلک میگزین لکھتا ہے لاہور کے لیکچرر میں مرزا غلام احمد قادیانی نے صرف اتنا ظاہر کیا تھا کہ وہ مہاراج رام چندر جی اور سری کرشن چندر جی کو بھی کامل انسان اور نبی مانتے ہیں۔ لیکن گزشتہ ہفتہ میں بمقام سیالکوٹ مرزا صاحب نیا رنگ لائے۔ مسیح موعود عیسائیوں کے لئے اور مہدی آخر الزمان مسلمانوں کے لئے تو آپ بن ہی چکے تھے۔ اب ہندو باقی تھے۔ ان کے لئے کرشن چندر جی بن گئے۔ چنانچہ اپنی نسبت الہام سنایا کہ ”ہے کرشن رو دور گوپال تیری مہا گیتا میں لکھی گئی ہے۔“ (تذکرہ ص ۳۸، طبع سوم) مرزا قادیانی نے خطرہ ظاہر کیا کہ ”جامل مسلمان فی الفور یہ کہیں گے کہ مرزا قادیانی نے کافر کا نام قبول کر کے صریحاً کفر قبول کر لیا۔ لیکن یہ خدا کی طرف سے ہے جس کا اظہار کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا اور سری کرشن چندر درحقیقت کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی یا اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اپنے وقت کا نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ اور میں کرشن سے محبت کرتا ہوں۔ کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں۔“

(لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸)

مرزا قادیانی نے اپنی خیالی شہرت کی ایک اور منزل طے کی لیکن شاید انہیں خیال ہوگا کہ ہندوؤں کے کرشن کا مظہر بن کر انہوں نے کیسی عظیم ذمہ داری سہلی۔ کرشن اور اس کی تعلیم کو قبول کر کے مرزا قادیانی کو تقریباً سارے اسلامی عقائد سے انکار اور بجائے اس کے کہ وہ قرآن کو الہامی مانیں۔ انہیں کرشن کا مظہر ہونے کی غرض سے گیان کا جھنڈا آریاؤں کی قدیمی الہامی کتب ویدوں کی ہدایتوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ مرزا قادیانی کرشن کے مظہر تو بنے لیکن گیتا کی گورہ فلاسفی کی تشریح کرتے ہوئے ضرور چکرانا پڑے گا۔ جب انہیں جتلا یا جائے گا کہ کرشن کی تعلیم کیا ہے تو شاید پشیمان ہونا پڑے اور نئے ہندو مرید موٹنے کی امید میں پرانے مسلمان مرید بھی فرٹ ہوں۔ مرزا قادیانی نے کرشن کا سوانح بھر کر اپنا سارا بھرم کھول دیا۔ اب کسی کو شک نہ کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی دماغی تیغیر سے رنگ برنگی دعوے کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہندو مرزا قادیانی کو کرشن تو کیوں مانیں گے۔ البتہ مرزا کرشن بن کر اپنی مسیحیت اور مہدویت بھی کھو بیٹھیں

کے۔ کرشن ازم کا ایک ہی مسئلہ مرزا قادیانی کو چپ کر دے گا اور مرزا قادیانی کرشن کا مظہر بننے سے کانوں کو ہاتھ لگائیں گے۔ کرشن کرم کاٹڑ کو موش کا سادھن بناتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی عمر شفاعت کا ڈھکوسلا سنا تے گزرمئی۔ کیا مرزا قادیانی اس کو رواج دیں گے اور کیا اعلان کریں گے۔ کہ کرشن کا مظہر ہونے کی حیثیت سے ویدا اور سارے ویدک کے مسائل ان کے مقبولہ ہیں؟ اگر یہ ہوتو ہندوؤں کو اپنے دھرم کی بزرگی اور دھارک اصول کی عظمت اور راستی پر فخر کرنا چاہئے جس نے مرزا قادیانی کو آخری عمر میں اپنی صداقت کا قائل بنا لیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل اسلام مرزا قادیانی کے اس معیار کا کیا نام رکھتے ہیں؟

۲ قادیانی سری کرشن سیالکوٹ میں

اخبار الحدیث!

الحدیث لکھتا ہے ہم قادیانی مسیح تو سننے رہے ہیں۔ مگر قادیانی کرشن جی نہیں سنا۔ یہ وہی حضرت قادیانی مسیح ہیں۔ بقول استاد۔

قیامت کے مقنن ہو غضب کے دلہا تم ہو
خدا جانے پری ہو حور ہو انسان ہو کیا تم ہو

آپ کا نزول اجلال سیالکوٹ میں ۲۷ اکتوبر بوقت ۶ بجے شام کے ہوا۔ چونکہ تشریف آوری کے پہلے چند روز علمائے کرام نے آپ کی تشریف آوری کی خبر عوام کے کانوں تک پہنچادی تھی۔ گرو نواح سیالکوٹ کے علماء اپنا فرض منصبی پورا کرنے کو چند روز پہلے ہی رونق افروز تھے اور خوب زور و شور سے آپ کی آؤ بھگت مناسب الفاظ میں کر رہے تھے اور چشم براہ تھے کہ ناگاہ گاڑی قریب سٹیشن سیالکوٹ پہنچی پھر کیا تھا۔

انگھیاں سر اٹھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

دیکھتے ہی لہنت کا نعرہ بلند ہوا۔ تمام ریلوے سٹیشن اور باہر کا میدان جس میں تقریباً دو اڑھائی ہزار آدمی ہوں گے برتھا۔ جدھر کو حضور کی گاڑی جاتی تھی لہنت کے چیر ز اور نعرے بلند ہوتے تھے۔ خاک اڑائی جاتی تھی۔ خیر بھد شکرانہ آپ فرود گاہ تک تشریف لے گئے۔

اس واقعہ کو مرزا قادیانی کے لیکچر کے سرورق کے صفحہ ۲ پر یوں لکھا گیا ہے کہ ”تقریباً پینتیس چالیس ہزار ہندو مسلمان استقبال کو آئے تھے اور بہت سے لوگوں نے اس خوشی میں روشنی کی تھی۔“ حالانکہ تمام شہر سیالکوٹ کی مردم شماری تقریباً ۴۰ ہزار ہے۔ جن میں ہندو، مسلمان، جوڑے، چمار، زن و مرد، بوڑھے، جوان، بالغ و نابالغ سب شامل ہیں۔

درشنی کا یہ عالم تھا کہ خاک اور دھول کے اڑانے سے ایک اندھیرے کی صورت پیدا ہو رہی تھی۔ کاش اس روز بادل ہی چکا ہوتا تو ہم سمجھتے کہ مرزا قادیانی کی خاطر آسمان پر روشنی ہوئی ہے۔ جیسا کہ خود ان کا خیال ہے۔ چنانچہ ۱۱ مئی ۱۹۰۳ء کے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ آج جو میں بیماری سے اٹھ باہر آیا ہوں اور بادل چمک رہا ہے۔ بارش بھی کسی قدر ہو رہی ہے۔ یہ اسی طریق سے ہے۔ جو بادشاہوں کے آنے پر سڑکوں پر چھڑکاؤ کیا جاتا ہے اور آسج بازی چھوڑی جاتی ہے۔ اسی طرح ہماری (خود بدولت) باہر تشریف آوری کی وجہ سے آسمان پر چھڑکاؤ ہوا ہے۔ اور آتش بازی چمٹی ہے (حاضرین) سبحان اللہ جل جلالہ امام الزمان کی برکت ہے مگر شقی ازلی ایسے صریح معجزات بھی دیکھ کر بد نصیب رہے۔

خیر خدا خدا کر کے حضرت فرود گاہ تک پہنچے اور لیکچر لکھنے میں مشغول ہوئے۔ ۲ نومبر کی تاریخ لیکچر کے لئے تھی کیا تھا وہی معمولی شاعروں کی طرح بطور تعویب چند لفظوں میں اسلام کی تعریف اور آریوں سے دو چار ہو کر اپنی تعریف کہ میں ایسا ایسا ہوں میں یہ ہوں میں وہ ہوں۔ ہاں ایک بات نئی لیکچر میں کہی گئی جو اس سے پہلے نہ سنی گئی تھی۔ جس کا خود حضرت کو بھی اقرار ہے کہ آج سے پہلے میں نے یہ بات ظاہر نہیں کی تھی یعنی آپ نے فرمایا کہ میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے تو میں مسیح موعود ہو کر آیا ہوں مگر ہندوؤں اور آریوں کے لئے خدا نے مجھے کرشن جی بنا کر بھیجا ہے۔

اس دعوے کو سن کر صاحب مجسٹریٹ کمپ سیالکوٹ نے مسلمانوں سے کہا کہ اب تم جاؤ مرزا قادیانی جانیں اور ہندو جانیں مگر مسلمانوں کو اپنے پیدا آئی مسلمانوں کی جدائی کہاں گوارا تھی۔ جس حال میں کہ وہ بابو عبد الغفور آریہ کی جدائی کو ابھی تک نہیں بھولے تھے۔ حالانکہ بابو مذکور ایک کمسن بائیس تیس سالہ عمر کا لڑکا اور مرزا قادیانی ایک معمر تجربہ کار مسن۔ پھر بھلا ایسے گروگ کہن کی جدائی مسلمانوں کو کہاں گوارا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ جہاں تک ہو سکا مرزا قادیانی کا ساتھ دیا۔

رواگی کے وقت بدستور ریلوے سٹیشن تک جیسا استقبال کیا تھا اس سے بڑھ کر استند ہار کیا۔ بلکہ مزید بات یہ ہوئی کہ مسلمانوں نے قادیانی کرشن جی کی مہما میں اپنے اسلامی اخلاق کو بھی بالائے طاق رکھ دیا۔ چلتی گاڑی کے وقت سٹیشن سے ایک طرف پرہانہ کرکھڑے ہو گئے اور مرزا قادیانی کی مستورات کے سامنے جوش جنوں میں نکلے ہو کر ناچتے رہے مگر ان کا بیان ہے کہ اس کی وجہ بھی مرزا قادیانی کی مستورات ہوئی ہیں۔ جنہوں نے ریل گاڑی پر بیٹھ کر اپنی مبارک پاؤں

(جوتی) پرتھوک کر مسلمانوں کو دکھائی۔ پس پھر تو مجنوں نے سمجھا کہ ہم پر کمال عنایت مبذول

۴-

لیکن اسلامی غیرت ہمیں اس کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ گو مستورات مرزائیہ نے چھٹیڑکی ہو۔ تاہم یہ حرکت اسلامی اخلاق سے بہت گرمی ہوئی ہے۔

۳ مرزائیو کرشن جی مہاراج کو ڈنڈوت کرو

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہے آدمی بجائے خود اک محض خیال

ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

سیالکوٹ والے لیکچر نے مرزا قادیانی کی کاپاپلٹ دی۔ نہ اب آسمانی باپ کے لے پالک رہے نہ امام الزمان رہے نہ بروزی ہے۔ اب تو گھڑے گھڑائے اور چھلے چھلائے کرشن جی کی مورتی بن گئے۔ یا یوں کہو کہ آپ کی ذات طلسم سمات میں متضاد کپوڑ مسالاجع ہو گیا ہے۔ مگر اس عجیب مرکب میں ابھی چند اجزاء کی کسر ہے۔ کیا معنی کہ نہ تو آپ ابھی آریا کے دیانند جی مہاراج بنے نہ بودھ کے گوتم شکر اچارج نہ آتش پرستوں کے زرتشت نہ سکھوں کے گرد تاک۔ نہ لعل بیکوں کے لعل گرد۔ مناسب تھا کہ سب سے پہلے اپنا ورثہ سنبھالتے کیونکہ آپ بیکوں کے بیک ہیں اور آپ کے بڑے بھائی امام الدین لعل بیکوں کے سرپرست بن بھی چکے ہیں۔ مگر آپ ایسے ناخلف ہیں کہ ان کی گدی پر اب تک لات مار رہے ہیں۔ تاہم گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ رفتہ رفتہ جب آپ سب کچھ ہو جائیں گے تب لعل گرد بنیں گے۔ کیا معنی کہ فضلہ سب کے بعد ہوتا ہے۔ ابھی دو ایک کج اور باقی ہیں۔ کھلکنا کر قبض کھلے گا تو بالکل صفائی ہو جائے گی سردست تو باؤ گولے اٹھ رہے ہیں۔ ابراہم ہو کر تمام مذاہب کے گرد گھنٹال میں بروڑ کر جائیں گے۔

سری کرشن جی میں اس لئے آپ نے دھارن کیا ہے کہ مرزائیوں کا پردہ اٹھا دینے کا جنرل آرڈر جاری کر چکے ہیں۔ پس آپ گویوں میں کھسما جی بن کر بیٹھیں گے۔ اور ایک ہی وقت میں سب کے پرالبت میں فوراً اپاہت ہوں گے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لے پالک نے جو اس عرصہ میں شرارتیں کیں یعنی نہ صرف آسمانی بھیڑوں کو بلکہ آسمانی برے صلی مسیح کو شب و شام کی ایک ہی لاشی ہانکا تو آسمانی باپ نے زنائے دار چپت رسید کیا کہ مردود بدذات، شریر پاجی، میں نے تو تجھے اس لئے بھیجا تھا کہ چرواہا بن کر بھیڑوں کی چوکسی کرے۔ اس لئے نہ بھیجا تھا کہ بھیڑیا بن کر سب کو پھاڑے۔ بس لے پالک ایک ہی تھپڑ

کھا کر سیدھا ہو گیا اور آئندہ کوکان پکڑے اور کرشن جی کی گویا تادیب تکمیل بن گیا۔

کیوں صاحب جب آپ امام الزمان ہیں تو آریا کیوں برے ہیں اور آپ دیا بند جی کے اوتار کیوں نہیں بنے۔ حالانکہ ان سے آپ کا رشتہ بخوبی ملا ہوا ہے۔ کیا معنی کہ لازاف پنچر کے وہ بھی قائل اور آپ بھی۔ مادے کے قدیم ہونے کے وہ بھی معتقد اور آپ بھی۔ مگر چونکہ وہ نبوت و رسالت کو نہیں مانتے اور دیا بند سستی کو ایک معزز انسان کے درجے سے زیادہ رتبہ نہیں دیتے اور خود بدولت ٹھہرے نبی۔ بس آپ سے ان کا ستارہ نہ ملا۔ اب آپ نے دیکھا ہندوستان میں بت پرست ہنود ۲۲ کروڑ ہیں۔ جن میں آریاؤں کی تعداد لاکھوں سے زیادہ نہیں اور بت پرستوں سے بڑھ کر کوئی قوم احمق اور سادہ لوح نہیں۔ لہذا کیا عجب ہے کہ ہنود آپ کی جانب رجوع لائیں۔ مگر یہ بھی مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کا مضمون ہے۔ وید اور شاستر کے اصول نیوگ وغیرہ کی جو آپ نے مذمت کی ہے تو یہ تمام ہنود پر یکساں ناگوار ہے۔ کیونکہ ہنود خواہ بت پرست ہوں خواہ آریاں وید کو یکساں پوتر (مقدس) مانتے ہیں اور خود سری کرشن بھی مانتے تھے بس ہنود کہہ سکتے تھے کہ یہ کیسا کرشن ہے جو وید کا انکار کر کے گویا آپ اپنی جڑ کاٹتا ہے۔ انجام یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح عیسائیوں نے پتلون سے دھار ماردی اسی طرح ہنود دھوتی سے پھلتی کی تلتلی منہ پر ماردیں گے اور پھر بول بالا تو کیا ہوگا سر نیچا ہو جائے گا۔

پھر ہنود کھیا جی کو انسان نہیں مانتے بلکہ کرشن یعنی خدا مانتے ہیں۔ بس جیسے اہل الرائہ کا عندیہ تھا کہ آپ بہت جلدی خدائی کا دعویٰ کریں گے۔ سیا لکوٹ میں پورا ہو گیا۔

اب وقت آپہنچا ہے کہ بجائے اس کے کہ قادیان میں منارۃ المسیح کھڑا کیا جائے۔ مناسب ہے کہ مندر بنایا جائے جس میں بالفعل کرشن جی کی مورتی رکھی جائے۔ اور جب قادیانی کرشن ارٹھی پر لدے تو اس کی مورتی استھاپن کی جائے۔

اس عیاری اور دنیا طلبی کو دیکھئے کہ دنیا میں جس قدر با عظمت لوگ گزرے ہیں۔ ان سب کا جوہر اور ست آسمانی باپ کے بھگے میں کھنچ کر آپ کے وجود بے بہود میں آ گیا ہے۔ پہلے ایک قوم کے نبی یا اوتار کا دامن پکڑا جب وہاں سے جھٹکا ملا تو دوسرے کا دامن جا پکڑا۔ علی ہذا کسی نے نام کا کتاب تک نہ پالا۔ اور سب طرف سے سگ دنیا پر دوت دوت ہی رہی۔ حضرت بے دل مرحوم نے مند ہیچ ذیل شعر قنایت مجبوری و ہمدردی اور اکھسار کی حالت میں لکھا تھا مگر مرزا قادیانی کی واقعی حالت کے مطابق ہے۔

نہ بد امنی زحیاری سد نہ بدستگاہ دعا رسد

چود سد بہ نسبت ہلر سد کف نست آبلہ دارما

یعنی میرے ہاتھ میں پائے آبلہ دار کی نسبت ہے نہ تو کسی کے دامن تک پہنچتا ہے کیونکہ سب لوگ حیا اور عار کرتے ہیں۔ دامن تک نہیں چھونے دیتے نہ دعا کے لئے اٹھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح آبلہ دار پاؤں ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں پہنچتا۔ یہی حالت میرے ہاتھ کی ہے گویا وہ ہاتھ نہیں رہا بلکہ پائے آبلہ دار بن گیا ہے۔

طرح طرح کے رنگ بدلنے سے اس عیار کے دو مطلوب ہیں۔ ایک تو شہرت۔ دوم..... الو کے پٹھوں کا امتحان کہ پنجرے سے نکلتے ہیں یا نہیں اور حافظ شیراز کا یہ شعر پکڑ کر اور یا بدوح کی ہانک لگا کر پھر ہو جاتے ہیں یا نہیں۔

ما مردان رو بسوئے کعبہ چوں آرم چوں

رو بسوئے لعبتلن نیر نلر و ہیرما

مگر مرزا قادیانی کا عندیہ پورا ہوتا جاتا ہے اور جتنے روپ اور سواگ بدلے جاتے ہیں۔ تمام چیلے جان اور ایمان سے اس ٹھٹھو کے نظارے کے بڑے بھاری فدائی تماشائی نظر آتے ہیں اور ہر مرید یہ شعر پڑھتا ہے۔

منم تصوب عندروية خدھا

آراء من عكفوا علی النیران

یعنی میرا مشوق ایسا منم ہے کہ جب اس کا بھینکا رخسار دیکھا جاتا ہے تو آتش پرستوں کی عقلیں صواب پر معلوم ہوتی ہیں۔ یعنی ان کا آتش پرست ہو جانا بجا ہے۔ کیونکہ آگ میں اس منم کے رخسارہ کی جھلک ہے۔

ہم کو گیش جی کے روٹ میں حصہ لگانے والوں اور زندہ پیر کے چڑھاوے کا طیہہ چکھنے والوں کا تو خیال نہیں جو دین بدنیافروش ہیں۔ البتہ مولوی نور الدین سے صاحب سے ہمدردی سے جو کسی زمانے میں اچھدیٹ تھے۔ اگر وہ اب بھی بروزی کے ہتھکنڈوں سے عبرت حاصل نہ کریں تو سخت افسوس ہے۔ کیا کائنات قوتِ مینزہ بالکل ہی مسخ ہوگئی۔ کیا قرآن وحدیث کو بالکل ہی جواب دے دیا۔ تھلیدِ فحش تو بددینی تھی۔ مگر ایک رنگ برنگ کے روپ بدلنے والے کی تھلید بلکہ غلامی اور عبدیت عین دین والیمان ہے انا اللہ۔

اب رعی تاویل۔ یہ مذہب والا کر سکتا ہے اور زبردست دلیل پیش کر سکتا ہے۔ وہم

پرست اور بت پرست قومیں بھی فلسفہ رکھتی ہیں مگر واقعیت اور ہی چیز ہے۔

ہائے استدلالیاں چوبیس بود

ہائے چوبیس سخت بے تمکین بود

نہ صرف بروزی صاحب بلکہ یقیناً حکیم صاحب بھی آیت قرآنی سے وہی دلیل پیش کریں گے جو کافر لیس والوں نے اس وقت پیش کی تھی۔ جب سرسید نے مسلمانوں کو اس میں شامل ہونے سے روکا تھا کہ بت پرستوں کا ساتھ نہ دو وہ آیت ”منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص“ ہے۔ یعنی اے محمد ﷺ! ہم نے بعض انبیاء کے قصے تجھ پر بیان کئے ہیں اور بعض کے قصے بیان نہیں کئے۔ اس پر کافر لیس والے کہتے ہیں کہ ہمارے جواد تار رام چندر جی اور کرشن جی گزرے ہیں۔ کیا عجب ہے وہ بھی نبی ہوں۔ ظاہر ہے کہ آیت ہالا میں گزشتہ انبیاء مراد ہیں کیونکہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی اور اگر ختم نہیں ہوئی۔ تو کیا وجہ ہے کہ قرآن کی اس آیت پر تو ایمان اور آیت ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ کا انکار اب رہی ختم نبوت کی لامتنی تاویلیں۔ ہم بارہا ان کی چٹھاڑ کر چکے ہیں۔

۴ ”وان من امة الا خلا فیہا نذیر“

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا اور مرزائی بروزی نبوت کے ثبوت میں مندرجہ عنوان آیت پیش کیا کرتے۔ یعنی کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا (نبی) نہ گزرا ہو۔ اول تو غلڈ کا سینہ ماضی کا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ دنیا میں جس قدر امتیں گزری ہیں۔ ان میں ضرور کوئی نہ کوئی نبی گزرا ہے۔ یہ خلو فیہا نذیر نہیں فرمایا گیا۔ جس کے یہ معنی ہوتے کہ جس قدر امتیں قیامت تک گزریں گی۔ ان میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا ضرور آئے گا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت ختم ہو چکی اور آنحضرت اور نیز امت محمدیہ کے لئے کوئی شرف و امتیاز باقی نہ رہے گا۔ اور دین کی تکمیل پوری ہوگی۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی“ اور ظاہر ہے کہ دوسرا نبی اسی وقت مبعوث ہوتا ہے جب دین میں نقص ہوتا ہے۔

پھر امت سے مراد مختلف امتیں ہیں۔ اگر مرزا قادیانی کا مطلب مان لیا جائے تو ہر امت کے لئے ایک نبی مبعوث ہونا چاہئے۔ موجودہ زمانہ میں بتائیے کہ نصاریٰ کا نبی کون ہے۔ یہود کا کون ہے۔ ہنود کا کون ہے۔ علیٰ ہذا سینکڑوں امتیں اور مذاہب ہیں سب کے لئے مرزا قادیانی کو اپنی طرح ایک ایک نبی تراشا پڑے گا۔ پھر خوبی یہ ہے کہ مرزا قادیانی تمام مسلمانوں کو

بلکہ اپنے کو امت محمدیہ میں سے بتاتے ہیں تو بتاؤ جداگانہ امت کہاں ہوئی۔ جس کے لئے نبی کی ضرورت ہوتی۔

خود غلط، اٹلا غلط، انشاء غلط

ہاں یہ صحیح ہے کہ اس وقت بعض امتوں میں نئے نبی اور عیسیٰ اور مہدی موجود ہیں۔ مثلاً لندن میں مسٹر پکٹ، فرانس میں ڈاکٹر ڈوئی، سومالی لینڈ میں ملا عبداللہ، مرزا قادیانی ان تینوں کو کیوں نہیں مانتے۔ غالباً آپ کا یہ مطلب ہے کہ صرف امت محمدیہ میں دس بیس برس کے بعد ایک نبی پیدا ہوتا رہے گا۔ نہ کہ کسی دوسری امت میں۔ حالانکہ آیت مذکورہ اس معنی کا انکار کرتی ہے۔ اپنے نبی بننے کو تو یہ آیت پیش کی جاتی ہے۔ مگر دوسرے بزرگوں اور اوتاروں یا مصلحوں کو نہیں مانا جاتا۔ دیا نند سرتی کو کیوں نبی نہیں مانتے۔ ہاں عدالت کے تھپڑ کھا کر اب صرف سری کرشن جی نبی مانے گئے۔ ایک ایک تھپڑ لگتا جائے گا اور لے پالک ہر امت کے انبیاء کو مانتا چلا جائے گا۔ بلکہ ہر امت کے لئے نبی پیدا کرتا چلا جائے گا۔

پھر عیسیٰ مسیح مر گئے۔ تمام انبیاء اور اوتار مر گئے۔ لے پالک کو ان سے کیا سروکار رہا۔ رونا تو یہی ہے کہ لوگ مردہ انبیاء کو زندہ لے پالک کے ہوتے نبی مان رہے ہیں۔ لیکن سری کرشن زندہ نبی ہیں۔ جن کو لے پالک نے مانا ہے اور جن پر اولڈ لاء اور میں اور پھر سیالکوٹ میں ایمان لایا ہے اور چیلوں چاڑوں نے یہ شعر وجد میں آکر غنغنا یا ہے۔

دوش از مسجد سوئے بتخانہ آمد پیرما

چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما

ہم بھی کہتے ہیں جیسے موجودہ زمانے میں لندنی مسیح اور فراتیسی مسیح ہیں۔ ایسے ہی نبی خود بدولت ہیں۔ مگر مزہ تو جب ہے کہ جس طرح آپ نے سری کرشن کی صورتی کو سجدہ کیا۔ اسی طرح لندنی اور پیرس کی گرجا میں جا کر مسٹر پکٹ اور ڈاکٹر ڈوئی کے آگے بھی سرجھکائیں اور گھٹنا ٹیکیں۔ جو آپ کے رقیب عیسیٰ مسیح کے بندے ہیں اور پھر یہ شعر صادق آئے۔

اس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا کیا ذلیل

میں کوچہ رقیب میں بھی سر کے مل گیا

کیوں جناب ہر امت میں ایک نبی گزرا ہے مگر آپ کے عندیہ کے موافق مذہب اسلام میں کوئی نبی نہیں گزرا۔ جیسی تو آپ کے مبعوث ہونے کی ضرورت ہوئی اور اگر واقعی کوئی نبی گزرا ہے تو آپ کی نبوت کی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ مسلمان کوئی نبی امت نہیں ہیں۔ آیت سے تو

یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر امت کے لئے ایک نبی ہے۔ مگر آپ کا دعویٰ یہ بتاتا ہے کہ ہر امت کے لئے بہت سے نبی ہوں گے۔ تمام اولیاء کو آپ انبیاء بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیامت تک انبیاء آتے رہیں گے۔ مگر آپ کی بحث کے موجودہ زمانہ میں آپ کے سوانہ کو کوئی دلی ہے نہ آئندہ کوئی ہو۔ کیونکہ آسمانی باپ نے آپ کو خاتم الخلفاء بنا دیا ہے۔ ناظرین خیال فرمائیں کہ بات بات میں مخالف اور ہردعوے میں تناقض ہے۔

قیامت تک جو انبیاء آپ کے دعوے کے موافق آئیں گے۔ تو آخر ان کی کوئی شناخت بھی ہونی چاہئے۔ اگر یہی شناخت ہے جیسی حضور کی۔ تو سخن فہمی آسمانی ہند معلوم شد۔ اور اگر کوئی شناخت نہیں تو تمام راہب اور تمام قیس اور تمام مہنت اور تمام گرو اور تمام اسلامی مشائخ جن کے لاکھ لاکھ مرید ہیں۔ انبیاء ہیں کیونکہ آپ انبیاء کی کوئی شناخت بتا نہیں سکتے۔ اور جبکہ آیت مندرجہ عنوان پر آپ کا ایمان ہے۔ تو جو انبیاء آپ کے عقیدے کے موافق اس آیت کے مصداق ہیں تو ان پر آپ کا ایمان کیوں نہ ہو۔

پھر جس طرح مرزائی آپ کو نبی مانتے ہیں۔ تمام مذاہب والے اپنے اپنے پیشواؤں کو کیا نبی نہ مانیں۔ پھر آپ پر کوئی کیوں ایمان لائے۔ لیجئے امام الزمانی خرد جال کی سینگ بن گئی اور آپ نے اپنے ساتھ بہت سے نبی پیدا کر لئے۔ مبارک!

پھر آپ کا تذبذب (ڈرانے والا) ہونا تو دنیا ہی تک ہے کہ فلاں مارا جائے گا۔ فلاں دھرا جائے گا۔ اور میں طاموئی نبی ہوں۔ طامون میرا خالو اور ماموں ہے۔ آخرت اور قیامت سے کچھ علاقہ نہیں۔ نہ آپ نے اپنے پیغمبروں میں کبھی بہشت اور دوزخ کا ذکر کیا۔ بہشت آپ پر ایمان لانا اور دوزخ سے آپ کا خوف یا منکر ہونا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نیچر پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور نیچر کی رو سے احواء اموات محال ہے۔ پھر آپ حشر اجسام اور قیامت اور بہشت اور دوزخ کی راگ مالا کیوں چننے لگے؟ آپ کے لئے جو کچھ ہے دنیا ہی میں ہے۔ پس آیت ”وان من امة الا خلا فیہا نذیر“ صرف آپ کے نبی بننے کے لئے ہے۔ نہ کہ اس پر حامل ہونے کے لئے۔ پھر آپ کا یہ انداز اور سبیر کتنا بودا تھا کہ عدالت کی ایک ہی ڈانٹ میں آسمانی باپ کے بٹوں میں جا گھسا۔ یعنی جہاں سے نکلا تھا اللہ اسید عاویں چلا گیا۔ ہاتھ تیرے کذاب کے منہ میں زقوم کی لڈو اور آپ کا کام ہے صرف موت سے ڈرانا ہے اور جو سادہ لوح ڈر پوک (مرزائی) دھولس میں آئے وہ طامون سے مرے اور جو دمکی میں نہ آئے۔ مثلاً آسمانی مککوہ کا شوہر یعنی آپ کا رقیب اور مثلاً آتھم اس کا بال بھی ٹیڑھا نہ ہوا پھر آپ کے نذیر ہونے

نے کیا تیر مارا۔ خوب یاد رکھو دنیوی موت انسان کے حق میں کچھ نہیں بلکہ حقیقی سزا وہ ہے جو بعد موت ملے گی جس سے آپ قائل ہیں۔

تعارف مضامین ضمیر شحہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۲ء یکم دسمبر کے شمارہ نمبر ۲۵ کے مضامین

.....۱	اسلامی نبی ہو کر کرشن جی کی پرستش۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مرزا قادیانی مہلبہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	اچل خارج۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	نبی بننا خالہ جی کا باڑہ نہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی اور عبد اللہ چکڑ الوی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ اسلامی نبی ہو کر کرشن جی کی پرستش

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنے دھوؤں میں خوب خوب رنگ و روپ بدل رہے ہیں۔ اول اول تو آپ اسلامی ولی رہے پھر اسلامی محمد بن گئے۔ پھر مانجھو لیا کافر مایٹر بدھا تو مسیح آج اور ہر روزی نبی بنے۔ پھر امام الزمان ہو گئے۔ مگر چونکہ لفظ زمان میں تمام اقوام و مذاہب داخل ہیں۔ لہذا آپ نے کل مذاہب کے اوتار بننے کا ڈھنگ ڈالا اور باوصف اسلامی نبی ہونے کے کفار کے اوتار بھی بن گئے۔ اور کفر و اسلام کو یوں گڈ بڈ کر دیا۔ تمام انبیاء کا مذہب صرف اسلام ہے اور وہ اس لئے مبعوث ہوئے ہیں کہ دنیا سے بت پرستی اور کفر کو مٹائیں اور توحید کا جھنڈا گاڑیں اور یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک جنوں کو ریزہ ریزہ نہ کیا جائے اور بت پرستوں اور ان کے راہبوں، شامیوں اور آتش پرستوں پر نفرت اور لعنت کا دارالحوار اور جنم نہ کھولا جائے اور ان کے ناپاک افعال و کردار یعنی بت پرستی اور شرک کی برائیوں سے دنیا کو متنبہ نہ کیا جائے۔ اور انبیاء اس لئے مبعوث ہوئے تھے۔

پس انہوں نے اپنا فرض ادا کیا اور بت پرستی اور کفر کی جڑ کھود کر پھینک دی۔ کسی نبی نے یہ کہہ کر میں نبی و امام الزمان ہوں بت پرستوں کے اوتاروں کو نہیں مانا۔ کیونکہ یہ تو عینہ بت

پرستی کا مان لینا تھا۔ وجہ یہ ہے کہ وہ ہمہ تن صدق تھے۔ دنیا پر لات مارتے تھے۔ مدعا یہ ہے ان کی شان کے خلاف تھی۔ مذہب اسلام اور سنت رسول اللہ میں تو نہ صرف بت پرستوں سے بلکہ بدعتوں سے بھی میل جول کی ممانعت ہے۔ لیکن مرزا قادیانی عجیب اسلامی نبی ہیں کہ جب تک مشرکوں اور بت پرستوں کے اوتاروں کو نہ مانیں اور ان کی صورتوں کے سامنے سر نہ جھکائیں اپنا فرض تبلیغ و فرض نبوت ادا نہیں کر سکتے۔ یہ دنیا کے منصب و جاہ کی چوکھٹ پر سجدہ نہیں تو کیا ہے۔ انبیاء کو کفار نے کیسے کیسے لالچ نہیں دیئے کہ سلطنت اور مال و دولت کے تمہیں مالک بنو گے ہم سے بت پرستی نہ چھڑاؤ۔ مگر العظمۃ للہ کہ انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام نے مردار دنیا اور اس کے جاہ و نام کو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا ہو۔

انبیاء نے بے شک انبیاء کی وقعت کی ہے اور ہمارے نبی امی فداہ ابی دواہی نے تو انبیاء کا اعزاز از حد ملحوظ رکھا ہے۔ مگر جس طرح تمام انبیاء نے بت پرستوں کی ملامت کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی لات عزری اور ہبل وغیرہ اصنام عرب اور ان کے راہبوں اور پجاریوں اور عبدة الاصنام کی وہ توین اور بے وقعتی کی ہے کہ ان کی صداؤں سے دنیا گونج رہی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ سری کرشن جی بت پرست تھے اور ان کے اصول وہی ہیں جو بت پرستوں کے ہیں۔ اسلامی اصول سے ان کو کوئی علاقہ نہیں مگر مرزا قادیانی نے جو بت پرستوں کے سردار کو مانا ہے تو محض دنیوی طرح سے۔ انہوں نے اپنی کامیابی کے لئے حتی الوسع ہر طرح پاپڑیلے مگر جب کسی طرح عقدہ کشائی نہ ہوئی تو اب رنگ میں اور بھی بھگ ملائی۔ مسلمان تو ہر طرح بھوکے اور لنگوٹیا ہیں۔ مال و دولت میں ہنود سے ہر طرح گرے ہوئے ان سے خاطر خواہ موہن بھوک کی تمنا فضول۔ پس جو کچھ حق کئے اب ان پر چھٹانا پڑا لہذا کفر کی پناہ میں آنا ضروری تھا۔

دولت بغلط ہنود از سعی ہشیمان شو

کافر نتوا بی شد ناچار مسلمان شو

پھر سری کرشن اور رام چندر جی نے کوئی کتاب میں اپنے کو نبی یا اوتار کہا ہے اور دید میں نبیوں کا آنا کہاں لکھا ہے۔ کیا آریا ہنود نہیں۔ وہ رام چندر جی اور کرشن جی کو کیوں نبی نہیں مانتے۔ صرف آپ پر الہام ہوا ہے کہ ہنود کے تمام رشی اور متی نبی تھے۔ مدعی ست گواہ چست۔

۲ مرزا قادیانی سے مباہلہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی پہلے تو مسیح تھے اب راجہ کرشن جی بھی ہیں۔ معلوم نہیں خلل دماغی کا قہر ما

میٹرکس درجہ پر ہے۔ ہادی انظر میں تو شاید انتہائی درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ آپ اپنی کتاب میں علماء دین اور فقہائے صالحین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آپ لوگ مجھ سے آکر مہبلہ کریں۔ اگر آپ لوگ اپنے دعویٰ میں سچے ہوں گے تو خدا آپ کی مدد کرے گا۔ اور اگر میں سچا ہوں گا تو خدا میری مدد کرے گا۔ وغیرہ۔“

(فصل انجام آتم ص ۵۱۲۴۵، خزائن ج ۱۱ ص ۵۱۲۴۵)

میں مرزا قادیانی کے لاطائل دعویٰ کے مقابلہ کے لئے تیار اور بخوشی مہبلہ کے لئے مستعد ہوں۔ مرزا قادیانی کو واضح ہو کہ میرا نام پہلے محمد شفیع تھا۔ اب محمد شاہ ہے میں اپنے اللہ کی جناب میں سربسجود ہوا کہ اے مالک کون و مکاں! اے قادر دو جہاں! اے میرے پروردگار! اے میرے خدا! جو بات حق ہو مجھ پر عیاں کر دے۔ معبود برحق کی جناب سے جواباً میرے تیرہ دناریک دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ تو مرزا قادیانی سے مہبلہ کو ہمہ تن تیار ہو جا۔ خدا تیری مدد کرے گا۔ یہ مبارک آواز ایسی تھی جس نے مجھے فوراً آمادہ کر دیا۔ کہ میں مرزا قادیانی کو مہبلہ کے لئے اطلاع دوں۔

چنانچہ وہی آواز آج میری قوت بازو بن کر لکھنؤ ہی ہے یہ مہبلہ اس طرح کرنا چاہتا ہوں کہ پانچ من بارود کے ڈھیر پر ایک تخت چوبی اتا بڑا بچھا دیا جائے جس پر میں اور مرزا قادیانی دونوں بخوبی اور بآرام کھڑے ہو سکیں۔ بعدہ باجارت گورنمنٹ بارود میں دیا سلائی دکھلائی جائے۔ اگر میں حق پر ہوں تو خدا میری مدد کرے گا اور میں سوزش نار سے محفوظ رہوں گا اور اگر مرزا قادیانی حق پر ہیں تو خدا ان کی مدد کرے گا۔ میری اس قدر آرزو اور ہے کہ اس خدائی فیصلہ کے جلسہ میں ہر مذہب و ملت والے شریک ہوں اور جس جگہ یہ مہبلہ ہو وہاں کے جناب مجسٹریٹ صاحب بہادر بھی تشریف فرما ہوں۔

امید ہے کہ مرزا قادیانی بعد ملاحظہ مضمون ہذا بقید تاریخ، دن، وقت و مقام سے ناچیز حقیر کو مطلع فرمائیں گے۔ خاکسار بلا کسی حیلہ و حجت کے حاضر ہوگا۔ بالفرض اگر مرزا قادیانی اس میں کوتاہی کریں تو ہر شخص اور ہر مذہب و ملت والے کو لازم ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو ایک اعلیٰ نمبر کا کاذب اور نجومی سمجھ کر اپنے آپ کو دوام تزدیر سے بچائیں۔ سید محمد شاہ اٹاؤ۔

ایڈیٹر..... محمد شاہ صاحب دارٹی ہیں ایک ایک وارٹی لپٹ پڑا تو آسانی باپ بھی سہم کر لوک دم ہو جائے گا اور پھر ننھا منالے پالک لا وارث یتیم مسکین رہ جائے گا۔ وارث علی شاہ صاحب کے مرید کئی لاکھ ہیں۔ ابھی تو تانتا لگنا شروع ہوا ہے۔ جب یہ قادیان پر ٹڈی دل کی

طرح پڑا تو ہانس رہے گا نہ ہانسری۔ مرزائیوں کا ٹھا کر دوارہ، منارہ بھی مہبلہ کی بارود سے بحق سے اڑ جائے گا اور پھر لوق و دوق پھیل میدان ہو کر باپ بیٹے دونوں کا منہ فنی ہو جائے گا جو اس سے پہلے شفق یا حتائی خندق بنا ہوا تھا۔ مگر یہ عجیب بات ہوئی کہ وارث علی شاہ صاحب نے تو بقول مرزائیاں مرزا قادیانی کو عیسیٰ مسیح کے مرتبہ پر پہنچا ہوا بتایا تھا۔ اب ان کے مرید رشید مرزا قادیانی سے مہبلہ کے دودو ہاتھ کرنے کو مستعد ہیں۔ یہ الٹی کوتاہی کیوں بنے گی۔

۳ اپیل خارج

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مجدد السنہ مشرقیہ کی پیشینگوئی آسانی باپ کے بروزی کی پیشینگوئی نہیں کہ اوپر اوپر جائے۔ امرتسر سے بعض پشینہ فردوشان وارد میرٹھ نے بیان کیا کہ مرزا قادیانی کی اپیل دوبارہ معافی جرمانہ جو ججی میں کی گئی تھی خارج ہوگئی۔ قرینہ بتاتا ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوا ہے۔ اور اگر نہیں ہوا تو ہو کر رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ! کیونکہ ہم ہار ہا لکھ چکے ہیں کہ عدالتیں عادی مجرموں کو سزا دینے میں یہ بات ضرور ملحوظ رکھتی ہیں کہ ملک پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ خصوصاً ایسا مجرم جس کے ساتھ خود اس کے قول کے موافق دولاکھ سے اوپر درآمد ہو (جیلوں، چا پڑوں) کا حکمٹ ہو۔

پہلے تو حوا تریہ الہامی پیشینگوئیاں ہوئیں کہ لے پالک اچھوتا بری ہوگا اور جب جرمانہ کار داسر پر دھرا گیا تو یہ الہام ہوا کہ مظلوم ہو جانے کے بعد غلبہ حاصل ہوگا۔ تاکہ حقیقاً قسمے رہیں سے تڑا کرنے بھائیں۔ لیکن اب بھی قوت نکتہ ہا تھی ہے کیونکہ چیف کورٹ جانا ضروری ہے اور جب وہاں سے بھی ہمنون آس در کلسر ری تو معلوم نہیں کیا تاویل کی جائے گی۔ اچھا صاحب یہ بھی کر دیکھو مگر انجام معلوم ہے۔

۴ نئی بیٹنا خالہ جی کا باڑہ نہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

قرآن مجید تیرہ سو برس سے دنیا میں موجود ہے اور نہ صرف دنیا کے ۳۰ کروڑ مسلمانوں میں بلکہ ہر طبقہ و ملت میں پھیلا ہوا ہے۔ اور اکثر خائفین بھی اذروئے انصاف اقرار کرتے ہیں کہ یہ خدائے تعالیٰ کا کلام ہے اور محمد ﷺ پر اترا ہے اور دوسرا شخص اس کا مور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کلام مجید نجا نجا ان معاملات اور واقعات کے موافق نازل ہوتا رہا ہے جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں واقع ہوئے ہیں۔

اب قرآن تو وہی بین رفتی المصاحف ہے اور قیامت تک بین الامم متداول رہے گا

مگر نہ وہ زمانہ ہے نہ وہ واقعات ہیں۔ ہاں مرزا قادیانی کے خوارق سے کچھ بعید نہیں کہ جس طرح آپ بروزی (تاجی) بنے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے زمانے کو بھی موجودہ زمانے کا بروزی مانتے ہوں۔ یعنی وہ زمانہ بھی عود کر کے موجودہ زمانے میں حلول اور بروز کر گیا ہو۔ آپ خرق نیچر کے تو قائل نہیں۔ مگر بروز اور حلول کے قائل ہیں۔ جیسے آریا کہ معجزات کو تو ان نیچرل بتاتے ہیں۔ مگر زندگی میں نہیں بلکہ مرنے کے بعد جب انسان خاک یا راکھ ہو جاتا ہے تو گدھا اور کتا اور سور بن سکتا ہے یہی عقیدہ مرزا قادیانی کا ہے۔ دنیا میں بہت سے جھوٹے نبی اور دجال آئے مگر یہ کسی سے نہ ہو سکا کہ آیات کلام مجید کا نزول اپنے حق میں بتاتا اور دجالوں پر کیا حصر ہے ہر شخص دعویٰ کر سکتا ہے کہ فلاں آیات میرے حق میں ہیں۔ لیکن ایسا شخص پاگل خانے میں بیچھے جانے کا مستحق ہوگا۔

معلوم نہیں آپ اپنے کو محمد ﷺ کا امتی کیوں بتاتے ہیں؟ جب قرآن کی آیتیں آپ پر نازل ہوئی ہیں اور محض خیال میں وہ واقعات اور ان کا وقوع مسترد ہو کر آپ کے زمانہ میں حلول کر آیا ہے تو آپ جداگانہ مستقل نبی آنحضرت ﷺ کے ہمسر اور رقیب ٹھہرے نہ کہ امتی۔ اور واقعی ہے بھی اسی طرح۔ کیونکہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے تو آپ رقیب اور حریف ہیں ہی۔ پھر تمام انبیاء کے کیوں حریف اور رقیب نہ ہوں۔ ہندوستان میں تو زیادہ تر مسلمان اور عیسائی ہی ہیں۔ یہودی وغیرہ دیگر امتیں بہت کم ہیں۔ پس آپ نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رقیب ہیں۔ نہ عزیر علیہ السلام کے۔ اور چونکہ مسلمانوں اور عیسائیوں بلکہ اہل مذاہب سے کئی حصہ زیادہ ہندو ہیں۔

پس اب آپ کرشن جی کے بروزی بن کر ان کی حریف بنے ہیں۔ یعنی جس طرح محمد ﷺ کے بروزی بن کر مذہب اسلام کی جزا کاٹ رہے ہیں۔ اسی طرح اب ہندو مذہب کی جزا کاٹیں گے۔ ابھی تو ہندو کا سر سہلایا ہے۔ پوچا را پچھرا ہے ڈرا دیکھتے جائیے۔ رفتہ رفتہ کیا ہوتا ہے۔ مسیح بننے پر کوئی عیسائی ایمان نہ لایا تو عیسیٰ مسیح کو مغلقات سنائیں۔ اب کرشن بننے پر کوئی ہندو آپ کے سامنے ڈنڈوت نہ کرے گا تو بھی گالیاں کرشن جی کے پرالبت میں لکھی ہیں۔ انشاء اللہ!

ایک کھلی بات ہے کہ جو شخص خود نبی بنا ہے اور اس نے اپنا نیا مذہب تراشا ہے تو وہ دوسرے انبیاء اور اداتاروں کو کیوں مانے گا۔ بلکہ صفحہ ہستی سے سب کا نام تک مٹانا چاہے گا۔ مگر یاد رہے کہ چند روز میں خود بدولت ہی مٹ جائیں گے اور یہ زمانہ سازی اور دنیا طلبی بہت جلد زمین میں دفن کر دے گی۔ کیا وجہ ہے کہ قرآن کی بعض آیتیں آپ پر نازل ہوئیں اور بعض واقعات بھی

عود کر آئے تمام قرآن کیوں نازل نہ ہوا نہ آنحضرت ﷺ کے تمام واقعات لوٹ کر آئے۔ انہی میں جنگ بدر، جنگ حنین، جنگ تبوک، جنگ خندق بھی ہیں اور سب میں خدائے تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فتح دی۔ آپ بروزی محمد بن کر جہاد کے نام سے بھی تھر تھر کانپتے ہیں۔ گھر سے باہر نکل کر چوہیا تک نہیں ماری۔ بلکہ جہاد کو منسوخ کر دیا۔ ہات تیرے جموٹے برازی کے منہ میں دجال کا براز اور پلید کے منہ میں خرد جال کی لید۔ آپ (براہین ص ۵۶۱، خزائن ج ۱ ص ۶۷۰) میں جدا جدا آیتوں ”فہمناھا سلیمان اور فاتخذوا من مقام ابراہیم مصلی“ کو ایک جگہ گڈمڈ کر کے اپنے لئے الہام بتاتے ہیں۔ اور یہ معنی گھڑتے ہیں کہ وہ نشانی سلیمان کو سمجھائی یعنی اس عاجز (مرزا) کو۔

پس تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو یعنی (میرے) پہلی آیت میں اپنے کو سلیمان اور دوسری آیت میں ابراہیم بنایا۔ یعنی خدائے تعالیٰ نے ساری خلقت کو میری اتباع کا حکم دیا۔ یہ منہ اور ہاسی ساگ۔ یہ لے پا لک کے بھاگ اور آسانی ہاپ کا یہ بے وقت کاراگ۔ ہا ایں ہمہ دعویٰ علم و فضل اتنا بھی سلیقہ نہ ہوا کہ اپنا مطلب دوسرے الفاظ میں گھڑ لیتا۔ آیات قرآن مجید ہی کو منسوخ کرنے چلا۔ آخر مردود دجال کیوکر بنتا۔ ابے محمد والہ مشرقیہ کی جانب رجوع کر تا اور اس کی تجدید پر ایمان لانا تو ایسے اچھوتے الہام القاء ہو جاتے کہ آسانی ہاپ کے فرشتوں کو خواب میں بھی نہ سو جیتے۔

جناب باری نے کلام مجید میں ہر نبی کا ذکر صراحتہ کیا ہے نہ کہ اشارۃً اور مجملًا۔ اور خدائے تعالیٰ کو اشارے اور تمبیہ سے کام لینے کی کیا ضرورت ہے۔ کہ نام تو کسی کا اور اس سے مراد ہو کوئی اور کیا الہام اور اجمال اور اشارے اور کنائے اور تمبیہ سے ہدایت تامہ ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہماری طرف رجوع لانا تو قسم سیدھا اور صاف الہام یوں دم کر دیتے۔ ”فعلمنا المرزا العلامات والبرهان۔ فعمرو المنارة فی قادیان من الایمان والایقان والاذعان“ دیکھ تو سہی کیا پھر کتا چوہا تا مسخ الہام ہے۔

برائے نام تو آپ مسخ موعود یا بروزی محمد ہیں مگر درحقیقت سلیمان بھی ہیں ابراہیم بھی ہیں اور اب شب جی کی کرپا سے اس کلجک میں دھارن کر کے سریکیشن بھی رام چندر بھی ہیں۔ چھن بھی ہیں ہنومان بھی ہیں، مطلب یہ کہ دنیا میں جس قدر با عظمت اکابر گزرے ہیں سب آپ ہیں اور نیچر کے بھگے میں سب کا عطر اور ست کھنچ کر تو ند شریف میں وارد ہو گیا ہے۔ ایسا العجب صدر گئی دجال آج تک کوئی نہیں گزرا۔ سب کے کان کاٹ ڈالے۔ لیکن مرزا کیسے ہی جنن کرے ہم

پھر بھی کہیں گے کہ وہ دجال اکبر ہرگز نہیں۔

۵ مرزا قادیانی اور عبداللہ چکڑ الوی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ضمیمہ شحہ ہند مطبوعہ ۱۶ نومبر میں ایک مراسلہ حیرت انگیز نظر سے گزرنا خلاصہ اس کا یہ ہے کہ چکڑ الوی اور قادیانی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ قادیانی ہمہ وجہ مذمت و جرح و قدح کے لائق اور چکڑ الوی چند وجوہ سے مدح و ثناء کے قابل ہے۔ اس لئے کہ چکڑ الوی نے کوئی نیا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ خود قرآن مجید پر چلتا ہے اور لوگوں کو چلانا چاہتا ہے وغیرہ۔

اس کی نسبت افسوس کے ساتھ گزارش ہے کہ اسلام کے سوا جس قدر فرقے دنیا میں موجود ہیں۔ اگر ان میں سے ایک کا دوسرے کے ساتھ موازنہ و مقابلہ کیا جائے تو صاف طور پر معلوم ہوگا کہ ایک فرقہ دوسرے کے مقابلہ میں اچھا ہے۔ لیکن اس اضافی خوبی اور برائے نام عمدگی سے وہ قابل مدح و ثناء اور اسلام کے مثل کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اس زمانہ میں اسلام کے مخالف زیادہ تر دفرقے مشہور ہیں عیسائی و آریہ، جب ان دونوں میں موازنہ کیا جاتا ہے تو آریہ کسی قدر اچھا نظر آتا ہے۔ اس لئے کہ عیسائیہ خدا کے لئے بیٹا تجویز کرتا ہے اور تثلیث کو جزو ایمان قرار دیتا ہے اور کفارہ کا قائل ہے۔ آریہ نہ خدا کے لئے بیٹا قرار دیتے ہیں۔ نہ تثلیث سے واسطہ رکھتے ہیں۔ بلکہ خدا کے واحد ہونیکا اقرار کرتے ہیں۔ لیکن باسنہمہ جس طرح عیسائیہ کافر و مشرک ہیں اسی طرح آریاہ ہیں۔

یہود و نصاریٰ کی نسبت حق تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں فرمایا "لتجدن اشد الناس عداوة للذین آمنوا الیہود والذین اشركو..... الخ" یعنی مسلمانوں کے سخت دشمن یہود اور بت پرست لوگ ہیں اور مسلمانوں سے دوستی کرنے والے نصاریٰ ہیں۔ لیکن ہا ایں ہمہ جس طرح یہود کافر و مشرک ہیں۔ اسی طرح نصاریٰ ہیں۔ "لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثة..... الخ وغیرہا من الآیات"

چکڑ الوی نے بے شک نیا دعویٰ نہیں کیا اور قادیان کی طرح نیاروپ نہیں دکھایا۔ لیکن نیا نہ ہونا اور پرانا ہونا اسی قدر ہے کہ چند سال پیشتر سر سید احمد خان بھی یہی دعویٰ کر چکے ہیں۔ یعنی عمل و اعتقاد کے لئے صرف قرآن کافی ہے۔ احادیث سب کی سب لغو و بے اعتبار ہیں۔ اگر نیا نہ ہونے سے یہی مقصود ہے اور اسی لحاظ سے چکڑ الوی کو قابل مدح و ثناء قرار دیا جاتا ہے تو ایسی فہم و فراست پہ حیف چکڑ الوی نے تو یہاں تک لکھا کہ شب معراج میں آنحضرت ﷺ پر پچاس

نمازیں فرض نہ ہوئی تھیں۔ بلکہ صرف پانچ ہوئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے غلطی سے ان کو پچاس سمجھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے بار بار جناب باری میں تخفیف کا سوال کیا۔ اس غلطی میں حق تعالیٰ کو بھی شامل کیا گیا۔

چکڑالوی نے دعویٰ تو بہت بڑا کیا یعنی تمام مسائل دینیہ قرآن مجید سے ثابت ہو سکتے ہیں حدیث کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن جب ان سے سوالات کئے گئے تو جواب میں حیلہ بہانہ محض ملح سازی۔ نماز کے ارکان و فرائض کے متعلق دریافت کیا گیا کہ قرآن کی کس آیت سے ثابت ہے۔ لیکن جواب میں کوئی آیت پیش نہ کر سکا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے ”وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم“ اور فرمایا ”انا علینا جمعہ وقرآنہ الی قولہ ثم ان علینا بیانہ“ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حدیث قرآن مجید کی شرح و تفسیر ہے چکڑالوی کو اس سے صاف انکار۔

اب وہ قادیانی کے مثل کیونکر نہیں۔ ہاں اس قدر فرق ہو سکتا ہے کہ قادیانی بڑا اور چکڑالوی چھوٹا بھائی ہے لیکن آیہ کریمہ ”ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ“ کے تحت میں دونوں پورے طور پر داخل ہیں۔ اور دونوں میں یہ فرق کرنا کہ قادیانی محضہ اور کنواری مستورات کو عقد میں لانے کے لئے نئے نئے الہامات بناتا ہے اور چکڑالوی کی یہ کیفیت ہے کہ ایک بی بی فوت ہوگئی تو کسی قسم کی ہوس دامن گیر نہیں ہوئی۔ اس کی نسبت گزارش ہے کہ چکڑالوی کی ہوس دامن گیر نہ ہونے کی جدوجہد ہے کہ عصمت بی بی از بے چادری زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ یہ باتیں بہت سے کفار و مشرکین میں بھی پائی جاتی ہیں۔ لیکن صرف یہ وجہ قابل تحسین نہیں ہو سکتی۔ دوم نکاح نہ کرنا آیہ قرآنی ”مثنیٰ وثلاث ورباع“ کا صریح انکار کرنا ہے۔ اب فرمائیے آپ عامل بالقرآن بلکہ قرآنی کیونکر ہوئے۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۸ دسمبر کے شمارہ نمبر ۳۶ کے مضامین

.....۱	قطعہ تاریخ سزایابی مرزا قادیانی۔	مولوی محمد صاحب و بکاوی!
.....۲	مرزا قادیانی کا گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزا قادیانی اپنے محبوب انبیاء کے سر پر تھوپتے ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

.....۴	مرزا صاحب۔	اخبار زمیندار!
.....۵	بروز اور تاریخ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مرزا اور مرزائیوں کو مبارک۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	صورت مثالی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۸	نام میں بھی خط۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ قطعہ تاریخ سزایابی مرزا قادیانی

مولوی محمد صاحب دیکادی!

سزا یاب جب سے ہوا قادیانی
خفا ہو گیا باپ حیف آسانی
رہائی کی تدبیر اپنی نہ جانی
دریغاً پدر نے پر کو پھنسایا
خیال اس کو افسوس یہ بھی نہ آیا
نہ امت پھری اپنے جعلی نبی سے
مگر چونکہ مردود سب بے بھر ہیں
سید رو ہوئے سب سزا مل گئی جب
چھڑانے میں کیس کو ششیں حد سے افزود
بفضل خدا اہل اسلام جیتے

ہوئی محو مروک کی سب لسترانی
گیا بھول بیٹے کی گردن چھڑانی
کہاں گم ہوئی تیری وہ غیب دانی
مگر قدر نا اہل کی کچھ نہ جانی
کہ بیٹے کو ہے ضعف اور ناتوانی
مریدوں نے کچھ بھی نہ کی آنا کانی
تو آئے نظر کیا کتاب آسانی
پھر اس کے چہروں پے لعنت کا پانی
پھرے کو بکو در بدر خاک چھانی
عدو کے مقابلے ہوئی مہربانی

۱۳۲۲ھ

مرزا قادیانی کے مرتد ہونے یعنی کنھیاجی بننے کی تاریخ

از مولانا ابوالمنظور محمد عبدالحق صاحب کوٹلی السرمندی!

سجا سے مرزا کنھیاجی بنا
بنا مکر کی تیلیوں کا قفس
کھلا آخرش شونہ پر اس کا کید
خفا ہو گیا آسانی پدر

نیا تار کڑی نے ہر سوتا
بہت سے پھنسیں تاکہ مچھر گس
جو چوروں کو کرتا ہے زندان میں قید
کیا در سے بیٹے کو اپنے بدر

یہ تاریخ سن لیں خواص و عوام ہوا مسخ اب قادیانی غلام
۱۹۶۱ بکری

۲ مرزا قادیانی کا گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آپ جب ولی بنے تو خیال کیا کہ ولی تو بہت سے گزرے ہیں۔ میں نے ہی کیا کمال
کیا۔ پس ترقی کرنی چاہئے۔ جھٹ سے مثل عیسیٰ بنے مگر اول تو مثل کے لئے مساوات ضروری
نہیں۔ ادنیٰ امور میں بھی مماثلت ممکن ہے۔ دوم..... آپ کے اس خیالی پلاؤ پر عیسائیوں نے
منارے سے بھی کہیں زیادہ لمبے منہ بنائے۔ آپ کا مطلب تو یہ تھا کہ عیسائی میری آؤ بھگت کریں
گے۔ بیف بسکٹ، جینیلا، چاء، قہوہ وغیرہ لیکر دوڑیں گے۔ جیسے عشاء ربانی میں۔ مگر انہوں نے تو
یہود سمجھ کر اٹھا رہا ہوں فل بوٹ کھوپڑی شریف کی چندیا پر دور ہی سے جڑو یا۔ جس کی آواز گونج اٹھی
کہ ٹھائیں۔

جب خردجال کا بس عیسائیوں پر کچھ نہ چلا تو عیسیٰ مسیح علیہ السلام پر کونٹیاں دبا کر اور دم
اٹھا کر دولتوں کا امرا شروع کر دیا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام ایسا تھا اور ویسا تھا۔ تاہم بجائے مثل مسیح
ہونے کے عین میں اور ہو ہو مسیح موعود بن گئے مگر عیسیٰ بن مریم نہیں بلکہ مسیح بن آٹھوا۔ اب یہ
مصیبت آپڑی کہ احادیث میں مہدی علیہ السلام کے ساتھ اصحاب کہف کا آنا مشروط ہے۔ چنانچہ
امام قزطینی نے فرمایا ”وروت فرقة ان النسبی قال لیحجن عیسیٰ بن مریم ومعہ
اصحاب الکھف فانہم لم یحجو بعد نکرہ ابن عینیۃ۔ و مکتوب فی التورۃ
والانجیل..... فعلى هذا هم نیام ولم یموتوا الی یوم القیامۃ قبیل یموتون
قبل الساعۃ (الجامع لاحکام القرآن ج ۱۰ ص ۳۳۷، ۳۳۸)“ اور ایک بڑے گروہ نے
روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم ضرور حج کریں گے اور اصحاب کہف آپ کے
ساتھ ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے اب تک حج نہیں کیا اور ایسا ہی توریت و انجیل میں ہے۔ اس
صورت میں اصحاب کہف ابھی تک سوتے ہیں۔ مرے نہیں اور نہ قیامت تک مریں گے۔ بلکہ
ساتھ سے پہلے فوت ہوں گے۔ ﴿

علی ہذا دار قطنی میں محمد بن علی سے روایت ہے کہ ”ان المہدی یشخر مع عیسیٰ
فی ساعده علی قتل الدجال بباب لد“ ﴿ مہدی بالضرور عیسیٰ کے ساتھ خروج کریں گے
اور دجال کے قتل میں باب لد پر عیسیٰ کی مدد کریں گے۔ ﴿ یہ ایسی مصیبت ہے کہ مرزا اور مرزائیوں

کے سروں سے نکل نہیں سکتی۔ عیسیٰ مسیح کو تو جوں توں کر کے یہودین کر مارا تھا اب غضب یہ ہوا کہ اصحاب کھف بھی زندہ ہیں۔ ایک کو مارا تو چہ اور پیدا ہو گئے۔ سب سے زیادہ غضب الہی یہ ٹوٹ پڑا کہ یہ سب مردود دجال کو قتل کریں گے۔ پس مرزا قادیانی کو اپنی موت نظر آگئی۔ تو جھٹ سے بول اٹھے کہ مہدی بھی میں، یہ نہ کہا کہ دجال بھی میں۔ عیسیٰ مسیح بھی آپ۔ مگر دجال کوئی اور۔ پھر معاملہ معہ جملہ لوازم کہاں پورا ہوا۔ حدیث لامہدی الایسیٰ پر جو نہ صرف مجرد بلکہ موضوع ہے آپ کا ایمان اور صحیح احادیث جو آپ کے مطلب کے خلاف ہیں ان کا بالکل انکار چودھویں صدی میں عیسیٰ بھی آبرائے اور مہدی بھی اور طرفہ یہ کہ ایک ہی برزخ اور شخص میں۔ اور انبیاء بھی قیامت تک لاکھوں اور کروڑوں آئیں گے مگر دجال ایک بھی نہ آئے گا۔

ابھی ابھی ہمارے دیکھتے سوڈان میں کتنے مہدی گزرے کیا دلیل ہے کہ وہ تو جموں تھے اور آپ سچے ہیں۔ آپ میں یہ طرہ لگا ہے کہ آپ مہدی بھی اور عیسیٰ بھی۔ مگر ہم ان دونوں مادوں کا جو عام خاص من وجہ ہیں افریق بھی دکھائے دیتے ہیں۔ سومالی لینڈ میں ملا عبداللہ مہدی ہے مگر مسیح نہیں اور لندن میں مسٹر سٹیکٹ اور پیرس میں ڈاکٹر ڈوئی مسیح ہیں مگر مہدی نہیں۔ فرمائیے الا مہدی الایسیٰ والی حدیث کیونکر صحیح ہوئی۔ پھر عیسیٰ اور مسیح کا ایک وجود میں جمع ہو کر آنا تو آپ قرآن وحدیث سے ثابت کرتے ہیں۔ مگر ان دونوں میں مہاراجہ کرشن جی کا دھارن کرنا کہاں سے ثابت کریں گے۔ کیا وید سے؟ اور ظاہر ہے کہ جب آپ کرشن جی ہیں اور صاحب الہام اور وحی اور صاحب روح القدس مان چکے ہیں تو ویدوں کو کیونکر وحی اور الہام نہ مانیں گے۔ اب آپ کو ثابت کرنا پڑے گا کہ کون سے وید میں کرشن جی کا نامی اور اوتار ہونا اور پھر دوبارہ ایک علیحدہ (مسلمان) کے سر پر میں دھارن کرنا لکھا ہے۔

یہ گدھا ہیں تو ملاحظہ فرمائیے کہ آج تک لفظ موعود کے معنی بھی معلوم نہیں۔ اگر موعود سے وہی مسیح مراد ہے جو پہلے گزر چکا ہے تو یہ آپ کے دعوے کو مضرب ہے کیونکہ وہ تو وقت پا گیا اور اگر کوئی اور مراد ہے جس میں وہ صفات پائی جائیں سو اس کا نام مسیح کیوں ہوا۔ اگر اشتراک الہی ہے تو ہزاروں مسیح اور مہدی دنیا میں موجود ہیں۔ مثلاً محمد مہدی اور محمد مسیح یا ابوالمہدی اور ابوالساح وغیرہ۔ آپ میں سرخاب کی کونسی دم لگ گئی۔

علیٰ ہذا آپ اپنے کو آنحضرت ﷺ کا بروزی بتاتے ہیں اور جہاد سے ڈر کر یہ تاویل چھانٹتے ہیں کہ لفظ محمد جلال اور لفظ احمد میں جمال ہے۔ پس میں احمد ہوں یعنی غلام احمد۔ محمد نہیں ہوں۔ پھر جب ایک صفت سلب ہو گئی تو آپ کبھی بروزی ٹھہرے۔ پھر جلال اور جمال کسی شخص

کے نام سے متعلق ہے یا ذات سے۔ ذات تو مجموعہ صفات و تشخص کا نام ہے اور جب ایک مسلمہ صفت سلب ہوگئی تو ذات من حیث الذات کہاں رہی۔ یہ آپ کے ڈھکوسلے مجددانہ مشرقیہ شوکت اللہ کے حضور ایک منٹ کے لئے بھی نہیں ٹھہر سکتے۔ نہ منجھکے، مطلقان سے زیادہ ان کی وقعت ہو سکتی ہے۔

۳ مرزا قادیانی اپنے عیوب انبیاء کے سر پر تھوپتے ہیں
مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جب پیشینگوئیاں غلط ہو جاتی ہیں تو مرزا قادیانی لاطالک تاویلوں سے پبلک کی آنکھوں میں خاک جھونکنے چاہتے ہیں اور غلط ہو جانے کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ آتھم اور آسمانی منکوحہ والی اور مقدمات میں فتیالی کی جو پیشینگوئی کی۔ ناظرین کے اب تک نصب العین ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی اور مرزائی بھی کہے جاتے ہیں کہ مولوی کرم الدین کو ٹھکست ہوئی ہے اور ہم کو ہر طرح کی فتح ملی ہے۔ اس دروغ گویم بروئے تو کا کیا علاج صحیح ہے۔

بے حیاباش ہرچہ خواہی کن
پھر انکار بھی ہے اور اقرار بھی۔ یعنی پیشینگوئیاں غلط بھی ہیں اور صحیح بھی۔

دروغ گورا حافظہ نیا شد

پھر یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ میری پیشینگوئیاں غلط ہو گئیں تو کیا ہوا انبیاء کی پیشینگوئیاں بھی غلط ہو گئی ہیں۔ خود آنحضرت ﷺ کی فلاں پیشینگوئی اور فلاں خواب یا کشف و مشاہدہ غلط ہو گیا۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ میں ہی جھوٹا نہیں ہوں بلکہ انبیاء بھی معاذ اللہ جھوٹے تھے۔ حالانکہ کسی نبی کی کوئی پیشینگوئی کبھی غلط نہیں ہوئی۔ یہ انبیاء پر سراسر بہتان ہے۔

کسی نبی نے دوسرے نبی پر کذب و افتراء کا عیب نہیں لگایا۔ کیونکہ یہ تو گویا اپنے اوپر عیب لگانا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کو اس کی کیا پروا۔ انبیاء پر تو عیب نہیں لگ سکتا۔ مرزا ہی اپنے کو عیوب کا پتلا بنا رہا ہے اگر انبیاء میں معاذ اللہ کچھ بھی عیب ہوتا تو خدائے تعالیٰ اپنی کتاب پاک میں ان کی نبوت صادقہ اور نوع انسان پر ان کی افضلیت کی ہرگز تصدیق نہ کرتا اور نہ ہم کو یہ تعلیم دیتا کہ ”لا نفرق بین احد من رسلہ“ اگر انبیاء میں کذب کا کچھ بھی شاہد ہوتا تو تمام آسمانی کتابیں جو ان پر نازل ہوئیں اور تمام صحیفے اور تمام وٹھیں اور الہامات غلط اور جھوٹے ہو جاتے اور قیامت نازل ہو جاتی۔ کوئی ہزار دفعہ صحیح بولے اور ایک دفعہ جھوٹ۔ تو وہ جھوٹا ہی کہلائے گا۔ تھوڑی سی نجاست بہت سے پانی کو تاپا ک اور ایک گندہ مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے۔

یہ تو اجنبٹ انجوائٹ مرزا ہی کا جگر ہے کہ اپنے ساتھ تمام انبیاء کو کاذب مانتا ہے۔ بڑے بڑے جفاوردی کفار اور مشرکین کو بھی یہ کہنے کے سوا چار اندہوا کہ ”ہا یکذب محمد قط“ یعنی محمد ﷺ کبھی جھوٹ نہیں بولتا مگر مرزا قادیانی نے کفار کے بھی کان کتر لئے۔ لعنت لعنت!

۳ مرزا قادیانی

اخبار زمیندار!

اخبار زمیندار لکھتا ہے مرزا قادیانی نے سیالکوٹ کے لیکچر میں مسیح موعود کے علاوہ سری کرشن جی کا اوتار ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ صوفیائے کرام میں ”فنافی الشیخ فنا فی الرسول فنا فی اللہ“ ہونے کے تو درجے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان جس شخص کے خیال میں محو اور مستغرق رہے اس کے دماغ میں اس چیز یا اس شخص کا عکس بھی اس درجہ تک منعکس ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے کو وہی چیز وہی شخص سمجھنے لگتا ہے۔ ایک زمیندار ایک بزرگ کی خدمت میں مرید بننے کے لئے حاضر ہوا۔ اس بزرگ نے پہلا سبق یہ دیا کہ جو چیز یا جو شخص تمہیں دنیا میں زیادہ محبوب اور عزیز ہو اس کا خیال اپنے دل میں باندھو مرید نے کہا کہ مجھے تو اپنی ایک بھینس بہت عزیز ہے۔ بزرگ نے کہا کہ اس کا خیال دل میں قائم کرو۔ اس ارشاد کی تعمیل میں زمیندار اپنے چوہا رہ میں بیٹھ کر بھینس کا خیال پکانے لگا۔ اور ہفتہ دو ہفتہ کے عرصہ میں فنا فی البھینس ہو گیا۔ اور ایک بار مرشد صاحب اس گلی میں سے گزرے جہاں زمیندار کا چوہا رہ تھا۔ زمیندار نے کھڑکی میں سے مرشد کو دیکھ لیا اور کہنے لگا کہ اگر میرے سینک درپچہ میں نہ اکتتے تو میں آپ کی پیشوائی کو حاضر ہوتا۔ منصور کا انا الحق کہنا اسی اصول پر مبنی تھا۔ پس مرزا قادیانی بھی جو عرصہ دراز سے مسیح کے حالات پر غور و خوض کر رہے ہیں۔ اگر انا المسیح کہہ دیں تو مندرجہ بالا حالات کے رو سے ان کا ایسا کہنا بالکل جائز ہوگا۔

اور اگر وہ انا السکرشن کہہ اٹھیں تو غلط نہ مانتا جائے گا۔ ذلک مسیح القادیان قول الحق الذی فیہ یمتروں ممکن ہے کہ جس طرح بہت سے مسلمان مرزا قادیانی پر ایمان لائے ہیں۔ بہت سے ہندو بھی ایمان لے آئیں۔ اور ممکن ہے کہ مقدس گرو تا تک کسی طرح مرزا قادیانی کے دقات پر مسلمانوں اور ہندوؤں میں ان کی لاش مبارک کی نسبت جھگڑا ہو۔ ایک فریق کہے کہ ہم مسلمانوں کے مذہب کے مطابق ان کا جنازہ پڑھیں گے اور ان کا جسد مقدس قبر میں رکھیں گے اور ہندو یہ دعویٰ کریں گے کہ آپ ہمارے کرشن جی کا روپ ہیں۔ ہم انہیں جلائیں گے۔ مرزا قادیانی کو چاہئے کہ اس بحث کا اپنی زندگی میں فیصلہ کر جائیں۔

۵ بروز اور تناخ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم پہلے ان دونوں لفظوں کے معنی بتائیں پھر دونوں کے مصداق اور مورد پر بحث کریں گے۔ پس واضح ہو کہ بروز بالضم کے معنی باہر آنا اور ظاہر ہونا ہے اور براز بالکسر کے معنی جنگ کے لئے صف سے باہر آنا یعنی مبارزت اور بالفتح زمین فرارخ اور غائط، بروز کے معنی از روئے لغت روح کا ایک قالب سے نکل کر دوسری جانب قالب میں جانا ہرگز نہیں۔ اور چونکہ لغت اور اصطلاح میں مناسبت اور مشارکت فی المعنی ہوتے ہیں۔ لہذا بروز کی مندرجہ بالا اصطلاح بھی یاروں کی گفرت ہے ماحصل یہ ہے کہ بروز ہرگز تناخ کا مرادف نہیں جس کے معنی ایک قالب سے دوسرے قالب میں روح کا جانا ہو سکیں۔ البتہ تناخ کے لغوی معنی زائل ہونا اور ایک قرن کا دوسری قرن کے بعد آخر کو پہنچنا اور ایک زمانے کا دوسرے زمانے کے بعد آنا اور میراث کی تقسیم سے پہلے کسی مردہ کے داروں کا مرجانا یعنی مناسخت اور اصطلاحی معنی کسی روح کا ایک قالب سے نکل کر دوسرے قالب میں جانا۔

مرزا قادیانی کو اول اول یہ کہتے ہوئے تو شرم آئی کہ میں تناخی نبی ہوں کیونکہ تناخ کے معنی عرف عام میں آواگون کے ہیں جو ہندو دھرم کے اصول میں داخل ہے۔ اس کی جگہ بروزی بنے مگر بات ایک ہی ہے گوہ نہیں جھی جھی۔ براز نہیں غائط۔ اخیر میں اپنے منہ پر آپ تھپڑ مارا کہ میں نے آریا سے مناظرہ کرتے ہوئے تناخ کی کیوں تردید کی تھی۔ کرشن جی کے بروزی بن گئے۔ اس مردود سے کوئی پوچھے کہ کرشن ہندو تھا یا مسلمان۔

پھر طرہ یہ ہے کہ ہندو دھرم آپ کے تناخی اوتار ہونے کا بھی انکار کرتا ہے۔ کیونکہ آواگون کے معنی ایک ہی روح کا ایک ہی قالب میں جانا ہے۔ نہ کہ کئی روحوں کا ایک قالب میں جانا اور جمع ہونا۔ کیا معنی کہ پہلے تو آپ بروزی محمد بنے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی روح مقدسہ و مطہر نے آپ کے پلید جسم میں حلول کیا ہے اور اب کرشن جی کے اوتار بنے کہ ان کے جیونے میرے سریر میں و حارن کیا ہے۔ دوسرا طرہ اور لیجئے۔ آسمانی باپ نے آپ پر الہام کیا ہے ”جری اللہ فی حلال الانبیاء (تذکرہ ص ۹ طبع ۳)“ یعنی خدا کا نبی انبیاء کے حلوں میں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ انبیاء کے اجسام اب کہاں ہیں۔ دوم یہ کہ ایک روح بہت سے اجسام میں ہے۔ ایک خط ہو تو اس کو روایا جائے آپ کو تو آسمانی باپ نے سینکڑوں حلوں کا مرقع بنا کر بھیجا ہے۔ بھلا کوئی نبی دوسرے نبی کے قالب میں حلول کر کے دنیا میں آیا بھی ہے۔ ایسے

انوکے اور بوالعجب نبی تو آپ ہی ہیں کہ کبھی تو آپ کی روح ہانتی کا ہنتی (جہاد کے خوف سے) دوسرے مردہ جسموں میں حلول کر کے پاتال کو پہنچ جاتی ہے اور کبھی آپ کا ناپاک جسم دوسری بہت سی روحوں میں پہنچ کر ان کو گندہ اور نجس کرتا ہے۔

آپ کو یا آپ کی روح کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں تو خدا کیوں لے جانے لگا بلکہ اپنے چیلوں کو بھی حج سے منع کر دیا ہے۔ ہاں اب گرد اور چیلے مہتر اور بگن ناتھ جی کی جاترا تیرتھ کے درشن کریں گے۔ اور خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا بشرطیکہ کچھ ہندو منڈ جائیں۔

۶ مرزا اور مرزا بیوں کو مبارک

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

امریکہ میں بھی ایک مسیح پیدا ہوا ہے جو انگریزی نسل سے ہے یہ شخص ۱۸۳۹ء میں بمقام اڈنبرگ پیدا ہوا۔ اور ۳۰ برس کی عمر میں اپنے باپ کے ساتھ آسٹریلیا پہنچا اور پھر اڈنبرگ آ کر مدرسہ لاہوت میں داخل ہو گیا۔ اور جب تحصیل سے فارغ ہوا تو سڈنی واقع آسٹریلیا میں پادری مقرر ہو گیا۔ یہاں کچھ دن رہ کر شکاگو پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ ملک عجائب پرست ہے۔ پس ایک ڈھکوسلا نکالا اور دعویٰ کیا کہ مسیح کی روح مجھ میں حلول ہو گئی ہے۔ بہت سے آدمی اس کے مدعی کا ذب کے معتقد ہو گئے جن میں سے اکثر رودار اور مالدار بھی تھے۔ غرضیکہ شدہ شدہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ علاقہ ایللی لوئیس میں بہت سی زمین خرید کر خود مسیوں نامی ایک شہر آباد کیا ہے جس میں ۱۲۰۰۰ ہزار آدمی آباد ہیں۔ اور سینکڑوں عالی شان عمارتیں وہاں بن گئی ہیں۔ اور خود مسیح نے بھی اپنی یادگار کے طور پر ایک عالی شان عمارت بنوائی ہے جس میں ۵۰۰ آدمی ساکتے ہیں۔ اس شہر میں جب تک امریکن مسیح کا معتقد اور مطیع نہ ہو کوئی نہیں رہ سکتا۔ اور جو وہاں رہتے ہیں وہ خزانہ مسیح کے لئے خراج ادا کرتے ہیں۔ جب یہ مسیح اپنے شہر کی تعمیر سے فارغ ہو چکا تو ۳۰۰۰ ہزار آدمی اور ۵۰۰ ہرطب اور ۵۰۰ ہر باجے والے ساتھ لے کر ہدایت عام اور دعوت دین کی غرض سے باہر نکلا۔

ایڈیٹر..... مرزا اور مرزائی ذرا پھولے دیدوں سے دیکھیں کہ نبی عرب و عجم ﷺ کی دجالوں کذابوں والی پیشینگوئی کیسی صادق ہو رہی ہے۔ گویا ہر ملک کی زمین دجالوں کو اگل رہی ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی کرشن کھمایا ہے ہیں۔ اور مذہب ہنود میں راگ اور بجن عبادت الہی میں داخل تھے اور اب اپنی مریدنیوں سے پردہ بھی ساقط کر دیا ہے۔ لہذا ان گویوں کو معہ ساز و سامان طبلہ سارنگی پکھاج ستار وغیرہ ساتھ لیں اور جا بجا بجن اڑاتے پھریں۔ پھر دیکھیں چتوں پر کتنے

لعل کرتے ہیں اور مرزائی مذہب کس قدر ترقی کرتا ہے۔ اب تو امریکن مسیح کی تقلید کے بغیر چارہ نہ ہوگا۔ پھر جب آپ تاویلوں سے تصویر پرستی جائز کر دی ہے تو قص و سرود کا جائز کر دینا کیا بڑی بات ہے۔ اس کی تاویل ہم بتائے دیتے ہیں۔ کلام مجید میں ہے ”ان انکر الا صوات الصوت الحمید“ یعنی تمام بری آوازوں میں گدھے کی آواز بری ہے۔ دیکھئے اس سے اچھی آواز کی خوبی نکلی مگر ایسا کتبہ خود جال کب سمجھ سکتا ہے؟

۷ صورت مثالی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنے آسمانی باپ کی الہامی کتاب (ازالہ اوہام ص ۶۷۵، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳) میں کہتے ہیں کہ ”قرآن میں ”برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“ سے مراد میں ہوں اور کیا خدائے حی قیوم ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہیں بنا سکتا..... الخ“ بے شک خدائے تعالیٰ میں سب طرح کی قدرت ہے مگر مرزا قادیانی کے نزدیک تو خدائے تعالیٰ صرف صورت مثالی بنانے پر قادر ہے کہ ایک ہی انسان کو کبھی آنحضرت ﷺ کی صورت مثالی پر بنائے کبھی کرشن جی کی صورت پر لیکن احوام و اموات اور انبیاء کے معجزات قدرت و فطرت و سنت الہی کے خلاف ہیں۔

ناظرین! نے آج کل اخباروں میں پڑھا ہوگا کہ ولایت میں ہو، ہو دو شخص ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کی ہم شکل ہیں لیکن کیا وہ ملک معظم ہیں۔ اگر ان کے دماغ میں بھی ایسا ہی خبط ہو جیسا مرزا قادیانی کے دماغ میں ہے تو ملک معظم ہونے کا دعویٰ کریں۔ اور علی الاعلان نفاہہ بجائیں کہ تاج برطانیہ کے مالک اور وارث ہم ہیں۔ حقاہ کا ایک جم غفیر ان کے ساتھ ہو لے بہت سی مثالی صورتیں باہم مماثل ہیں مگر نزی ممالکت سے کیا کام چل سکتا ہے۔

ہوتے سیرت سے ہیں مردان دلاور ممتاز

صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل

صورت ہی پر نکیہ ہو تو فوٹو کی تمام تصویریں بالکل اصل کے مطابق ہوتی ہیں۔ مگر اصلی انسان نہیں ہوتیں۔ خدائے تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ارشاد فرمایا ”قل انما انا بشر مثلکم“ مگر کیا آنحضرت ﷺ صرف ممالکت بشریہ کی وجہ سے عام انسانوں کے مانند ہیں اور کیا کوئی مسلمان دعویٰ کر سکتا ہے کہ میری اور آنحضرت ﷺ کی صورت مثالی ایک ہے۔ معاذ اللہ۔

کلر ہلکان را قیاس از خود مگیر

گرچہ مانند نر نوشتن شیرو شیر

پھر بھی مرزا قادیانی کی صورت مثالی میں دو حیثیتیں ہیں۔ اس حیثیت سے کہ خود بدولت کے عندیہ اور اذعان کے موافق مسیح علیہ السلام (معاذ اللہ) فاسق و فاجر اور مداری کا تماشا دکھانے والے تھے۔ آپ مثل مسیح نہیں ہیں اور اس حیثیت سے کہ مسیح علیہ السلام نصاریٰ کے عقیدے کے موافق ابن اللہ تھے۔ آپ بھی مہنٹی (لے پالک) ہیں گویا آپ مثل مسیح ہیں بھی اور نہیں بھی۔ یا حاصل یہ کہ آپ کے ہر ایک دعویٰ کے اجزاء آپ اپنی تردید کر رہے ہیں۔ تمام گزشتہ دجالوں اور جھوٹے مہدیوں نے اپنے لئے ایسی ہی مثالی صورتیں جو بیز کیں مگر وہ خود بخود دمٹ گئیں۔ اسی طرح بہت جلد آپ کی صورت بھی صورت غبار یا حباب بن کر ہوا ہو جائے گی۔

زندگی میں یہ خط آپ کے برزخ میں ہمیشہ سے سایا ہوا ہے کہ دعویٰ تو خاص ہوتا ہے اور دلیل عام، بلکہ دعویٰ تو فعلیت کا اور دلیل امکان کی۔ یعنی میں بالفعل بروزی ہوں اس کی دلیل یہ ہے کہ کیا خدا نے تعالیٰ ایک انسان کو دوسرے انسان کی صورت مثالی پر نہیں بنا سکتا۔ یہ آپ کی منطق ہے۔

۸ نام میں بھی خط

مولانا شوکت اللہ مرہٹی!

حدیث میں پیشینگوئی ہے مگر خود عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آنے کی۔ پھر مرزا قادیانی معیل کیونکر بن گئے؟ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ عیسیٰ موعود نہیں ہیں۔ عیسیٰ موعود تو ایک ہی ہوگا نہ کہ متعدد البتہ دجال بہت سے ہوں گے اور ہو چکے ہیں۔ لہذا آپ کو معیل الدجا جملہ کہنا صحیح اور موزوں اور حدیث شریف اور واقعات کے مطابق ہے جس قدر دجال اب تک آئے اور اس وقت موجود ہیں کسی نے اپنے کو عیسیٰ بتایا کسی نے مہدی۔ کیا یہ سب مہدی اور مسیح تھے اور ہیں پھر ساتھ ہی بروزی دم لگی ہوئی ہے۔ حدیث میں کہاں ہے کہ آنحضرت ﷺ کا بروزی آئے گا اور آج تک کوئی بروزی نہ آیا بھی ہے؟ پھر آپ امام الزمان بھی ہیں نبی تو امام الزمان ہوتا ہی ہے۔ یہ حشو اور لغو نہیں تو کیا ہے۔ چونکہ امام الزمان ایک بڑا لفظ ہے لہذا آپ نے وہ بھی اپنے لئے تراش لیا۔ پھر آپ مجدد بھی ہیں۔ مجدد بھی اگرچہ بڑا لفظ ہے مگر نبی سے بڑا نہیں خود مجدد کے معنی ہی شہادت دیتے ہیں کہ وہ اتنی ہوتا ہے نہ کہ نبی۔

نبی پر ہرگز مجدد کا اطلاق نہیں ہوتا نہ لغت نہ شرعاً۔ نہ عرفاً۔ پس آپ کسی تو ضعیف گل لگا کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں کبھی تحت العری میں گر جاتے ہیں۔ پھر آپ مریدوں کو حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کا اکثر حکم دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی اور مجدد تو کجا آپ مجتہد بھی نہیں ہیں۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے ایک امتی کے امتی ہیں۔ کجا نبی کجا امتی الامتی۔ بالکل لٹیا ہی ڈبودی۔ عرش سے فرش پر آرہے۔ اب کسی مرزائی کو یہ دعویٰ نہیں پہنچتا کہ ان کا مرشد نبی ہے۔ بہر حال آپ مسیح ہیں۔ بروزی ہیں۔ امام الزمان ہیں۔ مہدی ہیں۔ خلیفہ ہیں۔ کرشن جی کے ادتار ہیں۔ اے سبحان اللہ کیا کیا صفتیں آپ کی ذات میں کپاؤ ڈھ ہو کر اچھا خاصہ کسچر بن گئی ہیں۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۱۶ دسمبر کے شمارہ نمبر ۷۷ کے مضامین

.....۱	گرو جی سے چیلوں کی مخالفت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	بقیہ مرزا قادیانی اپنے عیوب انبیاء پر توپتے ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	خرق اجماع عیشتی کو مرد ہاد کرتا ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	خدائے تعالیٰ مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	قادیانی کرشن بناؤ۔	آریا گزٹ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ گرو جی سے چیلوں کی مخالفت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

دنیا طلبی اور حب جاہ و ناموری کی ترنگ میں مرزا قادیانی جو کچھ ہانکتا ہے اپنے مطلب کے موافق ٹھیک ہانکتا ہے۔ مگر وہ چیلے جو درحقیقت چیلے نہیں رہے بلکہ گرو جی کے استحسان سے راندے ہو گئے ہیں جب مسلمان ان کے منہ میں گوہ دیتے ہیں کہ تمہارے بروزی نے اب کرشن جی کے بروزی ہونے کا ابراز کیا ہے تو وہ گرو جی کے کلام کی تاویل مالا برضی بہ القائل کرتے ہیں کہ انہوں نے یوں نہیں کہا بلکہ یوں کہا ہے۔ اور ان کا مطلب یہ نہیں بلکہ یہ ہے ہم کو ان ناخلفوں پر جو گھر کے بھیدی بن کر لٹکا ڈھا رہے ہیں اس قدر غصہ آتا ہے کہ قابو چلے تو قادیان سے بلکہ

ہندوستان سے جلاوطن کر کے لندن یا پیرسی یا امریکن مسیح کے اردل میں ان کو چلتا کر دیں یا سومالی مہدی کے ماتھے ماریں۔ گردنے تو صاف کہہ دیا کہ میرے سر پر میں اب کرشن نے دھارن کیا ہے اور اب مجھے اسلام اور اہل اسلام سے کچھ واسطہ نہیں رہا۔

چنانچہ جب سیالکوٹ میں بڑی بھاری سجا کے سامنے اپدیش کیا تو وہاں کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بھی یہی فرمایا کہ اب مسلمانوں کو اس اپدیشک سے کچھ سابقہ نہ رہا۔ نہ ہو جائیں اور وہ جائیں۔ صاحب بہادر نے بجا فرمایا لیکن وہ یہ فرمانا بھول گئے کہ اب اس بہروپے سے عیسائیوں کو بھی کچھ واسطہ نہ رہا کیونکہ وہ اس سے پہلے مسیح بھی بن چکا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح قطع تعلق ہوتا چلا جائے گا۔ اور اخیر میں آپ صرف چینی مغل رہ جائیں گے اور مسخرے آسانی باپ نے وقتہ فوقتہ جو خطابات کے خلع فاخرہ اپنے لے پالک کو دیئے ہیں۔ سب سلب ہو جائیں گے اور غرق لنگوٹی باقی رہ جائے گی۔ یا ایک ہاتھ آگے اور ایک پیچھے دھرنے سے شاید تنگ و آبرو ہو جائے۔

نہیں عریانی سے بہتر کوئی دنیا میں لباس

یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا لٹا

جب کہا میں بروزی نمی ہوں تو سنی مسلمانوں نے لاجول کی بیزار سر پر جڑی جب کہا میں حسینؑ سے افضل ہوں تو شیعوں نے وہ تمہارے کے چہرے اور لعن کی گرائین اور طعن کی بقبا بین اور نفرین کی کفایتیں رسید کیں کہ بیچے کا پلا مٹر بگڑ گیا اور کلیجے کا پلٹھن نکل گیا۔ جب کہا میں عیسیٰ مسیح سے کئی ہانس اونچا ہوں تو عیسائیوں نے ایسا نیچا دکھایا کہ زمین دوڑ کر دیا۔ اب کہا کہ میں کرشن جی کا اوتار ہوں تو دیکھیں ہنود کیا موہن بھوگ اور لڈو کچوری اور امرتی اور چلی لیکر دوڑتے ہیں۔ بھگوان نے چاہا تو اس کو برکتیش کے منہ پر گنومت بھی نہ ماریں گے کیونکہ گنومت تو پوتر ہے جو ڈسٹون اور مہا ٹیچھوں کو بھی دیوتا بنا دیتا ہے۔ ہاں چلو میں مانس مترے لے کر دوڑیں گے۔ اس کے بعد آپ لال گرو بن گئے جو آپ کے بڑے بھائی لال بھکلو کی میراث اور گدی ہے مگر یقین کر لیجئے کہ لال بیگی بھی منہ پر بول و براز کی بھری جھاڑو ہی ماریں گے۔ گوہ کے ساتھ آپ کا موت بھی نکل پڑے گا۔ پھر جب چماروں کے ہمتہ نہیں گئے تو وہ بھی اپنے بھائیوں لال بیچھوں سے کیوں پیچھے رہنے لگے۔ اٹھارہویں لٹیڑے اور چوبیسویں پچکانوں کے کھونٹے ایسے ٹھانیں ٹھانیں جڑیں گے کہ کھوپڑی ادھوڑی استر کی جوتی کا تلا بن جائے گی۔ اور آپ کی چڑی و مڑی کو بھی نہ کہے گی۔ یہاں آ کر خدا نے چاہا تو خاتمہ ہو جائے گا۔ الخبیثات للخبیثین۔

۲ بقیہ مرزا قادیانی اپنے عیوب انبیاء پر تھوپتے ہیں
مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الزامی جواب ہمیشہ محکم کو دیا جاتا ہے خصوصاً غیر مذہب والوں کو۔ مگر مرزا قادیانی عجیب مسلمان اور آنحضرت ﷺ کا امتی ہے کہ اپنے نبی پر تحلف پیشینگوئی (کذب) کا الزام لگاتا ہے۔ پہلے پہل جب عیسیٰ مسیح کو عیوب کا مرتق قرار دیا تھا تو بافرست اور مصراہل ایمان تاڑ گئے تھے کہ مرزا قادیانی کے دل میں انبیاء کی کوئی وقعت نہیں۔ حالانکہ نبی سب ایک ہیں۔ ایک کی بے وقعتی سب کی بے وقعتی ہے اور اسی سے مرزا قادیانی کو مرتد اور جنمی سمجھ گئے تھے اب تو۔

جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے

مرزا خود بول اٹھا کہ فلاں فلاں معاملے میں آنحضرت ﷺ کا کشف اور ردیا اور پیشینگوئی غلط (کاذب) ہوگئی اور چونکہ کذب بہت بڑا عیب ہے۔ خصوصاً انبیاء کے لئے اور خود بھی نبی بنا ہے۔ لہذا کہتا ہے کہ انبیاء کی پیشینگوئی کا غلط ہونا اور وعدہ الہی کا تحلف سننے اللہ ہے اس کا یہ مطلب ہوا کہ انبیاء ہی جھوٹے نہیں بلکہ خدا بھی جھوٹا ہے۔ ہاں تیرے جھوٹے خرد جال کے منہ میں نار دوزخ کا لگام اور دم میں سرخ انگارے کی طرح تپتے ہوئے بیچھے۔

سنت اللہ تو اس پر جاری رہی ہے کہ ہر نبی نے دوسرے نبی کی تصدیق کی ہے کہ تمام انبیاء سچے تھے اور میں بھی سچا ہوں مگر یہ مکار، عیار طراریہ ثابت کرتا ہے کہ تمام انبیاء جھوٹے تھے۔ لہذا میں بھی جھوٹا ہوں اور واقعی جب خدا ہی تحلف وعدہ کرے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک معاذ اللہ جھوٹا ہو گیا تو اس کے بیچھے ہوئے انبیاء اور رسل کیوں جھوٹے نہ ہوں۔ ایسی بیہودہ طرہ انہ کو اس پر اٹو کے پٹھوں کو ذرا شرم نہیں آتی اور اس بد معاش کے منہ پر تھپڑ نہیں مارتے کہ جب تو بھی دوسرے انبیاء کی طرح جھوٹا ہے تو ہم کیوں ایمان لائیں اور جب انبیاء بھی صادق نہ رہے تو دنیا سے صدق اٹھ گیا اور راستہ بازی اور راست معاملگی کا خواہ دینی ہو خواہ دنیوی کوئی معیار نہ رہا۔ انبیاء کی نسبت یہ کہنا کہ ان کی پیشینگوئی غلط ہوگئی۔ سراسر توہین بلکہ ان پر سب و لعن ہے۔ چنانچہ شفاء قاضی عیاضؒ میں ہے ”من سب النبی ﷺ أو الحق به نقصا فی ذاته وصفاته اویاتی بسفه من القول فی عبارة او قبیح من الکلام ولو باشارة وما فیہ من قلة الادب فی جهة علیه السلام وان ظرانہ لم یعمد ذمہ فی مقاله لکن صدر عنہ اما بجهالة بنعوت جماء نعو او قلة مراقبة فی شانہ وضبط نہ قلة مبالاة فی بیانہ

فحکم بالقتل اذا لا يعذر احدفى الكفر بالجهالة ولا بدعوى زلل اللسان.....
 ان كان عقله فى فطرته (شفاه ص ۱۸۸، ۱۸۹، ۲۰۳، ۲۰۴ ملخص) ”جس شخص نے
 نبی ﷺ کو برا کہا یا آپ کی ذات اور صفات میں کوئی نقص ملایا کوئی بے ادبی کی طرز بیان میں یا
 اشارہ میں خواہ ناوانی سے یا عمداً یا طرز بیان میں بے پروائی اور جرأت کی۔ اگرچہ ظاہر ہو جائے کہ
 اس نے عمداً اپنے کلام میں گستاخی نہیں کہ بلکہ واقعی آپ کے نعوت جمال سے ناواقف ہے۔ یا اس
 نے آپ کی شان کی نسبت مراقبہ (غور و فکر) نہیں کیا۔ اور ضبط اللسان اور بیان کی کم پرواہ کی تو ایسا
 شخص حکماً قتل کیا جائے گا کیونکہ کفر کے ارتکاب میں جہالت کا عذر اور زبان کی لغزش وغیرہ قبول
 نہیں جبکہ اس کی عقل فطرتاً صحیح اور سالم ہے یعنی وہ قاتر عقل مجنون نہیں۔“

علیٰ ہذا جس مسلمان کو کچھ بھی استعداد ہے وہ چھوٹی سی کتاب مالاہذہ مولفہ قاضی ثناء اللہ
 صاحب پانی پتی کی مندرجہ ذیل عبارت پڑھ کر سمجھ سکتا ہے۔ ”ملعونے کہ درجناب پاک
 سرور کائنات ﷺ دشنام و بدیا اہانت کند در وصفے از اوصاف او یادر
 صورت مبارک او خواہ آنکس مسلمان بودیا ذمی یا حربی۔ اگرچہ از راہ
 ہزل کردہ باشد واجب القتل کا فراست توبہ او مقبول نیست اجماع امت
 بر آنست کہ بے ادبی بھرکس از انبیاء کفرست خواہ فاعل او حلال
 دانستہ مرتکب شود یا حرام دانستہ انتہی“

مگر اب تو آزادی کا زمانہ ہے برٹش گورنمنٹ کے عہد میں کون کسی کو قتل کر سکتا ہے۔
 ذرا مرزا قادیانی افغانستان، فارس، ترکی وغیرہ ممالک اسلامیہ میں جا کر کسی نبی کی شان میں لب
 کشائی کریں تو حقیقت معلوم ہو۔ افغانستان میں افغانی ذنب لے پاک کی بھیٹ چڑھ ہی گیا۔
 برٹش گورنمنٹ بھی کسی کی توہین جائز نہیں رکھتی اور قانوناً سزا دیتی ہے۔ مذہبی توہین تو سڈیش میں
 داخل ہے جس کی بڑی سزا جس دوام جمہور رو ریائے شور ہے مگر یہی غنیمت ہے کہ میاؤں کی آواز نہیں
 آتی۔ ورنہ بھاگنے کوچھ ہے کابل بھی نہ ملے جیسا ایک لائبل میں ہو چکا۔

۳ خرق اجماع عیسائی کو پرورداد کرتا ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

تمام انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام جدی جدی امت کے لئے مبعوث ہوئے اور ہر
 امت میں اتفاق و اتحاد پیدا ہوا۔ ورنہ دنیا میں عیسائی اور نیش (قوم اور قومیت) کا وجود نہ پایا جاتا

اور یہ درحقیقت قدرت و فطرت کا لایزال قانون ہے۔ تمام حیوانات بلکہ نباتات و معدنیات و جمادات میں بھی یہ قانون جاری ہے۔ بھیڑوں بکریوں، بندروں کوؤں، مرغابیوں وغیرہ جانوروں میں کیسا اتفاق ہے۔ ہر قسم کے نباتات و بقولات پھل پھول ایک ہی رنگ کے ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے جواہرات کا ایک ہی رنگ ہوتا ہے۔ یعنی تمام لعل و یاقوت سرخ ہی ہوں گے۔ تمام قسم کے زرد مہر ہی ہوں گے۔ علیٰ ہذا۔ پس انسانوں کے قوی اتفاق کا مٹانا گویا قانون قدرت کا مٹانا ہے جو محال ہے۔

امت محمدیہ کا اجماع بھی دینی اور دنیوی امور میں محض نیشن اور نیشنلٹی کے قیام و دوام کے لئے ہے اور کتاب و سنت سے جو مسائل مستحکم ہو کر تیرہ سو برس سے معمول بہا رہے ہیں اور جو عقائد مسلمانوں کے دلوں میں مرکز ہیں ان کی بنیاد بھی نیشنلٹی ہے۔ پس اجماع کا خرق کرنے والے بڑے ظالم ہیں کہ نیشن اور نیشنلٹی کے گلے پر چھری پھیر رہے ہیں۔ اسی کا ضمیمہ مسئلہ نبوت ہے جو تیرہ سو برس سے حسب تعقل ارشاد الہی و انجیل ساز چلا آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہو گئی۔ ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ اب کسی مکار کا دعویٰ بالکل خرق اجماع اور محمد نیشنلٹی کی تباہی اور عقد شریا کو نبات العیش بنانا اور نئی امت اور نیا نیشن ایجاد کرنا قوم اور قومیت کے شیرازے کو بکھیر دینا ہے۔ لاکھوں سلف صالحین اور علماء محدثین و مجتہدین و مفسرین میں سے کسی کو آیت خاتم النبیین کے یہ معنی اور یہ تاویل نہ سوجھی جو برہم زن اسلام قادیانی کو سوجھی ہیں اور تاویل میں بھی وہ جن کو سن کرنے بجے تک تہمت لگائیں اور اہل مذاہب و اقوام غیر مشرکے اڑائیں۔ ہم قادیانی تاویلوں کا تار و پود اپنے سینکڑوں مضامین میں اڑا چکے ہیں۔ لہذا اعادے کی ضرورت نہیں۔

مردود کا مطلب یہی ہونا کہ اجماع کرنے والے نادان اور بے وقوف یا گمراہ تھے اور زیادہ سے زیادہ آنحضرت ﷺ اپنے زمانہ جاہلیت کے نبی تھے اور وہ بھی عرب کے لئے نہ کہ کوفت اقلیم کے لئے۔ میں موجودہ روشنی کے زمانہ کا نبی ہوں۔ اور ہندوستان میں تو کوئی نبی بجز رام چندر اور کرشن جی کے آیا ہی نہیں۔ اور محمد ﷺ نے بڑی غلطی کی کہ ان کی نبوت کو نہیں مانا۔ اگر چہ وہ بت پرست تھے یا کسی مذہب کے تھے مگر نبی تو تھے۔ اب میں اسلامی مجدد اور فارمر بن کر اچھ راور کرشن کی نبوت ماننے اور منوانے آیا ہوں اور دلیل یہ آیت قرآنی ہے ”منہم من قصصنا علیک و منہم من لم نقصص علیک“ سیاق و سباق سے صاف ظاہر ہے کہ یہ گزشتہ انبیاء کا

ذکر ہے نہ کہ آئندہ کا۔ کیونکہ آئندہ کے لئے تو نبوت ختم ہو گئی۔ اگر کہو کہ رام چند اور کرشن بھی مثل دیگر انبیاء کے آنحضرت ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ تو تعجب ہے کہ آنحضرت ﷺ پر تو خدائے تعالیٰ نے ان کی نبوت کا قصہ مجمل رکھا اور مرزا قادیانی کو مفصل ہال کی کھال نکال کر دکھادی۔ دوم ہم لکھ چکے ہیں کہ نبوت ختم ہو چکی ہے اور حکم الہی نازل ہو چکا کہ ”ومن یتبع غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه“

سوم..... مرزا قادیانی کو تو اپنا آٹو سیدھا کرنا اور یہ دکھانا ہے کہ ”منہم من لم نقص علیک“ میں میں بھی شامل ہوں اور جس طرح لاکھوں اور کروڑوں بلکہ اربوں نبی مثل رام چند و کرشن پہلے گزر چکے ہیں۔ ان سے بڑھ کر مجھ جیسے غیر متناہی نبی قیامت تک گزریں گے۔ بات یہ ہے کہ آپ اس وقت تک نبی نہ بن سکے جب تک کفار و مشرکین کو نبی نہ بنا لیا۔ آپ کی نبوت کرشن جی کی نبوت کی محتاج تھی اور چونکہ آپ امام الزمان ہیں۔ لہذا ۳۳ کروڑ ہندو کا امام یا اوتار بننا بھی تو آسانی باپ کے بتائے ہوئے فرائض میں سے تھا۔ اب ہم غصہ ہیں کہ آپ ہندو پر کیا ابلاغ و تبلیغ کرتے ہیں۔ کرشن جی تو ویدی تھے کیا آپ ان پر وید کا اوپدیشن کریں گے۔ اگر قرآن کی تبلیغ کریں گے تو ہندو ہوتیاں گلے میں ڈال کر اور اینٹھ کر آپ کا گلا گھونٹ ڈالیں گے۔ یہ رانحس اس دیش میں کہاں سے آرا۔ اگر آپ ویدی نبی ہیں تو ویدی ہی کے اشلوک آپ پر کیوں الہام نہ ہوئے۔ قرآن مجید کی آیتیں کیوں الہام ہوئیں اور وید و قرآن گڈمڈ ہو نہیں سکتے کہ آپ کے ایک ہاتھ میں قرآن ہو اور دوسرے ہاتھ میں وید۔

یعنی ایک ہاتھ میں توحید اور دوسرے ہاتھ میں بت۔ مگر آپ سا دھو بچوں کے فن میں بھی پورے نہیں بلکہ ادھورے ہیں۔ ہندو تو کیا ڈھب پر چڑھیں گے۔ اس دورگی میں تو نو گرفتار آٹو بھی ہاتھ سے جاتے رہیں گے۔

درکفے جام بلورین درکفے سندان عشق

ہر ہوسنا کے نداند جام و سندان بلختن

آنحضرت ﷺ کو تو قرآن مجید میں یہ ارشاد ہوا کہ بعض انبیاء کے قصص ہم نے تم پر بیان کر دیئے اور بعض کے بیان نہیں کئے۔ اس کے خلاف آسمانی باپ نے لے پاک پر یہ وحی اتاری کہ ”قصصنا علیک الانبیاء کلہم“ گویا انبیاء کا جو علم غیب اور شاخت آنحضرت ﷺ کو عطا نہیں ہوئی وہ کرشن کے اوتار کو عطا ہوئی۔ مگر یہ مردود تمام انبیاء کی کیوں شاخت نہیں کرتا۔

جن کے قصص جناب باری نے بیان نہیں فرمائے اور سب کا نام لے کر کیوں نہیں بتاتا کہ قرآن میں جناب باری نے جن کی تفصیل نہیں فرمائی وہ فلاں فلاں ہیں کیا ہم میں صرف کرشن ہی داخل ہے اور آئندہ جس قدر لاکھوں اور کروڑوں نبی قیامت تک گزریں گے ان کے نام کیوں نہیں بتاتا۔ کیا وجہ ہے کہ تجھے گزشتہ انبیاء کا علم غیب تو ہو گیا اور انبیاء مستقبلہ کا علم نہ ہوا۔ جیسی تو ہم نے لکھا ہے کہ۔

جھوٹا یہ نجومی ہے اناری رناتل
 خدائے تعالیٰ مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا؟
 مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جب مرزا اور مرزائیوں کے سامنے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی جاتی ہے ”ابره الاکمه والابرص واحی العوتی باذن اللہ“ تو نہ صرف عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ قرآن اور خدائے تعالیٰ پر بھی چین بربچیں اور غضبناک ہوتے ہیں کہ ایں! مردوں کا زندہ کرنا تو نیچر کے خلاف ہے اور خدائے تعالیٰ کی بھی طاقت نہیں کہ لازاف نیچر کا خلاف کر سکے۔ خدائے تعالیٰ نے جو اپنی صفت مٹی تراشی ہے تو نیچر کا انحراف کیا ہے۔ ہاں اس کی صفت مٹی ضرور ہے وغیرہ۔ ہم کہتے ہیں مٹی تو بہت سی اشیاء کی صفت ہے۔ تمام درندے اور کڑنارے تمام سمیات مٹی سے ڈھلک ہیں ہر انسان اپنے لئے اور اپنے دشمن کے لئے مٹی سے ڈھلک ہے یعنی جب چاہے اپنے کو اور جب چاہے کسی دوسرے کو مار سکتا ہے۔ اس میں خدائے تعالیٰ کا کیا کمال اور قدرت ظاہر ہوئی۔ اس پر تو لے پاک اور اس کا آسانی باپ بہت آسانی سے قدرت رکھتے ہیں۔ آتھم کو مادڈ الا۔ آسانی منکوحہ کے شوہر کو مار ڈالا اور اب طامون بھیج کر دشمنوں اور دوستوں دونوں کا خطا بے خطا بوجہ بے وجہ صنایا کر رہے ہیں۔ اس میں لازاف نیچر کو بھی دخل نہیں۔ نہ اس کی منظوری کی ضرورت۔ مٹی مٹی کھیر تو زندہ کرنا ہے۔ اس پر چونکہ باب بیٹا اور ان کا نیچر قادر نہیں۔ لہذا خدائے تعالیٰ بھی قادر نہیں۔ بے شک اندھوں کا بھی نیچر ہے کہ ان کے نزدیک سارا جہان اندھا ہے۔ ”ان اللہ علی کل شئی قدید“ پر ایمان مگر احیاء اموات شئی من الاشیاء نہیں اور جب خدائے تعالیٰ ایک جزئی پر قادر نہیں تو کل اشیاء پر قادر کیونکر ثابت ہوا۔ خدائے تعالیٰ مردہ زمین تک کو زندہ کر سکتا ہے۔ ”یحیی الارض بعد موتھا“ مگر مردہ انسانوں کو کہ وہ بھی زمین (خاک) ہی سے پیدا ہوئے ہیں زندہ نہیں کر سکتا۔

آیت مذکورہ بالا میں سیدنا مسیح علیہ السلام یہ فرماتے ہیں کہ میں خدا کے حکم سے اندھوں کو دینا، کوڑھیوں کو تندرست، مردوں کو زندہ کرنا ہوں۔ اب ہم ان خزانہ دجال سے پوچھتے ہیں کہ مردوں کا زندہ کرنا بھی سنت اللہ اور فطرت اللہ کے خلاف ہے یا اندھوں اور کوڑھیوں کا تندرست کرنا بھی سینکڑوں طبیبوں اور ڈاکٹر اندھوں کو دینا اور کوڑھیوں کو اپنے علاج سے تندرست کر دیتے ہیں۔ گو ایک عرصہ کے بعد کبھی مگر مردوں کو بجز انبیاء کے بحکم الہی کوئی زندہ نہیں کر سکتا۔ اب مندرجہ بالا آیت میں عیسیٰ مسیح کا دعویٰ گویا دو متضاد اجزاء سے مرکب ہوا۔ ایک سنت اللہ و فطرت اللہ کے موافق ہے۔ یعنی اندھوں اور کوڑھیوں کا اچھا کرنا اور دوسرا دعویٰ سنت اللہ و فطرت اللہ کے خلاف یعنی مردوں کا زندہ کرنا اور خود تم بھی صرف احوالِ اموات کو سنت اللہ کے خلاف بتاتے ہو نہ کہ اندھوں کے دینا کرنے اور کوڑھیوں کے اچھا کرنے کو بھی۔

تم نے تو ہمیشہ احوالِ اموات ہی کی تاویل کی ہے کہ مراد احوالِ قلوب یعنی ہدایت ہے نہ کہ ”ابراء الاکثمہ والابصر“ کی بھی در نہ تم کو ماننا پڑے گا کہ بیماروں کا تندرست کرنا بھی فطرت اللہ کے خلاف ہے۔ اور پھر حکیم الامتہ المرزائیہ کی بڑے طمطراق کی طبابت طاق میں دھری جائے گی۔ نبض دیکھنے سے ان کے ہاتھ شل ہو جائیں گے اور قارورہ دیکھنے سے پیشاب خطا ہو جائے گا۔ اس تاویل سے آپ ہی کا دعویٰ متناقض نہیں ہو گیا بلکہ کلام الملک العلام میں بھی اختلاف پیدا ہوا کہ ایک ہی آیت میں ایک دعویٰ تو فطرت اللہ کے مطابق ہے اور دوسرا مخالف۔ بہت کم امید ہے کہ مرزا اور مرزائی مجدد السنہ مشرقیہ کی لطیف اور نازک اور بانہمہ وقتی تحریریں سمجھیں گے اور ایمان لائیں گے۔

۵ قادیانی کا کرشن بننا

آریا گزٹ!

آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ مرزا قادیانی جو مسیح موعود بنے تھے اب سری کرشن جی کے اوتار بن بیٹھے چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اگر مرزا قادیانی مسیح ہی بنے رہتے تو شاید کچھ حذر چل سکتا لیکن کرشن مہاتما کا اوتار بننا اور یہ دعویٰ کرنا کہ میں ہندوؤں کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔ اپنے منہ کی کھانا ہے۔ کہاں کرشن کامل انسان اور کہاں مرزا قادیانی! ہم نہیں جانتے۔ یہ الہام آپ کو قادیان کے حجرہ میں آیا یا مجسٹریٹ کی عدالت میں۔ مرزا قادیانی ہندوؤں پر نظر شفقت رکھیں۔ ہندوان کی انوکھی لیلیاؤں سے پناہ مانگتے ہیں۔ حطائے تو بہ لٹائے تو۔ ابھی بہت دن نہیں ہوئے۔ مرزا قادیانی جن لفظوں سے ہندوؤں کو یاد کیا کرتے تھے وہ شاید بہتوں کو بھولے نہ ہوں گے۔

مرزا قادیانی کے نئے سواٹک سے لوگ بھرے میں نہیں آئیں گے۔
مرزا قادیانی کی یہ موٹھکافیاں کیسی ہی کبھی جائیں مگر ان کا اصلی مطلب ان سے سدہ نہ
ہوگا۔ بہتر ہوتا کوئی اور چال چلتے۔

ازیس موٹھگافی چہ اندوختی چرا موتراشی نیسا موختی
اگر مرزا قادیانی موٹھ منڈا کر کسی سنیاسی کے چیلے بنے ہوتے تو شاید یہ داؤ چل جاتا۔
مگر ہندو تو ایسوں کی شدھی کرنے کو تیار نہیں۔ اکبر نے بیربل سے کہا کہ مجھ کو ہندو بنا لو۔ بیربل
نے کہا ایک ہفتہ کے بعد اس کا جواب دوں گا۔ جب ایک ہفتہ گزر گیا بیربل ایک گدھالے کر شاہی
محل کے نیچے نہر کے کنارے صابن لگا کر اس کو خوب مل مل کر دھونے لگے۔ بیربل کے رتبہ کے
آدمی کو ایسا ذلیل کام کرتے ہوئے دیکھ کر لوگوں نے اکبر تک خبر پہنچائی۔ شہشاہ اکبر خود آئے اور
متحیر ہو کر پوچھنے لگے۔ بیربل یہ کیا ہو رہا ہے۔ بیربل نے سادگی سے جواب دیا خداوند گدھے کو
دھو کر گھوڑا بناؤں گا اکبر نے ہنس کر جواب دیا۔ نادان! ایسا بھی کہیں ہوا؟ بیربل نے کہا خداوند اگر
یہ امر غیر ممکن ہوتا تو حضور کیسے حکم دیتے کہ آپ کو ہندو بنا لوں؟

گویا یہ ایک مذاقہ روایت ہے۔ لیکن اس کو مرزا قادیانی کے آخری اعلان سے کسی قدر
نسبت ضرور ہے۔ مرزا قادیانی مسلمان کے گھر پیدا ہوئے۔ فرض کر دم وہ مسلمان نہ بھی ہوں
کیونکہ اکثر زمیندار بزرگ مسلمان ان کے محمدی طریقہ کے پیروکار ہونے میں شک کرتے ہیں۔
لیکن ان کی محمدی پیدائش ہندوؤں کی نگاہ میں ان کے حوصلہ کی راہ میں رکاوٹ سمجھی جائے گی۔ مرزا
قادیانی کو تو ہندو کبھی کشن بھگوان کا اوتار نہ سمجھیں گے۔ بلکہ ان کی یہ نبی الہامی اونچے حقارت اور تمسخر
کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ ہم نہیں جانتے مرزا قادیانی کے اللہ پاک کو کیا ہو گیا ہے کہ مرزا
قادیانی تلحیک کے لئے آئے دن ایسی راہ اول جلول وحی نازل فرماتا رہتا ہے۔ اگر ہم سے
ملاقات ہوتی تو ہم ضرور کہتے۔

افسوس چندیس مدت خدائی گردی گادو خرررانه شناختی

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۴ء ۲۴ دسمبر کے شمارہ نمبر ۴۸ کے مضامین

.....	بروزی نیری۔	از رسالہ اتحاد!
-------	-------------	-----------------

.....۲	کیا ہنود اہل کتاب ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	احیاء اموات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	تقدیق انبیاء علیہم السلام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	ریویو۔	عصر جدید رسالہ!
.....۶	قسمت کے دھکے۔	ہم عصر مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ بروزی نیرنگی

از رسالہ اتحاد!

رسالہ اتحاد لکھتا ہے۔ مرزا قادیانی اس سے پہلے تو مسیح موعود ہی تھے جبکہ منتظر یہود و نصاریٰ اور اہل اسلام ہیں۔ اب کرشن مہاراج ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ ہندوؤں کے بھی مطلوب و محبوب بن گئے۔ ہندو مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کا یہ نیا اور بہت اچھوتا پہلو ہے۔ شاید اب بھی پارسیوں اور بودھ وغیرہ کی طرح بعض فرقہ ان کے ماننے سے انحراف کرتے ہوں۔ جن کو نہ مسیح سے کچھ علاقہ ہے نہ سری کرشن جی سے میں سمجھتا ہوں کہ الوہیت کی شان دنیا کے تمام مذاہب میں مشترک ہے۔ لہذا اب کی روحانی عروج میں انہیں خدائی کا دعویٰ کرنا چاہئے۔ پھر کوئی گروہ ان کے ماننے سے مستثنیٰ نہ رہ جائے گا۔ اگرچہ سری کرشن مہاراج بننے میں بھی اس درجہ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ کیونکہ سری کرشن اپنے ماننے والوں میں پیسیر یا بندے نہیں بلکہ خدا کا مظہر اور خود خدا ہیں۔ غرض ہم اپنے روحانی بزرگ کو اس جدید ترقی پر مبارک باد دیتے ہیں۔

بمقامہ کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

۲ کیا ہنود اہل کتاب ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

پہلے مرزا قادیانی محمد ﷺ کے بروز تھے اب کرشن کے بروز ہیں۔ یعنی اسلام کے بھی بروز اور کفر کے بھی بروز۔

بات یہ ہے کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام اور تمام انبیاء کی جو صفات قرآن و حدیث میں سنی ہیں۔ وہ سب مصنوعی طور پر اپنے برزخ میں ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ بھلا کہیں تصنع اور تلمع اور تکلف سے بھی کوئی نیا بنا ہے۔

جب آپ مسیح بنے ہیں تو ضرور ہے کہ آیت ”وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن
 به قبل موتہ (النساء: ۱۵۹)“ کا بھی اپنے کو مصداق بنائیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب
 عیسیٰ دوبارہ نزول فرمائیں گے تو اہل کتاب میں سے کوئی باقی نہ رہے گا کہ آپ پر ایمان نہ لائے
 حالانکہ آپ اس معنی کی جس پر جمہور مفسرین و مجتہدین علماء و فضلاء کا اتفاق ہے۔ تاویل و تحریف
 کرتے ہیں کہ لیؤمنن بہ میں بہ کا مرجع عیسیٰ مسیح کا قتل و صلب ہے۔ حالانکہ لیؤمنن صیغہ مستقبل ہے
 اور نون تاکید کی شان ہی یہ ہے کہ مضارع کو مستقبل بنائے۔ مگر آپ خلاف سیاق و سباق قواعد
 عرب مستقبل کو بمعنی ماضی لیتے ہیں اور یہ معنی گھڑتے ہیں کہ تمام اہل کتاب عیسیٰ مسیح کے قتل و صلب
 پر ایمان لا چکے ہیں ہم ان مزعوم معنی کی کسی گزشتہ ضمیر میں کامل تردید کر چکے ہیں۔ اور چونکہ
 جھوٹے کے پاؤں نہیں ہوتے لہذا اب مرزا قادیانی آپ اپنا منہ پیٹ کر کرشن کے بروہے بنے ہیں
 کہ ہنود مجھ پر ایمان لائیں گے۔ اور میں ہندوستان کے ہندو مسلمان کو مرزائی بنا کر متحد کر دوں۔

اب ہم پوچھتے ہیں کیا ہنود اہل کتاب ہیں۔ ہاں ہاں کہہ دیجئے کہ وید بھی آسمانی
 کتاب ہے اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے قتل و صلب پر ہنود بھی ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ مرزائی
 مقولہ بلکہ عقیدہ یہ ہے کہ ہندوستان میں کوئی نبی آیا ہی نہیں اور نبی آئے ہیں تو رام چندر اور کرشن
 وغیرہ رشی اور منی۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ انبیاء بنی اسرائیل سے ہنود کو کیا واسطہ رہا اور وہ کیونکر عیسیٰ
 مسیح علیہ السلام کے قتل و صلب پر ایمان لائے کہ جب واقعات صلیب وغیرہ کی ان کے فرشتوں کو
 بھی خبر نہ تھی اور اب بھی کروڑوں ہنود ایسے موجود ہیں جو انبیاء کے واقعات سے آگاہ نہیں۔ چہ
 جائیکہ ان پر ایمان ہو۔

آپ امام الزمان ہیں اور خیر سے دنیا کی تمام اقوام و مذاہب کو متحدہ کرنے آئے ہیں۔
 مگر یہ تو بتائیے کیا عیسائیوں کے مختلف فرقے مذہب ہنود سے متفق ہو جائیں گے۔ اور بت پرستی
 اور صلیب پرستی اور حلیٹ پرستی گڈمڈ ہو جائے گی۔ کیا اب تک کوئی سنا تن دھرمی ہندو یا آریا آپ
 پر ایمان لایا ہے۔ کیا کسی عیسائی نے آپ کی سی سالہ بشت میں بت اور صلیب کو توڑ کر آپ کا کلمہ
 پڑھا ہے۔ دنیا کے مذاہب تو اس وقت متحد ہوں کہ پہلے آپ پر ایمان لائیں یہ عجیب خیالی پلاؤ ہے
 جس سے خود بدولت ہی اپنا پیٹ بھر رہے ہیں۔

دھن کا ذکر کیا یاں سر ہی غائب ہے گریبان سے

آپ باوصف امام الزمان ہونے کے یورپ کو بھول گئے۔ چین کو بھول گئے۔ آتش

پرستوں کو بھول گئے۔ آپ کے نزدیک نہوہود میں تو انبیاء گزرے مگر دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں ایک بھی نبی نہیں گزرا۔ بد مذہب، پارسی مذہب میں کوئی نبی کیوں نہیں گزرا۔ ہاں سکھ مذہب کے نبی گورو نانک پر آپ ویسا ہی ایمان لائے جیسا کرشن پر۔ لیکن ان کے سوا اور بھی بہت سے مذاہب ہیں جن کے متحد و متفق کرنے کا آپ نے اب تک بیڑا نہیں اٹھایا تاہم کچھ جلدی نہیں اگر یہی لیل و نہار ہیں تو آپ ہنود سے حلال خوروں تک کو یوں ملا دینا چاہیں گے جیسا کہیت میں کھادا۔ اس وقت سری کرشن کی روح کیا کہے گی۔ یہی کہے گی کہ ہے رام ہے رام اس گلجگ میں آئے کر کیسے رانخس اور مہالچھ سے پالا پڑا جس نے ہندو دھرم کو نٹ کر دیا۔

۳ احیاء اموات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی احیاء اموات کو جو سنت اللہ و فطرت اللہ کے خلاف بتاتے ہیں تو اپنی عصمت بی بی ازبے چارگی کی پردہ دری کرتے ہیں کیونکہ خود بدولت کوئی بروزی کرشمہ نہیں دکھا سکتے۔ اب ہم کلام مجید کے کھلے لفظوں سے احیاء و اموات ثابت کرتے ہیں جن میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں۔ گو مرزا قادیانی تو اس میں بھی لٹکڑی اور بے معنی تاویل کی پچر لگائیں گے۔ پڑھو۔ ”الم تر الی الذین خرجوا من بیبارہم وهم الوف حذر الموت فقال لهم اللہ موتوا ثم احیاهم (بقرہ: ۲۴۳)“ ﴿اے محمد ﷺ! کیا تو نہیں دیکھتا ان لوگوں کی جانب (یعنی کیا تجھے معلوم نہیں) جو اپنے گھروں (مقام و اوردان) سے موت کے ڈر سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے اور کہا ان کو اللہ تعالیٰ نے کہ مر جاؤ پس وہ مر گئے پھر ان کو زندہ کیا۔﴾ تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت میں یہ عبارت لکھی ہے ”بعد ثمانیۃ امام او اکثر بدعا نبیہم حزقیل فعاشوا دھرا علیہم اثر الموت لا یلبسون ثوباً الا عاد کالکفن واستمرت فی اسباطہم“ ﴿یعنی یہ ہزاروں آدمی ایک مدت تک زندہ رہے مگر ان پر موت کا اثر پاتی رہا۔ کیا معنی کہ جو کپڑا پہنتے کفن کی مانند ہو جاتا (تا کہ معجزہ کا اثر نمایاں رہے) اور ان کے تمام قبائل میں بھی حالت قائم رہی۔﴾

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی موت حقیقی موت اور ان کی دوبارہ زندگی حقیقی زندگی تھی اور وہ اسی حقیقی موت کے ڈر کے مارے اپنے گھروں سے بھاگتے تھے۔ نیز حضرت عمرؓ کے زمانے میں ذریت بن برشلہ اسی عیسیٰ روح اللہ کا کوہ حلوان سے آوازا دینا اور سعد بن ابی

واقص سے ہاتس کرنا اور حضرت عمرؓ کا جواب سلام کہنا اور وصی عیسیٰ علیہ السلام کا تازول عیسیٰ علیہ السلام زندہ رہنا یہ سب کتاب ازالۃ الخفا میں مذکور ہے۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی اپنی کتاب (ازالہ ص ۳۰۹، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷) میں لکھ چکے ہیں کہ السبع کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے چھو جانے سے زندہ نہ ہو سکیں۔ خود ہمارے نبی ﷺ نے کئی مردے زندہ کئے۔ اور ان سے تکلم فرمایا اور انہوں نے بھی آنحضرت ﷺ کی نبوت کی شہادت دی۔

چنانچہ بخاری میں قتادہ سے روایت ہے ”قال قتادة احياهم الله حتى اسمعهم قوله تو بيخا وتصغيرا ونعمة وحسرة وندماً“ یعنی قریش کے وہ جو بیس سردار جو بدر کے کنوؤں میں پھینک دیئے گئے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے بدعت نبی ﷺ زندہ کر دیا اور اپنا قول تو بيخا وحسرة سنا دیا اور نظر الدر وغیرہ میں ہے ”روى الحسن قال النبی ﷺ يا فلانة احي باذن الله فخرجت الصبية وهى تقول لبيك وسعديك فقال لهان ابويك قد اساء فان احببت ان اردك عليهما فقالت لاجة لي فيهما وجدت ما خير الى منهما وهذا نظير ما فعله عيسى عليه السلام من احياء الموتى“ ﴿حسن نے روایت کی ہے کہ (ایک مشرکہ دختر جو ایک وادی میں پھینک دی گئی تھی) اس کو آنحضرت ﷺ نے آواز دی کہ اے فلاں اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاوہ لڑکی وادی سے لیکر مسجد تک پہنچی ہوئی نکلی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ میں تجھے تیرے ماں باپ کی جانب لوٹا دوں۔ اس نے عرض کی کہ میں نے تم کو ان سے بہتر پالیا۔ پس مجھے ماں باپ کے پاس جانے کی کوئی حاجت نہیں۔ یہ نظیر ہے عیسیٰ علیہ السلام کے احياء موتی کی۔﴾

اور متاخرین کے نزدیک بالکل ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والدین بدعت آنحضرت زندہ کئے گئے اور حافظ جلال الدین سیوطی نے یہ مسئلہ بوجہ اتم لکھا اور مواہب لدنیہ اور نظم الدرر میں اس کی پوری تشریح کی گئی اور علامہ شامی نے بھی فتاویٰ شامی کی جلد دوم باب المرتد علامہ قرطبی اور ابن ناصر الدین حافظ الشام سے ان کی تصحیح کی ہے۔ دیکھو حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں کتنے ہی دنوں زندہ رہے اور زندہ نکلے۔ پڑھو سورہ الصافات کی آیت ”فلولا انه كان من المسبحين للبث في بطنه الى يوم يبعثون“ ﴿یعنی اگر یونس علیہ السلام خدائے تعالیٰ کی تسبیح نہ کرتے تو مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک زندہ رہتے۔﴾ سبحان اللہ سبحان اللہ! طرہ یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی ازالہ کے صفحہ ۹۳۳، خزائن ج ۳ ص ۲۲۲ میں لکھتے ہیں۔

دو یہ بالکل ممکن اور جائز ہے کہ خدائے تعالیٰ کسی حیوان یا انسان یا پرندہ کو ایسی حالت میں بھی کہ وہ کھڑے کھڑے کروایا جائے۔ حقیقی موت سے بچائے..... کیونکہ وہ ہر بات پر قادر ہے۔ ”پھر معلوم نہیں عیسیٰ مسیح کی حیات سے اب کیوں انکار کیا جاتا ہے جبکہ سنت صحیحہ سے بہت سے نظائر جو ابھی ابھی مذکور ہوئے ہمارے سامنے موجود ہیں مگر مرزا قادیانی جب نصوص قرآنیہ دربارہ احياء اموات کو نہیں مانتے تو احادیث کو کب مانیں گے۔

انبیاء پر مرزا قادیانی غضبناک ہوتے ہیں کہ انہوں نے خدائے تعالیٰ سے معجزات کیوں طلب کئے اور کیوں خدائی معجزات دکھانے کا دعویٰ کیا۔ جموں ٹھمیل میں آ کر مسیح علیہ السلام پر سب و لعن کیا۔ توحید کے باپ ابراہیم علیہ السلام پر بروزی غصے کا ابراز کیا۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام نے ”رب ارنی کیف تحی الموتی“ اور ”ولکن لیطمئن قلبی“ کیوں کہا؟ کیا ان کو خدائے تعالیٰ پر پورا ایمان نہ تھا۔ حالانکہ قوت مطمئنه کا استحصال انبیاء کی شان اور اعلیٰ درجہ کی صفت ہے۔ پڑھ ”یا ایہنا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک“ انبیاء پر غضبناک ہونا بعینہ خدائے تعالیٰ پر غضبناک ہونا ہے کہ انہیں تو معجزات دکھانے کی قوت عطا کر دی اور مجھے باوصف نیرنگیوں کے اس قدر پا پڑیلینے کے محروم رکھا۔

خدائے تعالیٰ کا قانون تو ”ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء“ ہے اور فضل کی شان ہی بے علت عطا ہوتا ہے۔ ہاں لے پالک کا کام ہے کہ اپنے آسمانی باپ کا جموں پڑا پھونکے جس نے ایسے الہامات کئے جن سے چہیتے کی گردن ٹوٹے اور ہمیشہ کے لئے استروں کی مالا اس کے گلے میں ڈال دی۔ ہم بھی تو دیکھیں بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی ہے۔ خدانے چاہا تو ایک نہ ایک دن پھانسی دھری ہے۔ مسیح بنا خالہ جی کا گھر نہیں۔ جس طرح وہ اپنی امت کا کفارہ بن گئے۔ کیا وجہ ہے کہ مثیل مسیح اپنے مرزائیوں کا کفارہ نہ بنے۔

بروزی نیرنگی تو دیکھئے کہ عیسیٰ مسیح کو چونکہ کروڑوں آدمی مانتے ہیں اور تمام یورپ ان کو خدا سمجھتا ہے اور دنیا کے ۳۰ کروڑ مسلمان ان کے اولوالعزم نبی اور کلمۃ اللہ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے تو آپ نے ان کو بڑا سمجھا اور ان کے نام سے بکنا چاہا اور چونکہ انہوں نے معجزات دکھائے اور احياء موتی کیا۔ اس لحاظ سے وہ برے ہو گئے۔ انبیاء کو تو خدائے تعالیٰ نے اپنی صفت احياء اور امانت دونوں کا حصہ اور پر تو عطا فرمایا مگر آسمانی باپ نے اپنے لے پالک کو امانت ہی کا تمغہ اور پوٹلا بخشا کہ میں فلاں کو اتنے دنوں میں مار ڈالوں گا اور فلاں کو اتنے دنوں میں۔ اور

اب میں نے ہی ساری دنیا پر طاعن کو مسلط کر دیا ہے جو میرے تمام منکروں کو کچا بھنبھوڑ بھنبھوڑ کر کھا رہا ہے۔ اور کھائے گا۔ یہ مثل اسح کی شان اور لے پالک اور آسانی باپ کے خوارق ہیں۔

۴ تصدیق انبیاء علیہم السلام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

انجیل نے توریت کی اور قرآن نے توریت اور انجیل کی تصدیق کی۔ چنانچہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے فرمایا میں توریت کے ابطال کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ اس کی تکمیل کے لئے آیا ہوں۔ اور ”مصدقاً لما بین یدی من التوراة والانجیل“ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہر نبی نے دوسرے نبی کی تصدیق کی ہے بلکہ ہر نبی کو دوسرے انبیاء کے اتباع کا حکم ہے کیونکہ سب انبیاء کا مذہب بھی اسلام تھا پڑھو ”قل بل ملة ابراهيم حنیفا“ اور پڑھو ”ماکان ابراهيم يهودياً ولا نصرانياً ولكن كان حنیفا مسلماً اور انا اول المسلمین“

اب خاتم مرزا کو دیکھئے کہ ذہنوت کا مدعی ہے مگر انبیاء کی توہین بلکہ ایک معنی سے آسانی کتابوں کی توہین کرتا ہے کیونکہ کتابیں تو انبیاء ہی پر نازل ہوئی ہیں۔ اور انبیاء کی توہین یعنی کتابوں کی توہین بلکہ خود خدا کی توہین ہے کہ اس نے ایسے نبی بھیجے جن میں عیوب ہیں اور ان پر ایسی کتابیں نازل کیں جو ناقص ہیں۔ کیونکہ ہر نبی نے اس الہامی کتاب پر عمل کیا ہے جو اس پر نازل ہوئی ہے۔ کسی نبی نے اپنی جانب سے کچھ نہیں کہا نہ پڑھو ”وما یسطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی“ یعنی محمد ﷺ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ وہ وحی کہتا ہے جو اس پر وحی کی جاتی ہے۔

مذہب اسلام نے توریت اور انجیل اور قرآن کو ایک ہی پلے میں رکھا ہے۔ ”لا نفرق بین احد من رسلہ“ کے لازمی معنی یہی ہیں کہ ”لا نفرق بین کتبہ“ کیونکہ نبی کی عظمت محض کتاب سے ہے اور ہم ہمیشہ ”آمنت باللہ وملائکتہ وکتابہ ورسلہ“ بطور تلقین ورد زبان رکھتے ہیں۔ دیکھو ایمان لانے کے لئے پہلے کتب ہیں اور اس کے بعد رسل ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ انبیاء پر ان کے مدارج کے موافق ایمان ہو یعنی کسی پر تھوڑا ایمان اور کسی پر زیادہ ایمان یا کسی پر ناقص ایمان اور کسی پر کامل ایمان یہ تو جب ہو کہ کوئی نبی ناقص اور کوئی کامل ہو جیسا مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں ناقص نبی ہوں۔ خود رسول کے معنی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا کہ وہ خدا کا پیام یا خدائی کتاب پہنچانے والا ہے۔ پس اس فرض و منصب کے لحاظ سے تمام انبیاء ایک ہیں۔ کسی میں

کوئی فرق اور ماہ الامتیا نہیں۔ اب ایک نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت دینا منصف علیہ کی توہین کرنا ہے اور انبیاء کی توہین بالاجماع کفر ہے۔

مرزا کہتا ہے کہ اگر میں بھی عیسیٰ مسیح کی طرح مسمریزم وغیرہ کے شعبدے دکھاتا تو مسیح سے کہیں زیادہ دکھا سکتا تھا۔ گویا اپنے کو عیسیٰ مسیح پر فضیلت اور ترجیح دی جو صریح الحاد اور کفر ہے۔

جب مرزا آیت من بعدی اسمہ احمد کو اپنے لئے تراشا ہے تو ضرور ہے کہ ”فضلنا بعضہم علی بعض“ کو بھی اپنے لئے تراشے۔ کیونکہ ایسی آیتوں کو وہ ہمیشہ ڈھونڈتا اور اپنے اوپر منطبق کرتا رہتا ہے اس صورت میں تو بعض پر نہیں بلکہ تمام انبیاء پر محاذ اللہ مرزا کو فضیلت ہوگی۔

آیت ”فضلنا بعضہم علی بعض“ کی تفسیر (عمر) لکھی ہے گویا یہ معنی ہوئے کہ ہم نے محمد ﷺ کو کل انبیاء پر فضیلت دی ہے لیکن یہ معنی اس وقت ٹھیک بیٹھتے کہ آیت کا لفظ یوں ہوتا کہ ”فضلنا بعضہم علی الكل“ اب مجدد النہ مشرقیہ کا اجتہاد زرا نور سے سنئے اور سمجھیے۔ آیت میں مراد انبیاء کی ایک دوسرے پر فضیلت جزئی ہے نہ کہ کلی۔ چنانچہ پوری آیت یوں ہے ”تلك الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منهم من کلم اللہ و رفع بعضہم درجت و آتینا عیسیٰ بن مریم البیت و ایدناہ بروح القدس“ صاف ظاہر ہے کہ انبیاء کی جزئی فضیلت کا بیان ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خدائے تعالیٰ ہم کلام ہوا اور عیسیٰ بن مریم کو تجرات دیئے۔ اور روح القدس سے مدد دی۔ یعنی عیسیٰ مسیح کو بے باپ کے پیدا کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام خصوصیات کسی ایک نبی میں نہیں پائی جاتیں۔ تاکہ اس کو دیگر انبیاء پر فضیلت ہو اگر آنحضرت ﷺ کو فضیلت کلی دی جاتی تو آپ یہ ہرگز نہ فرماتے کہ ”لا تفضلونی علی یونس بن متی اور لا تخیروا فی انبیاء اللہ“ مر دو مرزا قادیانی کو دیکھو کہ بعض انبیاء پر بعض کو نہیں بلکہ خود اپنے کو فضیلت دیتا ہے اور کہتا ہے۔

عیسیٰ کجا است تا بنهد پا بمنبرم

(درشین قاری ص ۷۹)

۵ ریویو

عمر جدید رسالہ!

عمر جدید لکھتا ہے کہ ایک ہفتہ دار اخبار ”الحکم“ قادیان سے لکھتا ہے وہ بھی معمولی رسالوں سے کم تر ذخیرہ مضامین کا نہیں رکھتا۔ یہ رسالہ خاص طور پر مرزا مسیح کے دائرے میں شائع

ہوتا ہے۔ اور اپنی طرف سے دعویٰ کرتا ہے کہ اسلام کی صداقت کو ہم ظاہر کرتے ہیں۔ ہم نے غور سے اس رسالے کے مضامین پڑھے۔ ایڈیٹر کے مضامین زیادہ تر اسی قسم کی ناگفتہ بہ خوشامد اور اپنے پیر کی نفرت انگیز بھڑے سے بھرے ہوتے ہیں۔ جن کو صحیح مذاق آدمی نہ بلحاظ عبارت کے اور نہ بلحاظ خیالات کے پسند کر سکتے ہیں جو وعظ یا لیکچر مرزا قادیانی کے چھپتے ہیں ان میں تکرار بے انتہا اور طول بلا ضرور ہوتا ہے۔ اور کوئی نئی بات ایسی نہیں ہوتی جو اخلاق کی معمولی کتاب مثلاً گلستان، انوار سبکی یا اخلاق محسنی میں بہتر نہ مل سکتی ہو جو ان کا ادعائے شخص ہے۔ اس سے ہم کو کچھ تعلق نہیں۔ اس لئے کہ ایک اصلاحی رسالہ کے لئے اس بحث میں پڑنا فضول ہے۔ کہ زیادہ کچھ بجا برا ہے یا عمر و کا پتا۔ الغرض یہ اخبار بھی نہ مذہبی اصلاح کا کام دے سکتا ہے نہ قومی رفقاء کا۔

۶ قسمت کے دھکے

ہم عصر مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ایک ہم عصر لکھتا ہے ہم مرزا قادیانی سے ان کی زار حالت پر رنجی ہمدردی کرتے ہیں۔ ان کی پڑھزدگی اور مایوسی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ وہ بے چارے جہاں جاتے ہیں دھکے دے کے نکالے جاتے ہیں۔ واقعی حضور انور ﷺ کے دروازہ سے جس نے منہ موڑا جس دروازہ پر گیا اس کی عزت نہ ہوئی۔ پہلے آپ نے عیسائیوں کا آسرا ڈھونڈا اور کہا میں مثیل عیسیٰ ہوں۔ مجھے اپنے ہاں جگہ دو۔ انہوں نے نہایت درشتی اور سختی سے کہا کہ جدھر سے آپ تشریف لائے ہیں سیدھے چلے جائیے۔ بے چارہ مایوس دسر گرداں مسلمانوں کے دروازہ کی کھٹکٹائی کہ میں مہدی ہوں اور تمہارا سہارا دیکھ کے آیا ہوں۔ میری مدد کرو۔ اس کا جواب مرزا قادیانی کو وہی ملا جو عراقی کواہل حرم نے دیا تھا۔

بطواف کعبہ رفتم بحرم رهم نداوند

تو برون لدرچہ کردی کہ برون خلتہ آئی

اب چاروں طرف نظر اٹھا اٹھا کے دیکھنے لگا کہ کہاں جاؤں؟ اور کس کا سہارا ڈھونڈوں؟ آخر ہنزار پریشانی صنم خانہ میں پہنچے اور صنم خانہ والوں سے کہا میری مدد کرو اور مجھے کرشن کا اوتار سمجھو۔ مگر یہاں مرزا قادیانی کی قسمت عراقی سے بھی بدتر نکلی۔ عراقی کے لئے تو صنم خانہ کا دروازہ کھول دیا تھا اور صنم خانہ والوں نے غل مچا دیا تھا کہ آؤ آؤ تم ہمارے خاصوں میں سے ہو۔ مگر یہاں بھی مرزا قادیانی کو دھکے ملے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَنْ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ سَمْعِیْ هَذَا، سَمِعَهُ مِنْ سَمْعِ كُلِّ نَبِیٍّ نَبِیٍّ

تاریخ محمودیت



جناب مظہر الدین ملتانی

کتاب ہذا

بطور نشان کے پیش کی جا رہی ہے کیونکہ اس خاص انسان نے مذہب کے نام پر طویل عرصہ نہ صرف بلیک میلنگ کی بلکہ سلسلہ کے بانی اور اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے اصولوں کی صریح خلاف ورزی کی۔ مذہب کے نام پر ناروا سیکیمیں مرتب کر کے سیاسی ہتھکنڈے استعمال کئے اور اپنی کرتوتوں کو چھپانے کے لئے قتل و غارت جھوٹ فریب اور دغا بازی سے کام لیا اور خود کو بھی مقدس ظاہر کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ خدا کے گھر میں دیر ضرور ہے مگر اندھیر نہیں۔ اس نے طویل مہلت کے بعد اس شخص کو اپنی خاص گرفت میں لے لیا۔ دماغ ماؤف اور فالج کا شکار ہے۔ کروٹ لینے کے لئے بھی دوسروں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ٹی پیشاب بھی چارپائی پر کرتا ہے۔ یہ نشان اپنی آنکھوں سے دیکھئے اور اس ناپاک انسان سے نجات حاصل کیجئے۔ اس وقت اس کی وہی حالت ہے جو کسی زمانہ میں ”ڈاکٹر ڈوی“ کی تھی۔ بہر حال مذہبی اور دنیاوی طریق سے تمام دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ تاکہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس خاص انسان کا احتساب کر سکے۔ یہ کتاب محض خدمت اور بطور نشان کے اصولوں پر مرتب کی گئی ہے۔ تا مذہب کے نام پر لوگوں کو بیوقوف بنانے والوں کی تاریخ دنیا کے سامنے آجائے اور ایسے ناپاک، نجس، مذہبی رہنما سے خلاصی حاصل کریں۔ پس ہر صداقت پسند انسان سے مخلصانہ اپیل ہے کہ اس کتاب کو اول سے آخر تک مطالعہ کریں۔ تاکہ حق و صداقت میں آپ خود بھی فیصلہ کر سکیں۔

۱۰ اکتوبر ۱۹۶۰ء

خادم ملت: مظہر الدین ملتانی!

شہید احمدیت حضرت مولانا مولوی فخر الدین صاحب ملتانی آپ کو سکیم کے مطابق ۶ اگست ۱۹۳۷ء کو سر بازار ساڑھے چار بجے عصر کے وقت (قادیان میں) حملہ کروایا گیا۔ خلیفہ کا اشتعال انگیز خطبہ ڈی. سی نے حکما روک دیا۔ آپ کو گورداسپور ہسپتال لے جایا گیا۔ ۱۳ اگست ۱۹۳۷ء کو ساڑھے تین بجے وفات پا گئے۔ پوری سوانح عنقریب شائع کی جائے گی۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون! آپ کا آخری پیغام آگے ملاحظہ فرمائیں۔

انڈکس

۴۱۲	حرف آغاز۱
۴۱۳	ناپسندیدہ بات دیکھ کر خاموش نہ رہو (مرزا بشیر احمد ایم. اے)۲
۴۱۵	امام جماعت احمدیہ کا اعلان۳
۴۱۵	دس شرائط بیعت (حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی))۴
۴۱۷	کیا زنا کے اہرام پر مبالغہ جائز ہے؟۵
۴۱۸	کھلی چشمی بنام مرزا محمود احمد۶
۴۲۰	عرض حال۷
۴۲۵	ناپاک سیرت پر حلفیہ شہادتیں ۲۸ عدد۸
۴۳۲	امام جماعت احمدیہ کے متعلق ڈاکٹر میر محمد اسماعیل (سول سرجن) کی شہادت۹
۴۵۱	انتباہ!۱۰
۴۵۳	مرزا محمود احمد کا دور خلافت۱۱
۴۵۴	زلت۱۲
۴۵۶	نظارت امور عامہ کا عکسی خط۱۳
۴۵۷	شہید احمدیت مولانا مولوی فخر الدین کا آخری پیغام۱۴
۴۵۸	مقتدر ستیاں۱۵
۴۶۱	تعارف و خطوط، تاریخی تحریرات حضرت شیخ عبدالرحمن مصری۱۶
۵۲۲	مطالبہ حق (چوہدری غلام رسول ایم. اے)۱۷

حرف آغاز

ساتی! میرے خلوص کی شدت تو دیکھنا
پھر آ گیا ہوں۔ گردشِ دوراں کو ٹال کر

آج پھر تمام مصائب و آلام اور ہر قسم کی مشکلات کو بالائے طاق رکھ کر خدمت کا عملی طور سے آغاز کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ میں ایک طویل عرصہ کیوں خاموش رہا؟ یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس کی تفصیلات میں جانے کا یہ موقعہ نہیں اور میں اس وقت اختصاراً صرف یہی عرض کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ یہ خطوط جو احباب کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ یہ وہ یادگاری خطوط ہیں جو فاضل اجل حضرت شیخ عبدالرحمن مصری مولوی فاضل بی اے سابق امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مرزا محمود احمد کو بحیثیت خلیفہ تحریر کئے تھے۔ مگر بعد میں پیش آمدہ حالات کی وجہ سے شائع کرنے کی غرض سے کتاب کے حوالے کئے گئے۔ اس کے چند گھنٹے بعد ہی مولانا مولوی فخر الدین صاحب ملتانی مالک احمدیہ کتاب گھر قادیان کو سر بازار سوچی سمجھی سکیم کے مطابق سورج کی روشنی میں چار بجے قتل کروایا گیا۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون! اس لئے ان کو ”یادگاری خطوط“ سے موسوم کیا جا رہا ہے۔

بہر حال اپنے تئیں یہ خیال کرتا ہوں کہ اگر یہ خطوط شائع نہ کئے گئے تو مذہبی دنیا کی تاریخ نامکمل اور ادھوری رہے گی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ تاریخ کی بھی بے حرمتی ہوگی اور انسانیت بھی مجھے کبھی معاف نہیں کرے گی۔ اندریں حالات اپنے فرض کا کما حقہ احساس کرتے ہوئے یادگاری خطوط منظر عام پر لائے جا رہے ہیں۔ تاکہ تاریخ بے حرمتی سے محفوظ ہو جائے۔ بالآخر دنیا کے ہر عقلمند اور سعید الفطرت انسان سے مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ اس کی اشاعت کر کے ثواب دارین حاصل کریں اور جماعت احمدیہ ربوہ کے ہر فرد تک پہنچانے کی پوری پوری سعی کریں تاکہ وہ صحیح راستہ پر گامزن ہو۔

اے خدا تو ہی ہماری مدد فرما

خادم احمدیت: محمد مظہر الدین ملتانی

ناپسندیدہ بات دیکھ کر خاموش نہ رہو بلکہ اصلاح کی کوشش کرو

حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے فرماتے ہیں۔ ”اخوت اور جماعتی تربیت کا ایک پہلو یہ

بھی ہے کہ جب ہم اپنے کسی بھائی میں کوئی ناپسندیدہ بات یا خلاف اخلاق یا خلاف شریعت بات

دیکھیں تو یہ خیال کر کے کہ ہمیں اس سے کیا غرض ہے۔ خاموش نہ رہیں۔ بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو اصلاح کی کوشش کریں۔ ہمارے آقا ﷺ فرماتے ہیں۔

”من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطیع فبلسانہ فان

لم یستطیع فبقلبہ“

”یعنی جو شخص کسی ناپسندیدہ یا خلاف شریعت بات کو دیکھے۔ تو اسے چاہئے کہ اس بات کو اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ لیکن اگر ایسا کرنے کی طاقت نہ ہو۔ تو زبان سے اس کے متعلق اصلاح کی کوشش کرے اور اگر اسے یہ طاقت بھی حاصل نہ ہو تو کم از کم اسے برا سمجھ کر اپنے دل میں ہی (دعا کے ذریعہ) اصلاح کی کوشش کرے۔“

اس ارشاد کے ذریعہ آنحضرت ﷺ نے گویا ہر مسلمان کو ہر دوسرے مسلمان پر ایک چوکس سنتری کے طور پر کھڑا کر دیا اور ہر شخص کو ہر دوسرے شخص کا نگران بنا دیا ہے اور اس بات کی اجازت نہیں دی کہ کسی بدی کو دیکھ کر اپنے آپ کو لا تعلق سمجھتے ہوئے پاس سے گزر جاؤ۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل اکثر لوگ خلاف شریعت باتوں کو دیکھتے اور منکرات کو سنتے ہیں اور پھر بے حس و حرکت ہو کر بیٹھے رہتے ہیں اور بدی ان کی آنکھوں کے سامنے جڑ پکڑتی اور پودے سے پیڑ اور پیڑ سے درخت بنتی چلی جاتی ہے اور ان کے کانوں پر جوں تک نہیں ریگنتی۔

امام جماعت احمدیہ ربوہ کا اعلان

”بہر حال کسی کتاب کے پڑھنے سے دوسروں کو روکنا اتنی بڑی نادانی ہے کہ اس سے بڑی نادانی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ پس اگر مصری صاحب نے جو باتیں پیش کی ہیں وہ سچی ہیں تو ان کے پڑھنے سے لوگوں کو روکنا بہت بڑا گناہ ہے اور اگر ہم روکیں تو قیامت کے دن یقیناً ہم ایسی حالت میں اٹھائے جائیں گے کہ ہمارا منہ کالا ہوگا۔ ہم خدا کے حضور لعنتی قرار پائیں گے.....“

غیروں کا لٹریچر پڑھنا عیب کی بات نہیں۔ بلکہ میں ان لوگوں کو بے وقوف سمجھتا ہوں جو ایسی کتابیں چھپ چھپ کر پڑھتے ہیں کیونکہ جو کسی دوسرے کو تحقیق سے روکتا ہے وہ اپنے جھوٹے ہونے کا آپ اقرار کرتا ہے۔“

دس شرائط بیعت

۱..... بیعت کنندہ نچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل

ہو جائے شرک سے بچتا رہے گا۔

۲..... یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں

سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کہ سہی جزبہ پیش آئے۔

۳..... یہ کہ بلا تاغیغ وقت نماز موافق حکم خدا اور رسول ﷺ کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور ولی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا درو بنائے گا۔

۴..... یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

۵..... یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفا داری کرے گا اور ہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔

۶..... یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا دہوس سے باز آ جائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے پر قبول کرے گا اور قال اللہ وقال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور عمل قرار دے گا۔
۷..... یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

۸..... یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے عزیز تر سمجھے گا۔

۹..... یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لالہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے نئی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

۱۰..... اس عاجز سے عقد اخوت محض لالہ باقرار اطاعت و معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا عمل درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام عام حالتوں میں پائی نہ جاتی۔

مباہلہ کا مطالبہ جائز ہے

حضرت سید موعود (مرزا قادیانی) کا فرمان

حضور فرماتے ہیں: ”وہ شخص بھی مباہلہ کر سکتا ہے جس کو کسی رویت پر یقین کامل ہو اور کسی

شبہ کا مشابہ نہ ہو۔ جس پر الزام ہو اس کا فرض ہے کہ خود پوزیشن صاف کرے۔ نیز زنا وغیرہ کے الزامات کے موقع پر مباہلہ جائز ہے بلکہ ہر طرم کا فرض ہے کہ اپنی پوزیشن صاف کرے۔ خواہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہی کیوں نہ ہو۔“ حضور فرماتے ہیں: ”سو واضح رہے کہ مباہلہ دو صورتوں میں جائز ہے۔“

۱..... ”اول اس کافر کے ساتھ جو یہ دعویٰ رکھتا ہو کہ مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اسلام حق پر نہیں اور جو کچھ غیر اللہ کی نسبت خدا کی صفتیں میں جانتا ہوں وہ یقینی امر ہے۔ یہ تمام خبر تحقیقات طلب ہے۔

۲..... دوم! اس ظالم کے ساتھ جو ایک بے جا تہمت کسی پر لگا کر اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک مستورہ (عورت) کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے چشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خور ہے۔ کیونکہ میں نے چشم خود اس کو شراب پیتے دیکھا ہے۔ سو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے۔ کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں۔ بلکہ ایک شخص اپنے یقین اور رویت پر بنا رکھ کر ایک مؤمن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے۔ جیسے مولوی اسماعیل صاحب نے کہا تھا کہ یہ میرے ایک دوست کی چشم دید بات ہے کہ مرزا غلام احمد یعنی یہ عاجز پوشیدہ طور پر آلات نجوم اپنے پاس رکھتا ہے اور انہیں کے ذریعے سے کچھ کچھ آئندہ کی خبریں معلوم کر کے لوگوں کو کہہ دیتا ہے کہ

الہام ہوا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب نے کسی اجتہادی مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس عاجز کی دیانت اور صدق پر ایک تہمت لگائی تھی جس کی اپنے ایک دوست کی رویت پر بنا رکھی تھی۔ لیکن اگر بنا صرف اجتہاد پر ہو اور اجتہادی طور پر کوئی شخص کسی مؤمن کو کافر کہے یا طحہ نام رکھے تو یہ کوئی تہمت نہیں بلکہ جہاں تک اس کی سمجھ اور علم تھا اس کے موافق اس نے فتویٰ دیا ہے۔ غرض مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔“

الحکم مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء

کیا زنا کے الزام پر مباہلہ جائز ہے؟

سائل اللہ داتا جاندھری قادیان (المعرف مولوی ابوالعطاء جاندھری سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ) سوال نمبر ۲۶۳..... الف نے ب پر الزام زنا لگایا۔ مگر چار گواہ پیش نہیں کرتا بلکہ اس سے عاجزی کا اقرار دیتا ہے اور ب سے مطالبہ حلف کرتا ہے۔ بلکہ اس کو مباہلہ کی دعوت دیتا ہے۔ ب مطالبہ حلف اور مباہلہ کو اپنی بات میں ناجائز قرار دیتا ہے۔ از روئے شریعت اسلامیہ حقیقت اور اصلیت کیا ہے؟ بیٹنوا و توجروا!

جواب نمبر ۲۶۳..... الزام زنا کا ثبوت بے شک چار شاہدوں سے ہوتا ہے۔ اگر الزام لگانے والا شہادت پیش نہ کر سکے تو ملزم کا حق ہے کہ اس پر دعویٰ چمک کر کے سزا دلانے۔ مگر یہ دونوں صورتیں عدالت کے متعلق ہیں۔ یعنی گواہوں کا لینا یا دعویٰ کا سننا قاضی (حاکم) کا کام ہے۔ اگر حکومت تک یہ معاملہ نہیں گیا تو ملزم کو چاہئے جو الزام لگانے سے اس کی نسبت لوگوں کے دلوں میں بدگمانی پیدا ہوگئی یا ہونے کا احتمال ہے۔ اس کو محکم حدیث

”اتقوا مواضع التهم“ حلف اٹھانے یا مبالغہ کرنے سے دور کریں۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ احکاف میں تھے۔ آپ کی بیوی صفیہؓ ملنے آئیں۔ آپ انس کو رخصت کرنے کے لئے دروازہ مسجد تک تشریف لے گئے۔ دونوں میاں بیوی دروازہ پر کھڑے تھے۔ اتنے میں دو شخص پاس سے گذرے۔ حضور نے فرمایا علی رسکھا (ٹھہرو) فرمایا۔ یہ صفیہ میری بیوی ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضور ہم میں سے کوئی بدگمان ہو سکتا تھا؟ فرمایا شیطان انسان کے خون میں جاری ہو کر اثر کر جائے۔ آج نہیں تو کل بدگمانی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتداء لوگوں کو ہر ممکن طریق سے بدگمانی دور کرنی چاہئے۔ بلکہ ہونے کے راستے بھی بند کرنے چاہئیں۔“ (اہل حدیث مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

کھلی چٹھی

خلیفہ صاحب قادیان کو بار بار ان کے مرید بھی اس طرف متوجہ کرتے رہے کہ وہ راہ خدا اپنی پوزیشن کو صاف کریں اور اپنی بریت کے لئے میدان میں آئیں۔ لیکن خلیفہ صاحب کے مجرم ضمیر نے کسی طرح بھی انہیں اس طرف نہ آنے دیا۔ ایک مخلص مرید کی تاریخی چٹھی بھی صفحہ قرطاس پر لائی جا رہی ہے۔ اگر آپ نے اسی طرح حق پسندی کا ثبوت دیا تو یہ مسئلہ جو خلیفہ قادیان کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ بہت جلد صاف ہو جائے گا۔ چٹھی درج ذیل ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بادب گزارش ہے کہ ایک عرصہ سے بعض باتوں کے متعلق حضور کی خدمت عالیہ میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ لیکن بعض مصروفیتوں کی وجہ سے حضور سے عرض نہ کر سکا۔ اب مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۸ء خاکسار کو تبلیغ کا موقع ملا۔ جب خاکسار نے بعض لوگوں کو تبلیغ کی تو انہوں نے میری گفتگو کو رد کر کہا۔ کیا تم لوگ ہم سیدھے سادھے مسلمانوں کو درغلا کر ایسے شخص کا مرید بنانا چاہتے ہیں۔ جو کہ بدچلن اور زانی ہو۔ (نعوذ باللہ من ذلک) جس کی

بد چلنی کے متعلق اس کے مرید بھی شور مچا رہے ہوں۔ جب تک تم اپنے خلیفہ کی پوزیشن صاف نہ کرو۔ اس وقت تک آپ لوگوں کو قطعاً حق حاصل نہیں کہ ہم مسلمانوں کو آپرھسلانے کی کوشش کرو۔ سیدی میں نے ان گندے الزامات کو غلط اور جھوٹا ثابت کرنے کی اپنی لیاقت کے مطابق از حد کوشش کی۔ لیکن وہ یہی اعتراض کرتے رہے کہ اگر یہ الزامات جھوٹے بھی ہیں تو آپ کے خلیفہ کو اپنی طرف سے پوری طرح پوزیشن صاف کرنے کی کوشش ضروری ہے۔ اب تمہارا تبلیغ کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں ہے۔ اس قسم کے واقعات کئی بار سامنے ہوتے رہتے ہیں اور دشمن کے پاس تو اس وقت حربہ ہی یہی ہے۔

جو کہ تبلیغ کے لئے یقیناً رکاوٹوں کا موجب ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فداہ رومی کے لائے ہوئے نور کو اس طریق سے مدھم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ان حالات میں حضور پر نور جس طریق سے مناسب خیال فرمائیں میرے نزدیک بھی ضروری ہے تا کوئی تسلی بخش علاج تجویز فرمائیں کہ جس سے حضور والا کی پوزیشن ایسی صاف ہو کہ دشمن کے اس حربہ کا پورے طور پر انسداد ہو جاوے اور آئندہ حضور کی ذات والا صفات پر ایسے الزامات لگانے کی کسی حریف سلسلہ کو جرأت نہ ہو۔ میرے پیارے آقا! اس قسم کے الزامات کا سلسلہ ایک عرصہ سے جاری ہے۔ چنانچہ عبدالعزیز نو مسلم کی لڑکی کا واقعہ مستریوں کی لڑکی اور لڑکے کا گندا چھالا جانا۔

پھر نعت اور حلیمہ کا واقعہ پھر والدہ عبدالسلام کا واقعہ۔ اس طرح محمودہ اور عائشہ کا واقعہ اور اسی قسم کے اور کئی ایک واقعات جو حضور سے پوشیدہ نہیں ہیں جو وقتاً فوقتاً حضور کو بدنام کرنے کے لئے الزام اڑائے جا رہے ہیں۔ مگر اب اس قسم کے الزامات حد سے بھی تجاوز کر رہے ہیں۔ جس کے متعلق حضور نے مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۷ء کے خطبے میں ایک سلسلہ خط و کتابت کے دوران ذکر میں بھی کئی الزامات کا ذکر فرمایا تھا۔

تو بدیں حالات میرے پیارے آقا از حد ضروری ہے کہ حضور سنت نبوی کے مطابق کوئی ایسا طریق اختیار فرمائیں کہ جس سے مخالف کا ہمیشہ کے لئے منہ بند ہو جائے یا ہمیں کم از کم وہ ہتھیار مل جاوے جس سے دشمن کو لاجواب کیا جاسکے۔

مثلاً حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتب سے معلوم ہوا ہے کہ حضور نے دشمن کے چھوٹے سے چھوٹے الزام کا بھی عظیمی و عظیمی غرضیکہ ہر طریق سے دندان شکن جواب دیا ہے اور پھر وہ جواب بھی ایسا کہ دشمن کے نسلوں تک اس جواب کا در جواب نہ بن سکا۔ باقی رہا یہ کہ ہمارے علماء چار

گواہوں کی شرط کو پیش کرتے ہیں۔ ہمارے مخالف کے پاس تو بیسیوں گواہ پیش کرنے کا دعویٰ ہے۔ پس اس قسم کے دلائل عوام الناس کے لئے بجائے تسلی کے اور ٹھوکرا کا موجب بن رہے ہیں۔ ان حالات کو پیش کر کے عاجز حضور والا سے قوی امید رکھتا ہے کہ حضور نہ صرف جماعت کی تسلی و تسفی کے لئے بلکہ دیگر بندرگان خدا کی ہدایت کے لئے بھی جو کہ محض اس قسم کے وسوسوں کی وجہ سے احمدیت جیسی صداقت سے محروم ہو رہے ہیں۔ ان الزامات سے اپنی ذات بابرکات کو پاک و صاف کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ حضور کا حافظ ناصر ہو اور دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین! والسلام! فقط آداب! خاکسار: خادم عبد الرحیم مہاجر!

عرض حال

میرے احمدی بزرگو! بھائیو اور بہنوں!

آج سے متر سال قبل حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ایک گناہ بستی قادیان میں مبعوث ہوئے۔ انہوں نے ہمیں ایک لائحہ عمل عطا کیا، ہم نے اپنی نجات کے لئے یہ عہد کیا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھنا فرض اولین سمجھیں گے اور حضور پر نور کے شرائط بیعت پر پوری طرح عمل کر کے ترقی کے راستہ پر گامزن ہوں گے۔ مگر انہوں نے کہ ہم بجائے ترقی کے تنزل کی طرف بدستور آ رہے ہیں۔ اب ہم نے پرسکون ماحول میں ٹھنڈے دل سے سوچتا ہے کہ تنزل کے اسباب کیا ہیں اور ہم میں کون سی غلطی ہے جس کی وجہ سے آج بے پیندے لوٹنے کی طرح ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو آپ ۱۹۱۳ء تک کے زمانے پر طائرانہ نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم اس وقت تک کس شہرت کے مالک تھے۔ یعنی دشمن تک کو بھی ہماری دیانت اور امانت کا صحیح طور پر اعتراف تھا۔ عدالت میں بھی ایک احمدی کی گواہی کو بنظر استحسان دیکھا جاتا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے اس کا کردار اور بلند کریکٹر پوری قوم کے لئے ایک نمونہ حیات تھا اور پھر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ اپنی معترض کی ہر طریق سے تسلی کرواتے تھے۔ جہاں سہلہ کی ضرورت پیش آتی۔ وہاں آپ اس چیلنج کو قبول فرمالتے۔ ہم نے ان مجاہدانہ زریں اصولوں کے تحت حق کو قبول کیا وطن چھوڑا حق کی خاطر پچھلے رشتوں ناٹوں کو توڑا حق کی خاطر مگر ہمارا جذبہ ایمانی اور طاقت روحانی اس قدر گر چکے ہیں کہ حق گوئی اور راست گفتاری کے لئے اس لئے جرأت نہیں کرتے کہ ہمارے دنیوی اغراض ضائع ہوں گے یا سوشل تعلقات میں فرق پڑے گا اور اخراج یا بایکاٹ کا بھوت سر پر سوار ہوگا تو پھر ہماری ترقی ایمانی

معلوم شد، فتنہ فساد کی خاطر نہیں۔ بلکہ حق کی خاطر۔ اگر ان مشکلات کے لئے ”موتوا قبل ان تموتوا“ پر پورا پورا عمل کر کے اپنے دل و دماغ کو تیار کر لیا جائے تو پھر کوئی وجہ خوف کی نہیں۔

میں اس وقت اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا کہ مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ احمدیوں کے بائیکاٹ و مقاطعہ کو مہذب اور شریف دنیا میں کس نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ میں صرف یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام بائیکاٹ و مقاطعہ کو جائز قرار دیتا ہے یا نہیں۔ نیز خلیفہ صاحب بائیکاٹ و مقاطعہ کا حربہ کیوں استعمال کرتے ہیں۔

زنا کاری کا الزام بدستور

یہ امر واقعہ ہے کہ خلیفہ ربوہ پر، حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے زمانے میں بھی زنا کاری کا الزام لگا اور خصوصاً ۱۹۲۷ء سے متواتر بدکرداری اور بدچلتی کا الزام لگ رہا ہے۔ لیکن خلیفہ صاحب اس کو ٹال مٹول کر رہے ہیں۔ آپ کو فضل عمر ہونے کا دعویٰ بھی ہے۔ آپ بائیکاٹ اور مقاطعہ اس لئے کرتے ہیں تاکہ میری بدچلتی کا اظہار کسی اور احمدی کے کانوں میں نہ پڑے اور وہ ڈر جائے اور میں تقدس کے بناوٹی پروے میں رنگ رلیاں مناتا رہوں۔ اس ضمن میں ان کا بیان درج ذیل ہے۔

”اس عرصہ دوران بائیکاٹ میں ماں باپ اور بیوی بچوں اور دوسرے تمام رشتہ دار کا فرض ہوگا کہ جس طرح ایک گندہ چیتھڑا اپنے گھر سے باہر پھینک دیا جاتا ہے اس طرح وہ اسے اپنے گھر سے نکال دیں۔ باپ بچے کو نکال دے۔“
(خواہ بچے گھر سے نکال کر آوارہ ہو جائیں یا اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور مذہب ہی کیوں نہ اختیار کر لیں۔ ناقل!)

خلیفہ صاحب کی دورنگی شریعت

خلیفہ صاحب ربوہ کا دستور ہے کہ وہ کام جس کو وہ خود کرتے ہیں اسے تو شریعت کے مطابق گردانتے ہیں۔ مگر جب وہی کام دوسرے لوگ کریں تو یہ شور برپا کر دیتے ہیں۔ یہ کام شریعت کے خلاف ہے جن افراد کو آپ سے اختلاف ہوا۔ آپ نے ان کا مکمل سوشل بائیکاٹ کیا اور ان کی جائیدادیں تک ضبط کر لی گئیں۔ مگر جب دوسرے لوگ بھی تبدیلی عقیدہ کی بناء پر ان کو مقاطعہ کا شکار بناتے ہیں تو ان کے سامنے قرآنی آیت ”لا اکراہ فی الدین“ پیش کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ ”بائیکاٹ کرنا تو یہودیوں اور کافروں کا شیوہ ہے۔“ (الفضل مورخہ ۱۰ جون ۱۹۵۶ء)

ان نختیوں کے باوجود پھر اس کو کسی نہ کسی مقدمہ میں پھنسانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس کو منافق مرتد دشمن سلسلہ قرار دے کر اس کے قتل تک کو جائز بنایا جاتا ہے اور قاتل کی پوری پوری اعانت کی جاتی ہے۔ یہ تمام مظالم اور سختیاں اس لئے روارکھی جاتی ہیں کہ دوسرے لوگ عبرت پکڑیں اور کوئی مظلوم جس کو اللہ تعالیٰ نے بھی ظالم کے ظلم کی علی الاعلان اظہار کی اجازت دی ہے آواز نہ اٹھا سکے۔ احباب کرام خدا کے لئے بتائیں کہ کیا اس قسم کا حیا سوز سلوک کبھی کسی خدا کے پیارے نے بھی اپنے معترضین کے ساتھ روارکھا؟

اسلام بائیکاٹ و مقاطعہ کی اجازت نہیں دیتا

۱..... کیا جن عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام پر اس قسم کا گندہ الزام لگایا تو آپ نے اپنی بریت فرمائی تھی یا بادشاہ ہونے کے بعد ان عورتوں کو انسانیت سوز مظالم کا تختہ مشق بنایا تھا؟

۲..... پھر کیا جن منافقوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ پر اس قسم کا الزام لگایا تھا تو آنحضرت ﷺ نے ان منافقوں کا بائیکاٹ کیا یا تحقیقات شروع کی؟ اور کبھی بھی خدا کے حکم کے بغیر کسی کا بائیکاٹ نہیں کیا۔

۳..... پھر کیا جس معترض نے تقسیم غنیمت کے وقت کہہ دیا تھا اے محمد انصاف سے کام لے تو کیا اس وقت ان کا بائیکاٹ کیا گیا تھا؟

۴..... اور فتح مکہ کے بعد جن نوجوانوں نے یہ کہا کہ خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور مال محمد رسول اللہ اپنے رشتہ داروں کو بانٹ رہے ہیں۔

کیا اس قدر سخت انہماکات سن کر حضور نے ان کا بائیکاٹ و مقاطعہ کیا یا ان کی تسلی کرائی؟

۵..... پھر کیا وہ لوگ جنہوں نے حضور کا بائیکاٹ و مقاطعہ کیا کہ کوئی شخص حضور اور حضور کے قبیلہ سے لین دین نہ کرے۔ نہ کوئی چیز خریدے نہ ان کے ہاتھ فروخت کرے۔ نہ ان سے کسی قسم کی قربت داری کرے وغیرہ۔ اس بائیکاٹ کی وجہ سے بعض اوقات صحابہ کو بھوک کے مارے پتے اور سوکھے چمڑے تک بھون کر کھانے پڑے۔ پھر کیا آنحضرت ﷺ نے بھی کبھی ان لوگوں کا بائیکاٹ و مقاطعہ کیا اور کیا بائیکاٹ کرنے والوں کا یہ فعل درست تھا؟

۶..... پھر کیا جنہوں نے حضور اور حضور کے خدام کو خانہ کعبہ میں جانے سے روکا۔ شہر کے لڑکوں اور ادا باشوں کو حضور پر جاسوس و پہرے دار مقرر کیا۔ باہر سے آنے والے مسافروں کو طے سے منع کیا۔ حضور پر کچھڑ اور کوڑا کرکٹ پھینکا۔ حضور کے بعض ساتھیوں کو گرم ریت پر لٹا کر سینہ پر گرم پتھر رکھے۔ بعض کی مشکلیں باندھ کر کوڑوں سے پیٹا۔ بعض کی مار مار کر آنکھیں پھوڑ ڈالیں۔ بعض کے بچوں کو دواؤں سے باندھ کر درمیان سے چیر ڈالا اور بعض عورتوں کی شرمگاہوں تک

میں نیزے مارے۔ یہاں تک کہ حضور اور حضور کے خدام کو اپنے وطن عزیز مکہ کو ہی چھوڑنا پڑا۔ پھر کیا جب حضور اسی مکہ میں ہزاروں کے لشکر سمیت فاتح کی حیثیت سے دوبارہ داخل ہوئے تو کیا حضور نے اپنے دشمنوں سے ذاتی انتقام لیا؟ یا یہ فرمایا کہ میں دنیا کے لئے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا۔

۷..... پھر کیا جب طائف والوں نے تین میل تک حضور کا تعاقب کیا، گالیاں دیں۔ اینٹ و پتھر مارے۔ حضور کی پنڈلیاں اور جسم مبارک لہولہاں کر دیا۔ جوتیاں لہو سے بھر گئیں۔ حضور کا قول ہے کہ مجھے کچھ ہوش نہ تھا کہ کدھر سے آ رہا ہوں اور کہاں جا رہا ہوں۔ اس حالت میں بھی جب فرشتہ نازل ہوا کہ اگر اجازت ہو تو اسی ہستی پر پہاڑ گرا دوں تو رحمت اللعالمین نے فرمایا۔ نہیں ان میں سے یا ان کی نسلوں میں سے بہت سے لوگ ایمان لائیں گے۔

۸..... اس طرح جنگ احد میں جب تلواریں چل رہی تھیں۔ حضور کے رخسار پر زخم آئے۔ پیشانی سے خون جاری ہوا۔ حضور کے دانت مبارک شہید کر دیئے گئے۔ دشمن نابکار حضور کے سر مبارک تک کو جسم اطہر سے جدا کرنا چاہتا تھا۔ اس نازک گھڑی میں رحمت اللعالمین کے دل میں جزیہ انتقام موجزن ہونے کی بجائے زبان مبارک پر یہ دعا جاری تھی۔ رب اغفر قومی فانہم لا یعلمون! اے میرے رب میری قوم کو معاف فرمادے کہ یہ بے سمجھ ہے۔

۹..... پھر کیا حضرت عمر فاروقؓ (جن کے نام سے قیصر دکسری جیسے بادشاہ کانپ اٹھتے تھے) جب ہزار ہا کے مجمع میں خطبہ پڑھ رہے تھے تو ایک معترض نے اٹھ کر کہا کہ یمنی چادریں جو مال غنیمت میں آئی تھیں اور ہر ایک کے حصہ میں ایک ایک آئی۔ جس سے بمشکل چھوٹا سا کرتہ بنتا ہے۔ آپ کا اس قدر لہبا چنہ کہاں سے بن گیا (گویا خیانت کا الزام لگایا) اس پر امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے نہ اس کو برا بھلا کہا نہ اس کو منافق و مرتد قرار دے کر بائیکاٹ و مقاطعہ کیا۔ نہ یہ فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کا قائم کردہ برحق خلیفہ ہوں جو مجھ پر سچے اعتراض بھی کرے گا تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ نہ یہ فرمایا کہ اگر میں نے خانہ ہی ہونا تھا تو خدا نے مجھے خلیفہ کیوں بنایا۔ نہ یہ فرمایا کہ میرے متعلق آنحضرت ﷺ کی اتنی بشارات موجود ہیں میں ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ آپ کے خوشامدی مولویوں سے ہی کسی نے یہ کہا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ سے کوئی پوچھنے والا نہیں اس طرح خلیفہ سے بھی کوئی باز پرس نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جب تک آپ نے معترض کی تسلی نہیں کر دی۔ اس وقت تک خطبہ شروع نہیں فرمایا۔ کیونکہ جس کا حساب صاف ہے اس کو کسی کے اعتراض کا کیا ڈر ہو سکتا ہے؟

۱۰..... پھر کیا جن لوگوں نے حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر اعتراض کئے۔ کیا ان ہر دو بزرگوں نے اپنی بریت کی تھی۔ یا اننا مترضین کو ہی مناقب و مردتہ قرار دے کر چھپا چھڑایا تھا؟

۱۱..... کیا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بھی کبھی کسی کا بائیکاٹ و مقاطعہ کیا۔ یا مخالفین آپ کو دکھ و تکالیف دیتے رہے۔ آپ کے راستہ میں دیواریں کھینچ کر شارع عام پر گزرنے سے روکتے رہے۔ آپ کے ماننے والوں کا بائیکاٹ و مقاطعہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بعض احمدیوں کو ہرزہ میں کامل میں بڑی بے رحمی سے سخت تکالیف کا تختہ مشق بنا کر سنگسار کیا گیا۔

۱۲..... پھر کیا حضرت خلیفہ اذل (لورڈین) نے بھی کبھی اپنے مترضین کا بائیکاٹ کیا یا خلفاء راشدین کے نقش قدم پر چل کر اپنی بریت کرتے رہے؟

بائیکاٹ و مقاطعہ سے اللہ اس کے رسول کی نافرمانی لازم آتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے ماننے والے کفار اور باطل پرستوں کے حربہ بائیکاٹ و مقاطعہ کو اختیار نہیں کر سکتے۔

مباہلہ جائز ہے

حضرت مسیح موعود کے تین حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔ اس میں زنا کے الزام پر مباہلہ کرنے کی پوری پوری وضاحت موجود ہے۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ زنا کے الزام لگانے والے خواہ چار گواہ پیش نہ بھی کریں تو وہ میدان مباہلہ میں نکل آئیں تو ان سے مباہلہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ حضور کا حکم ملاحظہ فرمائیے۔

۱..... ”مباہلہ صرف ایسے مفسوسوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفسری اور زانی قرار دیتے ہیں۔“ (الحکم مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۰۲ء)

۲..... ”دوم اس ظالم کے ساتھ جو بے جا تہمت کسی پر لگا کر اور اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے مثلاً ایک مستورہ عورت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے چشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خور ہے۔ کیونکہ چشم خود اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔ تو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے۔ کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں۔ کیونکہ ایک شخص اپنے یقین اور روایت پر بنا رکھ کر ایک مؤمن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے۔“ (الحکم مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۰۲ء)

۳..... ”یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے چشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا چشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بنیاد و افتراء کے لئے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔“ (تلخیص رسالت ج ۲ ص ۴۰۴، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۱۳)

خلیفہ صاحب کی عیاری

خلیفہ صاحب ربوہ نے جب یہ دیکھا کہ میری بدچلنی کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ رہا ہے اور حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کی روشنی میں چار گواہوں کی بھی ضرورت نہیں اور کہیں احمدی جماعت کے افراد مجھے مہبلہ کیلئے تیاری شروع نہ کروادیں فوراً کمال چاکہ دستی سے پیٹریاویں بدلا کہ میں مہبلہ کے لئے تیار ہوں۔ مگر گناہم شخص دعوت مہبلہ دے رہا ہے۔ اس لئے اس سے مہبلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۵۶ء کے الفضل میں گواہوں کو رد کرتے ہوئے میاں زاہد کی گواہی کو سراہا اور یوں فرمایا: ”کہ مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میرے لئے میاں زاہد کی گواہی اور اپنا حافظہ کافی ہے۔“ (الفضل مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۵۶ء)

الفضل ۳۱ جولائی ۱۹۵۶ء میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ نے یہ بھی شکوہ فرمایا ہے کہ: ”ہر عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ گناہم شخص سے مہبلہ کون کر سکتا ہے۔“ (الفضل مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۵۶ء)

میاں زاہد سے میری بیویاں پردہ نہیں کرتیں

چونکہ خلیفہ صاحب کو اپنے حافظہ پر تازہ ہے۔ بھولنا بھی ان کے بس کی بات نہیں۔ حفظہ ما تقدم کے طور پر یاد کرانا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہاں! یہ وہی میاں زاہد ہیں جن کے متعلق آپ نے انٹرنیشنل میں فرمایا تھا کہ میری بیویاں میاں زاہد سے پردہ نہیں کرتیں۔ افضل!

میں عرض کر رہا تھا یہ دونوں صورتیں میاں زاہد نے پوری کر دیں جو ان کے بیان سے ظاہر ہے۔ اس لئے غور سے ملاحظہ کیجئے۔

”فتمنوا الموت ان کنتم صادقین“

شہادت نمبر: ۱

چیلنج مہبلہ

یتام میاں محمود احمد خلیفہ قادیان

صدق و کذب میں فیصلہ کا آسان طریق

اب میاں زاہد صاحب کا بیان مہبلہ بغیر ہجرہ کے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور میاں محمود احمد صاحب ان کی گواہی از خود تسلیم کر چکے ہیں۔ اس لئے آپ بغیر کسی تاویل کے حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کی روشنی میں اس مہبلہ کو قبول فرمائیے۔ (مہبلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے

جو اپنے قول کی قطع اور یقین کی بناء رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔ اخبار الحکم! ”میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ کیونکہ آپ عجیب و غریب تفرقہ انگیز فتویٰ و مثلاً یہ کہ تمام روئے زمین کے کلمہ گو مسلمان کافر ہیں۔ ان کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔ ان کے اور ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک پڑھنا ناجائز اور ان سے رشتہ و رابطہ حرام ہے۔ صادر فرمانے کی وجہ سے مسلمانوں میں خصوصاً اور باقی دنیا میں عموماً کافی شہرت رکھتے ہیں۔ آنجناب کا دعویٰ ہے کہ آپ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ المسلمین ہیں اور خدا نے ہی آپ کو دنیا کی ہدایت و اصلاح کے لئے مامور فرمایا ہے اور اگر فی زمانہ کوئی روحانیت کا مجسم نمونہ اور اسلام کا سچا حامی و علمبردار ہے تو وہ آپ کی ذات و الاصفات ہے۔

خلافت مآب کے ان عظیم الشان دعادی نے ایک دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ لیکن یہ کیونکہ ممکن تھا کہ اس قادر مطلق خیر و عظیم جس سے کوئی نہاں در نہاں فعل پوشیدہ نہیں اور جس نے ابتدائے عالم سے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے سامان پیدا کئے اور بلا آخر ہمارے مولیٰ و آقا سید الکونین حضرت محمد ﷺ کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ کسی ایسے شخص کو زیادہ مہلت دیتا جو اس کے اور اس کے پاک رسول کے نام کی آڑ میں بندگان خدا کو گمراہ کر رہا ہو۔ آج اس مسبب الاسباب کے پیدا کردہ یہ سامان ہیں کہ خود خلیفہ قادیان کے مخلص مرید آنجناب کے پوشیدہ رازوں کا انکشاف کر رہے ہیں اور عرصہ سے خلافت مآب کو (جو بیشتر ازیں ہر مخالف کو مہلہ کے لئے بلایا کرتے تھے۔ ان سے مشتبه چال چلن پر مہلہ کی دعوت دے رہے ہیں۔ مگر آج تک اس روحانیت پاکیزگی اور تعلق باللہ کے مدعی کو میدان میں آنے کی جرأت نہیں)

خاکسار اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے لئے اور دنیا پر حقیقت کو بے نقاب اور جملہ برادران اسلام کی آگاہی کے لئے بذریعہ اشتہار ہذا اس امر کی اطلاع دیتا ہوں کہ یہ عاجز بھی عرصہ سے خلافت مآب کو یہی چیلنج دے رہا ہے کہ اگر ان کی ذات پر عائد کردہ الزامات غلط ہیں تو وہ میدان مہلہ میں آ کر اپنی روحانیت صداقت کا ثبوت دیں۔ مگر خلافت مآب نے آج تک اس چیلنج کو قبول ہی نہیں کیا۔

آج پھر اتمام حجت بذریعہ اعلان ہذا میں خلیفہ قادیان کو چیلنج دیتا ہوں کہ ان کے دعادی میں ذرہ بھر بھی صداقت ہے تو اپنے چال چلن پر الزامات کے خلاف دعا مہلہ کریں۔ تاکہ فریقین میں سے جو جھوٹا اور کاذب ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے اور دنیا اس مہلہ کے نتیجے سے حق و باطل میں فیصلہ کر سکے۔

کیا میں امید کروں کہ آنحضرت ﷺ کی ممانعت کا دعویٰ کر کے اہل اسلام کے دلوں کو مجرد کرنے والا اور تمام انبیاء کی پیش گوئیوں کا مصداق ہونے کا دعویٰ دار اس دعوت مہبلہ کو قبول کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دے گا؟

ذیل میں یہ عاجز اس ہستی کا فتویٰ درج کرتا ہے جس کے قائم مقام ہونے کا خلافت مآب کو دعویٰ ہے اور جس کو آپ بعد آنحضرت ﷺ حقیقی نبی تسلیم کرتے ہیں تاکہ خلیفہ صاحب یہ کہنے کی جرأت نہ کر سکیں کہ ایسا مہبلہ جائز نہیں۔

مہبلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بناہ رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔ (اخبار الحکم)

خاکسار خلیفہ قادیان کا ایک سابق مرید۔ محمد زاہد، اخبار مہبلہ قادیان!

شہادت نمبر ۲:

چونکہ شریعت نے عورتوں کو پردے کی اجازت دی ہے۔ اس لئے اس نام کو بے پردہ نہیں کہا گیا۔ اس کی فہم الحال ضرورت تو نہ تھی لیکن اس خوف سے کہ خلیفہ صاحب کو نال مٹول کا موقع نہ ملے کہ عورتوں کی گواہی کسی کی بھی نہیں۔ اس لئے مہبلہ نامی اخبار قادیان میں بیان شائع ہوا ہے وہ ایک احمدی قادیانی خاتون کا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

ایک احمدی خاتون کا بیان

”میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں ظاہر کر دینا چاہتی ہوں کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے ہیں؟ میں اکثر اپنی سمیلیوں سے سنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں۔ مگر اعتبار نہیں آتا تھا۔ کیونکہ ان کی مومنانہ صورت اور نیچے شرمیلی آنکھیں ہرگز یہ اجازت نہ دیتی تھیں کہ ان پر ایسا بڑا الزام لگایا جاسکے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ میرے والد صاحب نے جو ہر کام کے لئے حضور سے اجازت حاصل کیا کرتے تھے اور بہت غلص احمدی ہیں۔ ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لئے دیا۔ جس میں اپنے ایک کام کے لئے اجازت مانگی تھی۔ خیر میں رقعہ لے کر گئی۔ اس وقت میاں صاحب نے مکان (تھر خلافت) میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی جو وہاں تک میرے ساتھ گئی اور ساتھ ہی واپس آگئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا۔ اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جو نبی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا اور جواب کے لئے عرض کیا۔ مگر انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو جواب دے دوں گا۔ گھبراؤ

مت۔ باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں۔ ان سے مل آؤں مجھے یہ کہہ کر اس کمرے کے باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پیچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا اور چٹنیاں لگا دیں۔ جس کمرے میں میں تھی وہ اندر کا چوتھا کمرہ تھا۔ میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیال دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے براہِ فعل کروانے کو کہا۔ میں نے انکار کیا۔ آخر زبردستی انہوں نے مجھے پٹنگ پر گرا کر میری عزت برباد کر دی اور ان کے منہ سے اس قدر بول آ رہی تھی کہ مجھ کو چکر آ گیا اور وہ گفتگو بھی ایسی کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے۔ ممکن ہے جسے لوگ شراب کہتے ہیں انہوں نے پی ہو۔ کیونکہ ان کے ہوش و حواس بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی۔ مجھ پر کوئی شک بھی نہ کرے گا۔“

”حضرت مرزا غلام احمد (مسح موعود) کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر“

(نوٹ: یہ رسالہ احتساب ج ۵۶ میں چھپ گیا ہے۔ مرتب!)

شہادت نمبر ۳:

”خاکسار پرانا قادیانی ہے اور قادیان کا ہر فرد و بشر مجھے خوب جانتا ہے۔ ہجرت کا شوق مجھے بھی دامنگیر ہوا اور میں قادیان ہجرت کر آیا۔ قادیان میں سکونت اختیار کی۔ خلیفہ قادیان کے حکمہ قضاء میں بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ مگر دل میں آرزو آرزو آرزو گاری تھی اور اخلاص مجبور کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کر کے خدمت دین بجالاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے احمدیہ دوا گھر کے نام۔ ایک دوا خانہ کھولا۔ جس کے اشتہارات عموماً اخبار الفضل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ قادیان کی رہائش میری عقیدت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی۔ ورنہ اگر میں اور قادیانی بھائیوں کی طرح دور دور ہی رہتا تو آج مجھے اس تجارتی کمپنی کے ایکٹروں کے سربستہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا۔ یا اگر میں خاص قادیان میں اپنا مکان بنا لیتا یا خلیفہ قادیان کا ملازم ہو جاتا تو بھی مجھے آج اس اعلان کی جرأت نہ ہوتی۔ خاکسار: شیخ مشتاق احمد، احمدیہ دوا گھر قادیان“

شہادت نمبر ۴:

”میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسی کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعینوں کا کام ہے۔ یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں اس ایمان اور یقین پر ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار، بد چلن اور عیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بد چلتی کے متعلق خانہ خدا خواہ وہ مسجد ہو یا بیت اللہ شریف یا کوئی اور مقدس مقام ہو میں حلف مؤکد عذاب اٹھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔“

اگر خلیفہ صاحب مہابلہ کے لئے نکلیں تو میں مہابلہ کے لئے حاضر ہوں۔
یہ الفاظ میں نے دلی ارادہ سے لکھ دیئے ہیں تاکہ دوسروں کے لئے ان کی حقیقت کا
انکشاف ہو سکے۔ والسلام! خاکسار: ڈاکٹر محمد عبداللہ آنکھوں کا ہسپتال قادیان!

شہادت نمبر: ۵..... حلیفہ شہادت

”میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ
مرزا محمود احمد و نیا دار، عیش پرست اور بد چلن انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مہابلہ کے لئے تیار
ہوں۔“
مستری اللہ بخش احمدی قادیان!

شہادت نمبر: ۶

”دیگم صاحبہ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب مرحوم ہم زلف، خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں:
”مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ بد چلن، زنا کار انسان ہیں۔ میں نے ان کو خود زنا کرتے دیکھا اور میں
اپنے دونوں بیٹوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر مؤکد بحداب حلف اٹھاتی ہوں۔“
بے خوف مجاہد

خان عبدالرب خان صاحب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے اور سر
محمد ظفر اللہ کی کوشی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے مرزا محمود کی ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا
ہوا ہے۔ اس سے آپ گہرے مراسم کا اندازہ لگائیے۔ باوجود اس قدر گہرے تعلقات کے جب
حق کی بات کا قصہ آیا حق کو مقدم کر کے خدا کو خوش کر لیا۔

امرداقتہ یہ ہے کہ آپ نے ایک مخلص قادیانی دوست کو مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ
قادیان کی آلودہ زندگی کے مخفی در مخفی حقائق سنائے۔ اس پر اس مخلص احمدی دوست نے مرزا محمود
احمد صاحب کو لکھ بھیجا کہ خان صاحب موصوف نے آپ کی بد چلنی کے واقعات سنا کر مجھے جو حیرت
کر دیا ہے اور دلائل اس نے ایسے دیئے ہیں جو میرے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس
شکایت کے چند گھنٹے بعد مرزا بشیر احمد ایم اے المعروف قمر الانبیاء نے خان صاحب موصوف کو بلا
کر سمجھایا کہ اگر حضور کچھ باتیں دریافت کریں تو اس سے لاعلمی کا اظہار کر دینا۔ آپ خاموش
ہو گئے۔ مرزا بشیر احمد ایم اے کے دل میں خیال آیا اب بس کام بن گیا۔

ان کے ایک آدھ گھنٹے بعد برہم صاحب کو قصر خلافت میں مرزا محمود احمد صاحب نے
بلا یا۔ جب آپ وہاں گئے تو وہ مخلص احمدی دوست بھی موجود تھا اور خان صاحب موصوف کے

والد محترم بھی وہیں تھے اور دو تین تنخواہ دار ایجنٹ بھی تھے اور سب کو اکٹھے کرنے کا مطلب یہ تھا۔ تاکہ رعب ڈال کر حق کو بدلا جاسکے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ خلیفہ صاحب نے جب خان صاحب موصوف سے دریافت کیا تو اس بے خوف مجاہد نے کہا جو کچھ میں نے آپ کے بد چلنی کے متعلق ان صاحب سے کہا وہ حرف بحرف درست ہے۔ آخر جب کام نہ بنا تو کھڑے ہو کر خلیفہ صاحب نے احسان گئے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی یہ کہا کہ تم نے میری ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا ہے۔ خان صاحب موصوف نے کہا یہ درست ہے۔ لیکن یہ حق کا معاملہ ہے۔ دنیا داری کے مقابلہ میں حق مقدم ہے اور اس حق کے لئے ہم نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو مانا ہے۔ اس لئے آپ نے قصر خلافت سے آ کر از خود بیعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ آپ نے ایک کتاب ”بلائے دمشق“ بھی لکھی ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ خلیفہ قادیان غیر صالح ہے۔ اس کا اشتہار اس کتاب کے صفحہ ۸۰ پر ملاحظہ کریں۔ خان صاحب کا حلیفہ بیان درج ذیل ہے۔

شہادت نمبر ۷: حلیفہ شہادت

”میں شرعی طور پورا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے۔ اگر وہ مہبلہ کے لئے آمادگی کا اظہار کریں اور میں خدا کے فضل سے ان کے مد مقابل مہبلہ کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ والسلام!“

شہادت نمبر ۸: حلیفہ شہادت

”میری قادیانی جماعت سے علیحدگی کے وجوہات منجملہ دیگر دلائل کے براہین ایک وجہ اعظم جناب خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں اور بدکاریاں ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحب مقدس اور پاکیزہ انسان نہیں ہے۔ بلکہ نہایت ہی سیاہ کار اور بدکار ہے۔

اگر خلیفہ صاحب اس امر کے تصفیہ کے لئے مہبلہ کرنا چاہیں تو میں بطیب خاطر میدان مہبلہ میں آنے کے لئے تیار ہوں۔ فقط!

خاکسار: فقیح الرحمن فاروق، سابق مبلغ جماعت احمدیہ (قادیان)“

شہادت نمبر ۹: حلیفہ شہادت

”میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا

کام ہے۔ مندرجہ ذیل شہادت لکھتا ہوں۔ بیان کیا مجھے میری والدہ نے کہا کہ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود صاحب کے ہاں رہا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب جوان نامحرم لڑکیوں پر عمل مسہریم کر کے انہیں سلا دیا کرتے تھے۔ پھر آپ ان کو کئی جگہ سے ہاتھ سے کاٹتے۔ تب بھی انہیں ہوش نہ ہوتی تھی۔“

۲..... ”ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اوپر سے حضرت صاحب انہیں سیڑھیوں پر اترتے آرہے تھے۔ جب میرے مقابل پہنچے تو انہوں نے میری چھاتی پکڑ لی۔ میں نے زور سے چھڑائی۔“

خاکسار: علی حسین!

شہادت نمبر: ۱۰

جناب ملک عزیز الرحمن صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور، قادیانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبدالرحمن صاحب خادم گجراتی مصنفہ احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی برادر ہیں۔ آپ وقف زندگی ہو کر ربوہ میں عرصہ تک قیام پذیر رہے اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور آپ فارن مشن اکاؤنٹس کے انچارج بھی تھے۔ ان کی شہادت پیش خدمت ہے۔

حلیفہ شہادت

”میں اس قہار خدا کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے، یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض واقف زندگی ربوہ (حال راولپنڈی) نے میرے سامنے میرے مکان واقعہ لاہور پر کئی ایک ایسے واقعات بیان کئے جن سے خلیفہ صاحب ربوہ کے اول درجہ بدکار ہونے کا یقین کامل ہو جاتا ہے۔ اس نے میرے اور چند دوستوں کے سامنے بالوضاحت یہ بیان دیا کہ خلیفہ صاحب ربوہ مع اپنی بیویوں کے باقاعدہ پروگرام کے تحت بدکاری کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو چشم خود دیکھا۔ اگر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض اس بیان مذکورہ بالا سے انحراف کریں تو میں ان سے حلف مؤکد ہذا کا مطالبہ کروں گا۔ مزید برآں مجھے چونکہ خلیفہ صاحب کے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کام کرنے اور خلیفہ صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ میں بھی خلیفہ صاحب سے اس ضمن میں ادران کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے بارہ میں مبالغہ کرنے کو ہر دقت تیار ہوں۔“

فقط: ملک عزیز الرحمن جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور“

شہادت نمبر: ۱۱ حلیفہ شہادت

اگرچہ میں نے خلیفہ صاحب موجودہ کا مطالبہ پورا کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان تحریروں میں کسی نقص کا جواز نکال لیں۔ عین ممکن ہے کہ یہ کہیں کہ میری زنا کاری کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لئے مباہلہ نہیں کر سکتا۔ وقت کی بچت کی خاطر محمد یوسف صاحب ناز کا بیان ہدیہ ناظرین ہے۔

محمد یوسف ناز کا حلیفہ بیان

”بسم اللہ الرحمن الرحیم . نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم“
 ”اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمد عبده
 ورسوله“

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ خدا کے نبی اور خاتم النبیین ہیں اور اسلام سچا مذہب ہے۔ میں احمدیت کو برحق سمجھتا ہوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ پر ایمان رکھتا ہوں اور صحیح موعود ماننا ہوں اور اس کے بعد میں مؤکد عذاب حلف اٹھاتا ہوں۔

میں اپنے علم مشاہدہ اور روایت یعنی اور آنکھوں دیکھی بات کی بناء پر خدا کو حاضر ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے خود اپنے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کر دیا۔ اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ اس بات پر مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔ (دستخط: محمد یوسف ناز معرفت عبدالقادر تیرتھ سنگھ جے لوالی روڈ عقب شایمار ہوٹل کراچی)

”حضرت مرزا غلام احمد صحیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر“ (مطبوعہ احتساب ج ۵۶)

شہادت نمبر: ۱۲

خلیفہ صاحب کے رفیق کارجن کو ۱۹۲۳ء میں انگلستان ہمراہ لے گئے تھے۔ یعنی فاضل اجل حضرت شیخ عبدالرحمن صاحب مصری مولوی فاضل بی اے کا مکمل بیان آگے ملے گا۔ آپ کی خلیفہ صاحب سے بیعت کی علیحدگی کے اسباب کا بیان درج ہے۔

”موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔“ (دور حاضر کا مذہبی آمر، مطبوعہ احتساب ج ۵۶)

جناب عبدالجید صاحب اکبر احمدی مخلص نوجوان ہیں۔ قادیان کی مقدس سرزمین میں آپ پیدا ہوئے اور مختلف طریق سے جماعت کی خدمت میں منہمک رہے۔ اس خدمت کی وجہ سے آپ اس قدر مقبول ہو گئے۔ آپ کو سیکرٹری خدام الاحمدیہ حلقہ اقصیٰ منتخب کر لیا گیا۔ آپ ہر کس ونا کس سے متانت اور سنجیدگی سے پیش آتے تھے۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے مزید مقبولیت حاصل ہو گئی اور ممبر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ لاہور کی رکنیت بھی خدمت کے اصول کے پیش نظر اعزازی طور پر قبول فرمائی ان کا حلیفہ بیان پیش خدمت ہے۔

شہادت نمبر: ۱۳۰ حلیفہ شہادت

”قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی۔ قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی، اور قسم ہے مجھ کو جیب کبریٰ کی معصومیت کی، کہ میں اپنے قطعی علم کی بناء پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک ناپاک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر قائم ہوں۔ نیز مجھے اس بات پر بھی شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شعلہ بیان یعنی (سلطان البیان) مقرر سے قوت بیان کا چمن جانا اور دیگر بہت سی امراض کا شکار ہونا مثلاً نسیان فالج وغیرہ یقیناً یقیناً خدا کی عذاب ہیں جو کہ خدا نے عزیز کی طرف سے اس کی قدیم سنت کے مطابق مقرر ان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

علاوہ دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی وقتاً فوقتاً آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب و غریب انکشافات اس عاجز پر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صدیق صاحب ٹمس نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرتکب ہونے کے بارہ میں بہت سے دلائل و ثبوت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کئے۔

اس جگہ میں احتیاطاً یہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم صدیق صاحب کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو میں ہر دم ان کے ساتھ اپنے بیان کی صداقت پر مہلہ کے لئے تیار ہوں۔

احقر العباد: عبدالجید!

شہادت نمبر: ۱۳۰ حلیفہ شہادت

”میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو جبار قہار ہے۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور مردود کا کام ہے۔ حسب ذیل شہادت دیتا ہوں۔

میں ۱۹۳۲ء سے لے کر ۱۹۳۶ء تک مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت مسماۃ عزیزہ بیگم صاحبہ کے خطوط خفیہ طریقہ سے ان ہدایت پر عمل

کرتے ہوئے کہ: ”ان خطوں کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا۔ خلیفہ محمود کے پاس لے جاتا رہا۔ خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ سے اور ”ہدایت بالا“ کو دوہراتے ہوئے جواب دیتا رہا۔ (خطوط انگریزی میں تھے) اس کے علاوہ اس عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستہ سے لے جاتا رہا۔ جب کہ اس کا خاندان کہیں باہر ہوتا تھا۔ عورت غیر معمولی بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت سے گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور ہر وقت ان سے مبالغہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔

حافظ عبدالسلام پسر حافظ سلطان حامد خان صاحب استاد میاں ناصر احمد!

شہادت نمبر: ۱۵ حلیفہ شہادت

”میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب (یعنی مرزا محمود احمد) کو صادقہ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔“

غلام حسین احمدی!

شہادت نمبر: ۱۶ حلیفہ شہادت

”مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہایت بد چلن، لوز کریکٹر انسان ہے۔ بے شمار یعنی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں جن کی بناء پر میں یہ جاننے کے لئے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور اغلام باز (فاعل مفعول) بھی ہیں۔“

اس دلی یقین کا ثبوت میں یہاں تک دے سکتا ہوں۔ اگر خلیفہ صاحب قادیان اپنے کو کریکٹر چال چلن کی صفائی کے لئے مبالغہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح اسے قبول کرنے کو تیار ہوں۔

مرزا بشیر احمد نصیر!

شہادت نمبر: ۱۷ حلیفہ شہادت

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو چشم خود زنا کرتے دیکھا ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

شیخ بشیر احمد مصری!

مرزا محمود کی اپنی گواہی

حکیم عبدالعزیز صاحب (سابق پریذیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ قادیان پنجاب) نے

خلیفہ صاحب کی بد چلنی کے پیش نظر مسجد اقصیٰ میں جب خلیفہ صاحب مجمع عام کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ علی الاعلان لکھ کر دیا کہ آپ زنا کار اور بد چلن ہیں۔ اس لئے میں آپ کی بیعت نہیں کر سکتا۔ آپ پر بھی ۱۹۳۷ء پر حملہ کر دایا گیا۔ پندرہ بیس دن ہسپتال میں رہے اور خلیفہ صاحب کو لٹکارتے رہے۔ آپ نے مرزا محمود احمد صاحب کو ایک خط لکھا۔ جس میں آپ نے تحریر کیا کہ: ”سنا ہے کہ آپ نے چار گواہوں کا ذکر لوگوں سے کیا ہے۔ اگرچہ ہم سے تو نہیں کیا اگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اسی کے لئے تیاری فرمائیں۔ ہم صرف چار ہی نہیں بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت کے خود جناب والا کی اپنی شہادت بھی پیش کریں گے۔ اگر ہم ثبوت نہ دے سکے تو آپ کی بریت ہو جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لئے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے بھی تیار ہیں۔“ حکیم صاحب موصوف کا حلیہ بیان درج ذیل ہے۔

شہادت نمبر: ۱۸ حلیہ شہادت

”میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتوں کا کام ہے۔ یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لئے علیحدہ ہوا تھا کہ میرے پاس ان کے خلاف احمدی لڑکیوں، لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے۔ جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی۔ اسی بناء پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کمیشن کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں۔“

یا میدان مہلبہ کے لئے تیار ہوں یا حلف مؤکد بعد اب اٹھائیں یا ہمیں موقعہ دیں کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف مؤکد بعد اب اٹھائیں۔ تاروز روز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو۔ لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے کفار والا حربہ بائیکاٹ مقاطع استعمال کرنے کے۔

۱۹۳۷ء سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد صاحب ایک زانی اور بد چلن انسان ہے۔ جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اسی عقیدہ میں باطل پر ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔
حکیم عبدالعزیز سابق پریذیڈنٹ، انجمن انصار احمدیہ (قادیان)“

شہادت نمبر: ۱۹ حلفیہ شہادت

”میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے۔ یہ تحریر کرتا ہوں کہ جس نے مرزا محمود احمد قادیانی کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بد فعلی کی ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ میں بچپن سے وہیں رہتا تھا۔“

شہادت نمبر: ۲۰ حلفیہ شہادت

”مصری عبدالرحمن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے میرے سامنے ہاتھ میں قرآن شریف لے کر یہ لفظ لکھے۔ خدا تعالیٰ مجھے پارا پارا کر دے۔ اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بد فعلی کی ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں۔“

بقلم خود محمد عبداللہ احمدی، سینٹ فرنچر ہاؤس مسلم ٹاؤن“

شہادت نمبر: ۲۱ حلفیہ شہادت

”مرزا گل محمد صاحب مرحوم آپ قادیان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے؟ اور مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے۔ ان کی دوسری بیوہ (چھوٹی بیگم) نے مجھے بیان کیا کہ خلیفہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی صاحبزادی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی۔ حضور یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قرآن اور حدیث میں اس کی اجازت ہے۔ البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی ممانعت ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک!)“

میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان تحریر کر رہی ہوں۔ شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں۔

نقطہ: سید ام صالح بنت سید ابرار حسین من آباد لاہور“

شہادت نمبر: ۲۲ حلفیہ شہادت

چوہدری علی محمد صاحب واقف زندگی اپنے خاندان میں صرف اکیسے ہی احمدی ہیں جنہوں نے سب کچھ قربان کر کے احمدیت جیسی نعمت کو پالیا۔ آپ ملٹری میں حوالدار تھے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتب کے مطالعہ کے بعد آپ نے احمدیت قبول کی۔ اللہ بخش صاحب تسنیم کے برادر میر محمد بخش، ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے ذریعہ مورخہ

۳۰ مارچ ۱۹۳۵ء کو جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے اور کچھ دن بعد آپ اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا۔ مئی ۱۹۳۵ء میں قادیان سے بلاوا آیا تو آپ بلا حیل و حجت پورے اخلاص و عقیدت مندی کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے اور خدمت کی ابتداء دفتر وکیل صنعت تحریک جدید سے ہوئی اور کچھ ماہ بعد مختلف شعبہ جات میں متعین کئے گئے۔ مثلاً:

سندھ جنگ فیکٹری کمری میں بطور اکاؤنٹ مقرر کیا گیا۔ پھر اس دوران میں نمائندہ خصوصی بنا کر دی۔ ایشیو افریقین لمیٹڈ کراچی پیشل آڈٹ کرنے کی غرض سے بھیجا گیا اور پنڈی، گوجرہ میں بھی تحریک جدید کے حصوں کی نگرانی کے لئے نمائندہ خاص مقرر کیا گیا۔ لاہور میں انڈسٹریل کمرشل ڈویلپمنٹ کمپنی کے دفتر میں اکاؤنٹ مقرر کیا گیا۔ تجارت اور صنعت کے دفتر میں ہیڈ اکاؤنٹ مقرر کیا گیا اور وی بورڈ آف ڈائریکٹرز کا سیکرٹری مرزا محمود احمد کی ذاتی منظوری سے کیا گیا۔ جس کا چیئرمین مرزا مبارک احمد ہے۔ بدستور سالہا سال سندھ کی زمینوں کے سلسلہ کے تجارتی کارخانوں میں اور فضل عمر انشٹیٹیوٹ کا حساب آڈٹ کرتے رہے۔ بسا اوقات قیام ربوہ میں اکثر مالی خیانتوں کے حصوں پر آپ کو بطور کمیشن مقرر کیا جاتا۔ بعض دفعہ دارالقضاء بھی فیصلوں کے لئے آپ کو ہی کمیشن مقرر کرتے۔ آپ بطور محاسب خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بھی کام کرتے رہے اور خلیفہ صاحب چوہدری صاحب موصوف سے خاص ملاقاتیں بھی کیا کرتے تھے۔ حافظ عبدالسلام وکیل اعلیٰ نے جب کسی بات پر چوہدری صاحب کی شکایت خلیفہ صاحب سے کی۔ خلیفہ صاحب نے بالوضاحت جواب میں کہا جو درج ذیل ہے۔

”میرے نزدیک تو یہ محنت اور دیانتداری سے کام کرتے ہیں۔“

الغرض چوہدری صاحب موصوف نے مختلف شعبہ جات میں اکاؤنٹ بطور نائب ڈائریکٹر کے کام کئے۔ ان کے علم اور یقین کے پیش نظر ان کو تمام مخفی راز از بر یاد ہیں کہ روپیہ کیسے اور کس طریق سے ہضم کیا جاتا ہے۔ پھر آپ نے ایک کتاب میں حساب بنا کر پیش کیا ہے اور چیلنج بھی دیا ہے کہ یہاں مالی بدعنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کے رو سے میں عینی شاہد ہوں۔ بہر حال چوہدری صاحب موصوف کی خدمت جلیلہ قابل قدر ہیں۔ ضرورت پڑنے پر وقت کے تقاضوں کو ضرور پورا کریں گے۔ قیام ربوہ میں ان سے جو حالات پیش آئے اس کے ذریعہ سے ان کا حلیہ بیان پیش خدمت ہے۔

”میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ صوفی روشن دین صاحب جو ربوہ میں انجمن کی چکی پر عرصہ تک بطور محسرتی کام

کرتے رہے اور وہ قادیان کے پرانے رہنے والوں میں سے ہیں اور مخلص احمدی ہیں اور جن کے مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے خاندان کے بعض افراد سے قریبی تعلقات تھے اور خصوصاً مرزا حنیف احمد ابن مرزا محمود احمد کے صوفی صاحب موصوف کے ساتھ نہایت عقیدت مندانہ مراسم تھے اور اس قلبی عقیدت کی بناء پر مرزا حنیف احمد گھنٹوں صوفی صاحب کے پاس روزانہ ان کے گھر جا کر بیٹھتے اور بسا اوقات صوفی صاحب کو قصر خلافت میں اپنے ایک کمرہ خاص میں بھی لے جا کر ان کی خاطر و مدارت کرتے۔ انہوں نے مجھ سے بارہا بیان کیا کہ مرزا حنیف احمد خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح موعود سمجھتے ہو وہ زنا کرتا ہے اور یہ کہ مرزا حنیف نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے کئی دفعہ مرزا حنیف احمد سے کہا کہ تم ایسا سنگین الزام لگانے سے قبل اچھی طرح اپنی یادداشت پر زور ڈالو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جس کو تم کوئی غیر سمجھے وہ دراصل تمہاری کوئی والدہ ہی تھیں۔ مبادا خدا کے قہر و غضب کے نیچے آ جاؤ۔ تو اس پر مرزا حنیف احمد اپنی رویت یعنی پر حلفاً مصرر ہے کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ انہوں نے اپنے والد کی کبھی کوئی کرامت مشاہدہ نہیں کی۔ البتہ یہ تڑپ شدت کے ساتھ پائی ہے کہ کسی طرح انہیں جلد از جلد دنیاوی غلبہ حاصل ہو جائے۔

اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں اور افراد جماعت کو اس سے محض دھوکا دینا مقصود ہے تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی بچوں پر ایسا عبرتناک عذاب نازل فرمائے جو مخلص اور ہر دیدہ بینا کے لئے از یاد ایمان کا موجب ہو۔

ہاں اس نام نہاد خلیفہ کی مالی بد عنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کا ریکارڈ کی رو سے میں یعنی شاہد ہوں۔ کیونکہ خاکسار نے ساڑھے نو سال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں اکاؤنٹ اور نائب آڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔

خاکسار: چوہدری علی محمد عفی عنہ واقف زندگی حال نمائندہ خصوصی کوہستان، لائل پور!“

شہادت نمبر: ۲۳ حلیفہ شہادت

جناب مولوی محمد صالح صاحب نور واقف زندگی سابق کارکن وکالت، تحریک جدید ربوہ مولانا محمد یامین صاحب تاجر کتب کے چشم چراغ ہیں۔ صحابی ہونے کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کا بے شمار لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ آپ قادیان کی مقدس سرزمین ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے اور مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مختلف شعبوں میں آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے خدمت سرانجام دیتے رہے۔ مثلاً:

-۱ قادیان میں مسجد خدام الاحمدیہ کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے۔
-۲ زعیم مجلس خدام الاحمدیہ دارالصدر ربوہ۔
-۳ نائب منتظم تبلیغ مرکزیہ خدام الاحمدیہ ربوہ۔
-۴ سندھ ویکیٹبل اینڈ پروڈکشن کے ہیڈ آفس میں کام کیا۔
-۵ رسالہ ریویو آف ریلیجز اور سن رائٹراخبار کے منیجر بھی رہے۔
-۶ مختصبا امور عامہ کے معتمد خاص ربوہ بھی رہے۔

ان شعبہ جات کے علاوہ بھی جماعتی طور پر جس خدمت پر بھی مامور کیا گیا۔ آپ دیانت اور تقویٰ کی راہ پر چل کر صحیح معنوں میں خدمت کی۔ آپ عبدالرحیم احمد جو خلیفہ صاحب کے دامات ہیں۔ ان کے پرائیویٹ اسٹنٹ وکیل اتعلیم تحریک جدید ربوہ بھی تھے۔ آپ نے جس جانفشانی اور اخلاص، محنت سے کام کرتے تھے۔ اسی کی وجہ سے آپ کے ذمہ کام سپرد کئے جاتے تھے۔ آٹھ دس شعبہ جات کی کارکردگی آپ کی مقبولیت کی شاہد ہے اور گہرے تعلقات کا اندازہ بھی اس سے لگایا جاسکتا ہے۔ اس کا حلیفہ بیان ہدیہ ناظرین ہے۔

حلیفہ شہادت

”میں اللہ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل چند سطور محض اس لئے سپرد قلم کر رہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ کے تقدس کے قائل ہیں ان کے لئے راہنمائی کا باعث ہو۔ اگر میں درج ذیل بیان میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ کا عذاب مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر نازل ہو۔“

”میں پیدائشی احمدی ہوں اور ۱۹۵۷ء تک میں مرزا محمود احمد کی خلافت سے وابستہ رہا۔ خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خود ساختہ فتنہ کے سلسلہ میں جماعت ربوہ سے خارج کر دیا۔ ربوہ کے ماحول سے باہر آ کر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت ہی گھٹاؤ نے حالات سننے میں آئے۔ اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاحبزادی امت الرشید بیگم، بیگم میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات کی۔ انہوں نے خلیفہ صاحب کے بد چلن اور بد قماش اور بد کردار ہونے کی تصدیق کی۔ باتیں تو بہت ہوئیں۔ لیکن خاص بات قابل ذکر یہ تھی کہ جب میں نے امت الرشید بیگم سے کہا کہ آپ کے خاوند کو ان حالات کا علم ہے تو انہوں نے کہا کہ ”صالح نور صاحب“ آپ کو کیا بتلاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتا رہا ہے اور اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلا دوں تو وہ مجھے ایک منٹ کے لئے بھی اپنے گھر میں بسانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ تو پھر میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر امت الرشید کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور یہ لرزہ خیز بات سن کر میں بھی ضبط نہ کر سکا

اور وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بناء پر جو میں ڈاکٹر نذیر احمد ریاض، محمد یوسف ناز، رابعہ بشیر احمد رازی سے سن چکا ہوں۔ حق العین کی بناء خلیفہ صاحب کو ایک بدکردار اور بدچلن انسان سمجھتا ہوں اور اسی کی بناء پر وہ آج خدا کے عذاب میں گرفتار ہیں۔“ خاکسار: محمد صالح نور، واقف زندگی سابق کارکن وکالت تعلیم، تحریک جدید ربوہ!“

شہادت نمبر: ۲۴۰ حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض کی شہادت

خلیفہ صاحب کا اصول

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض، مولوی فاضل واقف زندگی خلیفہ ربوہ کے خاص ڈاکٹر تھے اور خلیفہ صاحب نے از خود سلسلہ کے خرچ سے حکمت اور ڈاکٹری کی تعلیم دلوائی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف علاج مخصوصہ میں کافی سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں اور عرصہ دراز تک خلافت مآب کے چرنوں میں رہے۔ آپ نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کی سوانح حیات مرتب کر کے شائع کی ہے جو تقریباً ۳۰۰ صفحہ پر مشتمل ہے۔ آپ جامعہ البشرین میں پروفیسر بھی تھے۔ آپ اپنی خدا داد ماغی صلاحیتوں کی وجہ سے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی سے ہی نہیں بلکہ اندرون خانہ کے ہر شعبہ سے پوری طرح واقف راز بھی ہیں۔ یعنی بہت سے چشم خوردار خصوصی کے علاوہ آپ خلیفہ صاحب کے اصول کے متعلق فرماتے ہیں۔

”آپ کو یاد ہوگا جب تک ہم ربوہ میں رہے ہماری آپس میں کچھ ایسی قلبی بجا ناست رہی کہ باہم مل کر طبیعت بے حد خوش ہوتی تھی۔ کبھی شعر و شاعری کے سلسلہ میں تو کبھی مجلس کے مصنوعی تقدس پر نکتہ چینی کرنے میں بڑا لطف آتا تھا۔ دراصل خلیفہ صاحب کا اصول ہے کہ۔

مت رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں انہیں

اور پختہ ترکردو مزاج خانقاہی میں انہیں

اور خود خوب رنگ رلیاں مناؤ، عیش و عشرت میں بسر کرو۔ ہم نے تو بھائی خلوص دل سے وقف کیا تھا۔ خدا ہمیں ضرور اس کا اجر دے گا۔ انہیں یہ خلوص پسند نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر حکم و عدل سے خود فیصلہ کر دے گا کہ ٹھکرائے ہوئے ہیرے کتنے قیمتی اور کتنے عزیز تھے۔

شروع شروع میرے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ ہر وقت دل مختلف افکار کی اما جگہ بنا رہتا تھا۔ ماں باپ کی یاد، عزیزوں کی جدائی کا احساس دوستوں کے چھڑنے کا غم اور حاسدوں کے تیروں کی چھین سبھی کچھ تھا۔ لیکن۔

ہر داغ تھا اس دل میں بجز داغ ندامت

سب سے بڑا معلم انسان کی فطرت صحیحہ ہے۔ جس کی روشنی میں انسان اپنے قدموں کو استوار رکھتا ہے اور ہر افتاد پر ڈگمگانے سے بچاتا ہے۔ اگر یہ کھلی طور پر مسخ ہو جائے تو پھر کیسی ہے راہ روی کا احساس دل میں نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین!

شہادت نمبر: ۲۵ حلیہ شہادت

(اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر)

جناب غلام حسین صاحب احمدی فرماتے ہیں۔ ”میں نے اپنی شہادت کے علاوہ حبیب احمد کا بھی ذکر کیا تھا۔ وہ مجھے قادیان میں لے گئے۔ میں نے ان سے قسم دے کر دریافت کیا تو انہوں نے قسم کھا کر مجھے بتلایا کہ حضرت صاحب (مرزا محمود احمد) نے دو مرتبہ ان سے لواطت (یعنی منڈے بازی) کی ہے۔ ایک دفعہ قصر خلافت میں اور دوسری دفعہ ڈلہوزی میں، میں نے اس سے تحریری شہادت مانگی تو پوری تفصیل کے ساتھ نہیں لکھی بلکہ نامکمل لکھ کر دی۔ حبیب احمد صاحب اعجاز اس کی پوری پوری تصدیق فرما رہی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلى عبده المسيح الموعود نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت شریف جناب بھائی غلام حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کے بعد التماس ہے کہ جو میں آپ کو جو بات بتائی تھی میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ وہ بات بالکل صحیح ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر.....

خاکسار: حبیب احمد اعجاز!

شہادت نمبر: ۲۶ راجہ بشیر احمد صاحب رازی

مکرمی محترم راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ افسر مال، امیر جماعت احمدیہ گجرات

کے چشم چراغ ہیں۔ آپ نے خدمت دین کے لئے ۱۹۳۵ء میں اپنے آپ کو وقف کیا اور پورے اخلاص کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔

اور خلیفہ ربوہ کے بلاوے پر آپ ربوہ تشریف لے آئے اور نائب ایڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے کام پر مامور کیا گیا۔ آپ نے اس کام کو یا جو کام بھی آپ کے سپرد کئے جاتے نہایت ہی استقلال اور دیانتداری سے سرانجام دیتے رہے۔ آپ ربوہ کے کچے کواٹروں میں رہائش پذیر تھے اور دوستوں کے علاوہ آپ کے مراسم جناب شیخ نورالحق صاحب احمدیہ سنڈیکٹ سے ہوئے تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی کا ایسا بھیاںک منظر پیش کیا۔ آپ ششدر رہ گئے۔ آپ کا

ذہن اس آلودہ زندگی کو تسلیم نہیں کرتا تھا کہ ایسا مقدس انسان بدکار نہیں ہو سکتا۔ بلا خر رفتہ رفتہ آپ کے مراسم رازدار خصوصی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض سے ہو گئے تو انہوں نے بھی اس ناپاک انسان کے عشرت کدہ کی رنگین مجالسوں کا ذکر فرمایا اور ان کو مزید چنگلی کے لئے اس رنگین اور سنگین مجالس تک لے جانے کا وعدہ کر کے اس مجلس میں شامل کر لیا۔ رازی صاحب موصوف نے جب اس مجالس خاص میں عملاً رسائی حاصل کر لی اور اپنی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھا تو آپ کو جو حیرت ہو گئے۔ بعد ازیں آپ نے علی الاعلان پوری دیانتداری سے اس نقشہ خصوصی کو جو علی وجہ البصیرت پورے اطمینان کے ساتھ دیکھ چکے تھے۔ اپنے دوستوں سے کھلم کھلا اظہار کرتے رہے۔ رازی صاحب موصوف کا بجواب خط بیان درج ذیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

”ارشاد گرامی پہنچا۔ خلیفہ صاحب سے عدم دانستگی کی اصل وجہ تو وہی ہے جو

ہمارے مکرّم بھائی مرزا محمد حسین صاحب بی کام

فرمایا کرتے ہیں کہ: ”جو سفر ہم نے ماموریت سے شروع کیا اسے امریت پر ختم کرنا

ہمیں گوارا نہیں۔“

مگر یہ اجمال شاید آپ کے لئے وجہ تسلی نہ بن سکے۔ لیجئے مختصر ہماری روئیداد بھی سن

لیجئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہم ربوہ کے کچے کواٹروں میں خلیفہ صاحب ربوہ کے کچے قصر خلافت کے سامنے رہائش پذیر تھے۔ قریب مکان کے سب۔

شیخ نورالحق احمد ”احمد یہ سند کیٹ“

سے راہ درسم بڑھی تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی زندگی کے ایسے مشاغل کا تذکرہ کیا

جن کی روشنی میں ہماراوقف..... نظر آنے لگا۔ اتنے بڑے دعویٰ کے لئے شیخ صاحب کی ادوایت کافی نہ تھی۔ خدا بھلا کرے۔

ڈاکٹر نذیر احمد ریاض

جن کی ہمرکابی میں مجھے خلیفہ صاحب کے ایک ذیلی عشرت کدہ میں چند ایسی ساعتیں

گزارنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ جس کے بعد میرے لئے خلیفہ صاحب ربوہ کی پاک دامن کی کوئی سی بھی

تادیل و تعریف کافی نہ تھی اور میں اب بفضل ایزدی علی وجہ البصیرت خلیفہ صاحب ربوہ کی بد اعمالیوں

پر شاہد نامتق ہو گیا ہوں۔ میں صاحب تجربہ ہوں کہ یہ سب بد اعمالیاں ایک گھجی سوچی ہوئی سکیم کے

ناحت وقوع پذیر ہوتی ہیں اور ان میں اتفاق یا بھول کا کوئی دخل نہیں۔ جن دنوں ہم تھے۔

محاسب کا گھڑیال

ان رنگین مجالس کے لئے سینڈرز ٹائم کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب نہ جانے کون سا طریق رائج ہے۔ میرے اس بیان کو اگر کوئی صاحب مذکورہ پہنچ کرے تو میں حلف مومکد بعد اب اٹھانے کو تیار ہوں۔ والسلام!

بشیر رازی بی بی کام، سابق نائب ایڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ!“

نوٹ: محاسب کا گھڑیال سے مراد اگر ایک شخص کو رات کے نو بجے کا وقت عشرت کدہ کے دیا گیا ہے تو اس کی گھڑی میں پینک ٹونج چکے ہیں۔ جب تک محاسب کی گھنٹی نو نہ بجائے اس وقت تک وہ شخص اندر نہیں آ سکتا۔

شہادت نمبر: ۲۷..... چوہدری صلاح الدین صاحب ناصر بنگالی

خان بہادر ابو الہاشم خان مرحوم چوہدری صاحب موصوف کے والد محترم نے بنگال میں جماعت احمدیہ کی قیادت کی اور آپ نے پورے اخلاص کے ساتھ مسیح موعود کی تعلیم کو اجاگر کیا اور آپ نے مرزا محمود کی تفسیر کا انگریزی میں ترجمہ بطور خدمت کے کیا اور آپ جب ریٹائرڈ ہوئے تو آپ بیچ اہل و عیال قادیان تشریف لے آئے اور محلہ دار انوار میں ایک بہترین گھنٹی رہائش کے لئے تعمیر کی اور آپ کے خاندان کو خلیفہ صاحب کے خاندان سے والہانہ عقیدت تھی۔ اس قریبی تعلقات کی وجہ سے آپ خصوصیت سے واقف راز ہو گئے۔ چوہدری صاحب صدر انجمن کے شعبہ جات میں بھی کام کرتے رہے اور آپ کی انتھک مساعی محض دین کی خاطر شامل حال رہی۔ آپ بھی ربوہ میں کچے کواٹروں میں عرصہ تک رہائش پذیر رہے۔ لیکن جب آپ کو مرزا محمود کی ناپاک سیرت کا بخوبی علم ہو گیا اور علی وجہ البصیرت حق یقین تک پہنچ گئے تو آپ نے ربوہ کو خیر باد کرنے کا تہیہ کر لیا۔ موقع پا کر آپ خفیہ طور سے بیچ ہمشیرگان اور والدہ محترمہ کو رات کی تاریکی میں لے کر لاہور روانہ ہو گئے اور پھر علی اعلان خلیفہ صاحب کی ناپاک سیرت پر اخباروں اور لیکچروں میں بلا خوف اظہار فرماتے رہے۔ چوہدری صاحب موصوف حقیقت پسند پارٹی کے پہلے جنرل سیکرٹری رہے۔ آپ نے اس کام کو بھی اپنی صلاحیتوں کے پیش نظر سب دستور مستعدی اور جانفشانی سے کیا۔ اس بدکار اور بد اعمال انسان کے لئے آپ نے اپنے آپ کو وقف کیا اور اس کی ناپاک سیرت پر الارم دینا اپنا فرض اولین تصور کرتے ہیں۔ چوہدری صاحب گہرے رازداروں میں سے واقع ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں: ”قادیانی جماعت کے اندر قادیان احمدیت کے نام کی خفیہ تنظیم کو بے نقاب کیا جائے جو ایک نقاب پوش خطرناک قسم کی نوجوانوں کی تنظیم ہے جو عملی طور پر تشدد کی حامی ہے اور اپنے کسی راز کو انشاء کرنے والے کا کام تمام کر دیتی ہے اور ذیل کے

احمدی حضرات کو عدم آباد تک پہنچا چکی ہے۔“ (لوائے پاکستان مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۵۷ء)

چوہدری صاحب کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا اندازہ بہت سے اخباروں کے علاوہ مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے۔ جس میں آپ نے طویل لسٹ مختلف لوگوں کی دی ہے۔ جن کو راز افشاء کرنے کے جرم میں ان کا کام تمام کر دیا گیا۔ طوالت کے خوف سے مثال کے طور پر صرف ایک نام پر اکتفا کرتا ہوں۔ چوہدری صاحب نے اپنی ہمیشہ عابدہ بیگم بنت خاں بہادر ہاشم خاں صاحب آف بنگال کے اہم واقعہ کا ذکر بھی فرمایا ہے کہ ان کو بھی بذریعہ بندوق مار کر اچانک موت سے منسوب کیا گیا۔ ان کے خیال کے مطابق کہ کہیں راز افشاء نہ کر دے۔

بہر حال چوہدری صاحب صحیح معنوں میں حقیقت پسند واقع ہوئے ہیں۔ ان کا ہر کام دیانتدارانہ اور اخلاص پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو مزید استقامت بخشے۔ علاوہ ازیں جب گجرات میں جلسہ ہوا تو آپ نے اس وقت بھی صداقت کو پورے طور سے روشن کیا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ وہی ہماری اس سے علیحدگی کا باعث ہوا۔ چنانچہ چوہدری صاحب فرماتے ہیں۔

”بعد ازاں چوہدری صلاح الدین صاحب نے جو مشرقی پاکستان کے رہنے والے ہیں۔ بنگالی میں تقریر کی اور بتایا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ہماری اس جماعت سے علیحدگی اس کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے بتایا میں مشرقی پاکستان کے ایک معزز خاندان کا نوجوان ہوں اور امام جماعت احمدیہ کی وہاں دلیوں کی وجہ سے علیحدہ ہو گیا ہوں اور دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ ان کے خلاف آمریت کا ایک واضح نمونہ ہے۔“

(لوائے پاکستان مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۵۷ء)

شہادت نمبر: ۲۸ امام جماعت احمدیہ (قادیان) ربوہ کے متعلق

حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل مرحوم سول سر جن کی شہادت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب خلیفہ صاحب کے ماموں اور خسر بھی ہیں۔ آپ کی قطعی رائے ہے کہ خلیفہ عیاش ہو تو میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ عیاشی کی وجہ سے نہ دماغ کام کرتا ہے اور نہ عقل اور نہ ہی حرکات صحیح طور پر کر سکتا ہے۔ سب قومی برباد ہو جاتے ہیں جس کو انگریزی میں کہتے ہیں۔ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں: ”..... بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ عیاش ہے۔ اس کے متعلق میں کہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں پڑ جائیں وہ وہ ہو جاتے ہیں۔“

جنہیں انگریزی میں (Wreck) کہتے ہیں۔ ایسے انسان کا نہ دماغ کام کارہتا ہے نہ عقل درست رہتی ہے۔ نہ حرکات صحیح طور پر کرتا ہے۔ غرض سب قوی اس کے برباد ہو جاتے ہیں اور سر سے لے کر پیر تک اس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عیاشی میں پڑ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں۔ الزنا ینخرج البناء (کہ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے)۔ (الفضل مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

خلیفہ ربوہ بھی اسی امراض میں مبتلا ہیں..... ان کا دماغ ماؤف ہو چکا ہے۔ نہ عقل کام کرتی ہے نہ حرکات صحیح طور پر کام کرتے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔ من و عن ہی حالت طاری ہے۔ موذی امراض اور فاج کا شکار ہیں۔ خصوصاً آپ نے ان کی عقل و فہم کا اندازہ جلسہ سالانہ پر بخوبی لگایا ہو گا کہ کس طرح وہ اپنی عقل کو ٹھکانے لگاتے رہے اور حاشیہ بردار درمیان میں لقمہ دیتے رہے۔ مگر یہ لقمہ بے سود ثابت ہوا۔ لاکھ پیوند لگاؤ لیکن جس نے اپنے زعم میں حضرت مسیح موعود کی تعلیم کی بے حرمتی کی ہو اور صحابہ کرام کی بے عزتی کی ہو اس کی یہ سزا خدا تعالیٰ نے مقدر کر دی ہے تاکہ جماعت کے تمام افراد اپنی آنکھوں سے اس نشانوں کو دیکھ سکیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اس وقت خلیفہ صاحب زندہ ہیں۔ ان کی حرکات و سکنات ہچشم خود دیکھ لیں اور تسلی کر لیں۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود کی مقدس تعلیم کو اس بد کردار بد چلن انسان نے اپنے اعمال سے ذیل کرتا رہا۔ پھر بد کردار بد چلن مصلح موعود نہیں ہو سکتا۔ خلیفہ نے جھوٹا مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس تعلیم کی لاج رکھی۔ خلیفہ کو ایسے عذاب میں گرفتار کر لیا ہے اور اس دنیا میں اپنی بد اعمالیوں کی سزا بھگت رہا ہے اور خود خلیفہ صاحب کا بیلن بھی اس کی تصدیق کر رہا ہے۔ ان کی اپنی عبارت درج ذیل ہے۔

”ان کی وجہ سے دماغ کو خوراک پہنچتی بند ہو گئی۔ ان ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ چند ہفتوں میں دماغی حالت اپنے معمول پر آ جائے گی۔ لیکن اب تک جو ترقی ہوئی ہے اس کی رفتار اتنی تیز نہیں۔“

آدمیوں کے سہارے سے ایک دو قدم چل سکتا ہوں۔ مگر وہ بھی مشکل سے..... دماغ اور زبان کی کیفیت ایسی ہے کہ میں تھوڑی دیر کے لئے بھی خطبہ نہیں دے سکتا اور ڈاکٹروں نے دماغی کاموں سے قطعی طور پر منع کر دیا ہے۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل کی مزید تصدیق کے لئے خلیفہ ربوہ کی زبانی سنئے کہ مجھ پر فاج کا

حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کے لئے بھی امداد کا محتاج ہوتا ہوں۔ دو قدم بھی چل نہیں سکتا۔
(الفضل مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۵ء)

۲۶ فروری کو مغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور تھوڑے وقت کے لئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہو گیا..... دماغ کا عمل معطل ہو گیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔
”میں اس وقت بالکل بیکار ہوں اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔“

(الفضل ۲۶ مارچ ۱۹۵۵ء)

حضرت مسیح موعود کا فرمان

”جو اس مقدس تعلیم کو اپنی بدکرداری نمونہ سے ناپاک کرے گا اس کا حشر ڈاکٹر ڈوٹی سے کم نہ ہوگا۔ نہایت سخت دکھ کی مار، تہرالی، غضب الہی اور خبیث امراض یعنی فالج اور پاگل پن کا شکار ہوگا۔“ خلیفہ صاحب خود کہتے ہیں میں اب ۶۸ سال کی عمر کا ہوں اور فالج کا شکار ہوں۔
(الفضل اگست ۱۹۵۹ء)

خلیفہ صاحب کی اپنی شریعت

خلیفہ صاحب قادیان کی اپنی شریعت میں سب کچھ جائز ہے۔ فرانس کے ناچ گھر میں ننگے ناچ دیکھنا شریعت محمودیہ کے عین مطابق ہے۔ پھر اطالوی حسین کو سسل ہوٹل لاہور سے اغوا کر کے لے جانا ان کے مقدس، پاکہا زبنے کی ادنیٰ مثال ہے۔ مرزا محمود نے خود ہی تسلیم کیا۔
”جب میں دلایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب دالا حصہ بھی دیکھوں گا۔ قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سے جو میرے ساتھ تھے کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یورپین سوسائٹی عریاں نظر آسکے۔ وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے۔ مگر مجھے ایک ادبیرا میں لے گئے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ چوہدری صاحب نے بتایا کہ یہ وہی سوسائٹی کی جگہ ہے اسے دیکھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میری نظر چونکہ کمزور ہے اس لئے دور کی چیز اچھی طرح سے نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نے چوہدری صاحب سے کہا۔ کیا یہ ننگی ہیں۔ انہوں نے یہ بتایا کہ یہ ننگی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر باد جو داس کے وہ ننگی معلوم ہوتی ہیں۔“ (الفضل مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۳۳ء)

حضرت مسیح موعود (کشتی نوح ص ۲۳، جزاں ج ۱۹ ص ۲۶) میں فرماتے ہیں: ”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو نالتا ہو۔ وہ نجات کا

دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کر لیتا ہے۔“
 خلیفہ صاحب کیا فرماتے ہیں: ”اگر روحانی خلیفہ بدگار ہو تو اسے فوراً چھوڑ دینا
 چاہئے۔“ (الفضل ۳۰ جون ۱۹۳۸ء)

اطالوی حسینہ اور خلیفہ قادیان

انگریزی ہوتلوں میں اکثر جوان لڑکیاں خدمت گار ہوتی ہیں جو معزز لوگ وہاں
 کھانے پینے جاتے ہیں۔ وہ جوان لڑکیاں ان کے سامنے ان کی خوشی کی اشیاء لاکر پیش کرتی ہیں۔
 آج کل کی تہذیب کی رو سے ان مہذبوں کا بھی دستور ہے کہ کھانا لانے والی کی بھی تواضع کرتے
 ہیں اور وہ عموماً اس کھانا میں شریک ہو جاتی ہیں۔ اس اثناء میں تفریحی گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ حتیٰ کہ
 دوران گفتگو میں ہی سب مراحل طے ہو جایا کرتے ہیں۔ خلیفہ قادیان لاہور سسل ہوٹل منگھری
 روڈ میں گئے۔ وہاں پر جو کچھ ہوا اخبار کی زبانی سنئے۔

”مرزا بشیر الدین محمود کی آمد اور سسل ہوٹل کی منظمہ کی گمشدگی، تلاش کے باوجود اس
 کا کوئی پتہ نہیں مل سکا۔ یکم مارچ سسل ہوٹل کی طرف سے مشتہر ہوا تھا کہ جمعرات یکم مارچ پانچ
 سے ساڑھے نو بجے رات تک ناچ اور کاڈنٹ ڈرائیو ہوگا۔ بڑے بڑے انعامات بدستور سابق
 تقسیم کئے جائیں گے۔ تماشائی چار بجے شام سے جمع ہونے شروع ہو گئے اور پانچ بجے اچھا خاصا
 مجمع ہو گیا۔ ہر ایک شخص کھیل شروع ہونے کا منتظر تھا۔ مگر خلاف توقع رسٹ ڈرائیو شروع ہوا نہ ناچ
 کا بینڈ بجنا شروع ہوا۔ آخر استفسار پر سسل ہوٹل کے ایک بہرے سے معلوم ہوا کہ رسٹ ڈرائیو کا
 تمام سامان منظمہ کے کمرہ میں ہے اور منظمہ کو مرزا بشیر الدین محمود موٹر میں بٹھا کر لے گئے ہیں۔
 نامہ نگار آزاد ۳ مارچ ۱۹۳۳ء اس واقعہ کو زمیندار نے نظم کی صورت میں یوں شائع کیا۔

اطالوی حسینہ از نقاش

اے کشور اطالیہ کے باغ کی بہار
 پیغمبر جمال تیری چلبلی اداء
 الجھے ہوئے ہیں دل تیری زلف سیاہ میں
 پروردہ فسوں ہے تیری آنکھ کا شمار
 بیجانہ نشاط تیری ساق صندلیں
 رونق ہے ہوتلوں کی تیرا حسن اور حجاب
 جب قادیان پہ تیری نشلی نظر پڑی
 لاہور کا دامن ہے تیرے فیض سے چمن
 پروردگار عشق تیرا دلربا چلن
 ہیں جس کے ایک تار سے وابستہ سوفتن
 اور وہ جنوں ہے تیری بوئے پیرہن
 بیجانہ سرور تیرا مرمی بدن
 جس پر فدا ہے شیخ تولو برہن
 سب نشہ نبوت ظلی ہوا ہرن

میں بھی ہوں تیری چشم پر انسوؤں کا معترف جادو وہی ہے آج اے قادیان سخن
اطالوی رقاصہ کا الفضل میں اعتراف

اس کے بعد مختلف اخباروں میں شور و غوغا ہونے لگا۔ خلیفہ صاحب قادیان کی خطبہ
جمعہ کی تقریر شائع ہوئی۔ جس میں اس اطالوی لیڈی کے لے جانے کا اعتراف کیا۔ مگر اس کی وجہ
یہ بتائی کہ میں اس لیڈی کو اپنی بیویوں اور لڑکیوں کی انگریزی لہجہ کے لئے لایا تھا۔

(الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۳۳ء)

اس کا جواب اہل حدیث نے یوں لکھا: ”پس مطلع صاف ہو گیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ
اطالوی عورت خاص کر ہوٹل کی خادمہ انگریزی کیا پڑھائے گی۔ اطالوی لوگ تو خود انگریزی صحیح
نہیں بول سکتے۔ انگریزی زبان میں دو حروف ڈی (D) اور ٹی (T) بالخصوص ممتاز ہیں۔ دونوں
حروف اطالوی لوگ عربوں کی طرح ادانہیں کر سکتے۔ علاوہ اس کے ایسی معلّمہ کا اثر معصومات
لڑکیوں اور پردہ نشین بیویوں پر کیا ہوگا؟“

(اہل حدیث امرتسر)

اطالوی حسینہ

سسل ہوٹل لاہور کی ایک اطالوی منتظمہ جو ہوٹل میں مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کے ایک
روزہ قیام کے بعد چانک غائب ہو گئی تھی دوسرے دن قادیان کی مقدس سرزمین میں دیکھی گئی۔

ہوٹل سسل کی رونق عریاں

عشاق شہر کا ہے زمیندار سے سوال اس کے جلو میں جان گئی ایمان کے ساتھ ساتھ
اس کے جلو میں جان گئی ایمان کے ساتھ ساتھ خوف خدائے پاک دلوں سے نکل گیا
بن کر فروش حلقہ رندان لم یزل روم سے دھل کے برق کے سانچہ میں آئی تھی
یہ چیتان سنی تو زمیندار نے کہا
ہوٹل سسل کی رونق عریاں کہاں گئی
کیا کیا نہ تھا جو لے کے وہ جان جہاں گئی
آنکھوں سے شرم سرور کون و مکاں گئی
لے کر گئی وہ شر کا سامان جہاں گئی
اب کس حریم ناز میں وہ جان جاں گئی
اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ تاویاں گئی
(زمیندار مورچہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۷ء)

اطالوی حسینہ مس رونو

تمہیں مشی فی النوم کی بھی خبر ہے
زمانہ کے اے بے خبر فلیسوفو
لے گا تمہیں یہ سب قادیاں سے
جہاں چل کے سوتے میں آئی مس رونو

حق پسند اصحاب کی توجہ کے لئے

اپنی طرف سے نہایت اختصار کے ساتھ کچھ حوالہ جات حضرت مسیح موعود پیش کر دیئے ہیں تاکہ فیصلہ میں آسانی رہے۔ اہل دانش اور طالبان حق کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ٹھنڈے دل سے ان تمام واقعات کو جو خلیفہ کے چال چلن پر سالہا سال سے بیان کئے جا رہے ہیں اور وہ انہیں ٹال رہے ہیں۔ آپ نے دلائل کی روشنی میں موازنہ کر کے خلیفہ صاحب کا احتساب کرنا ہے۔ تاکہ حضرت مسیح موعود کا اصول جو بد چلن اور بدکار کے متعلق موجود ہے اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ اگر آپ نے اس اصول کو جرات مندانہ اقدام سے اجاگر کر دیا تو آنے والی سلسلیں آپ کی اس جسارت کو جو اصول کے لئے برتی جائے گی قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھیں گی۔

علاوہ ازیں انسان غلطی کا پتلا ہے۔ بھول جانا کوئی بات نہیں ہوتی۔ چونکہ حضرت مرزا ابیہر احمد صاحب ایم۔ اے مصنفہ جو اہر پارے، دیگر تنخواہ دار علماء اس امر کے لئے کوشاں رہتے ہیں کہ اس خلافت کو مضبوطی سے پکڑو اور بعض حوالے ان پر چسپاں کئے جاتے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس نے زانی، بدکار، عیاش کے متعلق ایک قطعی فیصلہ دیا ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

۱..... ”مبہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بناء رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔“
(الحکم مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

۲..... ”یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے پچشم خود زنا کرتے دیکھا یا پچشم خود شراب پیتے دیکھا۔ اگر میں اس بے بنیاد افتراء کے لئے مبہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔“
(تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۴، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۱۳)

تو اس کی طرف آنے میں ہچکچاہٹ کیوں! جب آپ کا دعویٰ ہے کہ خلیفہ صاحب سے خدا خلوت اور جلوت میں باتیں کرتا ہے۔ اس عدالت میں حضرت اقدس کا حوالہ بھی یہی مطالبہ کرتا ہے۔ پھر ڈرتے کیوں ہو۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا۔ حضرت اقدس کا قطعی فیصلہ ہے یا آپ کی نگاہ میں حضرت اقدس کی کتابوں میں ایسا حوالہ موجود ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بدکار عیاش بھی مصلح موعود ہو سکتا ہے تو خدا کی قسم اگر یہ حوالہ میرے علم اور سمجھ میں آ گیا تو میں سر تسلیم خم کروں گا۔ ورنہ بصورت دیگر آپ کا فرض ہوگا کہ حضرت اقدس کے ان حوالوں کی موجودگی میں جو بدکار کے لئے آپ نے لکھا ہے عمل کرنا ہوگا اور جماعت کے ہر فرد کو احتساب کرنا پڑے گا۔

بد کردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا

یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ خلیفہ صاحب بدکار، عیاش، بد چلن انسان ہیں۔

بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا اور اپنی اس بد معاشی کو چھپانے کی خاطر مختلف بہانے اور حیل و حجت، قتل و غارت و بایکاٹ اور صدر انجمن احمدیہ کا رویہ مقدمے میں ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر افضل میں یوں کہا جاتا ہے کہ زنا کرنا جرم نہیں۔ اس کی تشہیر جرم ہے۔ زنا تو آپ عین شریعت کے مطابق کرتے ہیں۔ اس لئے اس کا تو جرم نہیں۔ مگر مباہلہ حضرت اقدس کے فرمان کے مطابق کیا جاتا ہے۔ وہ جرم ہے۔ خلیفہ صاحب نے حضرت اقدس کی تعلیم کو پس و پشت ڈال کر اپنا سکہ جمانے کی کوشش کی۔ مقدس اصطلاحوں سے اپنے آپ کو نوازا۔ کبھی صحابہ کرام کے متعلق بد تہذیبی کا مظاہرہ کیا اور کبھی آنحضرت سے بھی آگے بڑھنے کا قدم اٹھایا۔ انشاء اللہ ایسے شخص کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اس کو اس دنیا میں جو سزا مل رہی ہے وہ ایک زندہ نشان ہے۔ چلنے پھرنے سے بھی عاری ہے۔ دماغ کسی قدر ماؤف ہو چکا ہے۔ ”فانچ نے اس کو اپنا شکار بنا لیا ہے۔“ (افضل مورخہ ۳، اگست ۱۹۵۶ء)

ایسے شخص کو اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے قادیان کی مقدس سرزمین میں بھی جگہ نصیب نہیں ہوئی۔ دراصل اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک گندی پھلی سب کو خراب کرتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس ناپاک وجود کو وہاں سے نکال کر مقدس ہستی کو محفوظ کر لیا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اب حاشیہ بردار اس کو سہارا دیئے ہوئے ہیں۔ کبھی ٹیکہ کے زور اس کو ہوش میں لایا جاتا ہے۔ کبھی ٹیپ ریکارڈ سنا کر جماعت کو تسلی دی جاتی ہے۔ بارہا طریق سے اس میں پیوند لگائے گئے۔ لیکن جب ایک عمارت بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ اس کے پیوند کہاں تک سہارا دے سکتے ہیں؟ بالآخر اس بوسیدہ عمارت کو تہس نخمس کر کے از سر نو بنانی پڑتی ہے۔ یہی حال خلیفہ کا ہے۔ اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے قصر مذلت میں گر چکا ہے۔ اس وقت سہارا بے سود ہے۔ یہ غلط ملط سہارے دیکھنے والوں کے لئے اس شخص کی بد کرداری کا زندہ ثبوت ہے۔ یہ ناپاک وجود ختم ہو کر رہے گا اور مرزا قادیانی کا اصول بڑی آب و تاب سے چمکے گا۔ خدا کے گھر میں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں۔

میرے احمدی بزرگو! بھائیو! اور بہنوں! جماعت احمدیہ کا ہر فرد جو حضرت مسیح موعود کے اصولوں کو اپنانے کے لئے بے تاب ہے۔ ان سے استدعا ہے کہ خلیفہ صاحب اس وقت زندہ ہیں۔ ان کی موجودگی میں جس اسلامی شریعت کو آپ پسند فرمادیں۔ فیصلہ کی راہ نکالیں۔ انسان کی سوچ بوجھ کے مطابق تین ہی صورتیں قابل عمل ہیں۔

عدالت، کمیشن، مباہلہ

اظہار واقعہ کو بد زبانہ نہیں کہا جاسکتا

حضرت اقدس ازوالہ اوہام میں فرماتے ہیں: ”دشنام دہی اور چیز ہے اور یہاں واقعہ کا

گودہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو دوسری شے ہے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچادے۔ پھر اگر وہ سچ سکر افروختہ ہو تو ہوا کرے۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۹، ۲۰، خزائن ج ۳ ص ۱۱۲)

خلیفہ صاحب کی بد اعمالیوں کے متعلق مختلف اقوال اور حضرت مسیح موعود کے حوالہ جات اور شہادتیں درج ہیں۔

میں انصاف پسند اور ہمیدہ اصحاب سے درخواست کرتا ہوں۔ تینوں صورتیں پیش کر دی ہیں۔ جو صورت آپ کے لئے آسان ہو۔ اس پر عمل کریں۔ ورنہ بصورت دیگر اگر اس میں لیت و لعل کیا گیا تو وہ اپنے متعلق شکوک میں اضافہ کریں گے۔ لیکن یاد رکھیں۔ خلیفہ صاحب اپنی بد کرداری اور کرتوتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ کبھی بھی مبالغہ کے لئے میدان میں نہیں نکلیں گے۔

”ولا یتمنونہ ابدأ بما قدمتہ ایدہم وانہ علیہم بالظالمین“

حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں بھی مرزا محمود احمد پر کھشن مقرر کیا گیا اور سنا ہے کہ جرم ثابت تھا۔ مگر بدنامی کے خوف سے اس کو درگزر کیا گیا۔ اگر ہمارے بزرگان ملت اس وقت اس خوف کو بالائے طاق رکھ کر اس کو گندے چھپھڑے کی طرح نکال دیتے تو آج ہم اس بدنام داغ اور لعنت سے محفوظ رہتے۔

بس آپ اپنے فرضوں کو پہچانیں۔ اس بدنام دھبہ کو مبالغہ کی صورت میں خدا کی عدالت میں لائیں تاکہ تقدس اور پاکبازی الم نشرح ہو کر جماعت احمدیہ کیلئے خصوصاً ہدایت کا موجب ہو۔

انتباہ!

جس قدر شہادتیں اور حلفیہ بیان کتاب ہذا میں درج ہیں۔ ان کی اصل تحریرات موجود ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو اصل تحریرات کے عکس شائع کر دیئے جاویں گے۔ تاہم اگر کوئی صاحب کسی دباؤ کے ماتحت یا جماعت احمدیہ ریوہ کے سربراہ یا بالخصوص مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ”قمر الانبیاء“ ان کے کریکٹر کے متعلق بھی شہادتیں موجود ہیں۔ جو کسی وقت منظر عام پر لائی جاسکتی ہیں۔ اپنے حکیمانہ اور فلسفیانہ لاطالک انداز میں ان بیانات کی تردید کرنے کی جرأت کریں تو اس موقع پر بھی انہیں تہار و جبار کی عدالت میں آنا ہوگا اور مؤکد عذاب حلف اٹھانا ہوگا۔ جو صاحب تردید کریں۔ ان کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ بالقابل کم از کم دو صد اشخاص کے سامنے مسجد میں کھڑے ہو کر بروئے شہاد مندرجہ ذیل مؤکد عذاب حلف اٹھائیں۔

”میں اس خدائے ذوالجلال جی و قیوم اور قہار و جبار کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور میں اپنے بیٹوں، بیٹیوں، بیوی، بہنوں، ماں، باپ لکھتے وقت بھی جو رشتہ دار زندہ یا موجود نہ ہوں ان کا نام کاٹ دیا جائے۔ سر پر ہاتھ رکھ کر مولا کد بھذاب حلف اٹھاتا ہوں کہ جناب مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ ربوہ نے کبھی زنا یا لواطت نہیں کی اور میری طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ میں نے ان کے دامن کو ایسی بدکاری سے داغدار قرار دیا ہے بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی نہ انہیں بدکار اور زانی سمجھا اور نہ کہا اور نہ ہی کوئی ایسی بات ان کی طرف منسوب کی اور نہ ہی میں نے کوئی تحریر لکھ کر دی۔

اے میرے خدا میں تجھے حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ میرا یہ بیان بالکل سچ اور واقعات کے مطابق ہے اور میں نے کسی ترعیب یا ترہیب یا کسی بھی قسم کے دباؤ کے ماتحت یہ بیان نہیں دیا۔ میں جانتا ہوں کہ تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ نہیں۔ تیری قوت سے بڑھ کر کسی کی قوت نہیں۔ تو ہی جسے چاہے عزت دیتا اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔

اے میرے خدا اگر اوپر کے سارے بیان میں جھوٹا ہوں اور فریب، دغا، مکاری، چال بازی لفظوں کے ہیر پھیر فقہہ بازی اور خیانت سے کام لے رہا ہوں تو تیرا قہر تلوار کی مانند مجھ پر پڑے۔ تیرا غضب مجھے بھسم کر دے۔ ذلت، تباہی، غربت، بیماری، عزیزوں، رشتہ داروں، بیوی بچوں کی موت اور مصائب و آلام کی مار، مجھ پر مار اور اپنے ہیبت ناک ہاتھ کے ساتھ مجھے تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔ میرے درو دیوار پر آگ برسے۔ میرے دشمنوں کو خوش کر دے۔ میں ذلیل و رسوا ہو جاؤں اور میری اور میرے باپ کی نسل منقطع ہو جائے اور ابدال ابدال کے لئے مجھ پر لعنتیں برستی رہیں اور تیرے غم کو چادر مجھے کبھی نہ ڈھانپے۔ لعنة الله على الكاذبين!

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ایک عظیم الشان الہام

بلائے دمشق

از قلم: جناب عبدالرب خان صاحب برہم!

”اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی پیش گوئی بلائے دمشق کس وضاحت اور عظمت کے ساتھ پوری ہوئی تو اس کے لئے کتاب بلائے دمشق کا مطالعہ کیجئے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے آپ یقیناً محسوس کریں گے کہ آپ میں ایسی بصیرت پیدا ہو گئی ہے جس سے آپ کلام الہی کو سمجھ سکتے ہیں اور آپ میں ایسا ملا پیدا ہو گیا ہے جس سے آپ

حضرت مسیح موعود کے بہت سے دوسرے الہامات کا صحیح مفہوم بھی آپ بڑی سہولت اور عمدگی سے سمجھ سکیں گے۔ کتاب تقریباً دو صد صفحات پر مشتمل ہے۔ پتہ ذیل سے طلب فرمادیں۔ پتہ۔ دفتر برہم کوارٹرنمبر ۳۶۳۔ اے بلاک پینیل کالونی لائل پور۔“

خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد کے دور خلافت

جھوٹ، بائیکاٹ، قتل و غارت، زنا کاری اور بد چلنی کا دور دورہ اور حضرت اقدس کے دلائل کو ٹھکرایا جاتا ہے۔ چند اہم واقعات۔

۱۹۲۷ء

..... میاں زاہد اور مولوی عبدالکریم صاحب نے مہبلہ کے نام سے اخبار نکالا اور مرزا محمود احمد کو حضرت اقدس کی تعلیم کے مطابق چیلنج دیا۔ کیونکہ آپ بدکار بد چلن ہیں۔ خلیفہ نہیں رہ سکتے۔ دعوت مہبلہ کو منظور کریں۔ اس کے جواب میں ان کا مکان نذر آتش کیا گیا اور انہیں قادیان تک سے نکال دیا گیا۔ قاتلانہ حملہ بھی کر دیا گیا۔ مگر خوش قسمتی سے وہ بچ گئے۔ اس کی جگہ دوسرا شخص مارا گیا۔ جب وہ پھانسی دیا گیا تو اس کو پھولوں سے لادا گیا اور بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ مرزا محمود احمد نے اس کا جنازہ از خود پڑھا اور اسے قومی ہیرو کا درجہ دیا گیا۔

۱۹۳۷ء

..... ۲ شیخ عبدالرحمن مصری، مولانا مولوی فخر الدین ملتانی، حکیم عبدالعزیز، محمد صادق شبنم عبدالرب برہم جماعت سے علیحدہ ہوئے۔ ان کا مطمح نظر یہی تھا کہ آپ مقدس انسان نہیں۔ بدکار، بد چلن ہیں۔ مرزا قادیانی کی تعلیم کی روشنی میں مہبلہ کا چیلنج دیا۔ یا آزاد کمیشن کا مطالبہ۔ جماعت احمدیہ قادیان سے کیا۔ اس کے جواب میں بھی بدستور بائیکاٹ، قتل و غارت کا بازار گرم رہا اور مولانا مولوی فخر الدین ملتانی مالک احمدیہ کتاب گھر قادیان پر حملہ کر کے حضرت مسیح موعود کی تعلیم کی صریح خلاف ورزی کی گئی۔

۱۹۵۶ء

کچھ تحریک جدید کے وقف شدہ مخلص احمدی نوجوان ربوہ میں رہ کر مرزا محمود کی بد چلنی سے واقف راز ہو چکے تھے۔ خلیفہ ربوہ سے اپنی عدم وابستگی کا اعلان کیا کہ آپ حد درجہ کے بد چلن اور بدکار ہیں اور مرزا قادیانی کی تعلیم کے مطابق بد چلن خلیفہ نہیں ہو سکتا اور کہا کہ یہ شخص بدکار اور زانی ہے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے اصول کے مطابق چیلنج دیا اور متفرق عنوان سے ٹریکٹ اور

کتا میں شائع کی ہیں۔ ان نوجوانوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

ملک عزیز الرحمن سابق سپرنٹنڈنٹ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری انچارج فارن اکاؤنٹنٹ
ربوہ، راجہ بشیر احمد رازی ایڈیٹر صدر انجمن احمدیہ، چوہدری غلام رسول ایم اے، عبدالحمید مولوی فاضل،
چوہدری صلاح الدین ناصر بنگالی، خواجہ عبدالمجید اکبر ممبر مجلس عاملہ لاہور، ملک عطاء الرحمن راحت،
محمد یوسف ناز، محمد حیات اشیر مولوی فاضل، محمد صالح نور مولوی فاضل، چوہدری علی محمد ایڈیٹر تحریک
جدید، اللہ رکھا محمد یونس ملتان، ملک اللہ یار بلوچ، مولوی عبدالمنان عمر ایم اے، مولوی عبدالوہاب عمر،
میاں عبدالواسع عمر (تینوں بسوہ خاندان)، عبداللطیف بیگم پوری قریشی، عبدالوہید رئیس ربوہ۔

ذلت

”پس ایک غفلت مند انسان کے لئے یہ ذلت تھوڑی نہیں کہ اس کے خلاف تہذیب اور بے
حیائی اور سفلہ پن کی عادات کے کاغذات عدالت میں پیش کئے جائیں اور پڑھے جائیں اور عام
اجلاس میں سب پر بات کھلے اور ہزار ہا لوگوں میں شہرت پاوے کہ ان لوگوں کی یہ تہذیب اور یہ
شائستگی ہے۔“

کیا؟ وہ شخص جس کے چال چلن کے خلاف عدالتوں میں ریکارڈ بنے وہ مصلح موعود
ہو سکتا ہے؟ کیا قرآن پاک اور حضرت اقدس کی تعلیم کے خلاف فرانس کے ننگے ناچ دیکھنے والا
مصلح ہو؟ کیا اپنی بیویوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک بازاری رقاصہ کو لانے والا مصلح موعود
ہو سکتا ہے؟ کیا نامحرم عورتوں سے پہرہ دلوانے والا مصلح موعود ہو سکتا ہے؟ کیا عدالت میں حلف
اٹھا کر جھوٹ بولنے والا مصلح موعود ہو سکتا ہے؟ کیا حضرت اقدس کے ممبر پر کھڑا ہو کر غلط بیانی
کرنے والا مصلح موعود ہو سکتا ہے؟ کیا حضرت اقدس کے دس شرانگہ بیعت کی خلاف ورزی کرنے
والا مصلح موعود ہو سکتا ہے؟ کیا جس کے چال چلن کے خلاف احمدی لڑکے، لڑکیاں اور عورتیں گواہی
دیں۔ وہ مصلح موعود ہو سکتا ہے؟

اگر آپ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کے کردار سے روشناس ہونا چاہیں تو اس کی
بداعمالیوں کو اجاگر کرنے کے لئے بہت سی کتابیں جماعت احمدیہ کی توجہ کے لئے لکھی گئی ہیں۔
اختصاراً چند ایک کتب و ٹریکٹ درج ذیل ہیں۔ ان کا مطالبہ از حد ضروری ہے۔

۱..... مرزا محمود ہوش میں آؤ۔

۲..... دور حاضر کا مذہبی آمر۔

۳..... کاذب زبانی میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

-۴ خلیفہ ربوہ کے ناپاک منصوبے۔
-۵ فتنہ محمودیہ کا پس منظر۔
-۶ خلیفہ ربوہ کو دعوت مہابہ اشتہار۔
-۷ ربوہ کا خلیفہ یا پاکستان کا راسپوٹین۔
-۸ کھلی چٹھی بنام میاں محمود احمد۔
-۹ خطاب بہ اہل ربوہ نمبر ۱
-۱۰ خطاب بہ اہل ربوہ نمبر ۲
-۱۱ ربوی راج کے محمودی منصوبے۔
-۱۲ بلائے دمشق۔
-۱۳ تاریخ محمودیت کے چند اہم مگر پوشیدہ اوراق۔
-۱۴ خلیفہ ربوہ کی مالی بے اعتدالیوں۔
-۱۵ حضرت مرزا غلام احمد موعود کی تحریر میں مرزا محمود کی تصویر۔
-۱۶ حضرت مولانا صدرالدین اوران کی اولاد۔
-۱۷ قادیانیت کا دم واپس۔
-۱۸ جماعت احمدیہ ربوہ کے فہمیدہ اصحاب سے۔
-۱۹ نسیان نبوت کے منافی ہیں۔
-۲۰ خلیفہ ربوہ کے مظالم۔
-۲۱ شان مصلح موعود۔
-۲۱ درد مندانا پیل۔
-۲۳ ذریت مبشرہ۔
- دفتر انصار احمدیہ لاہور نمبر ۱!

خلیفہ صاحب کا ظاہر اور باطن

خلیفہ کو اپنی عیاری کی وجہ سے اپنے نظام میں اقتدار حاصل ہے۔ عوام الناس کو تقریروں میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ ناظروں کا حکم میرا ہی حکم ہے۔ ان کے حکم کی تعمیل میرے حکم کی تعمیل ہے۔ عوام الناس میں کوئی فرد ان کا حکم بجالائے تو اس کو ظاہری طور پر خلاف شریعت قرار دیتے ہیں۔ لیکن اندرون خانہ اس کی پوری پوری مدد کی جاتی ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ خلیفہ نے ۲۳ جولائی ۱۹۳۷ء کو ایک اشتعال انگیز خطبہ دیا جو بعد میں یکم اگست کے اخبار الفضل میں شائع

کیا گیا۔ اس خطبہ میں خلیفہ نے جماعت سے علیحدہ ہونے والے شخصوں پر حملے کے اور ایسے الفاظ تھے۔ ان کی نسبت عدالت یہ کہنے پر مجبور ہو گئی کہ: ”منحوس اور افسوسناک تھے۔“ اس کے جواب میں مولانا مولوی فخر الدین ملتانی مالک کتاب گھر قادیان نے بھی جو جواب لکھا۔ وہ ذیل میں درج ہے۔ ”اسی لئے تو ہم بار بار جماعت سے آزاد کمیٹیشن کا مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ تاکہ اس کے روبرو تمام امور اور شہادتوں اور مخفی در مخفی حقائق و در حقائق پیش ہو کر اس قضیہ کا جلد فیصلہ ہو جائے کہ کس کا خاندان بخش کا مرکز ہے یا بالفاظ دیگر وہ ہے جو خلیفہ نے بیان کیا۔“

اس کے چند دن بعد ہی سات اگست ۱۹۳۷ء کو سر بازار حملہ کر دیا گیا اور ۱۳ اگست ۱۹۳۷ء کو گورداسپور ہسپتال میں اپنے حقیقی مولا سے جا ملے۔ ان کا آخری پیغام دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔ میں عرض کر رہا تھا خلیفہ ظاہری طور پر کچھ سر انجام دیتے اور اندرونی طور پر کچھ ملاحظہ فرمائیے۔ ”بعض لوگ اس وہم میں مبتلا ہوتے ہیں کہ بس خلیفہ کی بات ماننا ہی ضروری ہے اور کسی کی ضروری نہیں۔ خلیفہ کی طرف سے مقرر کردہ لوگوں کا حکم بھی اسی طرح ماننا ضروری ہوتا ہے جس طرح خلیفہ کا۔ کیونکہ خلیفہ تو براہ راست ہر ایک شخص تک اپنی آواز نہیں پہنچا سکتا۔“ (الفضل ۱۹۳۷ء) پھر فرماتے ہیں: ”بیشک میاں عزیز احمد صاحب نے جو فعل کیا وہ خلاف شریعت تھا اور ہم اسے برا ہی قرار دیتے ہیں۔“ (الفضل ۱۹۳۷ء)

جیسا کہ مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ نے عزیز احمد کے قائلانہ فعل کو خلاف شریعت اور برا ہی قرار دیا ہے۔ لیکن اندرون خانہ اس کی امداد بھی جاری رکھی۔ ملاحظہ ہو چشمی ناظر امور عامہ قادیان:

بسم الله الرحمن الرحيم . نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم!

”وعلی عبده المسیح الموعود“

نظارت امور عامہ

صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرمی مولوی فضل دین صاحب

عزیز احمد کے خلاف جو مقدمہ شروع ہوا ہے اس کی تیاری پورے طور پر آپ کے سپرد ہوگی۔ مرزا عبدالحق کو اس کی پیروی کے لئے کہہ دیا گیا ہے۔ کل غالباً جالان پیش ہوگا۔ آپ پورے طور پر تیاری شروع کر دیں تاکہ مقدمہ میں کسی قسم کا نقص نہ رہے۔ والسلام!

مورخہ ۸ اگست ۱۹۳۷ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ • نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ!
 ”لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اموات بل احياء ولكن لا تشعرون“

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر۔ اللہ اللہ موت کو کس نے سجا کر دیا۔

شہید احمدیت حضرت مولانا فخر الدین صاحب ملتانی کا آخری پیغام

جماعت احمدیہ کے نام

۱۳ اگست ۱۹۳۷ء کو حضرت مولانا فخر الدین ملتانی نے اپنے چھوٹے چھوٹے بے کس

بچوں اور خون کے آنسو رنے والی معذور بیوہ کو خدا کے سپرد کرتے ہوئے محض احمدیت کی خاطر
 جام شہادت نوش فرمایا۔ لیکن رخصت ہوتے ہوئے انہوں نے ایک آخری پیغام جماعت احمدیہ کو
 دیا جسے قوم رہتی دنیا تک فراموش نہیں کر سکتی۔ شہید کے خون سے ہی قوم کو ثبات ہے۔ آج پھر ان
 ایمان کو تقویت دینے والے اور روحانیت کو زندہ کرنے والے الفاظ کا اعادہ کرتے ہوئے ان کی یاد
 کو تازہ کیا جاتا ہے تاکہ اہل ایمان کے دلوں میں یقین اور ایمان کی مشعل فروزاں رہے اور
 ابدلاً باؤ تک ایک حق پر قربان ہونے والے مرد مجاہد کا آخری پیغام ہمارے اور ہماری نسلوں کے
 کانوں میں گونجتا رہے اور وہ باوجود مٹھی بھر ہونے کے باطل کی کثرت سے مرعوب نہ ہوں اور دنیا
 کی ظاہری ٹیپ ٹاپ اور شوکت ان کی آنکھوں میں نہ بچے۔ مرحوم نے دم توڑتے ہوئے فرمایا کہ
 میں احمدی ہوں..... یا اللہ احمدیت! میں احمدی ہوں۔ میں احمدی ہوں۔ میں احمدی ہوں۔ میں
 شہید ہوں اور میرے سینے پر شہادت کا نشان ہے۔

میں شہید ہوں..... قادیان والوں کو پھر اسلام۔ قادیان والوں کو میرا محبت بھر پیغام۔

انتقال کرنے سے صرف دو منٹ پیشتر آپ کے والد ماجد نے جو اس وقت موجود

تھے۔ کہا: ”فخر الدین! اب بھی وقت ہے توبہ کرو اور مرزا قادیانی کو چھوڑ دو۔“ مگر شہید اعظم نے
 اپنی انگلی کو ہلایا اور نہایت جوش کے ساتھ فرمایا۔ نہیں، نہیں، ہرگز نہیں۔ اس کے بعد دو دو پڑھنے
 لگے۔ آواز کمزور ہونے لگی۔ ایک بے خوف مجاہد کی روح جسدِ عنصری سے نکلنے کے لئے آخری کش
 مکش کرنے لگی۔ زبان صرف ایک لہجہ کے لئے متحرک ہوئی۔ کچھ کہنا چاہا۔ مگر کہہ نہ سکے اور آپ کی
 آنکھیں دیکھتے دیکھتے بند ہو گئیں۔

میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نام پر کٹ مرنے والے مجاہد اعظم کے آخری پیغام کو ان

لوگوں کے کانوں تک پہنچانا ہوں جو اپنے پہلو میں ایمان، انصاف اور محبت سے بھرا ہوا دل رکھتے

ہیں اور وین کو دینا پر مقدم کرنا جن کا شیوہ ہے۔ والسلام علی من اتبع الهدی!

مولوی فخر الدین ملتانی کی روح کی پکار

ہر اک احمدی کا بس اب بچہ بچہ
 شہیدوں کا خون رنگ لاتا رہے گا
 فریبانہ چالوں سے باطل کہاں تک
 میرے خون ناحق کا ایک ایک قطرہ
 صداقت، طہارت، حقیقت پہ کب تک
 میرے ننھے ننھے تیسوں کا نالہ
 کوئی اپنی منطق کے پرووں میں کب تک
 مرے مرقہ پاک کا ذرہ ذرہ
 کہاں تک انہیں ڈھیل ملتی رہے گی
 کہاں تک، پرستار باطل، کہاں تک
 کوئی میری مرگ شہادت پہ کب تک
 جو فرعون بھی پیدا ہوتے رہیں گے
 کسی کی زبردستیوں کے مقابل
 ہر اک احمدی کا بس اب بچہ بچہ

مقتدر ہستیوں اور ان کی علیحدگی کے اسباب

کرمی محترمی جناب مرزا محمد حسین صاحب بی. کام

جناب مرزا صاحب موصوف بہت ہی بلند پایہ ادیب ہیں۔ جن کی شہرت ادبی حلقہ
 میں نمایاں ہے اور جماعت احمدیہ کا ہر فرد بشران کی شخصیت سے متعارف ہے۔ آپ کے متعدد
 مضامین ریویو آف ریلیجز اور سن رائز میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کو پڑھانے میں بھی قدرتی
 صلاحیت حاصل ہے۔ اس لئے خلیفہ قادیان (ربوہ) کے لڑکوں اور لڑکیوں اور بیویوں کے جلیل
 القدر استاد ہے۔ اسی زمانہ میں انہیں خلیفہ کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اور انہیں اس کی
 ناپاک سیرت کا بخوبی علم ہو گیا اور اپنے قطعی علم اور حق الیقین کی بنا پر آپ نے خلیفہ سے علیحدگی
 اختیار کر لی اور قادیان کو خیر باد کہہ کر لاہور میں قیام پذیر ہو گئے اور بدستور نہایت احسن طریق سے
 اپنی آنکھوں دیکھی بات کا تذکرہ محض عوام کی بہبودی کے لئے جرأت اور دلیری سے کرتے ہیں۔
 اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو خدمت دین کے لئے مزید استقامت بخشے۔

جناب چوہدری محمد عبداللہ بی. اے، بی. ٹی

سابق قاسم ہیلڈ ماسٹر سٹراڈل ہائی سکول لاہور، جنرل پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ربوہ
 جناب چوہدری صاحب موصوف نہایت دیانت دار اور مخلص احمدی ہیں۔ انہوں نے
 اپنی تمام زندگی احمدیت کی تبلیغ میں بسر کی ہے اور ہر قسم کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر نمایاں حصہ لیا اور
 متواتر چندہ باقاعدگی کے ساتھ خود ادا کرتے اور لوگوں سے باقاعدگی کی سرٹوژ کوشش کرتے اور
 ہمیشہ اپنے مفروضہ کاموں کو محنت اور خلوص اور دیانت سے سرانجام دیا ہے اور ہزار ہا لوگ جنہیں
 آپ سے کسی رنگ میں بھی ملنے کا موقع ملا ہے۔ آپ کی صفات حسنہ سے متاثر ہوا ہے۔ جب
 چوہدری صاحب موصوف گورنمنٹ کے محکمہ تعلیم میں ایک لمبی ملازمت کے بعد عزت و افتخار کے
 ساتھ ریٹائرڈ ہوئے تو خلیفہ ربوہ نے خدمت سلسلہ کے لئے ربوہ بلا لیا۔ اس وقت چوہدری
 صاحب موصوف کو متعدد جگہوں سے کام کی پیش کش آچکی تھی۔ لیکن آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کیا
 اور دنیا کو لات مار کر محض دین کی خاطر ربوہ تشریف لے گئے۔ وہاں انہیں ربوہ کی جماعت کا جنرل
 پریذیڈنٹ منتخب کیا گیا۔ نیز احمدیہ گریڈ کالج (جامع نصرت) میں پروفیسر متعین کیا گیا۔ یاد رہے کہ
 اس کالج کے ڈائریکٹر ایس خلیفہ ربوہ کی بیوی ام متین ہیں۔ اپنے ان فرائض سرانجام دہی کے سلسلہ
 میں انہوں نے خلیفہ کے خاندان اور بعض ان حالی موالی کے زندگی کے ایسے گھناؤنے اور ناگفتنی
 واقعات کا علم ہوا تو آخر انہیں سر زمین ربوہ کو خیر باد کہنا پڑا۔

عبدالمنان عمر

حضرت مولانا مولوی عبدالمنان عمر خلیفہ حضرت حکیم الامت حاجی مولوی نور الدین
 خلیفہ اول، آپ جماعت احمدیہ کے مقتدر و قابل قدر رہتی ہیں۔ آپ نے اپنی خدا داد قابلیت
 سے جماعت احمدیہ کی مختلف طریق سے خدمت کی اور مختلف شعبہ جات میں کام کیا۔ آپ ۱۹۵۶ء
 میں ہارڈ ورڈ یونیورسٹی کے بلاوے پر لیکچر کے لئے مدعو کئے گئے۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد بشر آپ
 سے بخوبی روشناس ہے۔ آپ کی مقبولیت اور قابلیت کے پیش نظر مرزا محمود احمد کو خطرہ لاحق ہو گیا
 کہ کہیں خلافت ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ خلیفہ نے فوراً موقع پا کر سراپا الزام لگا کر ان کو الگ کر دیا
 گیا تاکہ اپنے لڑکے کے واسطے راستہ صاف ہو جائے۔ مولانا موصوف کو ربوہ کے مکان سے بھی
 جبراً نکال دیا گیا اور پوری طرح سوشل بائیکاٹ اور مقاطعہ کا شکار رہے۔ بالآخر آپ کو ربوہ
 چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔ خلیفہ اول کا تمام خاندان ان سے الگ ہو کر لاہور میں قیام پذیر ہے۔
 آپ مرزا محمود احمد کے برادر نسبتی بھی ہیں اور مرزا محمود احمد کی آلودہ زندگی کو بہتر طریق سے جانتے

اور بہتر طریق سے ادا کرتے ہیں۔ رنگین اور سنگین حالات سے بخوبی روشناس ہیں اور خلیفہ ربوہ کی بے اعتدالیوں پر بھی کافی سے زائد عبور حاصل ہے۔ آپ ربوہ گورنمنٹ کی مکمل ڈکشنری ہیں۔ بعض اوقات نہایت دلیری سے یہ بھی اظہار کرتے ہیں کہ خلیفہ مرتد نہیں متبدع ہیں۔ آپ کی پراسرار ڈپلومیسی کے واقعات آئندہ کسی وقت منظر عام پر لائے جائیں گے۔

جناب قریشی عبدالوحید

جناب قریشی عبدالوحید صاحب ربوہ کے ایک بہت بڑے رئیس اور نہایت ہی مخلص احمدی ہیں۔ ربوہ گول بازار میں آپ کی ایک شاندار بلڈنگ ہے۔ جس میں از خود بھی رہائش پذیر ہیں۔ قصور میں آپ کا بھٹہ کاروبار ہے۔ آپ جفاکش اور ٹھہر جہادوں میں سے ہیں۔ جب آپ کے علم میں بعض حالات خصوصی آئے تو جس جذبہ ایمانی کے ساتھ آپ نے احمدیت قبول کی تھی اسی ایمانی قوت کے ساتھ کھلے بندوں اندرون خانہ کے راز افشا کے تو ربوہ گورنمنٹ نے آپ کی کڑی نگرانی کی اور مکمل سوشل بائیکاٹ اور مقاطعہ کا مظاہرہ کیا گیا۔ ہر لمحہ ان کو تختہ مشق بنا کر خوفزدہ کیا گیا۔ آپ نے بارہا وقفہ خلیفہ ربوہ کی صاحبزادی کی سنی گئی روایات بیان کئے اور خلیفہ ربوہ کے بدکار ہونے کے واقعات سنائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر بلا سے محفوظ رکھے۔

جناب مرزا محمد حیات صاحب تاثیر

مولوی فاضل واقف زندگی کھاریاں کے رہنے والے ہیں۔ دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔ لیکن آپ کو مرزا محمود احمد کی ذاتی لائبریری کا انچارج مقرر کیا گیا۔ آپ نے لائبریری کے کام کو نہایت خوش اسلوبی سے رکھا کہ کوئی کتاب بھی ہونورا آن واحد میں نکل آوے۔ تاثیر صاحب موصوف کو خلیفہ ربوہ کو قریب سے دیکھتے اور ملنے کے بارہا مواقع میسر آئے۔ خلیفہ کے کردار کو دیکھ کر آپ حق یقین تک پہنچ گئے اور علیحدہ ہو گئے۔

جناب مولوی علی محمد صاحب اجمیری مولوی فاضل

مولوی علی محمد اجمیری، مولوی فاضل آپ سے جماعت کا ہر فرد متعارف ہے۔ آپ سالہا سال جماعت احمدیہ قادیان کے بہترین اور کامیاب مبلغ رہے اور ہندوستان اور پنجاب میں آپ نے کامیاب لیکچر دیئے۔ جس کی وجہ سے بارہا سعید رو جس آپ کی دلائل سے متاثر ہو کر احمدیت کے بہت ہی قریب آ گئیں۔ آپ نے ۱۹۵۶ء میں خلیفہ ربوہ کو ایک مفصل خط لکھا جو کسی وقت شائع کیا جاسکتا ہے۔ جس میں آپ نے کیشن کا مطالبہ کیا۔

جناب حکیم عبدالوہاب عمر

خلف حضرت الامت مولانا نور الدین خلیفہ اول: آپ نہایت ہی پایا کے خاندانی حکیم ہیں۔ آپ کو مرزا محمود کو بہت ہی قریب سے دیکھنے کے مواقع میسر آئے۔ اس کی وجہ سے حکیم صاحب موصوف مرزا محمود احمد کی ناپاک سیرت پر بے انداز روایتیں حقیقت پسندانہ طریق سے ہر کس و نا کس سے بیان کرتے ہیں۔

تعارف..... حضرت مولانا شیخ عبدالرحمن مصری مولوی فاضل بی. اے

ہندو گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کا پہلا نام لالہ شکر داس تھا۔ آپ اپنے خاندان میں صرف اکیلے ہیں جنہوں نے سب کچھ حق کے لئے قربان کر کے اسلام کو قبول کیا اور مرزا قادیانی کی ۱۹۰۵ء میں بیعت کی اور مرزا قادیانی کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل کیا۔ مرزا قادیانی کی وفات کے بعد خلیفہ اول کی صحبت میں رہ کر قرآن مجید کے علوم حاصل کئے۔ آج بھی وہی صحیفہ آپ کی روح کی غذا ہے۔ ۲۶ جولائی ۱۹۱۳ء کو خلیفہ اول کے زمانہ میں فریضہ کی سرانجام دہی کے علاوہ مصر میں عربی کی تعلیم حاصل کی۔ جب آپ واپس تشریف فرما ہوئے تو خلیفہ اول بقضائے الہی فوت ہو چکے تھے۔ آپ کو خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد نے مدرسہ احمدیہ کا ہیڈ ماسٹر مقرر کیا۔ آپ نے اس ادارے کو نہایت دیانتداری اور خوش اسلوبی سے چلایا۔ سینکڑوں مبلغ تیار ہوئے۔ آپ کے حسن کارکردگی، علم و ادب، تقویٰ طہارت کی شہرت جماعت میں پھیل گئی۔ آپ مختلف شعبہ جات کے ناظر بھی رہے۔ مثلاً: ”امین صدر انجمن احمدیہ قادیان، جوائنٹ بیت المال قادیان و ناظر دعوت تبلیغ قادیان وغیرہ۔ ان شعبہ جات کے علاوہ سلسلہ کے متعدد کام آپ کے سپرد تھے اور دن رات کی انتہک کوشش کے ساتھ آپ انہیں سرانجام دیتے رہے۔ جب خلیفہ قادیان کو کسی کے ساتھ عالمانہ گفتگو کا موقع پیش آتا تو شیخ موصوف کو ہی پیش کرتے۔ چنانچہ جب خلیفہ ۱۹۲۳ء میں انگلستان گئے تو شیخ صاحب کو اسی غرض سے ہمراہ لے گئے اور اسی طرح جب بھی خلیفہ قادیان سے باہر جاتے تو بسا اوقات شیخ عبدالرحمن مصری کو امیر جماعت قادیان مقرر کرتے۔ آپ ناؤن کمیٹی کے نو سال ممبر بھی رہے۔ آپ کی بلند شخصیت کا اندازہ اسی امر سے ہو سکتا ہے کہ آپ مفسر قرآن بھی ہیں۔ رمضان المبارک کے ایام میں خلیفہ کے ارشاد پر مسجد اقصیٰ میں درس قرآن بھی دیا کرتے تھے۔ شیخ صاحب موصوف کو مرزا قادیانی کی وجہ سے ان کی اولاد سے بھی والیانہ عقیدت تھی اور۔

پر من خس خس یقین من بس بس

کے ماتحت خلیفہ پر اندھا دھند تقلید اور پورا پورا اعتماد تھا اور اپنی اولاد کا ان سے ملنے کو

باعث فخر تصور کرتے رہے۔ ایک دفعہ آپ کے صاحبزادہ حافظ بشیر احمد نے خلیفہ کی اندرونی زندگی کا اصل نقشہ بتایا تو صوفی فشی اور پرہیزگاری کی وجہ سے آپ نے اس کی بات کو تسلیم نہ کیا اور سخت ناراض ہوئے اور اپنے بے گناہ لڑکے کو گھر سے نکالنے کا قطعی فیصلہ کر لیا۔

بالآخر متعدد دوسرے ذرائع سے شیخ صاحب موصوف کو خلیفہ کی بدکرداری اور عیاشی کے متعلق خبر ملی تو آپ نے متواتر تحقیقات کی تو صداقت سامنے آگئی اور حق الیقین تک پہنچ گئے تو ان کو شدید صدمہ ہوا۔ آپ نے اصلاح کی غرض سے تین دردمندانہ خطوط تحریر کئے جو ہدیہ ناظرین ہیں۔ آپ اس میں دیکھیں گے کہ کس سوز اور درد سے خط لکھے گئے ہیں تاکہ جماعت کو کسی وجہ سے نقصان نہ پہنچے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں حقیقت کو آشکارا کرنے کے لئے اپنے آقا مرزا قادیانی کی تعلیم کے پیش نظر ایسے دلائل اور براہین عطا کر رہا ہے۔ جس سے پوری پوری حقیقت سامنے آ جاتی ہے۔ ان کا دطیرہ اور علمی طرز عمل سے ثابت ہو رہا ہے کہ روح القدس بھی ان کی تائید میں رطب اللسان ہے۔ بہر کیف اس کیفیت کا اندازہ اس وقت ہی لگے گا جب کہ آپ اس خط کو پوری سنجیدگی اور صبر و تحمل سے پڑھیں اور سنیں گے۔ میں عرض کر رہا تھا آپ نے تیسرے خط پر ۲۴ گھنٹے کا نوٹس دے کر از خود اس طاغوتی نظام سے علیحدگی اختیار کر لی۔ تاکہ آزادانہ طور پر جماعت کو خلیفہ کی آلودہ زندگی کے متعلق بتا سکیں۔ ان خطوط کے بعد جس ظلم و ستم اور مراحل سے شیخ صاحب کو گزرنا پڑا وہ ایک طویل داستان ہے جو کسی دوسرے وقت میں پیش کی جاوے گی۔ اس ظلم و ستم کا کسی قدر اندازہ چند تاریخی تحریرات پڑھنے کے بعد ہی لگایا جائے گا۔ طوالت کے خوف سے مختصراً تعارفی نوٹ پیش کر دیا ہے۔ تاکہ پڑھنے سمجھنے میں آسانی رہے۔ اللہ تعالیٰ سے میری دلی دعا ہے کہ شیخ صاحب موصوف کو نیک کام کرنے کی عمر عطاء فرماوے۔ تاکہ اپنے دلائل اور براہین سے اس بدکردار اور بد اعمال کی سرکوبی کر کے مسیح موعود کی تعلیم کو اجاگر کر سکیں۔

خادم احمدیت: مظہر ملتانی!

نقل خط نمبر: ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

الفتنة نائمة لعن الله من ايقضها

سیدنا • السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں ذیل کے چند الفاظ محض آپ کی خیر خواہی اور سلسلہ کی خیر خواہی کو مد نظر رکھتے

ہوئے لکھ رہا ہوں۔ مدت سے میں چاہتا تھا کہ آپ سے دو ٹوک بات کروں۔ مگر جن باتوں کا درمیان میں ذکر آنا لازمی تھا وہ جیسا کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں ایسی تھیں کہ ان کے ذکر سے آپ کو سخت شرمندگی لاحق ہونی لازمی تھی اور جن کے نتیجے میں آپ میرے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہ سکتے تھے اور ادھر چونکہ سلسلہ کے کاموں کی وجہ سے اکثر ہمیں آپس میں ملنے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ میری فطرتی شرافت اس بات کو گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ آپ ہمیشہ کے لئے میرے سامنے شرمندگی کی حالت میں آئیں۔ اس لئے میں اس وقت تک آپ کے ساتھ فیصلہ کن بات کرنے سے رکا رہا ہوں۔ لیکن اب حالات نے مجبور کر دیا ہے کہ میں آپ کے سامنے آپ کی اصل (Situation) رکھ دوں اور آپ کو بتاؤں کہ جس طرف آپ جا رہے ہیں وہ راہ آپ کے لئے اور سلسلہ کے لئے کیسی پر از خطرات ہے۔ یہ سچ ہے کہ سلسلہ خدا کا ہے اور خدا خود اس کی حفاظت کرے گا اور خدا تعالیٰ کے فرشتے لوگوں کے دلوں کو خود اس طرف کھینچ کر لائیں گے۔ لیکن آپ اچھی غلط پالیسی کے نتیجے میں ہر طرح سے لوگوں کو اس سے دور پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس سے اپنے لئے تباہی کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ میں نے تو مظلوم ہو کر بھی (جس کو شریعت نے بھی ظالم کے ظلم کے علی الاعلان اظہار کی اجازت دی ہے) اس بات میں شرم محسوس کرتا رہا کہ آپ کے سامنے بالمشافہ یا تحریر کے ذریعہ آپ کی ان خاص راز کی باتوں کو ذکر لاؤں۔ لیکن آپ جو ظالم تھے اور ایسے افعال شنیعہ کے مرتکب تھے جن کے سننے سے بھی ایک مومن چھوڑ معمولی شریف آدمی کی بھی روح کانپتی ہے اس آدمی کو جس کا قصور اور جرم صرف اسی قدر تھا کہ بد قسمتی سے اس کو آپ کے افعال شنیعہ کا علم ہو گیا اور آپ کو یہ علم ہو گیا کہ اسے علم ہو گیا ہے۔ دکھ دینے اور قسم قسم کے مصائب کا اسے نشانہ بنانے اور اس کو جماعت کی نظر میں گرانے کے لئے طرح طرح کے بہتان اس پر باندھنے اور ان بہتانوں کو ہاتھ میں لے کر اس کے خلاف جماعت میں جھوٹا پراپیگنڈا کرنے کی لگاتار ان تھک کوشش کرنے میں ذرا شرم محسوس نہیں کی اور یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ آپ کا (Guilty Conscions) (مجرم ضمیر) ہر وقت آپ کو اس بے شر اور بے ضرر انسان کے متعلق اندر سے یہی آواز دیتا رہا کہ اگر اس شخص نے میری ان کارروائیوں کا جو میں اندر خانہ کر رہا ہوں۔ جماعت کو علم دے دیا تو میرا سارا کاروبار بگڑ جائے گا اور میں آسمان شہرت سے گر کر قعر مذلت میں جا پڑوں گا۔ کیونکہ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس شخص کو جماعت میں عزت حاصل ہے۔ مستریوں کے متعلق تو اس قسم کے عذر گھڑ لئے گئے تھے کہ ان کے خلاف مقدمہ کیا تھا یا ان کی لڑکی پر سوت لانے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر یہاں

اس قسم کا کوئی بھی عذر نہیں چل سکتا۔ اس کے اخلاص میں کوئی دھبہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اس کی بات کو جماعت مستریوں کی طرح رد نہیں کرے گی۔ بلکہ اس پر اسے کان دھرتا پڑے گا اور وہ ضرور دھرے گی۔ اس لئے آپ نے اسی میں اپنی خیر سمجھی کہ آہستہ آہستہ اندر ہی اندر اس شخص کو جھوٹے پراپیگنڈا کے ذریعہ جماعت کی نظر سے گرا دیا جائے اور اس کو اس مقام پر لے آیا جائے کہ اگر یہ میرے اس گندے راز کو فاش کرے تو جماعت توجہ نہ کرے اور اس کی بات کو بھی اس طرف منسوب کرنے لگ پڑے کہ اس شخص کو بھی کچھ ذاتی اغراض اور خواہشات تھیں۔ جن کو چونکہ پورا نہیں کیا گیا۔ اس لئے یہ بھی ایسا کہنے لگ پڑے ہیں اور ادھر سے آپ شور مچانا شروع کر دیں کہ دیکھا میں نہیں کہتا تھا کہ یہ اندر سے مستریوں یا پیغامیوں یا احراریوں سے ملے ہوئے ہیں اور ایسے لوگوں کا منہ بند کرنے کے لئے جن کو آپ کے ان گندے رازوں کا علم ہو جاتا ہے۔ آپ کے پاس زیادہ تر یہی ایک حربہ ہے۔ یہ آپ مت خیال کریں کہ جو کچھ آپ میرے خلاف کر رہے ہیں اس کا مجھے علم نہیں ہوتا۔ مجھے آپ کی ہر کارروائی کا علم ہوتا رہا ہے۔ اگر میں بھی آپ کے اس اشتعال انگیز طریق سے متاثر ہو کر جلد بازی سے کام لیتا اور ابتداء میں ہی اپنا منی برحقیقت بیان شائع کر دیتا اور جو تقدس کا بناوٹی پردہ اپنے اوپر ڈالا ہوا ہے اس کو اٹھا کر آپ کی اصل شکل دنیا کے سامنے ظاہر کر دیتا تو آج نہ معلوم آپ کا کیا حشر ہوتا۔ میں نے محض اللہ تعالیٰ کے لئے صبر سے کام لیا۔ آپ کے ظلم پر ظلم دیکھے اور اف تک نہیں کی۔ میں نے سمجھا تھا کہ میری خاموشی سے آخر آپ سبق حاصل کریں گے اور سمجھ لیں گے کہ یہ شخص اس راز کو فاش کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا اور کچھ عرصہ تک میرے رویہ کو دیکھ کر خود بخود اپنی غلطی محسوس کر کے تادم ہو کر اپنی ان ناجائز اور ظالمانہ کارروائیوں اور جھوٹے پراپیگنڈا سے باز آجائیں گے لیکن آپ کا (Guilty Conscience) (برائیمیز) آپ کو کب آرام سے بیٹھنے دے سکتا تھا اور آپ کا اضطراب اور گھبراہٹ سے بھر اہوادل اس وقت تک کب آپ کو چین کی نیند لینے دے سکتا تھا۔ جب تک آپ اس شخص کو اپنی راہ سے دور نہ کر لیں جس سے آپ کو ذرہ سا بھی خطرہ خواہ وہی ہی کیوں نہ ہو محسوس ہو رہا ہو۔ آپ غالباً اس وقت تک اس غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہیں کہ یہ اس وقت تک جو خاموش رہا ہے اپنی ملازمت کے چلے جانے کے ڈر سے رہا ہے۔ اس غلط فہمی کو جتنی جلدی بھی ہو سکے۔ اپنے دل سے نکال دیں اور آپ کو دلیری بھی زیادہ تر اسی وجہ سے ہے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کی روزی میرے قبضہ میں ہے۔ مگر میں خدا کے فضل سے منشرک نہیں ہوں کہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس بات کا خیال کرنا تو کجا اس کو وہم میں بھی لاسکوں۔ پس یہ آپ کو یاد رہے کہ میں جو اس

وقت تک باوجود آپ کی غلط کاریوں کا علم ہو جانے اور اپنے خلاف غلط کاریوں کو دیکھنے کے خاموش چلا آ رہا ہوں۔ اس کی وجہ کسی قسم کے مالی جانی نقصان کا ڈرنہ تھا۔ کیونکہ علماء ربانی حق گوئی کے مقابلہ میں کسی نقصان سے خواہ وہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو نہیں ڈرا کرتے۔ لیکن وہ جہاں ”لا یخافون لومة لائم“ کا مصداق ہوتے ہیں۔ وہاں وہ حق گوئی کا عمل اور موقعہ بھی دیکھتے ہیں اور اس کے اظہار اور عدم اظہار میں موازنہ بھی کرتے ہیں۔ اپنے ذاتی نفع نقصان کو مد نظر رکھ کر نہیں بلکہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام اور سلسلہ حقہ کے حق میں ”ضروہ اکبر من نفعہ بانفعہ اکبر من ضرورہ“ ہے۔ اس میں اگر خاموش تھا اور ہوں تو محض اس لئے کہ میں اس کے اظہار کو سلسلہ کے لئے مضریقین کرتا تھا۔ نہ صرف کرتا تھا بلکہ اب بھی کرتا ہوں۔

دوسری بات جو اس گند کے اظہار کے لئے میرے لئے مانع تھی اور ہے وہ مسخ موعود ذراہ روحی و جسمی کے بے انتہاء احسانات تھے جن کے نیچے سے ہماری گردنیں کبھی نکل ہی نہیں سکتیں۔ پس ان احسانات کو دیکھتے ہوئے طبیعت اس بات کو قطعاً گوارا نہیں کر سکتی کہ حضور کی اولاد کا مقابلہ کیا جائے یا انہیں بدنام کیا جائے۔ تیسری بات جو میرے لئے مانع تھی وہ آپ سے دیرینہ تعلقات اور ایک حد تک آپ کے احسانات تھے۔ گو جو ظلم آپ نے مجھ پر، میری اولاد کو اپنے گندہ نمونہ کے ذریعہ سے اور سلسلہ حقہ سے منحرف کرنے اور ان کو دہریہ بنانے کی کوشش میں کیا۔ وہ اتنا بڑا ہے کہ وہ احسانات اس کے مقابلہ میں بالکل بیچ ہیں اور قطعاً قابل ذکر نہیں رہے۔ تعجب ہے مجھے تو ان دیرینہ تعلقات کا اس قدر پاس ہو کہ آپ کے گندے افعال کا ذکر آپ کے سامنے کرنے سے بھی شرم محسوس کروں اور محض اس خیال سے کہ میرے سامنے آنے سے آپ کو شرم محسوس ہوگی۔ آپ کے سامنے آنے سے حتی الوسع اجتناب کرتا رہا ہوں۔ لیکن ان تعلقات کا آپ کو اتنا بھی پاس نہ ہوا جتنا کہ ایک معمولی قماش کے بدچلن انسان کو ہوتا ہے۔ میں نے سنا ہوا ہے۔ بدچلن سے بدچلن آدمی بھی اپنے دوستوں کی اولاد پر ہاتھ ڈالنے سے اجتراز کرتے ہیں۔ لیکن افسوس آپ نے اتنا بھی نہ کیا اور اپنے ان مخلص دوستوں کی اولاد پر ہی ہاتھ صاف کرنا چاہا۔ جو آپ کے لئے اور آپ کے خاندان کے لئے جانیں تک قربان کر دینا بھی معمولی قربانی سمجھے تھے۔ میرے اخلاص کا تو یہ عالم تھا کہ جس وقت فضل داد سے اجتماعی علم ہوا اور پھر بشیر احمد نے اس کی تفصیلی تصدیق کی تو میرا یہی فیصلہ تھا کہ بشیر احمد کو گھر سے نکال دوں اور بیٹھ کے لئے اس سے تعلقات منقطع کر دوں۔ مگر میں نے اس سے نرمی اس لئے کی کہ اس کے ذریعہ سے اب میں اس سازش کا پتہ لگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ جس کے متعلق میں پہلے یقین کئے بیٹھا تھا کہ آپ

کے حال پلٹن کو بدنام کرنے کے لئے اپنا کام کر رہی ہے۔ مجھے اس وقت یہی خیال غالب تھا کہ بشیر احمد بدقسمتی سے ان لوگوں کے ہاتھ پڑ گیا ہے جو اس سازش کے بانی مہانی ہیں۔ کیونکہ یہ مجھے اچھی طرح سے علم تھا کہ اس کو آپ کے اور آپ کے خاندان کے ساتھ بڑا اخلاص تھا اور اس اخلاص کی موجودگی میں وہ کبھی بھی جھوٹے الزام آپ پر نہیں لگا سکتا تھا۔ پس ایسی حالت میں میرے نزدیک دو ہی صورتیں ہو سکتی تھیں یا یہ الزامات سچے ہیں یا یہ کہ بشیر احمد بعض ایسے آدمیوں کے ہاتھ پڑ گیا ہے اور انہوں نے اس کو قتل وغیرہ کی دھمکیاں دے کر اس سے یہ کہلوا یا ہے۔ مجھے یقین تھا کہ میں بشیر احمد سے اس سازش کا پتہ لگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اس بناء پر اڈل میں نے بشیر احمد کے ساتھ مختلف رنگوں میں انتہائی کوشش کی کہ وہ ان باتوں کے غلط ہونے کا اقرار کرے۔ مگر قطعاً کامیابی نہ ہوئی اور کامیابی ہو تو کس طرح اور کس سازش کا پتہ لگتا کس طرح جب کہ کسی سازش کا نام و نشان ہی نہ تھا۔ بلکہ برخلاف اس کے اس نے بعض ایسے دلائل پیش کئے جو ایک حد تک قائل کر دینے والے تھے۔ ان میں قطعاً بناوٹ نہ معلوم ہوتی تھی۔ دوسری طرف میں حیران تھا کہ وہ سب باتیں ان باتوں سے پوری مطابقت رکھتی ہیں جو سیکرٹ اور زاہد کہہ چکے تھے۔ پس جب میں ادھر سے اپنے مقصد میں ناکام رہا تو میں نے اپنی تحقیق کا رخ دوسری طرف پھیرا اور میں نے لوگوں میں زیادہ ملنا جلتا شروع کیا اور اس وقت تک میری یہی نیت تھی کہ میں سازش کا سراغ لگاؤں۔ اس گہری اور لمبی تحقیق نے سازش کا سراغ تو کیا بتانا تھا الٹا چاروں طرف سے واقعات اور حقائق کا طوطا میرے سامنے لاکھڑا کیا جو بشیر احمد کے بیان کے لفظ لفظ کی تصدیق کرنے والے تھے۔ پس اس وقت میں نے بشیر احمد کو معذور سمجھ کر اس کو سزا دہی کا خیال چھوڑا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بیگناہ بچے کو اتنے بڑے ظلم سے جو میں اس پر آپ کے ساتھ اپنے غم و محبت اور غم و اخلاص کی وجہ سے کرنے لگا تھا یعنی ساری عمر کے لئے اس کو تباہ و برباد کرنے کا جو تہیہ کر لیا تھا اس سے بچانے کے لئے یہ سلمان پیدا کر دیئے کہ کئی جگہوں سے اس کے بیان کی تصدیق ہوتی چلی گئی اور ایسی ایسی جگہوں سے ہوئی جن کے حلق و ہم بھی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کوئی شرارت کریں یا کسی شریک کی سازش کا شکار ہوں یا خود سازش کے بانی ہوں۔ ایسے لوگوں کے نام ابھی میں نہیں بتا سکتا نہ کوئی ایسا اشارہ کر سکتا ہوں جو ان کا پتہ بتا دے۔ کیونکہ آپ تو اچھی طرح سے واقف ہیں کہ اشارہ آپ کو فوراً اصل مشارالہ کا پتہ دے دے گا اور میں کبھی مصلحت سے اپنی تحریر کو دلائل سے خالی رکھنا چاہتا ہوں۔

غرضیکہ میرے پاس ان باتوں کے اثبات کے لئے دلائل کا ایک ذخیرہ جمع ہو گیا ہے

جو اگر ضرورت پڑی تو پبلک میں ظاہر کیا جائے گا۔ خدا کرے کہ ان کے پیش کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ تب مجھے یقین ہو گیا کہ بشیر احمد سچا ہے اور یہ سب افعال جو اس نے بیان کئے ہیں آپ سے سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کا علم ہو جانے کے جو میرے اور میری بیوی کے لئے سخت دکھ کا موجب تھیں اور جنہوں نے ہم دونوں کی صحت پر اتنا گہرا اثر کیا کہ آج تک بھی ہم اپنی صحت (Recover) نہیں کر سکے۔ کافی عرصہ تک ہم دونوں کمرہ میں اکیلے دروازہ بند کر کے روتے رہتے تھے۔ بچے بھی ہماری حالت دیکھ کر سخت پریشان تھے۔ مگر ان کو کوئی علم نہیں کہ کیا معاملہ ہے۔ وہ ہماری آنکھیں سرخ دیکھتے اور سہم جاتے۔ مگر ادب کی وجہ سے وجہ دریافت نہ کرتے۔ باوجود اس قدر شدید صدمہ کے پھر بھی میں نے اس قدر شرافت سے کام لیا اور اپنے نفس پر اس قدر قابو رکھا کہ کسی کے سامنے ان باتوں کا اظہار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ جن لوگوں سے مجھے مختلف واقعات کا علم ہوتا رہا ان سے بھی صرف واقعات سننا رہا اور یہاں تک احتیاط سے کام لیا کہ کسی ایک کو بھی کسی دوسرے کو بتائے ہوئے واقعات کا علم نہ ہونے دیا۔ اس کا علم صرف اس کے بتائے ہوئے واقعات تک ہی محدود رہنے دیا اور اصرار بشیر احمد کو یہ سمجھایا کہ "ان الحسنات ینذہبن السیئات" کے ماتحت ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ صاف کر دے اور اسے تائید کی کہ کسی کے سامنے اب ان باتوں کو دہرانا نہیں حتیٰ کہ اگر کوئی پوچھے بھی تو صاف انکار کر دینا۔ کیونکہ یہ ہمارا فرض ہے کہ مسیح موعود کی اولاد کی پردہ پوشی کریں۔ بشیر احمد نے جب دیکھا کہ آپ میرے خلاف پروپیگنڈا کر کے مجھے جماعت میں گرانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اصرار کو بھی گرانے کے در پے ہیں تو اس نے کئی دفعہ مجھ پر زور دیا کہ میں اعلان کر دوں۔ لیکن میں نے اس کو ہمیشہ صبر ہی کی تلقین کی۔ آخر تک آ کر اس نے خود اعلان کا فیصلہ کر لیا اور ایک اعلان لکھ کر میری طرف بھیج دیا۔ چنانچہ اسے بکھڑے اس خط کے ساتھ ارسال کر رہا ہوں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اجازت کے بغیر شائع نہیں کر دیا۔ ورنہ سبب الصحیح القول والیٰ حل صادق آجاتی اور پھر چٹا ہوا تیرا پس لانا مشکل ہو جاتا۔ لیکن میں اسے ہمیشہ روکتا رہا اور اس اعلان کو بھی روک لیا اور ہمیشہ اسے یہی تلقین کی کہ خواہ وہ کتنا ہی ہم کو بدنام کر لیں اور کتنی ہی کوشش ہمیں جماعت کی نظر میں گرانے کی کر لیں۔ ہم نے ابتدا نہیں کرنی اور ہماری طرف سے کسی کوشش رہے گی کہ ہم صبر سے برداشت کرتے چلے جائیں۔ حتیٰ کہ وقت آ جائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو پہلی طور پر اپنا بیان شائع کرنے پر مجبور سمجھے جائیں تو جب کسی سے مقابلہ آ پڑے تو مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے جو نقطہ نگاہ ہوتا ہے اس کے لحاظ سے ہمارا Defence بہت اچھا وقت ہوگا۔ لیکن

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اسی میں ہے۔ چنانچہ اس وقت تک میں اس پر کار بند رہا ہوں اور اب جو میں یہ تحریر لکھ رہا ہوں وہ بھی اسی لئے لکھا گیا ہے کہ آپ پر آخری دفعہ حجت پوری کر دوں اور آپ کو مستحب کر دوں کہ کہیں آپ مجھے اپنا Defence پیش کرنے پر مجبور نہ کریں۔ چنانچہ اگر آپ نے اس قسم کا قدم اٹھانے کی غلطی کی تو میں مجبور ہوں گا کہ اصل واقعات کو روشنی میں لاؤں اور جو خفاء کا پردہ آج تک ان واقعات پر پڑا چلا آتا ہے اسے اٹھا دوں۔ کیونکہ یہ میں قطعاً برداشت نہیں کر سکتا کہ خدا تعالیٰ کی مقدس جماعت میں میں دائمی طور پر بدنامی کے ساتھ یاد کیا جاؤں۔ پس اگر میں آپ کے افعال مذمومہ کے اظہار پر مجبور ہوا تو پھر اس کی ساری ذمہ داری آپ پر ہوگی اور سمجھ لیں کہ ”الفتنۃ ناعمة لعن اللہ من ایقضہا“ کا کون صحداق بنے گا۔ میں نے آپ کے ظلم پر ظلم دیکھے اور میرے کام لیا۔ لیکن آپ باز آنے میں ہی نہیں آتے اور اپنے مظالم میں حد سے بڑھے چلے جاتے ہیں۔ پس اب میرے صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو چکا ہے اس لئے انجام کو آپ اچھی طرح سے سوچ لیں۔

اگر آپ اس تحریر کے بعد رک گئے تو میں بھی جس طرح خاموشی سے وقت گزار رہا ہوں گزارتا چلا جاؤں گا۔ کیونکہ ہر حق کا اظہار ضروری نہیں ہوتا۔ میں جانتا ہوں کہ اس حق کے اظہار کی وجہ سے چند عورتوں وغیرہ کی عصمتیں تو محفوظ ہو جائیں گی اور چند نوجوان دہریہ بننے سے بچ جائیں گے۔ لیکن ہزاروں رزوں جو اس کے عدم علم کی وجہ سے ہدایت کے قریب آ رہی ہیں اور بہت سی ان میں سے بھی پاہنگی ہیں ہدایت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائیں گی اور یہ اتنا بڑا نقصان ہے جس کے خیال سے بھی میری روح کانٹتی ہے اور یہ اتنا بھاری بوجھ ہے جس کے اٹھانے کے لئے میری پیٹھ بہت کمزور ہے۔ پس اگر یہ وقوع میں آ گیا تو اس کی ذمہ داری آپ پر آئے گی۔ میں تو آپ یاد رکھیں اب تک آپ کا ہون اور اگر آپ نے مجبور ہی کیا تو میں اب مقابلہ کے لئے مصمم ارادہ کر لیا ہے اور جب تک میری جان میں جان ہے انشاء اللہ آپ کا مقابلہ کروں گا اور آپ کے تمام دجل اور فریب کو انشاء اللہ آشکارا کر کے چھوڑ دوں گا۔ وما توفیقی الا باللہ! مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ اس مقابلہ میں میری جان جائے یا مجھے مالی نقصان ہو۔ میں خاموش ہوں تو خدا تعالیٰ کے لئے اور اگر اٹھوں گا تو محض خدا تعالیٰ کے لئے میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک طرف تو آپ نے اپنی عیاشی کو انتہاء تک پہنچایا ہوا ہے جس لڑکی کو چاہا اپنی عجیب و غریب عیاری سے بلایا اور اس کی عصمت وری کر دی اور پھر ایک طرف سے اس کی طبی شرم حیا سے ناجائز فائدہ اٹھا لیا اور دوسری طرف سے دھمکی دے دی کہ اگر تو نے کسی کو بتایا تو تیری بات کو کون مانے گا۔ تجھے ہی

لوگ پاگل اور منافق کہیں گے۔ میرے متعلق تو کوئی یقین نہ کرے گا اور اگر کسی نے جرأت سے اظہار کر دیا تو مختلف بہانوں سے ان کے خاندانوں یا والدین کو نال دیا۔ مگر آپ یہ یاد رکھیں کہ آپ کا یہ ظلم صرف اس لئے ان پر پھل جاتا ہے کہ وہ اپنے معاملہ کو انفرادی معاملہ سمجھتے ہیں۔ لیکن جس وقت ان کے سامنے تمام واقعات مجموعی حیثیت سے آئے تو پھر ان کو بھی پتہ لگ جائے گا کہ یہ سب دھوکہ ہی تھا جو ہمیں دیا جا رہا تھا۔ لڑکیوں اور لڑکوں کو پھنسانے کے لئے جو جال آپ نے ایجنٹ مردوں اور ایجنٹ عورتوں کا بچھایا ہوا ہے اس کا راز جب فاش کیا جائے گا تو لوگوں کو پتہ لگے گا کہ کس طرح ان کے گھروں پر ڈاکہ پڑتا ہے۔ ظلم جو آپ کے ساتھ اور ان کے خاندان کے ساتھ تعلق پیدا کرنا فخر سمجھتے تھے۔ ان کے گھروں میں سب سے زیادہ مایہ پڑے گا اور دوسری طرف جن لوگوں کو آپ کی غلط کاریوں کا ظلم ہو جاتا ہے یا وہ کسی کے سامنے اظہار کر بیٹھے ہیں اور آپ کو اس کا علم ہو جائے تو پھر آپ اسے کچلنے کے درپے ہو جاتے ہیں اور اس کچلنے میں رحم آپ کے نزدیک تک نہیں پہنچتا اور پھر سے بھی زیادہ سخت دل کے ساتھ اس پر گرتے ہیں اور آپ کی سزا دی میں اصلاحی پہلو بالکل مفقود اور انتقامی پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر یکمہ بیگم زوجہ مرزا عبدالحق صاحب کو ہی لو۔ کس قدر ظلم اس پر آپ کی طرف سے کیا جا رہا ہے جو کچھ اس نے کہا تھا اس کی سچائی تو اب بالکل ثابت ہو چکی ہے۔ لیکن وہ بے چاری بھلا جو دہی ہونے کے قیدیوں سے بدتر زندگی بسر کر رہی ہے۔ اس کی محنت بہا ہو چکی ہے۔ اب تازہ مثال فخر الدین کی ہے اس کو بھی آپ نے اس وجہ سے سزا دی ہے کہ اس کو آپ کی غلط کاریوں کا ظلم ہو چکا ہے اور آپ پر یہ خوف غالب تھا کہ یہ مجھے بدنام کرے گا۔ حالانکہ یہ آپ کا وہم ہی وہم تھا۔ وہ بھی سلسلہ کی بدنامی کے خوف سے ہمیشہ آپ کی پردہ پوشی ہی کرتا رہا۔ چنانچہ اس وہم کی ہی بناء پر آپ مدت سے اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے کہ کبھی موقعہ ہاتھ آئے تو اسے حماقت سے نکال دیا جائے تاکہ یہ روٹی سے تنگ آ کر ذلیل ہو کر معافی مانگے تاکہ پھر ساری عمر آپ کی سیاہ کاریوں کے حلقے ایک نقطہ بھی منہ سے نہ نکال سکے اور آپ اطمینان سے اپنی عیاشیوں میں مشغول رہیں۔ جیسا کہ آپ پہلے اس طریق سے بعض ایسے آدمیوں کو چپ کر اپنے ہیں۔ فحشی اکمل پر جو ظلم کیا گیا اس کی تہ میں بھی مقصد آپ کا کام کر رہا تھا۔ اس طرح اور بہت سی مثالیں ہیں جن کو وقت آنے پر پیش کیا جائے گا اور ان تمام مظالم کی داستانیں جو تقدس کے پردہ میں آپ کر رہے ہیں وقت آنے پر کھول کھول کر لوگوں کو بتائی جائیں گی۔ ان تمام مظالم کو ڈھانے میں آپ کو جرأت ایک تو اس وجہ سے ہو رہی ہے کہ آپ نے لمبے عرصہ تک مختلف رنگوں میں کوشش کر کے لوگوں کے یہ بات ذہن نشین کر دی ہے کہ آپ ایک مقدس

انسان ہیں۔ کہیں اپنے آپ کو مصلح موعود کی پیش گوئی کا مصداق بنایا ہے کہیں موعودِ خلیفہ۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ طلسم آپ کا بہت جلد ٹوٹ جائے گا۔ لوگ آپ کے اس طلسم کے نیچے صرف اس وقت تک ہی ہیں جب تک آپ کو ان کے حال چلن کا صحیح علم نہیں ہوتا اور ان کو پتہ نہیں لگتا کہ جس قدر دلائل آپ کو مصلح موعود بنانے کے لئے دیئے گئے ہیں اور سب غلط ہیں اور یہ کہ مصلح موعود کی پیش گوئی کے مصداق آپ ہو ہی نہیں سکتے۔

سچ موعود کا ایک اور خواب ہے جس میں آپ کی اس گندی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اس کے آپ مصداق ہیں۔ مصلح موعود کی پیش گوئی کا مصداق کوئی اور آنے والا ہے۔ یعنی خدا کے فضل سے اس پیش گوئی کا گہرا مطالعہ کیا ہے اور یقینی دلائل سے یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ آپ مصلح موعود نہیں ہو سکتے۔ بس ایک طرف تو آپ کو اس وجہ سے جرأت ہے کہ لوگوں کے دلوں میں غلط طور پر آپ کا تقدس بٹھلا دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ آپ کی بات کو خدائی بات سمجھ بیٹھے ہیں۔ دوسری طرف آپ کو اپنی طاقت اور اقتدار کا گھمنڈ ہے جو اڈل الذکر وجہ سے آپ نے حاصل کیا ہوا ہے۔ تیسرے اس وجہ سے آپ نے یہ چال چلی ہوئی ہے کہ لوگوں کو ایک طرف سے ملنے نہ دیا جائے اور منافقوں سے بچو، منافقوں سے بچو، کے شور سے لوگوں کو خوفزدہ کیا ہوا ہے اور ہر ایک کو دوسرے پر بدظن کر دیا ہوا ہے۔ اب ہر شخص ڈرتا ہے کہ میرا مخاطب کہیں۔ مہری رپورٹ ہی نہ کر دے اور پھر فوراً مجھ پر منافی کا فتویٰ لگ کر جماعت سے اخراج کا اعلان کر دیا جائے گا اور یہ سب کچھ آپ نے اس لئے کیا ہوا ہے کہ آپ کی سیاہ کاریوں کا لوگوں کو طعم نہ ہو سکے۔ لیکن یہ آپ کا غلط خیال ہے۔ قادیان میں بھی اور باہر بھی ایک بڑی تعداد ہے جو آپ کی سیاہ کاریوں سے واقف ہے اور وہ بدن یہ تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب یہ مواد پھوٹے گا۔ بہت سے لوگ کسی جرأت کرنے والے کا انتظار کر رہے ہیں اور یہ انسانی فطرت ہے کہ اکثر لوگ خود جرأت نہیں کر سکتے۔ لیکن جرأت کے ساتھ کسی کو اٹھتا دیکھ کر خود اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ آخری بات جو آپ کو ان تمام مظالم پر جرأت دل رہی ہے۔ وہ بائیکاٹ کا حربہ ہے۔ آپ نے قادیان کے انتظام کو ایسے رنگ میں چلا دیا ہوا ہے کہ تمام کی روزی کو اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے اور یہ ایسی چیز ہے جس سے انسان بے بس ہو جاتا ہے۔ بے شک ان باتوں کی وجہ سے جو اقتدار آپ کو حاصل ہو چکا ہے۔ آپ یقین رکھتے ہیں میں (آپ) اپنے مد مقابل کا سر ایک آن میں چل سکتا ہوں اور اب تو آپ فدا نیوں کا گروہ بھی بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ میں جو آپ کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ ایک نہایت ہی کمزور، بے بس، بے کس، بے

مال، بے مددگار ہوں اور جہاں آپ کو اپنی طاقت پر ناز ہے وہاں مجھے اپنی کمزوری کا اقرار ہے۔ ہاں میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ حق کی قوت میرے ساتھ ہے اور غلبہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کو ہوتا ہے جو حق کی تگوار لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ابتداء میں میری بات کی طرف توجہ نہ کی جائے اور میں اس مقابلہ میں پکلا جاؤں۔ لیکن حق کی تائید کے لئے اور باطل کا سرکپنے کی غرض سے کھڑے ہونے والے علماء اس قسم کے انجاموں سے کبھی نہیں ڈرے۔ حضرت ابن زبیرؓ حق کی خاطر باطل کی فوجوں کے مقابل میں اکیلے ہی میدان جنگ میں نکلے اور جان دے دی۔ لیکن باطل کے سامنے سر نہیں جھکا یا۔ حضرت امام حسینؓ چند آدمیوں کے ساتھ باطل کی فوجوں کے سامنے صف آراء ہو گئے اور ایک ایک کر کے جان دے دی۔ لیکن باطل کی اطاعت نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہوا جس بات کو وہ ثابت کرنا چاہتے تھے۔ آخر ثابت ہو کر رہی۔

پس اس مقابلہ میں مجھے اس بات کی قطعاً کوئی پروا نہیں کہ میرا انجام کیا ہوگا اور میری بات کوئی سنے گا یا نہیں؟ میری تقویت اور ہمت بڑھانے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ میں حق پر ہوں اور آپ باطل پر ہیں اور باطل کا سرکپتے ہوئے اگر میں اور میرے اہل و عیال بھی شہید کر دیئے گئے جس کا اقدام بھی اگر کیا گیا تو سخت ناعاقبت اندیشانہ ہوگا اور خطرناک نتائج پیدا کرے گا۔ ہم کامیاب مریں گے۔ ناکام نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ! آپ ہمیں اس مقابلہ میں پیٹھ پھرتے نہیں دیکھیں گے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ہماری تائید کرے گا اور اگر آج نہیں تو آئندہ لوگ حقیقت سے آگاہ ہو کر رہیں گے اور ان پر سچائی ظاہر ہو کر رہے گی۔ ہماری قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی اور آپ کے چال چلن سے واقف ہو کر جماعت خلافت کے حقیقی مفہوم سے آگاہ ہوگی اور آئندہ اپنے انتظام کی بنیاد مستحکم اصولوں پر رکھے گی اور ان فریب کاریوں سے جن میں آپ نے قوم کو رکھا ہوا ہے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گی۔ کیونکہ دلائل اور حقائق کا مقابلہ آخر لوگ کب تک کریں گے۔ مجھے اس بات کی بھی بڑی خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک وحی میں جو اس نے مسیح موعود پر آج سے تیس سال قبل نازل کی مجھے منافقت جیسے گندے الزام سے پاک قرار دیا ہے اور آپ کو اور آپ کے خاندان کو اس ظلم سے روکا ہے اور بتایا ہے کہ اگر اس ظلم سے باز نہ آئے تو آسمانی تائید تم سے چھن جائے گی۔ آپ اگر چاہیں تو اس کے لئے تذکرہ کے صفحہ ۶۹۲ پر ۹ فروری ۱۹۰۸ء کے دن کے سامنے جو ۱۸ الہامات درج ہیں۔ ان پر غور کریں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے پانچویں الہام میں متقیوں اور محسنوں کے ساتھ معیت کا ذکر کیا ہے۔

اور پھر چھٹے الہام میں کس طرح منافقوں کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ کس طرح قتل

کے مستحق ہیں۔ لیکن ساتویں الہام میں ”لا تفتقلوا زینب“ کہہ کر بتایا ہے کہ دیکھنا کہیں زینب کو قتل نہ کر بیٹھنا۔ اس بات سے ڈرنا کہ کہیں اس کے حلق بھی منافقت کا الزام تراش کر کے اس کے قتل کے بھی درپے ہو جاؤ اور پھر آٹھویں الہام میں بھی ان الفاظ ”آسان ایک مٹھی بھر رہ گیا۔“ میں متنبہ کیا گیا ہے۔ اگر ایسا کر دے تو یاد رکھو کہ آسانی تا نید سزا کر مٹھی بھر رہ جائے گی۔ سبحان اللہ! خدا کے نوشتے کس طرح پورے ہو کر رہتے ہیں۔ کس طرح آج ان الہامات کے تیس سال بعد ان میں بیان کردہ باتیں حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔ کس طرح اب زینب کو قتل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کس طرح اس کے اور اس کے خاندان کے خلاف منافقت جیسا گندہ الزام تراشا جا رہا ہے۔ پہلے اس کی اولاد کے ساتھ جو سلوک کیا اس نے اسے موت کے دروازہ تک پہنچا دیا۔ جس سے بھد مشکل وہ بچ سکی اور پھر اب اس پر مذاق بن کر رذق کے دواوازے بند کر کے اسے قتل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میرے لئے تو یہ تمام واقعات ازدیاد ایمان کا موجب بن رہے ہیں۔ لیکن آپ کو یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہے۔ اسے بھی آج سے کئی سال قبل جب کہ ان باتوں کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اس نے ان الفاظ میں بشارت دی ہوئی ہے کہ: ”فان خفتم عیلة فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ“ پس میں خدا تعالیٰ کے فضل پر یقین رکھتا ہوں کہ اگر مقابلہ کی صورت پیدا ہوگی تو تا نید الہی انشاء اللہ ہمارے ساتھ ہوگی اور آپ جو بے گناہ لوگوں پر ظلم و کما رہے ہیں۔ خصوصاً مجھ جیسے گائے کی مانند بے ضرر انسان (آپ مجھے ایک خطبہ میں گائے سے مشابہت دے چکے ہیں) کو دکھ دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ یقیناً یقیناً تا نید الہی سے محروم رہیں گے۔ کس قدر ظلم ہے کہ جس شخص کے متعلق یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اس کو آپ کی بد چالنی کا ظلم ہو گیا ہے۔ اس کے پیچھے جاسوس لگوادیئے جاتے ہیں اور مقرر کرنے سے قبل انہیں یقین دلایا جاتا ہے کہ فلاں شخص منافق ہے۔ اس کے نفاق کو روشنی میں لاتا ہے۔ اب وہ یہ سمجھ کر کہ غلطی نے بتایا ہے کہ فلاں منافق ہے۔ اگر ہم ایسی رپورٹیں نہ دیں جو اس کے نفاق کی تائید کرتی ہوں۔ تو ہم بالآخر سمجھے جائیں گے۔ فوراً اس کی ہر حرکت و نقل اس کے ہر لفظ و حرف کو اسی رنگ میں ڈھالتے چلے جاتے ہیں اور رپورٹوں پر رپورٹیں بھیجتے چلے جاتے ہیں۔ جن سے ایک فائل تیار ہوتا رہتا ہے اور اس غریب کو ظلم بھی نہیں کہ اس کے پکڑنے کے لئے کس کس قسم کے جال بچھائے جا رہے ہیں اور وہ اس میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ وقت آ جاتا ہے کہ ایک ذرا سے بہانے پر اس کو پکڑ کر مزادی جاتی ہے اور گزشتہ تمام رپورٹوں کو بھی دلیل بنا لیا جاتا ہے جنہوں نے اپنی ساری عمر میں تحقیق کی روشنی تک بھی نہیں دیکھی ہوتی۔ کیا آپ پر جو جماعت کے لئے بطور مصلح ہونے کے مدعی ہیں یہ

فرض نہیں کہ جس شخص کے حلقہ تعلیمی رپورٹ آئے یا آپ کے علم میں اس کے خلاف کوئی بات لائی جائے۔ جس میں اصلاح کی ضرورت ہو تو اسے بلا کر سمجھائیں اور اس کو غلطی سے نکال کر اس کی اصلاح کی کوشش کریں۔ ہے اور یقیناً ہے لیکن یہ آپ کا ایسا نہ کہنا تا ہے کہ آپ اس شخص کی جس کے خلاف آپ کو رپورٹیں ملتی ہیں اصلاح نہیں چاہتے بلکہ اس کو جہاں وہ ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلنے کے خواہشمند ہیں اور فخر الدین کے کیس میں کیا بھی کچھ نہیں ہوا۔ کہ اس کے خلاف دو سال سے آپ رپورٹیں جمع کر رہے ہیں۔ لیکن کسی ایک رپورٹ کی بھی تفتیش نہیں گئی اور اب نہیں موجودہ کیس میں دلیل بنالیا گیا ہے۔ حالانکہ اگر ابتدائی رپورٹ کی ہی آپ تفتیش کر لیتے تو میرا غالب خیال ہے کہ معافی ہو جاتی اور آپ کو اسی قدر لمبے عرصہ تک جو تک و دو کرنی پڑی ہے نہ کرنی پڑتی۔ چنانچہ تفصیلی حالات شائع کرنے چاہئے تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ اس میں وہ قصور اور جرمیں بلکہ قصور کسی اور کا ہے۔ جس کا ذکر میں ابھی مناسب نہیں سمجھتا۔

میں آپ کی خدمت میں خدا کا واسطہ ڈال کر اور سلسلہ کی عظمت اور سچ موعود کی ساری عمر کی محنت کا واسطہ ڈال کر جو آپ نے اس پودہ کو لگانے اور اس کی پرورش کرنے میں صرف کی ہے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ جانتے کہ سلسلہ کی عظمت اور اس کی نیک نامی پر کوئی دھبہ نہ لگے اور یہ کہ دشمنوں کو بھی کاموقعہ نہ ملے تو آپ جلد از جلد اپنی سیاہ کاریوں سے توبہ کریں اور یہ مظالم جو آئے دن آپ سے سرزد ہوتے رہتے ہیں امید ہے ان کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ میں حیران ہوں کہ آپ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جب اس طرح آپ پرانے آدمیوں کو نکالتے چلے جائیں گے تو کیا کبھی بھی لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلیں گی اور کبھی بھی ان کو خیال نہیں پیدا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ اتنے پرانے اور غلط دوست آپ کی ذات پر اتہام لگانے کے جرم میں جماعت سے الگ کئے جاتے ہیں اور ہر چند سالوں کے بعد کوئی نہ کوئی دوست آپ کی ذات پر اتہام لگانے لگ پڑتا ہے یا دیکھیں یہ بات ضرور ان کی توجہ کو تحقیق کی طرف پھیر دے گی اور پھر آپ کی خیر نہیں۔ اس لئے آپ فوراً ان باتوں سے توبہ کر کے اپنے اور پر بھی اور سلسلہ پر بھی رحم کریں اور اس لڑکے کا وہ قول کہ جو اس نے امام ابوحنیفہ کو کہا تھا کہ میں پھسلا تو اکیلا چھلوسوں گا۔ لیکن آپ اپنے پھسلنے کی فکر کریں۔ اگر آپ پھسلے تو کسی آدمیوں کو اپنے ساتھ لے ڈوبیں گے۔ ہمیشہ مد نظر رکھیں۔

میں آپ کو صاف بتا دیتا ہوں کہ فخر الدین کو نکالنے میں آپ نے سخت غلطی کی ہے اور جلد بازی سے کام لیا ہے۔ اس کو آپ کے چال چلن کے متعلق بہت سے واقعات معلوم ہیں اور اس نے ان کی اشاعت سے باز نہیں آتا۔ صرف واقعات ہی نہیں بلکہ ان تمام اشخاص کے نام بھی

شائع کرے گا جنہوں نے آپ کی بد چلتی کی نہ صرف شہادتیں دی ہوئی ہیں بلکہ کئی واقعات اپنی پوری تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ وہ نہ صرف آپ کو حیران کر دیئے والی ہوگی بلکہ دنیا کو بھی حیرت میں ڈال دے گی اور جماعت میں قیامت خیز زلزلہ پیدا کر دے گی۔ پھر ان میں سے ایسے لوگ ہیں جن کو جھٹلانا یا جن کو جماعت سے نکالنا مشکل ہو جائے گا۔ آخر ان لوگوں کو بھی گواہی دینی پڑے گی۔ خصوصاً جب ان سے تریاق القلوب والی قسم کا مطالبہ کیا جائے گا اگر چہ رہیں تب مشکل۔ اگر جموٹ بولیں تب مشکل۔ عجب غصہ میں ان کی جان پڑ جائے گی۔ آخر وہ مجبور ہوں گے کہ ان واقعات سے انکار نہیں کر سکیں گے اور اس کے نتیجہ میں جو مشکلات پیدا ہوں گی اس کا اندازہ آپ خود ہی لگا سکتے ہیں۔ ابھی تو گھر میں ہی بات ہے مانند ہی اندر بغیر کسی کو علم دیئے دبائی جاسکتی ہے۔ اگر ایک دفعہ ہاتھ سے نکل گئی تو پھر اس کا دباننا ناممکن ہو جائے گا۔ میں نے آپ کو عین وقت پر بتا دیا ہے۔ ”فقد اعذر من انذو“ آپ ہی جانتے ہاتھ سے نکلنے سے قبل اصلاح کر لیں اور اپنی غلطی کو واپس لے لیں۔ ورنہ پھر بچھٹکے کیا ہوتے جب چڑیاں چگ گئیں گھیت کی مثل صادق آئے گی اور بجز کتبہ انہوں نے ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

ان تمام باتوں کو خدا کے لئے کسی دھمکی پر محمول نہ کریں۔ بلکہ اسے غلغلہ نہ سمجھیں اور اس رنگ میں اسے پڑھیں۔ ننگے الفاظ میں یہ شخص اس لئے بیان کی گئی ہیں کہ اس کے سوا چارہ نہیں۔ میری غرض محض اصلاح ہے اور سلسلہ کو بدنامی سے بچانا ہے۔ میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ سلسلہ کے نظام کو توڑ دیا جائے یا اس کے نظام میں ریلک میں آئیں اور دشمنوں کو خوشی ہو۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ نئے نظام کے قائم کرنے میں کس قدر مشکلات ہوں گی اور اس کو توڑنے میں کس قدر خطرات پیش آئیں گے۔ گو آپ اپنی بد چلتی کی وجہ سے معزول ہونے کے قائل ہیں۔ لیکن چونکہ جماعت آپ کے ہاتھ میں اپنے نظام کی باگ ڈور دے چکی ہے اس لئے یہ آپ کے ہاتھ میں ہی رہے۔ پس آپ بہت جلد کسی مناسب طریق سے فخر الدین صاحب فالے اعلان کو واپس لے لیں اور سلسلہ کو بدنامی سے بچالیں۔ آپ کی بد چلتی کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کے متعلق ایک بات میرے دل میں کھٹکتی رہتی ہے۔ اس کا ذکر کر دینا بھی میں ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ ممکن ہے جس چیز کو ہم زنا سمجھتے ہیں آپ اسے زنا ہی نہ سمجھتے ہوں اور آپ کو چونکہ قرآن شریف کے عارف ہونے کا دعویٰ ہے اس لئے ممکن ہے آپ کی باریک بین نظر نے شریعت سے ان افعال کے متعلق جن کے آپ مرتکب ہیں کوئی جواز کی صورت نکال لی ہو۔ پس اگر ایسا ہے تو مہربانی فرما کر مجھے سمجھا دیں۔ اگر میری سمجھ میں آگئی تو میں اپنے سارے اعتراضات واپس لے لوں گا۔

اسی طرح فخر الدین کے متعلق بھی اگر آپ مجھے یہ سمجھادیں کہ وہ فی الحقیقت پیغامیوں اور احزابوں سے ملا ہوا ہے تو میں اس سے فوراً قطع تعلق کر لوں گا اور اس سے قطعاً کوئی ہمدردی مجھے نہیں رہے گی۔ کیونکہ سلسلہ مجھے سب تعلقات پر مقدم ہے۔ لیکن اگر آپ اپنی اصلاح بھی نہ کریں اور مجھے بھی نہ سمجھائیں تو پھر میں مجبور ہوں کہ آپ کو ان معنوں میں خلیفہ نہ سمجھوں کہ اب حضرت مسیح موعود کے ان کی روحانیت میں نائب ہیں اور اس وقت تک کہ آپ کی اصلاح کا مجھے یقین ہو جائے۔ میں آپ کے ذاتی چال چلن کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے یہ سمجھوں گا کہ میں ایک ایسی ریاست میں رہ رہا ہوں۔ جس کا والی بد چلن ہے۔ لیکن اس کی بد چلنی سے ہمیں کیا تعلق۔ ریاست کے انتظام کے متعلق جو احکام والی کی طرف سے صادر ہوں گے ان کی تعمیل حسب استطاعت کرتے رہیں گے۔ پس ٹھیک اس طرح میں آپ کو جماعت کے نظام کا ہیڈ یعنی افسر بالا سمجھ کر سلسلہ کی خدمت جو میرے سپرد ہوگی کما حقہ بجالادوں گا۔

بشرطیکہ آپ کی طرف سے اس میں بھی روکیں نہ ڈالی جائیں۔ جیسا کہ اب آپ ڈال رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے میرے سٹاف کے ممبروں اور میرے طلباء کو میرے اوپر جاسوس مقرر کر دیا ہوا ہے اور ایسے آدمیوں کو مجھ پر مسلط کیا ہوا ہے۔ جن کو انتظامی طور پر مجھ سے تعلق نہیں ہونی چاہی اور جو دشمن اور انتقام کے جذبات اپنے دلوں میں میرے خلاف رکھتے ہیں اور آپ بھی ان کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ ایسی حالت میں قطعاً میرا کوئی رعب سٹاف پر رہ سکتا ہے نہ طلباء پر۔ اس کام میں نقص لازمی امر ہے اور اس کی ذمہ داری آپ پر ہے نہ مجھ پر۔ پس اگر آپ چاہتے ہیں کہ سلسلہ کے اس کام میں جو میرے سپرد ہے۔ نقص پیدا نہ ہو تو جاسوس دور فرمائیں اور میرے Prestige کو دوبارہ قائم کریں۔ ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ میرے کام کو آپ خود عمدہ آخرا ب کر کے مجھ پر انتظامی رنگ میں گرفت کرنا چاہتے ہیں اور سب کچھ اس لئے کہ اصل سبب لوگوں کی نظر سے اوجھل رہے اور اس پر پردہ پڑا رہے۔ یہ راہ بھی میں بطور تنزل اختیار کرنے پر راضی ہوں اور وہ بھی محض اس لئے کہ جماعت کو فتنہ سے بچانے کے لئے میری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو۔ میں آپ سے آپ کی ان بد چلیوں کی وجہ سے الگ ہو سکتا ہوں۔ لیکن جماعت سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جماعت سے علیحدگی ہلاکت کا موجب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اور چونکہ دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو مسیح موعود کے لئے صحیح عقائد و تعلیم پر قائم ہو۔ بجز اس جماعت کے جس نے آپ کو خلیفہ تسلیم کیا ہوا ہے۔ اس لئے میں دورا ہوں سے ایک کو ہی اختیار کر سکتا ہوں یا تو میں جماعت کو آپ کی صحیح حالت سے آگاہ کر کے آپ کو خلافت سے معزول کرا کے نئے خلیفہ

کا انتخاب کراؤں اور یہ راہ پر از خطرات ہے اور یا جماعت میں آپ کے ساتھ مل کر اس طرح رہوں جس طرح میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ اب یہ آپ کی مرضی پر موقوف ہے۔ آپ مجھ سے شق اول اختیار کر دائیں یا دوسری، اگر آپ کی مرضی مجھ سے دوسری شق اختیار کر دوانے کی ہو تو اس صورت میں آپ پر یہ فرض ہوگا کہ مجھ پر جو حملے آپ نے کئے ہیں ان کا ازالہ بھی خود ہی کسی مناسب طریق سے کریں۔ میں اس جگہ اس بات کا اضافہ کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ مجھے مختلف ذرائع سے یہ علم ہو چکا ہے کہ آپ جنسی ہونے کی حالت میں ہی بعض دفعہ نماز پڑھانے آجاتے ہیں۔ ہاں اگر کسی موقع پر پڑھنی پڑ جائے تو میں فتنہ نہیں ڈالوں گا۔ اس وقت پڑھ لوں گا۔ لیکن علیحدگی میں جا کر اسے دہرا لوں گا۔ میں اخلاقی مجرم ہوں گا۔ اگر اس تحریر کے مضمون کرنے سے قبل سردار مصباح الدین کے متعلق آپ کی غلط فہمی دور نہ کر دوں۔ میں سنتا ہوں کہ آپ ان سے بھی ناراض ہیں اور ان کے ساتھ بھی فخر الدین والا معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں دیانت داری کے ساتھ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ بالکل بے قصور ہیں۔ ان باتوں سے وہ کوسوں دور ہیں۔ وہ مخلص احمدی ہیں۔ سلسلہ کا درد ان کے دل میں ہے اور وہ کام کے آدی ہیں۔ ان سے اگر آپ کام لیں تو وہ آپ کو اخلاص اور دیانت داری کے ساتھ کام دے سکتے ہیں اور بہت مفید کام دے سکتے ہیں۔ اگر ان میں آپ کے نزدیک کوئی نقص ہے تو کون سا آدی ہے جو نقصوں سے خالی ہوتا ہے۔ ایسے مفید اور مخلص انسانوں کی قدر کریں۔ یہی لوگ وقت پر آپ کے کام آئیں گے۔ جو لوگ آج کل آپ کے ارد گرد ہیں اور جو بد قسمتی سے مخلص سمجھ لئے گئے ہیں۔ یہ سخت مفسد اور فتنہ ڈالوانے والے لوگ ہیں۔ یہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اخلاص کس بلا کا نام ہے اور جماعت کے اتحاد کی کیا قدر و قیمت ہے۔ ان کو اپنی ذاتی اغراض سے تعلق ہے۔ جب تک وہ پوری ہوتی رہیں گے وہ سلسلہ کے ساتھ ہیں اور اگر ان کے پورا ہونے میں ادنیٰ سا بھی فرق نظر آیا یا دوسری جگہ سے زیادہ دنیاوی فوائد مل جائیں تو وہ سلسلہ کو فروخت کر کے اپنی اغراض کو پورا کر لیں گے۔ اس قماش کے لوگ ہیں جو آج کل آپ کے مستند علیہ بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کے متعلق تو مجھے شبہ ہے۔ وہ دل میں بیخامی ہیں اور یہاں محض جماعت میں فتنہ ڈالوانے کے لئے رہتے ہیں اور اس مقصد میں وہ کامیاب ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے اور جماعت کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین!

اسی طرح فخر الدین کے متعلق میں پھر عرض کروں گا کہ اس کے فیصلہ پر نظر ثانی کریں۔ وہ بھی مخلص اور کام کا آدی ہے۔ وہ سلسلہ کا اور آپ کا اور اہل بیت کا دیرینہ خادم ہے۔

ہر شخص اپنی طرز پر خدمت کرتا ہے اس نے بھی اپنی طرز پر کبھی کسی خدمت سے منہ نہیں موڑا۔ اس پر بھی آپ کو غلط طور پر بدظن کیا گیا ہے۔ اس کے معاملہ میں عجیب بات یہ ہے کہ عبدالرحمان برادر احسان علی نے دوران مقدمہ میں کہا تھا میں فخر الدین کو جماعت سے اٹکوا کر چھوڑوں گا اور آج وہ بات پوری ہو جاتی ہے۔ آپ حضرت علی اور طلحہؓ کے واقعات کو یاد کریں کہ کس طرح ان کے اندر اتحاد کی چکی تڑپ تھی اور کس طرح انہوں نے عین میدان جنگ میں سمجھوتہ کر لیا تھا۔ لیکن جو لوگ ان کے ارد گرد تھے اور جو اس وقت ان کے معتقد علیہ بنے ہوئے تھے اور بڑے اخلاص کا اظہار کر رہے تھے اور اپنے آپ کو اسلام کے سچے جانثار ظاہر کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی خیابست فطرت کا ثبوت دیتے ہوئے دونوں کو آخزلہ وایا اور اسلامی اتحاد کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔ پس اس وقت بھی ہمیں ایسی ہی حالت سامنے ہے۔ مہربانی فرما کر سوچ سمجھ کر قدم رکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایک غلط قدم اصل راستہ سے ہزاروں کو جماعت کو دور لے جائے اور اس وقت ہوش آئے جب کہ واپس مڑنا سخت مشکل ہو چکا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ التجاء ہے کہ وہ آپ کو ٹھنڈے دل سے اس تحریر پر غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایسی راہ پر آپ کو گامزن کرے جس سے جماعت میں فتنوں کا دروازہ نہ کھلے۔ کیونکہ جو دروازہ ایک دفعہ کھلتا ہے وہ بند نہیں ہوا کرتا۔ اے اللہ تو ہمیں فتنوں سے بچا۔ کیونکہ تیرے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ ”اللہم انت خیراً حافظاً۔“

اللہم انت خیر حافظاً۔ اللہم انت خیر حافظاً“
میں نے جو کچھ عرض کرنا تھا سچائی اور دیانت داری کے ساتھ سلسلہ کی اور آپ کی بہتری کو مد نظر رکھ کر عرض کر دیا ہے۔ اب معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی جو قضا ہوگی وہی جاری ہو کر رہے گی۔ ہم راضی ہیں۔ کیونکہ وہ جو کچھ کرے گا سلسلہ کے لئے بہتر کرے گا۔
”وافوض امری الی اللہ واللہ بصیراً بالعباد، و آخر دعوانا ان

والسلام!

عبدالرحمان مصری

الحمد لله رب العالمین“

۱۰ جون ۱۹۳۷ء

یہ خط ۱۰ اکتوبر کو لکھا گیا اور گیارہ کو بھیجا گیا۔

نقل خط نمبر ۲:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِيْمِ!
سیدنا، السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں ایک عریضہ پہلے ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ ابھی تک جناب کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں Prestige (وقار) کا خیال اس مخلصانہ اور ہمدردی سے بھری ہوئی نصیحت کو قبول کرنے سے مانع نہ ہو۔ پھر آپ کی خدمت میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ آپ مجھ پر اعتماد کریں اور یہ یقین کر لیں کہ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے وہ سلسلہ اور آپ کی ذات دونوں کو بدنامی سے بچانے کے لئے عرض کیا ہے اور میں دل سے یہ چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ پبلک میں نہ آئے اور انشاء اللہ! یہ بصیرت راز ہی رہے گا۔ آپ یہ خیال بھی دل میں نہ لائیں کہ آپ کے Prestige یعنی وقار کو یا آپ کے مقام کو اس سے کوئی صدمہ پہنچے گا۔ اگر آپ ان باتوں سے توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو آپ ہمیں پہلے سے بھی بڑھ کر غلط پائیں گے۔

یہ بات آپ سے مخفی نہیں رہ سکتی کہ جماعت کا فرض ہے کہ اپنے اس خلیفہ کے اعمال کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے براہ راست مامور نہیں کیا جاتا۔ نگہداشت رکھے اور اگر اسے شریعت سے منحرف ہوتے دیکھے تو اس کو شریعت کی اطاعت کی طرف لائے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ کے خطبہ کے مندرجہ ذیل الفاظ ملاحظہ فرمائیں: "انما ان مثلکم انما الی متبع ولست بمبتدع فان استقمتم فتابعونی وان زعتم فقومونی الا وان لی شیطاناً یعتربنی نازاً اتانی فاجتنبونی"

ترجمہ: "میں صرف تمہاری مانند امت کا ایک فرد ہوں۔ میں تو مقررہ شریعت کی اتباع کرنے والا ہوں۔ میں اس شریعت میں کوئی نئی چیز داخل نہیں کر سکتا۔ اگر میں سیدھا ہوں تو میری تابعداری کرو۔ اگر میں شریعت کے احکام سے منحرف ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو۔ یہ بھی سن لو کہ میرا بھی شیطان ہے جو مجھے آچھلتا ہے۔ پس جب وہ میرے پاس آئے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۔" (زائد عبارت) یہ ترجمہ خط میں نہیں لکھا گیا۔

الفاظ واضح ہیں مجھے آپ کے سامنے کسی قسم کا استدلال کر کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ خود اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں۔ پس ایسی صورت میں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم آپ کے اعمال میں اگر کوئی خلاف شریعت جزو دیکھیں تو اس سے آپ کو روکنے کی اپنی پوری کوشش کریں۔ اب میرے علم میں جب وہ باتیں آچکی ہیں جن کا ذکر میں اپنے پہلے عریضہ میں کر چکا ہوں تو میرا فرض ہے کہ میں اس کی اصلاح کروں اور اس کے دوسری طریق ہو سکتے ہیں۔

اول یہ کہ میں خود بصیرت راز آپ سے عرض کروں اور اس پر میں نے عمل کیا ہے۔

دوم اگر آپ توجہ نہ فرمائیں تو پھر جماعت کے سرکردہ اصحاب کے سامنے تمام واقعات

باختصیل رکھ کر ان سے مشورہ کروں اور جو تجویز آپ کو ان باتوں کے روکنے کی قرار پائے اس پر عمل کیا جائے اور اگر وہ بھی ڈریں اور توجہ نہ کریں تو پھر ساری جماعت کے سامنے رکھ کر اس کا فیصلہ کراؤں۔ لیکن میری انتہائی کوشش یہی ہوگی کہ دوسروں کو چھوڑ اپنی جماعت کے بھی کسی فرد کو اس کا علم نہ ہو۔ صرف میرے اور آپ کے درمیان ہی یہ بات رہے۔ دوسری دو صورتیں انتہائی مایوسی کی حالت میں عمل میں لائی جائیں تو لائی جائیں۔ ورنہ نہیں۔ لیکن میں نے جیسا کہ پہلے عرضہ میں بھی عرض کیا ہے ان واقعات کا علم صرف مجھ تک ہی محدود نہیں بلکہ بہت لوگوں کو اس کا علم ہے اور انہی میں سے فخر الدین بھی ہیں۔ ان کو جماعت سے الگ کیا گیا ہے اور وہ جانتے ہیں کہ ان کو علیحدہ محض اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ وہ ان واقعات کا علم رکھتے ہیں۔ ایسی حالت میں اپنے آپ کو بدنامی سے بچانے کے لئے وہ بھی مجبور ہوں گے کہ پبلک میں کوئی بیان شائع کریں اور مجھے علم ہے کہ ان کا ارادہ تھا اور اسی بنام پر میں نے آپ کو لکھا تھا کہ پبلک میں بات آنے سے قبل آپ ان کی تلافی کر لیں اور کسی مناسب طریقہ سے اس اعلان کو منسوخ کر دیں جس سے آپ کا وقار بھی قائم رہے اور وہ بھی مجبور ہو کر کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے جس کا واپس لینا پھر مشکل ہو جائے۔ پرسوں اتفاق سے میں جب ڈپو کی طرف گیا اور میں نے دیکھا کہ مظہر اور مولوی فضل دین وہاں بیٹھے ہیں۔ محمد یوسف بن مولوی قطب الدین نے مظہر سے پوچھا کہ تمہارے ابا کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ معافی تو مانگ رہے ہیں۔ مگر ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا۔ یہ سن کر مجھے بے حد خوشی ہوئی اور میں نے شکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو معافی کی طرف پھیر دیا ہے اور پہلے ارادہ سے وہ باز آ گیا ہے۔ اس کے لئے یہ ایک اچھا موقعہ ہے۔ اب اس سے فائدہ اٹھا لینا چاہئے۔ اب اس سے جناب کے وقار کو بھی صدمہ نہیں پہنچے گا اور معاملہ بھی نہایت عمدگی سے طے ہو جائے گا۔ پس میں پھر آپ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور سلسلہ حقہ کی عزت کا واسطہ ڈال کر عرض کرتا ہوں کہ آپ نزاکت و حق کو پیچھائیں اور سلسلہ کو بدنامی سے بچالیں اور دشمنوں کو ہنسی کا موقعہ نہ دیں اور فوراً اس کی معافی کا اعلان فرما دیں۔ کیونکہ اب اس نے خود معافی مانگ لی ہے۔ ورنہ بات ہاتھ سے نکل جائے گی اور پھر کچھ نہیں بن سکے گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے پاس مواد بہت زیادہ ہے اور اس کو اگر اس نے استعمال کیا تو مشکلات کا شائبہ نہیں مارتا ہوا سمندر ہمارے سامنے آجائے گا جس کی رو کو روکتا لیکن ہو جائے گا۔

یہ لیکر سچے ناسخ کی صحت ہے۔ کاش آپ اس کی طرف پوری توجہ دیں اور اس کو قبول کر کے جماعت کو فتنہ سے بچالیں۔ اللہ تعالیٰ ہی آپ کے دل کو سیدھا راستہ کرنے کی توفیق

نقل خط نمبر: ۳

بسم الله الرحمن الرحيم . نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم!

سیدنا . السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ

دو عریضے میں جناب کی خدمت میں قبل ازیں ارسال کر چکا ہوں۔ ان کے بعد حریہ غور کرنے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس معاملہ میں مجھے نرمی نہیں دکھانی چاہئے۔ کیونکہ اس معاملہ میں نرمی سلسلہ کے ساتھ اور مسیح موعود کی ذات اور حضور کی اولاد کے ساتھ خیانت ہے۔ مسیح موعود کے بے شمار احسانات کے نیچے ہم دبے ہوئے ہیں۔ میرا نفس مجھے بار بار ملامت کر رہا ہے کہ کیا ان احسانات کا یہی بدلہ ہے کہ ان کی اولاد کو ایک بدی میں جلا دیکھ کر اس میں سے انہیں نکالنے کے لئے کوئی کوشش نہ کی جائے۔ سلسلہ کے ساتھ بھی خیانت ہے اور وہ اس لئے کہ سلسلہ کے افراد اندر ہی اندر آپ کی یہ حالت دیکھ کر اس میں سے انہیں نکالنے کے لئے کوئی کوشش نہ کی جائے۔ سلسلہ کے ساتھ بھی خیانت ہے اور وہ اس لئے کہ سلسلہ کے افراد اندر ہی اندر آپ کی یہ حالت دیکھ کر ہر یہ ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ہم اعلانیہ ان کو اس سے روک نہیں سکتے۔ یہ بدی ابھی اتنی سرعت کے ساتھ سرایت کر رہی ہے کہ دیکھ کر حیرت (ہوتی ہے) اور حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اب اس بدی کو بدی ہی نہیں سمجھا جاتا اس رو کو اس وقت سدھو کا جائے تو خدا جانے کتنی نسلوں تک یہ وبا اس طرح پھیلتی چلی جاوے گی اور کب اس کا خاتمہ ہوگا۔ اگر ہم علماء خاموش رہیں تو یقیناً خدا کے حضور جواب دہ ہوں گے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ”أخفنتہ القریۃ بالانتم“ کی حالت آپ پر نہ آئے۔ آپ ایک گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں اور گناہ سے توبہ کرنے میں عزت ہے۔ بے عزتی نہیں۔ پس اگر آپ توبہ کے لئے تیار ہوں تو توبہ کی جو اہم شرائط تمام صوفیاء نے لکھی ہیں اس پر عمل شروع ہو جانا چاہئے اور وہ یہ کہ اس بدی کا ماحول بدلا جائے اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مندوب ذیل باتوں پر عمل ضروری ہے۔

- ۱..... آپ کے پاس محرم عورتوں کے سوائے باعوم عورتیں نہ جائیں۔
- ۲..... تمام غیر محرم عورتیں آپ سے پردہ کریں اور یہ آپ ان سے حکماً کروائیں۔ یہ ایک شریعت کا حکم ہے۔ جس کی بیروی کو بالکل نظر انداز کیا ہوا ہے اور قطع نظر اس کے اس حالت کے ویسے بھی آپ پر بحیثیت خلیفہ ہونے کے یہ فرض ہے کہ آپ شریعت کے احکام کو نافذ کریں۔

۳..... تمام وہ لوگ خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں جو اس کام میں آپ کے معاون بنے ہوئے ہیں۔ ان کو اب رخصت کیا جاوے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ فوراً ایسا کریں۔ بے شک حکمت عملی سے کام لے کر کچھ عرصہ تک انہیں اپنے سے علیحدہ کر دیں۔

۴..... جو سختیاں آپ نے محض اپنے اس عیب کو چھپانے کے لئے بعض صحابہ مسیح موعود پر کی ہوئی ہیں۔ ان کی تلافی کی جائے۔ یہ میرے جائز اور واجب چار مطالبات ہیں جو تقویٰ، دیانت اور انصاف تقاضا کرتا ہے کہ آپ ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور دل کی خوشی کے ساتھ انہیں پورا کریں۔ ہاں! اگر انہیں یا ان کے پورا کرنے کی طرز اور حکمت میں کوئی ترمیم وغیرہ کرنا چاہیں تو مجھ سے زبانی گفتگو کر سکتے ہیں۔

شیخ عبدالرحمن مصری

۲۳/ جون ۱۹۳۷ء

نمبر ۴..... چند تاریخی تحریرات

جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک دردمندانہ اپیل اور ایک غلط بیانی کی تردید جب سے میں نے خلیفۃ المسیح الثانی کو اطلاع دی ہے کہ میں آپ کے بعض ایسے نقائص کی وجہ سے جو خلافت کے منصب کے منافی ہیں جن کی بالتفصیل میں نے اپنی تین چٹھیوں میں بیان کر دی ہے۔ آپ کی بیعت سے الگ ہوتا ہوں۔ ہاں اگر آپ اپنے نقائص کی اصلاح کر لیں اور مجھے یقین دلاویں کہ آئندہ پھر یہ نقائص پیدا نہیں ہوں گے تو میں اپنی فتح بیعت کا اعلان نہیں کروں گا اور آپ کا خادم رہوں گا اور جس کو انہوں نے کسی خاص مصلحت کے ماتحت پبلک میں اس طرح ظاہر کیا ہے کہ گویا وہ مجھے خود جماعت سے خارج کر رہے ہیں۔ حالانکہ جماعت سے خارج کرنے کا انہیں کوئی اختیار ہی نہیں۔ ان باتوں کے متعلق انشاء اللہ مفصل بحث بعد میں کی جاوے گی۔ اس وقت سے جماعت میں سخت ہیجان اور اضطراب پھیلا ہوا ہے اور لوگ دریافت کر رہے ہیں کہ اس فتح بیعت کی کیا وجہ ہے؟ خاکسار جسے حضرت صاحب سے اتنا اخلاص و محبت اور حضرت صاحب کو خاکسار سے اتنا تعلق و محبت اور خاکسار کے خاندان کو ان کے خاندان سے اور ان کے خاندان کو خاکسار کے خاندان سے گہرا تعلق رہا ہے اور جس نے اتنا لمبا عرصہ نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کی ہے۔ آج وہ ان کی بیعت سے الگ ہوا ہے اور اس علیحدگی میں اس نے اپنی تمام عزت جو اس کو جماعت میں حاصل تھی۔ اس کے ضائع ہونے کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اپنی ملازمت کو ایسی حالت میں جب کہ بظاہر اسے کوئی اور ذریعہ معاش میسر نہیں

آسکتا۔ خطرہ میں ڈال دیا ہے اور یہ نقصان اور بھی اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ جب کہ یہ دیکھا جاوے کہ پندرہ سولہ نفوس پر مشتمل کنبہ کی پرورش اس کے ذمہ ہے۔ دو بچے کالج میں بھی تعلیم پا رہے ہیں۔ پس مال و عزت کی اتنی بڑی قربانی کسی معمولی بات کی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ اس کی تہ میں ضرور کوئی بڑی بات ہے۔ لوگوں کے اس استعجاب و حیرت کو دور کرنے کے لئے ایک نہایت ہی جھوٹا ذکر وہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ گویا میں نے اپنی لڑکی حضرت صاحب کی خدمت میں بغرض شادی پیش کی تھی اور حضرت صاحب نے اس کو اپنے عقد میں لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر میں حضرت صاحب سے ناراض ہو گیا اور اس ناراضگی کے غصہ میں اس قسم کی حرکت کا مرتکب ہوا ہوں۔ میں اس پروپیگنڈہ کو دیر سے سن رہا ہوں۔ لیکن خاموشی اور صبر کے ساتھ اس کی تکلیف برداشت کرتا چلا آ رہا ہوں۔ لیکن اب جب کہ تمام قادیان میں اور باہر دونوں جگہ یہی وجہ ذہن نشین کر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے اور مجھے خیال پڑتا ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے تاکہ لوگوں کو وجہ دریافت کرنے کی جو طبی خواہش ہے وہ اس وجہ کے بیان کر دینے سے پوری ہو جائے اور وہ اس سے تسلی پا کر وہ امر جو اس علیحدگی کا حقیقی باعث ہے اسے دریافت کرنے سے رک جائیں۔ میں بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس غلط بیانی کی اب اعلانیہ تردید کروں۔ قادیان میں تو ہر ایک کی زبان پر یہی وجہ جاری ہے کہ لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ لاہور میں بھی مولوی غلام رسول راجیکی نے بیان کیا کہ شیخ صاحب نے خاندان نبوت میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس لئے شیخ صاحب نے علیحدگی اختیار کر لی۔ گو مجھے یقین نہیں کہ مولوی غلام رسول راجیکی جیسے عالم آدمی نے اتنی بے احتیاطی سے کام لیا ہو کہ ایسی بے بنیاد بات بغیر تحقیق کے کہہ دی ہو۔ لیکن بہر حال چونکہ اس کا چرچا عام ہے۔ اس لئے میں اس کے متعلق اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کیا دوستوں کا یہ فرض نہ تھا کہ ایسی بات منہ سے نکالنے سے قبل وہ ان سے بھی دریافت کر لیتے جن کا اس معاملہ کے ساتھ تعلق تھا۔ یعنی خود حضرت صاحب یا اس خاکسار سے۔ میرے نزدیک یقیناً ان کا مذہب اور اخلاق دونوں لحاظ سے فرض تھا۔ پس انہوں نے ایک اہم فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کر کے اپنے ایک بھائی کے احساسات کو نا واجب طور پر مجروح کیا ہے اور اس کی طرف ایسی گندی اور کمینہ بات منسوب کی ہے کہ اس پر جتنی بھی نفرین کی جاوے کم ہے۔ یعنی ایک ادنیٰ سی و نیوی خواہش کے پورا نہ کئے جانے پر جماعت کے خلیفہ کے خلاف آواز اٹھا کر جماعت کے اتحاد کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے تیار ہو گیا ہے۔ اس ذہنیت پر میں سوائے ”اننا للہ وانا الیہ راجعون“ کہنے کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جن دوستوں نے اس

قسم کی وجہ گھڑنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے وہ اپنی غلطی کی معافی اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے اور آئندہ سے اس کی اشاعت سے اپنی زبانوں کو روک لیں گے.....

میں اس تحریر کے ذریعہ تمام دوستوں کو خواہ وہ قادیان کے ہیں یا باہر کے اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی بھی حضرت صاحب کی خدمت میں اپنی لڑکی کا رشتہ پیش نہیں کیا۔ نہ تحریراً نہ تقریراً نہ اشارۃً نہ کنایۃً نہ بالواسطہ نہ بلاواسطہ کسی کو میرے اس بیان میں شک ہو تو خود حضرت صاحب سے براہ راست دریافت کر لے۔ مجھے چند ماہ قبل ایک معزز دوست اور پھر چند دن قبل ایک دوسرے معزز دوست نے بتلایا کہ حضرت صاحب نے کہا ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ شیخ صاحب نے کبھی ایسا نہیں کہا مجھے بھی یہ انواہ پہنچی ہے۔ مگر نہ معلوم شخص نے اسے پھیلا دیا ہے۔ پس دوستو! یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وجہ بالکل غلط اور کسی شریکی بنائی ہوئی ہے۔ اسی طرح پراگر کوئی اور وجہ جس کا تعلق کسی نفسانی غرض یا ونوی مفاد کے ساتھ ہو۔ میری طرف منسوب کی جاوے تو اس کو بھی اسی طرح غلط سمجھیں اور میرے مفصل بیان کا انتظار کریں۔ جس میں اس اقدام کی اصل وجہ بیان کر دوں گا۔ اس مفصل بیان کو شائع کرنے کے لئے سردست میں متروک ہوں۔ کیونکہ جماعت کے شیرازہ کے کھمبے جانے کا غم میرے دل کو کھائے جا رہا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح یہ معاملہ بغیر پبلک میں آئے۔ اندر ہی اندر طے ہو جائے۔ لیکن میری کوشش کامیاب نہیں ہوئی اور اس کی بھی اصل وجہ میرے مفصل بیان میں آ جائے گی۔ اگر وہ شائع ہوا۔ لیکن اس کے شائع کرنے سے قبل میں جماعت کے تمام ذمہ دار دوستوں کی خدمت میں پرزور اور دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ بہتر صورت یہی ہے کہ اس نازک معاملہ کو باہمی طور پر سلجھالیں۔ مجھ پہ گالیوں اور گندا چھالنے اور کینگی دکھانے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ میں ان دوستوں کے سامنے اپنی تینوں چٹھیاں رکھ دوں گا اور تمام اپنے شکوے پیش کر دوں گا اور اگر ضرورت ہوگی تو ان کے درست ہونے کے ثبوت بھی بتلا دوں گا۔ جن کی روشنی میں وہ خود دیکھ لیں گے کہ آیا میری تحریروں میں کسی قسم کی گالی ہے۔ میں نے جو قدم اٹھایا ہے محض خدا کے لئے اٹھایا ہے اور جماعت کے اندر ایک بہت بڑا بگاڑ مشاہدہ کر کے جو بہت سے لوگوں کو دہریت کی طرف لے جا چکا ہے اور بہتوں کو لے جانے والا ہے۔ اس کی اصلاح کی ضرورت محسوس کر کے بلکہ اس کو ضروری جان کر اٹھایا ہے اور اس سے میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ ممکن ہے کہ میرے خلاف نفرت کے ریزولوشن پاس کروائے جائیں یا جماعت کو اور رنگ میں ابھار دیا جاوے۔ لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ میری آواز آج نہیں کل، کل نہیں پرسوں سنی جاوے گی اور ضرور سنی جاوے گی۔ انشاء اللہ

تعالیٰ! کیونکہ وہ آواز اپنے اندر حق رکھتی ہے اور حق کبھی دیا یا نہیں جاسکتا۔ مجھے ناکامی سے ڈرایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس سے قبل بھی لوگ اٹھے اور ناکام رہے۔ ممکن ہے کہ پہلے اٹھنے والے کسی دنیوی غرض کے ماتحت یا انتقامی جذبہ کے ماتحت اٹھے ہوں۔ اس لئے ناکام رہے ہوں۔ لیکن مجھے اپنی کامیابی پر خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت اور تائید کے ساتھ پورا یقین ہے۔ کیونکہ میں اس کی ذات پر بھروسہ کر کے اسی کے پیارے مسیح موعود کی لائی ہوئی تعلیم اور اس کی بنائی ہوئی مقدس جماعت میں جو بگاڑ پیدا ہو کر اسے تباہی کی طرف لے جانے والا ہے اس کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ مجھے بعض دوستوں نے کہا ہے کہ ان کو جماعت پر بڑا اقتدار ہے۔ پھونک مار کر تمہیں اڑا دیں گے۔ میں نے کہا کہ ان کے اقتدار اور اپنی بے بسی کو میں بھی سمجھتا ہوں۔ لیکن حق کی قوت بڑی زبردست قوت ہے جو باطل کی تمام قوتوں کو مٹا ڈالتی ہے۔ ممکن ہے کہ میں پگھلا جاؤں اور جماعت میری طرف توجہ نہ کرے۔ لیکن جو بات میں جماعت کے اندر قائم کرنا چاہتا ہوں اور جس سچائی کی طرف لانا چاہتا ہوں وہ ضرور قائم ہو کر رہے گی اور وہ نقائص جو گھن کی طرح سلسلہ کی چھتوں کی ککڑی کو کھار رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ! اس کے ذریعہ دور ہو جائیں گے۔ ”وما علینا الا البلاغ“ پس میں دوستوں کی طرف سے اس درد مندانہ اپیل کے جواب کا چند دن تک انتظار کر کے اپنے مفصل بیان کو شائع کرنے کے متعلق فیصلہ کر لوں گا۔ والسلام علی من اتبع الهدی! خاکسار: عبدالرحمن مصری، ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان، مورخہ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

نمبر ۵..... جماعت کو خطاب

”ولا یجر منکم شنآن قوم علی الا تعدلو! سلواہو اقرب للتقویٰ“
 ”(اے مومنو) لوگوں کی دشمنی ہمیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف کو ہاتھ سے دے دو۔ انصاف کرو۔ کیونکہ یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔“

اے مسیح موعود کی مقدس اور صحابہ کرام کی بروز جماعت! میں آپ کو ارشاد الہی ”ذکر فان الذکر ی تنفع المؤمنین“ (الہی ارشادات یاد دلاتا ہوں کیونکہ یہ مومنوں کو نفع دیتا ہے) کے ماتحت آپ کی ایک عظیم الشان غلطی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جس کا ارتکاب آپ سے نادانستہ اور بغیر سوچے سمجھے ہو گیا ہے اور یقین رکھتا ہوں کہ اس کا علم پانے پر آپ فوراً اس غلطی پر اظہار انہوس کرتے ہوئے اسے واپس لیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں مومنوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے: ”والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا الذنوبہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا واعلیٰ ما

فعلوا وفہم یعلمون“ یعنی مومن سے اگر کوئی غلطی ہو جائے۔ خواہ بڑی ہو یا چھوٹی وہ اللہ تعالیٰ سے فوراً اس کی معافی کا طالب ہوتا ہے اور علم پا کر اس پر کبھی اصرار نہیں کرتا اور پھر فرماتا ہے: ”انما المؤمنون الذی اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم و اذا تلیت علیہم آیاتہ زادتهم ایماناً و علی ربہم یتوکلون“ یعنی حقیقی مومن صرف وہی ہوتے ہیں جن کے سامنے جس وقت بھی اللہ تعالیٰ کا نام آ جائے۔ ان کے دل فوراً ڈر جاتے ہیں اور جس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں۔ ان پر عمل کرنے کی وجہ سے ان کے ایمانوں میں زیادتی شروع ہو جاتی ہے اور جس کے نتیجے میں ان کو ماسوی اللہ کا کوئی خوف نہیں رہتا۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ پر ہی توکل ہو جاتا ہے۔ میرے عزیزو! میرے بزرگو! آپ نے اپنے ایک بے قصور بھائی، ہاں اس بھائی کو جو محض آپ لوگوں کو ایک خطرناک ظلم جس سے آپ میں سے اکثر بے خبر ہیں کے بچہ سے چھڑانے کے لئے اپنی عزت، اپنا مال، اپنی سبیل معاش، اپنا آرام، اپنے اہل و عیال کا آرام، اپنے عزیز بچوں کی تعلیم سب کچھ قربان کر کے محض انتقاء لمرضات اللہ آپ کی خدمت کے لئے نکلا ہے۔ (مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میری اس قربانی کو ضائع نہیں کرے گا اور ضرور اس کے نیک نتائج پیدا کرے گا اور میری تمام ضروریات کا بھی وہ خود ہی مستکفل ہوگا۔ انشاء اللہ!) دشمن قرار دے کر بغیر کسی قسم کی تحقیق کئے اس کے خلاف نفرت و حقارت کے ریزولوشن پاس کرتے ہوئے میٹھا رنگالیوں کا اسے نشانہ بنایا ہے۔

عزیزو! بیشک اس سب و شتم سے آپ نے ایک انسان کو تو خوش کرنے کا سامان کر لیا ہے۔ لیکن یہ بھی تو سوچ لیتے کہ جزاء و سزا کے دن جس کی شان میں ”لا تذر و ذرۃ و ذرۃ اخری“ وارو ہوا ہے۔ کیا جواب تیار کیا ہے؟ میں نے تو دل سے یہ سب گالیاں آپ کو معاف کر دی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”فیبیتقوا“ یعنی تحقیق کر لیا کرو اور رسول کریم ﷺ کے فرمان ”المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ“ (مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان کی ایذا رسانی سے تمام مسلمان محفوظ رہیں) کو جو آپ نے توڑا ہے اس لئے مجھ کو ڈر ہے کہ اس کی وجہ سے کہیں آپ گرفت کے نیچے نہ آ جائیں۔ عزیزو! آپ شیعہ اللہ کو دل میں رکھتے ہوئے غور تو کریں کہ کہیں آپ نے ایک مومن بھائی کو منافق بتاتے ہوئے منافق کے متعلق رسول کریم ﷺ کی بیان کردہ علامتوں میں سے اس علامت کے ماتحت ”اذا خاصم فجر“ یعنی منافق کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ جب اس کا کسی کے ساتھ جھگڑا ہو جائے تو گالیاں دیتا ہے۔ آپ نے اپنے اندر تو کوئی علامت نفاق پیدا نہیں کر لی؟

میرے پیارے بھائیو! آپ نے اپنے تمام ریزولیوشنز کی بناء اس بات پر رکھی ہے کہ میں نے خلیفہ وقت کے مقابل جماعت میں اپنے اثر و رسوخ کا دعویٰ کیا ہے اور یہ کہ اس اثر و رسوخ سے کام لے کر میں خلیفہ کو گرا دینے کا مدعی ہوں۔ لیکن میں آپ سے نہایت ادب سے یہ دریافت کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے ریزولیوشنز پاس کرنے سے قبل میرے اس دعویٰ کو میرے خطوط میں خود پڑھ لیا تھا یا میرے وہ الفاظ جن میں میرا یہ دعویٰ صراحتاً مذکور ہونے لئے تھے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر آپ ہی خدا کے خوف کو مد نظر رکھتے ہوئے بتلائیں کہ اپنے ایک بھائی کے خلاف اتنا خطرناک قدم اٹھانے میں اللہ تعالیٰ اور تمام منصف مزاج لوگوں کے نزدیک آپ کس طرح حق بجانب ہو سکتے ہیں؟ اگر آپ کہیں کہ خلیفہ وقت کے اعلان میں اس عاجز کی طرف یہ دعویٰ منسوب کیا گیا تھا۔ اس لئے آپ لوگوں نے اسے صحیح تسلیم کر لیا تو میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ اپنے ایک بھائی کو منافق، مرتد، بد باطن، تینہ پرواز، ابلیس، بے شرم وغیرہ کے خطابات عنایت کرنے میں یہ عذر قطعاً قابل سماعت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خلیفہ خدا نہیں آخروہ بھی انسان ہے جس کی طرف گو عدا غلط بیانی منسوب نہ کی جائے۔ لیکن اس سے غلطی نسیان و سہو وغیرہ کے وقوع میں آنے کا تو ہر وقت احتمال موجود ہے۔ پس مذہب اور اعتقاد کا یہ فرض تھا کہ آپ مکمل تحقیق کے ذریعہ علی وجہ البصیرت ہونے سے قبل بالکل خاموش رہتے اور میرے اصل الفاظ کے شائع کرنے کا مطالبہ کرتے اور ساتھ ہی مجھ سے بھی حقیقت دریافت کرتے۔ اس کے بعد آپ کا حق تھا کہ اخلاق کی حدود کے اندر رہتے ہوئے جو قدم آپ چاہتے اٹھاتے۔

میرے مؤمن بھائیو! ایمان کے ثمرات میں سے ایک یہ بھی ثمرہ ہے کہ اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کر لینے والا انسان حق گوئی، حق بینی، حق نہیں میں کسی شخصیت کے دباؤ کے نیچے نہیں آتا۔ خواہ وہ کتنی عظیم الشان ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ وہ ”لا یخافون لومة لائم“ کا مصداق ہوتا ہے۔ پس آج میں اپنے اس اشتہار کے ذریعہ آپ کی خدمت میں اس ایمان کا واسطہ دے کر جو خدا کے مرسل حضرت مسیح موعود کے ذریعہ آپ لوگوں کو ملا ہے عرض کرتا ہوں کہ میرے اصل الفاظ کو دکھلانے کا مطالبہ کریں۔ جن میں میں نے اثر و رسوخ اور اس کی بناء پر خلیفہ کو گرانے کا دعویٰ کیا ہے اور اگر وہ نہ دکھا سکیں اور یقیناً نہیں دکھا سکیں گے تو آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ مجھ پر کس قدر ظلم کیا گیا ہے اور ان تمام گالیوں کی ذمہ داری کس پر آتی ہے جو تمام اکناف عالم سے مجھے دی گئی ہیں یا دی جائیں گی۔ خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ انہیں علم بھی دے دیا گیا ہے کہ اس عاجز کے تینوں خطوط نہ صرف یہ کہ وہ اس دعویٰ سے خالی ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس ان میں اس حقیقت کا کھلے الفاظ میں اظہار

ہے۔ ”آپ کے اقتدار کی وجہ سے شروع میں جماعت اس عاجز کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں کرے گی اور یہ کہ یہ عاجز بالکل بے بس اور بے کس ہے۔“ باوجود یہ علم پانے کے وہ اب تک خاموش ہیں اور اس کی تردید نہیں کرتے۔ اب میں ذیل میں دوستوں کے علم کے لئے بھی اپنے خط میں سے چند الفاظ نقل کر دیتا ہوں تاکہ احباب کو اصل حقیقت تک پہنچنے میں آسانی ہو۔

”بے شک ان باتوں کی وجہ سے کہ جو اقتدار آپ کو حاصل ہو چکا ہے اس پر آپ کو ناز ہے اور آپ یقین رکھتے ہیں کہ میں (آپ) اپنے مقابل کا سر ایک آن میں کھل سکتا ہوں اور اس میں بھی شک نہیں کہ میں جو آپ کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا چاہتا ہوں ایک نہایت ہی کمزور، بے بس، بے مال، بے مددگار ہوں اور جہاں آپ کو اپنی طاقت پر ناز ہے وہاں مجھے اپنی کمزوریوں کا اقرار ہے۔ ہاں! میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ حق کی قوت میرے ساتھ ہے اور غلبہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کو ہوتا ہے جو حق کی تلوار لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ابتداء میں میری بات کی طرف توجہ نہ کی جائے اور میں اس مقابلہ میں کچلا جاؤں لیکن حق کی تائید کے لئے اور باطل کا سر کچلنے کی غرض سے کھڑے ہونے والے علماء اس قسم کے انجاموں سے کبھی نہیں ڈرتے۔“

”پس اس مقابلہ میں مجھے اس بات کی قطعاً پروا نہیں کہ میرا انجام کیا ہوگا اور میری بات کوئی سنے گا یا نہیں۔ میری تقویت اور ہمت بڑھانے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ میں حق پر ہوں اور آپ باطل پر ہیں۔“

میری مندرجہ بالا عبارتیں آگے واضح ہیں کہ ان پر ایک ہر سری نظر ڈالنے والا بھی باآسانی اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ ان میں اثر و رسوخ کا دعویٰ تو کجا اثر و رسوخ کی صریح الفاظ میں نفی کی گئی ہے اور کھلے الفاظ میں اقرار کیا گیا ہے کہ ابتداء میں جماعت توجہ نہیں کرے گی اور میں کچلا جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو قدم میں نے اٹھایا ہے اس کے اٹھانے وقت یہ سب کچھ میرے سامنے تھا جو اب وقوع میں آ رہا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے اشتہار دردمندانہ اپریل میں جو ۲۶ جون کو لکھا گیا تھا۔ صاف الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ ”ممکن ہے میرے خلاف نفرت کے ریزولیشن پاس کر دیئے جائیں یا جماعت کو اور رنگ میں ابھار دیا جائے۔ لیکن مجھے اس کی پروا نہیں۔ میری آواز آج نہیں کل، کل نہیں برسوں سنی جائے گی اور ضرور سنی جائے گی۔ انشاء اللہ! کیونکہ وہ آواز اپنے اندر حق رکھتی ہے اور حق کبھی دبا یا نہیں جاسکتا۔“

پس یہ ریزولیشن خنز خدا کے فضل سے میرے دل میں ذرا بھی گھبراہٹ نہیں پیدا کر سکتے اور نہ میری ہمت کو پست کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جب ناقابل تردید حقیقت سامنے آئے گی اس وقت

ان ریروں کو کس نے پوچھا ہے اور اظہار عقیدت کے ان دعوؤں کی کس نے پرواہ کرنی ہے جو روزانہ الفضل میں چھپتے رہتے ہیں۔ یہ جماعت چونکہ مومنوں کی جماعت ہے اور اس کا تعلق خواہ کسی شخص کے ساتھ ہو محض خدا کے لئے ہے۔ اس لئے مجھے اطمینان ہے کہ جب وہ اس شخص کو خدا تعالیٰ کے احکام کے صریح خلاف چلتے دیکھے گی اور اس پر یہ بات دلائل سے ثابت ہو جائے گی تو وہ اس تعلق کو توڑنے میں ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہیں لگائے گی۔

میری طرف جو دعویٰ اثر و رسوخ منسوب کیا گیا ہے میری طرف سے اس کے ثبوت کے مطالبہ پر میرے خط میں سے ایک عبارت الفضل میں شائع کی گئی ہے۔ گو اس عبارت کا اس دعویٰ کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں۔ لیکن یہ خیانت ہوگی۔ اگر میں اس جگہ کا بھی ذکر نہ کروں اور وہ عبارت یہ ہے۔

”کیونکہ آپ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ اس شخص کو جماعت میں عزت حاصل ہے۔ مستریوں کے متعلق تو اس قسم کے عذر گھڑ لئے گئے تھے کہ ان کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا یا ان کی لڑکی پر سوت کے لانے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر یہاں اس قسم کا کوئی عذر بھی نہیں چل سکتا۔ اس کے اخلاص میں کوئی دھبہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اس کی بات کو جماعت مستریوں کی طرح رو نہیں کر دے گی۔ بلکہ اس پر اسے کان دھرنا پڑے گا اور وہ ضرور دھرے گی۔“

اب قطع نظر اس کے کہ اس عبارت کو پیش کرتے وقت محتابہ کو محکم کے ماتحت کرنے کے مسلمہ اصول کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور قطع نظر اس کے کہ اس سے پہلی اور اس کے بعد کی عبارت کو کاٹ کر اسے پیش کیا گیا ہے۔ پھر بھی اس عبارت میں سے نہ ہی اثر و رسوخ کا لفظ دکھلایا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ بتایا جاسکتا ہے جو اثر و رسوخ پر دلالت کرتا ہو۔

گو میری عبارت میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں۔ لیکن الفضل میں جن الفاظ سے غلط طور پر ایسا نتیجہ نکالا گیا ہے وہ یہ ہیں: ”بلکہ اس پر اسے کان دھرنا پڑے گا اور وہ ضرور دھرے گی۔“

اب احباب خود ہی غور فرمائیں کہ میری عبارت میں کیا کان دھرنے کی وجہ اثر و رسوخ بتائی گئی ہے یا اس کی یہ وجہ بتائی گئی ہے کہ میری طرف نہ تو کوئی دنیوی غرض منسوب کی جاسکتی ہے جیسی کہ مستریوں کی طرف کی گئی تھی اور نہ کوئی ایسی بات پیش کی جاسکتی ہے جو میرے اخلاق کو مشتبہ کر سکے۔ پس جب خود میری عبارت میں اصل وجہ موجود تھی تو اس کو چھوڑ کر کوئی دوسری وجہ نکالنے کی کوشش کرنا کیا حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کے مترادف نہیں؟ کیا اتنی اسی کا نام ہے؟ عزت کے لفظ سے بھی یہ استدلال کیا گیا ہے۔ مگر میں اس استدلال کو سمجھنے سے قاصر

ہوں۔ کیا جماعت میں بہت سے احباب عزت کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے تو کیا عزت کرنے والے یا وہ جن کی عزت کی جاتی ہے ان میں سے کوئی ایک شخص بھی یہ خیال دل میں لاسکتا ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ خلیفہ کے مقابل اسے جماعت میں اثر و رسوخ حاصل ہے۔ اگر انہیں تو پھر میرے اس لفظ کے استعمال سے یہ کیوں سمجھ لیا گیا کہ میں کسی اثر و رسوخ کا مدعی ہوں۔ میں اس جگہ اس امر کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ عبارت موجودہ وقت کے ساتھ تعلق ہی نہیں رکھتی۔ بلکہ اس کا تعلق دو سال قبل کے زمانہ کے ساتھ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس نقص کو دیکھ کر میں موجودہ خلیفہ کی بیعت سے علیحدہ ہوا ہوں۔ اس کا علم مجھے قریباً دو سال قبل ہوا تھا اور میں نے اسی وقت سے اس کی تحقیق شروع کر دی۔ خلیفہ صاحب کو بھی علم ہو گیا کہ مجھے علم ہو گیا ہے اور میں اس کی تحقیق میں لگا ہوا ہوں تو اسی وقت اندر ہی اندر میرے خلاف جماعت میں ایسا پراپیگنڈا شروع کر دیا ہے جس کی غرض احباب کی نظر میں مجھے گرا تا تھا تا کہ اگر یہ خاکسار کسی وقت اس نقص کو ظاہر کرے تو کہا جاسکے۔ جیسا کہ اب کہا جا رہا ہے کہ فلاں دنیاوی غرض کا پورا نہ کرنا اس علیحدگی کا محرک ہوا ہے۔ پس میں نے اس عبارت کے قبل یہی بات لکھی ہے کہ میرے خلاف یہ پراپیگنڈا شروع کیا گیا ہے۔ ”کیونکہ آپ اچھی طرح سے جانتے تھے۔“ چنانچہ ”کیونکہ“ کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس سے قبل کوئی بات ہے جس کی علت اور وجہ اب بتائی جانے لگی ہے اور جانتے تھے کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ بات کسی گذشتہ زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ نہ کہ موجودہ وقت کے ساتھ اگر میں اس نقص کا اظہار اسی وقت کر دیتا۔ جس وقت مجھے اس کا علم ہوا تھا۔ یعنی دو سال قبل تو اس وقت چونکہ میرے خلاف آپ کے ہاتھ میں کوئی بات نہ تھی جس کو پیش کر کے آپ جماعت کو میری بات پر کان دھرنے سے روک سکتے۔ اس لئے جماعت ضرور میری بات پر کان دھرتی، چنانچہ نقل کردہ عبارت کے بعد کی عبارت اس مفہوم کو اچھی طرح سے واضح کر رہی ہے۔ اس لئے آپ نے اس میں اپنی خیر سمجھی کہ آہستہ آہستہ اندر ہی اندر اس شخص کو جھوٹے پراپیگنڈے کے ذریعہ جماعت سے گرایا جائے اور اس کو اس مقام پر لے آیا جائے کہ اگر یہ میرے اس (نقص) کو فاش کرے تو جماعت توجہ نہ کرے اور اس کی بات کو بھی اس طرف منسوب کرنے لگ پڑے کہ اس شخص کی بھی کچھ ذاتی اغراض اور خواہشات تھیں جن کو چونکہ پورا نہیں کیا گیا۔ اس لئے یہ بھی ایسا کہنے لگ پڑے ہیں اور ادھر سے آپ شور مچانا شروع کر دیں کہ دیکھا میں نہیں کہتا تھا کہ یہ اندر سے مستریوں یا پیغامیوں یا احرار یوں سے ملے ہوئے ہیں اور ایسے تمام لوگوں کے منہ بند کرنے کے لئے جن کو آپ کے ان (نقص) کا علم ہو جاتا ہے آپ کے پاس زیادہ تر یہی ایک زبردست حربہ ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کے سامنے میں نے کھول کر اس امر کو رکھ دیا ہے کہ میری طرف جو اثر و رسوخ کا دعویٰ منسوب کیا گیا ہے اور جس موہوم اور فرضی دعویٰ کو میری طرف سے جماعت کو چیلنج قرار دے کر جماعت سے میرے خلاف ریزولیوشنز پاس کروائے گئے ہیں وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں اور اس بات کا فیصلہ کرنا کہ اس معاملہ میں کہاں تک تقویٰ اللہ اور یانت داری سے کام لیا گیا ہے۔ جماعت کا کام ہے اور جماعت کا یہ بھی فرض ہے کہ اس کے نتیجہ میں جو ظلم مجھ پر ہوا اس کی تلافی رسول کریم ﷺ کے ارشاد مبارک ”انصر ا خاك ظالموا او مظلوما“ کی تکمیل میں کرے اور اب یہ جماعت کا کام ہے کہ وہ اپنے فرض کو پہچانے یا نہ پہچانے میں نے اس کے سامنے حقیقت رکھ دی ہے۔

ایک اور غلط بات جو اعلان میں میری طرف منسوب کر کے جماعت کو بھڑکایا گیا ہے اور اس کو بھی جماعت نے میرے خلاف ریزولیوشنز کی بناء پر ٹھہرایا ہے کہ اعلان میں یہ لکھا گیا ہے۔ اس کے چند گھنٹہ بعد آپ کا تیسرا خط ملا کہ اگرچہ میں گھنٹہ تک آپ کی تسلی نہ کی گئی تو آپ جماعت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ حالانکہ میرے کسی خط میں بھی نہ صرف یہ کہ جماعت سے علیحدہ ہونے کا ذکر ہی نہیں بلکہ برعکس اس کے ان خطوط میں جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کی ضروری قرار دیئے جانے پر زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ ذیل کی عبارتیں میرے اس بیان کی پوری طرح تصدیق کر دیں گی۔

”میں آپ سے الگ ہو سکتا ہوں۔ لیکن جماعت سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جماعت سے علیحدگی ہلاکت کا موجب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اور چونکہ دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو مسیح موعود کے لائے ہوئے صحیح عقائد و تعلیم پر قائم ہو۔ بجز اس جماعت کے جس نے آپ کو خلیفہ تسلیم کیا ہوا ہے اس لئے میں دورا ہوں میں سے ایک کو ہی اختیار کر سکتا ہوں یا تو میں جماعت کو آپ کی صحیح حالت سے آگاہ کر کے آپ کو خلافت سے معزول کر کرانے خلیفہ کا انتخاب کراؤں اور یہ راہ پر از خطرات ہے اور یا جماعت میں آپ کے ساتھ مل کر اس طرح رہوں جس طرح میں نے اوپر بیان کیا ہے۔“

”پس اگر آپ تو بہ کرنے کے لئے تیار نہیں تو مجھے آپ اپنی بیعت سے علیحدہ سمجھ لیں۔ کیونکہ میں ایسے آدمی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دے سکتا جو ایسے (ناقص) میں مبتلا ہو۔ ہاں! جیسا کہ میں پہلے بھی مفصل عرض کر چکا ہوں۔ میں جماعت کا باقاعدہ فرد ہوں۔ جماعت سے میں

الگ نہیں ہو سکتا۔ آپ کی بیعت کا جوا اپنی گردن سے اتارنے کی یہ بھی وجہ ہے کہ میں آزاد ہو کر جماعت کو دوسرے خلیفہ کے انتخاب کی طرف جلد توجہ دلا سکوں۔“

”اگر آپ اس توبہ پر راضی ہوں تو میں آپ کا خادم ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ رہوں گا۔ ورنہ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ میں آپ کے ساتھ قطعاً نہیں رہ سکتا۔“

مندرجہ بالا عبارتوں میں سے سات باتیں عیاں ہیں:

.....۱ میں جماعت سے علیحدگی کو ہلاکت یقین کرتا ہوں۔

.....۲ میں جماعت کا باقاعدہ فرد ہوں۔

.....۳ موجودہ خلیفہ کے وجود میں بعض اہم نقائص کی وجہ سے میں ان کی بیعت میں نہیں رہ سکتا۔

.....۴ وہ نقائص ایسے ہیں جو ان کی معزولی کے متقاضی ہیں۔

.....۵ میری بیعت سے علیحدگی بدیں وجہ ہے کہ میں آزاد ہو کر جماعت کو نئے خلیفہ کے انتخاب کی طرف توجہ دلا سکوں۔

.....۶ میں خلافت کا قائل ہوں (جو لوگ مجھے خلافت کا منکر قرار دے رہے ہیں وہ میری مندرجہ بالا تحریر کو غور سے پڑھیں)

.....۷ میری انتہائی کوشش ہے کہ اگر موجودہ خلیفہ ہی رجوع کرے تو خلافت کو نہ بدلا جائے۔ اس کی تائید میری مندرجہ ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے۔ ”میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ سلسلے کے موجودہ نظام کو توڑ دیا جائے اور اس وقت تک کہ آپ کی اصلاح ہو جائے۔ آپ کے (نقائص) کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں یہ سمجھوں گا۔“

اب ان واضح تحریروں کے ہوتے ہوئے یہ اعلان میں ظاہر کرنا کہ میں نے یہ لکھا کہ میں جماعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ کس قدر جسارت اور جماعت کی عقول اور اس کے اخلاص کے ساتھ کھیلنا ہے۔

میں اس جگہ بعض دوستوں کے اس خیال کے متعلق بھی کہ خلیفہ سے علیحدگی جماعت سے علیحدگی کے ہی مترادف ہے۔ کچھ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ جو شخص خلیفہ کی بیعت نہیں کرتا یا بیعت سے علیحدگی اختیار کرتا ہے وہ دراصل سلسلہ سے بھی الگ ہو جاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابو بکرؓ کی چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی تو کیا کوئی ان

کے متعلق یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ وہ اس وقت تک اسلام سے خارج تھے؟ حضرت علیؑ کی بیعت مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ نے نہیں کی تھی تو کیا وہ سب اسلام سے خارج تھے؟ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کی تھی تو کیا اسلام سے خارج سمجھتے ہو؟ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ نے حضرت علیؑ کی بیعت کر لینے کے بعد بیعت کو فسخ کر لیا مگر کوئی ہے جو جرأت کر کے انہیں اسلام سے خارج قرار دے؟

دوستو! یہ خیال کسی مصلحت کے ماتحت آج پیدا کیا جا رہا ہے۔ ورنہ قرآن کریم، احادیث نبوی، عمل صحابہ کرام میں اس کا نام و نشان نہیں تھا۔

امور مندرجہ اعلان سے میں اس وقت صرف انہی دو امروں کی وضاحت پر اکتفا کرتا ہوں۔ کیونکہ جماعت کو میرے خلاف مشتعل کرنے کے لئے یہی دو باتیں تراشی گئی ہیں۔ مفصل تنقید اس اعلان پر انشاء اللہ الگ ٹریکٹ میں کروں گا۔ اس وقت احباب کو اور بھی وضاحت سے معلوم ہو جائے گا کہ کس عجیب و غریب ڈھنگ سے جماعت کو اصل حقیقت سے تاریکی میں دکھایا گیا ہے۔

میرے پیارے بھائیو! آپ خود ہی غور فرمائیں کہ ایک ایسے شخص کو جو خلافت جیسے عظیم الشان منصب پر سرفراز ہے اور جس کا توکل تمام تر محض اللہ تعالیٰ پر ہی ہے۔ مجھ جیسے ناچیز اور بے حیثیت انسان سے جماعت کو بدظن کرنے کے لئے ایسا طریق اختیار کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟ (مجھے معاف فرمایا جائے اگر میں یہ کہوں) کہ یقیناً یہ تقویٰ سے کوسوں دور ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرے خطوط میں سے اثر و رسوخ کا دعویٰ دکھلایا جائے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرے خطوط میں سے جماعت سے علیحدہ ہونے کا ذکر دکھلایا جائے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر تمام وہ علماء جو میرے خلاف آج کل لیکچر دینے اور منافرت پھیلانے میں مشغول ہیں۔ اکٹھے ہو کر بھی کوشش کریں۔ تب بھی وہ یہ دو باتیں نہیں دکھلا سکیں گے اور ہرگز نہیں دکھلا سکیں گے۔

ہاں! مجھے یاد آیا کہ میرا محمد اسحاق صاحب نے قادیان میں تقریر کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ یہ عاجز اپنے خطوط میں عہدہ کا طلب گار ہوا ہے۔ میں اس امر کو بھی اپنے چیلنج میں شامل کر لیتا ہوں۔

اب احباب ہی مجھے بتلائیں کہ ان کھلی کھلی تحریروں کے ہوتے ہوئے جن میں نہ صرف ہے کہ اثر و رسوخ کا ذکر تک نہیں بلکہ اس کے خلاف عدم اثر و عدم رسوخ کا پر زور الفاظ میں اقرار ہے اور جن میں نہ صرف یہ کہ جماعت سے علیحدگی کا اشارہ تک بھی نہیں۔ بلکہ برعکس اس کے جماعت کا

باقاعدہ فرد ہونے پر زور ہے۔ کیوں اعلان میں اس عاجز کی طرف غلط طور پر یہ دونوں باتیں منسوب کی گئی ہیں؟

مہربانی فرما کر مجھے بتلایا جائے کہ کیا یہ فعل خلیفہ کے شایان ہے اور مجھے یہ بھی جماعت بتلائے کہ اگر میں اس طریق کو خلاف تقویٰ طریق کے نام سے موسوم کروں تو میں حق بجانب ہوں یا نہیں؟ کیا خلیفہ کی طرف سے اس قسم کی صریح غلط بیانی کا ارتکاب حیرت میں ڈالنے والا نہیں؟ میرے نزدیک تو ایک غور کرنے والے شخص کے لئے میرے سچا ہونے پر ان کا یہ فعل ہی زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ یہ اظہر من الشمس ہے کہ اثر و رسوخ کے اذعا کے الفاظ زائد کرنے سے بغیر اس کے اور کوئی غرض نہیں ہو سکتی کہ جماعت یہ دیکھ کر کہ ایک شخص خلیفہ کے مقابل اثر و رسوخ کا دعویٰ کرتا ہے۔ فوراً بھڑک اٹھے اور نفرت کا اظہار شروع کر دے۔ چنانچہ اشارہ پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس اعلان کے بعد الفضل میں یہ اعلان کر کے کہ عبدالرحمان مصری کا جماعتوں کو کھلا چیلنج ہے۔ اب دیکھیں جماعتیں اس چیلنج کا کیا جواب دیتی ہیں۔ اس غرض کی وضاحت کر دی گئی۔

لیکن سوال یہ ہے کہ یہ غیر مستحسن طریقہ کیوں اختیار کیا گیا اور کیوں جماعت میں منافرت پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ سو یاد رہے کہ اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ یہ سب کارروائی شخص اس لئے کی گئی ہے کہ جماعت کی توجہ اس اصل وجہ کی تحقیق سے ہٹ جائے۔ جو میرے بیعت سے علیحدگی کا باعث ہوئی ہے۔ کیونکہ اس بات کو ہر شخص ہآسانی سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص کے خلاف دل نفرت کے جذبات سے بھر جائے اس کی بات خواہ کتنی ہی سچی کیوں نہ ہو اثر نہیں رکھتی۔ پس انہوں نے بھی انسانی فطرت کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت کو میرے خلاف مشتعل کر کے احباب کے دلوں میں نفرت کے جذبات پیدا کر دیئے تاکہ جس وقت یہ عاجزان مبنی برحقیقت نقائص کو بیان کر دے تو جماعت کے دل اسے رد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر وہ نقائص سچے نہ ہوتے تو انہیں اس پر فریب **Crooked** راستہ کو اختیار کرنے کی بھی ضرورت پیش نہ آتی۔ بلکہ مؤمنانہ سادگی، صاف گوئی اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے جرأت اور دلیری کے ساتھ یہ جواب دیتے کہ جو نقص تم نے میری طرف منسوب کئے ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ بیشک علمائے ان کی تحقیق کر لو۔

چاہئے تو یہ تھا کہ فوراً ایک آزاد کمیشن بٹھانے کی رائے کا اظہار کرتے۔ لیکن ایسا کرنے کی بجائے تسلی چاہنے والے کے متعلق جماعت سے اخراج کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

اے صحابہ کرامؓ کے بروز کھلانے والی جماعت! ایسے مواقع پر صحابہ کرامؓ کا جو طرز عمل ہوا کرتا تھا وہ آپ لوگوں کے سامنے رکھتا ہوں اور وہ یہ تھا کہ جب کسی مسلمان کو کوئی شکایت پیدا ہوئی اور خلیفہ وقت نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ کو توجہ دلاتے تھے اور وہ فوراً خلیفہ وقت کے پاس جاتے اور ان شکایات کو پیش کرتے اور اگر انہیں درست پاتے تو خلیفہ وقت سے ان کی تلافی کراتے اور خلیفہ وقت بھی علی الاعلان اپنی غلطی کا اقرار کرتا اور اس سے رجوع کا اعلان کراتا۔ پس صحابہ کرامؓ کے اس طرز عمل کو پیش کر کے میں بھی اپنی جماعت سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ میری شکایت کو سننے کے لئے فوراً ایک آزاد کمیشن مقرر کرے۔ اگر وہ کمیشن میری شکایات کو سن کر میرے ساتھ متفق ہو جائے کہ ان شکایات کی موجودگی میں خلیفہ، خلیفہ نہیں رہ سکتا تو پھر وہ ان شکایات کی تحقیق کرے اور تحقیق میں اگر وہ شکایات صحیح ثابت ہو جائیں تو موجودہ اور آئندہ خلیفہ کے متعلق اپنا فیصلہ کر لے۔

میں جماعت کو یقین دلاتا ہوں کہ جن نقائص کی وجہ سے میں بیعت سے علیحدہ ہوا ہوں۔ وہ یقیناً خلیفہ میں موجود ہیں اور ان کے اثبات کے لئے میرے پاس کافی دلائل ہیں اور وہ ایسے نقائص ہیں کہ جن کی موجودگی میں کوئی شخص خلیفہ نہیں رہ سکتا۔ پس جماعت کا یہ فرض ہے کہ ان کی تحقیق کی طرف ذرا توجہ کرے۔ ورنہ وہ مجرمانہ خاموشی کی مرتکب ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اس غفلت کی جوابدہ ہوگی۔ جب تک انہیں علم نہیں تھا اس وقت تک وہ معذور تھے۔ لیکن اب جب کہ ان کے علم میں بات آگئی ہے تو اب خاموشی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انہیں قصور دار بنا دے گی۔

پس دوستو! اور خوف کی چادر اتار کر مؤمنانہ دلیری سے کام لیتے ہوئے تحقیق شروع کر دو۔ خلیفہ کی اجازت کی اس میں قطعاً ضرورت نہیں۔ خلیفہ اور خاکسار کا مقدمہ جماعت کے سامنے پیش ہے جماعت کا فرض ہے کہ وہ فریقین کے بیانات سن کر انصاف کے ساتھ اپنا فیصلہ دے نہ کہ یک طرفہ بیان سن کر ہی ایک بھائی کے خلاف ڈگری دے دے۔ جیسا کہ اس وقت تک کیا گیا ہے۔ دوست یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے اس وقت دلیری سے کام لے کر تحقیق نہ کی تو وہ خلیفہ کو ان نقائص میں مبتلا رکھنے میں ان کے محدود معاون بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور خود مجرم قرار پائیں گے اور ان کے نقائص کی وجہ سے جو خطرناک نتائج جماعت میں پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کی تمام ذمہ داری خود جماعت پر ہوگی۔

اللہ خدا! تو گواہ رہ کہ میں نے ”وما علینا الا البلاغ“ کے ماتحت اس کے فرض سے آگاہ کر دیا ہے اور اب اگر وہ اپنے فرض کو شناخت نہیں کرتی تو یہ اس کا قصور ہے۔ میں اب بری الذمہ ہوں۔ ہاں میں اللہ تعالیٰ کے دوسرے ارشاد ذکر کی تعمیل میں حسب توفیق و حسب استطاعت پھر بھی یاد کرتا رہوں گا۔ ”وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب“

والسلام علی من اتبع الهدی!

خاکسار: عبدالرحمان مصری!

۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعلیٰ عبده المسیح الموعود نحمدہ ونصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم!

نمبر ۶..... کیا تمام خلیفے خدا ہی بناتا ہے؟

خدا تعالیٰ کے حکم اور عدل کا فیصلہ

جب سے میں نے خلیفہ کی بیعت سے علیحدگی اختیار کی ہے اس وقت سے جماعت کے احباب نے تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ مجھ پر میری غلطی واضح کرنے کے لئے جو سب سے بڑی دلیل پیش کی ہے وہ یہی ہے کہ خلیفہ خدا ہی مقرر کرتا ہے۔ اس کے بنانے میں انسانوں کا دخل نہیں اس لئے اس کے معزول کرنے کا بھی ہمیں اختیار نہیں اور اس کے ثبوت میں آیت استخلاف کو پیش کیا ہے۔ عزل خلفاء کے متعلق تو میں نے ایک دوسرے اشتہار میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس اشتہار میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ احباب کا یہ خیال کہ ہر قسم کے خلفاء خدا ہی مقرر کرتا ہے۔ برے خیال میں مسیح موعود کی تحریروں کے بالکل خلاف ہے۔ گو اس خیال کی غلطی کو متعدد دلائل سے واضح کیا جاسکتا ہے۔ مگر اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے میں اس اشتہار میں صرف مسیح موعود کی تحریروں سے ہی حجت پکڑوں گا اور ایک احمدی کہلانے والے فہم کی تسلی کے لئے خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ حکم و عدل کے فیصلہ سے بڑھ کر اور کہن سا فیصلہ ہو سکتا ہے؟ میرے نزدیک ان خلفاء میں سے جن کو قوم منتخب کرتی ہے۔ صرف پہلا خلیفہ ہی ایسا ہوتا ہے جس کے متعلق مسیح موعود کا عقیدہ ہے کہ وہ آیت استخلاف کے ماتحت منتخب کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آنے والے خلفاء کے متعلق آپ کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں کہ انتخاب میں اللہ تعالیٰ کا دخل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں: ”صوفیاء نے لکھا ہے جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول و مشائخ وفات پاتے

ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا ازسرنو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بعید تھا کہ آپ کو بھی خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہیں کے دل میں ڈالا۔“

(الحکم ج ۱۲ نمبر ۲۷، مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۰۸ء ص ۲)

اس حوالہ کی عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ نبی کی وفات کے بعد جس شخص نے خلیفہ ہونا ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے انتخاب سے ہوتا ہے اور اس کی وجہ بھی بیان فرمادی کہ نبی کی وفات پر دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا۔ اس لئے خدا کے انتخاب کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ دین کو جس طرح اس نے نبی کے ذریعے سے مستحکم کیا تھا اسی طرح اس خلیفہ کے ذریعے بھی کرے۔ لیکن اس کے بعد چونکہ وہ خطرناک وقت اور زلزلہ گزر جاتا ہے۔ اس لئے پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے انتخاب کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کا اپنے بعد کسی خلیفہ کو خود مقرر نہ کرنے کی آپ نے یہی وجہ بیان فرمائی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اس قانون الہی کا خوب علم تھا۔ آنحضرت ﷺ خوب جانتے تھے کہ میری وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو ہی کھڑا کرے گا جن کے دل میں وہ خود حق ڈالے گا اور جس کے ذریعے سے وہ دین کو مستحکم کر دے گا۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کو بھی اس قانون الہی کا کہ صرف پہلے خلیفہ کا تقرر ہی خدا تعالیٰ پر چھوڑا جاسکتا ہے۔ خوب علم تھا۔ اسی بناء پر انہوں نے صرف چند صحابہ کے مشورے سے حضرت عمرؓ کا تقرر خود فرمادیا۔ بعد میں باقی قوم سے رضامندی حاصل کر لی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی ایک رنگ میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کا تقرر کر دیا) صحیح موعود کے اس عقیدے کی تصدیق حضور کی کتاب سرالخلافت سے بھی بڑے زور سے ہوتی ہے۔ چنانچہ (سرالخلافت ص ۱۷، خزائن ج ۸ ص ۳۳۶) پر صاف الفاظ میں مصدق ہے کہ: ”اللہ تعالیٰ ایسے زمانے میں کسی مومن کو خلیفہ بنائے گا اور مومنوں کو ان کے خوف کے بعد امن دے گا اور متزلزل دین کو استحکام بخشنے گا۔ (وہ دوست جو دہنہم سے مراد خلیفہ کی پالیسی لیتے ہیں۔ غور کریں کہ اس تحریر میں حضرت مسیح موعود نے دہنہم سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین یعنی اسلام مراد لیا ہے۔ یا خلفاء کی پالیسی) اور مفسدوں کو ہلاک کرنے گا۔“ سوائے ابو بکرؓ اور آپ کے زمانے کے اور کوئی نہیں۔ بلکہ آپ نے

یہاں تک فرمادیا کہ حضرت صدیقؓ کی خلافت کے سوا آیات استخلاف کو کسی اور کی خلافت پر محمول نہیں کیا جاسکتا اور ممکن نہیں کہ دوسرے لوگوں میں سے اس کی نظیر پیش کی جاسکے۔ پھر اسی کتاب کے (ص ۱۸، خزائن ج ۸ ص ۳۲۷، ۳۲۸) پر فرماتے ہیں: ”مجھے علم دیا گیا ہے کہ حضرت صدیقؓ کی شان تمام صحابہ سے بڑھ کر اور آپ کا مقام تمام صحابہ سے بلند تھا اور آپ ہی بغیر کسی شک و شبہ کے پہلے خلیفہ تھے اور آپ ہی کے بارے میں خلافت کی آیات نازل ہوئی ہیں۔ اے عقل کے دشمنو! اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ آیت استخلاف کا مصداق حضرت ابوبکرؓ کے زمانے کے بعد کوئی اور بھی ہے تو اس کے متعلق یقینی خبر پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور تم ہرگز پیش نہیں کر سکو گے تو تم نیکوں کے دشمن مت بنو۔“

پھر اسی کتاب کے (ص ۲۹، خزائن ج ۸ ص ۳۵۲) پر فرماتے ہیں: ”آیت استخلاف کا مصداق ہونے کی اہل صرف حضرت صدیقؓ کی ہی خلافت ہے۔ جیسا کہ اہل تحقیق پر مخفی نہیں۔“ اب احباب ان تینوں حوالوں پر غور کریں اور دیکھیں کہ کس صفائی کے ساتھ حضرت اقدس صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کو ہی آیت استخلاف کا مصداق قرار دے رہے ہیں۔ نہ صرف مصداق قرار دے رہے ہیں بلکہ دوسروں سے اس بات کو منوانے کے لئے کس قدر زور دے رہے ہیں اور انکار کرنے والوں کو چیلنج کر رہے ہیں کہ اگر حضرت صدیقؓ کے زمانے کے بعد کوئی اور اس آیت کا مصداق ہوا ہے تو اسے پیش کرو اور پھر اس پر بس نہیں بلکہ تعدی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے انکار کرنے والو تم ہرگز پیش نہیں کر سکو گے۔

اول تو یہی حوالے جو اوپر پیش کئے جا چکے ہیں مسیح موعودؑ پر ایمان لانے والوں کے لئے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی سے بھی زیادہ ہیں کہ نبی یا کسی شیخ کی وفات کے بعد تمام خلفاء خدا تعالیٰ ہی نہیں بنایا کرتا بلکہ صرف پہلے خلیفہ کے انتخاب میں ہی اللہ تعالیٰ کا دخل ہوتا ہے۔ دوسرے یا بعد کے خلفاء میں اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں ہرگز دخل نہیں ہوتا۔ لیکن مسیح موعودؑ کی ایک اور تحریر ہے جو اس بات کا قطعی فیصلہ کر دیتی ہے کہ تمام خلفاء خدا نہیں بنایا کرتا۔ بلکہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ کے نزدیک خلیفہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو آیت استخلاف کے ماتحت ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جو آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتے اور وہ تحریر حسب ذیل ہے۔ ”لیکن حضرت علیؓ کی خلافت اس امن کی مصداق نہیں ہے جس کی بشارت رحمان کی طرف سے آیت استخلاف میں دی گئی ہے۔ بلکہ حضرت علیؓ مرتضیٰ کو ان کے زمانے کے لوگوں کی طرف

سے سخت تکلیف دی گئی اور آپ کی خلافت مختلف قسم کے فتنوں اور فسادوں کے نیچے روندی گئی۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل بڑا تھا۔ لیکن آپ کی زندگی غم اور الم میں گزری اور آپ اس بات پر قادر نہ ہوئے کہ دین کی اشاعت کر سکیں اور شیاطین کو شکست دے سکیں۔ جیسا کہ پہلے خلفاء کرتے رہے۔ پس یہ ممکن نہیں کہ ہم آپ کی خلافت کو آیت استخلاف کی بشارت کا مصداق قرار دے سکیں۔ پس آپ کی خلافت یقیناً فساد، بغاوت اور خسران کے زمانے میں تھی اور اس زمانے میں امن ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ امن کے بعد خوف ظاہر ہوا اور فتنے شروع ہو گئے اور تکالیف اور مصائب پے در پے آ گئے اور اسلام کے نظام میں خلل ظہور پذیر ہو گئے۔ الاخیر الا انما ہتھالیلہ کی امت میں اختلاف نمودار ہو گئے اور فتنوں کے دروازے کھل گئے اور کینے اور بغض نے سر نکال لیا اور ہر نئے دن میں نئی قوم کا جھگڑا شروع ہو جاتا تھا اور زمانے کے فتنے کثیر ہو گئے اور امن کے پرندے اڑ گئے۔ مفسدہ جوشوں پر تھے اور فتنے موجیں مار رہے تھے۔“ (سرا الخلفاء ص ۳۰، خزائن ج ۸ ص ۲۵۴)

اب یہ بات تو تمام اسلامی دنیا میں مسلم ہے کہ حضرت علیؑ خلیفہ برحق ہیں اور ہمارے احباب بھی انہیں خلیفہ برحق ہی تسلیم کرتے ہیں۔ پس وہ احباب جو خلفاء برحق کی یہ علامت قرار دیتے ہیں کہ ان کے زمانے میں ان کا دین روئے زمین پر مستحکم ہو جاتا ہے اور خوف امن سے بدل جاتا ہے وہ اس حوالے پر غور کریں اور دیکھیں کہ کیا مسیح موعود حضرت علیؑ کی خلافت کے متعلق بالکل اس کے برعکس نہیں فرما رہے۔ کیا حضرت اقدس نے صریح نہیں فرمایا کہ ان کے زمانے میں دین کی اشاعت نہ ہوئی۔ شیاطین کو نیچا نہ دکھایا جاسکا اور نہ صرف یہ کہ خوف امن سے نہیں بدلا بلکہ اس کے برعکس امن خوف سے متبدل ہو گیا۔ پس اس حوالہ کی روشنی میں دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اول یا تو حضرت علیؑ کی خلافت کا ہی انکار کر دیا جائے اور یہ مان لیا جائے کہ وہ خلیفہ برحق نہ تھے اور یہ بات مسلمات کے خلاف ہے اور خود حضرت اقدس بھی آپ کو خلیفہ تسلیم کرتے ہیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ خلیفہ تو بے شک تھے۔ لیکن آیت استخلاف کے ماتحت نہ تھے اور یہی صورت صحیح ہے۔ اس حوالہ سے صاف ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود کے نزدیک خلفاء دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ آیت استخلاف کے ماتحت ہوتے ہیں اور ایک وہ جو خلیفہ تو ہوتے ہیں لیکن آیت استخلاف کے ماتحت خلیفہ نہیں ہوتے۔ اس لئے یہ کہنا کہ تمام خلفاء اللہ تعالیٰ ہی آیت استخلاف کے ماتحت مقرر کرتا ہے۔ مسیح موعود کی تحریروں سے قطعا ثابت ہو گیا اور اس لئے جو نتیجہ عدم عزل خلفاء کا اس سے نکالا گیا تھا وہ خود بخود ہی باطل ہو گیا۔ بعض دوست یہ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کا یہ حوالہ شیعہ

حضرات کے جواب میں ہے۔ لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہے مجھے یہ جواب درست معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ جن امور پر مسیح موعود نے اپنے استدلال کی بنا رکھی ہے وہ امور وہ ہیں جن کی تصدیق ہماری اپنی تاریخوں سے ہوتی ہے۔ لیکن اگر ایسے دوستوں کو اپنے خیال کی صحت پر اصرار ہو تو وہ مسیح موعود کی تحریروں سے اگر دکھلا دیں کہ حضور نے کسی اور جگہ حضرت علیؑ کو آیت استخفاف کے ماتحت خلیفہ تسلیم کیا ہو تو پھر اس حوالہ پر غور ہو سکتا ہے۔ ورنہ اس نص کے مقابلہ میں کسی خیالی بات کی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی۔ حضرت علیؑ تو کجا مسیح موعود تو صرف حضرت صدیقؑ کو ہی آیت استخفاف کے ماتحت خلیفہ تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر متعدد حوالوں سے ثابت کیا جا چکا ہے اور ان کے سوا کسی اور خلیفہ کو آیت استخفاف کے ماتحت تسلیم نہیں کرتے۔ گو مجرد خلیفہ انہیں مانتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ مسیح موعود کی تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ انبیاء اور مشائخ کی وفات کے بعد صرف پہلا خلیفہ ہی خدا کی انتخاب سے ہوتا ہے۔ باقی منتخب شدہ خلفاء آیت استخفاف کے ماتحت نہیں آتے اور تنازعہ فی خلافت پہلی خلافت نہیں ہے۔ بلکہ دوسری خلافت ہے اور اس لئے یہ آیت استخفاف کے ماتحت نہیں آ سکتی اور جب یہ خلافت آیت استخفاف کے ماتحت نہیں ہوئی تو اس کا انتخاب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا اور احباب کے مسلمات کی رو سے اس کے عزل کے..... امکان کا جو نتیجہ اس بناء پر نکالا گیا وہ درست نہ رہا۔ پس یا تو عدم عزل کی کوئی اور نص پیش کرنی چاہئے اور یا امکان عزل کو تسلیم کر لیتا چاہئے۔

پس میں جماعت سے امید نہیں بلکہ یقین رکھتا ہوں کہ وہ اپنے آقا مسیح موعود کے

مندرجہ ذیل ارشاد:

..... ”جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک خیال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تو نخوت پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں کیونکہ وہ میری باتوں کا جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔“ پر عمل کرتے ہوئے حضور کے اس فیصلے کو ہی جو حضور اس مسئلہ میں اپنی کتب میں ایک مشعل ہدایت کے طور پر ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ آخری فیصلہ سمجھ گی اور اس کے مقابل میں ہر اس قول کو جو اس کے مخالف ہو خواہ وہ کتنے ہی بڑے انسان کے منہ سے نکلا ہو ٹھکرادے گی۔ اے ہمارے ہادی خدا! تو محض اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو مسیح موعود کے فیصلوں پر ایمان لانے اور

انہیں دل سے قبول کرنے اور ان پر انشراح صدر سے عمل پیدا ہونے کی توفیق عطا فرما۔ تاہم خود پسندی اور خود اہتیاری سے پاک ہو کر تیرے حضور میں حقیقی عزت حاصل کرنے والے بنیں۔
آمین رب العالمین!
والسلام!

قوم کا سچا خادم: خاکسار: شیخ عبدالرحمان مصری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعلیٰ عبده المسیح الموعود نحمده ونصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم!

نمبر ۷..... عزل خلفاء

موجودہ خلیفہ کے معزول کرنے کے سوال پر غور کرنے کے لئے جو کمیشن کا مطالبہ میں نے جماعت سے کیا اس کی طرف عدم التفات کی سب سے بڑی دو وجوہات احباب کی طرف سے پیش کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ موجودہ خلیفہ صاحب مسیح موعود کی پیش گوئی و بارہ مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ دوئم یہ کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔

درجہ اول کے متعلق تو میں کسی دوسرے اشتہار میں اپنے خیالات کا اظہار کر دوں گا۔ اس اشتہار میں میں صرف دوسری وجہ کے متعلق اپنے خیالات کو احباب کے سامنے رکھ کر ان سے اپنی تسلیم چاہتا ہوں۔ امید ہے وہ مجھے اپنے علم سے مستفید فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

عزل خلیفہ کے عدم امکان پر جو سب سے بڑی دلیل احباب کی طرف سے اس وقت تک پیش کی گئی ہے۔ وہ یہی ہے کہ آیت استخلاف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ خدا بنا تا ہے اور خدا کی بنائی ہوئی چیز کو انسان گرانے کے مجاز نہیں ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی دلیل اس وقت تک میری نظر سے نہیں گزری، لیکن میں نے اپنے اشتہار ”کیا تمام خلیفے خدا ہی بنا تا ہے۔“ میں ثابت کر دیا ہے کہ یہ خیال حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ پس جب اصل ہی سراسر غلط ثابت ہو گئی تو وہ مسئلہ جو بطور فرغ اس میں سے نکالا گیا ہے کس طرح صحیح قرار دیا جاسکتا ہے؟ گو اس دلیل کے بعد میرے لئے کسی اور دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن محض اس لئے کہ اس مسئلہ پر مزید روشنی پڑ کر ہمیشہ کے لئے یہ مسئلہ صاف ہو جائے۔ ذیل میں چند معروضات برائے غور احباب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

ان معروضات کے پیش کرنے سے قبل میں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میری غرض کوئی مناظرہ یا مباحثہ نہیں اور نہ ہی اپنی جماعت کے علماء کو اپنے مد مقابل سمجھتا ہوں۔

میری غرض محض تحقیق حق اور ان سے استفادہ کرنا ہے۔ اس لئے میں ان کا نہایت ہی مشکور ہوں۔ اگر وہ اپنے علم سے مجھے استفادہ کا موقع دیں گے۔ میں ان سے خود مل کر بالمشافہ تبادلہ خیالات کر لینا لیکن بائیکاٹ کی دیوار میرے راستے میں حائل ہے۔ اس لئے اشتہار کو ہی تبادلہ خیالات کا ذریعہ بنانے پر مجبور ہوا ہوں۔ بہر حال اس مسئلہ پر میری معروضات جو موقع کے مناسب حال نہایت اختصار کے ساتھ پیش کی جا رہی ہیں۔ حسب ذیل ہیں۔

خلیفہ کا عزل ایک ایسی بات ہے جس کے امکان پر قریباً قریباً تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو یہ وہم بھی نہ تھا کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ خود خلفائے اربعہ کو بھی یہ خیال نہ تھا کہ وہ معزول نہیں کئے جاسکتے۔ چنانچہ امت محمدیہ میں سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ نے کرسی خلافت پر متمکن ہوتے ہی جو سب سے پہلا خطبہ دیا اس میں وہ فرماتے ہیں۔ اے مسلمانو! میں صرف تمہارے جیسا امت کا ایک فرد ہوں۔ میں صرف شریعت کی پیروی کرنے والا ہوں۔ میں اس میں کوئی چیز نئی داخل نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس شریعت پر سیدھا چلتا رہوں تو تم میری اتباع کرنا اور اگر میں اس سے ادھر ادھر ہو جاؤں تو تم مجھے سیدھا کر دینا۔

پھر فرماتے ہیں: ”جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں۔ تم میری اطاعت کرتے رہو اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت نہیں۔“

اس خطبہ نے اصولی طور پر دو باتوں کا فیصلہ کر دیا۔

اول۔۔۔۔۔ یہ کہ خلیفہ بالکل آزاد نہیں۔ شریعت کی اطاعت کا جو اس کی گردن پر ہے اور وہ شریعت سے سرموادھر ادھر نہیں ہو سکتا۔

دوم۔۔۔۔۔ یہ کہ جس طرح امت کا فرض یہ ہے کہ وہ خلیفہ کی اطاعت کرے۔ اسی طرح اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ خلیفہ کے اعمال کی نگرانی کرے کہ کہیں وہ شریعت سے منحرف تو نہیں ہو رہا اور اگر اسے شریعت سے منحرف ہوتا دیکھے تو اس کا فرض ہے کہ اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرے اور اس وقت تک اس کی اطاعت نہ کرے جب تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کر رہا ہے اور اگر وہ باز نہ آئے تو اسے اس کے عہدہ سے الگ کر دے۔ کیونکہ عہدہ پر قائم رکھنا یا اس سے اسے معزول کر دینا اسی جماعت کے ہاتھ میں ہوتا ہے جس کے سامنے وہ جوابدہ ہے۔

اس خطبہ نے خلیفہ اور امت کے درمیان جو باہمی تعلق شریعت نے قائم کیا ہے اس کو اچھی طرح سے واضح کر دیا ہے۔ یعنی یہ کہ جس طرح خلیفہ کا فرض ہے کہ افراد امت کے اعمال کی نگرانی کرے اور انتظام والصرام قائم رکھے اور اسی طرح افراد امت کا بھی فرض ہے کہ وہ خلیفہ کے اعمال کی نگرانی کریں اور دیکھتے رہیں کہ وہ احکام شریعت کے خلاف تو نہیں چلتا۔

حضرت ابو بکرؓ کے بعد دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ ہوئے۔ انہوں نے بھی خلیفہ ہوتے ہی جو پہلا خطبہ پڑھا اس میں بھی یہی فرمایا: ”اے مسلمانو! تم میں سے جو کوئی بھی میرے اندر کسی قسم کی کوئی کجی دیکھے تو اس پر فرض ہے کہ اس کجی کو سیدھا کر دے۔“ ان الفاظ کے فرمانے پر ایک صحابی اٹھا اور اس نے کمال آزادی کے ساتھ حقیقی اسلامی روح سے کام لیتے ہوئے کہا: ”ہم اس کجی کو تلوار سے سیدھا کر دیں گے۔“ یہ کسی منافق کے الفاظ نہ تھے۔ بلکہ اس شخص کے الفاظ تھے جو شریعت اسلامی کی صحیح روح کو سمجھنے والا اور تمام مسلمانوں کے خیالات کی صحیح ترجمانی کرنے والا تھا۔ کیونکہ تمام مجمع میں سے کسی مسلمان نے اس کے خلاف نہ صرف یہ کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ فی الحقیقت ان کے خیالات کی صحیح ترجمانی ہے۔ گویا بالفاظ دیگر اس مسئلہ پر صحابہ کرام کا اس طرح اجماع ہو گیا۔ جس طرح وفات مسیح کے مسئلہ پر اجماع ہوا تھا۔

حضرت عمرؓ کے بعد تیسرے خلیفے حضرت عثمانؓ ہوئے۔ انہوں نے بھی اپنے پہلے خطبہ میں یہی فرمایا: ”میں شریعتِ غزاکے پیروی کرنے والا ہوں اور اس میں کوئی نئی چیز داخل نہیں کر سکتا۔ اے مسلمانوں! ہوشیار ہو کر سن لو کہ تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کی اتباع کے بعد تین چیزوں کا مطالبہ کر سکتے ہو۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ ان لوگوں کی اتباع جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں۔ ان امور میں جن میں تمہارا اجماع ہو چکا ہے۔“

ان الفاظ میں خلیفہ وقت نے کس وضاحت کے ساتھ اس بات کو ضروری قرار دیا ہے کہ صرف کتاب اللہ اور سنت نبی کریم ﷺ بلکہ مسلمانوں کے اجماع کی اطاعت بھی خلیفہ کے لئے لازمی اور واجب ہے۔ اس کے بعد چوتھے خلیفہ حضرت علیؓ ہوئے ہیں۔ انہوں نے جب مصر پر قیس بن سعید کو گورنر بنا کر بھیجا تو اہل مصر کے نام ایک خط لکھا۔ جس میں یہ الفاظ تھے: ”تم میری بیعت کرو اور اس بیعت کے بعد تمہارا حق ہے کہ تم دیکھو کہ آیا اللہ تعالیٰ کتاب اور اس کے رسول کی سنت پر عمل کرتا ہوں یا نہیں اگر نہیں کرتا تو تم اس کا مجھ سے مطالبہ کرو۔“

پھر قیس بن سعد نے اہل مصر کے سامنے ایک خطبہ پڑھا اور حضرت علیؓ کی بیعت کی

طرف بلائے ہوئے انہیں یہ الفاظ کہے: ”اے لوگو! اٹھو اور حضرت علیؑ کی بیعت اللہ تعالیٰ کی کتاب پر اور اس کے رسول ﷺ کی سنت پر کرو۔ اگر ہم اس پر عمل نہ کریں تو پھر تمہارے اوپر ہماری کوئی بیعت نہیں۔“

ان تمام حوالوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تمام خلفاء کرامؓ اور صحابہ عظامؓ کا یہی عقیدہ تھا کہ اگر خلیفہ وقت شریعت کے احکام کی خلاف ورزی کرے تو اول سے پابندی احکام شریعت پر مجبور کرنا چاہئے۔ ورنہ اس کی بیعت فسخ کر دینی چاہئے۔ بعض احباب نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ خلفاء راشدین میں سے (خلفاء راشدین سے غالباً دوستوں کی مراد ان چار پانچ خلفاء سے ہے جو آنحضرت ﷺ کے معا بعد کے بعد دیگرے ہوئے ہیں) کسی خلیفہ کی مثال پیش کروں جس کا عزل ہوا ہو۔ ایسے دوستوں کی خدمت میں میری طرف سے یہ گزارش ہے کہ اول تو میرے لئے یہ ضروری نہیں کہ میں کوئی ایسی مثال پیش کروں۔ جو چیز میرے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ میں امکان عزل ثابت کروں اور جس چیز کا امکان ثابت کرایا جائے۔ اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ کسی خاص زمانے میں وقوع میں بھی آئی ہو۔ اس کے معنی صرف یہ ہوتے ہیں کہ جس زمانے میں بھی اس کی ضرورت پیش آئے۔ وہ وقوع میں لائی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں رسول کریم ﷺ کی اتباع سے حصول نبوت کا امکان تو مذکور ہے۔ لیکن تیرہ سو برس میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ لیکن اس زمانہ میں جب اس کی ضرورت پیش آئی تو اس کی مثال مہیا ہوگئی۔ جو دوست مجھ سے مثال کا مطالبہ کرتے ہیں وہ ان لوگوں کو کیا جواب دیں گے۔ جو احمدیوں کی طرف سے قرآن کریم سے امکان حصول نبوت کے ثابت ہونے پر ان سے مثال کا مطالبہ کیا کرتے ہیں جو جواب وہ ان کو دیتے ہیں وہی جواب میری طرف سے سمجھ لیں تو اس جواب کے بعد میرے لئے کسی اور جواب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن دوستوں کی تسلی اور اس مسئلے کی وضاحت کے لئے میں اس کے متعلق ذرا تفصیل سے عرض کروں تا ضروری سمجھتا ہوں۔

سودا صحیح ہو کہ سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکرؓ ہوئے ہیں۔ جنہوں نے خود اس امکان کو اپنے خطبہ میں واضح کر دیا اور مسلمانوں کو یہ فرض قرار دے دیا کہ وہ خلیفہ سے شریعت کی پابندی کرائیں اور خلیفہ کے نہ ماننے کی صورت میں اس کی اطاعت ترک کر دیں اور اس کا مقابلہ کریں۔ لیکن آپ کے تمام زمانہ خلافت میں آپ سے کوئی ایسی بات سرزد ہی نہیں ہوئی جو مسلمانوں کے نزدیک قابل اعتراض ہو۔ اس لئے اس اصل پر عمل کرنے کی ضرورت ہی آپ کے عہد مبارک میں پیش نہیں آئی۔

آپ کے بعد دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ ہوئے۔ ان کے خلیفہ ہوتے ہی صحابہؓ نے جو یہ کہا تھا کہ ہم آپ کی کچی کوٹوار سے سیدھا کر دیں گے۔ اس پر ان کو ایک دفعہ عمل کی ضرورت پیش آئی اور انہوں نے محض الفاظ پر ہی اکتفاء نہیں کی بلکہ ان پر عمل کر کے بھی دکھا دیا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مال غنیمت تقسیم ہونے پر ہر مسلمان کے حصے میں ایک ایک چادر آئی۔ لیکن حضرت عمرؓ اس تقسیم کے بعد ایک دفعہ منبر پر تشریف لائے آپ ایک چغڑے پہنے ہوئے تھے جو اس مال غنیمت کی دو چادروں کا بنا ہوا تھا۔ یہ دیکھتے ہی فوراً ایک صحابی کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے ہم آپ کی بات نہیں سنیں گے۔ جب تک آپ ہمیں یہ نہ بتادیں کہ آپ کے حصے میں تو ایک چادر آئی تھی۔ آپ نے یہ دوسری چادر کہاں سے حاصل کی کہ یہ چغڑا تیار کروالیا۔ حضرت عمرؓ یا صحابہؓ میں سے کسی نے اس صحابی کو یہ نہیں کہا کہ تم منافق ہو۔ خلیفہ پر کیوں اعتراض کرتے ہو۔ نہ ہی اس کو بھلا دینے کی کوشش کی گئی۔ بلکہ اس کی تسلی کے لئے فوراً حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہؓ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اس کا جواب دو۔ عبداللہؓ نے اور کہا کہ ایک چادر میرے باپ کے حصے میں آئی تھی اور ایک چادر میرے حصے میں آئی تھی۔ میں نے اپنی چادر اپنے باپ کو دے دی اور انہوں نے ان دونوں چادروں سے اپنا چغڑا تیار کروالیا۔ اس پر اس صحابی نے کہا اب ہماری تسلی ہو گئی ہے اب فرمائیے ہم سنے کو تیار ہیں۔ حضرت عمرؓ کی زندگی میں یہی ایک واقعہ پیش آیا جس پر مسلمانوں کو گرفت کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اگر حضرت عمرؓ کی طرف سے تسلی بخش جواب نہ دیا جاتا تو ممکن نہیں بلکہ ضروری تھا کہ عزل کا سوال پیش ہو جاتا اور اگر وہ معزول نہ ہوتے تو کوٹوار چل جاتی۔ لیکن چونکہ انہوں نے مسلمانوں کی تسلی کرادی۔ اس لئے عزل کے سوال کے پیش آنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔ لیکن یہ واقعہ صاف بتاتا ہے کہ مسلمان اپنے خلفاء کے اعمال کی نگرانی کرتے تھے اور ان کو شریعت سے منحرف ہوتے دیکھ کر چھوڑ دینے کے لئے تیار تھے۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب مسلمان رومیوں سے جنگ کر رہے تھے تو اس جنگ کے دوران میں ان کے ایک سردار باہان نامی سے حضرت خالد بن ولیدؓ کی ایک دفعہ گفتگو ہوئی۔ جس کے دوران میں باہان نے فخر سے کہا کہ ہمارا بادشاہ تمام بادشاہوں کا شہنشاہ ہے۔ مترجمہ ان الفاظ کا پورا ترجمہ نہیں کر چکا تھا کہ خالدؓ نے باہان کو روک دیا اور کہا تمہارا بادشاہ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن ہم نے جس کو سردار بنا رکھا ہے اس کو اگر ایک لحظہ کے لئے بادشاہی کا خیال آئے تو ہم فوراً سے معزول کر دیں۔ اگر عزل خلفاء کسی صورت میں جائز ہی نہیں تو خالد بن ولیدؓ جیسے جلیل القدر صحابی

کے منہ سے یہ الفاظ کیسے نکلے؟ کیا ان الفاظ سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ صحابہ کرام شریعت کی ظاہری خلاف ورزی پر ہی نہیں بلکہ اگر ان کو قرآن وغیرہ سے معلوم ہو جائے کہ خلیفہ وقت شریعت کے خلاف خیال رکھتا ہے تو اسی بناء پر ہی وہ خلیفہ کو معزول کرنے کے لئے ہر وقت تیار تھے۔ اسی طرح ایک موقع پر معاذ بن جبل نے جو ایک بہت بڑے عظیم الشان صحابی تھے رومیوں کے دربار میں رومیوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔

”اے رومیو! تم کو اس پر ناز ہے کہ تم ایسے شہنشاہ کی رعایا ہو جس کو تمہاری جان و مال کا اختیار ہے۔ لیکن ہم نے جس کو اپنا بادشاہ بنا رکھا ہے وہ کسی بات میں بھی اپنے آپ کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ اگر وہ زنا کرے تو اس کو درے لگائے جائیں۔ چوری کرے تو ہاتھ کاٹے جائیں۔ پردے میں نہیں بیٹھتا۔ اپنے آپ کو ہم سے بڑا نہیں سمجھتا۔ مال و دولت میں اس کو ہم پر کوئی ترجیح نہیں۔“

پس خلاصہ کلام یہ کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک ہی واقعہ ایسا پیش آیا جو ان کے عزل کے سوال کو پیدا کر سکتا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو تسلی دلا دی جس سے یہ سوال پیدا ہونے سے رک گیا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ پہلے دونوں خلفاء کے زمانے میں ان کے عزل کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی اور پھر ضرورت عزل جائز نہیں۔ تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ ہوئے۔ ان کے زمانہ میں مسلمانوں کو ان کے طرد عمل پر اعتراضات ہوئے اور انہوں نے اپنے حقوق کو حضرت عثمانؓ کے ہاتھوں محفوظ نہ سمجھا۔ اس پر انہوں نے مسلمانوں کو تسلی دلانے کے لئے کئی مرتبہ کوشش کی۔ چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے تمام گورنروں کی ایک میٹنگ طلب کی اور ان سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ ہر ایک گورنر نے اپنا اپنا مشورہ پیش کیا۔ لیکن حضرت عمرو بن عاص جیسے جلیل القدر صحابی نے اپنا مشورہ ان الفاظ میں دیا۔ ”زغت وزاغوا فسا عدل او عتزل“ یعنی آپ سے بھی کبھی سرزد ہوئی ہے اور آپ کے گورنروں سے بھی کبھی سرزد ہوئی ہے۔ پس یا تو سیدھے ہو جائیے یا معزول ہو جائیے۔ حضرت عمرو بن العاص کے یہ الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ صحابہ کے نزدیک خلیفہ کا عزل نہ صرف جائز بلکہ بوقت ضرورت لازمی تھا۔ پھر ایک وقت جب مسلمانوں کی شکایات زور پکڑ گئیں اور حضرت عثمانؓ کے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم مال پر مسلمانوں کے دلوں میں اعتراض پیدا ہوئے اور انہوں نے اس اعتراض کو بڑے زور سے پیش کیا تو حضرت عثمانؓ نے یہ کہا: ”اگر تم اسے غلطی سمجھتے ہو تو اس مال کو واپس لے لو۔ میرا تمہارے امر کے تابع ہے۔“

مسلمانوں نے کہا: ”آپ نے صحیح فرمایا ہے اور بہت اچھی بات کہی ہے۔“ چنانچہ انہوں نے وہ مال واپس لے لیا اور مطمئن ہو گئے اور یہ موقع بھی حضرت عثمانؓ کے مسلمانوں کے مطالبات کو تسلیم کر لینے کی وجہ سے ٹس گیا اور عزل کا سوال رک گیا۔ اسی طرح پھر ایک دفعہ مسلمانوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف شکایت پیدا ہوئی اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کے سامنے آ کر اپنی شکایات پیش کیں اور کہا کہ آپ سے بہت بڑی بڑی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں جن کے نتیجے میں آپ عزل کے مستحق ہو گئے ہیں۔ جب آپ سے ان کے بارے میں بات کی جاتی ہے تو آپ ان سے رجوع کا یقین دلاتے ہیں۔ مگر پھر آپ سے انہیں باتوں کا ارتکاب ہوتا ہے۔ اس لئے اب ہم واپس نہیں جائیں گے۔ جب تک آپ کو معزول نہ کر لیں اور آپ کی جگہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کسی امر کو خلیفہ نہ بنا لیں۔ جس پر اس قسم کی تہمت نہیں لگی۔ جو آپ پر لگ رہی ہے۔ یا اس سے وہ باتیں ظہور میں نہیں آئیں جو آپ سے ظہور میں آئی ہیں۔ پس ہماری خلافت کو واپس کر دیجئے اور ہمارے کام سے معزول ہو جائیے۔ یہ بات ہمارے لئے آپ سے سلامتی کا موجب ہے اور آپ کے لئے بھی ہم سے سلامتی کا موجب یہی بات ہے۔

حضرت عثمانؓ نے جواب دیا۔ ”تمہاری یہ بات کہ میں خلافت کو چھوڑ دوں تو میں اس قیص کو تو نہیں اتارتا جس کو مجھے اللہ نے پہنایا ہے اور جس کے ساتھ اس نے مجھے عزت دی ہے اور جس کے ساتھ مجھے غیروں پر خاص کیا ہے۔ لیکن میں اپنی غلطیوں سے رجوع کرتا ہوں اور ان کو ترک کر دیتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ میں کوئی ایسی بات نہ کروں گا جس کو مسلمان ناپسند کرتے ہوں۔“

اس حوالہ سے بھی صاف واضح ہوتا ہے کہ مسلمان خلافت کو اپنی دی ہوئی چیز سمجھتے تھے اور اگر ان کے خیال میں کوئی خلیفہ خلافت کے فرائض کو مکمل ادا کرنے کے قابل نہ رہے تو اس سے وہ خلافت سے علیحدہ ہو جانے کا مطالبہ کرنا اپنا فرض یقین کرتے تھے۔ اس موقع پر بھی حضرت عثمانؓ نے اپنی اصلاح کا وعدہ دے کر عزل کے سوال کو روکوا دیا۔ لیکن آخری دفعہ جب مسلمانوں کو پھر سے شکایت پیدا ہوئی اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کے پاس اپنی شکایات کو پیش کیا تو گو حضرت عثمانؓ نے اس شکایت کی تحقیق بذریعہ کمیشن کروانے کو کہا۔ مگر مسلمانوں نے اس دفعہ ان کے عذر کو تسلیم نہیں کیا اور ان سے یہی کہا یا تو آپ خود خلافت سے علیحدہ ہو جائیں یا ہم آپ کو قتل کر دیں گے۔ آخر جب انہوں نے عزل کو منظور نہ کیا تو وہ شہید کر دیے گئے۔

ان تمام واقعات میں سب سے عجیب بات جو نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے مطالبہ عزل پر کسی ایک صحابی کا بھی یہ قول منقول نہیں کہ اس نے کہا ہو کہ اے مسلمانو! تم عزل کا مطالبہ کس طرح کر سکتے ہو۔ جب عزل شرعاً جائز ہی نہیں۔ حضرت عثمانؓ اعتراض کرنے والے مسلمانوں کو صحابہ کرامؓ دیگر دلائل سے تو سمجھاتے رہے۔ مگر عزل کے ممنوع ہونے کی دلیل جو سارے جھگڑے کو یک دم ختم کرنے والی تھی۔ کسی ایک صحابی نے بھی نہ دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ عزل کو ناجائز نہیں سمجھتے تھے۔ پس تیسرے خلیفہ کے زمانہ میں خلیفہ نے صاف ایسی شکایات پیدا ہوئیں جس سے انہوں نے خلیفہ کے عزل کو ضروری سمجھا اور اس کے عزل پر اصرار کیا۔ یہ الگ امر ہے کہ خلیفہ نے معزول ہونے سے انکار کر دیا۔ گو انہوں نے بھی یہ دلیل نہیں دی کہ عزل کا مطالبہ شرعاً ناجائز ہے۔ صرف ایک حدیث کی بناء پر جو صرف انہی کی ذات سے تعلق رکھتی تھی۔ خلافت کی قمیص اتارنے سے انکار کر دیا۔ لیکن مسلمانوں نے تو بہر حال ایک رنگ میں معزول کر ہی دیا۔

اب ہم چوتھے خلیفہ کے زمانہ کو لیتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہاں بھی اول تو خود حضرت علیؓ نے ہی اپنے اس خط میں جو اہل مصر کو لکھا جس کا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ خلیفہ سے شریعت کی اطاعت کا مطالبہ کریں اور پھر اس کے بعد قیس بن سعد جیسے جلیل القدر صحابی نے بھی صاف کہہ دیا کہ اگر خلیفہ شریعت کو چھوڑ دے تو اس کی کوئی بیعت نہیں۔ لیکن عزل خلیفہ کے متعلق اس سے بھی واضح تر ثبوت ان کے زمانہ کا مندرجہ ذیل واقعہ ہے۔ جب حضرت معاویہؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کی جنگ ہو رہی تھی تو حضرت معاویہؓ کی فوج نے نیزوں پر قرآن بلند کر دیئے۔ جس پر حضرت علیؓ کی فوج نے حضرت علیؓ سے کہا کہ کیونکہ یہ لوگ اب ہمیں کتاب اللہ کی طرف بلارہے ہیں اس لئے اب جنگ کرنا گناہ ہے۔ پس آپ جنگ بند کر دیں۔ حضرت علیؓ نے اپنی فوج کو بہت سمجھایا کہ یہ محض ایک چال اور فریب کاری ہے۔ اس کو تقویٰ اور ایمان داری سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن حضرت علیؓ کی تقریر کا مسلمانوں کے دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ پس ادھر مسلمان اپنی بات پر مصر رہے اور ادھر حضرت علیؓ اپنی بات کو منوانے میں پوری کوشش کرتے رہے۔ لیکن آخر مسلمانوں نے حضرت علیؓ کو صاف کہہ دیا کہ اگر آپ جنگ کو بند نہیں کریں گے تو ہم آپ کو حضرت معاویہؓ کے حوالے کر دیں گے۔ یا آپ کے ساتھ وہی معاملہ کریں گے جو حضرت عثمانؓ کے ساتھ کیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے فوراً ان کے مطالبہ کو مان لیا اور جنگ کو بند کر دیا۔ انہوں نے یہ

نہیں کہا کہ میں خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں۔ جاؤ تم سب بھی مجھے چھوڑ جاؤ تو میرا خدا مجھے نہیں چھوڑے گا۔ جاؤ میں اکیلا ہی دشمن کے مقابلہ میں لڑوں گا۔ اگر تم سب مجھے چھوڑ جاؤ گے تو خدا مجھے اور جماعت دے گا جو میرے ساتھ ہو کر حق کی خاطر دشمن کا مقابلہ کرے گی۔ نہیں انہوں نے ان میں سے ایک بات بھی نہیں کی بلکہ ایک سچے اسلامی خلیفہ کی طرف مسلمانوں کے متفقہ فیصلہ کو تسلیم کر لیا اور اپنے عمل سے بتا دیا کہ خلیفہ کو مسلمانوں کے فیصلہ کو توڑنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اب اگر حضرت علیؑ مسلمانوں کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم نہ کرتے تو ان کو عزل کی دھمکی مل ہی چکی تھی۔ پھر اس کے علاوہ ان کے زمانے میں آخروہ جلیل القدر صحابی یعنی ابو موسیٰ اشعریؓ اور عمرو بن العاصؓ بطور حکم مقرر ہوئے تاکہ حضرت علیؑ اور معاویہؓ کے درمیان فیصلہ کریں اور ان دونوں صحابیوں کا متفقہ فیصلہ حضرت علیؑ کے عزل کے متعلق صادر ہوا اور اس فیصلہ پر کسی صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا کہ کیا خلیفے کا عزل کسی صورت میں جائز ہی نہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے وہم میں بھی کبھی یہ بات نہیں آئی کہ خلیفہ کا عزل شرعاً ممنوع ہے۔ پھر ان چار خلفاء کے بعد امام حسنؑ پانچویں خلیفہ تسلیم کئے جاتے ہیں اور انہوں نے خود خلافت کو چھوڑ کر بتا دیا کہ خلافت ایسی چیز نہیں جس سے نہ آدمی خود معزول ہو سکتا ہے نہ معزول کیا جاسکتا ہے۔

پس ان پانچ خلیفوں کا زمانہ جو خلفاء راشدین کہلاتے ہیں ہمارے سامنے ہے۔ ان میں پہلے خلیفہ کے زمانہ میں بوجہ کسی قسم کی شکایت نہ پیدا ہونے کے عزل کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ دوسرے خلیفہ کے زمانے میں شکایت پیدا ہوئی مگر انہوں نے مسلمانوں کی تسلی کرادی۔ تیسرے خلیفہ کے زمانہ میں شکایت پیدا ہوئی لیکن مسلمانوں کو تسلی نہ ہوئی۔ پس مسلمانوں نے خلیفہ کے عزل پر زور دیا اور جب انہوں نے ان کے مطالبہ عزل کو نہ مانا تو انہیں شہید کر دیا تھا۔ چوتھے خلیفہ کے زمانہ میں بھی ان کے عزل کا سوال پیدا ہوا لیکن انہوں نے مسلمانوں کے مطالبہ کو تسلیم کر کے خود کو عزل سے بچالیا۔ پانچویں خلیفہ نے اپنے آپ کو خود معزول کر دیا۔

ان تمام واقعات سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خلفاء کو معزول کرنا جائز ہے اور یہ کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ جب وہ کسی خلیفہ سے خلاف شریعت افعال کے ارتکاب کو ملاحظہ کریں تو فوراً اس پر گرفت کریں اور اگر وہ اپنی اصلاح نہ کریں تو اسے خلافت سے علیحدہ کر دیں۔ چنانچہ بعض علماء نے تو خلیفہ کے متعلق صاف یہ الفاظ لکھے ہیں کہ: ”اذا جائز او فجزا تعزل عن الخلافة“ یعنی جب خلیفہ ظلم کرے یا فوجاً کامرکب ہو تو وہ فوراً خلافت سے معزول ہو جاتا ہے۔

آخر میں اس کی تائید میں خود اپنے خلیفہ صاحب کا ایک حوالہ دے کر مضمون کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کے سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اور وہ حوالہ یہ ہے کہ ہمارے موجودہ خلیفہ تھمید الاذہان بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۵ء کے ص ۸ پر کسی شخص کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ”خلیفہ جسمانی میں روحانی بدیاں پائی جاتی ہیں۔ ہاں اگر روحانی خلیفہ بدکار ہو تو اسے فوراً چھوڑ دینا چاہئے۔ کیونکہ اس سے تعلق روحانیت کا ہے۔“

اب وہ دوست جو یہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ کا عزل کسی صورت میں ہی جائز نہیں مہربانی فرما کر اس حوالہ پر غور کریں اور خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ان کا نظریہ کہاں تک درست ہے؟ جہاں تک میں سمجھتا ہوں خلیفہ کے عزل کے امکان کو گونا گوار کے ساتھ مگر واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ اب جو احباب عدم امکان کے قائل ہیں وہ بھی شریعت اسلامی سے صریحاً نصوص پیش کریں تاکہ اگر میں غلطی پر ہوں تو اس کی اصلاح کر سکوں۔ خلافت کے متعلق اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو ہماری جماعت میں محض اس لئے غلط طور پر پھیلی ہوئی ہیں کہ ہماری جماعت کے سامنے خلافت کے متعلق صرف ایک ہی پہلو بار بار لایا جا رہا ہے اور وہ یہ کہ امت پر خلیفہ کی اطاعت واجب ہے؟ لیکن اس سوال کا دوسرا پہلو کہ خلیفہ کہاں تک اپنے اعمال کے متعلق امت کے سامنے جوابدہ ہے۔ بلکہ تاریکی میں رکھا ہوا ہے۔ مگر طوالت کے خوف سے میں صرف اسی قدر ہی اکتفا کرتا ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو میں انشاء اللہ اس مسئلہ پر مفصل کتاب میں پوری روشنی ڈالنے اور اس کے تمام پہلو جماعت کے سامنے لانے کی پوری کوشش کروں گا۔ ”وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین“

خاکسار: جماعت کا سچا خادم، شیخ عبدالرحمن مصری، مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود!

نمبر ۸..... بڑا بول

”کبرت کلمة تخرج من افواہهم“

اشی المکتوم! جناب خلیفہ صاحب نے اپنے خطبہ فرمودہ جو ۲۰ نومبر کے افضل میں شائع ہوا ہے۔ ایک بہت بڑا دعویٰ کیا ہے جو کسی لحاظ سے بھی ان کو زیب نہیں دیتا۔ وہ فرماتے ہیں: ”مجھے یقین ہے کہ ہر وہ شخص جو سچے دل سے حضرت مسیح موعود پر ایمان رکھتا ہے وہ نہیں مرے

گا۔ جب تک میری بیعت میں داخل نہ ہوئے۔“ بلکہ اس سے بڑھ کر انہوں نے یہاں تک فرمادیا ہے کہ: ”مجھے یہ بھی یقین ہے کہ جو شخص مجھے چھوڑتا ہے وہ مسیح موعود کو چھوڑتا ہے جو مسیح موعود کو چھوڑتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کو چھوڑتا ہے اور جو رسول کریم ﷺ کو چھوڑتا ہے وہ خدا کو چھوڑتا ہے۔ پس جو شخص مجھے چھوڑتا ہے وہ خدا کو چھوڑتا ہے۔“ انا للہ وانا الیہ راجعون“ کتنی بڑی تعلیٰ ہے۔ کتنا بڑا غلو ہے اور کتنا بڑا بول ہے جو سوائے اس کے کہ ”کبریت کلمۃ تخرج من افواہم“ کا مصداق ہو اور کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا۔“

نہ معلوم جناب خلیفہ نے یہ الفاظ کس حیثیت سے استعمال کئے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ان کی حیثیت ایک خلیفہ ہونے کے ہے اور خلیفہ بھی وہ خلیفہ جو مامور نہیں بلکہ لوگوں کے انتخاب سے خلیفہ بنا ہے اور وہ بھی پہلا خلیفہ نہیں بلکہ دوسرا خلیفہ جو مسیح موعود کے فیصلہ کی رو سے آیت استخفاف کے ماتحت نہیں آتا۔ پس کیا جناب خلیفہ بتا سکتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد قوم کی طرف سے منتخب کنندہ خلفاء میں سے کسی خلیفہ نے کبھی ایسا دعویٰ کیا ہو کہ جو شخص ان کی بیعت میں داخل نہ ہو وہ سچے دل سے نبی پر ایمان لانے والا نہیں اور جو شخص انہیں چھوڑتا ہے وہ خدا کو چھوڑنے والا ہوتا ہے۔ پس جب محمد رسول اللہ ﷺ یعنی آقا کے خلفاء کو بھی یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ کسی صحابی کے متعلق محض ان کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے یہ فتویٰ دیں کہ اس صحابی کو رسول کریم ﷺ پر سچا ایمان نہیں تو مسیح موعود یعنی غلام کے خلیفہ کو یہ کس طرح حق پہنچ سکتا ہے کہ وہ مسیح موعود کے ایسے صحابی کے متعلق جسے مسیح موعود کے مبارک ہاتھ پر بیعت کرنے کا فخر حاصل ہو اور وہ خلیفہ کی بیعت کئے بغیر فوت ہو جائے۔ یہ فتوے دے کر اسے مسیح موعود پر سچا ایمان نہیں تھا اور یا یہ کہ وہ ایسی حالت میں فوت ہو جائے کہ اس نے خدا کو چھوڑا تھا اور اسے خدا پر کوئی ایمان نہ تھا۔

میں حیران ہوں کہ خلیفہ کو اتنی بڑی تعلیٰ کی کس طرح جسارت ہوئی ہے۔ جب کہ وہ مانتے ہیں کہ صحابہ کرام میں ایک جماعت نے بعض خلفاء کی بیعت نہیں کی اور ان میں بعض بڑے بڑے جلیل القدر صحابی شامل ہیں۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا سرٹیکلیٹ حاصل کیا ہوا تھا اور جو عشرہ مبشرہ میں شامل تھے۔ یعنی جن کو نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک پر جنت کی بشارت مل چکی تھی اور جو خدا تعالیٰ کی جناب سے اس العام کے وارث ہو چکے ہوئے تھے کہ ”اعملوا ما شئتم“ یعنی اب جو تم چاہو کرو جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کا ہر قول و فعل اللہ کی رضا کے عین مطابق ہوتا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف کچھ نہ کر سکتے تھے اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو نہ صرف یہ کہ بیعت میں داخل نہیں ہوئے بلکہ خلیفہ کے ساتھ جنگ کرتے رہے اور

بعض ایسے ہیں کہ جو مسلمانوں کے ایک گروہ کے نزدیک خلفاء راشدین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جیسے حضرت معاویہؓ (ہمارے موجودہ خلیفہ بھی حضرت معاویہؓ کو خلفاء راشدین میں ہی سمجھتے ہیں) پس ہمارے موجودہ خلیفہ صاحب خلیفہ ہونے کی حیثیت سے تو شریعت اسلامی کی رو سے تو ایسا قول کہنے کے مجاز نہیں لیکن اگر ان کی کوئی اور حیثیت ہے جو انہیں حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے بڑھ کر ترجیح دے رہی ہے کہ اس کی بناء پر وہ خود کو اتنے بڑے اذعا کا مجاز سمجھتے ہیں تو اسے پیش فرمائیں۔ اس پر غور کیا جاسکتا ہے۔

دسمبر ۱۹۱۵ء میں تو ہمارے موجودہ خلیفہ کا بھی یہ اعتقاد نہ تھا کہ ان کے انکار سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ تہمید الافغان کے پرچہ بابت دسمبر ۱۹۱۵ء میں ایک شخص کو اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”ہاں میرے انکار کے متعلق جو آپ نے دریافت کیا ہے میں تو بارہا بتا چکا ہوں کہ خلیفہ کے انکار سے ایمان نہیں جاتا.....“ اسی طرح دوسرے صحابی حضرت علیؓ یا حضرت عثمانؓ کے وقت میں منکر خلافت نہ تھے۔ بلکہ ایک خلیفہ کے ہارے میں جھگڑا تھا یا اس سے چند مطالبات تھے۔ (خاکسار کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ خاکسار بھی تو منکر خلافت نہیں بلکہ ایک خلیفہ یعنی آپ سے جھگڑا ہے اور آپ سے چند مطالبات ہیں) لیکن نہ معلوم اب اکیس سال کے بعد ان کے مقام میں کون سی رفعت پیدا ہوئی ہے جس نے انہیں اپنے پہلے عقیدے کو تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ امید ہے جناب خلیفہ اس مقام رفعت سے خاکسار کو بھی مطلع فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

جناب خلیفہ کا یہ یقین ان کے اپنے دل کا یقین ہو تو ہو مگر حقیقت سے کوئی سروکار نہیں۔ شریعت اسلامی ایک تنگی تلواریں لئے ہمیں اس عقیدے پر ایمان لانے سے روک رہی ہے۔ ان کا یہ یقین نہ صرف یہ کہ شریعت اسلامی کے سراسر خلاف ہے بلکہ واقعات کے بھی خلاف ہے۔ واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ مسیح موعود کے کئی مخلص بغیر خلیفہ کی بیعت میں داخل ہوئے فوت ہو گئے۔ لیکن کسی کو یہ جرأت نہیں کہ ان کے متعلق یہ کہہ سکے کہ وہ دہریہ ہونے کی حالت میں فوت ہوئے یا ان کو مسیح موعود پر سچا ایمان نہ تھا۔

دوسروں کے ایمان اور ان کے اخلاص کے متعلق تو مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن میں اپنے ایمان کے متعلق خلیفہ کو اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر جس کی جموٹی قسم کھانا لعینوں کا کام ہے یقین دلاتا ہوں کہ میں مسیح موعود پر سچے دل سے ایمان رکھتا ہوں اور مجھے حضور کی صداقت پر اسی طرح یقین ہے جس طرح ایک اور ایک دو پر یقین ہے۔ حضور کی صداقت میرے لئے ایسی ہی یقینی بات

ہے جس طرح نصف النہار کا چمکتا ہوا سورج اور کیوں نہ ہو۔ جب کہ میں نے حضور کے ذریعہ ہی زندہ خدا کو پایا اور اپنے وجود میں حضور پر نور کی صداقت کے نشانات ملاحظہ کئے ہم ناپینا تھے۔ حضور نے (مرزا قادیانی نے) ہی ہمیں پینا بنایا۔ ہم بہرے تھے۔ حضور نے ہی ہمیں شنوا بنایا۔ ہم گونگے تھے حضور نے ہی ہمیں گویا بنایا۔ ہم اندھیروں میں تھے حضور نے ہی ہمیں نور عطاء فرمایا۔ ہمارا رشتہ ہمارے مالک حقیقی سے ٹوٹا ہوا تھا۔ حضور نے ہی آ کر اسے جوڑا۔ ہم اللہ کے راستہ سے دور پڑے ہوئے تھے حضور نے ہی ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں ہمارے محبوب حقیقی کی طرف جانے والے سیدھے راستے پر لا ڈالا۔ الغرض ہم بالکل مردہ تھے۔ حضور نے ہی ہمیں آب حیات پلا کر زندگی کی قرنا ہم میں پھونکی۔ پس ان سب باتوں کو اپنے وجود میں مشاہدہ کرتے ہوئے میں کس طرح مسیح موعود کی صداقت پر ایک سیکنڈ کے لئے بھی شبہ کر سکتا ہوں؟ پس یہ تو یقینی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا ایمان مسیح موعود کی صداقت پر غیر متزلزل ایمان ہے اور رہے گا۔ ”الا ان یشاء اللہ“

میں خلیفہ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ان کی بیعت سے علیحدگی کے بعد میری روحانیت میں نہ صرف یہ کہ کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ پہلے سے ترقی ہوئی ہے۔ مجھے عبادت الہی اور دعاؤں میں پہلے سے زیادہ توفیق اور حظ حاصل ہو رہا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے احسانوں سے کامل یقین ہے کہ وہ آپ کے مقابلہ میں میری ضرورت فرمائے گا اور وہ دن ضرور لائے گا جس میں اس تمام جھوٹے ٹھہرا پیگنڈے کے پردے چاک کر دے گا۔ جو میرے خلاف کیا جا رہا ہے اور جماعت پر روشن کر دے گا کہ میں جو آپ کے خلاف اٹھا ہوں محض نیک نیتی اور محض خدا تعالیٰ کے لئے اٹھا ہوں نہ کہ کسی دنیوی غرض کے لئے، مجھے بدنام کرنے کے لئے جو پراپیگنڈا احمدیت یا عقائد کو چھوڑ دینے کا جھوٹا الزام کی اشاعت یا دیگر غلط بیانیوں سے جو کام لیا جا رہا ہے ان کی حقیقت جماعت پر آشکارا کر دے گا۔ میرے حق پر ہونے اور آپ کے باطل ہونے پر جو پردے ڈالے جا رہے ہیں ان کو اٹھا کر اصلیت کو عریاں کر کے جماعت کے سامنے لے آئے گا اور جماعت دیکھ لے گی کہ اسے کس قدر دھوکے میں رکھا گیا ہے اور ان سے حقیقت کو چھپانے کے لئے کیا کیا پرفریب کاروائیاں کی گئی ہیں۔ یاد رکھیں کہ ”الحق یعلو ولا یعلیٰ“ وہ دن آئے گا اور انشاء اللہ ضرور آئے گا جب جماعت ”جاء الحق وزهق الباطل“ کہتی ہوئی اس حقیقت پر قائم ہو جائے گی جو شریعت اسلامی نے خلفاء کے مقام اور ان کے اور امت کے اختیارات اور حقوق کے متعلق بتائی ہے اور یہ کہ آپ خلافت کے اہل نہیں اور جس حقیقت کو آشکارا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے کھڑا ہونے کی توفیق عطاء فرمائی ہے۔

قرآن کریم، احادیث صحیحہ اور مسیح موعود کی تعلیم کے مطالعہ سے مجھے پہلے بھی یقین تھا کہ انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد جو خلفاء قوم کی طرف سے منتخب کئے جاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان روحانیت کے حصول کا واسطہ نہیں ہوتے بلکہ اس وقت صرف انبیاء علیہم السلام کی روحانیت ہی واسطے کا کام دے رہی ہوتی ہے اور انہیں کا نور دلوں کو منور کر رہا ہوتا ہے۔ اس وقت خلفاء کے تقرر کی کچھ اور ہی غرض ہوتی ہے۔ جس کی تفصیلی بحث میں انشاء اللہ اس کتاب میں کروں گا جو میں خلافت کے متعلق لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اب میں آپ کی بیعت سے علیحدگی کے بعد اس یقین پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں۔ کیونکہ میں نے اس حقیقت کا اپنے وجود میں مشاہدہ کر لیا ہے کہ میں اس جگہ یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جناب خلیفہ کا یہ یقین کہ انسان ان کو چھوڑنے سے خدا کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ محض ان لوگوں کے حق میں صحیح سمجھا جاسکتا ہے۔ جنہوں نے اپنے ایمان کا دار و مدار صرف خلیفہ کے وجود پر ہی رکھا ہوا ہے اور جن کے دل میں حقیقی اور مستقل ایمان ابھی پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ان کا ایمان خلیفہ کے ایمان سے ہی مستعار لیا ہوا ہوتا ہے۔ پس ایسے لوگ خلیفہ کے وجود میں اپنے ایمان کی بنیاد کو گرتے دیکھ کر اگر اپنے ایمان کی عمارت کو بھی ساتھ ہی گرائیں تو گرائیں۔ لیکن ان لوگوں کے مقابل میں آپ کے اس یقین کی کچھ حقیقت نہیں جو ایمان کے حقیقی نشے سے سرشار ہیں جن کا ایمان کسی کا مستعار ایمان نہیں کہ وہ اس کو ضائع ہوتا دیکھ کر اپنے ایمان کو بھی جواب دے بیٹھیں۔ ان کا تعلق خدا سے براہ راست پیدا ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ کسی بڑی سے بڑی شخصیت کو دہریہ ہوتے دیکھ کر بھی اپنے اس زندہ خدا کا انکار نہیں کر سکتے۔ جس کے زندہ نشانوں کو انہوں نے اپنے وجود میں بارہا مشاہدہ کیا ہوا ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ کسی کی عملی کمزوریاں ان کے ایمان کو ضائع کر سکیں۔

میں خلیفہ کے اس دعویٰ کے ساتھ بھی کہ احیاء اسلام کا کام اور اس کی عظمت کا قیام اللہ تعالیٰ نے انہی کے ہاتھ پر مقدر کر رکھا ہے۔ اتفاق نہیں کر سکتا۔ احیاء اسلام کا کام مسیح موعود اور حضور کی جماعت اور حضور پر نور کے حقیقی چائینوں کے ہاتھ پر مقدر ہے اور وہ انشاء اللہ ہو کر رہے گا۔ کوئی نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس منشاء پر پورا ہونے سے روک سکے جو بھی اس میں حائل ہو گا وہ نہیں دیا جائے گا۔ لیکن خلیفہ مجھے معاف فرمائیں۔ اگر میں یہ عرض کروں کہ میں انہیں مسیح موعود کا حقیقی چائین تسلیم نہیں کر سکتا اور اس کے لئے میرے پاس ایسے قوی دلائل ہیں جن کی تردید یا تغلیط ان کے لئے محال ہے۔ بلکہ اس کے برعکس میں اس بات پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہوں کہ جماعت کی بہتری اور ترقی اسی میں ہے کہ جماعت جتنی بھی جلدی ہو سکے۔ موجودہ خلیفہ کو خلافت

سے الگ کر دے۔ مجھے یقین ہے کہ جماعت کی ترقی بہت حد تک ان کے وجود کی وجہ سے رکی ہوئی ہے اور اگر یہ خلیفہ نہ ہوتے تو جماعت اس وقت تک ہزاروں گنا زیادہ ترقی کر چکی ہوتی اور اس ربیع صدی میں جو ان کی خلافت کا زمانہ ہے احمدیت دنیا کے بیشتر حصہ کا مذہب بن چکی ہوتی۔

آخر میں میں پھر عرض کرتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسیح موعود پر تو سچا ایمان رکھتا ہوں لیکن میں خلیفہ کے اس دعویٰ کو قطعاً صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ ہر وہ شخص جو مسیح موعود پر سچا ایمان رکھتا ہے۔ وہ آپ کی بیعت میں ضرور داخل ہوگا۔ واقعات جہاں اس بات کو ثابت کر رہے ہیں۔ مسیح موعود پر سچا ایمان رکھنے والوں میں سے ایک حصہ فوت ہو گیا اور آپ کی بیعت میں داخل نہیں ہو سکا۔ آپ کے اپنے اقرار کی رو سے واقعات اس کے برعکس یہ ثابت کر رہے ہیں کہ جو احمدی جن میں مسیح موعود کے صحابہ بھی شامل ہیں جن کو مسیح موعود کی صحبت کا کافی عرصہ تک شرف حاصل رہا اور جو براہ راست حضور کے چشمہ معرفت سے سیراب ہوئے اور جن کو حضور پر نور سچے مومن بنا کر اپنے بعد دنیا کے لئے نمونہ چھوڑ گئے۔ وہ آپ کی بیعت میں داخل رہنے کی وجہ سے آپ کے اپنے اقرار کے مطابق منافق بن چکے ہوئے ہیں اور آپ کے اپنے اقرار کے مطابق ان کی تعداد دن بدن زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے۔

یہ ہے آپ کے اپنے اقرار کے مطابق آپ کی بیعت کی تاثیر۔ کاش! جماعت اس راز کی تحقیق کی طرف متوجہ ہو اور اس کی اصل وجہ دریافت کرنے کی سعی فرمائے۔ تا اس منافقت کے دریا کے بند میں جو سوراخ نمودار ہو چکا ہے۔ وہ جلد بند کر دیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ جماعت کی تھوڑی سی غفلت کے نتیجے میں یہ سوراخ اس قدر وسیع ہو جائے کہ منافقت کے دریا کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا پانی بند کو توڑ کر جماعت کی طرف امنڈ آئے اور ساری جماعت کو اپنی آغوش میں لے لے۔

اے خدا تو اپنے فضل و کرم سے اپنی نصرت اور مدد کا ہاتھ ہم عاجزوں کی طرف بڑھا اور جماعت کو اس انجام سے بچائے۔ آمین یا رب العالمین!

جماعت کا سچا خادم: خاکسار، شیخ عبدالرحمن مصری!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبد المسیح الموعود!

نمبر ۸..... خلیفہ کے دونوں پیش کردہ طریق فیصلہ منظور

بعض دوستوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے کہ خلیفہ نے ان نقائص کے متعلق جو اس

خاکسار نے اپنے ان تین خطوط میں ذکر کئے ہیں جو خلیفہ کی خدمت میں ۱۱ جون ۱۹۲۳ء اور ۲۳ جون ۱۹۲۳ء کو لکھے گئے تھے قسم کھائی ہے کہ وہ غلط ہیں۔ اس قسم کے بعد اب اس خاکسار کا کیا خیال ہے؟

سوائے تمام دوستوں پر جو خلیفہ کی اس تحریر سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ خلیفہ نے اس بارے میں کوئی قسم کھائی ہے۔ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں خلیفہ کی تحریر کو سمجھنے میں سخت غلطی لگی ہے۔ جس چیز کو انہوں نے قسم سمجھا ہے وہ قسم نہیں بلکہ درحقیقت ایک مسودہ ہے جو انہوں نے اخبار الفضل میں نقل کر دیا ہے اور چونکہ اس مسودے میں قسم کا ذکر آتا ہے۔ اس لئے بہت سے لوگوں کو یہ مغالطہ لگ گیا ہے کہ خلیفہ قسم کھا گئے ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ اس تحریر میں یہ فرما رہے ہیں کہ جس وقت خاکسار کا تیسرا خط ۲۳ جون کو انہیں ملا (پہلے ۱۱ اور ۱۲ جون والے دو خطوں پر تو خلیفہ بالکل خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا) تو اس کے دوسرے روز انہوں نے چند احباب کو بلایا تاکہ ان کے مشورے سے میرے خطوط کا جواب دیں۔ جب احباب جمع ہوئے تو خلیفہ ان سے مشورہ لینے سے قبل میرے خطوط کے جواب کے لئے ایک مسودہ اپنی طرف سے تیار کر کے احباب کی مجلس میں لے گئے اور انہیں وہ مسودہ سنایا اور کہا کہ میں یہ جواب دینا چاہتا ہوں۔ لیکن احباب نے وہ جواب بھیجنے کا مشورہ نہ دیا اور اس مشورے کو خلیفہ نے قبول کر لیا اور ایک دوسرا جواب ان کے مشورہ سے لکھا گیا اور اسے میری طرف بھیجا گیا اور پھر وہ اخبار الفضل میں بھی شائع کر دیا گیا۔ پس خلیفہ ۲ نومبر کے الفضل میں شائع شدہ تحریر میں اس مسودے کو نقل کرتے ہوئے یہ فرما رہے ہیں کہ میں اس مسودے کو احباب کی مجلس میں لے گیا تھا۔ مگر احباب نے مجھے یہ جواب بھیجنے نہیں دیا اور میں نے دوسرا جواب بھیجا جس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ مسودہ کالعدم ہو گیا اور اس کی جگہ دوسرا مسودہ لکھ کر مجھے بھیجا گیا۔ گویا خلیفہ نے نہ تو ان احباب کے سامنے قسم کھائی جن کو مشورہ کے لئے بلایا تھا اور نہ اب ہی خط کو شائع کرتے وقت قسم کھائی دونوں دفعہ صرف مسودہ کو پیش کرنے پر ہی اکتفا کیا۔ لیکن مسودہ کو نقل اس طرز سے الفضل میں شائع ہے جس سے بعض لوگ اس مغالطہ میں پڑ گئے ہیں کہ فی الحقیقت خلیفہ نے قسم کھالی ہے۔ اگر خلیفہ کا منشاء قسم کھانے کا ہوتا تو وہ اس مضمون میں جو ۲۰ نومبر کے الفضل میں شائع ہوا ہے مسودہ کے نقل کرنے پر اکتفاء کرتے۔ کیونکہ وہ مسودہ تو منسوخ ہو چکا تھا۔ بلکہ از سر نو قسم کھا لیتے اور معاملہ صاف ہو جاتا۔ خلیفہ کا ۲۰ نومبر والے مضمون میں اس معاملہ میں کسی قسم کی قسم نہ کھانا صاف بتا رہا ہے کہ وہ قسم کھانے

کے لئے ہرگز تیار نہیں اور اگر میں نے ان کے فشاء کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے اور وہ درحقیقت قسم کھانے پر آمادہ ہیں تو وہ اب قسم کھالیں۔ کیونکہ میری طرف سے ان سے قسم کا مباہلہ کا مطالبہ نہیں کیا گیا کہ ان کے لئے قسم کھانے میں روک پیدا ہوگی۔

میں اس جگہ یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ قسم کا مباہلہ کا مطالبہ میری طرف سے ہرگز نہیں کیا گیا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ خلیفہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر قسم کا مباہلہ کا مطالبہ دوسری طرف سے کیا جاوے تو پھر خلیفہ کے نزدیک قسم یا مباہلہ حرام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس ۲۰ نومبر کے الفضل والی تحریر میں بھی اپنے اس عقیدے پر انہوں نے بڑے زور شور سے قسم کھائی ہے اور میرے نزدیک ان کی اپنے عقیدے پر یہ قسم بے محل اور بے ضرورت ہے۔ کیونکہ میں نے کب کہا ہے کہ ان کے دل میں یہ عقیدہ نہیں اور وہ صرف زبان سے اس کا اظہار کر رہے ہیں کہ ان کو میری تسلی کے لئے قسم کی ضرورت پیش آئی۔ میں تو مانتا ہوں کہ وہ اپنے اس بیان میں کہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ایسے معاملہ میں قسم یا مباہلہ کا مطالبہ فریق ثانی کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ سچ سے کام لے رہے ہیں۔ گو میرے نزدیک ان کا یہ عقیدہ درست نہیں اور وہ اس کی صحت کو دلائل سے ثابت نہیں کر سکتے۔ اس لئے وہ ہمیشہ قسم کی ہی پناہ لیا کرتے ہیں۔ لیکن بہر حال اس جگہ مجھے ان کے عقیدے کے صحیح یا غلط ہونے سے سروکار نہیں اور نہ میں اس وقت اس بحث میں پڑنا چاہتا ہوں۔

میں مان لیتا ہوں کہ فریق ثانی کی طرف سے قسم یا مباہلہ کے مطالبہ پر ان کے لئے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں قسم یا مباہلہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ لیکن یہاں تو یہ بات ہی نہیں۔ فریق ثانی یعنی خاکسار نے ان سے قسم جو مباہلہ کا قطعاً کوئی مطالبہ ہی نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے اپنے اس مسودہ کا شائع کر کے یہ بتا دیا ہے کہ وہ خود خاکسار کے ساتھ مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ بلکہ انہوں نے یہاں تک فرمایا ہے کہ میں یہ مضمون جس کا مسودہ انہوں نے اب شائع فرمایا ہے اسی لئے لکھ کر احباب کی مجلس میں لے گیا تھا کہ کہیں شیخ عبدالرحمان مصری مجھ سے مطالبہ کر کے یہ راہ بند نہ کر دے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ خاکسار کو مباہلہ کا اہل تو سمجھتے ہیں اور اس پر آمادگی بھی ظاہر کر چکے ہیں۔ بلکہ ایک رنگ میں خاکسار کو مباہلہ کا چیلنج بھی دے چکے ہیں۔ صرف اگر انتظار ہے تو میری منظوری کا انتظار ہے۔ سو میں اس تحریر کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں کہ مجھے خلیفہ کا چیلنج مباہلہ منظور ہے۔ مگر چونکہ انہوں نے اپنے مسودے میں جو ۲۰ نومبر کے الفضل میں شائع ہوا ہے جو الفاظ قسم اپنے لئے اور میرے لئے تحریر کئے ہیں وہ اس قدر مجمل ہیں کہ اصل معاملہ پر بالکل کوئی

روشنی نہیں ڈالتے۔ اس لئے میں ان الفاظ میں ترمیم پیش کرنی چاہتا ہوں اور غالباً میری طرف سے الفاظ قسم میں ترمیم کا پیش کیا جانا اس بات کا مترادف نہیں قرار دیا جائے گا کہ میری طرف سے قسم یا مہابلہ کا مطالبہ ہو گیا ہے۔ خلیفہ پر اب آمادگی ظاہر کر چکے ہیں اور ایک رنگ میں مجھے چیلنج دے چکے ہیں۔ اس پر انہیں قائم رہنا چاہئے اور الفاظ کے متعلق مجھ سے فیصلہ کر لینا چاہئے۔ پس اگر وہ اپنی آمادگی پر قائم ہیں تو اس کا اعلان کر دیں۔ میں وہ الفاظ ان کی خدمت میں بھیج دوں گا۔ جن پر مہابلہ ہونا چاہئے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ایسے الفاظ ہوں گے جن پر انہیں قطعاً کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکے گا۔ لیکن اگر انہیں میرے الفاظ سے اتفاق نہ ہو تو انہیں حق ہوگا کہ وہ اپنی طرف سے الفاظ پیش کریں۔ اگر میں ان الفاظ سے اتفاق کر لوں تو انہیں الفاظ پر مہابلہ ہو جائے گا اور اگر ان الفاظ کے متعلق ہمارا باہم سمجھوتہ نہ ہو سکا تو فریقین کے الفاظ جماعت کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے اور جماعت جن الفاظ میں کہے گی ان الفاظ میں مہابلہ کر لیا جائے گا۔

میں اس امر کو پھر دہرا دینا چاہتا ہوں کہ میری طرف سے قطعاً خلیفہ سے قسم یا مہابلہ کا مطالبہ نہیں کیا گیا کہ اب مہابلہ کرنے میں ان کے لئے کوئی روک ہو۔ مہابلہ پر آمادگی کا اظہار ان کی طرف سے ہوا ہے اور میں نے ان کے چیلنج کو منظور کر کے صرف الفاظ میں ترمیم چاہی ہے اور الفاظ کی ترمیم مہابلہ کا مطالبہ نہیں کہلا سکتی۔

اب باوجود اس کے کہ مہابلہ پر آمادگی کا اظہار خود خلیفہ کی طرف سے ہوا ہے۔ پھر بھی اگر وہ مہابلہ کے لئے تیار نہ ہوں تو میں ان کی خدمت میں ایک اور طریق پیش کرتا ہوں جو اگر وہ اسے منظور کر لیں تو ہمیشہ کے لئے جھگڑے کا خاتمہ کر دے گا اور وہ یہ ہے کہ خلیفہ کے ان نقائص کے جو میرے لئے خلیفہ سے علیحدگی کا باعث ہوئے ہیں چشم دید گواہ ان نقائص کو صاف الفاظ میں لکھ کر اپنا حلیفہ بیان شائع کر دیں اور اپنے جھوٹا ہونے کی صورت میں خدا تعالیٰ سے آسانی عذاب کا مطالبہ کر دیں جو ایک سال کے اندر اندر ان پر نازل ہو اور جس عذاب میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ اگر خلیفہ کو یہ صورت منظور ہو تو وہ ساتھ ہی اس بات کا بھی اقرار شائع کر دیں کہ اگر ایسی حلف اٹھانے والے شخص پر ایک سال کے اندر اندر کوئی آسانی عذاب نازل نہ ہو اور وہ محفوظ رہا تو خلیفہ اسی وقت خلافت سے برطرف ہو جائیں گے اور تمام جماعت کو اپنی بیعت سے آزاد کر دیں گے اور اگر کوئی ان کی بیعت میں رہنا بھی چاہے تب بھی رہنے نہیں دیں گے اور اس طرح جماعت کو فتنہ اور تفرقہ سے محفوظ رکھیں گے۔ پس اگر یہ طریق خلیفہ کو منظور ہو تو میں حلف کے الفاظ آپ کی

خدمت میں بھجوادوں گا اور اگر کوئی معقول ترمیم آپ نے پیش کی تو وہ بھی منظور کر لی جائے گی اور اگر خلیفہ نہ اس آمادگی پر قائم رہیں جو مہابہ کے متعلق انہوں نے ظاہر کی ہے اور نہ میرے اس پیش کردہ طریق فیصلہ کو منظور کریں تو پھر میں اس معاملہ کا فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہوں جو خود انہوں نے اپنی ۲۰ نومبر والے الفضل میں شائع شدہ خطبہ میں پیش کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایسے امور کا فیصلہ گواہوں سے ہوتا ہے۔ پس جماعت کمیشن بٹھلائے اور میں گواہیاں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں اور میرا مطالبہ تو شروع سے یہی ہے۔ ہاں چونکہ اب خلیفہ نے جماعت کے اندر میرے خلاف تعصب پیدا کر دیا ہے اور گواہوں کے حاصل کرنے میں میرے راستے میں بہت روکیں ڈال دی ہیں۔ اس لئے کمیشن کے تقرر کے لئے میں چند شرائط پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جن کی پابندی کمیشن کو لازمی کرنی ہوگی۔ پس اگر جماعت کمیشن کے تقرر پر اپنی منظوری دے دے تو میں ان شرائط کو شائع کر دوں گا اور ان میں کسی معقول ترمیم کے قبول کرنے میں مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔

تقرر کمیشن کی منظور سے قبل ان شرائط کا شائع کرنا میں کسی خاص مصلحت کی بناء پر مناسب نہیں سمجھتا۔ ہاں میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ کمیشن جماعت کے افراد پر ہی مشتمل ہوگا۔ کسی غیر کو اگر جماعت خود ممبر بنانا چاہے تو اس کی مرضی ورنہ میری طرف سے غیر کو اس کمیشن کا ممبر بنانے کا قطعاً کوئی مطالبہ نہیں۔ ساتھ ہی اس مقام پر اس غلط فہمی کو دور کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں جو بعض احباب کو خلیفہ کے ۱۲ نومبر والے خطبہ میں میرے ایک کمیشن قبول کرنے سے انکار کے ذکر سے پیدا ہوئی ہے۔

احباب کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ وہ کمیشن اس خاص معاملہ کا فیصلہ کرنے کے لئے نہیں مقرر کیا گیا تھا۔ بلکہ وہ کمیشن کسی دوسرے معاملہ کی تحقیق کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور وہ معاملہ یہ تھا کہ خاکسار پر جو مظالم کئے جا رہے تھے ان کی تحقیق کے لئے میں نے جماعت سے ایک کمیشن کا مطالبہ کیا تھا۔ لیکن چونکہ خلیفہ نے اس کمیشن کے تقرر سے قبل ان کے متعلق اپنا فیصلہ بھی ساتھ ہی سنا دیا تھا کہ جو کچھ خاکسار کی طرف سے بیان کیا گیا ہے وہ سراسر جھوٹ ہے اور یہ کہ وہ جھوٹے کو اس کے گھرتک پہنچانے کے لئے یہ کمیشن بٹھلا رہے ہیں۔ اس لئے میں نے کمیشن کا تو انکار نہیں کیا تھا بلکہ ان ممبروں پر اعتراض کیا تھا اور ساتھ ہی یہ عرض کیا تھا کہ چونکہ خلیفہ اپنا فیصلہ دے چکے ہیں اور اس فیصلہ کی موجودگی میں احمدی ممبران سے یہ توقع مشکل ہے کہ وہ خلیفہ کی تحقیق کو غلط قرار

دیتے ہوئے ان کے خلاف فیصلہ دیں۔ اس لئے احمدی ممبران کے ساتھ دیگر مذاہب کے بھی بعض ممبر شامل کئے جائیں اور میرے نزدیک اس قسم کے معاملات میں غیروں کی شمولیت خلاف شریعت نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ خلیفہ کے پیش از وقت فیصلہ سے خالص احمدیوں کے فیصلہ پر اثر ہونے کا قوی احتمال موجود ہو۔

اب میں نے خلیفہ کے پیش کردہ دونوں طریقوں کو منظور کر لیا ہے۔ اس لئے مجھے قوی امید ہے کہ خلیفہ اپنے پر قائم رہتے ہوئے ہمیشہ کے لئے اس جھگڑے کا فیصلہ کرادیں گے۔

”وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین“

۲۵ دسمبر ۱۹۳۷ء جماعت کا سچا خادم، خاکسار: شیخ عبدالرحمن مصری!

نمبر ۹..... فیصلہ عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور

بہ نگرانی شیخ عبدالرحمن مصری قادیان

ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جو حکم شیخ عبدالرحمن مصری کی اپیل کے خلاف دیا ہے۔ اس پر نظر ثانی کے لئے موجودہ درخواست ہے۔ شیخ عبدالرحمن مصری سے مجسٹریٹ فرسٹ کلاس کے حکم کے ماتحت ۱۴ مارچ ۱۹۳۸ء کو ضمانت حفظ امن طلب کی گئی تھی اور اس حکم کے خلاف ڈپٹی کمشنر نے ۲۳ مئی ۱۹۳۸ء کو اپیل کو مسترد کر دیا تھا۔ لہذا اب وہ عدالت ہذا میں نظر ثانی کی درخواست دے رہا ہے۔ چنانچہ اس عدالت کے ایک فاصلہ جج نے حکومت کو حاضری کا نوٹس دیا۔

موجودہ کارروائی کی تحریک کا اصل باعث وہ اختلاف ہے جو جماعت احمدیہ قادیان کے اندر رونما ہوا ہے۔ درخواست کنندہ اس انجمن کا صدر ہے جو خلیفہ سے شدید اختلاف کے باعث علیحدہ ہو چکی ہے۔ درخواست کنندہ کے خلاف اصل الزام یہ ہے کہ اس نے دو پوسٹس شائع کئے۔ اولاً پی۔ اے۔ اگزیٹ جو مورخہ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء کو شائع ہوا اور ثانیاً اگزیٹ پی۔ جی جو ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء کو شائع کیا گیا۔ ان پوسٹروں کے ذریعے درخواست کنندہ نے اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ پوسٹر بجائے خود قابل اعتراض نہیں ہیں۔

مدعی نے اگزیٹ پی۔ جی میں سے ایک پیرا کی بناء پر اپنا دعویٰ قائم کیا ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔ ”میرے عزیزو، میرے بزرگو! آپ نے اپنے ایک بے قصور بھائی، ہاں! اس بھائی کو جو محض آپ لوگوں کو ایک خطرناک ظلم کے پتھر سے چھڑانے کے لئے اپنی عزت اپنے مال اپنے ذریعہ معاش اور اپنے آرام کو قربان کر دیا ہے۔“

مدعی کا دار و مدار ایک اور پیرا بھی ہے جس کا خلاصہ یوں دیا جاسکتا ہے۔ ”موجودہ خلیفہ میں ایسے سخت عیوب ہیں کہ اسے معزول کرنا ضروری ہے اور میں نے اپنے آپ کو جماعت سے اس لئے علیحدہ کیا ہے تاکہ میں ایک نئے خلیفہ کے انتخاب کے لئے جدوجہد کر سکوں۔“

میری رائے میں متذکرہ بالا قسم کے بیانات بجائے خود ایسے نہیں ہیں کہ ان کی بناء پر کسی شخص کی حفظ امن کی ضمانت طلب کی جائے۔ مگر عدالت میں درخواست کنندہ نے ایک تحریری بیان دیا ہے جس کے دوران میں اس نے کہا ہے کہ: ”موجودہ خلیفہ سخت بد چلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔“

درخواست کنندہ نے آگے چل کر بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ قوم کو اس قسم کے گندے شخص سے آزاد کرائے۔ اب اگر پوچھیں کہ جس کا خلاصہ میں نے اوپر بیان کیا ہے درخواست کنندہ کے اس بیان کی روشنی میں جو اس نے عدالت میں دیا ہے پڑھا جائے۔ جیسا کہ بہت سے پڑھنے والے ایسا کریں گے تو ان کا رنگ کچھ اور ہی ہو جائے گا اور میری رائے میں یہ امر قابل اعتراض ہو جاتا اور حفظ امن کی ضمانت طلبی کا متقاضی ہے۔

ایک اور امر بھی ہے۔ مورچہ ۲۳ جولائی کو خلیفہ نے ایک خطبہ دیا جو بعد میں یکم اگست کے اخبار الفضل میں جو کہ جماعت کا سرکاری پرچہ ہے چھپا۔

اس خطبہ میں خلیفہ نے جماعت سے علیحدہ ہونے والوں و شخصوں پر حملے کئے ہیں اور ایسے الفاظ ان کی نسبت استعمال کئے ہیں جن کی نسبت میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وہ منحوس **Unfortunate** اور افسوسناک تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فخر الدین نے جو اس انجمن کا سیکرٹری تھا۔ جس کے صدر شیخ عبدالرحمن مصری ہیں۔ ان کا جواب لکھا جس میں اس نے یہ کہا: ”اسی لئے تو ہم بار بار جماعت سے آزاد کیشن کا مطالبہ کر رہے ہیں تاکہ اس کے روبرو تمام امور اور شہادتوں اور مخفی در مخفی حقائق پیش ہو کر اس قضیہ کا جلد فیصلہ ہو جائے کہ کس کا خاندان بخش کا مرکز یا بالفاظ دیگر وہ ہے جو خلیفہ نے بیان کیا۔“

اب اس بیان میں خلیفہ کے خطبہ کے بیان کی طرف اشارہ ہے جس میں اس نے اپنے دشمنوں اور مخزجین کے خاندانوں کے متعلق یہ کہا تھا کہ ان میں سے حیا اور پاکیزگی جاتی رہے گی اور وہ نجس کا اڈا بن جائیں گے۔ میری رائے میں فخر الدین کے اس پوسٹر کا مطلب صاف اور واضح ہے اور ایسا ہی قادیان میں اس کا مطلب سمجھا گیا۔ کیونکہ صرف دو دن بعد سات اگست کو ایک متعصب مذہبی مجتوں نے فخر الدین کو مہلک زخم لگایا۔

میاں محمد امین خان نے جو درخواست کنندہ کا وکیل ہے۔ اس امر پر زور دیا ہے کہ شیخ عبدالرحمن مصری اس آخری پوسٹر کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ واقعات یہ ہیں کہ انجمن ایک مختصر سی حیثیت رکھتی تھی جس کا صدر عبدالرحمن اور سیکرٹری فخر الدین تھے۔ اصل پوسٹر ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ جواب دستیاب نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس کی نقل ایک کانٹریبل نے کی تھی۔ جس کا یہ بیان ہے کہ اس کے پیچھے فخر الدین سیکرٹری مجلس احمدیہ کے دستخط تھے۔ مگر اس امر کے برخلاف فخر الدین کے لڑکے نے اصل مسودہ پیش کیا ہے جو اس کے باپ نے اس کی موجودگی میں لکھا تھا اور جس کے نیچے صرف اس قدر دستخط ہیں۔ فخر الدین ملتانی، میں کانٹریبل کے بیان کو قابل قبول سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اسے جھوٹ کہنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی جو وجہ صفائی کے گواہ میں پائی جاتی ہے۔ یعنی یہ کہ اس کا مقصد اپنے لیڈر کو چھڑانا ہے۔

یہ امر کہ فخر الدین نے اصل مسودہ پر سیکرٹری کے الفاظ نہ لکھے تھے۔ ظاہر نہیں کرتا کہ صاف کردہ اور شائع کنندہ کا پنی پر بھی یہ الفاظ نہیں لکھے گئے تھے۔ میری رائے میں شیخ عبدالرحمن پر بھی اس پوسٹر کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خصوصاً اس بیان کے سامنے جو انہوں نے عدالت میں دیا ہے۔ ان حالات میں مقامی حکام نے شیخ عبدالرحمن کے برخلاف جو کچھ کارروائی حفظ امن کی ضمانت کی کہ وہ مناسب تھی۔ ایک ہزار روپیہ کی ضمانت کچھ بھاری ضمانت نہیں ہے اور یہ ضمانت دی جا چکی ہے اور نصف سے زائد عرصہ گزر بھی چکا ہے۔ لہذا درخواست مسترد کی جاتی ہے۔

دستخط: ایف ڈبلیو سکیمپ حج

(عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور)

موری ۲۳ ستمبر ۱۹۳۸ء

بالقابل حلف مؤکد بعد اب قسم کھا کر خلیفہ کی نیک چلنی کی تردید کریں

جناب چوہدری غلام رسول صاحب ایم اے

غلام رسول ایم اے کا مطالبہ بحق

چوہدری صاحب موصوف سرگودھا چک نمبر ۳۵ جنوبی کے رہنے والے ہیں۔ آپ مخلص احمدی ہیں۔ اب کا بارہا ذکر خلیفہ نے اخبار الفضل میں کیا۔ آپ نے ربوہ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے جب خلیفہ کی بدکرداری اور سیاہ کاری پر اصلاحی طور پر تنقید کی تو آپ کو ربوہ کالج چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔ پھر آپ نے لاہور آ کر تعلیم کو جاری رکھا۔ پنجاب یونیورسٹی سے نمایاں طور پر کامیابی حاصل کی اور ساتھ ہی ساتھ بدستور اخباروں اور یکپہروں میں بھی خلیفہ کی بد اعمالیوں کے متعلق بیگانگہ دل لکارتے رہے۔ آپ کا بیان مندرجہ ذیل ہے:

”میرا خلیفہ کی بیعت سے علیحدگی کا سبب خلیفہ کی بد چلتی، بد کرداری، زنا کاری اور غیر فطرتی افعال کا ارتکاب ہے۔ یہ الزامات خلیفہ ربوہ کی ذات پر متواتر نصف صدی سے لگ رہے ہیں۔ اب خلیفہ اپنی بد کاریوں اور بد کرداریوں کی وجہ سے جنون کے ابتدائی دور میں سے گذر رہے ہیں اور مفلوج اور پیری کا شکار ہونے کی وجہ سے مضحک الاعضاء اور مخبوط الحواس ہیں۔ اس وجہ سے الزامات کی تردید کے لئے ان سے مخاطب نہیں ہوتا۔ بلکہ مرزا بشیر احمد ایم اے۔ مرزا شریف احمد (دونوں خلیفہ کے بھائی ہیں) نواب مبارک بیگم، امۃ الحفیظہ (دونوں خلیفہ کی ہم شیر گان ہیں) مرزا ناصر احمد ایم اے، مرزا مبارک احمد بی اے، ڈاکٹر مرزا منور احمد ایم بی بی ایس اور دیگر خلیفہ کے صاحبزادگان و صاحبزادیاں اور خلیفہ کی ازواج اور خلیفہ کے مخلص مرید چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں بیج عالمی عدالت سید نعیم احمد ابن سید عزیز اللہ شاہ (خلیفہ کے نسبتی بھائی ہیں) مولوی عبدالمنان عمر ایم اے سے کہتا ہوں۔ اگر وہ خلیفہ کو نیک چلن، خدا رسیدہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق سمجھتے ہیں تو خلیفہ پر عائد کردہ الزامات بالتقابل حلف مؤکد ہذا ب قسم کھا کر تردید کریں۔

میں قارئین سے کہوں گا کہ یہ لوگ خلیفہ ربوہ کی سیاہ اعمالیوں سے خوب واقف ہیں۔ اس وجہ سے کبھی وہ الزامات کی حلیفہ مؤکد ہذا ب قسم کھا کر تردید نہیں کریں گے۔ اگر وہ میرے اس بیان کو غلط اور بے بنیاد تصور کریں میں ان سے مبالغہ کرنے کو تیار ہوں۔ والسلام!

غلام رسول ایم اے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَنْ لَمْ يَجْعَلْ لِدِينِهِ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا
يَجْعَلْ اللَّهُ لَهُ عَذَابًا
أَلِيمًا

کمالات محمودیہ



جناب مظہر الدین ملتانی

انتساب

ان معصوم روحوں کے نام جو مذہب کے نام پر
 قادیانی تشدد کا نشانہ بنیں اور جن کی آہوں اور
 سسکیوں سے بلا خر طوقان آیا۔ جس میں قادیانی
 نہنگوں کے ٹیسن نہ دبایا ہو گئے۔ قومی اسمبلی نے
 ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ میں قادیانیوں کو
 غیر مسلم اقلیت قرار دے کر پاکستان کو ان کی ریشہ
 دوانیوں سے محفوظ کر دیا۔

نیاز مند: محمد مظہر الدین ملتان!

کمالات محمودیہ

جس میں بد باطل و دجال کے دجل و فریب کے چند اہم مگر پوشیدہ اوراق درج کئے گئے ہیں۔ اس کے پڑھنے کے بعد کئی سعید روحوں میں ہدایت کی نعمت سے فیضیاب ہو سکتی ہیں۔

سعید روحوں کی ہدایت کے لئے یہ کتاب بطور ایک نشان کے پیش کی جا رہی ہے۔ کیونکہ مرزا محمود احمد خلیفہ نے مذہب کے نام پر طویل عرصہ تک نہ صرف بلیک میلنگ کی بلکہ بانی سلسلہ اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے اصولوں سے صریح انحراف کیا۔ مذہب کے نام پر تاروا سکیمیں مرتب کر کے سیاسی جھگڈے استعمال کئے۔ اپنی بد کردہ توتوں کو چھپانے کے لئے قتل و غارت، جھوٹ، مکرو فریب اور دعا بازی سے کام لیا اور خود کو بھی مقدس ظاہر کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ لیکن خدا کے گھر میں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں۔ اس نے طویل مہلت کے بعد اس شخص کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ دماغ ماؤف ہو اور فالج کا شکار رہا۔ کروٹ لینے کے لئے بھی دوسروں کا سہارا لیتا۔ حتیٰ کہ ٹٹی پیشاب بھی چار پائی پر کرتا رہا اور متواتر گیارہ سال بستر مرگ پر پڑا رہا۔ بالآخر سسک سسک کر دم نکلا اور آنجہانی ہو گیا۔ اس طرح اس کی ایک چھیتی بیوی مریم تھی اور یہ بھی اس کی بد کاریوں میں برابر کی شریک تھی۔ یہ بھی آتشک جیسی موذی مرض میں مبتلا ہو گئی۔ اس کا تمام بدن سر سے پیر تک گل سڑ گیا۔ تمام ظاہری کوششوں کے باوجود یہ بھی آنجہانی ہو گئی۔ (پوری تفصیل کے لئے کتاب ربوہ کا پوپ دیکھئے)

غرضیکہ اس کی وہی حالت ہو گئی جو کسی زمانہ میں امریکہ کے ڈاکٹر ڈوئی کی تھی۔ یہ نشان اپنی آنکھوں سے دیکھئے اور ایسے ناپاک انسان کی بیروی سے نجات حاصل کیجئے۔ اس کتاب میں مذہبی اور دنیاوی طریق سے تمام دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ تاکہ کم از کم جماعت ربوہ کا ہر فرد ایسے بد کردار کا احتساب کر سکے۔ یہ کتاب محض خدمت اور بطور نشان کے اصول پر مرتب کی گئی ہے تاکہ مذہب کے نام پر لوگوں کو بے وقوف بنانے والوں کی صحیح تاریخ دنیا کے سامنے آ جائے۔ اس ناپاک انسان نے مقدس دین کو باز پچہ اطفال بنایا۔ جعلی نبوت اور مصلح ہونے کا ڈھونگ رچا کر اسلامی اصطلاحوں سے اپنے آپ کو بریکٹ کیا۔ اب مرزا محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد، مبارک بیگم، امۃ الخفیظہ (بھائی بہن) تمام کے تمام بد کرداری کے لحاظ سے بے مثل ہیں۔ پختن پاک سے مشابہت دے کر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس نجس لعنتی رہنما نے

یہ بکواس بھی کی ہے کہ کوئی شخص آقائے دو جہاں سرور کائنات خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ اس کے تمام من گھڑت عقائد جو انگریز کے زیر سایہ جنم لیتے رہے اس کے اپنے بدکرداری کی وجہ سے نہ صرف باطل بلکہ ذلیل و رسوا ہو گئے۔

یہ کتاب اپنی افادیت اور اپنی کیفیت کے لحاظ سے موجودہ مذہبی لٹریچر میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ ایک عام شخص کو سمجھنے اور سمجھانے میں بہترین معاون و مددگار ہوگی۔ اس کی خصوصیت سے کئی سعید روحیں ہدایت کی نعمت سے فیضیاب ہو سکتی ہیں۔

پس ہر صداقت پسند انسان سے مخلصانہ اپیل ہے کہ اس کتاب کا اول سے آخر تک بغور مطالعہ کرے تاکہ حق و باطل میں خود بھی فیصلہ کر سکے۔ اس لئے اپنی پہلی فرصت میں منگوا کر فائدہ اٹھائیے؟ تبلیغی مقاصد کے لئے استعمال کیجئے اور ایسے ناپاک نفس رہنما سے خلاصی پا کر ابدی سکون حاصل کیجئے؟

میں اللہ تعالیٰ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ جیسے عاجز انسان کو اس بد باطن و چال کا دجل و فریب آشکارا کرنے کے لئے توفیق دی اور ہر آنے والے خطرات کو حرف غلط کی طرح دل و دماغ سے نکال کر خدمت گزاری کی جرأت بخشی ہے۔ بالآخر قارئین سے امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی ذمہ داری کا احساس کریں گے۔ اس کی اشاعت میں ہر ممکن تعاون فرما کر ثواب دارین حاصل کریں گے۔
خادم طمت: محمد مظہر الدین ملتان!

(نوٹ)..... اس کتاب کا یہاں پر ”حرف آغاز“ تھا۔ وہی ”تاریخ محمودیت“ میں بھی ہے جو پہلے آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس لئے یہاں حذف کر دیا ہے۔ مرتب!

چند قابل غور حقائق جنسی انار کی

شفیق مرزا، بی. اے!

(نوٹ)..... یہی مضمون ”شہر سدوم“ میں آ رہا ہے اس لئے یہاں سے حذف کر دیا

ہے۔ مرتب!

امام جماعت احمدیہ کا اعلان ضبط کرنے والا طریق ٹھیک نہیں
”اسلام کے خلاف بھارت میں شائع شدہ ”مذہبی راہنما“ کے جواب کا صحیح طریق یہ ہے کہ ہم اس کا مدلل رد لکھیں اور اس کی وسیع اشاعت کریں۔“ (الفضل مورہ ۲۳ نومبر ۱۹۶۱ء)

پھر مزید فرمایا: ”میں نے اس پر خطبہ پڑھا اور کہا کہ یہ ضبط کرنے والا طریق ٹھیک نہیں۔ تب تو ان لوگوں کے دلوں میں شبہ پیدا ہوگا کہ ہماری باتوں کا جواب کوئی نہیں۔ واقعہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ایسے ہی ہوں گے۔ تبھی کتاب ضبط کرتے ہیں۔ اس کا جواب نہیں دیتے۔ اصل طریق یہ تھا کہ اس کا جواب دیا جاتا اور امریکہ اور ہندوستان میں شائع کر دیا جاتا۔“
(افضل مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۷ء)

ناپسندیدہ بات دیکھ کر خاموش نہ رہو بلکہ اصلاح کی کوشش کرو
(نوٹ..... یہ مضمون پہلے ”تاریخ محمودیت“ میں گزر چکا ہے۔ اس لئے یہاں سے

حذف کر دیا ہے۔ مرتب!)

مرزا محمود کی طرف سے کھلی اجازت

(نوٹ..... یہ مضمون بھی پہلی کتاب میں گزر چکا ہے۔ اس لئے یہاں سے حذف کر

دیا ہے۔ مرتب!)

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور

لیکن اخبار الفضل میں بارہا ناظر امور عافہ کی طرف سے اعلان ہو چکا ہے کہ مخالفین یعنی گھر کے بھیدی کا جو لٹریچر بھی احمدیوں کے پاس پہنچے اس کو مت پڑھیں۔ بلکہ وہ مرکز (ربوہ) میں بھیج دیں۔
(افضل مورخہ ۷ اپریل ۱۹۵۷ء)

پھر اسی الفضل میں اپنے خلف الرشید کو تاکید کی جاتی ہے کہ ستیارتھ پر کاش جیسی گندی کتاب ضرور پڑھا کرو۔ چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں: ”میرے بچے جوان ہو گئے ہیں۔ میں ہمیشہ انہیں کہا کرتا ہوں کہ قرآن کریم کے علاوہ ستیارتھ پر کاش اور انجیل وغیرہ بھی پڑھا کرو۔“
(افضل مورخہ ۲ اگست ۱۹۳۹ء)

دس شرائط بیعت

(نوٹ..... یہ شرائط پہلی کتاب میں موجود ہیں۔ اس لئے یہاں سے حذف کر دی

ہیں۔ مرتب!)

۱..... مہابلہ کا مطالبہ جائز ہے بانی سلسلہ کا فیصلہ

۲..... کیا زنا کے الزام پر مہابلہ جائز ہے؟

۳..... کھلی چٹھی

- ۳..... ربوہ کے فہمیدہ اصحاب سے
- ۵..... زنا کاری کا الزام بدستور
- ۶..... خلیفہ صاحب کی دورنگی شریعت
- ۷..... اسلام بائیکاٹ و مقاطعہ کی اجازت نہیں دیتا
- ۸..... مباہلہ جائز ہے
- ۹..... خلیفہ کی عیاری
- ۱۰..... میاں زاہد سے میری بیویاں پردہ نہیں کرتیں
- ۱۱..... چیلنج مباہلہ بنام مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان
صدق و کذب میں فیصلہ کا آسان طریق
- ۱۲..... ایک احمدی خاتون کا بیان
- ۱۳..... جناب ملک عطاء الرحمن صاحب راحت
- ۱۴..... مرزا محمود احمد کے نام کھلی چٹھی اور مباہلہ کا چیلنج
- ۱۵..... مکرمہ محترمہ مقبول اختر بیگم صاحب
- (یہ پندرہ عنوانات اور اس کا تمام مواد اور اس کے بعد ۲۸ قادیانی شہادتیں مرزا محمود کی بدکرداری پر پہلے کتاب تاریخ محمودیت میں گزر چکے ہیں۔ یہاں سے حذف کر دیئے۔ مرتب!)
- ۱۶..... مقتدر ہستیاں اور ان کی علیحدگی کے اسباب
(یہ مضمون بھی کتاب میں موجود ہے۔ یہاں سے حذف کر دیا ہے۔ مرتب!)

روایت نمبر: ۱..... اب کہاں جائیں

یان کیا مجھے بیچ تین گواہ کے ثریا بیگم، ناصرہ بیگم کی کیلی ناصرہ بیگم کے پاس گئی۔ رات کو وہ ایک چارپائی پر سو گئی۔ رات کو مرزا محمود احمد ان کے پاس گئے اور بیٹی کی موجودگی میں ہی اس سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور لڑکی نے باقاعدہ مقابلہ کیا۔ مرزا محمود احمد نے یہ بات بتائی کہ میں سمجھا میری بیوی ہے۔ ثریا نے اس کے جواب میں کہا کہ سہیلیاں تو اکٹھی سو جاتی ہیں۔ مگر بیوی جس کی باری چوتھے دن آتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنی باری کے دن جا کر اپنی بیٹی کے پاس

سو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مان بھی لیا جائے کہ مرزا محمود احمد کو غلط فہمی ہوئی۔ مگر اس کو اپنی بیٹی ناصرہ کی موجودگی میں چھیڑ چھاڑ نہیں کرنی چاہئے تھی۔ تریا دختر شیخ عبدالحمید آئیڈیٹر ریلوے نے اپنی والدہ کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد شیخ صاحب نے اپنی وصیت منسوخ کر دی اور قادیان آنا جانا ترک کر دیا۔ تقریباً چار سال بعد پھر آنا جانا شروع کر دیا؟ کسی نے پوچھا شیخ صاحب اب کون سی نئی بات وقوع پذیر ہوئی ہے کہ آپ نے آنا جانا شروع کر دیا۔ شیخ صاحب نے جواب دیا۔ ساری دنیا کو چھوڑ کر ہم یہاں آئے۔ اب کہاں جائیں۔ اپنا مردہ کون خراب کرے اس لئے ظاہر اُمیں نے تعلقات بحال کر لئے ہیں۔

روایت نمبر: ۲..... پانچ سولہ کیوں سے زنا؟

بیان کیا مجھ سے مرزا محمود احمد نے ایک دفعہ شکایت کی کہ مہالہ والے کہتے ہیں کہ میں نے پانچ سولہ کیوں سے زنا کیا۔ جس کے پاس شکایت کی اس نے کہا کہ آپ نے مجھ سے بھی ایسا ہی بیان کیا تھا۔

روایت نمبر: ۳..... عضو مخصوص پکڑ لیا

بیان کیا مجھ سے ۱۹۲۲ء میں مرزا محمود احمد بغرض سیر کشمیر تشریف لے گئے تھے۔ دریائے جہلم میں تیر رہے تھے۔ ایک نوجوان جس کی عمر ۱۶ سال کی تھی ان کی بیعت میں تھا۔ مرزا محمود احمد نے غوطہ لگا کر اس لڑکے کے عضو تناسل کو پکڑ لیا۔ اس لڑکے نے بھی مرزا محمود احمد کا عضو مخصوص تھام لیا اور دونوں اکٹھے تیرتے رہے۔

روایت نمبر: ۴..... لڑکے میں مزہ زیادہ

بیان کیا مجھ سے مرزا محمود احمد کہا کرتے تھے کہ لڑکے میں عورت کی نسبت زیادہ مزہ آتا

ہے۔

روایت نمبر: ۵..... اپنا دل بہلاؤ

بیان کیا مجھ سے کہ گول کمرہ (قادیان) کے ملحقہ ایک چھوٹا کمرہ ہے۔ مرزا محمود احمد نے اس نوجوان کو کہا کہ اندر ایک لڑکی ہے۔ جاؤ اس سے اپنا دل بہلاؤ اور وہ اندر گیا۔ اس کے پاس لیٹ گیا۔ جب اس نوجوان نے اس عورت کے پستانوں پر ہاتھ ڈالنا چاہا تو اس عورت نے اس کو روکا، روکنے پر دونوں میں چپقلش ہوتی رہی۔ اس کے بعد نوجوان بغیر کچھ کئے اٹھ کر واپس آ گیا۔ مرزا محمود احمد نے نوجوان کو کہا کہ تم بڑے وحشی ہو۔ نوجوان نے جواب دیا کہ جب تک لڑکی

کے پستانوں کو نہ چھیڑا جائے مزہ کیا ہے۔ مرزا محمود احمد نے جواب دیا۔ اس عورت کو خیال ہے کہ اس کے پستان چھوٹے ہیں۔ اس لئے وہ اس کو ہاتھ نہیں لگانے دیتی۔ نوجوان نے کہا پستانوں کے چھیڑے بغیر اس کام کا مزہ کیا ہے۔ اس فعل سے پہلے مرزا محمود احمد نے فریقین کو تاکید کی تھی کہ ایک دوسرے سے بات نہ کریں۔

روایت نمبر: ۶..... مرزا محمود احمد کی بیوی اور سردار دیوان سنگھ مفتون

بیان کیا مجھ سے کہ ایک دفعہ آپ کی بیگم مریم نے اس نوجوان کو خط لکھا کہ فلاں وقت مسجد مبارک (قادیان) کی چھت کے ملحقہ کمرہ ہے۔ فلاں وقت آ جانا اور دروازہ کو کھٹکانا اور میں تمہیں اندر بلا لوں گی۔ چنانچہ وہ نوجوان گیا۔ بیگم صاحبہ نے اندر بلا لیا۔ اس کی حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ بیگم صاحبہ ریشم میں ملبوس سولہ سنگھار کئے کمرہ سجا ہوا موجود تھی۔ اس نوجوان نے کبھی عورت نہ دیکھی تھی۔ چہ جائیکہ سولہ سنگھار کئے ہوئے ایسی خوبصورت عورت وہ مبہوت ہو گیا۔ اس نوجوان نے کہا کہ حضور اجازت ہے۔ انہوں نے جواب دیا ایسی باتیں پوچھ کر کی جاتی ہیں۔ اس وقت نوجوان نے کچھ نہ کیا۔ کیونکہ اس کے جذبات مشتعل ہو چکے تھے۔ اس نے سوچا کہ گردنی پکھری میں ہی نہال ہو جائیں گے۔ اس لئے اس وقت کنارہ کرنا ہی بہتر ہے۔ بیگم صاحبہ مذکور نے جو خط اس نوجوان کو لکھا تھا اس خط کو واپس مانگنے کا تقاضا کیا۔ اس نوجوان نے جواب دیا کہ میں نے اس کو تلف کر دیا ہے۔ تقسیم ملک کے بعد مرزا محمود احمد کا پرائیویٹ سیکرٹری میاں محمد یوسف اس نوجوان کے پاس آیا اور کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس حضور (مرزا محمود احمد) کی بیوی کے خطوط ہیں اور آپ اس کو چھاپنا چاہتے ہیں۔ اس نوجوان نے جواب دیا۔ بہت افسوس ہے کہ آپ کو بھی اپنی بیوی پر اعتماد ہوگا اور مجھے بھی اپنی بیوی پر اعتماد ہے۔ اگر کسی پر اعتماد نہیں تو وہ حضور کی بیویاں ہیں۔ اس نوجوان نے بیان کیا کہ حضور کی ایک بیوی نے سردار دیوان سنگھ مفتون کو مرزا محمود احمد کی حرکات شنیعہ سے باخبر رکھا۔ جس پر سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر ریاست نے اخبار ریاست میں لکھا کہ مرزا محمود احمد کو گدی سے معزول کر دینا چاہئے۔ یہ نوجوان بفضل تعالیٰ بقید حیات ہے اور قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر حلیفہ گواہی دینے کو تیار ہے اور کہتے ہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ کا غضب مجھ پر ہو۔

روایت نمبر: ۷..... مرزا بشیر احمد کے چال چلن کی داستان طویل کہانی

بیان کیا مجھ سے صوبہ سرحد کے ایک نوجوان جس کا نام غمپور احمد ہے۔ خان محمد علی خان

کے بیٹے ہیں۔ یہ نوجوان بے حد خوبصورت تھا۔ مرزا بشیر احمد اس کے ولی مقرر ہوئے۔ میاں صاحب نے اس کے لئے بورڈنگ ہاؤس میں *Partition* کروا کر الگ کمرہ بخوادیا تھا۔ غیور احمد میٹرک کا امتحان دے کر نکالہ سے قادیان آیا۔ رات کے بارہ بجے مرزا بشیر احمد کو معلوم ہوا کہ غیور آ گیا ہے۔ وہ بارش میں بھیکتے ہوئے بورڈنگ ہاؤس میں پہنچ گئے۔ بورڈنگ ہاؤس کا دروازہ بند تھا۔ اس لئے باہر کھڑکی میں کھڑے ہو کر غیور سے باتیں کرتے رہے۔ مرزا بشیر احمد کی خواہش تھی کہ غیور کی شادی حضور کی صاحبزادی ناصرہ بیگم سے ہو جائے اور معاملہ آسان بنانے کے لئے اپنے گھر میں ان دونوں کی ملاقاتوں کا انتظام کرتے رہے۔ مگر حضور (مرزا محمود احمد) نے یہ رشتہ منظور نہ کیا۔ غیور کو منشیات کی عادت تھی۔ ایفون اور شراب وغیرہ غیور نے اپنے ایک دوست کو لکھا کہ میں اس دیرینہ محبت کو جو مجھے ناصرہ جیسی بے وفا لڑکی سے تھی ہمیشہ کے لئے بھلا دینا چاہتا ہوں۔ خان دلاور خان ڈپٹی کمشنر صوبہ سرحد نے اپنے حالات میں لکھا ہے کہ مرزا بشیر احمد نے سفارش کی کہ غیور کو اپنی بیٹی کا رشتہ دے دو۔ انہیں ایام میں ڈاکٹر بشیر احمد ان کے پاس آئے۔ دلاور خان نے مرزا بشیر احمد کی سفارش کا ذکر کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اس کو منشیات کی عادت ہے اور بعد میں انہی منشیات کی وجہ سے چل بسا۔ مرزا بشیر احمد کے چال چلن کی داستان ایک طویل کہانی ہے۔ جس کا مفصل ذکر پھر کبھی کیا جائے گا۔

روایت نمبر: ۸..... پان کا پتہ

بیان کیا مجھ سے ڈاکٹر نذیر احمد ریاض نے بیان کیا کہ مجھے مہر آپا (شرٹی) سے خلوت کا موقع ملا اور میں نے دیکھا ان کے زیر ناف بال نہیں ہیں درودہ بالکل ایسے جیسے پان کا پتہ۔

روایت نمبر: ۹..... بیٹے کا والدہ کے نام عشقیہ خطوط

بیان کیا مجھ سے ڈاکٹر نذیر احمد ریاض نے حضور (مرزا محمود احمد) کے ایک صاحبزادے (رفیع انڈونیشیا) کی سوتیلی والدہ سے خط و کتابت تھی۔ سب پوسٹ ماسٹر روہ کبھی کبھی دلچسپی کی خاطر بعض خطوط کھول لیا کرتے تھے۔ حضرت صاحب کے صاحبزادے نے اپنی سوتیلی والدہ کو یہ شعر لکھا۔

ایک مدت سے نہ قاصد ہے نہ خط ہے تہ پتہ

اپنے وعدوں کو تو کر یاد مجھے یاد نہ کر

سوتیلی والدہ نے لکھا۔ یہ ضیث بڑھانہ مرتانہ ہمارا چچھا چھوڑتا ہے۔

روایت نمبر: ۱۰..... لڑکی بے ہوش ہو گئی

بیان کیا مجھ سے مرزا محمود احمد نے اپنی صاحبزادی جو ابھی بالغ نہیں ہوئی تھی۔ پکڑ کر زبردستی اس کے ساتھ زنا کیا۔ (فعل شنیعہ کیا) وہ لڑکی بے ہوش ہو گئی۔ جس پر اس کی ماں نے کہا کہ اتنی جلدی کیا تھی ایک دو سال ٹھہر جاتے۔ یہ کہیں بھاگی جا رہی تھی۔ تمہارے پاس اور کوئی عورت نہ تھی۔

روایت نمبر: ۱۱..... عبرتناک انجام

بیان کیا مجھ سے مریم بیگم اہلیہ مرزا محمود احمد بہت ہی خوبصورت عورت تھی اور مرزا محمود احمد کے افعال مذمومہ میں شاید ہی کسی اور عورت نے اتنا تعاون کیا ہو۔ مگر جیسا عبرتناک انجام اس عورت کا ہوا ہے شاید ہی کسی اور عورت کا ہوا ہو۔ اس کے رحم میں پیپ پڑ گئی تھی۔ اس کا سارا رحم گل سڑ گیا۔ بالآخر اسی سے اس کی موت ہوئی۔ اس کے جسم سے بو آتی تھی کہ چار دفعہ کفن بدلا گیا۔ پانچویں دفعہ ڈاکٹر جسٹ اللہ کو رے لٹھے کا کفن لے آئے۔ خادمہ نے کہا ڈاکٹر صاحب یہ عورت تو ہمیشہ ریشم میں بلبوس رہی اور آپ اس کے لئے کورے لٹھے کا کفن لے آئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ چپ رہو۔ چار کفن لاپکا ہوں۔ نہ معلوم کتنے اور لانے پڑیں گے۔

روایت نمبر: ۱۳..... ایڈووکیٹ نے مقدمہ واپس کر دیا

بیان کیا مجھ سے ایک دفعہ مرزا محمود احمد رقاصہ مس روفو (انالین) قادیان لے آئے۔ اس پر مولانا ظفر علی خان نے ایک لٹرم لکھی۔

ہوٹل سسل کی رونق عریاں کہاں گئی

اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ قادیان گئی

اور دیگر اخباروں نے بھی اعتراض کیا جس کے جواب میں مرزا محمود احمد نے خطبہ پڑھا اور بتایا۔ مس روفو کو اپنے بچوں کو انگریزی پڑھانے کے لئے لایا تھا۔ اس واقعہ کے بعد وہ رقاصہ ایڈووکیٹ کے پاس گئی اور کہا مرزا محمود احمد نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے وہ مجھ سے زنا بھی کرتے رہے اور ایک دفعہ زنا کے وقت ان کی بیٹی بھی کمرہ میں موجود تھی۔ اس ایڈووکیٹ نے کہا کہ مس صاحبہ اس بیان کو کون مانے گا میں آپ کا مقدمہ نہیں لے سکتا۔

۱۷..... امام جماعت احمدیہ (قادیان) ربوہ کے متعلق

۱۸..... چادوہ جو سرچڑھ کر بو لے

۱۹.....بانی سلسلہ کا فیصلہ

۲۰.....انتباہ!

۲۱.....خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد کے دور خلافت

۲۲.....ذلت

۲۳.....خلیفہ کی اپنی شریعت

۲۴.....اطالوی حسینہ اور خلیفہ قادیان

۲۵.....اطالوی حسینہ از نقاش

۲۶.....اطالوی رقاصہ کا الفضل میں اعتراف

۲۷.....اطالوی حسینہ

۲۸.....ہوٹل سسل کی رونق عریاں

۲۹.....اطالوی حسینہ مس رونو

۳۰.....اہل دانش اور طالبان حق کے لئے

(یہ تمام عنوان اور اس کا مواد پہلی کتاب میں موجود ہے۔ یہاں سے حذف کر دیا ہے۔

مرتب!)

پنڈت چاندزائن مجسٹریٹ بٹالہ

اس ضمن میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ۱۹۳۷ء میں پنڈت چاندزائن مجسٹریٹ بٹالہ کی عدالت میں شیخ عبدالرحمن مصری کی طرف سے مرزا محمود احمد کے خلاف زنا کاری کے الزام میں گواہ پیش ہونے تھے تو اس مقررہ تاریخ پر مخالف پارٹی نے سرتوڑ کوشش کی کہ ہر ممکن طریق سے اس کو تبدیل کر کے اس کی ساعت روک دی جائے۔ اس مقررہ تاریخ پر تمام گواہ بھی حاضر عدالت تھے۔ لیکن ان کی سرتوڑ کوشش باآورد ثابت ہوئی۔ تقریباً بارہ بجے ڈی بی گورداسپور کا تار پنڈت چاندزائن مجسٹریٹ بٹالہ کے نام آ گیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا۔ یہ مقدمہ ڈی بی گورداسپور منتقل کر دیا جائے۔ اس طرح اس کی ساعت میں روک پیدا ہو گئی۔

اس مقدمہ کی مثل پر مجسٹریٹ صاحب بٹالہ نے یہ الفاظ تحریر کئے جس کا مفہوم بھی یہ تھا

کہ شیخ عبدالرحمن مصری کی طرف سے مرد اور عورتیں جو گواہ مطلوب تھے حاضر عدالت ہیں۔ چونکہ ڈی بی گورداسپور کی تار ساعت روکنے کی آگئی ہے۔ اس لئے بموجب ان کے حکم کی تعمیل میں یہ کیس ڈی بی گورداسپور منتقل کرتا ہوں۔

امرداقتہ یہ ہے کہ مدعی کی انتہائی خواہش تھی کہ مرزا محمود کی بدچلتی کے گواہ بھگت جائیں۔ آخر اصرار پر پنڈت چاند نرائن مجسٹریٹ بنا لہ گواہیاں لینے پر آمادہ ہو گئے تو مرزا محمود کی پارٹی بڑی سٹ پٹائی۔ آخر وہ مقرر دن آ پہنچا۔ عین بارہ بجے کے قریب ڈی بی گورداسپور کی تار مجسٹریٹ صاحب بنا لہ کے نام منتقل مقدمہ آ گئی۔ جس کی وجہ سے ساعت کا مرحلہ ختم ہو گیا اور مخالف پارٹی کی جان میں جان آئی۔ اس مقدمہ کو تبدیل کرنے کا مقصد صرف گواہوں کو روکنا تھا۔ اس طرح ان کی سر توڑ کوشش کامیاب ہو گئی۔

بہر حال ہم نے ان کے ہر مطالبہ کو تسلیم کیا تاکہ ان کو فرار ہونے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ فیصلہ کی آسان سے آسان راہ اختیار کی۔ تاکہ مرزا محمود کی پاکبازی منظر عام پر آ جائے۔ اگر ان کے اپنے مکتب فکر سے دیکھا جائے ان کے لئے اپنے والد بزرگوار کی تحریر ہی کافی تھی اور ہے۔ یعنی زانی، بدکار، عیاش کے متعلق ایک قطعی فیصلہ دیا ہے جو درج ذیل ہے:

۱..... مہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بناء رکھ کر کسی دوسرے کو مضرتی اور زانی قرار دیتے ہیں۔ (الحکم مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۰۲ء)

۲..... یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے پچشم خود زنا کرتے دیکھا یا پچشم خود شراب پیتے دیکھا۔ اگر میں اس بے بنیاد افراد کے لئے مہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔ (تلیخ رسالت ج ۳ ص ۲۰۳، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۱۳)

تو اس کی طرف آنے میں ہچکچاہٹ کیوں! جب آپ کا دعویٰ ہے کہ خلیفہ سے خدا خلوت اور جلوت میں باتیں کرتا ہے۔ اس عدالت میں حضرت اقدس کا حوالہ بھی یہی مطالبہ کرتا ہے۔ پھر ڈرتے کیوں ہو۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا حضرت اقدس کا قطعی فیصلہ ہے یا آپ کی نگاہ میں حضرت اقدس کی کتابوں میں ایسا حوالہ موجود ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بدکار عیاش بھی مصلح موعود ہو سکتا ہے تو خدا کی قسم اگر یہ حوالہ میرے علم اور سمجھ میں آ گیا تو میں سر تسلیم خم کر دوں گا۔ ورنہ بصورت دیگر آپ کا فرض ہو گا کہ حضرت اقدس کے ان حوالوں کی موجودگی میں جو بدکار کے لئے آپ نے لکھا ہے عمل کرنا ہو گا اور جماعت کے ہر فرد کو احتساب کرنا پڑے گا۔

- ۳۱..... بد کردار صلح موعود نہیں ہو سکتا
- ۳۲..... اظہار واقعہ کو بدزبانی نہیں کہا جاسکتا
- ۳۳..... خلیفہ کا ظاہر اور باطن
- ۳۴..... نظارت امور عامہ
- ۳۵..... شہید احمدیت حضرت مولانا فخر الدین صاحب ملتانی کا
آخری پیغام جماعت احمدیہ کے نام
- ۳۶..... مولوی فخر الدین ملتانی کی روح کی پکار
(یہاں تک تمام عنوانات پہلی کتاب میں موجود ہیں۔ اس لئے یہاں سے حذف
کئے۔ نوٹ: آگے عبدالرحمن مصری کی تحریرات مرزا محمود خط و کتابت بھی بوجہ پہلی کتاب میں ہونے
کے یہاں سے حذف کر دی ہے۔ مرتب!)
- ۳۷..... تعارف
- ۳۸..... فیصلہ عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور بہ نگرانی شیخ عبدالرحمن مصری قادیان
(یہ مضمون بھی پہلے آ گیا ہے۔ یہاں سے حذف کر دیا۔ مرتب!)
- ۳۹..... پیر باب کی پاکیزگی کے حلف سے مرید بیٹے کا گریز
= (نوٹ: یہ مستقل رسالہ ہے۔ آگے آ رہا ہے۔ یہاں سے حذف کر دیا ہے۔
مرتب!)

مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ کا راستبازوں پر حملہ

میاں محمود احمد پر ان کے مریدین کے الزامات اور بریت کا نرالا طریق تمام راستبازوں پر حملہ
مرزا محمود پر جب بھی ان کے مرید باصفانے الزامات کی بوچھاڑ کی تو انہوں نے
بجائے صفائی کے اپنی بریت کے لئے مقدس ہستیوں پر الزام لگانے شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ
جن مریدوں نے بھی اس پر بد کرداری اور بد چلتی کے الزام عائد کئے۔ انہوں نے ہر قسم کی سہولت
اور تین آسان طریق فیصلہ بھی پیش کئے۔ مثلاً (۱) آزاد کمیشن۔ (۲) عدالت۔ (۳) مہابہ لیکن
اس کو اس امر کی کبھی جرأت نہیں ہوتی کہ مذکورہ بالا صحیح طریق سے اپنی بریت کر سکے۔ لیکن برعکس
اس کے مقدس ہستیوں پر بہتان تراشی شروع کر دی۔ اس کے جواب میں مولانا محمد علی صاحب

امیر جماعت احمدیہ لاہور نے ایک پمفلٹ لکھا تھا۔ جس میں مخفی و مخفی حقائق کو احسن طریق سے منظر عام پر لائے گئے۔ ہدیہ ناظرین ہے۔

۲ دسمبر ۱۹۳۸ء کے خطبہ میں جو ۸ دسمبر کے ”الفضل“ میں چھپا ہے۔ جناب میاں صاحب نے حسب معمول سورہ فاتحہ کی تفسیر کی جس کا عنوان ہے۔ ”شیخ عبدالرحمن مصری کی نہایت ہی گندی گالیاں اور مولوی محمد علی صاحب“ میرا قصور صرف اس قدر ہے کہ ہائیکورٹ کے ایک مطبوعہ فیصلہ کی بناء پر جس میں میاں صاحب کے خلاف ان کے ایک سابق مرید کے خطرناک الزامات درج تھے۔ خطبہ جمعہ میں میں نے یہ کہا تھا کہ وہ قادیان جس کی شہرت مرزا قادیانی کے زمانے میں راست بازی اور پاکیزگی کی وجہ سے تھی۔ آج اس کی دوسری قسم کی شہرت دنیا میں پھیل رہی ہے۔ جناب میاں صاحب نے اس پر بہت اظہار غیظ فرمایا ہے۔ مگر جو امر بہت قابل افسوس ہے۔ وہ یہ ہے کہ میاں صاحب کی یہ کوشش ہے کہ وہ ثابت کریں کہ مرزا قادیانی کے زمانے میں بھی قادیان کی شہرت نیکی اور راست بازی کی وجہ سے تھی اور اس زمانے میں دشمن تو ایک طرف رہے۔ مرزا قادیانی کے مرید بھی نعوذ باللہ من ذالک مرزا قادیانی پر ایسے ہی الزام لگایا کرتے تھے۔ جیسے آج میاں صاحب کے مرید ان پر لگا رہے ہیں۔ سبحانک هذا بیهتان عظیم! نہیں بلکہ وہ اس سے ایک قدم اور آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کو بھی نعوذ باللہ من ذالک! ایسے ہی الزامات کا مورد ٹھہراتے ہیں۔

میاں صاحب کو اپنی بریت کا اب یہی ایک طریق نظر آتا ہے کہ وہ راست بازوں کو بدنام کریں۔ مجھے اس سے انکار نہیں کہ بعض بد باطن دشمن ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بلاوجہ جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔ لیکن پرانے زمانے کے احمدیوں اور غیر احمدیوں دونوں سے کوئی دریافت کر لے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ قادیان میں لوگ آتے تھے تو وہ مرزا قادیانی کے دشمنوں سے مل کر آپ کے حالات دریافت کرتے تھے اور تب بیعت کرتے تھے جب دشمنوں کو بھی آپ کی نیکی اور راست بازی کا قائل پاتے تھے۔ باوجود عقائد سے مخالفت کے مسلمان اور ہندو سب آپ کی نیکی اور راست بازی کے قائل تھے اور آپ کے کریکٹرز پر کبھی کسی دشمن نے بھی حملہ نہیں کیا۔ چہ جائیکہ کوئی مرید ہو کر ایسا الزام لگائے جیسے میاں صاحب پر لگ رہے ہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ اپنی بریت کے لئے میاں صاحب کو ان حقائق کا انکار کرنا پڑا اور وہ

آج اپنے دور افتادہ مریدوں کو یہ یقین دلا رہے ہیں کہ حضرت صاحب کے زمانے میں حضرت صاحب کے چال چلن کے متعلق لوگوں کے ایسے ہی خیالات تھے جیسے ان کے متعلق آج ان کے دشمنوں کے ہی نہیں مریدوں کے ہیں۔ ”فاننا لله وانا اليه راجعون“ میاں صاحب اپنے خطبوں کو جتنا چاہیں لبا کریں اور الفاظ کی ہیرا پھیریوں میں اصل حقائق کو چھپاتے رہیں۔ لیکن کوئی تاریخ نویس ان دو موٹے واقعات کا انکار نہیں کر سکتا کہ قادیان کی آج سے چالیس سال پیشتر کی حالت اور آج کی حالت میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ آج سے چالیس سال پیشتر قادیان کا کریکٹر وہ تھا جسے سر محمد اقبال نے بطور نمونہ پیش کیا اور جس کو دنیا نیکی اور راست بازی سے تعبیر کرتی تھی اور آج کا کریکٹر وہ ہے جس پر اپنے بھی رو کر خاموش ہو رہے ہیں۔ کیونکہ اس میں پستی اور بدنامی کا پہلو اچھا کو پہنچ چکا ہے اور دنیا کے کونے کونے میں یہ باتیں پہنچ رہی ہیں۔

جناب میاں صاحب نے مجھے دھمکی بھی دی ہے اور ”مولوی محمد علی صاحب اور ان کے خاندان“ کی سرفی قائم کر کے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ وہ بھی بدلہ لینے کے لئے ہمیں بدنام کر سکتے ہیں اور کریں گے۔ میری اتنا س ہے کہ اگر میری اور میرے خاندان کی بدنامی سے آپ کی بریت ہو سکتی ہے تو خوشی سے اس نسخہ کو استعمال فرمائیے۔ ہاں! پیشک مجھے جو چاہیں کہہ لیں۔ مگر مسیح موعود کو بدنام کرنا چھوڑ دیں۔ اس خطبہ میں فرماتے ہیں: ”جو باتیں آج مصری صاحب میرے متعلق کہہ رہے ہیں ایسی ہی باتیں ان کی پارٹی کے بعض آدمی مسیح موعود کے متعلق کہا کرتے تھے۔“

استغفر اللہ! ہذا بہتان عظیم! جس کا خطبہ اور مسجد میں کھڑے ہو کر اتنا بڑا جھوٹ اور صرف اپنے..... چھپانے کے لئے مصری صاحب اور ان کی پارٹی کے تو آج اشتہارات مطبوعہ موجود ہیں۔ عدالتوں میں بیانات موجود ہیں اور ایک مصری صاحب پر کیا انحصار ہے۔ یہاں تو مولوی عبدالکریم مہبلہ والے سے شروع کر کے مریدوں کی ایک خاصی فوج ہے جو ایسے الزامات جناب میاں صاحب پر لگاتے ہیں۔ اگر میاں صاحب کے اس بیان میں کہ حضرت مسیح موعود پر بھی آپ کے مریدوں نے ایسے الزامات لگائے تھے ایک ذرہ بھر بھی صداقت موجود ہے تو وہ انھیں اور مرزا قادیانی کے اس مرید کا اعلان یا شہادت شائع کریں۔ جس نے مرزا قادیانی پر ایسا الزام لگایا تھا جیسا میاں صاحب پر لگا ہے۔ میاں نے اس الزام کے الفاظ دہرانے سے پہلے..... نہ کئے تھے۔ مگر اب نقل کر دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ الفاظ میاں صاحب اپنے اخبار الفضل میں خود شائع کرا چکے ہیں اور وہ حضرت مسیح موعود کو ان ناپاک الزامات کا مورد ٹھہراتے ہیں۔

”موجودہ خلیفہ سخت بد چلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکوں اور لڑکیوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔“

میاں صاحب! اپنے مریدوں کو جو چاہیں کہہ کر خوش کر لیں۔ مگر اس سیاہ جھوٹ میں ایک رائی کے لاکھوں، اور..... حصہ کے برابر بھی صداقت نہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کے کسی آدمی نے مسیح موعود پر کبھی..... ایسا الزام لگایا ہے۔ اگر میاں صاحب کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے تو وہ اسے مرد میدان بن کر پیش کریں۔

حضرت مسیح موعود کیا، جناب میاں صاحب نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ نعوذ باللہ تمام راست بازوں کا کریکٹر ایسا ہی گرا ہوا ہوتا ہے اور اسی لئے انہوں نے سرکارِ دو عالم کی ذاتِ قدسی صفات کو بھی ایسے ہی الزامات کا..... ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ اس خطبہ میں آپ فرماتے ہیں: ”شاید وہ سمجھتے ہیں کہ گالیاں ہم کو دی جاتی ہیں اور ہمارے متعلق ہی ایسی باتیں کہی جاتی ہیں۔ کسی اور کے متعلق ایسی باتیں نہیں کہی جاتیں۔ حالانکہ کہنے والوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایسی ہی باتیں کہیں اور وہ ان کے مرید تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی ایسی ہی باتیں کہیں اور وہ ان کے مرید تھے اور رسول کریم ﷺ کے متعلق بھی ایسی ہی باتیں کہیں اور کہنے والے آپ کے مرید کہلاتے تھے۔ پس جب اس قدر عظیم الشان ہستیوں پر ان کے مرید کہلانے والوں نے الزام لگائے تو میری یاد اور کسی کی کیا ہستی ہے کہ ہم ایسے الزاموں سے بچ جائیں۔“

العیاذ باللہ! استغفر اللہ! حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو تو رہنے دیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے تمام واقعات تاریخی رنگ میں ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ آپ کے کس مرید نے ایسا ناپاک الزام لگایا تھا۔ جیسا آپ پر لگا ہے؟ آپ کا ہر ناپاک بات سے بلند ہونا تو ایسا بین امر ہے جس پر دشمنوں کو چینج دیا گیا۔ ”لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون“ یعنی تم مجھ پر کوئی الزام نہیں لگا سکتے تو کیا مرید لگا سکتے تھے اور میں پوچھتا ہوں کہ کیا راست بازوں پر حملہ کر کے ان کے مرید بھی ان کو نعوذ باللہ من ذالک! سخت بد چلن سمجھتے تھے۔ جیسے آپ کے مریدوں نے آپ کو سمجھا۔ تقدس کے پردے میں عورتوں کا شکار کھیلنے والے سمجھتے تھے۔ جیسا آپ کو آپ کے مریدوں نے سمجھا۔ آپ کی بریت ہو گئی؟ اگر یہی طریق بریت ہے تو ہر بدکار اس عذر کو پیش کر کے بری ہو سکتا ہے۔

میاں صاحب کو اپنی بریت کے یہ غلط طریق اس لئے استعمال کرنے پڑے ہیں کہ انہوں نے صحیح طریق کو چھوڑ دیا۔ وہ سمجھ رہے ہیں کہ کسی دوسرے کو طرم ثابت کر دینے سے ایک شخص کی اپنی بریت ہو جاتی ہے۔ وہ اس بات کو تسلیم کریں یا نہ کریں۔ مجھے خوشی نہیں بلکہ سخت افسوس ہے کہ میاں صاحب پر ایسے الزام لگے جن سے قادیان کا ضمناً مسیح موعود کا نام بدنام ہوا۔ اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو جب مولوی عبدالکریم صاحب (مباہلہ والے) نے الزام لگایا تھا اور ان سے حلف کا مطالبہ کیا تھا کہ اگر انہوں نے اس فعل کا ارتکاب نہیں کیا تو وہ قسم کھالیں۔ میں اپنی خاطر نہیں تو قادیان اور مسیح موعود کے نام کی خاطر الزام کو جھوٹا جاننے کی صورت میں فی الفور حلف اٹھا لیتا یہ بریت کا سیدھا طریق تھا۔ جسے میاں صاحب نے اختیار نہ کیا۔ مصری صاحب نے جب ایسا ہی الزام لگایا تو گوان کا مطالبہ اس سے مشکل تھا۔ مگر اس تشہیر اور تذلیل کے مقابل میں جو ہو رہی ہے یہ بھی کوئی بڑا مطالبہ نہ تھا۔ آخر مطالبہ تو اسی قدر تھا کہ ایک آزاد کمیشن کے ذریعہ سے تحقیقات ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ اس کمیشن میں میاں صاحب کے مرید ہی ہوتے اور ان پر یہ بدگمانی نہ ہو سکتی تھی کہ وہ بغیر کسی شہادت کے پیر کے خلاف غلط فیصلہ دے دیں گے۔ بلکہ ان کا فیصلہ وہی ہوتا جو اب بھی ہے کہ اگر ہم میاں صاحب کو کوئی برا کام کرنا دیکھیں تو اپنی آنکھوں کو جھوٹا سمجھیں گے۔ تو یہ سیدھا طریق بریت اختیار کرنے سے گھر کے اندر ایک فیصلہ ہو جاتا اور اس ساری ذلت سے ایک جماعت بچ جاتی۔

میاں صاحب کا یہ کہنا کہ یہ لوگ ان کے مرید نہیں۔ اس لئے کہ خلافت کے مسئلے میں انہیں اختلاف ہے صحیح نہیں۔ اول تو یہ اختلاف خلافت میں صرف اس وجہ سے ہوا کہ ان کو خلیفہ میں سخت نقص نظر آئے۔ پہلے یہ اختلاف نہ تھا اور دوسرے میاں صاحب کا تو اعلان یہ ہے کہ مجھ سے اختلاف عقیدہ رکھ کر بھی کوئی بیعت کر سکتا ہے۔ ان کے تو وہ بھی مرید ہیں جو ان لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں جن کو میاں صاحب کافر کہتے ہیں اور وہ بھی ہیں جو ان لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ جنہیں میاں صاحب مسلمان سمجھتے ہیں۔ بہر حال یہ لوگ سالہا سال تک ان کے اندر رہے۔ ان کے خاص الخاص دوست رہے۔ آخر اس کی وجہ تو بتانی چاہئے کہ وہ ایسی باتیں کہنے لگے جو انسان ایک دشمن کے متعلق بھی نہیں کہتا۔

مجھے افسوس ہے کہ مجھے ان باتوں میں اپنا وقت ضائع کرنا پڑا۔ کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ آج مسلمانوں کی قوت کا بیشتر حصہ ایک دوسرے کی تخریب کے لئے اور نہایت ہی چھوٹے

چھوٹے امور میں جھگڑوں پر ضائع ہو رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان سے دشمن کے مقابلہ کی طاقت سلب ہو رہی ہے۔ اسی لئے میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ ہماری جماعت کی توجہ زیادہ تر اعدائے اسلام کے لئے وقف رہے اور اب بھی اگر میاں صاحب کی توجہ صرف مجھ تک محدود رہتی تو میں ان باتوں کا جواب کبھی نہ دیتا۔ مگر انہوں نے چونکہ اپنی بریت کے لئے مسیح موعود کو بدنام کرنا چاہا ہے۔ بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات والا صفات پر بھی حملہ کیا ہے۔ اس لئے مجھے مجبوراً قلم اٹھانا پڑا۔ مجھے وہ جو چاہیں کہہ لیں مجھے کوئی دعویٰ معصومیت کا نہیں۔ ایک گنہگار انسان ہوں اور خدا کے رحم کا امیدوار۔

مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۳۸ء

خاکسار: محمد علی، امیر جماعت احمدیہ لاہور

قادیاںی خلیفہ کا مزید کمال

میاں امیر الدین صاحب کی نشاندہی

میاں امیر الدین قادیاں میں سکونت رکھتے تھے۔ تقسیم ملک سے قبل آپ آسام بغرض کاروباری سلسلہ تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر ان کا اچھا خاصا کاروبار رہا۔ جیسا کہ تقسیم کی ادا جیگی سے ظاہر ہے۔ چونکہ آپ کا تعلق قادیاںی جماعت سے تھا۔ ان کے اصولوں کے مطابق آپ باقاعدگی سے چندہ ادا کیا کرتے تھے۔ ان چندوں کے علاوہ جماعت کی طرف سے کسی قسم کی اپیل کی جاتی آپ اس میں بڑھ چڑھ کر نمایاں حصہ لیتے۔ حال ہی میں جب مسجد چندہ لاہور اہلی کی تو آپ نے اس میں بھی ۱۰۰ روپے کی کثیر رقم سے معاونت فرمائی۔ آپ نے وصیت بھی کی ہوئی ہے۔ بلکہ اپنی فرم کی کل ملکیت ایک لاکھ روپیہ کی وصیت بالمعقلہ کر ڈالی اور وصیت اخبار الفضل میں طبع شدہ ہے۔ آپ صاحب حیثیت آدمی تھے اور ہیں۔ آپ کی قادیاں میں کافی جائیداد تھی۔ اغلباً چوہدری سرظفر اللہ سے خرید کی تھی۔

اندریں حالات میاں صاحب موصوف قادیاںی جماعت کی دھاندلیوں سے اچھی طرح روشناس ہیں۔ آپ نے صدیقی عدالت میں بھی اس جماعت کے بعض رازوں سے پردہ اٹھایا تھا۔ کافی عرصہ سے حکومت پاکستان کو بار بار نشاندہی کر کے توجہ دلا رہے ہیں کہ وہ ناجائز اور بوجس کلیموں کی تحقیقات کے لئے سیشنل ٹریبونل مقرر کرے اور میں اس سلسلہ میں حکومت کو دستاویزی ثبوت فراہم کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بلکہ جعلی کلیم داخل کرنے والے قادیاںیوں کے

نام اور کلیموں کے ممبر تک مہیا کروں گا۔ اس طرح وہ تمام دھاندلیاں منظر عام پر آ جائیں گی جن کے ذریعہ کروڑوں روپیہ کی جائیداد پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ لیکن باوجود بارہا درخواست کے حکومت پاکستان نے اس طرف سر دست توجہ نہیں فرمائی۔ میرے خیال میں اگر حکومت پاکستان مصیم قلب سے اس نشانہ ہی پر غور فرمائے تو یقیناً کروڑہا روپیہ کی جائیداد نہ صرف واپس لے سکیں گے بلکہ ان کے نامناسب ہتھکنڈوں سے بخوبی روشناس ہو جائیں گے۔ میاں صاحب موصوف کا اشتہار مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمادیں۔

محترم صدر مملکت، وزیر اعظم پاکستان اور آراکین قومی اسمبلی کی خاص توجہ کے لئے گزارش ہے کہ خاکسار امیر الدین تقسیم ملک سے قبل ایک صاحب حیثیت آدمی تھا اور تیرہ ہزار روپے کے قریب سالانہ انکم ٹیکس ادا کرتا تھا۔ تقسیم ملک سے قبل میرا کاروبار آسام میں تھا۔ جب ملک تقسیم ہوا تو میں قادیان آ گیا اور دو سال تک وہاں بطور درویش رہا۔ پھر ۱۹۴۹ء میں پاکستان آ گیا۔

جماعت احمدیہ کا ممبر ہونے کی حیثیت سے میں آپ کی توجہ ان دھاندلیوں کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جن کے ذریعے کروڑوں روپیہ کی جائیداد پر جماعت نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور وہ لوگ جو تقسیم ملک سے قبل آسودہ حال تھے در بدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں اور ان بیکسوں کا کوئی پرسان حال نہیں۔

..... صدر انجمن احمدیہ قادیان ایک رجسٹرڈ باڈی ہے۔ تقسیم ملک سے قبل اس کی جائیداد ملک کے مختلف علاقوں میں تھی۔ تقسیم کے بعد ناصر آباد، محمود آباد، شریف آباد، کریم نگر، فارم تھر پار کر سندھ کی زمین پاکستان میں آ گئی۔ ہمارے خلیفہ صاحب نے پاکستان میں ایک نئی انجمن کی داغ بیل ڈالی اور اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر یہ زمین اپنے صاحبزادوں اور اس انجمن کے نام منتقل کروالی اور جو انجمن قادیان میں تھی اس نے وہاں کی تمام جائیداد بھارتی حکومت سے واگزار کروالی۔ موجودہ خلیفہ کے چھوٹے بھائی مرزا وسیم احمدی مقصد کے پیش نظر وہاں ٹھہرائے گئے تاکہ دونوں ملکوں کی جائیداد ہتھیائی جاسکے۔ خاکسار موجودہ خلیفہ کے چچا بشیر احمد ایم اے کے نوٹس میں یہ بات لایا کہ جماعت کے بعض افراد بوگس کلیم دے کر بڑی بڑی جائیدادیں قبضہ میں کر رہے ہیں۔ اس وقت تو وہ خاموش رہے۔ مگر جب حالات ٹھیک ہو گئے تو وہ میرے مخالف

ہو گئے۔ خاکسار گورنمنٹ کو بھی اس سلسلہ میں باقاعدہ باخبر کرتا رہا مگر آج تک ہمارے شنوائی نہیں ہوئی۔ خلیفہ وقت کے حکم سے جماعت نے ہمیں ایک کمرے میں بند کر دیا ہے اور ہم موت کے دن پورے کر رہے ہیں۔

۲..... قادیان میں سکنی زمین صدر انجمن احمدیہ لوگوں کو فروخت کرتی تھی مگر وہ خریداروں کے نام رجسٹر نہیں کروائی جاتی تھی۔ جیسا کہ ربوہ میں رجسٹر نہیں کروائی جاتی۔ سرکاری کاغذات میں یہ زمین اصل مالکان کے نام رہتی ہے۔ حالانکہ وہ اسے فروخت کر کے لاکھوں روپیہ وصول کر کے ہضم کر چکے ہوتے ہیں۔ اس ہوشیاری پر پردہ ڈالنے کے لئے خلیفہ نے مہاجرین قادیان سے کہا کہ آپ لوگ قادیان کی زمین کا کلیم نہ دیں۔ کیونکہ قادیان مقدس سرزمین ہے اور ہم جلد واپس جانے والے ہیں۔ اس طرح ان عقیدت کے ماروں کو دودھ لٹا دیا گیا۔ ایک دفعہ تو پیسے لے لئے اور زمین ان کے نام نہ کروائی اور دوسری دفعہ جب وہ لٹ پٹ کر آئے تو کلیم دینے سے منع کر دیا اور جنہوں نے کلیم داخل کر دیا وہ ان کا بائیکاٹ کیا گیا اور انسانیت سوز سزائیں دی گئیں اور خلیفہ کے گماشتوں نے کروڑوں روپے کے ناجائز اور بوگس کلیم داخل کر دیا کریکس مہاجرین کی جائیدادوں پر قبضہ کر لیا۔

میری حکومت سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ ناجائز اور بوگس کلیموں کی تحقیقات کے لئے پیش ٹریبیونل مقرر کرے۔ میں اس سلسلہ میں حکومت کو دستاویزی ثبوت فراہم کرنے کے لئے تیار ہوں اور کئی جعلی کلیم داخل کرنے والے احمدیوں کے نام اور ان کے کلیموں کے نمبر تک مہیا کرنے کا پابند ہوں اور اگر میں ان الزامات کو ثابت نہ کر سکوں تو ہر سزا اٹھانے کو تیار ہوں۔

خاکسار نے صدر انجمن عدالت میں بھی اس فرقہ کے بعض رازوں سے پردہ اٹھایا تھا۔ جس کے بعد مجھے ہر طرح سے دھمکانے کی کوشش کی گئی۔ آخر میں میں اپیل کرتا ہوں کہ جلد از جلد اس سلسلہ میں کارروائی کر کے یکس مہاجرین کی آبادی کا سامان کیا جائے۔

نوٹ..... یہ حکومت کے اندر ایک ایسی حکومت ہے کہ جس کو گورنمنٹ چیخ نہیں کر سکتی۔ خلیفہ ربوہ میں بیٹھ کر ہندوؤں کی جائیداد کی الاٹمنٹ کرتے رہے ہیں اور اس کا ثبوت میرے پاس موجود ہے۔

خاکسار: امیر الدین قادیانی

سابق درویش سینٹ بلڈنگ تھارٹن روڈ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام على
المرسلین
الطیبین الطاهرین
آل محمد
الطیبین الطاهرین
الطیبین الطاهرین

ربوہ کا یوں پ



جناب مظہر الدین ملتانی

ربوہ کا پوپ

جس میں:

- ☆..... ابن الوقت کے ناپاک سیاسی منصوبے۔
 - ☆..... دینی سیاست کے پردے میں چہرہ دستیاب۔
 - ☆..... حکومتی خاکے، فوجی نظام، حکومت کے خواب، ربوہ سٹیٹ بینک وغیرہ۔
 - ☆..... عشقی مراسم، ربوہ کے جاسوسوں کا کام، حکومت کی پالیسی کے راز چرانا۔
- مرکزی حکومت نے اعلیٰ حکام کو خبردار رہنے کی ہدایت کر دی۔

سمجھنے کی باتیں

یہ کتاب جو پیش خدمت ہے خدمت کے بہترین اصولوں کے پیش نظر بارودوم کافی اضافہ کے ساتھ ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں۔ ربوائی مظالم کا خونی روز نامہ دیا چہ مرزا محمد شفیق کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس دیا چہ کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انداز بیان شستہ اور استہلال بھی انتہائی مخلصانہ ہے۔ آپ نے نہایت عمدہ اور احسن طریق سے ربوہ کے مظالم کی موجودہ حالت کا حیرت انگیز نقشہ کھینچا اور جو کچھ بھی تحریر فرمایا ہے خوب سوچ سمجھ کر، نیز ممانت کے ساتھ تمام ذمہ داریوں کا احساس کر کے مرزائی مظالم کے چہرے پر سے نقاب اٹھانے کی سعی فرمائی۔ یہ ہر لحاظ سے قابل تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آئندہ بھی ان کو مظلوم کے حق میں لکھنے کی توفیق دے۔ جزاءہ اللہ واجسن الجزاء!

اس سے قبل بھی حکومت کو توجہ دلائی تھی۔ اب پھر ان سے درخواست ہے کہ ربوہ کی سرزمین میں سوشل بائیکاٹ، ضروریات زندگی کے تمام راستے مسدود کرنا، روز روشن میں قتل و غارت وغیرہ معمولی افعال ہیں اور اپنے مخالفین کے ساتھ انسانیت سوز سلوک روا رکھنا اس سرزمین میں مہذب فعل اور کاروبار ہے۔ یہاں مذہب کی آڑ میں ان کو علی جامہ پہنایا جاتا ہے۔ آخر ان تمام مشکلات کا حل حکومت ہی کر سکتی ہے تاکہ نئی نوع انسان کو امن کی زندگی میسر ہو سکے۔ انگریز کے راج میں جو کچھ قادیان میں ہوتا تھا وہی اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے اندر حکومت در حکومت کی صورت میں ربوہ کے اندر ہو رہا ہے۔ ان حالات میں نہ معلوم کب حکومت کو اپنے قانون کی عظمت کا احساس ہوگا۔ اگر اب بھی حکومت پاکستان نے تسامح اور غفلت سے کام لیا تو وہ دن دور نہیں کہ ربوہ کا پوپ جو حکومت پر قبضہ کرنے کی فکر میں ہے اپنی شاطرانہ چالوں میں

کا میاب ہو جائے اور ملک و قوم مزید پریشانیوں سے دوچار ہو جائے۔
بہر حال اختصار کے ساتھ عرض ہے کہ اس کتابچہ میں حکومت کی آسانی کے لئے
معلومات کا وہ تمام مواد مختلف ابواب کی صورت میں علی الترتیب پیش کیا گیا ہے اور یہ روایتی پوپ
کی ذہنیت کی پوری پوری عکسی تصویر ہے۔

ان تمام واقعات کی روشنی میں یہ ثابت شدہ امر ہے کہ ربوہ کا پوپ مذہب کے پودے
میں حکومت پر قبضہ کرنے کا شدت سے خواہشمند ہے۔ ربوہ کا سٹیٹ بینک ان تمام اداروں کو
چلانے کے لئے خرچ اخراجات کا ذمہ دار ہے۔ جیسا کہ اس کتاب میں نشاندہی کی گئی ہے۔ بینک
کی مدد سے ملک میں افراتفری اور خون خرابہ کرنے کے لئے بے دریغ روپیہ مہیا کیا جاتا ہے۔ اس
پر بس نہیں بلکہ دوسری حکومتوں سے گٹھ جوڑ، حکومت وقت کے خلاف پراپیگنڈہ، گورنمنٹ کے
خلاف خفیہ مضامین، اخباروں کو روپیہ تقسیم کرنا وغیرہ وغیرہ! شہید گنج کے موقع پر کس طرح خون کی
ہولی کھیلی گئی اور خصوصاً مسلمانوں میں آپس میں نفاق ڈالنا وغیرہ۔ یہ سب کچھ اس بینک کی
مرہون منت ہے۔ اس بینک کے طفیل بے شمار کارہائے نمایاں اپنی بلا دستی کو قائم رکھنے کے لئے
کئے جاتے ہیں۔ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان حالات میں ربوہ کے سٹیٹ بینک کو جو حکومت کے
متوازی چل رہا ہے فی الفور اپنے قبضہ میں لے کر حسابات کی پڑتال کرے اور اس طرح تمام
روپیہ حکومت کی تحویل میں رہے۔ اس سے یقیناً آئے دن کی مشکلات کا خاتمہ ہو جائے گا۔

نہ رہے گا ہانس نہ بجے گی بانسری

مزید برآں جیسا کہ حکومت کے سستی مراسلہ سے ظاہر ہے کہ خفیہ راز تک چرائے
جاتے ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ **Security Press** جہاں حکومت کی کرنسی چھپتی
ہے اس منفعت بخش ادارہ پر ہاتھ صاف نہ کیا ہو۔ قصہ مختصر کہ اس مذہبی جماعت کے پوپ کے
پاس کروڑوں روپیہ کا سرمایہ کہاں سے آیا اور بیشتر روپیہ بیرونی بینکوں میں منتقل ہوتا رہا ہے۔
حکومت پاکستان کو اچھی طرح سے چھان پھنگ کرنی چاہئے اور پوری طرح چوکننا اور خبردار رہنے کی
ضرورت ہے۔

حکومت پاکستان کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ربوہ کے
پوپ نے اپنی حکمت عملی سے ربوہ کو ایک علیحدہ سٹیٹ کا درجہ دیا ہوا ہے تاکہ وہ ہر قسم کی سازشیں کر
سکیں اور حکومت کلی طور پر ان کے حال سے بے خبر رہے۔ اسی طرح وہاں کے مکیمنوں کو قانونی شکنجے
میں جکڑ رکھا ہے تاکہ اگر ان کی من مانی کارروائیوں میں عوام مغل ہوئے تو ہم فوراً مکیمنوں سے بے

دخا کر سکیں۔ اسی خوف کی وجہ سے مظلوم باشندوں کی آواز دب جاتی ہے اور اپنا مافی الضمیر بیان کرنے میں جبراً پابند رہتے ہیں۔

ان حالات میں شہری حقوق کی حفاظت بھی حکومت کے فرائض میں داخل ہے۔ وہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دے کر ربوہ کے کینوں کے حقوق ملکیت کا مناسب انتظام کرے اور قطعی طور پر ان کو حقوق دیئے جائیں تاکہ وہ ربوہ کے ظالموں سے حقیقی نجات حاصل ہو اور وہاں کے لوگ حکومت پاکستان کے شہری کی حیثیت سے آزادانہ زندگی گزار سکیں۔ ہم حکومت پاکستان سے پوری توقع رکھتے ہیں کہ ان تمام کو پیش نظر رکھ کر ٹھنڈے دل سے اس پر سوچ بچار کر کے مظلوم کی دادی کے لئے مناسب اقدام کر کے اور تمام مشکلات کو دور کرے۔ تاکہ ایسی فرعونیت کا خاتمہ ہو سکے۔ جو درپردہ حکومت بنانے کا خواب دیکھ رہی ہے۔

پس اے خدا تو ہماری بے بسی اور بے یار مددگاری کو خوب جانتا ہے۔ تو آپ ہی مظلوموں کی حفاظت کر۔ آمین!

سب طاقت اور توفیق اس قادر مقتدر خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس ایک ہی سہارے کا امیدوار ہوں۔ میری دعا ہے کہ اس کتابچہ کو جس مقصد کے لئے پیش کیا گیا ہے اس کے مفید نتائج برآمد ہو کر ظلم و ستم کا دور دورہ بند ہو اور صحیح معنوں میں ربوہ میں حکومت پاکستان کا قانون رائج ہو۔

پاکستان پائندہ باد!

گر قبول افتد زہے عزو شرف

خدم ملت: محمد مظہر الدین ملتانی

ربوائی مظالم کا خونی روز نامہ

مذہب کی تاریخ خاک و خون سے لٹھڑی پڑی ہے۔ اس وقت سے لے کر جب ہائیل نے قابیل کو قتل کیا اس قدر خون بہایا گیا ہے کہ اگر اسے جمع کیا جائے تو ساری دنیا کو گریگ کرنے کے لئے کافی ہے۔ گاہے ماہے اس کشت و خون، قتل و عارت اور معصوم جانوں کے اتلاف کو روکنے کے لئے آوازیں اٹھتی ہیں۔ قلم جنبش میں آتے ہیں۔ بے کسوں کی آپہں مظلوموں کی چیخیں مہذب معاشرے کو بیدار کرتی ہیں۔ مگر وہ پھر کروٹ بدل کر سو جاتا ہے۔ گویا یہ بیداری بھی نیم خوابی بلکہ گراں خوابی کی ہی ایک شکل ہے۔ یورپین سوسائٹی میں اگر ”بلیک ہول ڈے“ کا نام لیا جائے تو ہر آدمی شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے۔ مگر ہمارے ہاں ربوہ کی کوکھ سے ہر روز نئے

خونچکاں واقعات جنم لیتے ہیں۔ سینکڑوں آجکینے خلافت کے دین بسیرے کی شکایت کرتے ہیں ہزاروں افراد کو معاشی و سماجی طور پر قتل کرنے کی داستانیں سامنے آتی ہیں۔ مگر ہمارے حکام بھی عوام کی طرح ایسے گراں گوش ثابت ہوئے ہیں کہ فخر الدین ملتانی، محمد امین پٹھان کا اس نام نہاد مذہب کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دیا جانا بھی انہیں بیدار نہیں کر سکا۔ یہ فتنہ قادیان میں پھولتا پھلتا رہا اور تھٹ پولیس کی جاسوسی ہزاروں لوگوں کے بدترین منظم سوشل بائیکاٹ اور مزید قاتلانہ حملوں پر منتج ہوتی رہی۔ روم جلتا رہا اور پوپ بانسری بجاتا رہا۔ جب جو رو جفا اور ظلم و ستم اپنی انتہاء کو چاہنچا اور بزدل مرید اپنی اخلاص نمابے وقوفی میں مگن ہو کر مہربلب ہو گئے تو خدا کا عذاب اس بستی پر نازل ہوا جس کے ایک مظلوم نے جناب باری سے یوں دعا کی تھی۔

اس زمین پر آگ اور پتھر برسے چاہئیں۔ برق گرنی چاہئے اولے برسے چاہئیں۔

(مہبلہ)

ملک تقسیم ہوا تو خیال تھا۔ شاید ظلم کا یہ باب بند ہو جائے گا۔ مگر فرعونی قوت کے نشے میں سرشار ”ارتر“ نے ربوہ کی ملعون بستی کو آ باد کر کے اپنے سنگین جرائم کو دو آتھہ بلکہ سہ آتھہ کر دیا اور حکومت کھلی آنکھوں سے اس سرزمین بے آئین میں اپنی بے بسی کا تماشا دیکھتی رہی اور خود ربوہ کے مکین یہ کہتے رہے کہ حکومت کا قانون یہاں بے بس اور بے کس ہی نہیں لاوارث اور یتیم ہے۔ آخر خدائی قہر کی دوسری جگلی نازل ہوئی اور آتش بیان سامری گیا رہ سال تک ”لایموت فیہا ولایحیی“ کی عبرت ناک تصور بنے ہوئے چار پائی پراڑیاں رگڑتا رہا۔ مگر خاندان نبوت کے گدا گراں افراد جنہیں چندوں اور نذرانوں کی چاٹ پڑ چکی تھی اس حالت میں بھی اس کی ”نمائش“ سے باز نہ آئے اور حضور کی زیارت کے نام پر نذرانہ کے حصول کے لئے اس کی ناگفتہ بہ حالت لوگوں کو دکھاتے رہے۔

ڈوئی کی طرح کرسی پر بیٹھا کر ادھر ادھر رکھا جاتا تھا اور اس کی ٹانگیں بیدل رزاں کا نظارہ پیش کرتی تھیں۔ آخر اس ڈرامہ کا ڈراپ سین ہوا اور لوگوں کو نقلی بہشتی مقبرہ کے ٹکٹ جاری کرنے والا ابرہہ کا یہ ہاتھی جس نے لوگوں کے دلوں سے کعبہ کی عظمت کو گرانے کی کوشش کی تھی۔ ربوہ کی کلر اور شور زمین میں اپنی تمام حسرتوں کو سینے میں لئے دفن ہوا۔ تو باپ کے بعد بیٹا گدی نشین ہوا۔ جسے اس سٹیج پر لانے کے لئے کبھی ہوا ناصر لکھنے کی تلقین کی گئی۔ کبھی اسے نا اہل ہونے کے باوجود مختلف تنظیموں کا صدر بنایا گیا۔ شومی قسمت سے ایکشن کا سوانگ رچایا گیا تو بیٹا جی مہاراج چاروں شانے چت گرتے ہوئے نظر آئے تو ایکشن کے نتائج پر خط تنبیخ کھینچ کر اسے اپنے گلے

سے لگایا۔ تھکی دی اور کہا کہ جب تک تمہارا گرو زندہ ہے فکر نہ کرو۔ خلافت کی لکشمی دیوی ضرور تمہارے نکاح میں آئے گی۔ بس پھر کیا تھا پالتو مولوی نغمہ سرائی و قصیدہ خوانی پر مامور ہوئے۔ شاطر سیاست نے اسلامی شوریٰ کو منسوخ کیا کہ اس سے فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ اپنے آقا یان ولی نعمت کے خود ساختہ پاپائی طریق انتخاب کو اپنایا۔ اپنے خاندان کے پیدائشی گدا گردوں و وظیفہ خور صحابیوں اور بیرون ملک بھیجے جانے والے کمیشن ایجنٹوں کو ووٹ کا حق دیا گیا۔ مگر ملک میں کام کرنے والے مبلغین ووٹ سے بھی محروم رہے۔ کیونکہ وہ داعظین منبر و محراب کے ایرانی مزاج سے بخوبی واقف تھے۔ اس پر بھی چین نہ آیا تو سماجی و معاشی بائیکاٹ کا ہتھیار آزمایا گیا۔ پہلے ساری دنیا کو کافر کہہ کر اعزہ و اقرباء سے مصاہرت و مناکحت کے رشتے توڑ کر انہیں مسلم معاشرہ سے الگ کیا گیا اور کلیتہً جماعتی بنا دیا گیا۔ ان سے چندہ بھی لیا اور انہیں دھمکایا بھی اور اب بائیکاٹ کر کے انہیں اس مخصوص معاشرہ سے علیحدہ کیا تو ان کے لئے عرصہ حیات تنگ ہو گیا۔ لیکن بایں ہمہ وہ مقابل پر ڈٹ گئے۔ اب ”پتاجی ریکاؤڈرنہ ریک جاؤ“ پر عمل کرتے ہوئے چپ سادھ بیٹھے اور ایک خواب بنائی کہ ایک نور میرے اندر سے نکل کر پہلے ناصر کے اندر پھر منور اور پھر ظفر اللہ خاں کے اندر گھس گیا ہے۔ ظفر اللہ کا ذکر تو برائے وزن بیت تھا کہ اس عرصہ میں راہی ملک عدم ہو جائے گا۔ اصل مقصد لوگوں کی حفاظت تھی۔ کوہستان راولپنڈی نے ادارہ لکھا۔ ”بلی کو چھپھڑوں کے خواب۔“ مگر الفضل نے حسب عادت تردید ضروری خیال کی۔ مگر دشمن کے اندازے دوست اور مریدوں کی تاویلیں غلط ثابت ہوئیں اور مرزا ناصر احمد ۹/۸ نومبر کی درمیانی رات کو یکدم روحانی آدمی بن گیا اور سارے حرام کے بکرے اور فیروز دھوبی کی بددعائیں ہوا میں تحلیل ہو کر رہ گئیں۔ اب پھر خوابوں کا دورہ جماعت کو پڑا اور بشارات ربانیہ کا نزول شروع ہو گیا۔ ظالمود کے رواجی بیل کا کشف آکسن خلیفہ پر صادق آ گیا اور کسی مرید نے یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہ کی کہ یہود تو پہلے مسیح کو وار پر لٹکا چکے ہیں۔ وہ دوسرے کے پوتے کے بارہ میں کسی طرح پیش گوئی کر سکتے ہیں۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ خلیفہ جی نے دیکھا کہ بیداری کی لہریں اٹھ رہی ہیں اور ان کے کارڈر کی داستانیں بھی منظر عام پر آرہی ہیں۔ کیا کریں۔ پرانی Conditioning کام آئی۔ جماعت کو سیاسی بالادستی اور تسلط کی خواہیں سنا سنا کر ان سے پیسہ بٹورنا اور ان کا خون نچوڑنا شروع کیا۔ پی، پی، پی کی حمایت کی گئی۔ مگر جہاں خلیفہ نے اپنا مقدس ووٹ ڈالا تھا۔ وہاں پیپلز پارٹی ہار گئی۔

ایک میلہ تو جلسہ کی شکل میں ہوتا ہی تھا۔ ڈربی ریس کے لئے گھوڑے پالنے کی سکیم کا آغاز ہوا اور بے چاری لینی ہار گئی۔ نوجوانوں کو خصی کرنے کے لئے اور سائیکل کمپنی میں اپنے Share مضبوط کرنے لئے ایک لاکھ سائیکل خریدنے کی تلقین کی گئی اور بھارت کے ایٹمی دھماکہ کا مقابلہ کرنے کے لئے جماعت کو ٹھیل بنانے کا وعظ شروع ہوا۔

محمد علی مرزا ناصر کے گھر میں خدمت کے جذبہ سے کام کر رہا تھا۔ جب اس نے اپنی آنکھوں سے اس وقت کی دوزخ کے اندرون خانہ میں جھانکا تو قلب و نظر پر وہ بجلیاں گریں کہ وہ ہزار تاویلوں کے باوجود اپنے آپ کو اس مقدس نضام میں Adjust نہ کر سکا۔ دل کی بات زبان پر آ گئی تو اسے نودو گیارہ کر دیا گیا۔ قوت لایموت کے لئے اسے سبزی فروش بننا پڑا۔ مگر کار خاص کے نمائندے اس کی تاک میں رہے۔ ایک دن درے کے قریب اسے وحشیانہ طریق پر قتل کیا گیا۔ تاک کان کاٹے گئے۔ نعش کے ٹکڑے کئے گئے اور بوری میں بند کر کے چوہڑوں کی گھنٹی میں پھینک دیا گیا اور اس روحانی ہستی سے ایک بھی گواہ نہ ملا اور معاملہ داخل دفتر ہو گیا۔

لطیف احمد محلہ دارمین ربوہ اور بدرین معلم وقف جدید مرزا ناصر احمد کی زیر ہدایت وزیر صدارت ہونے والی گھڑ دوڑ کے نیچے آ کر کچلے گئے۔ مگر بارگاہ خلافت سے اعلان ہوا کہ گھڑ دوڑ جاری رہے گی۔ موت و حیات کا سلسلہ تو جاری ہی ہے۔ اگر رائل پارک کے افراد میں سے کوئی آدمی مر جاتا تو آسمان سر پر اٹھایا جاتا۔ گویا کوئی بائزید واصل بحق ہو گیا۔ لفضل و حشیانہ قتل کے ان ہر سداقتات کو شیر مادر سمجھ کر پئی گیا۔ لیکن اس خیال میں گن نہ رہو کہ تمہاری غنڈہ گروی قتل و غارت ایسی چیز ہے جسے ربوہ کا آہنی پردہ، سدھائے ہوئے مرید اور کروڑوں روپے کے املاک اور بینک بیلنس پھپھائے رکھیں گے۔ جس طرح تمہارا دین مرا ہے دنیا بھی مرے گی اور شہیدوں کا خون رنگ لائے بغیر نہ رہے گا۔

جو لوگ ربوہ کی انتظامیہ کے طریق کار سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہاں معمولی سے معمولی واقعہ بھی خلیفہ کے اشارے، ایماء یا حکم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ بعض خواہشہ نجی معاملات مثلاً نکاح و طلاق میں بھی خلافت شامی ٹانگ اڑاتی پھرتی ہے۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۳ء کو ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر بلوائیوں نے اپنی روایات کے مطابق تشدد کا خونیں ڈرامہ سلج کیا۔ چونکہ اس معاملہ میں تحقیقات معزز عدالت کر رہی ہے اس لئے فی الحال ہم اس کے محرکات اور پروگرام پر تبصرہ کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ عقائد کی سزا تو انہیں آخرت میں ملے گی۔ لیکن ہم یاد دلاتے ہیں کہ

قتل و غارت، آتشزدگی، سوشل بائیکاٹ کا وہ سلسلہ جو قادیان سے لے کر ربوہ تک پھیلا ہوا ہے اس کا خاتمہ ضرور ہوگا۔ یہ تو زلزلے کا پہلا دھکے ہے۔ ابھی اور بڑے زور آور حملے ہوں گے اور خدا تعالیٰ حق و صداقت کو آشکار کرے گا اور گوسفندان عالی جناب رہا ہو کر رہیں گی اور مکرو فریب کا جال ٹوٹ کر رہے گا اور یہ ریاست اندر ریاست عجمی اسرائیل اور امت مسلمہ کے سینے کا ناسور ختم ہو کر رہے گا۔

گندم از گندم بروید جو از جو
از مکافات عمل غافل مشو

شفیق مرزا!

ابن الوقت کے ناپاک سیاسی منصوبے

کسی جماعت کے لئے زیبا نہیں کہ وہ مذہب کی ردا اوڑھ کر سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی سعی نامسعود کرے۔ کسی مذہبی جماعت کو حکومت کی طرف سے جو حمایت حاصل ہوتی ہے وہ اسی حد تک ہوتی ہے جس حد تک وہ اپنے مشن کو چلا سکے۔ وہ سیاسی امور سے کوسوں دور رہتی ہے۔ اس کا مطمح نظر صرف اور صرف یہی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے اندر مذہبی روح پھونکیں۔ لیکن یہ ایک اندوہناک اور تکلیف دہ امر ہے کہ خلیفہ ربوہ نے مذہبی لباوہ اوڑھ کر حکومت کے خواب دیکھنے شروع کئے اور وہ پاکیزہ مقدس نظام جو اشاعت اسلام کے لئے قائم کیا گیا تھا جس کی غرض و غایت معاشرے کی اصلاح اور مردہ دلوں میں خدا اور اس کے رسول کی محبت کی آگ سلگانا تھا۔ اس نظام کو اپنے ناپاک سیاسی عزائم کے نذر کر دیا اور جماعت کے دلوں سے یہ عہد دین کو دنیا پر مقدم کر دوں گا۔ لیا منیا ہو گیا۔ اس نظام میں وقتاً تبدیلی سفید قام آقاؤں کے عین منشاء کے مطابق تھی کہ خلیفہ اور جماعت کے عقول و قلوب کو اصل محور سے ہٹا کر غیر مذہبی امور میں الجھائے رکھے۔ ایک عرصہ سے یہی کیفیت رہی۔ لیکن رفتہ رفتہ قادیان میں خلیفہ ربوہ بے لگام ہو گیا اور ایسی صورت پیدا ہو گئی کہ وہاں بھی برطانوی قانون کا عدم سمجھا جانے لگا۔ دن دھاڑے روز روشن میں قتل ہوتے۔ لیکن پولیس تحقیقات میں ناکام رہتی۔ اس سے انگریز حکومت کی غیرت پر ضرب کاری لگی۔ اس نے قادیان کی متوازی حکومت کے خلاف اقدام شروع کر دیا اور اس کا پہلا سراغ مسٹر جی ڈی کھوسلا کے فیصلہ سے ملتا ہے۔ فاضل حج نے اپنے فاضلانہ فیصلہ میں خلیفہ کی ان

تشریح اور جارحانہ کاروائیوں کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے مولوی عبدالکریم مہالہ کے خلاف کی تھیں۔ کس طرح ان کے اشتعال انگیزانہ خطبے کے نتیجے میں مولوی صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا اور ان کا مکان تک جلا دیا گیا۔ لیکن ان کا ایک مددگار محمد حسین قتل ہو گیا۔ جب عدالت کے فیصلہ کے مطابق قاتل پھانسی پا گیا تو اس کی لاش کو بڑے تڑک واقتشام کے ساتھ قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ اس کا نوٹ شائع کیا گیا۔ اس کی موت کو شہادت کا درجہ دیا گیا۔ اس کو ولی اللہ مہم بنایا گیا۔ اس کا چہرہ ہر احمدی کو دکھایا گیا اور اس کے مقدمہ میں جماعت کا ہزار ہاروپہ بھی صرف کیا گیا۔

محمد امین پٹھان کا قتل

اس فیصلہ میں محمد امین پٹھان کے قتل کا بھی ذکر ہے۔ جو فتح محمد سیال کے ہاتھوں قتل ہوا۔ لیکن پولیس کارروائی کرنے سے قاصر رہی۔ فیصلہ مذکور میں تحریر ہے۔

مکان تک جلا دیا گیا

”مرزائی طاقت اتنی بڑھ گئی کہ کوئی سامنے آ کر سچ بولنے کے لئے تیار نہ تھا۔ ہمارے سامنے عبدالکریم کے مکان کا واقعہ بھی ہے۔ عبدالکریم کو قادیان سے نکالنے کے بعد اس کا مکان جلا دیا گیا۔ اس کو قادیان کی سال ٹاؤن کمیٹی سے حکم حاصل کر کے نیم قانونی طریقے سے گرانے کی کوشش بھی کی گئی۔ یہ انسوٹناک واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ قادیان میں طوائف اہملو کی تھی۔ جس میں آتش زنی اور قتل تک ہوتے تھے۔“

”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکام ایک غیر معمولی درجہ کے فالج کا شکار ہو چکے تھے اور دنیاوی اور دینی معاملات میں مرزا محمود احمد کے حکم کے خلاف کبھی آواز نہ اٹھائی گئی۔ مقامی افسروں کے پاس کئی مرتبہ شکایات کی گئیں۔ لیکن کوئی انسداد نہ ہوا۔ مسل پر ایک دو ایسی شکایات ہیں لیکن ان کے مضمون کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے اور اس مقدمہ کے لئے یہ بیان کر دینا کافی ہے کہ قادیان میں ظلم و جور جاری ہونے کے متعلق غیر مشتہر الزام عائد کئے گئے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طرف مطلقاً توجہ نہ کی گئی۔“

مزید فیصلہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ: ”مرزا (یعنی مرزا محمود احمد) نے مسلمانوں کو کافر، سور اور ان کی عورتوں کو کیتوں کا خطاب دے کر ان کے جذبات کو مشتعل کر دیا تھا۔“

(فیصلہ مشرقی ڈی کونسل سیشن جگ گورداسپور)

قتل کے نتائج سے بچ لکنا

عدالت کا یہ فیصلہ خلیفہ کی سیاسی عزائم کی عکاسی کرتا ہے کہ قادیان خلیفہ کے لئے قتل کرنا اور قتل کے نتائج سے بچ لکنا ایک بالکل معمولی امر تھا۔ یہی معاملہ ربوہ میں بدرجہ اتم رونما ہو رہا ہے۔ کیونکہ یہ خالص احمدیوں کی ہستی ہے۔ یہاں ملک کا قانون بھی بے بس اور بے کس ہے اگر حکومت دور بینی سے کام لیتی اور صدر انجمن احمدیہ کو یہ زمین اونے پونے نہ دیتی۔ بلکہ اس جماعت کو دوسری بستیوں اور شہروں میں آباد کرتی تو خلیفہ ایک خطہ میں اپنی من مانی نہ کر سکتے۔ بلکہ ایسا نہ ہوا۔ ان کو ایک ایسا وسیع رقبہ لگ تھلگ دے دیا جہاں خلیفہ کا سکہ رواں ہے۔ کسی کی کیا مجال جو ان کے سامنے دم مار سکے۔ اس مطلق العنانی کی کیفیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے پاکستان کی منیر ٹریبونل رپورٹ میں مرقوم ہے۔

”۱۹۳۵ء سے لے کر ۱۹۴۷ء کے آغاز تک احمدیوں کی بعض تحریرات منکشف ہیں کہ وہ برطانیہ کا جانشین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ وہ نہ تو ایک ہندو دنیاوی حکومت یعنی ہندوستان کو اپنے لئے پسند کرتے تھے اور نہ پاکستان کو منتخب کر سکتے تھے۔“

(رپورٹ منیر انکوائری کمیٹی ص ۱۹۶)

سیاست کاری

اب ہم شاطر سیاست خلیفہ کی سیاست کاری اور سیاسی عزائم اور حکومت پر غلبہ حاصل کرنے کے بارہ میں خلیفہ کے خطبات و تقاریر سے اقتباسات مدد یہ قارئین کرتے ہیں۔ ”پس اسلام کی ترقی احمدی سلسلہ سے وابستہ ہے اور چونکہ یہ سلسلہ مسلمان کہلانے والی حکومتوں میں پھیل نہیں سکتا۔ اس لئے خدا نے چاہا ہے کہ ان کی جگہ اور حکومتوں کو لے آئے۔ پس مسلمانوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے تمہاری ترقی کا راستہ کھول دیا ہے۔“

(الفضل مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۱۳ء)

احمدیت کی حکومت قائم کرنا

”اصل تو یہ ہے کہ ہم نہ تو انگریزی حکومت چاہتے ہیں، نہ ہندوؤں کی۔ ہم تو احمدیت کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔“

(الفضل مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۲۲ء)

”اس وقت حکومت احمدیت کی ہوگی، آمدنی زیادہ ہوگی، مال و اموال کی کثرت ہوگی۔ جب تجارت اور حکومت ہمارے قبضہ میں ہوگی اس وقت اس قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔“

(الفضل مورخہ ۸ جون ۱۹۳۶ء)

”اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے، تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہر گز دور نہیں ہو سکتے۔“

(الفضل مورخہ ۸ جولائی ۱۹۳۰ء)

خلیفہ وقت سے بہتر

”غرض سیاست میں مداخلت کوئی غیر دینی فعل نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک دینی مقاصد میں شامل ہے۔ جس کی طرف توجہ کرنا وقتی ضروریات اور حالات کے مطابق لیڈران قوم کا فرض ہے..... پس قوم کے پیش آمدہ حالات کو مد نظر رکھنا اور اس کی تکالیف کو دور کرنے کی تدابیر کرنا اور ملکی سیاست میں رہنمائی کرنا خلیفہ وقت سے بہتر اور کوئی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اس کے شامل حال ہوتی ہے اور اس زمانہ میں گذشتہ ۱۵ سال کے تاریخی واقعات ہمارے اس بیان پر صداقت کی مہر لگا رہے ہیں۔“

(الفضل مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

تمام دنیا پر عمل برتری

”ہم میں سے ہر ایک شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ تھوڑے عرصہ کے اندر ہی (خواہ ہم اس وقت تک زندہ رہیں یا نہ رہیں لیکن بہر حال وہ عرصہ غیر معمولی طور پر لمبا نہیں ہو سکتا) ہمیں تمام دنیا پر نہ صرف عملی برتری حاصل ہوگی بلکہ سیاسی اور مذہبی برتری بھی حاصل ہو جائے گی۔ اب یہ خیال ایک منٹ کے لئے بھی کسی سچے احمدی کے دل میں غلامی کی روح پیدا نہیں کر سکتا۔ جب ہمارے سامنے بعض حکام آتے ہیں تو ہم اس یقین اور وثوق کے ساتھ اس سے ملاقات کرتے ہیں کہ کل پونہایت حق و عجز و انکسار کے ساتھ ہم سے استمداد کر رہے ہوں گے۔“

(الفضل مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۸ء)

احمدی حکومت قائم کرنا

”میں تو اس بات کا قائل ہوں کہ انگریزی حکومت چھوڑ، دنیا میں سوائے احمدیوں کے اور کسی کی حکومت نہیں رہے گی۔ پس جب کہ میں اس بات کا قائل ہوں۔ بلکہ اس بات کا خواہشمند ہوں کہ دنیا کی ساری حکومتیں منٹ جائیں اور ان کی جگہ احمدی حکومتیں قائم ہو جائیں تو میرے متعلق یہ خیال کرنا کہ میں اپنی جماعت کے لوگوں کو انگریزوں کی دائمی غلامی کی تعلیم دیتا ہوں۔ کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔“

(الفضل مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۳۹ء)

تیار رہنا چاہئے

”ہمیں نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں

(افضل مورخہ ۳ جون ۱۹۳۰ء)

اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔“
قبضہ کرنا

”انگریز اور فرانسیسی وہ دیواریں ہیں جن کے نیچے احمدیت کی حکومت کا خزانہ مدفون ہے اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ دیوار اس وقت تک قائم رہے جب تک خزانہ کے مالک جوان نہیں ہو جاتے۔ ابھی احمدیت چونکہ بالغ نہیں ہوئی اور بالغ نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس خزانے پر قبضہ نہیں کر سکتی۔ اس لئے اگر اسی وقت یہ دیوار گر جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ دوسرے لوگ اس پر قبضہ جمالیں گے۔“

(افضل مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۲۲ء)

حکومت احمدیوں کو ملے گی

ان حوالہ جات سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ ربوہ حصول حکومت کی تمنا نہیں کس قدر وثوق کے ساتھ لگائے بیٹھے ہیں۔ ان کے عزائم اور راہیں حصول حکومت دوسرے مسلمانوں سے کس قدر مختلف ہیں۔ یہ اعلان واضح طور سے کیا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے حکومت ان کو نہیں بلکہ صرف اور صرف احمدیوں کو ملے گی۔

”اور مسلمان جنہوں نے احمد (مرزا قادیانی) سے اپنا تعلق نہیں جوڑا وہ گرتے ہی جائیں گے اور گرتے گرتے یہودیوں کی طرح ہو جائیں گے۔ یہودی موسیٰ علیہ السلام کے نائب کا انکار کرنے کی وجہ سے ذلیل ہوئے تھے..... اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان بہت بلند ہے۔ اس لئے آپ کے نائب کا انکار کرنے والوں کی ذلت یہودیوں سے بڑھ کر ہوگی۔“

(افضل مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۱۳ء)

ظاہر ہے کہ مسلمانوں سے پہلے ان کے پروگرام کے مطابق حکومت ان کو میسر نہ ہو سکی اور انگریزی حکومت کی عمارت پیوست خاک ہو چکی ہے۔ جس کے نیچے خلیفہ کی آرزوؤں اور تمناؤں کا خزانہ مدفون ہو چکا ہے۔ اب پاکستان معرض وجود میں آچکا ہے۔ اس کا قیام و استحکام اور اس کی سالمیت حفاظت انہیں کس طرح گوارا ہو سکتی ہے؟ خصوصاً جب کہ حکومت ان مسلمانوں کو مل گئی ہے جن کو خلیفہ صاحب یہودی قرار دے چکے ہیں۔ (نعوذ باللہ) جن کے متعلق خلیفہ یوں فرماتے ہیں:

اسلام کی ترقی احمدی سے وابستہ

”اسلام کی ترقی احمدی سلسلہ سے وابستہ ہے اور چونکہ یہ سلسلہ مسلمان کہلانے والی

حکومتوں میں نہیں پھیل سکتا۔ اس لئے خدا نے چاہا ہے کہ ان کی جگہ اور حکومتوں کو لے آئے تاکہ اس سلسلہ حقہ کے پھیلنے کے لئے دروازے کھولے جائیں۔“ (الفضل مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۱۳ء)

خلیفہ صاحب اور اکھنڈ ہندوستان

خلیفہ ربوہ تقسیم ہند پر گریہ زاری کرتے ہوئے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار ہوں فرماتے ہیں: ”ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضامند ہوتے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ یہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائے۔“ (الفضل مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۷ء)

پھر فرمایا: ”بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔“ (الفضل مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء)

ان حوالہ جات سے خلیفہ ربوہ کے جذبات کی تصدیق اور ان کی نیت کی عکاسی ہوتی ہے اور وہ اکھنڈ ہندوستان کے حامی ہیں۔ اب جب کہ اپنی تمناؤں اور امیدوں کو پاش پاش ہوتے دیکھا تو پھر شاطر سیاست سے ایک سیاسی پیٹیزا بدلا کہ وہ یہ کہ مسلمانوں میں تشمت و افتراق و اختلاف و انتشار کی آگ بھڑکانے کے لئے سیاسی جھکنڈے استعمال کئے۔ پس میں حکومت کو اس بات سے آگاہ کر دینا فرض اولین سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ ربوہ کے سیاسی عزائم کا محاسبہ کرے اور اس کے نظام کو سمجھنے کی پوری کوشش کرے۔ خلیفہ نے اپنی جماعت کو دنیا کا چارج سنبھالنے اور حکومت پر قبضہ کرنے اور اپنی ذاتی اغراض پوری کرنے کے لئے جماعت کی باقاعدہ تربیت کی اور اس کو شعوری اور غیر شعوری طور پر ابھارتے رہے۔ چنانچہ خلیفہ فرماتے ہیں: ”اس وقت اسلام کی ترقی خداوند تعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ یاد رکھو کہ سیاست اور اقتصادیات اور تمدنی امور حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس جب تک ہم اپنے نظام حکومت کو مضبوط نہ کریں اور تبلیغ اور تعلیم کے ذریعہ سے حکومتوں پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ ہم اسلام کی ساری تعلیموں کو جاری نہیں کر سکتے۔“ (الفضل مورخہ ۵ جنوری ۱۹۳۷ء)

حکومت اور ملک فتح کرنا

”یہ مت خیال کرو کہ ہمارے لئے حکومتوں اور ملکوں کو فتح کرنا بند کر دیا گیا ہے۔ بلکہ ہمارے لئے بھی حکومتوں اور ملکوں کا فتح کرنا ایسا ہی ضروری ہے۔“ (الفضل مورخہ ۸ جنوری ۱۹۳۷ء)

خلیفہ فیلڈ مارشل کے روپ میں

اسی طرح خلیفہ ربوہ کے ہاں جو بھی تنظیم مختلف ناموں سے معرض وجود میں آئی۔ خلیفہ

ربوہ خود ہی اس کے سپہ سالار ہوتے ہیں اور آپ ہی کی زیر ہدایت وہ تنظیم بنتی ہے۔ خود خلیفہ فرماتے ہیں: ”مجلس شوریٰ ہو یا صدر انجمن احمدیہ، انتظامیہ ہو یا عدلیہ، فوج ہو یا غیر فوج، خلیفہ کا مقام ہر حال سرداری کا ہے۔“ (الفضل مورخہ یکم ستمبر ۱۹۳۳ء)

”انتظامی لحاظ سے وہ صدر انجمن کے لئے رہنما بھی ہے اور آئین سازی و بحث کی تعیین کے لحاظ سے وہ مجلس شوریٰ کے نمائندوں کے لئے بھی صدر اور رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔ جماعت کی فوج کے اگر دو حصے تسلیم کر لئے تو وہ اس کا بھی سردار ہے اور اس کا بھی کمانڈر ہے اور دونوں کے نقائص کا وہ ذمہ دار ہے اور دونوں کی اصلاح اس کے ذمہ واجب ہے۔“

(الفضل مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۸ء)

حکومتیں اور قومیں مجھ سے ڈرتی ہیں

الغرض خلیفہ ربوہ ایک مطلق العنان پادشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا ہر حکم جماعت کے ممبروں کے نزدیک آخری حرف کی حیثیت رکھتا ہے۔ خلیفہ کے ادنیٰ اشارے پر اپنی جان و مال، عزت و آبرو قربان کر دینا عین سعادت سمجھتے ہیں اور ان کی کمانی کا اکثر حصہ خلیفہ کی آتش حرص کو بجھانے کے کام آتا ہے۔ خلیفہ نے دنیا کے مختلف ممالک میں مبلغ بھیجے ہوئے ہیں۔ وہ خلیفہ کے بطور سفیر کے ہیں۔

خلیفہ کی C.I.D

خلیفہ ربوہ لاکھوں روپے گورنمنٹ کی کرنسی سے حاصل کر کے بیرونی ممالک میں اپنی من مانی کارروائیوں کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ کبھی مبلغوں کی تنخواہوں کا عذر تراشتے ہیں۔ کبھی عبادت گاہوں کی تعمیر کا ڈھنڈورہ پیٹ کر لاکھوں روپیہ فارن کرنسی سے لئے جاتے ہیں اور خرچ اپنی مرضی سے کیا جاتا ہے۔ بالآخر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے لئے وہ عبادت گاہیں تیار ہوتی ہیں ان کا چندہ کہاں جاتا ہے۔

خلیفہ ربوہ خود کہتے ہیں کہ حکومتیں ملک اور قومیں مجھ سے ڈرتی ہیں۔ خلیفہ اپنے کار خاص یعنی (C.I.D) کے ذریعہ مخفی راز معلوم کرتے ہیں۔ ان کی اپنی عدلیہ، مقننہ، انتظامیہ، فوج اور پینک ہے۔ پس حکومت پاکستان کا ریاست ربوہ سے سہل انگاری برتا ملک و ملت سے غداری کے مترادف ہے۔ ربوہ میں کسی احمدی کو اجازت حاصل کئے بغیر داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ اب جو بھی احمدی ربوہ میں آتا ہے وہ اپنے حلقہ کے پریزیڈنٹ یا امیر کی تصدیق لاتا ہے۔ یہ بات صرف ربوہ سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تقسیم ہند سے پہلے یہی حکم قادیان کے متعلق تھا کہ جو

مضافات قادیان میں سکونت اختیار کرنا چاہیں۔ وہ نظارت امور عامہ سے اجازت حاصل کریں۔ چنانچہ خلیفہ ربوہ فرماتے ہیں: ”مضافات قادیان تنگل، باغباناں، بھینی باگر، خوردو کلاں کھارنواں پنڈ، قائد آباد اور احمد آباد وغیرہ میں سکونت اختیار کرنے کے لئے باہر سے آنے والے احمدی دوستوں کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ پہلے نظارت ہذا سے اجازت حاصل کریں۔“

(الفضل مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۳۹ء)

پھر ربوہ میں آ کر ۱۹۳۷ء میں خلیفہ اعلان فرماتے ہیں: ”سب تحصیل لالیاں میں کوئی احمدی بلا اجازت انجمن زمین نہیں خرید سکتا۔“

ربوہ میں داخل ہونے کے بارہ میں خلیفہ کا حکم احتیاطی یوں جاری ہوتا ہے۔ ”ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ آئندہ ایسے لوگوں کہ جن کو یا تو ہم نے جماعت سے نکال دیا ہے یا جنہوں نے خود اعلان کر دیا ہوا ہے کہ وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں۔ آئندہ انہیں ہماری ملکوں زمینوں میں آ کر ہمارے جلسوں میں شامل ہونے کی اجازت نہیں۔“ (الفضل مورخہ ۴ فروری ۱۹۵۶ء)

مملکت درمملکت

اس اعلان کا ہر لفظ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ افراد جن پر خلیفہ ناراض ہیں اور جنہوں نے انجمن سے زمین خریدی ہوئی ہے ان کو ربوہ میں جا کر سکونت اختیار کرنے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ جب وہ ربوہ جائیں گے مقامی پولیس کی آڑ لے کر کوئی مقدمہ کھڑا کر دیا جائے گا۔ گویا ان کی زمین ضبط کر لی گئی ہے۔ یہی مملکت درمملکت کا بتین ثبوت ہے اور ریاست ربوہ میں کاروبار کرنے کے لئے ہر شخص کو حسب ذیل معاہدہ کرنا پڑتا ہے۔

اقرار و معاہدہ

”میں اقرار کرتا ہوں کہ ضروریات جماعت قادیان کا خیال رکھوں گا اور مدیر تجارت جو حکم کسی چیز کے بہم پہنچانے کا دیں گے اس کی تعمیل کروں گا اور جو حکم ناظر امور عامہ دیں گے اس کی بلا چون و چرا تعمیل کروں گا۔ نیز جو ہدایات و قوانین جاری ہوں گی ان کی پابندی کروں گا اور اگر کسی حکم کی خلاف ورزی کروں گا تو جو جرمانہ تجویز ہوگا ادا کروں گا۔“

”میں عہد کرتا ہوں کہ جو میرا بھگڑا احمدیوں سے ہوگا اس کے لئے امام جماعت احمدیہ کا فیصلہ میرے لئے حجت ہوگا اور ہر قسم کا سود احمدیوں سے خرید کروں گا۔ نیز میں عہد کرتا ہوں کہ احمدیوں کی مخالف مجالس میں بھی شریک نہ ہوں گا۔“

اس حوالہ سے یہ امر واضح ہے کہ خلیفہ ربوہ کی ریاست میں ہر اس شخص سے معاہدہ لکھایا

جاتا ہے جو وہاں رہے۔ خلیفہ ربوہ کا تصرف اور تسلط نہ صرف لین دین پر بلکہ ہر شخص کی جائیداد پر ان کا تصرف تھا۔ اس ضمن میں ذیل کا اعلان ملاحظہ ہو۔

اعلان

”قبل ازیں میاں فضل حق موچی سکنہ محلہ دارالعلوم کے مکان کے نسبت اعلان کیا تھا کہ کوئی دوست نہ خریدیں۔ اب اس میں اس قدر ترمیم کی جاتی ہے کہ اس کے مکان کا سودا رہن و بیع نظامت ہذا کے توسط سے ہو سکتا ہے۔“ (افضل مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۳۷ء)

قادیان میں جس شخص کا سوشل بائیکاٹ کیا جاتا تھا اس کے ساتھ لین دین، سلام کلام کے تعلقات بھی منقطع کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں خلیفہ کا توسط ناظر امور عامہ کا حکم سنئے۔ ”شیخ عبدالرحمن مصری، فشی فخر الدین ملتانی اور حکیم عبدالعزیز جو جماعت سے علیحدہ ہیں ان کے ساتھ تعلقات رکھنے ممنوع ہیں۔ جن دوستوں کا ان کے ساتھ لین دین ہو وہ نظارت ہذا کے توسط سے طے کروائیں۔“ (افضل مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء)

”مولوی محمد منیر انصاری سکنہ محلہ دارالبرکات کو ان کی موجودہ فتنہ میں شرکت پائے جانے کی وجہ سے کچھ عرصہ ہوا جماعت احمدیہ سے خارج کیا جا چکا ہے۔ اب مزید فیصلہ ان کی نسبت یہ کیا گیا ہے کہ ان کے ساتھ مقاطعہ رکھا جائے۔ لہذا احباب ان کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات لین دین و سلام و کلام نہ رکھیں۔“ (افضل مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۳۷ء)

مرزا بشیر احمد کا دجل اور جزوی بائیکاٹ کی عملی تفسیر

مرزا بشیر احمد انجمنی نے یہ عذر لنگ تراشا کہ سوشل بائیکاٹ سے مراد جزوی بائیکاٹ ہے۔ یہ سراسر فریب، جھوٹ، دجل، کذب و افتراء، عیاری اور مکاری ہے۔ سوشل بائیکاٹ میں صرف لین دین ہی منع نہیں بلکہ معتوب سے کسی قسم کا تعلق رکھنا ناجائز ہے۔ اس بارہ میں خلیفہ کا یہ اعلان ملاحظہ کریں۔

باستثناء باپ کے تعلق نہ رکھے

”جناب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ چونکہ فضل..... بیوہ عبداللہ درزی مرحوم کے متعلق ثابت ہے کہ اس کے تعلقات شیخ مصری وغیرہ کے ساتھ ہیں۔ اس لئے حضرت امیر المؤمنین ایڈہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ۱۵ اگست ۱۹۳۷ء کو جماعت سے خارج کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ کسی کو باستثناء اس کے والد میاں نظام الدین صاحب ٹیلر ماسٹر کے کسی قسم کا تعلق رکھنے کی اجازت نہیں۔“ (افضل مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۳۷ء)

”عبدالرب پر عبد اللہ خاں کلرک نظارت بیت المال اور محمد صادق صاحب شبنم دونوں نے حضرت امیر المؤمنین خلیفہ المسیح ایده اللہ نصرہ العزیز سے اپنا عہد بیت فتح کر دیا ہے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ احباب ان دونوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔ ان کے ساتھ ملنا جلنا اور بات کرنا اسی طرح منع ہے جس طرح معمری عبدالرحمن وغیرہ مخرمین کے ساتھ۔“

(افضل مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۷ء)

”چونکہ مستری جمال الدین سکندہ سرگودھانے ایک ایسے شخص کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی باوجود ممانعت کے کر دی ہے جو سلسلہ احمدیہ سے تعلقات منقطع کر چکا ہے۔ لہذا احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ انہیں امیر المؤمنین ایده اللہ نصرہ العزیز کی منظوری سے جماعت احمدیہ سے خارج کر دیا گیا ہے۔ جماعت کے دوست کلی مقاطعہ رکھیں۔“

(افضل مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۳۷ء)

”میں چوہدری عبداللطیف کو اس شرط پر معاف کرنے کو تیار ہوں کہ آئندہ اس کے مکان واقع نسبت روڈ پر وہ افراد نہ آئیں جن کا نام اخبار میں چھپ چکا ہے..... چوہدری عبداللطیف نے یقین دلایا کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ وہ آئندہ اس جگہ پر نہیں آئیں گے اور میں نے اس کو کہہ دیا ہے کہ جماعت لاہور اس کی نگرانی کرے گی اور اگر اس نے پھر ان لوگوں سے تعلق رکھا یا اپنے مکان پر آنے دیا تو پھر اس کی معافی کو منسوخ کر دیا جائے گا۔“

(افضل مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۵۶ء)

بہن کا بہن سے تعلق نہ رکھنا

اس کے بعد خلیفہ نے امتہ السلام اہلیہ ڈاکٹر علی اسلم کا سوشل بائیکاٹ کرتے ہوئے اپنی بہن کو یہ دھمکی دی۔ ”اب اگر تنویر بیگم جو میری بہن ہے۔ افضل میں یہ اعلان نہ کرے کہ میرا اپنی بہن سے کوئی تعلق نہیں تو میں اس کے متعلق افضل میں اعلان کرنے پر مجبور ہوں گا کہ لجنہ (قادیانی عورتوں کی انجمن) اس کو کوئی کام سپرد نہ کرے اور میرے خاندان کے وہ افراد جو مجھ سے تعلق رکھنا چاہتے ہیں اس سے تعلق نہ رکھیں۔“

(افضل مورخہ ۲۱ جون ۱۹۵۷ء)

بعد ازاں تنویر السلام نے خلیفہ کی دھمکی سے خائف ہو کر بہن کے خلاف یہ اعلان افضل میں شائع کر دیا۔ ”ڈاکٹر سید علی اسلم حال ساکن نیردہلی، اور سیدہ امتہ السلام بیگم ڈاکٹر علی اسلم نے جماعت کے نظام کو توڑنے کی وجہ سے میرے رشتہ کو بھی توڑ دیا ہے۔ لہذا آئندہ ان سے میرا کسی قسم کا تعلق نہیں ہوگا۔“

(افضل مورخہ ۲۵ جون ۱۹۵۷ء)

بیعت فتح کا اعلان

آغاز فتنہ میں جب محمد یونس خان ملتانی نے خلیفہ ربوہ کی خلافت سے باکمال انشراح صدر بیعت فتح کا اعلان کیا تو خلیفہ نے اپنے خاص ایجنٹ کو صاحب موصوف کے گھر بھیج کر ان کے والدین اور خسر سے مکمل سوشل بائیکاٹ کا اعلان کرا دیا۔ جس پر ملک کے مشہور و معروف جریدہ نوائے وقت نے مملکت و مملکت کے عنوان سے ادارتی نوٹ لکھا تھا۔

نظارت امور عامہ کی چٹھیاں

جس میں سوشل بائیکاٹ کی پوری تفصیل درج ذیل ہے:

عزیز و اقرباء سے ملنا بھی جرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم!

نظارت امور عامہ، صدر انجمن احمدیہ پاکستان

مکرم صالح نور صاحب قصور ضلع لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ نے اپنی چٹھی متعلقہ ۲۸ مئی ۱۹۵۷ء میں لکھا ہے کہ آپ کو حضور اقدس نے معاف فرما دیا ہے۔ باوجود حضور کی رضامندی اور خوشنودی کے آپ کو یہ منظور نہیں کہ میں اپنے عزیز و اقرباء سے محض ملنے کی خاطر کسی تقریب وغیرہ پر ربوہ آسکوں گا۔

اس بارہ میں تحریر خدمت ہے کہ تمام جماعتی احکام نظارت ہذا کے ذریعہ جاتے ہیں اور نظارت ہذا کے ریکارڈ میں آپ کو اخراج از ربوہ کی سزا باقی ہے۔ اگر آپ صحیح رنگ میں کوشش کریں گے تو معافی ہو سکتی ہے۔ اگر آپ ربوہ آنا چاہتے ہیں تو پہلے درخاست بھیج کر اجازت حاصل کر لیں یا اپنی آمد کے متعلق نظارت ہذا کو اطلاع کرتے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔

حسب ہدایت ناظر صاحب امور عامہ تحریر خدمت ہے۔ والسلام!

دستخط بحروف اردو: برائے ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ

ربوہ بدر کی تین سزائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم • وعلی عبده المسیح الموعود

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم!

نظارت مجلس کارپرداز مصباح قبرستان ربوہ جمگ

بخدمت مکرم جناب محمد صالح نور صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بجواب آپ کی چٹھی مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۵۷ء کے جواب میں عرض ہے کہ دفتر امور عامہ کی رپورٹ یہ ہے کہ آپ کو اخراج از ربوہ، اخراج از جماعت اور وقف سے فراغت تین سزائیں دی گئی تھیں اور معافی صرف ایک سزایستی اخراج از جماعت کی ہوئی ہے۔ باقی دونوں سزائیں قائم ہیں۔ اس لئے فی الحال وصیت کی بحالی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ والسلام!
دخفظ بحروف انگریزی بیکر ٹری مجلس کارپرداز ربوہ
نقل بخدمت امیر جماعت احمدیہ قصور، بغرض اطلاع مرسل ہو

بغیر اجازت ربوہ جانا بھی جرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان

مکرم صالح نور صاحب قصور ضلع لاہور

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ مورخہ ۲ مئی ۱۹۵۷ء کو بغیر اجازت ربوہ تشریف آئے اور اپنے آنے کی اطلاع نظارت ہذا کو نہیں دی۔ مطلع فرمادیں کہ آپ نے یہ خلاف درزی کیوں کی۔ کیونکہ نہ آپ کے خلاف اس خلاف درزی ک بناء پرایکشن لیا جائے۔

دخفظ بحروف انگریزی، ناظر امور سلسلہ عالیہ احمدیہ

مصافحہ کرنا بھی جرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان

مکرم محترم محمد صالح صاحب نور

..... ۱ بجواب آپ کی چٹھی مورخہ ۷ مئی ۱۹۵۷ء تحریر خدمت ہے کہ اعلان کے متعلق آپ کو پہلے جواب دیا جا چکا ہے کہ وہ مجلہ جات میں کروا دیا گیا تھا اور امیر صاحب ضلع لاہور اور صدر صاحب قصور کی خدمت میں اطلاع کر دی تھی۔

..... ۲ وصیت کے متعلق آپ وصیت دفتر سے بات چیت کر لیں۔

۳..... مصافحہ سے اس لئے منع کیا گیا تھا کہ آپ بغیر اجازت ربوہ آئے تھے۔ آپ کو چاہئے تھا کہ ربوہ آنے سے پہلے اجازت حاصل کرتے۔

دستخط: بحروف انگریزی، ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ

بیٹے کا باپ سے ملنا بھی جرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

نظارت امور عامہ، صدر انجمن احمدیہ پاکستان

مکرمی و محترمی محمد یامین صاحب تاجر کتب ربوہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

محمد صالح نور صاحب کو ربوہ آنے کی اجازت نہیں۔ وہ مورخہ ۲ مئی ۱۹۵۷ء کو بغیر اجازت ربوہ آ کر آپ کے پاس رہے ہیں۔ مطلع فرمائیں کہ اس کی خلاف ورزی پر آپ کے خلاف کیوں نڈیشن لیا جائے۔ دستخط: بحروف انگریزی، ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ والدہ کے خلاف تعزیری کارروائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

نظارت امور عامہ، صدر انجمن احمدیہ پاکستان

قادیان دارالامان پنجاب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بخدمت مکرمہ حلیمہ بی بی صاحبہ بذریعہ عبد المجید صاحب آپ کو چشمی لکھی گئی تھی کہ عبد المجید کی درخواست معافی پر اس وقت غور کیا جاسکتا ہے۔ جب کہ پہلے نظارت کے حکم کی تعمیل کی جاوے۔ اگر آپ نظارت کے فیصلہ کی تعمیل اس سے نہ کروائیں گی تو آپ سب کے خلاف حکم عدولی کرنے کی وجہ سے کارروائی کی جائے گی۔ اس چشمی کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ اگر اسکا جواب مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۳۵ء تک نہ دیا گیا تو نظارت آپ کے خلاف تعزیری کارروائی کرنے پر مجبور ہوگی۔

اللہ بخش ناظر امور عامہ، مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۳۵ء

موت کی دھمکی

میں نے بحوالہ اخبار الفضل سوشل پبلیکٹ کے متعلق چند ایک مثالیں ہدیہ قارئین کی ہیں۔ جن کی بناء پر ملک کے تمام اخبار اور جرائد نے ادراقی نوٹ لکھے۔ مگر افسوس صد افسوس ان

اخبار اور جرائد کی آواز صد ابصر اجات ہوئی۔ کیونکہ ابھی تک گورنمنٹ نے اسی ریاست کے خلاف کوئی واضح اور ٹھوس قدم نہیں اٹھایا۔ جس سے یہ کھیل ختم ہو سکے۔ خلیفہ ربوہ صرف سوشل بائیکاٹ کا حربہ ہی اپنی ریاست میں استعمال نہیں کرتے۔ بلکہ ملک کے قانون کو ہاتھ میں لے کر کسی کی جان لینے سے دریغ نہیں کرتے۔ چنانچہ ملک اللہ یار خان بلوچ پر قاتلانہ حملہ اس بات پر بین ثبوت ہے کہ جو بھی سوشل بائیکاٹ کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

خلیفہ صاحب کا یہ دستور ہے کہ وہ اپنے ناقدین کے خلاف اپنے مریدوں کو ابھارتے اور ان کو موت کی دھمکی سے خوفزدہ کرتے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں: ”اب زمانہ بدل گیا ہے۔ دیکھو پہلے جو سچ آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا۔ مگر اب سچ اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارے۔“

اسی طرح مولانا فخر الدین ملتانی (مالک احمدیہ کتاب گھر قادیان) شیخ عبدالرحمن مصری (ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ)، حکیم عبدالعزیز دواخانہ رفین زندگی، محمد صادق شبنم بی. اے پریزیڈنٹ نیشنل لیگ کو رد محتسب جماعت احمدیہ مرزا میر احمد صاحب، عبدالرب صاحب (کلرک نظارت بیت المال) خلیفہ صاحب کے مشتبہ چال چلن سے بدظن ہوئے تو انہوں نے ایک مجلس احمدیہ قائم کی، خلیفہ کی طرف سے کھل سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ ان ممبروں کے گھر پہرے لگائے گئے۔ ضروریات زندگی سے محروم کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی۔ فخر الدین ملتانی مکان تمام کرایہ داروں سے خالی کرائے گئے۔ حتیٰ کہ شیر خوار بچے کا دودھ بند کیا گیا۔

خلیفہ صاحب نے فرمایا: ”کہ ہم ان سزاؤں سے بڑھ کر سزا اور ایذا دے سکتے ہیں جو باختیار حکومت دے سکتی ہے۔“

یہ سزائیں کس قدر سنگین اور وحشت ناک ہوتی ہیں۔ اس کا اندازہ فخر الدین ملتانی کے ایک مضمون بعنوان ”پراسرار اخراج کے اعلان کی حقیقت اور صدائے مظلوم“ سے کریں۔

صدائے مظلوم

”کہتے ہیں کہ اب زمانہ امن کا ہے، ہوگا۔ مگر ہم جو تازہ تختہ مشق جو روٹم ہیں۔ اپنے تئیں چند صدیاں پیچھے کے زمانہ میں محسوس کر رہے ہیں۔ جب تک ہم قادیان کی مقدس سرزمین میں رہتے اور پھرتے ہیں۔ تب تک ہم بھی تصور کرتے ہیں کہ گویا ہم حضور سرور کائنات کی کئی زندگی کے ایام بسر کر رہے ہیں۔ جونہی ہم اسٹیشن قادیان پر جاتے اور گاڑی میں بیٹھتے ہیں تو معاہم

اپنے تئیں مدینہ منورہ میں ہا امن اور بر سلامت زندگی کے دور میں پاتے ہیں۔ الٹی یہ خواب ہے یا بیداری کہ وہ ہستی جو ایک پاک و جود کے تشریف لانے سے حار الامن و الامان قرار دی گئی اور ”حسن دخلہ کان امنا“ کی صداقت ٹھہرائی گئی۔ آج وہی ہمدے لئے دار الحزن و المکن بنائی جا رہی ہے۔ کیا ہم سے وہی تصور تو سرزد نہیں ہوا جو آج سے تیرہ صدیاں پہلے ایک بے کس، بے زر، بے گھر بے در اور مصوم انسان سے مکہ میں ہوا تھا۔ جس کی پاداش میں اسے لحد حسرت و یاس خیر باد کہہ کر مدینہ کی طرف جانا پڑا۔

خليفة آج ثانی گئی مرتبہ فرما چکے ہیں کہ ہم ان سزاؤں سے بھی بڑھ کر سزا اور ایذا دے سکتے ہیں جو ہا اختیار حکومت دے سکتی ہے یا جو پہلے حکومتیں دیا کرتی تھیں۔ بالکل سچ اور حق فرمایا۔ میں اس کے حرف حرف پر ایمان لایا۔ خواہ گورنمنٹ کے ہزار پھرے ہوں، ہزار پابندیاں ہوں، ہزار ہدایتیں اور تنہائیں ہوں۔ مگر یہاں کسی ایسے وسائل اور ذرائع اور طریق ہیں جن سے ایک بے کس اور بے زبان انسان کو ایذا دی جا سکتی ہے۔ جو قتل اور پھانسی سے بدرجہا زیادہ ہے اور اس کا قانون حکومت میں کوئی علاج نہیں۔

بطور مثال کے تازہ نمونے دیکھیں

۱..... قانون حکومت کی رعایت کو مد نظر رکھتے ہوئے میرے متعلق اعلان یہ کیا گیا کہ فخر الدین ملتانی سے سلام کلام پیام بند۔ بہت اچھا جناب! مگر پھر اس پر عمل کس طرح کرایا گیا۔ وہ بھی ذرا اہل دل انسان اپنے سینوں پر پتھر رکھ کر ملاحظہ فرمادیں۔

سلام کلام پیام بند کے حلقہ میں میری اہلیہ اور مصوم بچوں کو بھی شامل کر لیا گیا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص غلطی سے ہمارے شیر خوار بچے کو کہیں راہ گلی میں پیار کرے یا پیار سے بولے تو بس اس کی بھی رپورٹ ہو رہی ہے اور دفتر میں پیشیاں پہ پیشیاں بھگت رہے ہیں۔

۳..... ہمارے شیر خواہ اور بیمار بچوں کو دودھ ہم پہنچانا بھی جرم قرار دیا گیا اور جب تک دودھ بند نہیں کیا گیا۔ خدائی رضا کاروں نے دم نہیں لیا۔ پھر جب دوسرے گاؤں کی غیر احمدی عورت سے دودھ کی پاندھ لگائی گئی تو اب اس غیر احمدی عورت کی دودھ کی پاندھیں یہاں کے احمدی دکانداروں سے بند کرادیں۔ تاکہ وہ ہمارے شیر خوار بچے کو دودھ مہیا کرنے سے باز آجائے۔

۴..... میری معذور بیوی کو نہلانے والی عورت کو نہایت سختی سے اور ڈانٹ ڈپٹ کر روکا گیا کہ شیر دار فخر الدین کی معذور بیوی کو ہرگز نہ نہلانا۔ کیونکہ وہ اس لئے مجرم ہے کہ وہ فخر الدین کی بیوی ہے۔

۵..... ہمارے نہایت ہی عزیزوں پیاروں اور ہماری اہلیہ کے ملنے جلنے کی عورتوں کو ہمارے گھروں میں آنے سے قلعہ داروک دیا گیا ہے۔

۶..... میرے مکانوں کے کرایہ داروں کو مجبور کر کے مکان خالی کرادیئے گئے۔ کیونکہ سلام، کلام، پیام بند کی روحانی تفسیر یہ بھی ہے کہ کسی طرح سے فخر المدین کو کوئی پائی اپنے مہموم بچوں کی پرورش کے لئے میسر نہ ہوں۔

۷..... میری دکان پر سے ایک بیس سال سے بیٹھے والے معذور فقیر کو بخش اس لئے اٹھا دیا گیا کہ اس کے خیال میں اس کے بیٹھے سے میری دکان کی عمرانی ہوتی تھی۔

۸..... ہمارے مکان کے ارد گرد چوبیس گھنٹہ بیسیوں لٹھ بند آدمیوں اور لڑکوں کا پہرہ رکھ کر ہمیں اور ہمارے اہل عیال کو بے جا تخویف اور ہیبت کا منہ مشق بنایا گیا۔

۹..... احمدی دکانداروں کو ہمیں ضروریات زندگی دینے سے روکا گیا۔ ہماری بیچ و پکار پر منبر پر کھڑے ہو کر ان احکام جلالی کی یہ تشریح کی گئی کہ جو چیز آسانی سے غیر احمدی یا ہندو کا عبادوں سے مل سکتی ہیں۔ احمدی دکاندار نہ دیں۔ لیکن باقی چیزیں ضرور دیں۔ مگر جب ہماری طرف سے انہی کے اپنے ذمہ دار افسر کی اس تحریر کو پیش کیا گیا جس میں صاف لفظوں میں فرمایا گیا تھا کہ: 'مصری دکانداروں کو خرید و فروخت کی اجازت نہیں ہوگی جاسکتی۔ تو دوسرے خطبہ میں اپنی پہلی تشریح پر قائم نہ رہتے ہوئے یہ ارشاد کیا گیا، ہوا کہ احمدی دکانداروں کو اختیار دینے کی اس لئے اجازت نہیں کی کہ کل کو ان کو کوئی تکلیف ہو تو یہ کہہ دیں گے کہ احمدی دکاندار نے کوئی دہر ملا دیا ہے۔ گویا دکانداروں کو یہ ایک سبق پڑھایا گیا ہے۔ اس لئے پبلک اندازہ لگا سکتی ہے کہ اگر خدا خواستہ قادیان میں غیر احمدی یا ہندو وغیرہ موجود نہ ہوتے تو پھر ان کے قہری احکام کی تعمیل سوائے اس کے کہ ہم بھوکوں مر کر جلد ختم ہو جاتے یا اپنے مال و متاع چھوڑ کر کسی اور شہر میں جا کر آباد ہوتے اور ہم کیا کر سکتے تھے۔ کیونکہ اس نئے سبق کے تحت وہ گورنمنٹ برطانیہ کو بھی قائل کر سکتے تھے۔ بلکہ اس میں تو ایک قسم کا یہ اشارہ بھی ہے کہ اگر ہم اپنے نزدیک احمدی دکانداروں سے سودا سلف لینے پر مصر بھی ہوئے تو زہر خورانی سے بھی دریغ نہ ہوگا۔"

۱۰..... ہمارے کاروبار کو مطلقاً بند کر کے ہمیں اور ہمارے اہل و عیال کو نان شبینہ کا محتاج اور مفلوک الحال بنانے کی کوشش کی گئی۔

۱۱..... شیخ مصری صاحب جیسے معزز رکن اور ستائیس سالہ دیانتدار اور باوقار کارکن کو بغیر کسی

قصور و الزام کے ملازمت سے برطرف کرو یا گیا اور ان کے تمام حقوق پراویڈنٹ فنڈ اور فرلو کے غصب کر لئے گئے۔ حالانکہ ان کی سینتالیس سالہ ملازمت میں ایک قصور یا الزام بھی ان کے ذمہ نہیں۔

۱۲..... میرے مکان کی ناکہ بندی کرنے سے ۱۳، ۱۴ جون کی درمیانی شب میرے گھر میں سفید پوش سوڈیشی چوروں نے گھس کر میرے جان و مال پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر قسمت اچھی تھی ہم بال بال بچ گئے اور وہ تکی توڑنے تک محدود رہے۔ مگر اسی رات سے ہم سب کے سب رات بھر بے چین اور خوفزدہ اپنے کوٹھے پر جاگتے رہتے ہیں اور ہمارے سب دوست، ہمسایہ وغیرہ ساری اس وقت آرام کی میٹھی نیند سوتے ہیں۔ تیرہ برس سے میرا مکان آباد ہے۔ مگر اب ان کی ناکہ بندی میں یہ فعل سرزد ہوا اور اس پرستم ظریفی یہ کہ اس ناکہ بندی کو ہمارے ستمگار مہربان مکان کے حفاظتی پہرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

۱۳..... ہمارے متعلق منافقت، احراریت، بیخامیت اور بابیت کا مکروہ اور غلیظ پراپیگنڈہ کر کے عوام احمدیوں کو ہمارے خلاف مشتعل اور مسموم کیا جا رہا ہے۔ تاکہ ہمارے ڈینس اور ہمارے خیالات کی طرف وہ دھیان ہی نہ کریں۔

۱۴..... میرے بچوں کو سکول میں تعلیم دینے سے انکار کر کے نکال دیا گیا۔ کیونکہ وہ میرے بچے ہیں۔

۱۵..... چھوٹے چھوٹے بچوں اور عوام کو میرے اوپر اور مدرسہ احمدیہ کی اوٹی کلاسوں کے لڑکوں کو شیخ مصری پر نگران مقرر کر کے انتہائی طور پر بے عزت اور حقیر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مگر خدا کے ہاں انصاف ہے۔ چاہ کن را چاہ در پیش، ہر فرعونے راموسی کا نظارا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

۱۶..... میرے اعلان اخراج میں ”نا واجب اتہام“ کے گول مول لفظ لکھ کر جماعت کو مشتعل کیا گیا۔ حالانکہ تحقیقات ہونے پر وہ صحیح ٹھکے ثابت ہوئے۔ اسی طرح مصری صاحب سے متعلق اذعائے اثر و رسوخ گند اور گالیاں اور تکبر وغیرہ کے الفاظ غلط طور پر منسوب کر کے جماعت کو اس بات پر ابھارا گیا کہ وہ جس قدر ممکن ہو ذلیل سے ذلیل الفاظ مصری صاحب کے خلاف ریزولیوشنوں میں لکھیں۔“

۱۷..... ہمارے کہیں ادھر ادھر آنے جانے پر سایہ کی طرح لڑکے لگا رکھے ہیں۔

۱۸..... شیخ مصری کے ہاں مزدوروں اور عورتوں کو گھر کا کام کرنے سے روکا گیا ہے۔ ہمارے بچے بازار میں کوئی چیز لینے جاتے ہیں تو ساتھ ہی خدائی رضا کار جا کر دکان کو اشارہ کر دیتے ہیں کہ نہ دینا۔

۱۹..... میرے مکان کی بیرونی کھڑکیوں کے سامنے ۲۳ گھنٹہ ایسے قسم کے لڑکوں کو بٹھایا گیا جن میں سے بعض لڑکے رات کو ہمارے احتیاطی ٹارچ روشن کرنے پر سامنے الف ننگے کھڑے ہو گئے۔ اس وقت میری اہلیہ اور میری لڑکی بھی سامنے کھڑی تھیں۔

۲۰..... میری لڑکی اپنے پاس والے مکان میں پانی لینے گئی تو ان کے سرگرم والٹینئر لوٹنے نے اس کا منہ چڑایا اور بھاگ گیا۔

۲۱..... شیخ مصری کے گھر میں دن کے وقت دوسرے قریب مکان کی دیوار پر کھڑے ہو کر دور بین کے ذریعہ جھانکا گیا اور اس طرح ان بچاروں کو تمام دن پریشان رکھا گیا اور گھر کا کام کاج کرنے اور کھانا پکانے سے روک رکھا۔

۲۲..... جس رات بھینٹی میں نفرت کا جلسہ رچایا گیا اس رات نو دس لڑکے جن میں سے بعض لاشیوں اور بعض کلہاڑیوں سے مسلح تھے شیخ مصری کے مکان کو گھیرے ہوئے دیکھے گئے۔

۲۳..... اور اب باوجودیکہ گورنمنٹ کی طرف سے دو آدمی ان کی نقل و حرکت پر نگران مقرر ہیں۔ پھر بھی وہ بدستور جسارت اور دیدہ دلیری سے اپنے طریق کار پر مصر ہیں۔ اسی رات کو کوئی مرتبہ شیخ مصری صاحب کے مکان کے قریب کھیتوں، دو، دو، چار، چار لڑکے منہ لاشیوں کے لیٹ کر چھپے ہوئے دیکھے اور دیکھائے گئے۔

۲۵..... آج کل غیر معمولی طور پر لاشیوں اور ہاکی سٹکوں کی کثرت سے مظاہرہ شروع کر دیا گیا ہے۔

۲۶..... پولیس میں ہمارے خلاف محض خانہ پری اور اپنے مظالم پر پردہ ڈالنے کے بالکل جھوٹ اور خلاف واقعہ رپورٹیں کی جاتی ہیں۔ چنانچہ ایک رات نو بجے کے بعد پولیس میں یہاں کے جنرل پریذیڈنٹ کے ذریعہ رپورٹ کرائی گئی کہ نضر الدین ملتانی کی دکان کھلی ہے۔ اب خطرہ ہے کہ احراریوں کے ذریعہ اپنی دکان کا نقصان کرا کر جماعت احمدیہ کو بدنام کر دیں گے۔ مجھے پریذیڈنٹ صاحب کی لمبی داڑھی اور ان کی مستقیمانہ صورت دیکھ کر سخت رحم آیا کہ ایسے سیدھے سادھے بچارے مومن کو آلہ کار بنا کر خواہ مخواہ نمبر ۱۸۲ دفعہ کا مظہر بنانے کی جرأت کی گئی ہے۔

کیونکہ ایس آئی صاحب نے فوراً ایسی بھیج کر تحقیقات کی تو رپورٹ غلط اور جھوٹ تھی۔ نہ معلوم پولیس نے اس غلط رپورٹ پر کوئی نوٹس کیوں نہ لیا جو کہ اس وقت تحقیقات کی رو سے ثابت ہو چکا تھا۔

۲۷..... ہمارے قرضداروں کو ہمیں قرضے ادا کرنے سے روکا گیا اور قرضخواہوں کو مطالبات اور مقدمات کرنے کے لئے اکسایا جا رہا ہے۔ حالانکہ ادھر ہمارے ذرائع معاش بند کر دیئے گئے ہیں۔

۲۸..... گھروں پر ڈاکہ ڈالنے کے علاوہ ہماری ڈاک پر بھی ڈاکہ ڈالنے کی کوشش جاری رہی۔

۲۹..... ہماری بھینس کو ہمارے گھروں کو صاف کرنے سے روکا گیا ہے۔

۳۰..... ہمارا اسلام، کلام، پیام بند کر کے بظاہر تو یہ کہا کہ گویا ہمیں مزا دی گئی ہے۔ مگر در پردہ یہ غرض ہے کہ کسی طرح اپنا یہ ڈینٹس اور اصل حقیقت ان کے محدود عریضوں پر آشکارا نہ کر دیں اور ان کے خاص راز و نیاز کا پھانسا پھوڑ دیں۔ جس کے اشرف کے خوف سے یہ بظاہر مزا دی گئی ہے کہ قتل از مرگ دلوایا گیا جا رہا ہے۔ اب اہل دل اصحاب خواہ وہ کئی مذہب و ملت سے تعلق رکھتے ہیں ہمارے درشت انسانیت کے دھبے سے خوفزدہ ہیں کہ مذکورہ بالا محکلات اور مصائب جو الگ الگ تو معمولی دہیے ہیں۔ مگر مجموعی طور پر یہ جس بیکہ دھماکا انسان پر اور دوسرے لوگوں پر اس کے لئے کس قدر تکلیف اور دکھ کا موجب ہوں گی۔ خود ہی قسم مجھے تو گورنمنٹ برکٹریٹ پر دم آتا ہے کہ وہ بے ہماری قانون کی علمداری کس طرح لائن ٹھنڈوں کا علاج کر کے ہمیں آگے بڑھنے کی دلاہتی ہے۔ ہمارے لئے دارالامان یا حستان سے بھی بدترین مین رہا ہے۔ پھر یہ کس قدر ستم ظریفی اور مقدس اسلام کی تضحیک و توہین ہے کہ ان ستم آرائیوں اور جھانکاریوں کو عین اسلام ٹھہرایا جا رہا ہے۔ چنانچہ قادیان کے بڑے مولے عالم قبلہ میر محمد اسحاق فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ اور ماموں جان خلیفہ اسحاق ثانی نے ۷ جولائی کو مسجد دارالفضل کے گھرے مجمع میں فرمایا کہ: ”یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان کا مقابلہ کیا گیا۔ ان کی ناکہ بندی کی گئی۔ ان کا دودھ بند کیا گیا اور ان کی بھینس کو کام کرنے سے روکا گیا۔ یہ اعتراض اگر وہ قرآن کریم پر غور کرتے تو کبھی نہ کرے۔ کیونکہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں جب تین اصحاب ایک غزوہ میں شریک ہونے سے رہ گئے تو ان کا مقابلہ کیا گیا اور ان کی حالت یہ ہو گئی کہ..... فساق علیہم الارض بما رحبت۔ زمین باوجود فراخ ہونے کے ان پر تنگ ہو گئی۔“ سچ ہے کہ۔

گر ہمیں کتب و ہمیں ملا

کلو طفلان قحام خواہد شد

کہاں ایک رسول اللہ کے حکم کی نافرمانی اور کہاں ایک ظالم کی ذاتی اور نفسانی حالت پر ناراضگی۔ پھر ظاہر پرست میر صاحب نے قرآن کریم کے لیلیٰ پورا کی کیسی ہنگ کی ہے۔ حالانکہ وہاں صاف بات ہے کہ ان کو تو حضرت رسول کریم کی ناراضگی دو پھر معلوم ہو رہی تھی۔ نہ کہ ان کا مقلد ایسا خالمانہ تھا کہ ان کے اہل و عیال کا دانہ پانی بھی روکا گیا ہو۔ صرف بول چال بندھی کہا جاتا ہے مہیا کیا جاتا تھا۔ میر جال میر صاحب موصوف نے ان مظالم کی تصدیق کر دی ہے کہ یہ واقعی ہوتا ہے جس لہجہ میں ان کی قرآن دہانی کی دو سے جائز ہیں۔ پس خدا ہمارے اہل و عیال اور نئے نئے بچوں کے حال زار پر رحم فرما کر ان تم بچہ لوگوں کے ذلیل حرکات سے محفوظ فرما کر تیرے سوا ہر اکوئی واقف زار اور پرسان حال نہیں۔ آمین!

فاکسار نجر الدین ملتان، مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم . فصلہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے پراسرار اخراج کے اعلان کی حقیقت اور مکروہ پراپیگنڈا

دوستو! اک نظر خدا کے لئے یہ کلمہ صحیح ہے۔ میرے اخراج کے اعلان میں یہ مدعا کیا گیا تھا کہ جن دنوں تک تفصیلی بیان شائع کیا جاوے گا اس لئے میں مطمئن تھا کہ تفصیلی بیان کے پڑھنے پڑھنے والوں کو میرے ان جرائم کا اعجاز ہو جائے گا جن کی پاداش میں میرے دل سے بیس سالہ تمام ہلکے چھوٹے گناہوں کو سزا دی گئی ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے آج دو ہفتے سے زائد گزرتا ہے کسی خاص مصلحت کے تحت تفصیلی بیان شائع نہیں کیا جاسکا۔ مگر اس وقت خاموشی میں میرے مختلف طرح طرح کے جھوٹے اور مکروہ پراپیگنڈے کے کر کے میرے مخالف خواہ مخواہ منافرت اور خرابیت عامہ پھیلانی جا رہی ہے کہ گویا چھپا ہوا اراری یا بیچاری یا بانی وغیرہ تھا یا اب ہوں۔ یا ان سے کسی طرح کی سازش، العیاذ باللہ پھر اسی سزا کے دوران جب کہ ۲۳ گھنٹہ میرے گھر کی چاروں طرف سے ناکہ بندی ہوئی ہے اور میری ہر حرکت و سکون پر کڑی نگرانی ہے۔ میرے گھر سفید پوش آدمی آتے ہیں اور میرے گھر کی تانگی توڑی گئی۔ بد قسمتی سے وہ سفید پوش سودیشی چور ہاتھ سے نکل گیا۔ مگر اس کے متعلق یہ مشہور کیا جا رہا

ہے کہ گویا ہم نے خود تا کی توڑ کر شور ڈال دیا۔ ان دونوں امور کے متعلق مکروہ پراپیگنڈہ کرنے والے احمدی دوستوں کو صحیح موعود کے اصول و معیار و صداقت کے ماتحت چیلنج کرتا ہوں

کہ ان میں سے ایک یا دو یا سب اپنے اپنے اہل و عیال نے کر میرے مقابل میدان میں نکلیں۔ میں بھی اپنے اہل و عیال لا کر اور اپنے شیر خوار بچہ کو گود میں لے کر خدا کے حضور میں تریاق القلوب کی قسم کھاتا ہوں اور وہ بھی قسم کھادیں۔ میں اپنے بیان کی تصدیق میں اور وہ اپنے بیان کی تصدیق میں۔ پھر اس کے نتیجے کے لئے خدائی فیصلہ کا انتظار کریں۔ اس فیصلہ کن طریق سے جو صحیح موعود کا بیان فرمودہ ہے کسی احمدی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ میرا یہ بیان ہے کہ میں دم تحریر ہذا نہ احرار یوں اور نہ بیٹا میوں سے ملا اور نہ احرار یوں سے بذریعہ تقریر و تحریر کسی قسم کی سازش کی۔ حالانکہ بعد اخراج مجھے ان سے ملنے میں کوئی روک نہ تھی۔ اس طرح تا کی توڑنے والے سو دہائی سفید پوش آدی کو میں نے اور میرے لڑکے نے اپنی آنکھوں سے صرف دو تین فٹ کے فاصلہ پر سے دیکھے۔ یعنی کھڑکی کے آر پار کا فاصلہ تھا اور ہم نے نہیں توڑی یا توڑائی۔ اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں تو یا اللہ العالمین مجھے ایک سال کے اندر اندر جھوٹوں کی سزا دے۔ اسی طرح مد مقابل بھی دعا کرے اور ہم سب مل کر آمین کہیں۔ اگر اس طریق فاصلہ پر آنے کے لئے کوئی تیار نہ ہو۔ تو پھر دوستو، ایسے مکروہ پراپیگنڈے سے ایمانوں کو ضائع مت کرو۔ کیونکہ اس طریق سے ممکن ہے کہ انسان کو چند روز کے لئے خوش کر لو۔ مگر خدا ناراض ہوگا۔

میرے اخراج کے اعلان میں سزا صرف یہ ظاہر کی گئی تھی کہ کلام، سلام، پیامِ فخر الدین سے بند۔ مگر اس سزا کی جو عملاً تشریح کی جا رہی ہے اور یہ ہے کہ:

- ۱..... میری اہلیہ اور میرے بچوں کا بھی بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ اس جرم میں کہ وہ میرے بیٹے ہیں۔
- ۲..... میرے شیر خوار اور بیمار بچہ کا دودھ بند کر دیا گیا ہے۔ اس جرم میں کہ وہ میرا بچہ ہے۔
- ۳..... میری معذور بیوی کو نہلانے والی عورت کو میرے گھر آنے سے روک دیا گیا ہے۔
- ۴..... میرے نہایت ہی عزیزوں، پیاروں کو میرے گھر آنے سے روک دیا گیا ہے۔
- ۵..... میرے مکانوں کے کرایہ داروں کو مجبور کر کے مکان خالی کرادیئے گئے ہیں۔
- ۶..... میری دکان پر سے شمس الدین معذور کو محض اس لئے اٹھا دیا گیا ہے کہ ان کے خیال میں وہ میری دکان کی نگرانی کرتا تھا۔

۷..... میرے مکان کے ارد گرد چوبیس گھنٹہ بیسیوں آدمیوں اور لڑکوں کو پہرہ رکھ کر میرے اہل و عیال کو اور مجھے بے جا خوف اور ہیبت کا تجربہ بنا دیا گیا ہے۔

۸..... احمدی دکانداروں کو مجھے ضروریات زندگی دینے سے روکا گیا ہے۔

۹..... میرے کاروبار کو مطلقاً بند کر کے مجھے اور میرے اہل و عیال کو نان شبینہ کا محتاج اور مظلوم الحال بنانے کی اسکیم بنائی گئی ہے۔

۱۰..... میرے مکان کی ناکہ بندی کرنے سے ۱۳، ۱۳ کی درمیانی شب میرے گھر میں سفید پوش سودیشی چوروں نے گھس کر میرے جان و مال پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر تاکا توڑنے میں وہ یہ دیکھ کر کہ ہم ہوشیار ہیں بھاگ گئے۔ مگر اس دن سے ہم سب کے سب رات بھر بے چین اور خوفزدہ اپنے کو گھٹے پر جاگتے رہتے ہیں اور ہمارے سب دوست ہمسایہ وغیر اس وقت آرام کی نیند سوتے ہیں۔ تیرہ برس سے میرا مکان آباد ہے۔ مگر اب ان کی ناکہ بندی میں یہ فعل کیا گیا۔

۱۱..... میرے مکان کی بیرونی کھڑکیوں کے سامنے ۲۳ گھنٹہ ایسی قسم کے لڑکوں کو بٹھایا جاتا ہے۔ جن میں سے بعض لڑکے رات کو ہمارے احتیاطی نارچ روشن کرنے پر سامنے الف ننگے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت میری اہلیہ اور لڑکی بھی سامنے کھڑی ہوتی ہیں۔

۱۲..... میرے متعلق منافرت، احراریت، پیغامیت اور بابیت کا مکروہ اور جھوٹا پراپیگنڈہ کر کے عوام کو مشتعل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ میں خدا کے فضل سے احمدی تھا۔ احمدی ہوں اور انشاء اللہ احمدی مروں گا۔ خواہ مجھے اس سے بھی زیادہ تکلیفیں اور دکھ کیوں نہ پہنچائے جائیں۔

احمدیت میری خوراک، احمدیت میری پوشاک، میرا اوزھنا اور پھوٹنا احمدیت اور انشاء اللہ احمدیت ہی میرا کفن بنے گی۔ احمدیت خدا کے فضل سے میرے رگ و ریشہ اور روح و جسم میں جزو لاینفک بن چکی ہے۔ یہ جو ہر میں نے براہ راست مسیح موعود کے ہاتھوں سے پایا ہے۔
۱۳..... میرے معصوم بچوں کو سکول میں تعلیم دینے سے انکار کر کے نکال دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ میرے بچے ہیں۔

۱۴..... چھوٹے چھوٹے بچوں اور عوام کو ہمارے اوپر پہرہ مقرر کر کے ہیں انتہائی طور پر بے عزت اور حقیر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۵..... اعلان میں بے جا اتہام کا لفظ لکھ کر اور تفصیلی بیان باوجود وعدہ کرنے کے اب تک شائع نہ کر کے لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ واقعی سنگین جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ حالانکہ

در اصل نہایت معمولی بات ہے۔ اس میں ایمانیات یا اتہام کا کوئی دخل نہیں۔ یعنی اخویم ڈاکٹر فضل الدین صاحب آف کپالہ کے گھر چوری کے واقعہ کے متعلق چند ایک ذاتی شکوے تھے۔ جن کو بہ نیت صفائی قلب صاف صاف بیان کر دیا گیا۔ مگر اس صاف بیانی کو اتہام سے موسوم کر لیا گیا ہے اور اسے اتنی بڑی وسعت اور اہمیت دی گئی ہے۔

۱۶..... ہمارے کہیں ادھر ادھر آنے جانے پر سایہ کی طرح آدی اور لڑکے لگا رکھے ہیں۔
 ۱۷..... سلام کلام، پیام بذریعہ تقریر و تحریر بند کر کے میرے ڈیفنس اور اصل حالات اور معاملہ کو جماعت کے لوگوں سے مخفی رکھا گیا ہے اور اپنے ایک طرف بیانات پر یقین کر لینے کے لئے جماعت کو مجبور کیا گیا ہے۔ اب دوست اور وہ دوست جو کبھی احمدیت کی وجہ سے غیر احمدیوں کے بائیکاٹ کے تحت مشق رہ چکے ہیں۔ اندازہ لگائیں کہ آیا اس بائیکاٹ کا اور اس بائیکاٹ میں کوئی فرق ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو دوستو فکر کرو کہ ان زیادتیوں کی وجہ سے جلد کوئی عذاب آنے والا نہ ہو۔ اگر مجھے معافی سے یہ کہہ دیا جائے کہ ان حرکات سے ہمارا منشاء یہ ہے کہ تم قادیان سے نکل جاؤ تو خدا کی قسم ایک لمحہ بھی نہ ٹھہروں گا۔ چاہیں یاں یہاں کے ذمہ دار کے سپرد کر کے فوراً چلا جاؤں گا۔

اس اعلان اخراج کے بعد میں نے حضرت اقدس کے فرطان کے ماتحت کہہ چکے ہو کر جموٹوں کی طرح تامل اختیار کرو۔ ایک خواب کی بناء پر سچے دل سے معافی مانگی ہے۔ جس کا جواب تا حال خاموشی ہے۔

پیارے دوستو! قادیان کے ہوں یا باہر کے۔ آپ لوگ جانتے ہو کہ میں نے آج تک کسی سے برائی نہیں کی۔ جہاں تک ہو سکا خدمت کی۔ نکلی کی، اور وفا کی، دعا نہیں کی۔ یہ نیت ثواب اور خوشنودی خدا احسان و مروت کی۔ کیوں؟ محض اپنے پیارے مسیح کی تعلیم کے طفیل انہی کے ماتحت اب بھی ان تمام زیادتیوں کو برداشت کرتا رہا ہوں تو بھی محض اپنے پیارے مسیح موعود کی خاطر اس قادیان اور قادیان کے رہنے والوں کی عظمت و محبت میں، ورنہ آپ جانتے ہیں کہ مندرجہ بالا زیادتیوں میں سے ہر ایک کا جواب زبردست سے زبردست ہو سکتا ہے۔ عملی بھی اور علمی بھی۔ مگر میں ابھی تک ان کے جواب کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ یہ بدنامناہولی فوراً ختم کر دی جائے اور سلسلہ احمدیہ کی امن پسندی اور سلامت رومی روایت کی عظمت و عزت برقرار رکھی جائے۔ غیر لوگ یہ حالت دیکھ کر اور سن کر سلسلہ احمدیہ کی ایک نام روایت کو افسانہ سمجھنے

لگ گئے ہیں۔ پس سزا کو سزا کے الفاظ تک محدود رکھو۔ ان اللہ لا یحب المعتدین! خدا سے ڈرہ، ذاتی جوش اور کھردروں اور انتقامی جذبہ سے بچو۔ ورنہ خدا کی پکڑ بہت سخت ہے۔ مراد عا نصیحت بود و کردیم آ

میں سمجھ لوں گا کہ دوسرے احمدیوں کو ابتداء احمدیت میں بیگانوں کے جور و مظالم کا تخیل مشق بنا پڑا اور مجھے انتہائے احمدیت میں اپنوں کا جو دستور کا شکار بنا پڑا۔

پس اے خدائے علیم و خبیر جو دلوں کے حقیقی بھیدوں کو جاننے والا ہے تو خوب جانتا ہے کہ میں دل و یقین سے اپنی طرف سے تخلص احمدی ہوں۔ گو میں بہت سی عسیان و کفران و لسیان کا مجموعہ ہوں۔ مگر میری محبت اور گہنی محبت مسیح موعود سے اور مسیح موعود کے تھیل اور واسطہ سے ان کے خاندان کے افراد سے ہے اور ان کی ہر جائز خدمت کا شوق اور تڑپ ہے اور احمدیت کے لئے تیرے ہی فضل سے میرے اندر خاص جوش اور عزت بخشی گئی ہے اور یہی اس کی برکت ہے کہ ہر صورت میں صاف گوئی اور راست گفتاری کو مقدم رکھتا ہوں۔ خواہ دوسرا کتنا ہی برہم کیوں نہ ہو۔ اس راست گفتاری کے باعث میرا خواہ کتنا سے کتنا عزیز اور بزرگ ناراض اور کبیدہ خاطر کیوں نہ ہو۔ میرا دل ہرگز جنبش نہیں کرتا۔ پس اے میرے محافظ حقیقی خدائے مصل اپنے فضل سے اس عاصی پر معاصی بندہ کو ابتداء میں بیگانوں کے فتنہ و شر سے محفوظ رکھ کر دارالامن میں پناہ دی تھی۔ اس طرح اب بھی بیگانوں کی تازہ کرم فرمائیں نے جن کا مختصر سا خاکہ اوپر دے چکا ہوں۔ محفوظ و مامون رکھ کر دارالامن میں سکیت سکونت عطا فرمایا۔ میرے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اور میری معذور بیوی تن تہا محض تجھ کیلئے ہی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

ہمارے اوپر زمین تنگ کی جارہی ہے۔ لاہور امرتسر یا دوسرا شہر نہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے دروازہ پر پناہ گزینی کی درخواست دی جائے۔ قادیان ہے جہاں صرف تیری آسانی گورنمنٹ ہی ہم عاجزوں کی حفاظت کر سکتی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا خاکہ مصائب سے ظاہر ہے۔ جماعت سے اخراج گویا انسانیت سے اخراج ہے۔ عام انسانیت کا سلوک بھی ہم عاجزوں اور بیکسوں سے روا نہیں رکھا جاسکتا۔ انسانیت چھوڑ کر حیوانیت کے دائرہ سے بھی نکالا جا رہا ہے۔ بھلا شیر خوار بچہ کے لئے دودھ دینے سے روک دینا طوفان، آندھی سے ایک دیوار گر گئی۔ اس کے بنانے کے لئے راج کو متع کر دینا کس مذہب اور کس سوسائٹی میں جائز ہے۔ یا کس قانون اور آئین میں سزا کی قسم ہے؟

اس حالت پر تین ہفتے گزرنے کو ہیں اور معلوم نہیں کہ عرصہ مصائب کتنا لمبا اور وسیع ہوگا۔ دارالامن ودارالامان میں یہ حالت پرندوں کے بسیرے کے لئے درخت موجود، جنگل کے پرندوں کے لئے بھٹ موجود، مگر ابن آدم اور اس کے معصوم اور ننھے ننھے بیمار معذور بچوں کے لئے یہ بدامنی کی ندرات چھین سے گزرتی ہے اور ندون کو قرار ملتا ہے۔ ڈنڈا فوج کے ہر وقت کا مظاہرہ میری بیوی اور بچوں کے دلوں میں عجیب ہیبت طاری کر رہا ہے۔ اس جرم کی پاداش کہ میں نے چند ایک شکوے پیش کئے جن کو ناوا جب اتہام سے موسوم کر کے تمام احمدی جماعت کو میرے خلاف ابھارا گیا ہے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ قادیان جیسے مقدس خطہ جو ایک صلح و آتش و سلامتی کے شہزادہ کی تخت گاہ ہے۔ جہاں سے روحانی علوم کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ جہاں سے تمام دنیا کو سلامتی پہنچانے کا پیغام جاری ہوا ہے۔ وہاں ایسے پر جفا قسم زاکار دانتیاں پھر اس پر روارکھی جا رہی ہیں جو قادیان اور خدمت گذار احمدی ہے۔ اس کے اوپر یہ ظلم و ستم الہی تیری پناہ۔

جماعت میری آواز سے متفق ہو یا نہ ہو اس کی پرواہ نہیں کیونکہ میں احمدی ہوں۔ محض اپنی نجات کے لئے میرے خدا تیری رضا جوئی کے لئے میں یہ بیان اس لئے نہیں شائع کر رہا کہ جماعت کے لوگ مجھ سے خوش ہو جائیں یا میرا رزق نہ روکیں۔ رزاق ذی القوۃ التین تجھے وحدہ لا شریک کو سمجھتا ہوں۔ یہ مصائب اور ابتلا آتی ہیں۔ مجھے یہ تسکین قلب حاصل ہے کہ میں حق پر ہوں اور حق پر ہی مرنے کا آرزو مند ہوں۔ میں نے ایمانی جرأت سے کام لے کر جو جو شکوے میرے دل میں تھے صاف صاف عرض کر دیئے تھے۔ اب اگر اس صاف گوئی کا کوئی بزرگ یا خود رو پسند نہیں کرتا تو پرواہ نہیں۔ تو خدا میرا والی میرا رب اس کو ضرور پسند کرتا ہے۔ مسیح موعود کی غلامی سے میں نے یہی ایک جوہر پایا ہے۔ کیا میں اسے ضائع کر کے خسر الدنیا والا آخرۃ کا مصداق بنوں۔ العیاذ باللہ!

اے میرے خدا تو جانتا ہے کہ میں منافق نہیں ہوں۔ میرے سر پر کوئی تلوار نہیں لئے کھڑا کہ میں جھوٹ بول کر اپنے تئیں احمدی ظاہر کروں۔ لیکن میں درپردہ غیروں سے ملا ہوا ہوں۔ کیونکہ تیرے پاس کلام میں منافق کی یہی جامع و مانع تعریف ہے کہ ”اذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنوا واذنا خلقوا الی شیاطینہم قالوا انما معکم انما نحن مستہزونون“ کہ جب مؤمنوں کو ملتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور جب غیروں کے پاس

جاتے ہیں تو انہیں کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ مگر اب تو منافقت کی تعریف کو اس قدر وسعت دی گئی ہے کہ بات بات پر اور معمولی سے معمولی ذاتیات پر اچھے بھلے مومن کو منافق کہہ کر اونی اور اعلیٰ کی نظروں سے گرانے کی کوشش کی جاتی ہے تو یہی ہمیں اس اندر کے پیدا شدہ فتنے سے ہر طرح محفوظ رکھ۔ میرے خدا تو جانتا ہے کہ اس وقت بھی محض ذاتیات کی بناء پر مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر ہر ممکن سے ممکن تکلیف اور مصیبت میں ڈالا جا رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور سختی کیا ہوگی کہ ناراضگی مجھ پر ہے۔ مگر دودھ میرے شیر خوار بچہ کا بند کر دیا گیا ہے۔ بھلا اس معصوم بچہ نے کسی کا کیا بگاڑا تھا۔ اس کا ایک بازو ٹوٹا ہوا ہے۔ اس کی معذور ماں کے پستانوں میں اس کی قسمت کا دودھ نہیں ہے۔ اس کا اگر قصور ہے تو صرف یہ کہ وہ مجھ بدمست انسان کا بیٹا کہلاتا ہے۔ اس جرم کی پاداش میں یہ حکم نافذ فرمایا گیا کہ ان کو دودھ دینا بند کر دو۔ کیونکہ یہ ہمارے فلاں مجرم کا لخت جگر ہے۔ حضرت عثمانؓ پر بھی جب باغیوں نے پانی بند کر دیا تو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یہ فضل نہ کافروں کا ہے نہ مومنوں کا۔ مگر یہاں شیر خوار بچہ کا مدار زندگی بند کر دیا جاتا ہے۔ پھر مومن کے مومن مگر وہ شیر خوار بچہ منافق زادہ ہے۔

بہیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

میرے پیارے خدا تو جانتا ہے کہ میں نے وطن چھوڑا محض حق کی خاطر۔ عزیز واقارب سے منہ موڑا محض حق کی خاطر، قادیان میں کنبہ چھوڑا محض حق کی خاطر۔ پچھلے رشتے ناطوں کو توڑا محض حق کی خاطر، قادیان میں حق کی خطرہ کر پھرا اگر ہمارا جذبہ ایمانی اور طاقت روحانی اس قدر گر چکے ہیں کہ حق کوئی کے لئے محض ہم اس لئے جرأت نہیں کرتے کہ کہیں ہماری دنیوی اغراض ضائع نہ ہوں گی یا سوشل تعلقات میں فرق پڑے گا۔ یا بایکٹ اور اخراج کا بھوت سر پر سوار ہو جائے گا۔ تو بس پھر ہماری ایمانی ترقی معلوم شد۔ صحابہ کرام سے ہماری روحانی کیفیت نہیں بڑھ سکتی۔ وہ ہمارے لئے نظیر ہے۔ حق کی خاطر کہ فساد وقت کی خاطر اگر ان تکالیف کے لئے ہو تو قبل ان تم تو اپر عمل کر کے طبیعت کو تیار کر لیا جاوے۔ تو پھر بس کوئی ڈر نہیں پس اے خدا تو ہماری بے بسی اور بے یار و مددگاری کو خوب جانتا ہے۔ تو آپ ہی ہماری حفاظت کر۔ آمین!

”رب کل شی خادمک رب فاحفظنی فانصرنی وارحمنی“

ایک چھوڑ و مقہور خاکسار: فخر الدین ملتانی قادیان!

خليفة قاديان کا بائیکاٹ و مقلطہ

سیکرٹری انجمن انصار احمدیہ قادیان کی زبانی سنئے!

جو احمدی بھی خلیفہ یا ان کے ہاتھوں کے خلاف شریعت افضل یا مظالم کے خلاف آواز اٹھائے تو بجائے اس کی فادری کرنے یا تسلی کرنے کے لئے اس کا سختی سے بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے۔ تمام احمدیوں کو حکم دیا جاتا کہ کوئی اس سے سلام کلام نہ کہے نہ اس کے سلام کا جواب دے۔ نہ اس سے کوئی خریدے نہ اس کے ہاتھ فروخت کرے۔ یہاں تک کہ دو عماروں کو ضروریات زندگی تک دینے سے منع کر دیا جاتا ہے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ اس کے قریب ترین رشتہ داروں کو اجازت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے پیارے کی پیار پر ہی کر سکیں۔ یا مردوں کے کفن و دفن میں شریک ہو سکیں۔

موت کی کھٹکھٹ میں بھی اجازت نہیں

اگر کوئی عورت زندگی و موت کی کھٹکھٹ میں بوقت ولادت اکیلی تڑپ رہی ہو تو اس کی ماں بہن بھائی باپ تک کو ملنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ بلکہ وہ ایک کوا بھی آنے سے روک دیا جاتا ہے۔

معصوم بچوں کا دودھ بند کرنا

کراے کے مکان سے اسے نکال دیا جاتا ہے۔ اس کے مکان ہوں تو کرایہ داروں سے حکما خالی کرادیئے جاتے ہیں۔ موقعہ لگے تو آگ تک بھی لگا دی جاتی ہے۔ شارع عام پر گزرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ مساجد میں جا کر نماز ادا کرنے سے روکا جاتا ہے۔ اس کے ہاں جھگڑن مزدور تک کو کام کرنے سے باز رکھا جاتا ہے۔ اس کے بچوں کو سکول میں تعلیم دینے سے انکار کیا جاتا ہے۔ اس کے ننھے ننھے معصوم بچوں کا دودھ بند کر دیا جاتا ہے۔ معمولی معمولی قماش کے ٹوٹے اس پر جاسوس مقرر کئے جاتے ہیں جو ہر وقت اس کے پیچھے لگدہتے ہیں۔ اس کے مکان کے گرد لٹھ بند چہرے دار بٹھا دیئے جاتے ہیں۔ اس کے حلق حکم دیا جاتا ہے کہ جب لوگ اسے دیکھیں تو لاجول پڑھا کریں۔ اس کے بیوی بچوں تک کو سلام و کلام کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

فرمان خلیفہ الفضل

”اس عرصہ (دوران بائیکاٹ میں) میں ماں، باپ اور بیوی بچوں اور دوسرے تمام

رشتہ داروں کا فرض ہوگا کہ جس طرح ایک گندہ چھتھرا اپنے گھر سے باہر پھینک دیا جاتا ہے اسی طرح وہ اسے اپنے گھر سے نکال دیں۔ باپ بچے کو نکال دے۔ (خواہ بچے گھر سے نکل کر آوارہ ہو جائیں یا اسلام چھوڑ کر کوئی اور مذہب ہی کیوں نہ اختیار کر لیں) ان سختیوں کے باوجود پھر اس کو کسی نہ کسی مقدمہ میں پھنسانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کو منافع، مرتد، دشمن سلسلہ قرار دے کر اس کے قتل تک کو جائز بتایا جاتا ہے۔ یہ تمام مظالم اور سختیاں اس لئے روا رکھی جاتی ہیں تاکہ دوسرے لوگ عبرت پکڑیں اور کوئی مظلوم جس کو اللہ تعالیٰ بھی ظالم کے ظلم کے علی الاعلان اظہار کی اجازت دیتا ہے آواز نہ اٹھاسکے۔

اب اے جماعت احمدیہ خدا کے لئے بتا کہ کیا اس قسم کا حیا سوز سلوک کبھی کسی خدا کے پیارے نے بھی اپنے معترضین کے ساتھ روا رکھا۔“
پھر فرماتے ہیں: ”ان دنوں ان کی زندگیوں کی ایک ایک گھڑی میرے احسان کے نیچے ہے۔“

خلیفہ قادیان کا مریدوں کو ابھارنا اور اس کے نتائج

خلیفہ نے پھر ایک آخری خطبہ ۶ اگست ۱۹۳۷ء جمعہ کے دن دیا۔ جس میں مذکورہ بالا شخصیتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے مریدوں اور جانباڑوں کو ابھارا گیا۔ اس کے دوسرے ہی دن پھر بروز ہفتہ ۷ اگست تقریباً ساڑھے چار بجے عصر کے وقت مولانا فخر الدین ملتانی، حکیم عبدالعزیز، حافظ بشیر احمد (پیر شیخ عبدالرحمن) تینوں پولیس پوسٹ کی طرف جا رہے تھے۔ پولیس پوسٹ سے کم و بیش سو گز کے فاصلے پر ایک تیز دھارا آلے سے حملہ کر دیا گیا۔ تیز دھارا آلہ فخر الدین ملتانی کی پہلی کوچہر تانہوا بھینچنے میں جا نکلا۔ بعد ازاں حکیم عبدالعزیز کو بھی اسی تیز دھارا آلہ سے منہ اور گالوں پر شدید ضربات آئیں۔ گورنمنٹ اسپتال میں فخر الدین ملتانی ۱۳ اگست ۱۹۳۷ء پانچ بجے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

یاد رہے کہ فخر الدین ملتانی قریباً ۳۲ سال تک اس نام نہاد جماعت کی داغ بیل سے قدمے سخنے مدد کرتے رہے۔ مگر جب ۷ اگست ۱۹۳۷ء کو ساڑھے چار بجے سر بازار انہیں خون میں نہلا دیا گیا تو ایک ہزار کی بلحاقت احمدی آبادی میں سے اس تشدد کے خلاف گواہی دینے والا ایک فرد بھی نہ مل سکا۔ حیف ہے صد حیف ہے اس روحانیت پر۔ ڈاکٹر گورنمنٹ سگھ، ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی دکان بھی اسی بازار میں تھی۔ انہیں بھی کھلتے سکوں اور روپیلی چاندی کالا لچ دے کر گچی گواہی سے بازار کھنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ مگر وہ مکر و فریب کے اس جال میں نہ آئے اور حق کی بات کہنے

سے گریز نہ کیا۔ اس وحشیانہ بربریت پر مستزاد یہ کہ جب آپ کی لاش گورداسپور سے قادیان لائی گئی تو پھر مہذب قادیانیوں کا سلوک دیدنی تھا۔ قبر کھودنے والے مزدوروں کو دھمکا کر قبر کھودنے سے روکا گیا۔ اینٹیں دینے سے منع کیا گیا اور نقش کا بکس بنانے والے مستریوں کو حکماً روک دیا گیا۔ کیا ایسے انسانیت سوز بایکاٹ کی کوئی مثال دنیا پیش کر سکتی ہے۔ بالآخر احرار رضا کاروں نے مذہبی اختلافات کے باوجود تدمین کا فریضہ سرانجام دیا اور انسانیت قادیان کے اس شرمناک رویے پر سر ہنسی رہ گئی۔

مثلاً دو یا مٹ جاؤ

خلیفہ ربوہ کا آخری خطبہ جو جمعہ ۶ اگست ۱۹۳۷ء کو دیا گیا تھا وہ اس قدر اشتعال انگیز تھا کہ ڈی سی گورداسپور نے حکماً روک دیا تھا جو آج تک شائع نہیں ہوا۔ اپنے مخالفین کے خلاف اپنے مریدوں کو کس طرح ابھارتے ہیں۔ ان کے مزید اقتباس ملاحظہ ہوں۔

”تم میں سے بعض تقریر کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مرجائیں گے مگر سلسلہ کی جھک برداشت نہیں کریں گے۔ مگر جب کوئی ان پر ہاتھ اٹھاتا ہے تو ادھر ادھر دیکھنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں۔ بھائیو! کچھ روپے ہیں کہ جن سے مقدمہ کروایا جائے۔ کوئی دکیل ہے جو وکالت کرے۔ بھلا ایسے..... نے بھی کسی قوم کو فائدہ پہنچایا ہے۔ بہادر وہ ہے جو اگر مارنے کا فیصلہ کرتا ہے تو مار کر پیچھے ہٹتا ہے اور کھڑا جاتا ہے تو دلیری سے بچ بولتا ہے۔ شریفانہ اور عقلمندانہ طریق دو ہی ہوتے ہیں۔“

(الفضل مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

دشمن کو سزا دینی چاہئے

اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر بھی حیا ہے اور تمہارا بچ بچ یہی عقیدہ ہے کہ دشمن کو سزا دینی چاہئے تو پھر یا تم دنیا سے مٹ جاؤ گے یا گالیاں دینے والوں کو منادو۔ مگر کوئی انسان سمجھتا ہے کہ اس میں مارنے کی طاقت ہے تو میں اسے کہوں گا کہ: ”اے بے شرم تو آگے کیوں نہیں جاتا اور اس منہ کو کیوں نہیں توڑتا۔“

(الفضل مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

”جسمانی ذرائع دعاؤں کے ساتھ وہ تمام تدابیر اور تمام ذرائع کا خواہ وہ روحانی ہوں..... استعمال کریں۔“

(الفضل ۹ جولائی ۱۹۳۷ء)

زندہ جماعت اور قربانی

اس پر بس نہیں..... پھر یوں فرماتے ہیں: ”تو احمدیوں کا خون اس کی (حکومت)

گردن پر ہوگا..... ہم دنیا میں تابود ہوتا..... منظور کر لیں گے..... احمدی جماعت ہے..... وہ ہر قرہانی پیش کرے گی۔ مظلومیت (قانون نقطہ ملاحظہ ہو) کے رنگ میں عمر قید چھوڑ پھانسی پر بھی لٹکایا جائے تو ہم اسے باعث عزت سمجھیں گے۔“ (الفضل مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۳۷ء)

پھر رویا کشوف کے ذریعہ تشدد پر سدھائی ہوئی۔ جماعت کو بھارا جاتا ہے اور ظلم کا ایک نیا دور شروع ہو جاتا ہے۔

قتل کے لئے الہامی بنیادیں

یوں تو خلیفہ کے خطبے اشتعال انگیزی کا شاہکار ہیں اور انہیں سے مشتعل ہو کر قتل و غارت ہو سکتی تھی۔ جیسا کہ مسٹر جی ڈی کھوسلا اور مسٹر بیگ نے اپنے فیصلہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ۶ اگست کو ساڑھے چار بجے فجر الدین ملتانی پر قاتلانہ حملہ ہوتا ہے اور ایک دن قبل الفضل میں ایک مضمون شائع ہوتا ہے جس کا عنوان ہے: ”مصری اور ملتانی“؛ ”یہ دو گھر ہی مر گئے“ ملاحظہ فرمادیں کہ کس چابکدستی اور عیاری کے ساتھ قتل و غارت کو الہامی بنیاد مہیا کی گئی ہے تاکہ جماعت اس بات پر مطمئن ہو جائے کہ اس قتل سے الہام پورا ہوا ہے۔ تشدد کی یہی بالواسطہ ترغیب آج تک الفضل کا پیشہ ہے۔ مگر عوام تو درکنار خواص بھی اسے سمجھنے سے قاصر ہیں۔

”مصری اور ملتانی“ یہ دو گھر ہی مر گئے“

الہام صبح موعود، تہذیب کرہ ص ۱۶، طبع سوم

”الہی سلسلہ اور منافقین“

اللہ تعالیٰ کے پاک کلام مجید سے جو بنی نوع انسان کے لئے آخری اور مکمل ہدایت نامہ ہے یہ امر پوری وضاحت اور تفصیل کے ساتھ ثابت ہے کہ ہر الہی سلسلہ میں جہاں وہ سعید الفطرت اصحاب داخل ہوتے ہیں جو اپنے اخلاص اپنی محبت اپنی قربانیوں اور اپنی جان نثار یوں اور اپنی محیر العقول فداکاریوں کے لحاظ سے دنیا کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں وہاں ایسے بد بخت اور نیک قوم افراد بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جو نفاق کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جو بظاہر جماعت مؤمنین سے تعلقات رکھتے اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ مگر در پردہ فتنہ انگیزی میں مشغول رہتے ہیں اور اپنی ناپاک رشیدہ دونوں سے جماعت کے شیرازہ کو بکھیرنے اور اس کے اجزا کو منتشر کرنے کے منصوبے سوچتے رہتے ہیں۔ ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا چلا جاتا ہے اور منافق اپنے نفاق میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ مگر آخر ان کی ڈھیل کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے

اور آسمان سے خدا تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوتا اور ان کے خرمین امن و سکون کو جلا کر رکھ کر دیتا ہے۔ تب وہی منافق جو تعجبک اجسامہم کے مطابق لوگوں کی نگاہوں میں معزز سمجھے جاتے ہیں ایسے ذلیل، ایسے رسوا اور ایسے بے حیثیت ہو جاتے ہیں کہ کوئی باعزت شخص انہیں منہ لگانا پسند نہیں کرتا بلکہ ان سے ایسی ہی کراہت کرتا ہے جیسے ایک سڑے گلے مردار سے نفرت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتا ہے: ”وَمَنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ اهلِ الْمَدِينَةِ وَمَرَدُوْا عَلٰى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ“ (توبہ)

کہ تمہارے ارد گرد جو جماعتیں ہیں ان میں سے بعض منافق پائے جاتے ہیں۔ بلکہ خود مدینہ میں ایسے منافق موجود ہیں جو اپنی منافقت پر ہمدت قائم ہیں اور گو تمہاری نگاہ سے وہ مخفی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے مخفی نہیں۔ وہ انہیں خوب جانتا ہے۔ اگر وہ اپنی ان منافقانہ حرکات سے باز نہ آئے تو خدا ان کے تمام پول کھول کر رکھ دے گا۔

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں: ”لئن لم ينسْتِه الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُضْرِبَنَّكَ بِهَمْ ثَمَّ لَا يَجَارُونَكَ فِيهَا اِلَّا قَلِيْلًا (احزاب)“ کہ اگر منافق اور وہ لوگ جو منافق نہیں۔ مگر منافقوں کو اپنے دل کی بیماری کی وجہ سے اچھا سمجھتے اور ان سے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں یا وہ جموٹی اور بے بنیاد خبریں اڑا دیا کرتے ہیں اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو ہم تجھے ان کے خلاف کھڑا کر دیں گے اور پھر وہ مرکز روحانیت میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکیں گے۔ بلکہ انہیں اس جگہ سے نکلنا پڑے گا۔

قرآن کریم کی یہ آیات جہاں اس امر پر قطعاً الدلت ہیں کہ مرکز سلسلہ اور بیرونی جماعتوں جتنے منافقین کا کوئی نہ کوئی حصہ موجود رہتا ہے۔ وہاں ان سے یہ امر بھی ظاہر ہوتا ہے کہ منافقوں کا انجام تلخ اور عبرتناک ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایک وقت تک انہیں مہلت دیتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ وہ اپنی شرارتوں سے باز آتے ہیں یا نہیں۔ لیکن جب وہ دیکھے کہ اب ان کی گندگی ان کے سارے جسم میں سرایت کر چکی ہے تو وہ اپنی پاک جماعت کو ایسے اسباب مہیا کر دیتا ہے جس کے نتیجے میں منافقین کی اندرونی سرشت بے نقاب ہو جاتی ہے اور مومن ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ پھر روحانی طور پر انہیں یہ سزا دی جاتی ہے کہ ان کا مرکز سلسلہ سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ گویا جس طرح وہ مرکز وحدت یعنی نبی یا خلیفہ کے وجود سے منقطع ہوتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ انہیں کچھ عرصہ کے بعد مرکز سلسلہ سے بھی منقطع کر دیتا ہے۔

جماعت احمدیہ اور منافقین

جب یہ سنت اللہ ہے اور اس کے نظارہ امثال بھی ہم سابقہ میں موجود ہیں تو کس طرح ممکن تھا کہ جماعت احمدیہ جو خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اس قسم کی فتنہ پروازی اور منافقین کے وجود سے خالی ہوئی۔ سب سے بڑی اور سب سے مقدس جماعت رسول کریم ﷺ کی قائم کردہ جماعت تھی۔ مگر جب اس میں بھی ایسے بد بخت لوگ ہوئے جنہوں نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو شہید کر دیا اور اپنی ریشہ و دانیوں سے عالم اسلامی میں بہت بڑا فرقہ اور انشقاق پیدا کر دیا تو کس طرح ممکن تھا کہ جماعت احمدیہ میں جو شل ہے رسول کریم ﷺ کی جسمانی لحاظ سے فتنہ پرواز اور منافق نہ ہوتے۔

پس منافقین کا وجود کسی الہی سلسلہ کی تکذیب کی علامت نہیں بلکہ اس کی سچائی کا ثبوت ہے۔ کیونکہ اس طرح خداوند تعالیٰ اندرونی اور بیرونی دونوں دشمنوں سے حملہ کرا کر کہتا ہے کہ جاؤ اور مل کر اس جماعت کے استیصال کے لئے کوشش کر لو۔ مگر تم نامراد اور ہو گے اور یہ اس بات کا قطعی اور یقینی ثبوت ہو گا کہ تم جھوٹے ہو اور سچا وہی ہے جس نے بیرونی اور اندرونی دشمنوں کی کھچی ہوئی تلواروں میں اپنے گویہر مقصود کو حاصل کر لیا۔

خلافت سے علیحدگی کا مطالبہ

آؤ! اب اس حقیقت کی روشنی میں موجودہ فتنہ پر نظر ڈالیں کہ یہ فتنہ کیا اسی قسم کا فتنہ نہیں جس قسم کے فتنے پہلے خلفاء کے زمانوں میں اٹھتے رہے ہیں۔ شیخ عبدالرحمان مصری اور فخر الدین ملتانی وہ دو شخص ہیں جنہوں نے ایک لمبے عرصہ تک نفاق کا پردہ اوڑھ کر اپنے چہروں کی سیاہی چھپائے رکھی۔ لیکن اگر آفتاب محمود کی تجلیات نے ان کی سیاہی ظاہر کر کے رکھ دی اور دونوں ”فاخرج منها فانك رجيم“ کے مصداق بن گئے۔ یہ دونوں آخر کیا مقصد لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ صرف یہ کہ موجودہ خلیفہ یعنی ہمارے جان و دل سے پیارے امام، خلیفہ ربوہ کو خلافت سے معزول کر دیں۔ مگر کیا اس قسم کا فتنہ حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں نہیں اٹھا اور کیا باغیوں نے ان سے یہی مطالبہ نہیں کیا تھا کہ تم خلافت سے الگ ہو جاؤ۔ مگر حضرت عثمانؓ اس وقت خلافت سے الگ نہیں ہوئے تھے۔ اگر حضرت عثمانؓ کا اس وقت مقابلہ کرنے والے باغی اور طاعنی تھے تو یقیناً آج کے وہ معاند جو خلیفہ ربوہ سے خلافت سے دستبرداری کا مطالبہ کر رہے ہیں باغی اور طاعنی ہیں اور یقیناً وہ اس مطالبہ کے بعد اپنے آپ کو باغیوں کے صف اور خلیفہ ربوہ کو خلفاء کی صف میں اپنے عمل سے شامل کر چکے ہیں۔

معاندین ناکام رہیں گے

شاید اس مناسبت سے انہیں خیال پیدا ہو کہ جس طرح پہلے مفسد اور باغی خلفاء کو تکالیف پہنچاتے ہیں کامیاب ہو گئے۔ اس طرح وہ بھی کامیاب ہو جائیں گے۔ سو انہیں کان کھول کر سن لینا چاہئے کہ ان کی یہ امید بالکل موہوم ہے۔ چنانچہ خلیفہ ربوہ فرما چکے ہیں۔

اور اب زمانہ بدل گیا ہے۔ دیکھو پہلے جو مسیح آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا تھا۔ مگر اب مسیح اس لئے آیا ہے کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارے۔ اسی طرح پہلے جو آدم آیا تھا وہ جنت سے لکھا تھا۔ مگر اب جو آدم آیا وہ اس لئے آیا کہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے۔ اسی طرح یوسف کو پہلے قید میں ڈالا گیا تھا۔ مگر دوسرا یوسف قید سے نکالنے کے لئے آیا ہے۔ پہلے خلفاء میں سے بعض جسے حضرت عثمان اور حضرت علیؓ کو دکھ دیا گیا۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اس کا بھی ازالہ کر دے گا اور ان کے خلفاء کے دشمن ناکام رہیں گے۔ کیونکہ یہ وقت بدلہ لینے کا ہے اور خدا چاہتا ہے کہ اس کے پہلے بندے جن کو نقصان پہنچایا گیا ہے ان کے بدلے لئے جائیں۔“ (عرفان الہی ص ۹۳، ۹۴)

”پس انہیں یہ امید اپنے دل سے نکال دینی چاہئے کہ وہ خلافت کے مقابلہ میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اب زمانہ بدل گیا ہے۔ اب خدا دشمنوں کو ناکام و نامراد رکھے گا اور ان کا عبرتناک انجام کرے گا۔

غرض موجودہ فتنہ خواہ کتنا بڑا ہو۔ انجام کے لحاظ سے ہمارے لئے ہرگز مضرت نہیں۔ بلکہ یقیناً اس سے احمدیت کی ترقی ہوگی۔ یقیناً اس سے جماعت کے اخلاص میں اضافہ ہوا اور ہوگا اور یقیناً جماعت کا قدم پہلے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ منازل و ارتقاء کو طے کرے گا۔ یہ وہ نوشتہ تقدیر ہے جسے کوئی انسان محو کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور یہی وہ امر مقدر ہے جس کی ہمارے خیال میں مرزا قادیانی کو ان الفاظ میں آج سے تیس سال قبل خبر دی گئی تھی کہ: ”یہ دو گھر ہی مر گئے۔“ (تذکرہ ص ۱۶ طبع سوم)

ان دو گھروں کا اشارہ مصری، ملتان کی گھروں کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت یہی دو گھر نکلے جنہوں نے بحیثیت گھر اس فتنہ میں شمولیت اختیار کی۔ یعنی ان گھروں کے تمام افراد نے خلافت سے علیحدگی اختیار کر کے شرارت شروع کی۔ پس یہ دو گھر تھے جو جماعت احمدیہ میں شامل تھے۔ مگر افسوس ان دونوں پر روحانی موت وارد ہو گئی اور وہ خلیفہ وقت کی بیعت سے الگ ہو گئے۔ شاخ جو درخت سے کٹ کر سوکھ جاتی ہے اور جلانے کے کام آتی ہے۔

روحانی موت

قرآن کریم نے بھی روحانی حیات کے فقدان پر موت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔
 ”ومن كان ميتاً فأحييته وجعلنا له نوراً يمشي به في الناس كمن مثله في
 ظلمات ليس بخارج منها (انعام)“ یعنی غور تو کرو ایک شخص جو پہلے مردہ تھا ہم نے اسے
 زندہ کیا اور اس کو ایک نور عطاء فرمایا۔ کیا وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھریوں میں بھٹکتا
 پھرتا ہے۔

یہاں میت کا لفظ روحانی مردہ یعنی ایسے انسان پر بولا گیا ہے جو کفر اور شرک اور بد
 اعمال کے لحاظ سے مردہ ہو۔ دوسری جگہ فرماتا ہے: ”انك لا تسمع الموتى ولا تسمع الصم
 الدعاء اذا ولوا مدبرين (نمل)“ اے نبی تو ان لوگوں سے اپنی باتیں نہیں منوا سکتا۔ جو
 روحانی لحاظ سے بالکل مر چکے ہیں اور ان لوگوں کو جو بہرے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کلام کو سننے کے
 لئے بھی تیار نہیں۔ غرض مردہ قرآنی اصطلاح میں یعنی بعض دفعہ روحانی مردوں کو بھی کہا جاتا ہے۔
 اسی لئے مومنوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ ”يا ايها الذين امنوا استجيبوا لله وللرسول
 اذ دعاكم لما يحييكم (انفال)“

کہ اے مومنو خدا اور اس کے رسول کی بات سنو اور جب وہ تمہیں زندہ کرنے کے
 لئے اپنی طرف بلائے۔ پس حقیقی مردہ وہ ہے جو روحانیت کے لحاظ سے مر گیا۔ جس کی روح ابدی
 ہلاکت کے گڑھے میں گری اور فنا ہو گئی۔ ایسی مناسبت سے الہام الہی میں بتایا کہ ایک وقت دو گھر
 روحانی لحاظ سے مرجائیں گے۔ سونو شہ تقدیر مصری و ملتانی کے ذریعے پورا ہوا۔ ہمیں اس کا افسوس
 ہے۔ مگر ہمارے لئے سوائے اس کے کیا چارہ ہے کہ ہم کہیں: ”انا لله وانا اليه راجعون“
 (افضل مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۷ء)

اللہ کے گھر دیر ضرور ہے، اندھیر نہیں

خليفة بذات خود بہ نفس نفیس اس قدر بدکار اور بد چلن تھا جس کا چلن سوائے غلاظتوں
 کے ڈھیروں کے ڈھیر ہوں اور پھر مذہب کے مقدس لبادہ کی آڑ میں جن بھیا تک بدکاریوں کا
 ارتکاب کرتا رہا اس نے انسانوں کے دماغ کو بھی مسخ کر دیا۔ یعنی الحفیظ والامان۔ جب اس پر قافل
 کا حملہ ہوا تو متواتر گیارہ سال تک بستر مرگ پر پڑا رہا اور بستر مرگ پر بخش کلمات اور غلیظ مغالطات
 کو نہایت ہی ارزانی سے بے دریغ استعمال کرتا رہا۔ اس تقدس مآب کی یہ کیفیت ہو گئی کہ سوکھ کر
 صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا۔ بالآخر سسک سسک کر دم نکلا اور آنجمانی ہو گیا۔ اس کو ان ظلموں کی

سزا کچھ تو اس جہاں میں مل گئی جو دیکھنے والوں کے لئے ایک زندہ نشان ہے۔

اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اس کی ایک چہیتی بیوی جس کا نام مریم تھا (ہمشیرہ ولی اللہ شاہ) اپنے وقت کے لحاظ سے حسین و جمیل تھی اور یہ بھی اس کی بدکاریوں میں مستعدی سے برابر کی شریک تھی۔ آتشک جیسی موذی مرض میں مبتلا ہو گئی۔ اس کا تمام بدن سر سے پیر تک گل سڑ گیا۔ تمام ظاہری کوششوں کے باوجود یہ بھی آنجمانی ہو گئی۔ لیکن یاد رہے کہ موت کے بعد بھی گندگی سیلاب کی طرح بہتی رہی اور تقریباً چار پانچ دفعہ گندگی کو روکنے کے لئے کفن پر کفن ڈالا گیا تاکہ گندگی کو روکا جاسکے۔ جنازے کے وقت بھی بدبو اور تعفن کی اس قدر فراوانی تھی کہ خدا کی پناہ۔ اس بدبو کو دور کرنے کے لئے قیمتی سے قیمتی عطر استعمال میں لایا گیا۔ لیکن یہ عطر بھی اس بدبو دار تعفن کو مسخر نہ کر سکا۔ اس طرح اصل حقیقت جس کو پردہ اخفاء میں رکھنے کی کوشش کرتے رہے چھپ نہ سکی۔ تمام ظاہری کوششوں کے باوجود منظر عام پر آ گئی اور اس پر ستم ظریفی یہ کہ جو اشخاص جنازے کے ہمراہ تھے۔ اس میں سے چند مخصوص لوگوں کے سوا باقی کو عدا کافی سے زائد فاصلہ پر رکھا گیا۔ چند ہی منٹ بعد مدرسہ احمدیہ کا گیٹ بند کر کے تمام اشخاص کو روک دیا گیا۔ پھر وہی چند مخلوس اشخاص کا کارواں دفن کرنے لے گیا، دفن کرنے کے بعد گیٹ کھول دیا گیا تاکہ دعا میں شریک ہو سکیں۔

مختصر کیفیت ان لوگوں کے لئے پیش کی گئی جو کہتے ہیں اگر خدا ہے تو ان کو سزا نہیں ملتی۔ اب خدا کے عذاب کا خود آپ ہی اندازہ لگائیے۔ خدا یقیناً ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے گھر دیر ضرور ہے اندھیر نہیں۔

یوں سمجھئے اس تقدس مآب کی موت ڈاکٹر ڈوٹی سے بھی بدتر حالت میں واقع ہوئی اور میاں بیوی کی عبرتناک انجام سے ہر احمدی بخوبی واقف ہے۔ ”فاعتبروا یا اولی الابصار“

ایک علمی مضمون حضرت ملک عزیز الرحمن صاحب برادر خورد ملک عبدالرحمن صاحب خادم گجراتی مصنفہ احمدیہ پاکٹ بک ربوہ ہدیہ ناظرین ہے تاکہ علمی طور پر کلب بیوت علی کلب کے الہام کے سمجھنے میں آسانی رہے۔

خدا کی بات پھر پوری ہوئی

”کلب یموت علی کلب“ ترجمہ: وہ کتا ہے اور کتے کی موت مرے گا۔

از: حضرت عزیز الرحمن جنرل سیکرٹری حقیقت پسند پارٹی، لاہور!

برادران!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ کی اپنے حق گو ناندوں کے خلاف کہاں یہ تعلق ہے کہ وہ اس کی زندگی میں ناکام و نامراد میری گے اور در در کی ٹھوکریں کھاتے پھریں گے۔ ان کی بیویوں پھنے پرانے کپڑوں اور چیمڑوں میں بھیک مانگتی پھریں گی اور کوئی انہیں بھیک نہ دے گا۔ میں ذکیہوں کا کہ ایک سال کے بعد ۳۵ سال کہاں اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ آج جب کہ وہ (مرزا محمود) اس کے اعلان کے بعد گیارہ سالہ ناکام اور بے عملی کی زندگی جو نہایت سخت دکھ کی مار تھی، گزار کر ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو فوت ہو چکا ہے۔ اس کے مزمومہ منافقین مگر خدا تعالیٰ کی نظروں میں حق گو پر انعامات خداوندی کی مسلسل پارش ہو رہی ہے۔ ان میں جو بے اولاد تھے وہ صاحب اولاد گئے جو بے روزگار تھے۔ بسر روزگار ہو گئے۔ جو غریب تھے اب فنی ہیں۔ جو ناتوان تھے وہ توانا ہو گئے۔ ان کی نظروں میں جو جاہل ان پڑھ تھے وہ پروفیسر بن گئے۔ جو بے نماز تھے وہ نمازی بن گئے۔ جو نمازی تھے وہ تہجد خواں بن گئے۔ جو کلرک تھے وہ اعلیٰ کلتہ اللہ کے لئے مبلغ بن کر بلا غیر میں جا رہے ہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ وہ تمام زندہ اور خوش و خرم زندگی بسر کر رہے ہیں۔ الحمد للہ فالحمد للہ! کسی کی آنکھ ہو تو دیکھیے اور کسی کے کان ہوں تو وہ سنے کہ کیا کہیں ایسا ہوا ہے کہ کسی منافق پر رب العزت کی طرف سے یہ نوازشات ہوئی ہوں اور اس کے حریف مقابل اہل اللہ اور اہل حق کو ایسی فاش شکست اور ذلت و رسوائی پہنچی ہو۔ جیسا کہ ہمارے مقابلہ پر خلیفہ ربوہ کو پہنچی ہے۔

معیار صداقت

ایک طرف مرزا محمود احمد کا اپنی موذی مرض کا اقرار اور بے عملی کی زندگی پر اضطراب ملاحظہ ہو اور دوسری طرف سچ موعود کا پیش کردہ معیار صداقت ملاحظہ ہو۔ ”صادقوں کی یہی نشانی ہے کہ نیک انجام انہیں کا ہوتا ہے۔“

مرزا محمود احمد کی اپنی زبانی خبیث اور موذی مرض میں جتلا ہونے کا اقرار: ”اب میں اڑسٹھ سال کی عمر کا ہوں اور قانچ کی بیماری کا شکار ہوں۔“ (الفضل مورچہ ۳، اگست ۱۹۶۵ء)

اب قانچ کی بیماری میں اضطراب اور بے عملی کی زندگی سے فرار بھی میاں صاحب کی اپنی زبانی ملاحظہ ہو: ”میں اس وقت بالکل بے کار ہوں..... تمام دستوں اور بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے بے عملی کی زندگی سے بجائے۔ کیونکہ اگر یہ زندگی بہر حال لمبی ہونی ہے تو نتیجے میں زندگی سے موت زیادہ جلدی معلوم ہوگی۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ اسے

میرے خدا جب میرا وجود اس دنیا کے لئے بے کار ہے تو تو مجھے اپنے پاس جگہ دے۔ جہاں میں کام آسکوں۔“

(اشہار مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۵۵ء)

خبیث اور موذی مرض

یاد رہے کہ میاں صاحب اس گیارہ سالہ لمبی بیماری سے جو بطور ابتلاء ہی نہ تھی۔ بلکہ بطور عذاب الہی لاحق ہوئی تھی جانبر نہ ہو سکے اور اس بیماری کے سنگین صورت اختیار کرنے کے بعد ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو فوت ہوئے۔

حضرات! اب سچ موعود کی زبانی بھی سن لو کہ ان خبیث اور موذی امراض کے اصل عوامل کیا ہیں۔ نیز یہ بیماریاں خدا تعالیٰ کے محبوبوں کو ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ چہ جائیکہ کوئی سچا مصلح موعود ان کا شکار ہو۔

”بسا اوقات انسان اپنی غلط کاریوں سے ایسی چیزوں میں اپنی خوشحالی کو طلب کرتا ہے کہ جن سے آخر کار تکلیف اور ناخوشی اور بھی بڑھتی ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ دنیا کو نفسانی عیاشیوں میں اس خوشحالی کو طلب کرتے ہیں اور دن رات میخواری اور شہوات نفسانیہ کا شغل رکھ کر انجام کار طرح طرح کی مہلک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور آخر کار سکتے، قانع، رعشہ اور کزاز اور ریاح انتڑیوں یا جگر کے پھوڑوں میں مبتلا ہو کر اور آتشک سوزا کی قابل شرم مرض سے اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں۔“

(چشمہ سگی ص ۳۳، خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۹)

فالج اور جزام

معیار صداقت کے سلسلہ میں ایک ثبوت یہ بھی ہمارے ذمہ ہے کہ کیا فالج اور جزام وغیرہ واقعی خبیث اور موذی امراض ہیں اور یہ کہ خدا تعالیٰ کے پیاروں کو یہ لاحق نہیں ہوتیں۔ چنانچہ حضرت مجدد وقت کا ارشاد ملاحظہ ہو:

”اے عبدالحکیم! حضرت سچ موعود کا الہامی نام ہے، خدا تعالیٰ تجھے ہر ایک ضرر سے بچائے۔ اندھا ہونے، مفلوج ہونے اور جھڑم ہونے سے!..... خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت یہ نہیں چاہتی کہ ایسی بیماریاں میرے لاحق حال ہوں۔ کیونکہ اس میں شامت اعداء ہے۔“

(تذکرہ ص ۲۷۶، ۲۷۷ء طبع سوم)

”ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامنگیر ہو جائے۔ جیسا کہ جزام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الہی ہو گیا۔ اس لئے پہلے سے اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عرضہ سے تجھے

محفوظ رکھوں گا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کر دوں گا۔“ (ضمیمہ متحدہ گولڈ ویس ۲۰، جزائن ج ۱ ص ۶۷ حاشیہ)
فانج کا حملہ

اس کے بعد مرزا محمود احمد صاحب کا مندرجہ ذیل بیان پھر پڑھے: ”گذشتہ
۲۶ فروری کو جاہ سے واپسی پر مجھ پر فانج کا حملہ ہوا۔“ (اشہار سورجہ ۱۱ مارچ ۱۹۵۵ء)

امریکہ کے ڈاکٹر ڈوئی اور میاں محمود احمد میں بصیرت افروز ممانگت
ڈاکٹر ڈوئی نے امریکہ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ میاں محمود احمد نے یہاں مصلح موعود
ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر ڈوئی اپنے شہر سکون سے نکالا گیا۔ میاں محمود احمد
اپنے شہر قادیان سے نکالے گئے۔ ڈاکٹر ڈوئی لاکھوں کی جائیداد سے بے دخل ہوا۔ ایسا ہی
میاں صاحب بھی۔ جس طرح ڈاکٹر ڈوئی آف امریکہ دعویٰ نبوت کے بعد فانج کا شکار ہوا۔
اسی طرح میاں محمود احمد بھی اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی وجہ سے ۲۶ فروری ۱۹۵۵ء کو
فانج کا شکار ہوئے۔ میاں صاحب اور ڈاکٹر ڈوئی کے نوکران کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ
رکھتے اور لئے پھرتے تھے۔ جس طرح ڈاکٹر ڈوئی کو ان کے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے
دیا تھا۔ اسی طرح ڈاکٹروں نے خلیفہ ربوہ کو لاعلاج قرار دے دیا تھا۔ جس طرح اس کے ہوش
دو اس قائم نہ رہنے کے سبب اس نے اپنا کام نابیوں کے سپرد کر دیا تھا۔ اسی طرح میاں
صاحب موصوف نے بھی اپنا کام اپنی زندگی میں ہی ایک نگران بورڈ کے سپرد کر دیا تھا۔ جس
طرح ڈاکٹر ڈوئی زمین پر ایک قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ اسی طرح میاں محمود احمد صاحب بھی اپنا
قدم زمین پر رکھنے کے قابل نہ رہے تھے۔

اب غور کا مقام ہے کس اتنی واضح ممانگت قائم ہو جانے اور سچے مدعی کے لئے ۲۲ سالہ
مقررہ مدت کو پورا کرنے سے قبل ہی وفات پا جانے کے بعد بھی میاں صاحب کے مفتری ہونے
میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟

خاندانی ڈاکٹر

اگر میاں صاحب کی مذکورہ عبرتاک بیماری جس نے انہیں ساہلہا سال تک عضو معطل بنا
کر رکھ دیا تھا۔ اس کے مفتری ہونے کا ثبوت نہیں تو پھر مصلح موعود کی کتاب (حقیقت الہی ص ۷۶)
اور میاں صاحب کی اپنی کتاب ”دعوت الامیر“ میں قائم کردہ معیار کے مطابق ڈاکٹر ڈوئی کا فانج اور
دیگر علامات اس کے مفتری ہونے کی دلیل کیوں کر بن سکتی ہیں؟ مقام حیرت ہے کہ جماعت ربوہ

ایک طرف تو دعویٰ کے بعد عذاب کا شکار ہونے والے ایک شخص کے مفتری ہونے کا اس بیماری سے استدلال پیش کرتی ہے۔ لیکن دوسری طرف اس قسم کے دوسرے مفتری کو جس کے متعلق ان کے اپنے لڑکے اور خاندانی ڈاکٹر کی پیرائے ہے کہ:

”ابا حضور! زمین پر قدم نہیں رکھ سکتے اور یہ کہ اب دوائیوں سے آرام کی توقع فضول ہے۔“

خدا کا قائم کردہ خلیفہ اور مصلح موعود سمجھ رہی ہے۔

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو کچھ تو لوگو خدا سے شرماء
 کب تک جھوٹ سے کرو گے بیمار کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ
 اس جگہ صاحبزادہ مرزا منور احمد کی رائے کا درج کر دینا بھی خالی از دلچسپی نہ ہو گا تاکہ
 حق اپنی پوری شان کے ساتھ کھل جائے۔ ”لینے رہنے کے باعث ٹانگوں میں کھچاؤٹ اور اکڑاؤ
 بھی بدستور ہے۔ کوئی ممکن کوشش حضور کو چلانے کی کامیاب نہیں ہو رہی۔ سابقہ ڈاکٹروں کے علاوہ
 اس عرصہ میں جرمن کے مشہور ڈاکٹر پروفیسر پیٹے سے مشورہ کر کے بھی ان کا علاج کیا گیا۔ مگر اس
 سے بھی ابھی تک کوئی فرق محسوس نہیں ہو رہا..... یہ حالت عرض کرتے ہوئے خاکسار احباب
 جماعت کی خدمت میں دردمندانہ دل سے درخواست کرتا ہے کہ حضور کی شفا اب دوائیوں سے
 نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور دست شفا سے ہی انشاء اللہ ہوگی۔“

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۳ء)

خدائی گرفت

خدائی گرفت کا یہ کتنا مین ثبوت ہے کہ ساری جماعت ربوہ کی دعائیں اور صدقات بھی
 میاں صاحب کو صحت یاب نہ کر سکے۔ درآنحالیکہ حقیقت پسند پارٹی ۱۹۵۶ء میں ہی اسے خدائی قہر
 اور غضب قرار دے چکی تھی اور یہ لکھ چکی تھی کہ: ”کوئی کشتی اب بچا نہیں سکتی اس سیل سے۔“ اور یہ
 کہ جب تک خدائی عذاب کو لازمہ بشری قرار دے کر حقائق کو چھپانے کی ناکام کوشش کی جائے
 گی۔ آپ کی دعائیں بھی اس خدائی وعید کو روک نہیں سکتیں۔

(دیکھو میاں بشیر احمد صاحب کے نام کلمی چنبی مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۲ء)

مرزا محمود کے بارے میں ایک حیرت انگیز خبر

”ایک شخص کی موت کی نسبت خدا تعالیٰ نے اعداد چینی میں مجھے خبر دی جس کا حاصل یہ
 ہے کہ کلب بیوت علی کلب۔ یعنی وہ کتا ہے اور کتے کی موت مرے گا۔ جو باون سال پر دلالت کر

رہے ہیں۔ یعنی اس کی عمر باون سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ جب وہ باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اسی سال کے اندر اندر راہی ملک بقاء ہوگا۔“ (تذکرہ ص ۱۸۵، ۱۸۶ طبع دوم)

نام نہاد خلافت

برادران! گو مرزا محمود احمد کی پیدائش ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں ان کی پبلک اور جماعتی زندگی کا آغاز ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء کو ہوا۔ جب وہ نام نہاد خلافت کی گدی پر بیٹھے اور کھلے بندوں عامۃ المسلمین کو عموماً اور اپنی جماعت کو خصوصاً گمراہ کرنا شروع کیا۔ چنانچہ مذکورہ بالا وحی میں اسی عمر کی طرف اشارہ کر کے یہ پیش کی گئی کہ ایک خاص شہرت کا آدمی جو اپنے اعمال و کردار کے لحاظ سے اس کا مصداق ہے۔ (کوئی معمولی آدمی ہرگز ہرگز مراد نہیں لیا جاسکتا) وہ باون سال کے اندر قدم دھرنے کے بعد یعنی اس معینہ سال کے اندر اندر ہی راہی ملک بقاء ہوگا۔ چنانچہ دیکھ لو کہ مارچ ۱۹۱۳ء کے بعد مارچ ۱۹۶۵ء میں اکاون سال ہوئے اور سال باون ختم ہونے میں ابھی چار ماہ اور چھ دن باقی تھے کہ میاں صاحب فوت ہو گئے۔ فاعتبرو یا اولی الابصار!

پوپ ازم

چاہئے تو یہ تھا کہ احباب جماعت ربوہ عموماً اور ان کا خاندان خصوصاً اس سے عبرت حاصل کرتا اور تلافی مافات کے لئے بارگاہ ایزدی میں سر جھکا کر اور گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی کا طلبگار ہوتا۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ یہ لوگ صراط مستقیم سے بھٹک گئے اور پوپ ازم کے تحفظ اور نام نہاد خلیفہ ثالث کے لئے ایک دفعہ پھر حدیث انفس ”رؤیا کشف“ کا سہارا تلاش کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ مرزا ناصر احمد کے خلیفہ بنائے جانے کی گذشتہ گیارہ سالہ مساعی بلکہ سازش کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ کیونکہ ہم نے ۱۹۵۶ء میں بہانگ دلیل یہ اعلان کر دیا تھا کہ مرزا محمود احمد نے فتنہ منافقین کا سارا ڈھونگ اپنے بڑے لڑکے مرزا ناصر احمد کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کے لئے رچایا ہے۔ ورنہ نہ ہم منافق تھے اور نہ ہی حقیقت میں کوئی فتنہ تھا۔ جب فراست مومنانہ کے ذریعہ ہم نے سالہا سال پہلے میاں ناصر احمد کے خلیفہ بنانے کی پیش گوئی کر دی اور آپ نے پوری پیش بندی کر کے انہیں ”پیر صاحب“ بنا دیا تو اب خوابوں کا سہارا چہ معنی دارد؟ اس ضمن میں ہمارے ٹریکیٹ ”حقیقت کا اظہار“، ”جماعت احمدیہ ربوہ کے ہمیدہ اصحاب کے نام“، ”مرزا محمود احمد ہوش میں آؤ“ اور ”دور حاضر کا مذہبی آمر“ وغیرہ کے صفحات ملاحظہ فرمائیں۔ خاص طور پر ٹریکیٹ ”بوجھوتو جانیں“ پڑھنا ضروری ہے۔

ربوہ کی دینی حس اور غیرت

قصر خلافت کے اندر سنگینوں کے پہرہ میں ۳۸۲ افراد کے انتخابی ادارہ میں سے صرف ۲۰۵ افراد کی موجودگی میں جن میں ۳۵ ووٹروں نے اپنا حق ووٹ ہی استعمال نہیں کیا اور خلافت کے دوسرے امید اور مرزا رفیع احمد صاحب کا نام جن کا نام تجویز کرنے والوں اور ان کے حمایتیوں کو قبل از وقت خاندان مسیح موعود کے ایک زندہ چیف جس نے کوئی دلچسپی جماعت کے کاموں میں نہیں لی تھی کہ جس کے وقار کا مدعا محض عداوت، اس سے قبل از وقت انتباہ بھی کر دیا تھا کہ اگر مرزا ناصر احمد کے خلاف کوئی نام تجویز کیا گیا اور مرزا محمود احمد کے فشاء کے خلاف کوئی ایسا قدم اٹھایا گیا۔ جس سے فرزند کبیر کو وراثت خلافت سے محروم ہونے کا خیف اندیشہ ہوا تو وہ خاندان کے چیف سارے نظام پر خود قبضہ کریں گے۔ ان حالات و واقعات کے باوجود اہل ربوہ کی دینی حس اور غیرت اس قدر مفلوج ہو چکی ہے کہ نام نہاد خالد بن ولید بھی مرزا ناصر احمد کو خدا کا قائم کردہ خلیفہ کہنے پر مجبور ہیں اور جب انہیں سیدنا حضرت نبی کریم ﷺ اور مسیح موعود کے فرمودات میں کوئی تائیدی لکھ مسیر نہیں آیا تو یہودیوں کی روایات ایک کتاب طالمود کو اپنی تائید میں پیش کرنے کی ناکام جسارت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ”اننا لله وانا الیہ راجعون“

مرزا ناصر کو چیلنج

ہم مرزا ناصر احمد کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر واقعی اپنے آپ کو نیک و صالح آیت استخلاف کے تحت خدا کا قائم کردہ خلیفہ سمجھتے ہیں تو حلف مؤکد عذاب کے ذریعہ ایک معینہ مدت کے اندر خدا تعالیٰ سے حق و باطل کا فیصلہ طلب کریں۔ لیکن یہ لوگ ایسا ہرگز نہیں کریں گے۔ کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ میاں محمود احمد نے حلف مؤکد عذاب کے تحت جھوٹا دعویٰ کیا اور اس کا عبرتناک انجام ہوا۔ میاں محمود احمد نے ان الفاظ میں خدائی عذاب کو دستک دی۔ لکھتے ہیں: ”میں اس واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اس شہر لاہور میں ۱۳ اپریل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان پر یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود ہوں۔ جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور تو حید دنیا میں قائم ہوگی۔“

(الفضل مورخہ یکم مارچ ۱۹۴۳ء)

قاویان سے نکالے گئے

اس حلف مؤکد عذاب کے کھانے اور جھوٹا دعویٰ کرنے کی دیر تھی کہ خدائی عذاب نے

ان کو آگھیرا۔ ان کی ایک چیتھی بیوی انہی دنوں فوت ہوئی۔ تین سال بعد بمبئی ڈوکی اپنے شہر قادیان سے نکالے گئے اور مرزا قادیانی کی وہ پیش گوئی پوری ہوئی شروع ہوئی جس میں خدا تعالیٰ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ ”ولا تخاطبونی فی الذین ظلموا فہم مغرقون وعد علینا حق“ اور جس کی تشریح کرتے ہوئے خود مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ”میرے خیال میں یہ الہام ہماری جماعت کے بعض افراد کی نسبت ہے جو دنیا کے عموم میں حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں اور دین کی فکر سے لاپرواہ ہیں۔ گویا خدائے تعالیٰ مجھے ہدایت فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے دعا مت کر، ان کی شفاعت مت کر۔ جیسا کہ ان کا دین مر گیا۔ ان کی دنیا بھی مرے گی۔ ظاہر ہے کہ دعا اور شفاعت دوستوں کے لئے ہوتی ہے۔ نہ کہ دشمنوں کے لئے۔ پس اس قرینہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ الہام خاص دوستوں کے لئے ہے اور ایک بڑے عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے۔ ممکن ہے وہ عذاب دوسروں کے لئے بھی ہو (یعنی قادیان سے نکالے جانے کا واقعہ) مگر ایسے لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے جو بظاہر ایسی جماعت میں شامل ہیں۔ مگر ان کی حالت دنیا پرستی کی ہمارے اصول کے خلاف ہے۔“

گویا اس الہام کو پورا کرتے ہوئے وہ قادیان سے بھاگ آئے اور یہ عذاب دوسرے لوگوں پر بھی وارد ہوا۔ پھر ۱۹۳۸ء میں ڈاکٹر عبداللطیف جو میاں محمود احمد کے ہم زلف تھے۔ انہوں نے ان پر جنسی بے راہ روی کا الزام لگایا اور جماعت سے الگ ہو گئے۔ ۱۹۵۳ء میں تحقیقاتی عدالت کے سامنے میاں صاحب اپنے سابقہ خود ساختہ عقائد سے منحرف ہو گئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان پر قاتلانہ حملہ ہوا جس کی بدولت خدائی وعدہ قطع و تین پورا ہو گیا اور اسی حملہ کے بعد میاں صاحب ۲۶ فروری ۱۹۵۵ء کو فالج کا شکار ہوئے اور بقول مرزا قادیانی ایسے عذاب کا شکار ہو گئے۔ جس میں جانبری کے آثار تو کیا ان کی ہلاکت واقع ہوگی اور ۱۹۶۵ء کی درمیانی رات کو واصل جنم ہو کر مرزا قادیانی کی اس تحریر کو ثابت کر گئے۔ مرزا قادیانی نے (اربعین ص ۲۳۳) پر لکھی ہے: ”لیکن میری مخالفت کے لئے وہ قرآن شریف کے اس اصول کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے کہ میں خدا کا نبی یا من اللہ ہوں جس سے خدا ہم کو ہر بندوں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً حقیقتیں اس پر ظاہر کرتا ہے اور دعویٰ پر بائیس یا پچیس برس گزر جائیں یعنی وہ میعاد گزر جائے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت کی میعاد تھی اور وہ شخص اس مدت تک فوت نہ ہو اور نہ قتل کیا جائے تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ شخص سچا نبی یا سچا رسول یا خدا کی طرف سے سچا مصلح اور مجدد ہے اور حقیقت میں خدا اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے۔“

حقیقت سے اعراض

اس تحریر کی رو سے جھوٹا دعویٰ کرنے والے کا ۲۲ سال کے اندر اندر قتل یا فوت ہو جانا ضروری ہے۔ چنانچہ میاں صاحب نے یکم مارچ ۱۹۳۳ء کو دعویٰ مصلح موعود کیا اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو ۲۲ سال کی معینہ مدت پوری کرنے سے قبل ہی قاتلانہ حملہ کے نتیجے میں قریباً ۱۱ سال قالج جس کو مرزا قادیانی نے قہر، غضب الہی نہایت سخت دکھ کی مار، نہایت سخت بلا اور آفات قرار دیا تھا۔

(حقیقت الوقیص ص ۲۳۳، انجام آختم ص ۶۶، ۶۷)

اس کا شکار ہونے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پس ان حقائق اور واقعات کے ہوتے ہوئے بھی اگر جماعت احمدیہ ربوہ حقیقت سے اغماض کرتی رہی اور میاں صاحب کی اذیت ناک مرض اور اس کے عبرتناک انجام سے توضیح المرام نہ ہو اور آپ کے وجود الناس بھی ازالہ ادہام نہ کر سکے اور آپ لوگوں نے اپنی حماقت غلطی کے ازالہ کی کوئی سعی نہ کی۔ خدا کے چونکا دینے والے نشان بھی آپ کے لئے تریاق القلوب ثابت نہ ہوئے اور آپ بدستور غشاوۃ بصر وقرآن اور زلیغ نظر کے عوارض میں جھلار بننے کو کشف عطاء پر ترجیح دیتے رہے تو آپ عا د اور شمود کی طرح صفحہ تاریخ سے محو ہو جائیں گے۔

تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

(مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۶۵ء)

اب اس کے بعد آپ کو ایک محرم راز سابق مخلص محمد یوسف ناز کی جنسی تہمک کے طور پر پیش خدمت کر رہا ہوں۔ تاکہ مصلح موعود کے ہلکے سے کردار سے بھی روشناس ہو سکیں۔ ہدیہ ناظرین ہے۔

مرزا محمود کے ایک سابق مخلص مرید کی سیر روحانی نمبر ۱

ایک مرتبہ جب کہ میاں صاحب چاقو لگنے کی وجہ سے شدید زخمی ہو گئے تھے۔ اس کے چند دن بعد مجھے ربوہ جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے سامنے مرزا صاحب کے مریدان ہاضفا ایک جم غفیر ہے۔ ہر شخص کے چہرے پر اضطراب کی جھلکیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اپنے پیروں کے دیدار کی ایک معمولی سی جھلک ان کے دل کو اطمینان بخش دے گی۔

پرائیویٹ سیکرٹری کے حکم کے مطابق کچھ احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی تھیں۔ یعنی ہر شخص کی الگ الگ چارجوں پر جامہ تلاش لی جاتی تھی اور اس امر کی تاکید کی جاتی تھی کہ حضرت اقدس

کے قریب پہنچ کر نہایت آسگی سے السلام علیکم کہا جائے اور پھر یہ کہ اس کے جواب کا منتظر نہ رہا جائے۔ بلکہ فوراً دوسرے دروازے سے نکل کر باہر آ جایا جائے۔ میں خود ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا تھا۔ گران بندشوں نے کچھ آزدہ سا کدیا اور میں واپس چلا گیا۔ چنانچہ پھر دو بجے بعد از دوپہر دوبارہ حاضر ہوا۔ شیخ عبدالحق جو ان کے ذاتی دفتر کا ایک رکن ہے اس سے اطلاع کے لئے کہا۔ حضرت اقدس نے خاکسار کو شرف باریابی بخشا۔ اس وقت گنگو جو ایک مرید (میرے) اور ایک پیر (مرزا محمود) کے درمیان تھی۔ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

میں نے نہایت بے تکلیف سے کام لیتے ہوئے حضور سے دریافت کیا۔ آج کل تو آپ سے ملنا بھی کاردار ہے۔ فرمایا! وہ کیسے؟

عرض کیا کہ چار چار جگہ جامہ تلاشی لی جاتی ہے۔ جب جا کر آپ تک رسائی ہوتی ہے۔ اس کے جواب میں میرے عضو مخصوص کو پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ جامہ تلاشی کہاں ہوئی کہ جس مخصوص ہتھیار سے تمہیں کام لینا ہے وہ تو تم ان احتیاطی تدابیر کے باوجود اپنے ساتھ اندر لے آئے ہو۔ اس حاضر جوابی کا بھلا میرے پاس کیا جواب ہو سکتا تھا۔ میں خاموش ہو گیا۔ ایک بات جو میرے لئے معمر بن گئی وہ یہ تھی کہ سنا تو یہ گیا تھا کہ چار پانی سے مل نہیں سکتے۔ حتیٰ کہ سلام کا جواب بھی نہیں دے سکتے تھے۔ مگر وہ میرے سامنے اس طرح کھڑے تھے۔ جیسے انہیں قطعی کوئی تکلیف نہیں تھی۔ میں میاں صاحب کی خدمت میں التماس کروں گا کہ اگر وہ اس بات کو جھٹلانے کی ہمت رکھتے ہیں تو حلف مؤکد عذاب اٹھائیں اور میں بھی اٹھاتا ہوں۔ ایم یوسف ناز!

رپوہ کا نظام حکومت

اب میں خلیفہ صاحب کی تقاریر اور خطبات کے اقتباسات کی روشنی میں خلافتی حکومت کا تفصیل خاکہ بیان کرتا ہوں۔

حاکم اعلیٰ

ریاست میں حکومت اس نیا تعلق فرد کا نام ہے جس کو لوگ اپنے مشترکہ حقوق کی نگرانی سپرد کرتے ہیں۔

(افضل مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

خلیفہ کا یہ مذہب ہے کہ کوئی آدمی بھی خواہ وہ حق پر ہو خلیفہ وقت پر سچا اعتراض بھی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ اعتراض کرے تو وہ دوزخی اور ناری ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ”جس مقام پر ان کو کھڑا کیا جاتا ہے اس کی عزت کی وجہ سے ان پر اعتراض کرنے والے ٹھوکر سے بچ نہیں سکتے۔“

(افضل مورخہ ۱۸ جون ۱۹۳۶ء)

”وہ مجھ پر سچا اعتراض کرنے والا خدا کی لعنت سے نہیں بچ سکتا اور خدا تعالیٰ اسے تباہ و برباد کرے گا۔“

(الفضل مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۲۸ء)

مفتیہ یعنی مجلس شوریٰ

مفتیہ کو خلیفہ ربوہ کے نظام میں مجلس مشاورت کہا جاتا ہے۔ یہ بھی دیگر محکموں کی طرح کلیتہً خلیفہ کے ماتحت ہوتی ہے۔ اس مجلس کے فیصلہ جات اس وقت تک جاری نہیں ہوتے جب تک خلیفہ منظوری نہ دے دے اور وہ صدر انجمن احمدیہ کے لئے واجب التعمیل نہیں ہوتے۔ اس کے علاوہ اپنی ریاست کے ہر محکمہ پر خلیفہ خود نگرانی کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ان کا قول ملاحظہ فرمادیں۔

”تمام محکموں پر خلیفہ کی نگرانی ہے۔“

(الفضل مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۰ء)

”اسے یہ حق ہے (یعنی خلیفہ کو) کہ جب چاہے جس امر میں چاہے مشورہ طلب کرے۔ لیکن اسے یہ بھی حق حاصل ہے کہ مشورہ لے کر رد کر دے۔“

(الفضل مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء)

خلیفہ کا مجلس شوریٰ پر کلی اختیار

مجلس مشاورت کے ممبروں کی کوئی تعداد مقرر نہیں۔ اس میں دو قسم کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ ایک وہ نمائندے جن کو جماعتیں منتخب کرتی ہیں۔ لیکن ان کی منظور بھی خلیفہ صاحب ہی دیتے ہیں۔ خلیفہ کو یہ پورا حق حاصل ہے کہ وہ جماعتوں کے چنے ہوئے نمائندے میں جن کو خلیفہ مجلس مشاورت کا ممبر بنا سکتا ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس نمائندہ پر کوئی اعتراض کر سکے۔ مجلس مشاورت کے اجلاس میں کوئی شخص بھی خلیفہ کی اجازت کے بغیر تقریر نہیں کر سکتا اور نہ وہ بغیر منظوری حاصل کے مجلس سے باہر جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں خلیفہ کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو۔

”پارلیمنٹوں میں تو وزیر اور کووہ جماڑیں بڑتی ہیں جن کی حد نہیں..... یہاں تو میں روکنے والا ہوں..... گالی گلوچ کو سپیکر روکتا ہے۔ سخت تنقید کو نہیں۔“

(الفضل مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۳۸ء)

خلیفہ صاحب کو یہ کلی اختیار ہے کہ جماعتوں کے منتخب شدہ ممبروں کو جسے چاہے بولنے کا موقعہ دیں اور جسے چاہیں ان کے حق سے بالکل محروم کر دیں۔ اس مجلس کا انعقاد سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے اور تمام آمدہ سال کی پالیسی کو زیر غور لایا جاتا ہے اور بجٹ کی منظوری کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بجٹ منظور کئے بغیر ہی خلیفہ صاحب یہ فرما دیا کرتے ہیں کہ میں

خود ہی بجٹ پر غور کر کے منظوری دے دوں گا۔ ان امور سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مجلس شوریٰ کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔ یہ صرف دکھانے کے لئے ڈھانچہ ہے۔

انتظامیہ

اس کے بعد میں خلیفہ کی انتظامیہ کے متعلق کچھ عرض کروں گا اور یہاں یہی ہے کہ خلیفہ کے حوالہ ہی من و عن نقل کر دیئے جائیں۔ جس میں انتظامیہ کی ضرورت، کیفیت اور ماہیت کا تفصیلی نقشہ موجود ہے۔ خلیفہ فرماتے ہیں: ”تیسری بات اس تنظیم کے لئے یہ ضروری ہوگی کہ اس کے مرکزی کام کو مختلف ڈیپارٹمنٹوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے جس طرح کہ گورنمنٹوں کے محکمے ہوتے ہیں۔ سیکرٹری شپ کا طریق نہ ہو۔ بلکہ وزراء کا طریق ہو۔ ہر ایک صیغہ کا ایک انچارج ہو۔“

اس انتظامیہ کو نظارت کہا جاتا ہے اور ہر وزیر کو ناظر اور ان کی نامزدگی خلیفہ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ خلیفہ فرماتے ہیں: ”ناظر ہمیشہ میں نامزد کرتا ہوں۔“

(الفضل مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۳۷ء)

خلیفہ صاحب کا آخری سپریم کورٹ

یہ نظارت اپنے سارے کام خلیفہ کی نیابت میں سرانجام دیتی ہے۔ ہر فیصلہ کی اپیل خلیفہ سنتے ہیں اور انہیں کا آخری فیصلہ ہوتا ہے۔ یہ اپنے قواعد و ضوابط خلیفہ کی منظوری کے بغیر تبدیل نہیں کر سکتے۔ اس کے فیصلوں کی تمام ذمہ داری خلیفہ پر ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ نظارت خلیفہ کی نمائندہ ہوتی ہے۔ خلیفہ خود ہی فرماتے ہیں: ”صدر انجمن جو کچھ کرتی ہے چونکہ وہ خلیفہ کے ماتحت ہے اس لئے خلیفہ بھی اس کا ذمہ دار ہے۔“

اس نظارت کو بھی خلیفہ کی برائے نام نمائندگی کا حق ہے۔ عملاً خلیفہ کی حیثیت ایک آمر مطلق کی ہے۔ خلیفہ خود ہی فرماتے ہیں: ”ناظر یعنی (وزراء) بعض دفعہ چلا اٹھتے ہیں کہ ہمارے کام میں رکاوٹیں پیدا کی جا رہی ہیں۔“

(الفضل مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۸ء)

صدر انجمن احمدیہ

ہر صوبہ میں ایک انجمن ہوتی ہے۔ یہ انجمن اضلاعی انجمنوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ہر ضلع کی انجمن تحصیلوں کی انجمن پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کی حد بندی صدر انجمن متعلقہ انجمنوں کے مشورہ کے بعد کرتی ہے۔

(الفضل مورخہ ۲ اگست ۱۹۳۹ء)

اغراض

اس انجمن کے اغراض و مقاصد میں وہ سب کام شامل ہیں جو خلفاء سلسلہ کی طرف سے سپرد کئے جاتے ہیں یا آئندہ کئے جاویں۔

اراکین

تمام سینہ جات سلسلہ کے ناظر اور تمام اصحاب جنہیں خلیفہ وقت کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ کا زائد ممبر مقرر کیا جائے۔ ناظر سے مراد سلسلہ کے ہر مرکزی سینہ کا وہ افسر اعلیٰ ہے جسے خلیفہ وقت نے ناظر کے نام سے مقرر کیا ہے۔
تقرر علیحدگی ممبران صدر انجمن احمدیہ
خلیفہ وقت کے حکم کے ماتحت ممبران صدر انجمن احمدیہ کا تقرر اور علیحدگی عمل میں آتی ہے۔

ربوہ اسٹیٹ کا اجمالی نقشہ

اس وقت ربوہ میں صدر انجمن احمدیہ کی جو نظارتیں قائم ہیں ان کا اجمالی خاکہ درج ذیل ہے:

۱..... ناظر اعلیٰ

ناظر اعلیٰ سے مراد وہ ناظر ہے جس کے سپرد تمام محکمہ جات کے کاموں کی نگرانی ہو۔ وہ خلیفہ اور دیگر ناظروں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ عموماً ناظر اعلیٰ اس شخص کو مقرر کرتے ہیں جس میں ذاتی رائے کا مادہ مفقود ہو اور خلیفہ صاحب کے ہر جائزہ و ناجائز حکم پر سرخ تسلیم کرے اور جو قابلیت اور علیت کے لحاظ سے بہت ہی کم ہو۔

نمونہ عکسی فارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم . نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم!

از دفتر امور عامہ (ہوم سیکرٹری) جماعت احمدیہ قادیان

۲..... ناظر امور عامہ (ہوم سیکرٹری)

(وزیر) داخلہ ان کے سپرد مقدمات فوجداری کی سماعت، سزائوں کی تنفیذ، پولیس اور

حکومت سے روابط قائم کرنے کا کام ہے۔

۳..... ناظر امور خارجہ

(وزیر، خارجہ) کے ماتحت سیاسی گٹھ جوڑ کرنا اور اندرون ملک اور بیرون ملک کی کاروائیوں پر کڑی نگاہ رکھنا ہے۔

- ۴..... ناظر ضیافت وزیر خوراک۔
 ۵..... ناظر تجارت وزیر تجارت۔
 ۶..... ناظر حفاظت مرکز وزیر دفاع (پولیس و فوج کا کنٹرول) اور
 ریلوے ٹاڈیاں (انڈیا) کی حفاظت کا بندوبست
 ۷..... ناظر صنعت وزیر صنعت۔
 ۸..... ناظر تعلیم وزیر تعلیم۔
 ۹..... ناظر اصلاح و ارشاد وزیر پراپیگنڈہ و مواصلات۔
 ۱۰..... ناظر بیت المال وزیر مال۔
 ۱۱..... نظارت قانون وزیر قانون۔
 ۱۲..... ناظر زراعت وزیر زراعت۔

ہر فیصلہ پر خلیفہ کی منظوری، اختیارات و فرائض ناظران

ناظران کے اختیارات و فرائض خلیفہ صاحب کی طرف سے تفویض ہوتے ہیں اور ان کی تعداد بھی خلیفہ مقرر کرتے ہیں اور صدر انجمن احمدیہ کے تمام فرائض وہی ہیں جو خلیفہ صاحب کی طرف سے تفویض ہیں۔ جنہیں وہ خلیفہ کی قائم مقامی کے طور پر ادا کرتی ہے۔ بجٹ خلیفہ کی منظوری سے طے اور ان کی منظوری سے ہی جاری ہوتا ہے اور صدر انجمن احمدیہ کے تمام فیصلہ جات خلیفہ کے دستخطوں کے بغیر نافذ نہیں ہو سکتے اور قواعد اساسی اور ان کے متعلق نوٹوں میں تغیر و تبدل صرف خلیفہ کی منظوری سے ہو سکتا ہے اور خلیفہ کے تجویز کردہ قواعد و ضوابط میں صدر انجمن احمدیہ تبدیلی نہیں کر سکتی۔ صدر انجمن احمدیہ کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ ایسا قاعدہ یا حکم جاری کرے جو خلیفہ کے کسی حکم کے خلاف ہو یا خلیفہ کی مقرر کردہ پالیسی میں کوئی تبدیلی آتی ہو۔ ناظروں کی تقرری و برطرفی خلیفہ کے اختیار میں ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کو سلسلہ کی جائیداد وغیر منقولہ کی فروخت، ہبہ، رہن، تبدیل کرنے کا بغیر منظوری خلیفہ ربوہ اختیار نہیں اور خلیفہ ہی ناظر اعلیٰ کا قائم مقام مقرر کرتا ہے اور وہ تمام مسخوں کے کام کی ہفتہ واری رپورٹ خلیفہ کو پیش کرتا ہے۔ اسی طرح ناظر اعلیٰ کا فرض ہے کہ خلیفہ کی تحریری و تقریری ہدایت کے علاوہ ان کے تمام خطبات و تقاریر وغیرہ

میں جو احکام صادر ہوں ان کی تعمیل کروائے۔ اسی طریقے سے یہ خلیفہ کی طرف سے بیرونی جماعتوں کو ہدایت ہے کہ جب کوئی ناظر کسی جماعت میں جائے تو یہ جماعت کا فرض ہے کہ اس کا استقبال کرے اور اس کا مناسب اعزاز کرے۔

مذکورہ بالا تمام کوائف قواعد صدر انجمن احمدیہ طبع شدہ لئے گئے ہیں۔

تقرر قاضیاں اور فیصلہ جات کی نقول عدلیہ

انتظامیہ کے علاوہ ریاست ربوہ میں عدلیہ بھی قائم ہے۔ خلیفہ خود آخری عدالت ہیں۔ وہی ناظم قضا مقرر کرتے ہیں جب چاہیں اس کو معزول کر سکتے ہیں۔ قضا کے جج، خلیفہ صاحب مقرر کرتے ہیں۔

خلیفہ صاحب کا اپنا اعلان ملاحظہ ہو

”احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین اید اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مولوی ظفر محمد صاحب کی جگہ مولوی ظہور حسن صاحب کو شیخ عبدالرحمان صاحب مصری کی جگہ صوفی غلام محمد سابق مبلغ ماریش کو اور مزید بابوا کبر علی صاحب کو مرکزی دارالقضاء کا قاضی مقرر فرمایا ہے۔“

(افضل مورخہ ۳ جون ۱۹۳۷ء)

خلیفہ جب چاہیں مقدمہ کی مسل اپنے ملاحظہ کے لئے طلب کر سکتے ہیں۔ جس قاضی کو چاہیں۔ مقدمہ سننے کا نااہل قرار دے کر برطرف کر سکتے ہیں۔ مقدمات میں جو دوکیل پیش ہوتے ہیں۔ انہیں ناظم قضا، باقاعدہ اجازت نامہ دیتا ہے۔ اس کے بغیر وہ قاضیوں کے سامنے مقدمہ کی وکالت کے لئے پیش نہیں ہو سکتے۔ فیصلوں کی نقول دی جاتی ہیں اور نقل کی اجرت لی جاتی ہے جس کی آمدنی بیت المال میں جمع کی جاتی ہے۔

ناظم قضا کا ایک خط بغرض حصول نقول مقدمہ ملاحظہ ہو۔

مکرم بابو عبدالرزاق صاحب ٹیلیفون اپریٹر!

السلام علیکم! آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مقدمہ مقبول بیگم صاحب بنام بابو عبدالرزاق صاحب ٹیلیفون اپریٹر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ نقل فیصلہ منگوائیں۔ نقول کے لئے موازی آٹھ آنے کے ٹکٹ ارسال کریں۔ دستخط: ناظم قضا سلسلہ احمدیہ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم .. نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

از دفتر ناظم احمدیہ دارالقضاء

کمری مرزا مظفر احمد صاحب شفا میڈیکل ہسپتال مقابل میو ہسپتال نسبت روڈ، لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
 بمطالعہ عبداللہ خان صاحب از آنمکرم..... آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اس کا فیصلہ
 صادر ہو چکا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زیر ہدایت نمبر ۶۲ بوجہ عدم بیرونی دعویٰ خارج کیا گیا ہے۔
 مدعی ایک ماہ تک درخواست منسوخ فیصلہ یکطرفہ دے سکتا ہے۔ نوٹ:
 الف..... واضح رہے کہ جس تاریخ کو آپ یہ چشمی وصول فرمائیں گے۔ اس تاریخ سے اپیل کے
 دن شمار ہوں گے۔

ب..... دفتر ہذا کے نقل فیصلہ دینے میں جو ایام صرف ہوں وہ میعاد اپیل میں شمار نہ ہوں گے۔
 ج..... نقل فیصلہ آنے مع فرچہ رجسٹری ارسال فرما کر آپ حاصل کر سکتے ہیں۔
 مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۵۱ء

دستخط: ناظم احمدی دارالقضاء (روہ) ضلع جھنگ (پاکستان)

نوٹ

۱..... پتہ پر کسی افسر کا نام نہ لکھیں۔

۲..... جواب دیتے وقت اپنا صحیح پتہ اور اس چشمی کا نمبر اور تاریخ ضرور لکھیں۔

روانگی ذات دفتر قضا ۱۱۳۸، مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۱ء

نوٹس اور ڈگریوں کا اجراء

حکمہ قضا نوٹس بھی دیتا ہے۔ ڈگریوں کا اجراء بھی باقاعدہ کیا جاتا ہے۔ ہاں یہ بات
 یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خلیفہ صاحب اور خلیفہ کا خاندان قضا کے تمام فیصلوں سے بالاتر ہے۔ قضا
 کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان کے خلاف کوئی ڈگری دے کر اس کا اجراء بھی کروا سکیں۔ اگر کوئی
 بد نصیب احمدی قضا میں اس شاہی خاندان کے خلاف مقدمہ دائر بھی کر دے تو مدعی کے تمام ثبوت
 بدرجہ اتم واکمل بہم پہنچانے کے باوجود قاضی کو یہ جرأت نہیں کہ ان کے خلاف کسی قسم کا فیصلہ کر
 سکے۔ اگر فیصلہ کر بھی دے تو قضا کا قانون فیصلہ کے اجراء کے لئے بے بس ہو جاتا ہے اور قاضی
 مدعی کے دل کو تشفی دینے کے لئے یہ کہنا پڑتا ہے کہ صاحبزادگان کی مالی حالت بہت خراب ہے۔
 اگر آپ پسند کریں تو یہ فیصلہ غیر معین عرصہ کے لئے التواء میں رکھ دیا جاوے۔ اگر مدعی زیادہ
 اصرار کرے تو قاضی صاحب یہ فیصلہ صادر فرمادیتے ہیں کہ مدعا علیہ صاحبزادہ کی مالی حالت
 دگرگوں ہے۔ اس وجہ سے وہ ایک روپیہ ماہوار مدعی کو دیں گے۔ خواہ مدعی نے ہزاروں روپیہ
 لینے ہوں۔

سمن جاری کرنا زیر آرڈر نمبر ۶۲

ریاست ربوہ کے ناظم قضاء سمن جاری کرنے کا مجاز ہے اور جو سمن جاری کئے جاتے ہیں اور غیر حاضری کی صورت میں زیر آرڈر نمبر ۶۲ یکطرفہ سماعت کی جاسکتی ہے۔ حسب ذیل سمن جاری کردہ ملاحظہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ • نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ!

وَعَلٰی عِبْدِهٖ، الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ!

از دفتر ناظم دارالقضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

مکرمی!

نقل عرضی دعویٰ منجانب دعویٰ بابت آپ کو برائے جوابدہی بذریعہ رجسٹری ارسال ہے۔ آپ اس دعویٰ کا جواب دفتر بڈا میں تک ارسال کریں۔ مقررہ تاریخ تک آپ کی طرف سے تحریری جواب موصول ہونا ضروری امر ہے اور ۱۶ اگست ۱۹۳۹ء بوقت دس بجے صبح ربوہ براستہ چنیوٹ ضلع جھنگ تشریف لادیں۔ غیر حاضری کی صورت میں زیر آرڈر نمبر ۶۲ یکطرفہ سماعت کی جاسکتی ہے۔

ناظم دارالقضاء!

۲۳ جون ۱۹۳۹ء دستخط ناظم دارالقضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ!

حکمدار علیہ یکطرفہ اور ضابطہ کی کارروائیاں کرنے کا مجاز ہے۔ مثال ملاحظہ ہو۔ نوٹس تمام شیخ منظور احمد، دہلی مستری بدر الدین مہار ساکن ٹھکانا۔ تمام شیخ منظور احمد ولد شیخ محمد حسین مرحوم، دعویٰ اجراء ڈگری مبلغ تین سو روپے ودا آنے مقدمہ مندرجہ عنوان میں لوکل قضاء ۱۳ اگست ۱۹۳۳ء کو آپ سے برخلاف یکطرفہ ڈگری ۲۵ روپے آنے کی دی ہے۔ عدلی نے امور عامہ میں اجراء ڈگری کی درخواست ۱۳ اگست ۱۹۳۳ء کو دی لہذا آپ کو بذریعہ نوٹس دیا جاتا ہے کہ مندرجہ بالا ۲۳ دسمبر ۱۹۳۳ء تک دفتر امور عامہ میں جمع کرا دیں تو بہتر ورنہ آپ کے خلاف ضابطہ کی کارروائی عمل میں لائی جاوے گی۔

(انضال مورخ ۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء)

اب مزید سمن کے بارہ میں سنئے۔ ملک عبدالحمید صاحب ولد غلام حسین صاحب محلہ دارالرحمت قادیان کے خلاف چند مقدمات برائے ڈگری دائر ہیں۔ کئی دفعہ ان کے نام علیحدہ علیحدہ مقدمات میں سمن جاری کئے گئے ہیں۔ مگر وہ تحصیل سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ چنانچہ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۳ء کو ایک سمن اگلے روز کی حاضری کے لئے جاری کیا گیا اور اس پر ملک عبدالحمید نے عذر کیا کہ میں پندرہ یوم کے لئے باہر جا رہا ہوں۔ لہذا مجبور ہوں۔ اسی پر اسی وقت ان کو اطلاع

بھیجی گئی کہ آپ کو اس سن کی اطلاع یابی کے بعد باہر جانے کی اجازت نہیں۔ بلکہ اس سن کی قبیل واجب ہے۔ اگر واقعی آپ کو کوئی اتنا شدید ضروری کام ہے جو روک نہیں سکتا تو آپ کو لازماً ہے کہ درخواست پیش کر کے عدم حاضری کی اجازت حاصل کریں۔ لہذا ان کو بذریعہ اخبار اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر وہ اس اعلان کی تاریخ سے دس روز کے اندر اندر دفتر امور عامہ میں حاضر نہ ہوئے تو سخت کوشش لیا جائے گا۔ ناظر امور عامہ! (افضل مورخہ ۹ نومبر ۱۹۳۳ء)

فیصلہ

فریقین ہر دو تاریخ پر حاضر نہیں ہوئے۔ اس لئے زبردستی ہدایت نمبر ۶۲ بوجہ عدم جودی دعویٰ خارج کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ تک درخواست منسوخی فیصلہ یکطرفہ دے سکتا ہے۔ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۵۱ء، دستخط: محمد احمد!

تصدیق کیا جاتا ہے کہ نقل ہذا مطابق اصل ہے۔

نمبر ۱۲۵۹ مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء، دستخط: الحروف اردو مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۱ء

خالص دینی نکادتا ہے

انتقل لکھتا ہے: ”جماعت احمدیہ خالصتاً ایک غیر سیاسی جماعت ہے اور اس نے حکومت کے صوبائی یا مرکزی رجسٹر میں کسی کوئی رجسٹریشن لی اور نہ کسی سیاسی معاملہ میں دخل دیا ہے۔ امام شاہ الحدیث (رحمۃ اللہ علیہ) اصل جماعت کا تہذیبی اعلان ہے کہ خانوہ نامہ تمام شدہ حکومت کے ساتھ نہ صرف دکھاری کی جلتے۔ بلکہ ”تعلقوا علی الدور والتقویٰ“ کے قرآنی اصول کے مطابق اس کی حمایت کی جائے۔ جماعت کے اس اصول سے تمام دنیا واقف ہے اور گواہ ہے کہ جماعت ہمیشہ اس کی پابند رہی ہے۔“

خالص دینی جماعت کے کارناموں کے حلقہ مختلف سیاسی اغراض پر فریج کی گئی رقوم، گورنمنٹ کے خلاف پریسیکٹوڈ اور غیر مضامین وغیرہ ان کی تفصیل امور عامہ کے مختص قریبی محمد صادق صاحب شیئر پریزیڈنٹ نیشنل ایکٹوایان و سیکرٹری آل انڈیا نیشنل ایکٹوایان اور کی زبانی سنئے۔

قبرستان عید گاہ

۱..... چوہدری فتح محمد سیال نے آپ کے ایماء سے مجھے احرار یوں پر جب کہ وہ شروع شروع میں قبرستان عید گاہ کے حلقہ جھگڑنے لگے تھے۔ قاتلانہ حملے کی ترغیب دی جو کہ بالکل ایک

غیر شرعی فعل تھا۔ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ چوہدری صاحب موصوف نے ایسی ترغیب مجھے دی تھی۔ لیکن مجھے اس کے لئے آمادہ نہ ہوا کہ مزید زور نہ دیا۔ اس وقت میں یہ اس کی ذاتی حماقت سمجھتا تھا۔ لیکن آپ کے باقی حلات اور خیالات کا اندازہ کر کے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ ممکن نہیں کہ چوہدری صاحب آپ کے مشورہ یا ایملے کے بغیر اس قدر دلیرانہ قدم اٹھاتے۔

۲..... لاہور میں مجھے بیکر ٹری آل انڈیا نیشنل لیگ مقرر کر کے بھیجتے وقت آپ نے جو احکام دیئے تھے ان میں سے خاص کر ایک حکم قابل اظہار ہے۔ آپ نے ایک ہزار روپیہ خاص کام کے لئے دیا تھا کہ شیخ بشیر احمد کے حوالہ کر دو اور اس کو کہہ دو کہ اس میں سے مبلغ یکھ سو روپیہ فی الفور اختر علی آف زمیندار کے سپرد کر دیں اور بعد میں ان کو جس قدر رقم کی ضرورت ہو دے دیا کریں۔ اختر علی اور اس کا باپ سلسلہ اور سراج موعود کے دشمن ہیں۔ حضور (مرزا قادیانی) کو نعوذ باللہ و جال، عیاش، شراب خور وغیرہ کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور آپ ان کے پراپیگنڈہ کے لئے مومنوں سے حاصل کروہ چندہ میں سے زر خطیر عنایت کرتے ہیں۔ یہ ہے آپ کی ایمانی غیرت اور مومنانہ شان؟ اللہ ناہ دے۔

۳..... آپ ہمیشہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے گورنمنٹ کو کبھی دھوکہ نہیں دیا اور نہ ہی گورنمنٹ کے ساتھ تعلقات کے بارے میں دروغ گوئی کی منافقت سے کام لیا ہے۔ حالانکہ آپ کا رویہ گورنمنٹ کے خلاف باغیانہ ہے اور آپ ہمیشہ سے گورنمنٹ کو دفا کے پردے میں نقصان پہنچانے کے کوشاں رہے ہیں۔ چنانچہ ڈیل میں چند ایک مثالیں پیش کرتا ہوں جو خود میرے مشاہدہ میں آئی ہیں۔

گورنمنٹ کے خلاف پراپیگنڈہ

الف..... نیشنل لیگ کا اجراء ہی آپ نے اس لئے کرایا ہے کہ تاکہ آپ اس طرح گورنمنٹ کے خلاف پراپیگنڈہ موثر طریق سے کر سکیں۔ میں نے جب سب سے پہلے قادیان میں نیشنل لیگ کا چارج لیا تو گو آپ نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ نیشنل لیگ کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دیں گے۔ لیکن سب سے پہلا جلسہ جو میں نے کیا اس میں ریزولوشن پاس کرانے کے لئے آپ ہی نے یحییٰ خان کے ہاتھ بھجوائے جو کہ ہمیں نقل کر دیا کہ اصل کا پی آپ کی ہدایت کے مطابق واپس لے گئے۔ کیونکہ آپ کو خطرہ تھا کہ کسی طرح یہ راز افشاء نہ ہو جائے۔ اس کے بعد بھی نیشنل لیگ کی باگ ڈور آپ کے ہی ہاتھ میں رہی۔ نہ پریذیڈنٹ اور نہ بیکر ٹری کو اپنے اختیارات استعمال کرنے کی اجازت تھی۔ آپ جملہ معاملات میں ڈپلومیسی سے کام لیتے رہے۔

گورنمنٹ کے خلاف اشتہاروں کا طریق

ب..... جب لاہور میں گولی چلی تو جماعت نے احرار یوں کے ساتھ گورنمنٹ کے خلاف بھی سخت پراپیگنڈہ شروع کیا۔ چنانچہ بیسیوں اشتہارات لکھوائے گئے جن پر غیر احمدیوں کے دستخط کرا کر اور ان کو اس کا معاوضہ دے کر تمام ہندوستان میں شائع کیا جاتا رہا۔ یہ کام آپ گورنمنٹ کے لئے سیاسی مشکلات پیدا کرنے کی غرض سے کروا رہے تھے۔ ورنہ جن لوگوں کی طرف سے اشتہار شائع کروائے جاتے رہے وہ سلسلہ کے جانی دشمن ہوتے تھے۔

خفیہ مضامین

ج..... سید ولی اللہ شاہ نے لاہور میں گولی چلنے کے متعلق کئی خلاف واقعہ خفیہ مضمون لکھ کر خفیہ طور پر میرے سامنے شائع کرائے جن میں گورنمنٹ کے خلاف اکسایا جاتا رہا اور ظاہر ہے کہ شاہ صاحب کو آپ ہی نے اس کام کے لئے لاہور میں مامور کیا ہوا تھا۔ بھئی خان خلیفہ کا پرائیویٹ سیکرٹری تھا۔

اخبارات کو رقوم دینا

د..... سید ولی اللہ شاہ صاحب نے میرے سامنے سید حبیب آف سیاست، کے بھائی سید عنایت شاہ کو اخبار کی پالیسی خریدنے کے لئے مبلغ ایک سو روپے کا نوٹ پیش کیا دیا تھا۔ حالانکہ تمام دنیا کو معلوم ہے کہ سیاست نے کئی بار احمدیت کے خلاف شرمناک طور پر قدم اٹھایا۔ سیاست کی پالیسی اسی غرض سے خریدی گئی تھی کہ وہ گورنمنٹ کے لئے شہید گنج کے واقعہ کے موقع پر مشکلات پیدا کرے۔ سید حبیب سیاسی قیدی تھا، گورنمنٹ کا مجرم تھا۔ آپ نے اس کی اعانت کر کے گویا گورنمنٹ کے خلاف باغیہ قدم اٹھایا۔

شہید گنج کے موقع پر گورنمنٹ کے خلاف

ہ..... شہید گنج کے موقع پر ایک طرف تو آپ کے نمائندے لاہور میں پبلک کو گورنمنٹ اور احرار یوں کے خلاف جوش دلاتے رہے اور دوسری طرف شیخ بشیر احمد صاحب زر کثیر خرچ کر کے کانگریسی لیڈروں اور اخبار نویسوں کو اپنے مکان پر مدعو کر کے پراپیگنڈہ میں شامل کرتے رہے۔ روپیہ غریب مومنوں اور مفلسوں کا خرچ ہوا اور فائدہ کانگریس کو ہوا۔ آپ نے کانگریس کے نمائندوں کو الوینا کر جواہر لعل نہرو کا استقبال کرایا اور پھر انہوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ خدا نے آپ کو اس شرمناک فعل کا کیسا بدلہ دیا۔

محسسی مثلیں

..... محسسی کے زمانہ میں مثلین دیکھنے سے یہ امر مجھ پر اچھی طرح کھل گیا کہ آپ دکھا دے کے طور پر اس طرح کہتے ہیں کہ جماعت میں کسی ایسے معاملے کا فیصلہ نہیں کیا جاتا جس کی قانون اجازت نہ دیتا ہو۔ مسماۃ منی بنت سلت سلتہ خاکروب کو مسلم کے ساتھ جن دو آدمیوں نے زنا کا ارتکاب کیا تھا اس کی تحقیقات سابق محتسب شیخ محمود احمد عرفانی سے کرائی گئی۔ انہوں نے تحقیقات کے بعد رپورٹ میں یہ وضاحت سے بیان کیا کہ ان دو آدمیوں نے بھی اس لڑکی کے ساتھ زنا کیا ہے اور اس سے جو خیر فلاں فلاں نے اس کے ساتھ ایسا فعل کیا ہے۔ آپ نے ناظر صاحب امور عامہ کو حکم دے کر کہا کہ اس رپورٹ کو دوبارہ لکھوایا جاوے اور اس میں سے زنا کا لفظ کاٹ دیا جائے کہ فلاں فلاں کو منی کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھا گیا ہے۔ اس وقت محتسب میں تھا۔ جب ناظر نے مجھے آپ کا حکم سنا دیا تو میں نے کہا جب حمل میں زنا کا لفظ بار بار آتا ہے تو محض رپورٹ سے اسے نکالنے کی کیا ضرورت ہے تو انہوں نے کہا کہ حضرت صاحب (خلیفہ) نے فرمایا ہے کہ حمل کو ہم تلف کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اغوا، چوری، خودکشی کی کوشش وغیرہ کے مقدمات میں امور عامہ میں فیصلے ہوتے رہے ہیں۔ جن کی تکمیل وقت پر بتادی جاسکے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر ضرورت ہوگی۔

گورنمنٹ سے دھوکہ

ز..... جب احرار نے مہلہ کا بیج دیا تھا۔ اس وقت آل انڈیا نیشنل لیگ کو آپ کا حکم ملا تھا کہ قرب و جوار کی جماعتوں کو آدمی بھیجے جائیں اور ان کو تاکید کر دیں کہ فلاں فلاں مضمون کا اعلان جب الفضل میں نکلے تو فوراً قادیان میں خود بخود آ جاؤ تا کہ گورنمنٹ یہ نہ کہہ سکے کہ مرکز نے ان کو بلوایا ہے۔

افغانستان جرگہ کے ساتھ الحاق

ج..... جب میں آل انڈیا نیشنل لیگ کا سیکرٹری تھا تو مجھے سرحد میں اس لئے بھیجا گیا کہ ایک تو میں پیغام مندرجہ (ز) ان کو سنا دوں تو دوسرے یہ کہ اگر ممکن ہو سکے تو افغان جرگہ اور سرخپوشوں کے ساتھ نیشنل لیگ کا الحاق کرادوں اور ظاہر ہے کہ یہ جماعتیں گورنمنٹ کے خلاف ہیں۔ افغانستان جرگہ خفیہ طور پر اور سرخپوش اعلانیہ۔

مالی بے اعتماد الیاء

تقدیر مآب خلیفہ رومہ ایک پراسرار شخصیت ہے جس کے چلن کی آلودگی کے بارے میں اس کے اپنے مریدوں کی حلیفہ مولا کد بعد اب شہادتیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کی مالی بے اعتمادیوں کے متعلق چند نمونہ جات پیش خدمت ہیں کہ خدمت اسلام کا روپیہ کس مقام پر خرچ کیا جاتا ہے۔ پھر خصوصیت سے زکوٰۃ کے دو پیہ سے ان عورتوں اور لڑکیوں کی مالی امداد کرتے ہیں جن سے بدکاری کرتے اور کرواتے ہیں۔ یہ پیش کش احمدیہ حقیقت پسند پارٹی مرکزی لاہور کی ہے۔ ان کی زبانی سنئے۔

ایک دفعہ ۱۹۲۳ء میں مغرب کو فتح کرنے دوسری دفعہ ۱۹۵۵ء میں اپنے فوج اور بعض دوسری پوشیدہ امراض کا علاج کروانے، ہر دفعہ اپنے ساتھ ہزاروں ہزار روپیہ کا سامان لائے اور کسٹم سے بچنے کے لئے بیسیوں حیلے کئے۔ اس سامان میں یورپ کے نوادرات، مندن سے نئے نئے ڈیزائن کے کپڑے، سوئٹزر لینڈ کے کلاک اور رسٹ واچیں، جرمنی کی استریاں اور سلائی کی مشینیں، ہالینڈ سے لیڈر بیگ اور دیگر مختلف انواع کے چمڑے کے بکس، دمشق سے سونے کے زیورات اور مختلف جگہوں سے مختلف سامان بلکہ موٹریں تک بھی شامل ہیں۔ یہ اس شخص کا حال ہے جس کی مثال زندگی کا آغاز ۶۰ روپے ماہوار کے وظیفہ سے ہوا۔

زکوٰۃ کا بے محل استعمال

یہ تو معلوم نہیں کہ خلیفہ صاحب نے خود بھی کبھی زکوٰۃ دی ہے یا نہیں۔ لیکن ایک چیز پر انہیں بڑا اصرار ہے۔ وہ یہ کہ زکوٰۃ کو تمام روپیہ براہ راست ان کی تحویل میں رہے اور وہ اسے جہاں پسند فرمادیں اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کیا کریں اور کوئی شخص حضور سے اس کا حساب نہ پوچھے۔ یہ خاص حق خلافت ہے۔ ذیل کا اعلان پڑھئے۔

”خلیفہ مسیح کے ارشاد کے ماتحت یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ زکوٰۃ کی رقوم محاسب صدر انجمن کے نام نہ بھیجی جاپا کریں۔ زکوٰۃ براہ راست خلیفہ وقت کے حضور آنی چاہئے۔“

(افضل مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۲۲ء)

یہ صریحاً خلاف شریعت اور خلاف قانون کا ہوا ہے۔ قطعاً خلیفہ صاحب کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ محاسب سے بالا بالا سلسلہ کی بعض رقوم کو وصول کریں۔ اس کے لئے قطعاً کوئی وجہ جواز نہیں۔ سلسلہ کے ایک ایک روپیہ کا حساب ہونا ضروری ہے۔ یہ بددیانتی کی انتہاء ہے کہ ایک شخص اعلان کر دیتا ہے کہ قومی بیت المال سے بالا بالا بعض رقوم جن کے صرف کے متعلق وہ قوم کو

مطمئن کرنے کو تیار بھی نہیں۔ بلکہ مختلف عذرات پیش کر کے ایسا راستہ کھولتا ہے جس میں بددیانتی، ظہن اور بعض ناجائز و ناداد اجازت کے صریح اور واضح امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ صدر انجمن، محاسب، نظارتیں، وکالتیں، دفاتر سب کیا ہیں؟ ایک نظام کی مختلف کڑیاں اور خلیفہ صاحب کے دست و بازو۔ پھر کیا وجہ ہے کہ انہوں نے بعض رقوم کو بالالا منگوانا اور بالالا صرف کروینا ضروری سمجھا ہے۔ اس چیز نے ظہن کا صریح دروازہ ہی نہیں کھولا۔ بلکہ ہم اپنے قطعی اور یقینی علم کی بناء پر جانتے ہیں کہ خلیفہ صاحب کی بہت سی بدکاریوں کا موجب یہ طریق عمل ہوا ہے۔ وہ زکوٰۃ کے روپیہ میں سے ان عورتوں اور لڑکیوں کی مالی امداد کرتے ہیں جن سے بدکاری کرتے اور کرواتے ہیں اور اسی روپیہ کی وجہ سے وہ اپنے بہت سے جرائم پر پردہ ڈالنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

صبح موعود اور خلیفہ المسیح اول کا طریق عمل سب کے سامنے ہے۔ انہوں نے زکوٰۃ فنڈ کے متعلق وہ طریق نہیں۔ اختیار کیا جو خلیفہ کر رہے ہیں پچیس سے تیس ہزار روپیہ سالانہ زکوٰۃ ہوتا ہے۔ یہ پوری کی پوری رقم خلیفہ سلسلہ بیت المال کے احتساب سے بالالا صرف کر دیتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اس میں معتد بہ رقم ان کی دھاندلیوں، بے راہ رویوں اور بدکاریوں پر خرچ ہو جاتی ہے۔ غریب بے نوا، بے سہارا، چند پیسوں کی خاطر عصمتیں ٹٹوانے والے کہاں نہیں مل جاتے۔ یہ گروہ خلیفہ صاحب اس رقم کی امداد سے اپنے گرد مہیا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ کی رقم کا کثیر حصہ ان داشتادوں کے معاشرے پر صرف ہو جاتا ہے۔ ہم بڑے دردمند دل سے ان کی خدمت میں بھی گزارش کرتے ہیں کہ خدا کے لئے اس طریق کو چھوڑ دیں۔ تا مریض معاصی سنبھل جائے اور تا انہیں اپنی سیاہ کاریوں سے بچنے کے لئے یہ بہت بڑا سہارا مل جائے اور قوم سے بھی کہتے ہیں کہ وہ خلیفہ صاحب کو اس طرز عمل کے بدلنے پر مجبور کرے اور دیکھ لے کہ اس کے زکوٰۃ کے روپیہ کا مصرف کیا ہے۔

خلیفہ ربوہ کی فوجی تنظیم

خلیفہ نے اپنی ریاست کے دفاع کے کام کو تکمیل دینے کے لئے فوجی نظام کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ ایک جمہوری رویا کا سہارا لے کر جماعتوں کو یہ حکم دیا کہ ٹیری ٹوریل فورس (Terri Torial Force) میں احمدیوں کو بھرتی ہونا چاہئے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ یہ کام فوجی نظام آئندہ جماعت کے لئے بہت برکتوں کا موجب ہوگا۔

(الفضل مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

جماعت کے نوجوان طبقہ کو بار بار یہ تحریک کی جاتی ہے: ”احمدی نوجوانوں کو چاہئے کہ ان سے جو بھی شہری ٹیری ٹوریل فورس میں شامل ہو سکتے ہیں ہو کر فوجی تربیت حاصل کریں۔“
(افضل مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۳۹ء)

اس کے بعد اپنی مستقل فوجی تنظیم ضروری قرار دی گئی۔ جیسا کہ پہلے بھی اعلان کیا جا چکا ہے کہ یکم ستمبر ۱۹۳۲ء سے قادیان میں فوجی سکھلائی کے لئے ایک کلاس کھولی جائے گی۔ جس میں بیرونی جماعتوں کے نوجوانوں کی شمولیت نہایت ضروری ہے۔

”ہندوستان میں حالات جس سرعت کے ساتھ تغیر پذیر ہو رہے ہیں۔ ان کا تقاضا ہے کہ مسلمان جلد سے جلد اپنی فوجی تنظیم کی طرف متوجہ ہوں اور خاص کر جماعت احمدیہ ایک لمحہ کے لئے بھی توقف نہ کرے اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ ہر مقام کے نوجوان پہلے خود فوجی سکھلائی کریں اور پھر اپنے مقام پر دوسرے نوجوانوں کو سکھلائیں۔ ان کی ایسی تنظیم کریں کہ ضرورت کے وقت مفید ثابت ہو سکیں۔“
(افضل مورخہ ۷ اگست ۱۹۳۲ء)

احمدیہ کور کی سرپرستی

”صدر انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ انجمن کے تمام کارکنان و اعلیٰ کور کے ممبر ہوں گے اور مہینہ میں کم سے کم ایک دن اپنے فرائض منصبی کور کی دردی میں ادا کریں گے۔ نیز بیرونی جماعتوں کے اصرار پر بیڈنٹ بحیثیت عہدہ مقامی کور کے افسر اعلیٰ ہوں گے۔ ہر مقام کی احمدی جماعتوں کو اپنے ہاں کور کی بھی بھرتی لازمی ہوگی۔ جہاں کور کے ایک سے تین دستے ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک سات آدمیوں پر مشتمل ہوگا۔ وہاں ہر دستہ کا ایک افسر دستہ مقرر ہوگا اور جہاں چار دستے ہوں گے وہاں ایک پلٹون سمجھی جائے گی۔ جس پر ایک افسر دستہ کے علاوہ ایک افسر پلٹون بھی ہوگا اور ایک نائب افسر پلٹون مقرر کیا جائے گا۔ جہاں چار پلٹونیں ہوں گی۔ وہاں پلٹونوں کے مذکورہ بالا افسروں کے علاوہ ایک افسر کمپنی اور ایک نائب افسر کمپنی بنا دیا جائے گا۔ حضرت امیر المؤمنین نے احمدیہ کور کو اپنی سرپرستی کے فخر سے بھی سرفراز کرنا بھی منظور فرمایا ہے۔“

(افضل مورخہ ۷ اگست ۱۹۳۲ء)

”حضور کا منشا ارشاد سے اس تحریک کو نہایت باقاعدگی اور عمدگی کے ساتھ چلانے کا

(افضل مورخہ یکم ستمبر ۱۹۳۲ء)

تھا۔“

”یکم ستمبر صبح سات بجے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی گراؤنڈ میں احمدیہ کور ٹریننگ کلاس کا

آغاز ریگرنی حضرت صاحبزادہ کمیشن مرزا شریف صاحب ہوا۔“
(افضل مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۲ء)

سربراہ کی سلامی فوجی طریق سے

یہ فوج علاوہ دوسرے کاموں کے اپنے سربراہ کی سلامی بھی اتارا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ مرزا شریف احمد ناظم احمد یہ کور کو بذریعہ تاریخ موصول ہوئی کہ خلیفہ کا یکم اکتوبر ۱۹۳۲ء صبح ۱۰ بجے یا تین بجے بعد دوپہر تشریف فرما دارالامان ہوں گے۔ احمد یہ کور کارکنان صدرا انجمن احمدیہ اور بہت سے دیگر افراد حسب الحکم میاں شریف احمد کور کی وردی میں ملیں ہو کر ہائی سکول کی گراؤنڈ میں جمع ہو گئے۔ جہاں سے مارچ کرنا کر بیٹالہ والی سڑک پر کھڑے کر دیئے گئے۔ خلیفہ صاحب تشریف لائے۔ فوج نے فوجی طریقہ پر سلامی اتاری۔

”حضور نے ہاتھ کے اشارے سے فوجی سلام کا جواب دیا۔“

(افضل موری ۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

”اس فوج کا اپنا خاص پرچم تھا جو بزرگ کے کپڑے کا تھا۔ اس پر منارۃ المسیح بڑا، ایک طرف اللہ اکبر اور دوسری طرف عہد اللہ لکھا ہوا تھا جو اس فوج کا اصلی نام تھا۔ یہی وہ فوج ہے جو کہ پیٹنگ کے لئے دریائے بیاس کے کنارے بھیجی گئی تھی۔“

(افضل موری ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

خلیفہ صاحب کی خاص محفل

دریائے بیاس کے کنارے کا ذکر آنے کے ساتھ ہی خلیفہ کی وہ تمام رنگین محفلوں کی یاد دل میں چمکیاں لینا شروع کر دیتی ہیں جہاں نامحرم لڑکیوں کے حمرٹ میں خلیفہ صاحب پیش و طرب کی آغوش میں جمولے جمولے کرتے تھے۔ اگر دریائے بیاس کے کنارے پر خلیفہ صاحب کی ایک منٹ کی خاص محفل کی ظلمت دتار کی کوتیرہ سو صدی کے نور پر پھیلا یا جائے تو تمام نور کا نور ہو جائے گا۔

جبری بھرتی

خلیفہ صاحب نے اس فوج کے لئے جبری بھرتی کا اصول اختیار کیا تھا۔ ”میں ایک دفعہ امور عامہ کو توجہ دلا تا ہوں..... کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ چندہ سال کی عمر سے لے کر پینتیس سال کی عمر تک کے تمام نوجوانوں کو اس میں جبری طور پر بھرتی کیا جاوے۔“

(افضل موری ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

کمانڈر انچیف اور وزارت

یہی وہ فوج ہے جس کے نوجوانوں نے سر ڈیگلس بیگ کو جو اس وقت پنجاب

ہائیکورٹ کے چیف جسٹس تھے قادیان میں باوردی والظہیر کور نے سلامی دی تھی۔

(افضل مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۹ء)

اور اسی طرح لاہور جا کر پڈت جواہر لال نہرو کو سلامی دی گئی۔ شروع میں ناظر صاحب امور عامہ اس فوج کے کمانڈر انچیف تھے۔ لیکن جلد ہی خلیفہ نے ان کو برطرف کرتے ہوئے کہا: ”کمانڈر انچیف اور وزارت کا عہدہ کبھی اکٹھا نہیں ہوا۔“ (افضل مورخہ ۵ اپریل ۱۹۳۳ء)

خلیفہ صاحب کو اپنی اس فوجی تنظیم پر اتنا ناز اور فخر تھا کہ ایک دفعہ افضل نے یہ لکھا کہ ”حضور نے احمدیہ کور کی جو یکم آج سے تقریباً پانچ سال پہلے تجویز فرمائی تھی۔ اس کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ عام اقوام تو الگ رہیں۔ اس وقت بعض بڑی بڑی حکومتیں بھی اپنی قوت مدافعت میں اضافہ کرنے کے لئے بعض ایسے احکام نافذ کر رہی ہیں کہ جو اس تحریک کے اجزاء ہیں۔“

مطلق العنان بادشاہ کا ہلالی پرچم

اگر خلیفہ صاحب کا مطمح نظر اور مدعا محض اشاعت اسلام تھا تو اس مقدس و مطہر مقصد کے لئے اشاعتی ادارے قائم ہوتے نہ کہ عسکری تربیت پر روپیہ خرچ کیا جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ صاحب کے ذہن میں مطلق العنان بادشاہ کی آرزوئیں انگڑائیاں لے رہی تھیں۔ اشاعت اسلام کا نعرہ محض ایک فریب اور دھوکہ تھا۔ یہ تو صرف عوام کا لانعام سے روپیہ وصول کرنے کا طریق تھا۔ اسلام کے مقدس اور پیارے نام پر حاصل کیا ہوا روپیہ آتش ہوس کو بجھانے کے لئے صرف کیا جاتا ہے۔ یہ عسکری نظام خلیفہ صاحب کے سیاسی عزائم کی ہی عکاسی نہیں کرتا بلکہ ان کی نیت اور ناپاک ارادوں کو بھی طشت از بام کرتا ہے۔ اپنے فوجی مقاصد کے حصول کے لئے خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اس کا ایک باقاعدہ ہلالی پرچم بنایا گیا۔ اس کے متعلق خلیفہ صاحب فرماتے ہیں: ”خدام احمدیہ ہیں داخل ہونا اور اس کے مقررہ قواعد کے ماتحت کام کرنا ایک اسلامی فوج تیار کرتا ہے۔“

(افضل مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۳۹ء)

یہ تنظیم مع پرچم اب بھی موجود ہے۔ پھر خلیفہ صاحب فرماتے ہیں: ”میں نے انہی مقاصد کے لئے جو خدام الاحمدیہ کے ہیں۔ پیش لیگ کو تیار کرنے کی اجازت دی تھی۔ پھر جس قدر احمدی برادران کسی فوج میں ملازم ہیں خواہ وہ کسی حیثیت میں ہوں ان کی فہرستیں تیار کروائی جائیں۔“

اسی طرح جماعت کو یہ حکم دیا کہ: ”جو احباب بندوق کا لائسنس حاصل کر سکتے ہوں وہ

لائسنس حاصل کریں اور جہاں جہاں تلوار کھنے کی اجازت ہے وہ تلوار رکھیں۔“

(الفضل مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء)

انڈین یونین اور ہمارا مرکز

وہ اشاعت اسلام کی دعویٰ اور جماعت جس نے قادیان میں بھی احمدیہ کو رکھنا دیا۔ جس کا ممبر پندرہ سال سے چالیس سال تک کا ہر احمدی ممبر تھا۔ ٹیری ٹوریل فورس میں انگریزی حکومت کی طرف سے فوجی تربیت دیکھے۔ پھر ۸/۱۵ پنجاب رجمنٹ میں خالص احمدی کمپنی کا ہونا یہ اس بات کا یقین ثبوت ہے کہ خلیفہ صاحب کے عقل و قلب میں بادشاہت کی آرزوئیں لہریں مار رہی تھیں۔ پھر تقسیم ملک کے بعد سیالکوٹ، جموں سرحد پر انہیں احمدیہ کمپنی کے ریلیز شدہ سپاہی منظم طور پر خلیفہ کے حکم کے مطابق پہنچ گئے۔ ان کو دھڑا دھڑا اسلحہ میسر ہونے لگا۔ پھر فرقان فورس جو خالص احمدیوں کی فوج تھی کشمیر میں کھڑی کر دی گئی اور خلیفہ ربوہ نے خود محاذ جنگ پر جا کر اسی فوجی تنظیم کا جائزہ لیا اور سلامی لی۔ اس فوج کو استعمال کرنے کے لئے خلیفہ فرماتے ہیں: ”انڈین یونین کا مقابلہ کوئی آسان بات نہیں۔ مگر انڈین یونین چاہے صلح سے ہمارا مرکز دے چاہے جنگ سے ہم نے وہ مقام لینا ہے اور ضرور لینا ہے۔ اگر جنگ کے ساتھ ہمارے مرکز کی واپسی مقدر ہے۔ تب بھی ضروری ہے کہ آج ہی سے ہر احمدی اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہے۔“

(الفضل مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۸ء)

فوجی تنظیم فرقان فورس

تقسیم ہند کے بعد دوبارہ اکھڑی ہوئی فوجی تنظیم فرقان فورس کی شکل میں جمع ہو گئی تو خلیفہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک مرکز ہونا چاہئے جہاں اپنے نوجوانوں کو مزید فوجی تربیت دی جاسکے۔ اس کے ساتھ ہی اپنی بے اعتدالیوں، غمخوئیوں، گندگیوں، ناپاکیوں اور برائیوں پر پردہ ڈالا جاسکے۔ خلیفہ ربوہ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا۔

بلوچستان کو احمدی سٹیٹ بنانا

”یاد رکھو تبلیغ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک ہماری Base مضبوط نہ ہو۔ پہلے Base مضبوط ہو تو تبلیغ مضبوط ہو سکتی ہے..... بلوچستان کو احمدی بنایا جائے تاکہ ہم کم از کم ایک صوبہ تو اپنا کہہ سکیں..... میں جانتا ہوں کہ اب یہ صوبہ ہمارے ہاتھوں سے نکل نہیں سکتا۔“

یہ ہمارا ہی شکار ہوگا۔ دنیا کی ساری قومیں مل کر بھی ہم سے یہ علاقہ چھین نہیں سکتیں۔“
(الفضل مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۸ء)

ڈائنامائٹ سے مخالفت کا قلعہ اڑادو

یہ واقعہ اخبار میں آچکا ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ خلیفہ ربوہ کی فوجی نظام کی تجویز بہت پرانی ہے۔ ان کی ہمیشہ سے یہ خواہش چلی آ رہی ہے کہ ایک خاص علاقہ احمدیوں سے معمور ہوتا کہ خلیفہ کا حکم آسانی سے چل سکے۔ تقسیم ہند سے پہلے آپ کی نظر ضلع گورداسپور پر تھی۔ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں: ”گورداسپور کے متعلق میں نے غور کیا ہے کہ اگر ہم پورے زرد سے کام کریں تو ایک سال میں ہی فتح کر سکتے ہیں..... اس وقت ڈائنامائٹ رکھا جا چکا ہے اور قریب ہے کہ مخالفت کا قلعہ اڑادیا جائے۔ اب صرف دیاسلائی دکھانے کی دیر ہے۔ جب دیاسلائی دکھائی گئی۔ قلعہ کی دیوار پھٹ جائے گی اور ہم داخل ہو جائیں گے۔“ (الفضل مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۸ء)

پھر ارشاد فرماتے ہیں:

جبراً کام لینا

”مردم شماری کے دنوں میں گورنمنٹ بھی جبراً لوگوں کو اس کام پر لگا سکتی ہے۔ اگر کوئی انکار کرے تو سزا کا مستوجب ہوتا ہے۔ پس میں بھی ناظروں کو حکم دیتا ہوں کہ جسے چاہیں مدد کے لئے پکڑ لیں۔ مگر کسی کو انکار کا حق نہ ہوگا۔ اگر کوئی انکار کرے تو میرے پاس اس کی رپورٹ کریں۔“

مرکز ایسا ہو جہاں غیر نہ ہوں

انہی مقاصد کے پیش نظر قادیان اور ماحول قادیان کا نقشہ بھی تیار کر دیا گیا۔

”ایک تو جماعت کو اس طرف توجہ دلانا ہوں کہ اور نہیں تو اس ضلع گورداسپور کو تو اپنا ہم خیال بنا لیں۔ احمدیوں کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں وہی ہوں اور دوسروں کا کچھ اثر نہ ہو..... احمدیوں کے پاس ایک چھوٹے سے چھوٹا ٹکرا بھی نہیں ہے جہاں احمدی ہی احمدی ہوں۔ کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنا لو اور جب تک اپنا مرکز نہ ہو جس میں کوئی غیر نہ ہو اس وقت تک تم مطلب کے مطابق امور جاری نہیں کر سکتے۔ ایسا علاقہ اس وقت تک ہمیں نصیب نہیں ہوا..... جو خواہ چھوٹے سے چھوٹا ہو۔ مگر اس میں غیر نہ ہوں جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک ہمارا کام مشکل ہے۔“

(الفضل مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۲ء)

چناب کے اسی پار آہنی پردہ

یہ وہ سیاسی عزم ہے کہ جو خلیفہ کے عقل و قلب پر بری طرح مسلط ہے۔ کیا دینی جماعتوں کو اشاعت اسلام کے لئے ایسے علاقے مطلوب ہیں جو کلیتہً ان کی ہی ملکیت ہوں اور وہاں کوئی اور نہ رہتا ہو۔ کیا سید الکونین سردار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کسی ایسے صدر مقام کی تلاش کی تھی۔ جس میں کوئی غیر نہ ہو۔ جہاں سے وہ تبلیغ اسلام کا کام جاری رکھ سکیں۔ بس ان کی یہ دیرینہ آرزو ربوہ میں پوری ہو گئی۔ یہ وہ ریاست ہے جو اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ چناب کے کنارے پر قائم ہو چکی ہے۔ وہاں سوائے محمودیوں کے اور کوئی آباد نہیں۔ پاکستان میں صرف ایک ہی حصہ ہے جس میں ایک ہی فرقہ کے لوگ بستے ہیں۔ یہ وہ آہنی پردہ ہے جہاں ملک کا قانون بے بس اور در ماندہ ہے۔ اگر وہاں دن دھاڑے قتل بھی کر دیا جائے تو پولیس قاتلوں کے سراغ لگانے میں ناکام ہو جاتی ہے۔

مسلم لیگی ورکرز

چنانچہ ایک دو سال ہوئے کہ دو مسلمانوں کو سحری کے وقت پکڑ کر اتنا زد و کوب کیا گیا کہ ان میں سے ایک مشہور مسلم لیگی ورکرز مولوی غلام رسول صاحب لائل پور کالٹا جاں بحق ہو گیا۔ لیکن واقعہ یوں بتایا گیا، یہ لوگ مقابلہ کرتے ہوئے مارے گئے۔

ربوہ کی خانہ ساز پولیس

اس طریقہ سے نعمت اللہ خان ولد محمد عبداللہ خان صاحب جلد ساز کو جب کہ وہ اڑھائی بجے رات کی گاڑی سے اتر تو ربوہ کی خانہ ساز پولیس نے اتنا مارا کہ اس غریب بے چارے کی پنڈلیاں توڑ دی گئیں اور تمام زعمگی کے لئے ناکارہ کر دیا اور بعد ازاں مقامی پولیس میں پرچہ چوری کا دے دیا۔

جس بے جا

اس کے بعد چوہدری صدر الدین صاحب آف گجرات کے ساتھ ایک المناک واقعہ گزرا۔ چوہدری صاحب موصوف کی شہادت کا دکھ تھا ان کو عبدالعزیز بھامز بمعد اپنی خانہ ساز پولیس کے دفتر بہشتی مقبرہ میں لے گئے۔ وہاں ان کی چھاتی پر پستول رکھ کر بعض تحریریں لکھوائیں۔ یہ کیس تادم تحریر پولیس جھگ ذیر تفتیش ہے۔

اللہ یار بلوچ

ان اندوہناک واقعات سے ملک اللہ یار بلوچ کا واقعہ کوئی کم السناک اور تکلیف دہ نہیں۔ جب کہ ملک صاحب موصوف کو اس شک و شبہ کی بناء پر پکڑ لیا گیا کہ وہ خلیفہ ربوہ کے غیر مبہم حکم کے مطابق سوشل بائیکاٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مولوی عبدالمنان صاحب عمر ایم۔ اے خلف مولوی نور الدین خلیفہ اول کے گھر اشیاء خوردنی پہنچاتا ہے۔ ان کو اسی قدر زرد و کوب کیا گیا کہ ابتدائی ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق پسلیاں ٹوٹی ہوئی ثابت ہوئیں۔ ان کا کیس بھی عدالت میں پیش ہے۔

ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے

سب سے اہم بات یہ ہے کہ اللہ یار بلوچ کو دن و ہاڑے مارا گیا۔ لیکن الفضل میں حلیفہ شہادتیں درج ہوئیں کہ یہاں کوئی واقعہ رونمایا نہیں ہوا۔ یہی وہ بات ہے جس کی طرف سے ملک کے اخبارات اور جراند حکومت کو متواتر آگاہ کر رہے ہیں کہ ربوہ ایک ایسی بستی ہے اگر وہاں سورج کی روشنی میں کوئی آدمی قتل بھی کر دیا جائے تو شہادتیں میسر ہونی ناممکن ہیں۔ اس وجہ سے پریس ایک عرصہ سے یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔ یعنی اس میں دوسرے لوگ ایک عمرانی منصوبے کے ماتحت بسائے جائیں۔

ایک لمبے عرصہ کے بعد حکومت اب ربوہ کی ریاست اندر ریاست حیثیت ختم کرنے پر آمادہ ہوئی ہے۔ لیکن ہم اس امر کا اظہار کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ جب تک نظارت امور عامہ کو ختم کر کے اس کا ریکارڈ فوری طور پر قبضے میں نہیں لیا جاتا اور وہاں کی تھانٹ پولیس کو ختم کر کے اور عام مسلمان علی الخصوص بہاریوں کو آباد نہیں کیا جاتا۔ ان ٹیکسٹریاں لگا کر لوگوں کے لئے روزگار کے مواقع پیدا نہیں کئے جاتے اور لیبر قوانین کے تحت ربوہ کی اقتصادی فضا میں محدودوں کے حقوق کا تحفظ نہیں کیا جاتا اور تمام سرکاری ملازمین، سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کو مکمل طور پر تبدیل نہیں کیا جاتا وہاں ہزار کوششوں کے باوجود اسی طرح غنڈہ گردی ہوتی رہے گی۔ جیسی قادیان میں کھلا شہر ہونے کے باوجود ہوتی رہی ہے۔

ربوہ کا سٹیٹ بینک

ربوہ میں ایک غیر منظور شدہ بینک خلیفہ کی زیر نگرانی چل رہا ہے جسے امانت فنڈ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس صیغہ کی طرف سے باقاعدہ چیک بک اور پاس بک جاری کی جاتی ہے

جس کا ڈیزائن منظور شدہ بینکوں کی چیک بکوں اور پاس بکوں سے ملتا جلتا ہے۔ ان کو دیکھ کر کوئی شخص گمان نہیں کر سکتا کہ آیا یہ چیک بک یا پاس بک کسی منظور شدہ بینک کی ہے یا کسی جعلی غیر منظور شدہ بینک کی۔ اس بینک کے متعلق بعض اعلانات ملاحظہ ہوں۔

”چالیس سال سے قائم شدہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ اس صیغہ کو خلیفہ المسیح کی بابرکت سرپرستی کے علاوہ بفضل تعالیٰ اس وقت مشہور انگلش بینک سے تربیت یافتہ ٹرینڈ اور مخلص نوجوانوں کی خدمات حاصل کی ہیں۔ آپ کا یہ قومی امانت فنڈ اس وقت خدا کے فضل و رحم سے ملکی بینکوں کے ووش بدوش اپنے حساب داران امانت کی خدمت پورے اخلاص اور محنت سے انجام دے رہا ہے۔ تقسیم ملک کے بعد اب اس صیغہ نے جو شاندار خدمات سرانجام دی ہیں وہ بھی آپ سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے اب آپ کو اپنا فالو روپیہ ہمیشہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ میں ہی جمع کرانا چاہئے۔“
(انٹل مورہ ۱۹ مارچ ۱۹۵۷ء)

”کیا آپ کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے خزانہ میں احباب اپنی امانت ذاتی کا حساب کھول سکتے ہیں اور جو روپیہ اسی طرح پر جمع ہو وہ حسب ضرورت جس وقت بھی حساب دار چاہے واپس لے سکتا ہے۔“

”جو روپیہ احباب کے پاس بیاہ، شادی، تعمیر مکان، بچوں کی تعلیم یا کسی اور ایسی ہی غرض کے لئے جمع ہو اس کو بجائے ڈاکخانہ یا دوسرے بینکوں میں رکھنے کے خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کرانا چاہئے۔“
(انٹل مورہ ۱۰ فروری ۱۹۳۸ء)

مذکورہ بالا حوالہ واضح طور پر اس بات کو عیاں کرتا ہے کہ احمدی لوگ ڈاکخانوں اور بینکوں میں اپنا روپیہ جمع نہ کروائیں۔ میرے خیال میں ملک کے کئی بڑے سے بڑے بینک نے یہ جرأت نہیں کی کہ لوگوں کو یہ تلقین کرے کہ ڈاکخانہ میں اپنا روپیہ جمع نہ کروائیں۔ یہ بینک ریاست ربوہ کو بوقت ضرورت روپیہ مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح خلیفہ خود اور ان کے عزیز و اقارب اس بینک سے بھاری رقم نکال کر اپنی تجارتیں چلا رہے ہیں۔ خلیفہ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر اس بات کا غیر مبہم الفاظ میں اقرار کیا تھا کہ وہ بیت المال سے اور ڈرافٹ کے ذریعہ روپیہ حاصل کیا تھا۔ اس وقت تک خلیفہ اور ان کا خاندان بینک سے تقریباً سات لاکھ روپیہ کی ایک خطیر رقم لے چکے ہیں۔ یہ اسی بینک روپے سے سیاسی افادیت حاصل کی جاتی ہے۔ خلیفہ خود فرماتے ہیں:

”اگر دس بارہ سال تک جاری جماعت کے دوست اپنے نفوس پر زور ڈال کر امانت فنڈ میں روپیہ جمع کراتے ہیں..... تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قادیان اور اس کے گرد و نواح میں ہماری جماعت کی مخالفت پچانوے فیصد کم ہو جائے۔“ (افضل مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۷ء)

پس کس طرح قادیان اور اس کے گرد و نواح میں ہماری جماعت کی مخالفت کے طوفان کم کرنے کے لئے اس بینک کے ذریعہ سیکس میں مرتب کی گئیں۔ پھر کس طرح احرار کے امنڈتے ہوئے سیلاب کی طاقت کو کم کیا گیا اور بقول خلیفہ احرار کو شکستیں دی گئیں۔ کیا خلیفہ کے سیاسی عزائم کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ ممکن نہیں کہ اس بینک کی طاقت سے کسی اور کو بھی شکست دی جائے۔ کیونکہ خلیفہ خود فرماتے ہیں: ”ہم اس روپیہ سے تمام وہ کام کر سکتے ہیں جو حکومتیں کیا کرتی ہیں۔“

(افضل مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۳۸ء)

اور پھر بالفاظ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں: ”میں اس مد (امانت تحریک) کی تفصیلات کو بیان نہیں کر سکتا۔“

(افضل مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۷ء)

خلیفہ صاحب کی الہامی تحریک بھی سنئے: ”اور یہ بھی یاد رکھیے کہ امانت فنڈ کی تحریک الہامی تحریک ہے۔“

(افضل مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۳۷ء)

صیغہ امانت

حکومت کے سٹیٹ بینک کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن بینک کی سی کوئی ذمہ داری اس پر عائد نہیں ہوتی۔ اس بینک کا نام خلیفہ نے امانت فنڈ اس وجہ سے رکھا ہے تاکہ ملک کے قانون کی گرفت سے بچ سکیں۔ حالانکہ بینک (امانت فنڈ) وہی کام سرانجام دیتا ہے جیسا کہ منظور شدہ بینک۔

امانت کی شرائط ملاحظہ فرمائیں

۱..... ہر ایک مائل، بالغ مبالغ احمدی خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بہ پابندی شرائط ذیل اپنا روپیہ بطور ذاتی امانت جمع کر سکتا ہے۔

۲..... جو امانتیں چیکوں یا ڈرافٹ کی یا کرنسی نوٹ غیر مالک یا غیر سرکل کی صورت میں وصول ہوں گی ان کے بدلوانے پر جو اخراجات صیغہ کے ہوں گے وہ حساب دار سے جائیں گے اور رقم بینک سے وصول ہونے پر جمع کی جائیں گی۔

۳..... پہلی قسط امانت پانچ روپے سے کم نہ ہوگی اور نہ ہی پہلی دفعہ آنے پائی وصول کئے جائیں گے۔

۲۳..... والپسی امانت بذریعہ رسید یا رقعہ ہوگی۔ یعنی بروقت وصولی رسید تحریر کرنی ہوگی کہ اس قدر رقم امانت سے وصول کی ہے۔ یا افسر امانت کے نام رقعہ تحریر کرنا ہوگا کہ اس قدر رقم امانت سے فلاں شخص کو ادا کر دی جائے۔ یا فلاں مد میں ادا کر دی جائے یا بذریعہ ڈاک مجھے ارسال کر دی جائے۔ جو حساب دار اپنے حسب سے کوئی رقم بذریعہ ڈاک باہر منگوائے یا کسی دوسری جگہ روانہ کرنے کی ہدایت کرے تو یہ خدمت صیغہ امانت حساب دار کی پوری ذمہ داری پر انجام دے گا اور اگر روپیہ ادا کرنے کے بعد راستہ میں کوئی نقصان ہوگا تو صیغہ امانت ذمہ دار نہ ہوگا۔

۵..... مبلغ پانچ روپے سے کم کوئی رقعہ یا رسید ادا نہیں کیا جائے گا۔ البتہ یہ شرط آخری رسید یا رقعہ پر عائد نہیں ہوگی۔ جس کے ذریعے حساب بند ہو رہا ہو۔

۶..... کوئی رسید رقعہ پوسٹ ڈیٹ یعنی تاریخ مندرجہ سے پہلے ادا نہیں کیا جائے گا۔

۷..... تاریخ تحریر رسید رقعہ سے ۶۰ دن گزرنے پر وہ رسید رقعہ منسوخ سمجھا جائے گا۔ مگر ہندوستان سے باہر رہنے والے امانت داروں کے لئے یہ میعاد ۱۵ دن ہوگی۔

۸..... امانت داروں کو اپنے اپنے حساب کو اطلاع ششماہی دی جائے گی۔ بصورت اختلاف حساب داروں کے لئے دفتر متعلقہ کو جلد سے جلد آگاہ کرنا ضروری ہے۔ ورنہ اس کی ذمہ داری حساب دار پر ہوگی۔

۹..... حساب داروں کو اپنے دستخطوں کا نمونہ دفتر صیغہ امانت رپوہ میں اپنی درخواست امانت کے ساتھ داخل کرنا ہوگا۔ جو دفتر میں محفوظ رہے گا۔

۱۰..... کسی حساب دار کی اکا کوئی رسید رقعہ خداخواستہ تم ہو جائے تو اس کی اطلاع با تفصیل یعنی تاریخ رقم معد نام حساب دار وغیرہ فوراً افسر صیغہ امانت کو بھیجی جائے۔ ورنہ ادا بجلی کی ذمہ داری صیغہ امانت پر نہ ہوگی۔

۱۱..... حساب داروں کو چاہئے کہ اپنے اپنے حساب کو وقتاً فوقتاً دفتر صیغہ امانت میں دیکھ کر اپنی تسلی کر لیا کریں۔

۱۲..... اپنی امانت میں سے جس قدر روپیہ کوئی امانت دار منگوائے اس کے بھیجنے کا خرچہ تا اعلان ثانی صیغہ امانت ادا کرے گا۔

۱۳..... تمام امانتوں کا حساب پبلک سے بصیغہ راز رکھا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ البتہ حساب دار اپنا اپنا حساب ہر وقت دیکھ سکتے ہیں۔

۱۴..... اگر کوئی حسب دار سال سے زائد عرصہ کے گذشتہ حساب کی نقل طلب کرے تو اس کی اجرت چار آدھ فی سال کے کسب سے دفتر صیفہ امانت وصول کرے گا۔ زیادہ پرانے حساب کے لئے زیادہ اجرت لی جائے گی۔

۱۵..... باتثناء یوم جمعہ یا کسی تعطیل کے دفتر کے اوقات میں ہر روز امانت کا روپیہ داخل ہو سکے گا اور واپس مل سکے گا۔

۱۶..... اگر کسی حساب دار کو سہو اس کے بقائے سے زیادہ روپیہ دفتر سے ادا ہو جائے تو حساب دار اس کی واپسی کا ذمہ دار ہوگا۔

۱۷..... حساب دار کو چاہئے کہ رسید یا رقعہ پر اگر کوئی اندراج قلمزن کرے یا کوئی تحریر مشکوک ہو جائے تو اس پر اپنے تصدیقی دستخط کرے۔ کیونکہ کوئی مشکوک رسید یا رقعہ دفتر امانت سے ادا نہ کیا جائے گا۔

۱۸..... اگر باوجود رعایت رکھنے ان تمام اسباب حفاظت کے جو حالات کے ماتحت ممکن ہوں پھر بھی کسی وجہ سے خدانخواستہ نقصان ہو جائے تو حسب احکام شریعت اسلامی اس نقصان کا حصہ امانت دار کو بھی اٹھانا پڑے گا۔

افسر امانت

صدر راجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

بینکاری کا سنگین معاملہ

اس بینک میں سرکاری ملازمین کے کھاتے کھلے ہیں۔ محکمہ انکم ٹیکس والوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بنظر عیقت اور سنجیدگی کے ساتھ اس امر کی چھان بین کرے۔ انہیں بڑی بڑی مفید معلومات حاصل ہوں گی۔ وہ تمام لوگ جو محض ٹیکس سے بچنے کے لئے منظور شدہ بینکوں کی بجائے صیفہ امانت میں روپیہ جمع کرواتے ہیں منظر عام پر آ جائیں گے۔ بینکاری کا معاملہ بڑا سنگین معاملہ ہے۔ اگر کوئی بینک بعض غیر متوقع حالات کی بناء پر دیوالیہ ہو جائے تو بہت سے لوگ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ پنہل بینک دیوالیہ ہوا تھا تو ملک میں ایک شور برپا ہو گیا تھا۔ بینک تو بند ہو گیا۔ لیکن ملک کی فضا میں بیواؤں، یتیموں اور بے بسوں کے رونے کی چیخ و پکار کی گونج اٹھی۔ ہزاروں لکھ پتی غربت و بے بسی کے اژدھا کا لقمہ بن گئے۔ جن لوگوں کا ربوہ کے جعلی بینک میں روپیہ پڑا ہوا ہے گورنمنٹ نے اس کی حفاظت کا کیا سامان کیا ہے۔ گورنمنٹ کا اولین فرض ہوتا ہے کہ وہ ملک کے شہریوں کی اموال کی حفاظت کا بندوبست کرے۔

رقم خورد برد

ربوہ کے بینک کی مالی حالت اس قدر درگروں اور مخدوش ہے کہ یہ بینک عملاً دیوالیہ ہو چکا ہے۔ کل سرمایہ تقریباً ۳۳ لاکھ روپیہ ہے۔ اٹھارہ لاکھ کی رقم خورد برد کی جا چکی ہے۔ خلیفہ اور جماعت کے بڑھتے ہوئے غیر ضروری اخراجات اس بات کے ضامن ہیں کہ یہ بینک بالکل دیوالیہ ہو جائے گا تو پھر امانت والوں کا کیا حال ہوگا۔ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ یا تو اس جعلی بینک کو ختم کر دے یا خلیفہ صاحب کو مجبور کرے کہ اسی بینک کو چلانے کے لئے حکومت سے منظوری حاصل کرے۔

مخفی اخراجات

جس طرح حکومت کو بعض اوقات مخفی طور پر اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں اسی طرح یہاں بھی مخفی اخراجات کے لئے مد موجود ہے۔ خلیفہ صاحب خود فرماتے ہیں۔

”صرف ایک مد خاص ایسی ہے جس کے اخراجات مخفی ہوتے ہیں۔ مگر میں ان کے متعلق بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان مخفی اخراجات کی مد میں سے جو بعض دفعہ ہزار سائیوں اور ایسے ہی اور اخراجات پر جو ہر شخص کو بتائے نہیں جاسکتے خرچ ہوئے ہیں۔“ (انٹل مور ۲۱ جولائی ۱۹۳۷ء)

مد سے خاطر مدارات

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مخفی اخراجات کی حقیقت کو معزز قارئین کے سامنے ظاہر کر دوں۔ مخفی اخراجات وہ اخراجات ہیں جو الیکشنوں، رشوتوں اور سیاسی گٹھ جوڑ پر خرچ کئے جاتے ہیں۔ قادیان میں اسی خاص مد سے چوہدری فتح محمد سیال کا الیکشن لڑا گیا۔ تقریباً ایک لاکھ روپے سے زائد خرچ کیا گیا۔ گردنواح کے بد معاشوں کو شراب اور روپیہ دے کر اپنے ساتھ تھلا لیا گیا۔ یاد رہے کہ شراب پلانے کے لئے جگہ کا انتخاب لنگر خانہ اور مہمان خانہ میں کیا گیا اور ان کی ہر طریق سے خاطر مدارات کر کے ان کی حمایت اور تائید حاصل کی گئی۔ باوجود اس قدر خرچ کرنے کے بھی پہلا الیکشن ہار گئے۔

اسی طرح خلیفہ ربوہ اپنے مخالف حریف کو قتل کرنے کے لئے اسی مد سے بے دریغ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ بعد ازاں اس قاتل کو بچانے کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہا دیتے ہیں

ریاست ربوہ سے در بدر کرنے کی سیکمیں

اسی طرح اس مد سے جس سے مخفی اخراجات چلائے جاتے ہیں کسی ہنگامی وقت میں

اپنے مخالفین کو نچا دکھانے کے لئے لوگوں سے جائیدادیں خریدی جاتی ہیں۔ چنانچہ خلیفہ ربوہ نے خاندان خلیفہ اول مولوی نور الدین پر منافقت کا جھوٹا الزام لگایا اور انہیں ریزولوشن کی بھرمار کی وجہ سے خلیفہ اول کے خاندان کو ریاست ربوہ سے نکالنے کے لئے مختلف سکیمنیں مرتب ہونے لگیں۔ ریزولوشن کے فوراً بعد ان کے ارد گرد سایہ کی طرح ان کی تمام نقل و حرکت پر کڑی نگرانی رہی اور اسی طرح ان کے گھروں پر بھی ۲۴ گھنٹے پہرے دار کھڑے کئے گئے۔ تاکہ دہشت پیدا کی جائے اور خوفزدہ ہو کر یہاں سے بھاگ جائیں اور ساتھ ہی ساتھ ضروریات زندگی کے راستے مسدود کئے گئے اور پھر ہر لمحہ تنگ کرنے کی تدبیریں سوچی گئیں۔ مولوی عبدالمنان صاحب عمر کی عدم موجودگی میں ان کی اہلیہ امت الرحمان بنت مولوی شیر علی کو اپنا ذاتی مکان نمبر ۶۰۲ کے ارد گرد کڑا پہرہ لگا کر (کرفو) چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ آخر لاچار ہو کر وہ ستم زدہ عورت عبدالمجید کے مکان پر منتقل ہو گئی۔ مگر پہلے سے کرایہ پر لیا گیا تھا۔ مکان کی ذاتی ملکیت ملاحظہ ہو۔ انگریزی کا ترجمہ اردو حسب ذیل ہے۔

تصدیق کی جاتی ہے کہ مسٹر عبدالمنان عمر مکان نمبر ۶۰۲ کے مالک ہیں۔

دستخط: آنریری سیکرٹری میونسپل کمیٹی ربوہ

No.

**Certified that Mr. Abdul Mannan Umar is the
owner of the House No.602**

Sd.

Honorary. Secretary. M,c, Rabwah

مخالفین کو مکان سے بے دخل کرنے کا طریق

عبدالمجید صاحب کے مکان پر منتقل ہونے کے بعد خلیفہ صاحب کے اہماء پر یہ عمارت کم و بیش ساڑھے بارہ ہزار روپیہ پر خرید لی گئی۔ جس کی ادائیگی اسی مد سے ہوئی۔ خادم حسین صاحب پکتان جو اس وقت ناظر امور تھے۔ ان کی چشمی ملاحظہ ہو۔

ربوہ مکرئی و محترمی عبدالمجید صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۸ اکتوبر ۱۹۷۷ء آپ کی جو گفتگو مولوی عبدالعزیز صاحب آف بھامڑی سے ہوئی

ہے اس کے مطابق آپ کے مکان واقعہ محلہ دارالرحمت غربی کا سودا مبلغ ساڑھے بارہ ہزار روپیہ پر

خاکسار کو منظور ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ فوری طور پر اس کو خالی کرا کر ہمارے حوالہ کریں اور خالی کرانے میں جتنی مدت لگے اس کا کرایہ ہمیں ادا ہو۔ اسی خط کی رسیدگی سے مطلع فرمادیں۔
والسلام!

خاکسار خادم حسین کپتان

اس مکان کی خریداری کے بعد ذاتی ضرورت کا بہانہ بنا کر نوٹس دیا گیا اور ان کو جبراً ریاست ریوہ اسی طرح چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔

جائیداد کو اپنی عیاشیوں پر خرچ کیا گیا

خلیفہ نے کس طرح جماعتی چندہ اور جائیداد کو اپنی عیاشیوں پر خرچ کیا اس کا اندازہ احمدیہ حقیقت پسند پارٹی کے ان چودہ سوالات پر ہوتا ہے۔ جو خلیفہ محمود کی زندگی میں شائع کئے گئے۔

کیا ”دی سندھ ویجی ٹیمپل آئل اینڈ الائیڈ پروڈکٹس کمپنی لمیٹڈ“، گوجرہ ہیڈ آفس ریوہ جس میں بڑے حصہ دار صدر انجمن احمدیہ، تحریک ہمدید انجمن احمدیہ ریوہ اور حضور خود بھی ہیں، نے گوجرہ سے مندرجہ ذیل تفصیل سے۔ ۱۲/۱۵۹/۶/۱۹۰۰ روپے کا ۹۰۰ پوری بٹولہ جو سیز ٹیکس کا حسب ذیل سٹوکیٹ دے کر خریدایا گیا تھا۔ باقاعدہ کمپنی کے حسابات کی کتب میں خرید بٹولہ کھاتہ میں درج کیا گیا ہے؟ کیا اس بٹولہ کے تیل اور کھل کی فروخت باقاعدہ کتب حساب میں درج کر کے حکومت کا سیز ٹیکس ادا کیا گیا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیوں؟ اب آپ ہی بتائیں کہ یہ روحانی جماعت ملک قوم کی مجرم ہے یا نہیں؟

تاریخ	ریٹ	تعداد پوری	قیمت
۲۷ مارچ ۱۹۵۵ء	۱۳/۴ روپے	۲۰۰	۲۶۵۰
۱۵ اپریل ۱۹۵۵ء	۱۳/۲ روپے	۱۵۰	۱۹۶۸-۱۲
۷ اپریل ۱۹۵۵ء	۱۳/۷ روپے	۱۵۰	۲۰۱۵-۱۰
۱۳ اپریل ۱۹۵۵ء	۱۳/۱۳ روپے	۲۰۰	۲۷۶۲-۸
۱۶ اپریل ۱۹۵۵ء	۱۳/۱۳ روپے	۱۰۰	۱۳۸۱-۳
۷ اپریل ۱۹۵۵ء	۱۳/۱۳ روپے	۱۰۰	۱۳۸۱-۳
	میزان	۹۰۰ پوری	۱۲۱۵۹-۶ روپے

۶۰۰ پوری بنولہ کی خرید اور اس کا تیل و کھل کی فروخت کمپنی کی اصل کتب حسابات میں درج کئے بغیر بلیک مارکیٹ میں فروخت کر کے حکومت وقت کا سیز ٹیکس و انکم ٹیکس بچایا گیا ہے یا نہیں۔ کیا یہ حکومت اور مذہب سے دھوکا ہے یا نہیں؟

کیا اس بلیک مارکیٹنگ کا علم چوہدری غلام مرتضیٰ ہارایت لاء میاں عبدالرحیم احمد جو حضور کا داماد ہے اور حافظ عبدالسلام وکیل اعلیٰ تحریک جدیدہ کو ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ مندرجہ ذیل سیز ٹیکس ایکٹ و مشورتحلیٹ کی خلاف ورزی ہے یا نہیں؟ کیا اسی طرح تقریباً ہر سال ہزار ہا روپے کی خرید اور فروخت تیل و کھل بنولہ کو چھپایا گیا ہے یا نہیں؟ یہاں طوالت کے خوف سے مشمت نمونہ ازخودارے درج کیا گیا ہے۔

Certificate for the exemption from payment of the sale tax Rules of the SALES TAX ACT 1951

We M/s ----- hereby certify that we hold Licence No ----- Date ----- issued by the Sales Tax Officer Lahore. Under section 8 of the Sales Tax Act 1951.

By virtue of the said Lisence, we calaim exemption under clause b/c of section 4 of the said Act in respect of the goods specified below.

Brought from M/s ----- Through -----
cotton seeds ----- Maunds or Bages -----
Rs. ----- per maund or per Bag.

We further certify that the afforeaid goods are to be used and brought into or attached to tax able goods for sale.

امپورٹ لائسنس

۲ آپ کو (خلیفہ صاحب) اپنی ذاتی تجارتی کمپنی انٹرنیشنل ٹریڈنگ کمپنی جو دعالم بلڈنگ لاہور کے نام پر اٹھایا سے چھوٹی لائسنس، کالی مرچ اور کرپلنڈ وغیرہ کا سامان منگوانے کے لئے

جولائی دسمبر ۱۹۵۵ء اور جنوری، جون ۱۹۵۶ء کے در آمدی عرصہ میں جو ایمپورٹ لائسنس ملے تھے۔ آپ نے ۲۰۰ اور ۱۹۰۰ روپے کے اپنے ایک تجارتی ادارہ یعنی وکیل التجارات تحریک جدید جس کے انچارج قریبی عبد الرشید تھے۔ وکیل المال تحریک جدید کو فروخت کئے تھے یا نہیں؟ اگر کئے تھے تو کیوں؟ کیا یہ جرم ہے یا نہیں۔ اگر آپ کا یہ جواب ہو کہ آپ نے فروخت نہیں کئے تھے بلکہ بطور اپنے مختار و نمائندہ کے ان کے ذریعہ مال منگوا لیا تھا تو پھر ان دونوں پر مٹوں کے مال پر مجموعی طور پر جو ۷۰۰۰ روپے کے قریب نقصان ہوا تھا وہ آپ نے خود اپنی جیب خاص سے کیوں برداشت نہ کیا؟ اس کا بار جماعتی چندہ اور قوی امانت پر کیوں ڈالا گیا۔ کیا یہ مذہبی اور روحانی خلیفہ کے لئے جائز ہے۔ جب کہ آپ کا دعویٰ تو حضرت عمرؓ سے بڑھ کر فضل عمر ہونے کا ہے۔ حالانکہ اس عمرؓ نے تو اپنے لڑکے کو بیت المال کے چراغ سے سر پر تیل لگانے پر بھی سزا دی تھی۔ خرید و فروخت اور نقصان کے لئے یونیورسٹی ٹریڈنگ اینڈ مینوفیکچرنگ کمپنی ریوہ کی کتب حسابات اور نفع و نقصان کا گوشوارہ بابت ۵۶-۱۹۵۵ء اور ۵۷-۱۹۵۶ء ملاحظہ ہو۔

۳..... دی سندھ جنگ اینڈ پریٹنگ فیکٹری کنری سندھ میں پریٹنگ سیکشن جو ۱۹۴۳ء میں انکم ٹیکس سے بچنے کے لئے علیحدہ کیا گیا تھا اور ۱۹۵۶ء میں آپ کی خاص ملکیت اور ذاتی جائیداد کے طور پر پروموترز کارپوریشن لمیٹڈ ریوہ کے پاس فروخت یا منتقل ہوا ہے کے ادا شدہ سرمایہ میں ۸۸۰۰۰ روپیہ قرض بیت المال سے حاصل کئے ہوئے قرضہ ۳۳۸۰۹۰ میں سے منتقل ہوا تھا یا نہیں؟ کیا یہ ۸۸۰۰۰ روپے کا قرض آپ کی جیب خاص سے واپسی ادا ہوا ہے؟ یا محض کاغذی اور ہیرا پھیریوں کے ذریعہ جو آپ کے حکم اور ایما سے ہوتی رہی ہیں۔ ادا شدہ ظاہر کر کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کنری فیکٹری سے حکمایہ کلیئرٹس سرٹیفکیٹ لیا گیا تھا کہ اب صدر انجمن اور تحریک جدید کا پریٹنگ سیکشن میں کوئی دخل اور واسطہ نہیں۔ آئندہ یہ خالصتاً حضور کی ذاتی ملکیت ہوگا۔ کیا یہ قوم کے روپیہ کا ناجائز اور مجرمانہ مصرف نہیں؟ اور کیا اس قومی جائیداد کو انہلنے کی تفصیلات کبھی آپ نے جماعت کی نمائندہ مجلس مشاورت میں پیش کی ہیں یا پیش کرنے کی کبھی اجازت دی ہے اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ ۱۹۴۳ء میں جنگ اور پریس سیکشن کی تقسیم محکمہ انکم ٹیکس کی خاطر کی گئی تھی تاکہ جنگ سیکشن کو صدر انجمن اور تحریک جدید کی ملکیت ظاہر کر کے بوجہ خیراتی ادارہ ہونے کے ٹیکس میں پچایا جاسکے اور پریٹنگ سیکشن کو فرضی شرکت نامہ سے بھاری ٹیکس سے محفوظ کیا جاسکے؟ پنجابی کی مشہور ضرب اللیل:

”اگ لین آئی تے گھر دی بن بیٹی“

کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو سکتی ہے کہ ۲۲۵۰۰ روپے حصہ داروں کا سرمایہ ظاہر کر کے چند سالوں میں لاکھوں روپیہ کی مشینری اور بلڈنگ پر قبضہ کر لیا۔ جس کا چودہ ہزار روپیہ سالانہ واب شاید زیادہ ہوٹھیکہ حضور وصول کرتے رہے ہیں۔

۳..... بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جو ۱۲۸۰۹۰۹ روپے قرض دی سندھ جنگ اینڈ پریس فیکٹری کنری کو دیا تھا۔ اس پر ہر سال ۶۳۰۴ روپے کا چیک حضور کے دستخطوں سے (کیونکہ کنری فیکٹری کا چیک اکاؤنٹ حضور پر مبنی کرتے تھے) بطور Rent on Loan یعنی سود صدر انجمن کو ملتا رہا ہے یا نہیں؟ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ آمد اور اس قسم کی اور ہزار ہا روپیہ کی آمدنیوں کو کبھی محکمہ انکم ٹیکس کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ نیز کیا اسلام میں سود لینا یا دینا جائز ہے؟ سود کی تعریف آپ اپنی کتاب ”اسلام کا اقتصادی نظام“ میں ملاحظہ فرما کر اس کا جواب عنایت فرمادیں۔

۵..... صدر انجمن اور تحریک جدید ربوہ کے مدیر مرکز پاکستان ”ب“ (یہ وہ خاص مد ہے جس میں ربوہ کی زمین فروخت کرنے کا روپیہ جمع ہوتا تھا۔ صرف تین سال کے عرصہ میں یعنی ۱۹۵۴ء تا ۱۹۵۶ء ۱۵۸۹۰۰ روپیہ اس مد میں فروخت زمین کا جمع ہوا۔ حالانکہ ربوہ کی ساری زمین صرف ۱۲۰۰۰ روپیہ میں خریدی گئی تھی۔ لیکن پھر بھی خرید کنندگان کو حقوق ملکیت حاصل نہیں۔ اس سے بڑھ کر اور بلیک مارکیٹ اور کیا ہو سکتی ہے اس سے روپیہ حاصل کر کے تجارتی مقاصد کے لئے ربوہ میں ڈالیا سینٹ کمپنی کی جو انجمنی لی تھی اس کو ۲۳۳۷۹ بوری سینٹ فروخت کرنے پر ۳۱ جنوری ۱۹۵۵ء تک ۱۸۹۳۰/۲/۶ روپے منافع ہوا تھا۔ کیا اس انجمنی کا حساب محکمہ انکم ٹیکس کے رو برو پیش کیا گیا ہے۔

۶..... کیا آپ قریشی عبدالرشید وکیل التجارت (حال وکیل المال) اور اس کے عملہ کو جسے پوری تنخواہ اور سفر خرچ وغیرہ جماعت کے چندے سے ادا ہوتا تھا سے اپنا ذاتی کاروبار (مثلاً بارڈر ٹریڈ، چٹا کاروبار، قاعدہ لیسرنا القرآن اور پروفیم مری وغیرہ) کرواتے رہے ہیں یا نہیں۔ جس کا باقاعدہ آپ کو منافع ملتا رہا ہے۔ مثال کے طور پر یونیورسل ربوہ کے ووچر نمبر ۶۲ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۵ء کے مطابق آپ کو ۳۶۹/۱۵ روپے کا چیک بطور تجارتی منافع دیا گیا۔ اسی طرح ہزار ہا روپیہ قریشی عبدالرشید نے جائز و ناجائز طریقہ سے آپ کی نذر کیا اور اسی طرح وہ خود قوم کے محاسب سے پتار ہا۔ کیا یہی وہ تقویٰ کی ہار یک را ہیں جن کا جماعت کو درس دیتے۔ حضور اور

حضور کے تنخواہ دار علماء کے ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔

..... کیا یہ امر واقع ہے یا نہیں کہ پیر صلاح الدین صاحب اے ڈی ایم منگھری جو آپ کے رشتہ دار ہیں نے اپنے گیارہ حصص مالیتی ۱۱۰۰ روپیہ جو ڈی سندھ و بیجی ٹیبل آئل اینڈ الائیڈ پروڈکٹس کمپنی لمیٹڈ میں تھے فروخت کر کے اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ لیکن اس وقت کمپنی مذکورہ چونکہ شدید خسارہ میں تھی اس کے حصص کا کوئی بھی شخص رضا کارانہ طوع پر خریدار نہ تھا۔ لیکن آپ نے بحیثیت خلیفہ کے حکم دیا کہ تحریک جدید انجمن احمدیہ یہ حصص خرید کرے اور فوری طور پر ۱۱۰۰ روپے کی رقم پیر صاحب کو ادا کی جائے۔ چنانچہ تحریک جدید نے فوراً بلا جیل و جت ۱۱۰۰ روپے کا ریزولیوشن پاس کر کے قومی خزانہ و چندہ سے یہ رقم ادا کر دی۔ یہی فیاضانہ سلوک ان سیکٹروں حصہ داروں سے کیوں نہ کیا گیا۔ جن کی رقوم کمپنی مذکورہ میں پیر صاحب کی طرح ہی خطرہ میں تھیں اور ان میں سے اکثروں نے اپنے حصص فروخت کر کے پیر صاحب کی طرح اپنی رقوم کی واپسی کا مطالبہ بھی کیا ہوا تھا۔ کیا یہ امتیازی سلوک ابن الوقتی اور کتبہ پروری نہیں؟ کیا اس قسم کی جانبداری کسی روحانی خلیفہ کے لئے جائز ہے۔

نوٹ ۱۹۵۶ء میں جب اس رقم کی ادائیگی ہوئی تھی اس وقت اس کمپنی کے حصے نصف قیمت پر بھی کوئی لینے کو تیار نہ تھا۔ پانچ لاکھ روپیہ رقوم کا اس کمپنی نے اور لاکھوں روپیہ اسی طرح دوسری کمپنیوں نے ضائع کیا ہے۔ جن کے چیئرمین حضور کے فرزند اور چند مرزا ناصر احمد، مرزا مبارک احمد، مرزا حفیظ احمد صاحب ہیں۔ لیکن کوئی پوچھنے والا اور محاسبہ کرنے والا نہیں۔ جس نے کبھی جرأت کی وہی جماعت اور مرکز سے باہر نکال پھینکا گیا۔

..... کیا آپ نے خود ملک عبدالرحمن صاحب مرحوم آف قصور بیجنگ ڈائریکٹر ڈی ایٹو افریقین کمپنی لمیٹڈ کراچی (ہیڈ آفس دی مال لاہور) کی جگہ کوئی اور آدمی تلاش کرنے کے لئے صوفی محمد رفیق صاحب نائب وکیل الصنعت ڈائریکٹر ایٹو افریقین کمپنی کراچی بھیجا تھا یا نہیں؟ جب آپ کا راز ایک موقعہ پر رورڈ کی میٹنگ میں جو ربوہ میں ہوئی تھی طشت ازبام ہوا تو آپ نے صاف انکار کر دیا کہ آپ نے ہرگز کوئی آدمی نہیں بھیجا۔ ملک صاحب نے کہا یہ صوفی محمد رفیق بیضا ہے اس سے پوچھئے یہ کیا تھا یا نہیں؟ صوفی صاحب کو ملک صاحب کے صداقت بھرے الفاظ کا انکار کرنے کی جرأت نہ ہو سکی اور منہ سے نکل گیا کہ ہاں گیا تھا۔ اس پر صوفی محمد رفیق کوچ بولنے کی پاداش میں وہاں ہی سچ جس کے بولنے کی آپ ہمیشہ جماعت کو تلقین کرتے رہے ہیں سزا کے طور پر ڈی گریڈ کیا گیا۔ حالانکہ آپ کے انکار کے باوجود آپ کا اقرار حسب ذیل اقرار ہے جو

۲۶ نومبر ۱۹۳۹ء کو صوفی محمد رفیق صاحب کو کراچی بھیجوانے کے بعد یا گیا تھا۔

CHINIOT-26-11-49

We have not stated if present Director insists on resign no will run the firm.

KHALIFAT-UL-MASEEH

۹..... سینکڑوں واقفین زندگی جو ایمان و اخلاص سے سرشار کشاں کشاں مرکز سے وابستہ ہوئے تھے آہستہ آہستہ آپ کے دنیاوی اور خود غرض سیاسی نظام کی بے اعتدالیوں، بد عنوانیوں اور دھاندلیوں سے متنفر ہو کر گمراہوں کو واپس لوٹنے میں اور بعض ان میں سے احمدیت اور اسلام کو بھی جواب دے چکے ہیں۔ ان میں سے بعض پر تعلیم دلوانے پر ہزار ہا روپیہ جماعت کے چندہ سے خرچ ہو۔ مجموعی طور پر اس سلسلہ میں ایک اندازہ کے مطابق صرف تحریک جدید کے ۳/۳/۲۳۸۶۹ روپے ضائع ہوئے۔ تفصیل کے لئے وکیل الدیوان تحریک جدید کے حسابات ملاحظہ ہوں۔ کیا اس قومی نقصان جو افراد اور روپیہ کے ضیاع سے ہوا کی تمام ذمہ داری آپ پر اور آپ کے مقررہ کردہ نا اہل افراد اور حاشیہ برداروں پر عائد نہیں ہوتی۔ جن کے عمل اور بانی سلسلہ احمدیہ کی تعبیر میں زمین و آسمان کا فرق ہے؟

۱۰..... دفتر وکیل تجارت کے اخراجات دو چہ نمبر ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹ اور آمد کا دو چہ ۱۰۵ مالیتی ۲۳۸۷/۸ روپے دیکھ کر بتائیں کہ کیا آپ کا یہ ٹکڑہ سٹاک کاروبار کرتا رہا ہے یا نہیں اور بقول الفضل اس جوئے کے کاروبار میں قومی امانت کی تحریک جدید سے قرض لیا ہوا۔ ۲۵۰۰۰ روپیہ ضائع ہوا ہے یا نہیں؟ یہ بچپس ہزار اور اس طرح اور ہزار ہا روپیہ ضائع کرنے والا قریشی عبدالرشید اس محنت بھی بدستور تحریک جدید کا وکیل ہے یا نہیں؟ اور یہ انعام قوم کے اس مجرم کو آپ نے محض اس لئے نہیں دے رکھا کہ سلسلہ کے مال کو مختلف طریقوں اور راہوں سے آپ کی نذر کر رہا تھا ہے۔ اگر قریشی عبدالرشید کے جرم میں حضور یا جماعت کے سنجیدہ طبقہ کو کوئی شک ہو تو ازراہ کرم تحریک جدید کے کم از کم مندرجہ ذیل دو ریزولوشن ضرور پڑھ لئے جائیں تاکہ شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ رہے۔

ارشاد حضور لپکار ڈھوا

ریزولوشن نمبر ۷، م، ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء تجارت کا ہر تین ماہ کے بعد پبلش شیٹ وکالت میں (وکالت علیا) میں پیش ہونا چاہئے۔ اگر اس طرح ہوا کوئی خطرہ کی بات نہیں رہ جاتی۔ اندھیر

تو یہ ہے کہ سارے اکاؤنٹس ان کے قریبی عبدالرشید وکیل التجارت حال وکیل المال قبضے میں رہنے دیتے ہیں اور لوگ اعتراض کر کے میرا مانع چائے ہیں۔

نوٹ..... اس ریزولوشن سے یہ بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ ربوہ والوں کا یہ داؤ بیلا صحیح نہیں کہ نظام جماعت پر ہمیشہ اور صرف ایسے لوگ اعتراض کرتے ہیں جن کو جماعت سے نکال دیا جاتا ہے۔ حالانکہ بعض حق پرست جماعت کے اندر رہتے ہوئے بھی نعرہ حق بلند کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگوں کو فوراً کسی دوسرے فرضی کیس میں الجھا کر مرکز اور جماعت سے علیحدہ یا کم از کم دور کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ کسی وقت ایسے لوگ ڈائریکٹ خلافت مآب پر یہی انگشت نمائی شروع نہ کر دیں۔ اس لئے خلیفہ جب اپنے تحفظ کے لئے ہمیشہ اپنے حواریوں کا تحفظ ضروری خیال کرتے ہیں۔ خواہ وہ کتنے ہی مجرم نہ ہوں۔

ارشاد حضور ریکارڈ ہوا

ریزولوشن نمبر ۶ ب ۱۸ جون ۱۹۵۶ء:

۱..... آئندہ ہر قسم کی تجارت پر موٹرز کار پوریشن کی نگرانی میں ہوگی۔ کیونکہ اس کے چیئرمین خلیفہ کے فرزند اور جمنڈ مرزا حفیظ احمد ہیں جنہوں نے گزشتہ دنوں لاکھوں روپیہ سٹک کے کاروبار میں کراچی میں ہارا ہے۔ لائل پور اور کراچی کی دکانیں بھی پر موٹرز کمپنی کے ماتحت کر دی جائیں اور ان کے سرمایہ کے بارے میں بھی پر موٹرز کمپنی سیکم پیش کرے۔ قریبی عبدالرشید کو اس کے علاوہ اور کسی قسم کی تجارت کا اختیار نہ ہوگا۔ جب تک کمپنی کا بورڈ اس کا فیصلہ نہ کرے۔

۲..... تجارت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک Long Term اور ایک Short

Term چار پانچ ہزار کے سرمایہ سے مراد عارضی تجارت ہو۔ جیسا کہ میں نے (خلیفہ صاحب) چٹا کی تجارت کے لئے رقم دی ہے۔ اس طرح اگر تحریک اور انجمن چاہے تو دو یا تین ماہ کے لئے سرمایہ دے سکتی ہے۔ یہ عرصہ گزرنے کے بعد حکمہ تجارت کو اصل رقم واپس کرنی ہوگی اور اس طرح نفع یا نقصان دیکھ کر آئندہ ایسی تجارت کے جاری رکھنے یا بند کرنے کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

۳..... پر موٹرز کار بورڈ پوری نگرانی کرے کہ خرچ بجٹ کے مطابق ہو اور منظور کیے اندر ہو۔

نوٹ..... چونکہ ان ریزولوشنوں پر عمل نہ ہوا، نہ ہونا تھا۔ جماعت کا ہزار ہا روپیہ وکیل التجارت کے ذریعہ ضائع ہو گیا اور وکیل التجارت نے باوجود تحریک جدید کے خزانہ سے حضور کو چڑھاوے چڑھانے کے لئے جب اپنے قلمدان وزارت کو چھتے دیکھا تو ڈرامائی انداز میں استعفیٰ پیش کر دیا کہ وہ ان حالات میں کام نہیں کر سکتے۔ لیکن خلیفہ کو ان کا استعفیٰ منظور کرنے کی جرأت اس لئے نہ

ہو سکی کہ وہ جانتے تھے کہ ان کے بہت سے راز ہائے سر بستہ کے وکیل التجارت صاحب شاہد ہیں۔ اس لئے حضور نے سابقہ خدمات خصوصی اور کار ہائے تحقیقہ کو ملحوظ رکھ کر انہیں وزارت مال کا قلمدان دوبارہ سپرد کر دیا۔

قارئین کو یاد رہے کہ یہ ریزولوشن ان پیہم اور تابزد تو ز حملوں کے جواب کے طور پر تھا۔ جن کا اشارہ جناب خلیفہ نے خود ریزولوشن نمبر ۷ غ م مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء میں کیا ہے۔ ورنہ خلیفہ ان تمام نتائج اور مبادیات سے خوب آگاہ تھے۔ مگر یہ سب کھیل ہیں جو قوم کی گاڑھے سینے کی کماٹی اور چندہ سے کھیلے جا رہے ہیں۔ کاش ہماری بھولی قوم کی آنکھیں اب بھی کھل جائیں۔

۱۱..... آپ سفر یورپ پر ضرورت سے زائد اپنے خاندان اور مشیران خصوصی (جن میں قریشی عبدالرشید صاحب بھی اپنی خدمات جلیلہ جن کا دھندلا سا خاکہ سوال نمبر ۱۰ میں دیا گیا ہے کے عوض شامل تھے) کا ایک بھاری جتھہ ساتھ لے کر گئے۔ جس سے قوم کے خزانے پر لاکھوں روپے کا ناجائز بار پڑا اور واپس آ کر آپ کے ذمہ بطور قرض جو روپیہ لٹکا تھا اس کو صاف کروانے کے لئے بوگس ریزولوشن صدر انجمن اور تحریک جدید سے پاس کروائے گئے۔ صرف تحریک جدید میں ہی تقریباً ۶۱۰۰۰ روپے کا ایک ریزولوشن ہوا تھا کہ یہ رقم حضور سے مل گئی ہے۔ حالانکہ حقیقتاً ایک پیسہ بھی نہ ملا تھا۔ کیا آپ اسی ایک سفر کے اخراجات کی تفصیلی جماعت کے سامنے پیش کرنے کو تیار ہیں۔

۱۲..... کیا آپ امانت خذ صدر انجمن اور تحریک جدید کی ۱۹۳۸ء تا ۱۹۵۸ء دس سال کی بیلنس شپٹس سال وار جلسہ سالانہ پر قوم کے سامنے پیش کرنے کو تیار ہیں تاکہ نقدی موجودہ تجارتی قرضوں اور ادورڈ رافٹ لی ہوئی رقم کی تفصیل منظر عام پر آسکے؟

۱۳..... ۱۹۳۵ء تا جنوری ۱۹۵۶ء تحریک جدید کے دونوں دفاتروں کی کل آمد ۶۲۱،۱۶،۵۰ روپے ہوئی ہے۔ کیا آپ اس کے مقابل اخراجات کی تفصیل جماعت کے کھلے اجلاس میں بتانے کے لئے تیار ہیں؟

۱۴..... مندرجہ ذیل خطوط کی روشنی میں جواب دیں کہ آپ اپنے سے اختلاف رکھنے والوں کو اخراج از ربوہ، اخراج از جماعت اور سوشل ہائیڈکٹ یعنی متعلقہ کی سنگین سزائیں جو قرآن اور اسلام کی تعلیم اور بین الاقوامی انسانی حقوق شہرت کے چارٹرڈ کے خلاف ہیں یا نہیں؟ اور کیا بقول مکر م ایڈیٹر صاحب نوائے وقت آپ کو اپنے لئے یہی سلوک پسند اور گوارا ہے۔

آزادی رائے پر پابندی

ریاست ربوہ کا گھناؤنا پہلو یہ ہے کہ وہاں کسی کو آزادی ضمیر حاصل نہیں۔ ہر کس

دنا کس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ اس سچ پر سوچے جو خلیفہ نے تجویز کیا ہے۔ یہ آمرانہ نظام بعینہ روی نظام کے مشابہ ہے۔ جہاں تمام لوگوں کو ایک ہی راستہ پر سوچنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اور ایک ہی قسم کا لٹریچر پیدا کیا جاتا ہے اور ایسے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں کہ بیرونی دنیا کے خیالات کے اثرات انداز نہ آسکیں۔ ریاست ربوہ میں تمام قسم کے اخبارات نہیں آسکتے۔ ایک سنسر بورڈ قائم کیا ہوا ہے جو پہلے کتب اور اخبارات کا مطالعہ کرتا ہے جس اخبار اور کتاب کو اپنی پالیسی کے خلاف نہ پائیں اس کے پڑھنے کی اجازت دی جاتی ہے اور جو اخبارات اور کتب ان کی پالیسی کے خلاف ہوتی ہیں ان کا داخلہ ربوہ میں کلیتہً ممنوع ہے۔

اخبار فروش کا واقعہ

چنانچہ حال میں ایک واقعہ ربوہ میں رونما ہوا کہ پبلیٹ کا ایک اخبار فروش مبارک علی نامی ربوہ میں اخبار بیچنے گیا تو وہاں کی خانہ ساز پولیس نے اس کو گھیر لیا اور دفتر ناظم امور یعنی (ہوم سیکرٹری) کے پاس لے گیا۔ بد قسمتی سے اس کے پاس نوائے پاکستان کے پرچے بھی تھے۔ وہ اس سے جبراً چین لے گئے اور اس کے سامنے ہی ان پرچوں کو پھاڑ کر جلا دیا گیا اور اس اخبار فروش کو مارکٹ کر ربوہ سے باہر نکال دیا گیا۔

اسی طرح اخبار الفضل میں بارہا دفتر ناظم امور عامہ کی طرف سے یہ اعلان ہو چکا ہے کہ جن افین یعنی گھر کے بھیدی کا جو لٹریچر بھی احمدیوں کے پاس پہنچا اس کو مت پڑھیں۔ بلکہ وہ مرکز کو بھیج دیں۔ (الفضل مورخہ ستمبر ۱۹۵۷ء)

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور

مذکورہ بالا اعلان میں آپ کئی طور پر منح فرماتے ہیں کہ گھر کے بھیدی کا لٹریچر خواہ وہ سچ موجود کا ہی لٹریچر پیش کریں۔ قطعاً نہ پڑھیں اور ستیا رتھ پرکاش جیسی گندی کتاب اپنے خلف الرشید کو پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ فرماتے ہیں: ”میرے بیٹے جو جوان ہو گئے ہیں میں ہمیشہ انہیں کہا کرتا ہوں کہ قرآن کریم کے علاوہ ستیا رتھ پرکاش اور انجیل و عمرہ بھی پڑھا کرو۔“ (الفضل مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء)

خوف و ہراس

ربوہ میں ایک ایسا حکم ہے جو لوگوں کے افکار و نظریات کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔ اگر کسی احمدی کا نظریہ اور رائے خلیفہ کے نظریہ سے مختلف ہو تو اس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے نظریات

دافکار کو خلیفہ کے نظریات و افکار کے مطابق ڈھالے۔ اگر ایسا نہیں کرتا تو اس کو مختلف طریق سے گزند پہنچانے کی پوری پوری سر توڑ کوشش کی جاتی ہے تاکہ وہ مجبور ہو کر مرکز کو چھوڑ جائے۔ ان تکالیف کے باوجود اگر ریاست ربوہ نہ چھوڑنے پر ہند ہو تو محکمہ امور عامہ مقامی پولیس سے مل کر اس پر جھوٹا مقدمہ بنا کر خوف و ہراس میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ چند سال ہوئے غلام رسول موسم گرما کی تعطیلات گزارنے ربوہ ریاست میں گئے تو ربوہ کی تھاٹ پولیس نے مجھے ان کو ڈھب کا نہ پایا تو ان پر ایک چوری کا مقدمہ بنا دیا۔ تھانیدار اور سپاہی نے مجھے واشگاف الفاظ میں یہ کہا کہ نظارت امور عامہ آپ کے خلاف ہے۔ اس وجہ سے بہتر صورت لگی ہے کہ آپ ربوہ چھوڑ دیں۔

تھاٹ پولیس

جاپان میں بھی دوسری عالمگیر جنگ سے پہلے شاہی گاڈو کی حکومت میں پولیس کا ایک حصہ تھا۔ جس کو تھاٹ پولیس..... کہتے ہیں۔ اس پولیس کا یہ فرض ہوتا تھا کہ ملک میں لوگوں کی گفتار اور افکار کا جائزہ لیتی رہے۔ یہی حال ربوی میکاڈو کا ہے جو اپنی ریاست میں کسی کو نہ سوچنے دیتا ہے۔ نہ کسی کو آزادی سے تالیف و تصنیف کرنے دیتا ہے۔ چنانچہ خلیفہ فرماتے ہیں:

”قاعدہ یہ ہے کہ تمام وہ لٹریچر جو احمدی احباب تصنیف فرمادیں (گواہ کسی موضوع پر ہو) تو محکمہ تالیف و اشاعت میں روانہ فرمادیں اور محکمہ مذکورہ بعد ملاحظہ و صحیح ضروریہ اسے اشاعت کے لئے منظور کرے اور کوئی کتاب یا رسالہ بغیر محکمہ مذکورہ کے پاس کرنے کے احمدیہ لٹریچر میں شائع نہیں ہو سکتا۔“

ربوہ کا پولیس ایکٹ

”اسی طرح مجلس محمدین صدر انجمن احمدیہ نے بھٹوری خلیفہ مسیح بذریعہ ریزولوشن نمبر ۱، ۱۹۲۸ء یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ سلسلہ کی طرف سے کوئی کتاب ٹریکٹ وغیرہ بغیر منظور نظارت تالیف و اشاعت چھپنے اور شائع ہونے نہ پائے۔ اگر اس کی خلاف ورزی ہوئی تو اس کتاب کی اشاعت بند کر دی جائے گی۔“

(الفضل مورہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۳ء)

اجازت نہیں

چنانچہ ان تجاویز پر عملی جامہ پہنایا گیا اور الہوشر نام سے قادیان سے ایک رسالہ نکلتا ہے۔ جس کے ایڈیٹر ایک مشہور قادیانی صحافی تھے۔ خلیفہ کے نزدیک بعض نقائص اور عیوب ایسے

تھے کہ ان سے ہوتے ہوئے الموشر کو مرکز کے سلسلہ سے شائع کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی تھی۔
(الفضل مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۳۷ء)

”اسی طرح اعلان کیا گیا کہ کتاب بیان الجہاد (جو مولوی غلام احمد سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ و تعلیم الاسلام کالج) نے شائع کی ہے۔ کوئی صاحب اس وقت تک نہ خریدیں جب تک نظارت و دعوت تبلیغ کی طرف سے اس کی خریداری کا اعلان نہ ہو۔“ (الفضل مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۳ء)

ایک ٹریکٹ کے متعلق اعلان کیا گیا کہ: ”اس ٹریکٹ کو ضبط کیا جاتا ہے اور اعلان کیا جاتا ہے کہ جس صاحب کے پاس یہ ٹریکٹ موجود ہو وہ اسے فوراً تلف کر دیں اور شائع کرنے والے صاحب سے جواب طلب کیا گیا ہے اور انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ جس قدر کاپیاں اس ٹریکٹ کی ان کے پاس ہوں وہ سب تلف کر دی جائیں۔“ (الفضل مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۳۳ء)

جب نظارت تالیف و تصنیف کو اسی ٹریکٹ کی اشاعت کا علم ہوا تو اس نے اس کی اشاعت ممنوع قرار دے دی اور اسے بحق جماعت رابطہ کر کے تلفسار کر دینے کا حکم دے دیا۔ نیز ٹریکٹ شائع کرنے والے سے جواب طلب کیا گیا۔
(الفضل مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۳۳ء)

غور کیجئے کہ اب ریاست کے مکمل ہونے میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟ خلیفہ فرماتے ہیں: ”اب تک تین رسالوں کو میں اس جرم میں ضبط کر چکا ہوں۔“ (الفضل مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۳۶ء)

ربوہ کا روسی نظام

ریاست ربوہ میں کوئی ایسا لٹریچر داخل نہیں ہو سکتا جو اس ریاست کی پالیسی کے خلاف ہو۔ اس طرح ریاست میں روسی نظام کی طرح کوئی آدمی بھی جو ان کے خیال کا ہموا ہو، اس کو آزادی سے کسی سے ملنے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح دوسرے لوگوں کو بھی یہ اجازت نہیں کہ وہ وارد شدہ آدمی سے کسی قسم کی گفتگو کر سکے۔ چنانچہ غلام محمد صاحب جو خلیفہ کے نظریات اور عقائد کے خلاف ہیں۔ ایک فحشی کام کے لئے ربوہ گئے۔ ربوہ کی تھانہ پولیس نے ربوہ سے نکال دیا تاکہ وہ لوگوں میں اپنے خیالات و افکار کا اثر نہ چھوڑ سکے۔

رشتہ داروں سے ملنا ممنوع

اسی طرح محمد یوسف صاحب ناز (خلیفہ کا محرم راز) اور ان کے ہمراہ عبدالحمید صاحب اکبر جو ان کے کاموں ہیں، اپنے قریبی رشتہ داروں کو ملنے کے لئے ربوہ گئے تو ان کی خانہ ساز پولیس نے اپنی کڑی نگرانی میں گھیر کر ناظر امور عامہ کے سامنے پیش کر دیا تو ان کو اپنے رشتہ داروں سے ملنے کی اجازت نہ دی گئی۔ بلکہ ان کو حکم دیا گیا کہ وہ ریاست ربوہ کو فوراً سے خوشتر چھوڑ دیں۔

در نہ ان کی زندگی کے ہم ذمہ دار نہ ہوں گے۔

ان واقعات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ خلیفہ ربوہ کی طرف سے ایک ایسا آہنی نظام قائم ہے کہ ریاست ربوہ کے لوگ نہ تو مخالفین کے خیالات سن سکتے ہیں اور نہ وہ دوسروں کا لٹریچر پڑھ سکتے ہیں۔ میں حکومت پاکستان سے استدعا کرتا ہوں کہ ایک مذہبی، دینی اور تبلیغی جماعت جنہوں نے دوسروں تک اپنی بات پہنچانی ہوتی ہے ان کی طرف سے لائسنس اور تعزیری اقدام ان کے لئے باعث فخر ہو سکتے ہیں۔ پس گورنمنٹ کا اولین فرض ہے کہ ریاست ربوہ کے لوگوں کو آزادی ضمیر دینے کے لئے مناسب اقدام کرے۔ تاکہ وہ اس مطلق العنان آمر کے آہنی چنگل سے نجات پاسکے۔

حکومت کے خواب

خلیفہ کے رگ و ریشہ میں سیاست مدہتی ہوئی ہے۔ اگر ان کے اعلانات کا نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذہب کے پردہ میں سیاست کا کھیل کھیلتے ہیں اور سیاست کی برکتوں سے بہرہ مند ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کی ابتلاء انگیزیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ خلیفہ اکثر کہا کرتے ہیں۔

تمام سرکاری احمدیوں کی فہرست تیار رکھو

”ہم قانون کے اندر رہتے ہوئے اس کی روح کو کچل دیں گے۔ ایسے ہی مقاصد کے لئے یہ دفتر امور عامہ ایسے احمدی ایفسران جو گورنمنٹ یا ڈسٹرکٹ بورڈوں یا فوج یا پولیس، سول، بجلی، جنگلات، تعلیم وغیرہ کے محکموں میں کام کرتے ہیں۔ ان کے کھل پتے مہیا رکھتا ہے۔“
(الفضل مورسہ ۸ نومبر ۱۹۳۲ء)

ہماری سیاست گورنمنٹ سے زیادہ ہے

کبھی وہ واشگاف الفاظ میں کہہ دیتے ہیں۔

”پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست نہیں وہ نادان ہیں۔ وہ سیاست کو سمجھتے ہی نہیں..... جو شخص یہ نہیں مانتا کہ خلیفہ کی بھی سیاست ہے وہ خلیفہ کی بیعت ہی کیا کرتا ہے۔ اس کی کوئی بیعت نہیں۔ دراصل بات تو یہ ہے کہ ہماری سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے..... پس اس سیاست سے مسئلہ کو اگر میں نے باہر بیان نہیں کیا تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ میں نے اس سے جان بوجھ کر اجتناب کیا۔ آپ لوگوں کو یہ بات خوب سمجھ لینی چاہئے کہ

خلافت کے ساتھ ساتھ سیاست بھی ہے اور جو شخص یہ نہیں مانتا وہ جمہوریت بیعت کرتا ہے۔“
(المنطل مورخہ ۳ اگست ۱۹۲۶ء)

حکومت کے تعاون سے حکومت پر قبضہ

اس زعم میں بر ملا کہہ جاتے ہیں: ”میرا خیال یہ ہے کہ ہم حکومت سے صحیح تعاون کر کے جس قدر جلد حکومت پر قابض ہو سکتے ہیں۔ عدم تعاون سے نہیں..... اگر ہم کالجوں اور سکولوں کے طلباء کے اندر یہ روح پیدا کر دیں تو جوانی میں سے ملازمت کو ترجیح دیں وہ اس غرض سے ملازمت کریں کہ اپنی قوم اور اپنے ملک کو فائدہ پہنچائیں گے۔ تو یہ لوگ چند ماہ میں ہی حکومت کو اپنی آزاد رائے اور بے دھڑک مشورے سے مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ ہندوستانی نقطہ نگاہ کی طرف مائل ہو۔ بیشک ایسے لوگوں کی ملازمت خطرہ میں ہوگی۔ مگر جب کہ یہ لوگ ملازم ہی اس خطرہ کو مد نظر رکھ کر ہوئے ہوں گے۔ ان کے دل میں ان کے دل اس بات سے ڈریں گے نہیں۔ دوسرے کوئی گورنمنٹ ایک وقت میں ہزاروں لاکھوں ملازموں کو اس جرم میں الگ نہیں کر سکتی کہ تم کیوں سچائی سے اصل واقعات پیش کرتے ہو۔ اگر پولیس کے عہدہ پر ہی ایسے جب الوطنی سے سرشار لوگ قبضہ کر لیں تو حکومت ہند میں بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔“
(المنطل مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۲۵ء)

مستورات کی چھاتیوں پر خفیہ دستاویزات

جب کبھی بھی خلیفہ ربوہ کے خفیہ ڈاؤنوں پر حکومت نے چھاپا مارا تو اسلحہ اور کاغذ اب کمال ہوشیاری سے زمین دفن کر دیئے گئے۔ قادیان میں ایک موقع پر یکدم قصر خلافت پر چھاپا پڑا۔ جس کی اطلاع قبل از وقت خلیفہ کو نہ ہو سکی۔ لیکن خلیفہ کی اپنی فراسے ان کے کام آئی تو فوراً خفیہ دستاویز کو اپنی مستورات کی چھاتیوں پر باندھ کر اوپر کوٹھی دار السلام قادیان بھجوا دیں اور تمام اسلحہ فوراً زمین دفن کر دیا۔ ۱۹۵۳ء کے فسادات اور پھر مارشل لاء کے اختتام پر جو گورنمنٹ پاکستان نے ربوہ کے دفاتر اور قصر خلافت پر چھاپہ مارنے کا فیصلہ کیا تو یہ خبر دو دن پہلے ہی ربوہ پہنچ گئی۔ کچھ ریکارڈ نذر آتش کر دیا اور کچھ حصہ چناب ایکسپریس پر سندھ روانہ کر دیا۔ چنانچہ اس اسلحہ کے نشان اب قادیانی اسٹیبلوں میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا بشیر آباوٹیٹ کے ملازم سے ایک تھری ناٹ تھری کی رائفل اور ایک گریڈیڈ برآمد ہوا تھا اور وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ کے ماتحت سزا پایا گیا۔

حکومت وقت سے بغاوت

اسی طرح حال ہی میں اسی اسٹیٹ میں ایک ٹاڈیائی ملازم سے شہری ٹاٹ ٹھری کی رائل پولیس نے برآمد کی ہے۔ اگر حکومت ربوہ اور ٹاڈیائی اسٹیٹوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے تو پیش رو اور از بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ خلیفہ ہر اس فرد کو بغاوت کا حق دیتے ہیں جس نے دل سے اور عمل سے حکومت وقت کی اطاعت نہ کی ہو۔ ایک دفعہ کسی نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ جس ملک کے لوگوں کا مقابلہ کرتے رہیں تو ارشاد ہوا۔

”اگر کسی قوم کا ایک فرد بھی ایسا باقی رہتا ہے جس نے اطاعت نہیں کی نہ عمل سے نہ زبان سے تو وہ آزاد ہے اور دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کر کے مقابلہ کر سکتا ہے۔“

(المفضل مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۳ء)

پھر فرماتے ہیں: ”اگر تبلیغ کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کی جائے تو ہم یا تو اس ملک سے نکل جائیں گے یا پھر اگر اللہ تعالیٰ اجازت دے تو پھر ایسی حکومت سے لڑیں گے۔“

(المفضل مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۵۲ء)

پھر فرمایا: ”شاید کاہلی کے لئے کسی وقت جہاد کرنا پڑ جائے۔“

(المفضل مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۲۳ء)

”جماعت ایک ایسے مقام پر پہنچ چکی ہے کہ بعض حکومتیں بھی اسے ڈر کی نگاہ سے دیکھنے لگی ہیں۔“

(المفضل مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۸ء)

اعتماد پیدا کر کے ملک پر قبضہ کرنا

ان اقتباسات اور حوالہ جات سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ خلیفہ ربوہ اپنی جماعت کے ذہنوں میں ایسی سیاسی جنون کی پرورش کر رہے ہیں جہاں کے اپنے ذہن میں سناٹا ہوا ہے اور اس تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ کب پاکستان میں افتراق و انتشار کی آگ بھڑکے اور اس سے فائدہ اٹھا کر ملک کے حکمران بن جائیں۔

خلیفہ فرماتے ہیں: ”کمیونٹ کی رو چلانے کے لئے طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔“

(المفضل مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۳۶ء)

ان کا اپنا ارشاد ہے کہ: ”پنجاب جنگی صوبہ کہلاتا ہے۔ شاید اس کے یہ معنی نہیں کہ

ہمارے صوبے کے لوگ فوج میں زیادہ داخل ہوتے ہیں۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے صوبے کے لوگ دلیل کے محتاج نہیں بلکہ سونے کے محتاج ہیں۔“

(المفضل مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۶ء)

بیرونی حکومتوں سے گٹھ جوڑ

خلیفہ غلامی کی حالت میں بھی بیرونی حکومتوں سے بھی گٹھ جوڑ کرنے کے متنی ہیں اور اس کی تلقین بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ کہتے ہیں: ”کہ کوئی قوم دنیا میں بغیر دوستوں کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس لئے زیادہ مجرم اور کوئی قوم نہیں ہو سکتی۔ جو اپنے لئے دشمن تو بنتی ہے۔ مگر دوست نہیں۔ کیونکہ یہ سیاسی خودکشی ہے۔“

(انٹرنل مور ۱۸ جون ۱۹۳۶ء)

خلیفہ کی اندرونی تصویر

اس حوالہ سے خلیفہ کی اندرونی تصویر ظاہر ہو جاتی ہے کہ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے کسی وقت بھی اس کے دشمنوں کے حلیف بن سکتے ہیں۔ چاہے اس کی کوئی بھی صہدت پیدا ہو جائے۔ مثلاً وہ راز افشاء کر کے پاکستان کے دشمنوں کے دلوں میں جگہ پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ ایک موقع پر خطبہ دیتے ہوئے ایک کرٹل کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہوئے کہا کہ کرٹل صاحب نے کہا ہے: ”حالات پھر خراب ہو رہے ہیں۔ لیکن اس دفعہ فوج آپ کی مدد نہیں کرے گی۔“ اس حوالہ سے کئی امور منکشف ہوتے ہیں۔

(انٹرنل مور ۸ مارچ ۱۹۵۷ء)

حکومت کی مخفی پالیسی کا راز

کون فوج میں بعض ایسے افسر بھی ہیں جنہوں نے حکومت کی پالیسی خلیفہ کو بتا دیتے ہیں۔ مثلاً کرٹل کا یہ کہنا کہ حالات پھر خراب ہو رہے ہیں۔ لیکن اس دفعہ فوج آپ کی مدد نہیں کرے گی۔ ان الفاظ سے یہ ظاہر ہے کہ حالات مجموعیوں کے لئے خراب سمجھ جائیں گے۔ لیکن فوج آپ کی امداد نہیں کرے گی۔ اگر واقعی کرٹل صاحب کا کہنا درست ہے تو یہ الفاظ حکومت کی کسی مخفی پالیسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

دوم..... اگر خلیفہ نے یہ بات کرٹل صاحب کی طرف غلط طور پر منسوب کی ہے اور پاک آرمی کی سادھ پر کاری ضرب ہے۔ کیونکہ خلیفہ کرٹل صاحب کی زبانی یہ بتا رہے ہیں کہ حالات خراب ہونے پر بھی فوج آپ کی مدد نہیں کرے گی۔ یعنی اگر گورنمنٹ فوج کو حالات سدھارنے پر متعین کرے تو وہ انکار کرے گی۔ لیکن تعجب والی بات یہ ہے کہ جب خلیفہ نے خطبہ دیا تو اس وقت نوائے پاکستان کی وساطت سے حکومت کی خدمت میں یہ عرض کی تھی کہ وہ خلیفہ کو گرفتار کر کے اس سے دریافت کیا جائے کہ وہ کون کرٹل صاحب ہیں جس نے خلیفہ کو پاک فوج کے حعلق یہ کہا تھا۔ اگر خلیفہ، کرٹل صاحب کا نام بتانے سے قاصر ہوں تو ان کو سزا دی جائے۔ لیکن افسوس! گورنمنٹ

نے نہ معلوم وجوہات کی بناء پر خلیفہ سے باز پرس نہ کی۔ دراصل یہی وہ امور ہیں جب خلیفہ اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ خطبات دیتے ہیں تو حکومت ان پر گرفت نہیں کرتی۔ جس سے وہ بے لگام ہو کر جرأت اور جسارت میں بڑھ جاتے ہیں۔ خلیفہ کی یہ عادت قدیمہ ہے کہ جب کبھی ان کی تقریر پر کوئی قانونی اعتراض پڑے تو اپنا کام نکل جانے کے بعد، تو وہ کچھ عرصہ کے بعد تقریر دوبارہ اصلاح کے ساتھ شائع کر دیتے ہیں۔ اس دوبارہ شائع کرنے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ جب کبھی حکومت کی طرف سے گرفت ہو تو وہ دجل و فریب سے حقیقت پر پردہ ڈال کر دوسری اشاعت کو پیش کر سکیں اور قانون کی گرفت سے بچ جائیں۔ یہاں بھی اس قسم کے مکر و فریب اور عیاری سے کام لیا گیا ہے۔ جب کہ خطبہ پہلی دفعہ شائع ہوا تو اس کے الفاظ اور تھے۔ جب وہی خطبہ دوسری بار شائع کیا گیا تو قابل اعتراض الفاظ کو حذف کر دیا گیا۔

گشتی مراسلہ

- ☆ ربوہ کے جاسوسوں کا کام؟
- ☆ حکومت کی پالیسی کے راز چرانا۔
- ☆ مجلس تحفظ ختم نبوت اور
- ☆ جماعت اسلامی کی سرگرمیوں کا پتہ چلانا۔
- ☆ مرکزی حکومت نے اعلیٰ حکام کو خبردار رہنے کی ہدایت کر دی ہے۔

AHMADIS COLLECTING OFFICIAL INFORMATION

Govt, asks Departmental Heads to be vigilant

The West Pakistan Government has circulated a letter to all the Secretaries, Heads of Departments and Commissioners of Divisions, bringing to their notice the activities Ahmadiya, Rabwah, it is reliably learnt.

The letter which was circulated some time ago directly the officials concerned to take suitable

measures to prevent official information from other into the hands of the Ahmadiya intelligence staff in an unauthorised manner.

The letter points out that the Government has reliable information to the effect that the Jamaat-e-Ahmadiya, Rabwa has employed special intelligence staff to collect information which may be of the most interest to the Ahmadiya sect. The Government has also learnt that Government servants belonging to the Ahmadiya community are being used for securing official information. Another source through which the Ahmadiya intelligence staff collects information are the retired Ahmadiya Government servants who still have influence with their erstwhile colleagues or subordinates.

It has also come to the notice of the Government that some Ahmadies have apparently renounced their faith in order to ally themselves and to mix freely with the general body of Muslims with object of collection information.

The main topics on which the Ahmadiya intelligence staff gathers information are, a the activities of the dissident Ahmadiya group called the "Haqiqat Pasand Party" activities of the organisation like the "Majlis Tahaffuz-e-Khatm-e-Nabuwat and Jama'at-e-Islami", matters arising in

Government Departments which effect the interests of the Ahmadi activities of the various political parties, any change in Government policy regarding the Ahmadi community and the Shia-Sunni relation.

The Circular letter also points out that the Ahmadi intelligence staff is stationed at Rabwa and Lahore. The Jama'at-e-Ahmadi proposed to set up branches of the Intelligence staff at Rawalpindi and Karachi as well. The operation of the intelligence staff are directed and supervised by Mirza Nasir Ahmad, son of the Head of the Ahmadi community.

(Pakistan Times, Dated: 6th December 1957)

گشتی مراسلہ

حال ہی میں گورنمنٹ پاکستان نے سیکرٹریوں اور حکومت کے سربراہوں کو ایک گشتی مراسلہ بھیجا ہے جس میں گورنمنٹ کے ذمہ دار افسران کو خلیفہ ربوہ کی خلافتی (C.I.D) سے ہوشیار رہنے کے لئے ہدایت دی ہے۔ اس مراسلہ کا تذکرہ اخبار آزاد، امروز اور پاکستان ٹائمز میں آچکا ہے۔

مرکزی حکومت نے اعلیٰ حکام کو خیردار رہنے کی ہدایت کر دی

یہ مراسلہ کچھ عرصہ صوان افسران کو بھیجا گیا ہے۔ اس میں متعلقہ افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایسے انتظامات کریں کہ سرکاری اطلاعات ناچائز طور پر احمدیوں کو خبر رساں عملے کے ہاتھوں نہ پڑنے پائیں۔ اس مراسلہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ حکومت کے پاس اس کی معتبر اطلاع ہے کہ ربوہ کی احمدیہ جماعت نے خبر رسائی کا ایک خصوصی عملہ ملازم رکھا ہے جو ایسی سرکاری اور غیر سرکاری اطلاعات فراہم کرے گا جو احمدیہ فرقہ کے مفاد میں ہوں گی۔ حکومت کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ سرکاری ملازم جو احمدیہ فرقہ کے متعلق ہیں ان کے ذریعہ سرکاری اطلاعات مہیا کی جارہی ہیں۔ ایک اور ذریعہ میں سے کام لے کر احمدیہ جماعت کا خبر رسائی کا عملہ سرکاری اطلاعات جمع

کرتا ہے۔ وہ حکومت کے پٹنن یافتہ احمدیہ ملازم ہیں۔ جن کا ابھی تک اپنے دور کے ساتھیوں اور ماتحتوں پر اثر ہے۔ حکومت کے علم میں یہ بھی آیا ہے کہ بعض احمدیوں نے غیر احمدی ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ تاکہ ان کی طرف سے، شک و شبہ جاتا رہے۔ وہ آزادی سے تمام مسلمانوں میں خلط ملط ہو سکیں اور معلومات حاصل کر سکیں۔ حکومت نے بتایا ہے کہ احمدی جماعت کا یہ عملہ عام طور پر جو معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے ان میں ربوہ کی احمدیہ جماعت کے باغیوں کی جن کا نام حقیقت پسند پارٹی ہے۔ سرگرمیاں مجلس تحفظ ختم نبوت اور جماعت اسلامی کی سرگرمیوں کا پتہ چلانا شروع ہے۔ نیز اس میں احمدیہ فرقہ اور شیعہ سنی تعلقات سے متعلق حکومت کی پالیسی میں تبدیلی کی خبر رکھنا بھی شامل ہے۔ حکومت کے اس گشتی مراسلہ میں بتایا گیا ہے کہ ربوہ کی احمدیہ جماعت کا یہ خبر رسانی کا عمل فی الحال ربوہ اور لاہور میں تعینات ہے اور جماعت احمدیہ کی تجویز ہے کہ اس عملہ کی شاخیں راولپنڈی اور کراچی میں قائم کی جائیں۔ اس عملہ کو ہدایت دینا اور اس کی نگرانی کرنا احمدیہ فرقہ کے امام و خلیفہ کے بیٹے مرزا ناصر احمد کے سپرد ہے۔ (امروز مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۵۷ء)

اس پر ملک کے مشہور اخباروں نے ادارتی نوٹ بھی لکھے ہیں جس میں گورنمنٹ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی ہے کہ یہ محکمہ گورنمنٹ کے لئے اتنا ضرر رساں نہیں جتنا کہ ربوہ کا خلافتی نظام۔ چنانچہ روز نامہ آفاق لاہور کا ادارتی نوٹ ملاحظہ ہو۔

صوبائی حکومت کا راہ فرار

”کچھ عرصہ پہلے معاصر ”آزاد“ نے صوبائی حکومت کے ایک خفیہ سرکلر کے نمبر اور تاریخ کا حوالہ دے کر یہ انکشاف کیا تھا کہ حکومت نے اپنے محکموں کے سربراہوں کو اور سیکرٹریوں کو ربوہ کے جاسوسوں سے خبردار رہنے کے لئے کہا ہے۔ اب پاکستان ٹائمز نے اس خبر کو دہرایا ہے۔ اس خبر کے مطابق حکومت کے سرکلر میں بتایا گیا ہے کہ ربوہ کے خلافتی نظام نے جاسوسی کا ایک محکمہ قائم کر رکھا ہے۔ جو حکومت کے دفاتر سے اپنے مفید مطلب راز حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ محکموں کے سربراہوں اور سیکرٹریوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ کوئی سرکاری راز جاسوسوں کے ہاتھوں میں نہ پڑیں۔

صوبائی حکومت کا یہ سرکلر ایک اہم مسئلے سے فرار کی مضحکہ خیز کوشش ہے۔ حکومت کو یہ چھوٹا سا تنکا نظر آ گیا کہ ربوہ کی انجمن نے حکومت کے راز حاصل کرنے کے لئے ایک جاسوسی نظام قائم کر رکھا ہے۔ لیکن یہ بہت بڑا اہمتر نظر نہیں آتا کہ ربوہ کی انجمن نے مذہبی تقدس کی آڑ میں ایک خفیہ متوازی حکومت کی صورت اختیار کر لی ہے اور وہ ایسے تمام حربے استعمال کرنے پر

مجبور ہے جو سیاسی طاقت ہاتھ میں لینے کے لئے ضروری ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں حربہ عام قانون کی مشینری کو ناکام بنانے کا ہے۔ حکومت کی پولیس کے سامنے اس بات کے ثبوت اور شواہد موجود ہیں۔ ریوہ میں تشدد اور جرائم کے ایسے واقعات پولیس کے نوٹس میں آچکے ہیں جن کی صداقت کے متعلق پولیس کے افسران اعلیٰ کو شک و شبہ باقی نہ رہا۔ لیکن ان افسروں کا بیان ہے کہ اختفائے جرم کی ایک لمبی چوڑی سازش نے ان کے لئے مجرم کو سزا دلوانا، مظلوم کی داد رسی کرنا ناممکن بنا دیا ہے۔ اچنائے مذہب کے علم بردار سچ بات کہنے پر آمادہ نہیں ہوتے اور اگر کوئی شخص آمادہ ہوتا ہے تو اس کو زریا زور کے ذریعے گئی گواہی دینے سے روکتے ہیں۔ لہذا ملک کا قانون بے بس ہے۔ اگر اس ملک میں واقعی ایسے حالات پیدا ہو جائیں اور ایک جماعت اپنی تنظیم اور اپنے وسائل کے ذریعے قانون و انصاف کی مشینری کو جب چاہے شل کر دے تو حکومت کو طفلانہ سرکلر جاری کرنے کے بجائے ان حالات سے عہدہ براء ہونے کی موثر تدبیر سوچنی چاہئے یا بصورت دیگر اقتدار کے عہدہ سے مستعفی ہو جانا چاہئے۔ اصل یا اہم سوال یہ نہیں ہے کہ نظام ریوہ کے جاسوس حکومت کے راز چرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حکومت کے پاس راز ہی کون سے ہیں جنہیں وہ محفوظ رکھ سکتی ہے۔ اصل سوال یہ ہے یہ جاسوسی کے علاوہ ریوہ کے خلافتی نظام کے کارکن اور بھی بہت کچھ کر رہے ہیں جو ایک دہشت پسند خفیہ سیاسی نظام کی سرگرمیوں کی ذیل میں آتا ہے۔ اس کا علاج کیا ہے۔“

روزنامہ ”کنسٹیم“ بھی ملاحظہ ہو:

ریوہ کا جاسوسی نظام

”اخباروں میں حکومت مغربی پاکستان میں ایک شش ماہی کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ جس میں حکموں کے سربراہوں اور سیکرٹریوں کو ریوہ کے جاسوسوں سے خبردار رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ حکومت کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ ریوہ کے قادیانی خلافتی نظام نے جاسوسوں کا ایک محکمہ قائم کر رکھا ہے جو حکومت کے وفاتر سے قادیانی جماعت کے ہارے میں حکومت کے فیصلوں کی اطلاعات قادیانی جاسوس قادیانی سرکاری ملازموں سے حاصل کرتے ہیں یا قادیانی پنشن خواروں سے جن کے تعلق اب بھی سرکاری وفاتر سے ہیں۔“

ایک معاصر نے اس پر یہ سوال اٹھایا ہے کہ حکومت کے نزدیک کون سی شے اہم ہے۔ سرکاری راز معلوم کرنے کا جاسوسی نظام یا وہ خفیہ متوازی حکومت جو قادیانی نظام خلافت نے تقدس کی آڑ میں ریوہ میں قائم کر رکھی ہے۔ اگر پہلی بات ایک نکتہ ہے تو دوسری بات سمیرہ۔ جاسوسی کا

نظام حقیقت میں اسی خفیہ متوازی حکومت کا ایک قدرتی اختتام ہے۔

اس کے بعد معاصر حکومت کو بتاتا ہے کہ پولیس کے اعلیٰ افسروں کے اعتراف کے مطابق ریوہ میں قانون اور امن کی طاقتیں بے بس ہو جاتی ہیں۔ وہاں کے لوگوں کی زندگی تلخ کر دی جاتی ہے۔ مگر مجرموں کے خلاف شہادت دینے پر کوئی شخص آمادہ نہیں ہوتا۔ معاصر لکھتا ہے کہ ”اصل یا اہم سوال یہ نہیں ہے کہ نظام ریوہ کے جاسوس حکومت کے راز چھاننے کی کوشش کر رہے ہیں..... اصل سوال یہ ہے کہ جاسوسی کے علاوہ ریوہ کے حفاظتی نظام کے کھارکن اور بہت کچھ کر رہے ہیں جو ایک دہشت پسند خفیہ سیاسی نظام کی سرگرمیوں کی ذیل میں آتا ہے اس کا علاج کیا ہے؟“

ہمیں معاصر کے اس تجزیے سے پورا اتفاق ہے۔ افسوس ہے کہ معاصر نے علاج تجویز کرنے کا مسئلہ حکومت پر چھوڑ کر سکوت اختیار کر لیا ہے۔ حالانکہ یہ مسئلہ کچھ بھی پیچیدہ نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت قادیانی جماعت کی اصل حیثیت کو محض کر دے اور پردہ فریب کو چاک کر دے۔ جو اس نے اپنے چہرے پر ڈال رکھا ہے۔ یہ جماعت بالکل اسی طرح ایک خفیہ سیاسی جماعت ہے۔ جس طرح کوئی خفیہ سیاسی جماعت ہو سکتی ہے۔ لیکن اس نے خود کو محض ایک مذہبی جماعت قرار دے رکھا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے افراد پر سرکاری دفاتر کے چوہٹ کھلے ہوئے ہیں اور بڑے سے بڑے عہدے پر وہ فائز ہیں۔

ان کی اصل وقاداریاں پاکستان کے نظام حکومت سے وابستہ نہیں ہیں۔ بلکہ ریوہ کے خلافتی نظام سے وہ خلافت ریوہ کے راز تو سینے میں چھپا سکتے ہیں۔ مگر سرکاری اطلاعات کو عقیدہ چھپا نہیں سکتے۔ اگر چھپائیں تو انہیں نظام خلافت کا باغی قرار دیا جاتا ہے۔ معاصر موصوف نے پولیس اور قانون کی جس بے بسی کا ذکر کیا ہے وہ اسی صورت حال کا نتیجہ ہے اس خرابی کا علاج یہ ہے کہ قادیانی جماعت کو خفیہ سیاسی جماعت قرار دیا جائے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو ایسی جماعتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس کے بغیر یہ دو عملی ختم ہو نہیں سکتی اور عیشی مراسلے کا جراثیم کا کچھ حاصل نہیں۔ بجز اس کے کہ ”چور“ کو آگاہ کر دیا جائے کہ جاگ ہو گئی ہے اور وہ اپنا کام زیادہ ہوشیاری کے ساتھ کرے۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ جن افسروں کے نام یہ عیشی مراسلے جاری کیا گیا ہے ان میں کتنے ہی ہوں گے جو اس ٹہرست میں آتے ہوں گے جن سے خبردار رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

(روزنامہ تسنیم لاہور مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۵۷ء)

داعشاں کیس جلوہ بر مراب و منبری کنند چوں نجلوت می روئال کار دگر می کنند

☆.....☆